



156 اصلاحی بیانات کا مدنی گلدستہ



الرَّوْضُ الْفَائِقُ فِي الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ

ترجمہ بنام

حکایتیں اور نصیحتیں

مُصَنَّفٌ: مَبْلَغُ اسْلَامِ الشَّيْخِ شُعَيْبِ حَرِيْفِيْشٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي ٥٨٠ -

مُتَرْجِمِينَ: مَدَنِيْ عُلَمَاءُ شُعْبَةِ تَرْاجِمِ كُتُبِ



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجئے
اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے:

اللَّهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَأَنْشُرْ
عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم پر علم و حکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما!

اے عظمت اور بزرگی والے!

(مُسْتَطَرَف ج ۱ ص ۴۰ دارالفکر بیروت)



طالب علم
مدینہ
بئیع
و
مطہرت
۱۳ شوال المکرم ۱۴۲۸ھ

(اول آخر ایک بار دُرُود شریف پڑھ لیجئے)

قیامت کے روز حسرت

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: سب سے زیادہ حسرت
قیامت کے دن اُس کو ہوگی جسے دُنیا میں علم حاصل کرنے کا موقع ملا مگر اُس نے حاصل
نہ کیا اور اس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور دوسروں نے تو اس سے سُن کر نَفْع
اُٹھایا لیکن اس نے نہ اُٹھایا (یعنی اس علم پر عمل نہ کیا)۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۱ ص ۱۳۸ دارالفکر بیروت)

کتاب کے خریدار متوجہ ہوں

کتاب کی طباعت میں نمایاں خرابی ہو یا صفحات کم ہوں یا بانڈنگ میں
آگے پیچھے ہو گئے ہوں تو مکتبۃ المدینہ سے رُجوع فرمائیے۔

156 اصلاحی بیانات کا مدنی گلدستہ

الرَّوْضُ الْفَائِقُ فِي الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ

ترجمہ بنام

حکایتیں اور نصیحتیں

مُصَنَّف

مُبَلِّغِ إِسْلَام

السَّيِّحُ شُعَيْبُ حَرِيْفِيْش رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ

الْمُتَوَفَّى ٨١٠ هـ

پیشکش: مجلس المدینة العلمیة (شعبہ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه يا حبيب الله

نام کتاب :	الرَّوْضُ الْفَائِقُ فِي الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ
ترجمہ بنام :	حکایتیں اور نصیحتیں
مؤلف :	مُبَلِّغِ السَّلَامِ الشَّيْخِ شُعَيْبِ حَرَيْفِيْش رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ
مترجمین :	مدنی علماء شعبہ تراجم کتب (المدينة العلمية)
تاریخ اشاعت :	شوال المکرم ۱۴۲۹ھ، اکتوبر 2008ء
تاریخ اشاعت :	جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ، اپریل 2010ء تعداد: 3000 (تین ہزار)
تاریخ اشاعت :	رجب المرجب ۱۴۳۱ھ، جولائی 2010ء تعداد: 8000 (آٹھ ہزار)
تاریخ اشاعت :	شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ، جولائی 2011ء تعداد: 7000 (سات ہزار)
تاریخ اشاعت :	صفر المظفر ۱۴۳۵ھ، دسمبر 2013ء تعداد: 2500 (بچیس سو)
تاریخ اشاعت :	جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ، مارچ 2014ء تعداد: 5000 (پانچ ہزار)
ناشر :	مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی، پاکستان۔

تصدیق نامہ

تاریخ: ۲۷ شوال المکرم ۱۴۲۹ھ

حوالہ: ۱۵۳

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام على سيد المرسلین وعلى آله واصحابه اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ”الرَّوْضُ الْفَائِقُ فِي الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ“ کے ترجمہ

”حکایتیں اور نصیحتیں“

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلس تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب و مغایب کے اعتبار سے

مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیش کتب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

27 - 10 - 2008

مدنی التجا: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں۔

یادداشت

(دورانِ مطالعہ ضرورتاً اندر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمائیے۔ ان شاء اللہ عزوجل علم میں ترقی ہوگی)

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں: ”وَأَمَّا الْمَوْعِظَةُ فَهِيَ الْكَلَامُ الَّذِي يُفِيدُ الزُّجْرَ

عَمَّا لَا يَنْبَغِي فِي طَرِيقِ الدِّينِ لِعَنِي نَصِيحَتِ وَهِيَ كَلَامٌ هُوَ جَوَاهِرٌ دِينٍ فِي نَارٍ وَأَوْرَاقٍ مَنَاسِبٍ بِأَتُونَ سِرِّهِمْ“

(تفسیر کبیر، سورۃ ال عمران، تحت الایۃ ۱۲۸، ج ۳ ص ۳۷۰)

وعظ ونصیحت کی اہمیت و افادیت ایک مسلمہ (م - سئل - لسم - ہ) حقیقت ہے۔ ہر دور میں اس کی ضرورت پیش آئی۔ اس

کے فوائد و ثمرات بے شمار و بے حساب ہیں۔ خود اللہ عزوجل نے قرآن مجید فرقان حمید کا ایک نام موعظت یعنی نصیحت رکھا ہے۔

چنانچہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنز الایمان: یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور پرہیز گاروں کو نصیحت ہے۔

﴿١﴾ هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ٥

(ب ۴، ال عمران: ۱۳۸)

ترجمہ کنز الایمان: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔

﴿٢﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ

وَشَفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ٥

(ب ۱۱، یونس: ۵۷)

مفسر شہیر، صدر الافاضل، فخر الامثال حضرت علامہ مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت مبارکہ کے تحت ”خَزَائِنُ الْعَرْفَانِ“ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”اس آیت میں قرآن کریم کے آنے اور اس کے مَوْعِظَتِ (مَوْ - ع - ظ - ت) یعنی نصیحت (و شفاء و ہدایت و رحمت ہونے کا بیان ہے کہ یہ کتاب ان فوائدِ عظیمہ کی جامع ہے۔ موعظت کے معنی ہیں وہ چیز جو انسان کو مرغوب کی طرف بلائے، اور خطرے سے بچائے، خلیل نے کہا کہ موعظت نیکی کی نصیحت کرنا ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو۔

(خزائن العرفان، سورۃ یونس، تحت الایۃ ۵۷)

وعظ ونصیحت حضرات انبیاء کرام و مرسلین عظام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظیم سنت ہے جس کو تمام نبیوں کے سرور،

دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کمال کی بلندیوں پر پہنچایا اور کیوں نہ ہو کہ اللہ عزوجل نے انہیں جوامع

الکلم عطا فرمائے یعنی ایسے کلمات جو عبارت کے لحاظ سے مختصر اور معانی و مطالب کے لحاظ سے جامع ہوں۔ بخاری شریف کی پہلی

حدیث (الْمَسْأَلَةُ بِالْبَيِّنَاتِ لِعَنِي أَعْمَالُ كَادَارُ وَدَارِ نِيَّتُونَ) پر ہے۔ (صحیح البخاری، الحدیث ۱، ص ۱) اس پر گواہ ہے۔ حضور نبی کریم،

رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وعظ و نصیحت کا انداز انتہائی دلنشین ہوا کرتا۔ کبھی خوف خدا عزوجل کا بیان ہوتا تو کبھی رحمت

الہی عزوجل کی بشارتیں، کبھی جنت کی خوشخبریاں سناتے تو کبھی دوزخ سے ڈراتے اور کبھی سابقہ امتوں کے حالات سے آگاہ فرماتے

تو کبھی آنے والے فتنوں کی خبر ارشاد فرماتے الغرض کلام حاضرین کی حالت اور وقت کے تقاضے کے عین مطابق ہوتا۔ صرف ایک حدیث پاک اور اس کی مختصر شرح ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا عریاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کر کے ایسا بیان فرمایا کہ جس سے آنسو بہہ پڑے اور دل خوف زدہ ہو گئے تو ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ غزوہ بدر لعلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یوں لگتا ہے کہ یہ بیان، الوداع کہنے والے کی نصیحت کی طرح ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کس چیز کی وصیت فرماتے ہیں؟“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے اور امیر کی بات سن کر اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ کثیر اختلافات دیکھے گا تو (اس وقت) تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ، راہنمائی کرنے والے خلفاء کی پیروی لازم ہے، پس سنت کا دامن مضبوطی سے تھام لینا اس طرح کہ جیسے کوئی چیز داڑھوں سے پکڑتے ہو اور خود کو نئے پیدا ہونے والے کاموں سے بچا کر رکھنا کیونکہ ہر نیا (خلاف شریعت) کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں (لے جانے والی) ہے۔“ (سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، رقم الحدیث ۴۶۰۷، ج ۴، ص ۲۶۷)

امام جلیل، عارف باللہ حضرت سیدنا عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث پاک کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں: ”حضور نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے الوداع کہنے والے کی طرح نصیحت فرمائی یعنی ایسے شخص کی وصیت کی طرح جو اپنی قوم کو چھوڑ کر جا رہا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنے جانے سے پہلے انہیں ان باتوں کی وصیت کر جائے کہ اس کے بعد انہیں ان باتوں کی انتہائی ضرورت پڑے گی۔ تو وہ انہیں وصیت و نصیحت کرتا ہے، خوف دلاتا ہے اور زجر و توبیخ کرتا ہے اور اپنی مخالفت سے ڈراتا ہے۔ اور یہ صرف ان کی بھلائی کی انتہائی چاہت کے سبب کرتا ہے کہ کہیں وہ اس کے بعد گمراہ نہ ہو جائیں۔ (مزید فرماتے ہیں) اس حدیث پاک میں یہ اشارہ بھی ہے کہ واعظ کو چاہئے کہ بوقت وعظ اپنے پاس موجود حاضرین کو نصیحت کرنے میں پوری کوشش صرف کرے اور ایسی کوئی بھی فائدہ مند بات ترک نہ کرے جس کے متعلق جانتا ہو کہ حاضرین اس کے لئے دوسری مجلس کے محتاج ہوں گے کیونکہ دوسری مجلس تک زندہ رہنے کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اور واعظ کے لئے یہ جائز ہے کہ بغیر کوئی مشقت اٹھائے حاضرین کی حالت کے مطابق کبھی کبھار ان کو ڈرائے اور زجر و توبیخ کرے، البتہ! اس کی عادت نہ بنائے جیسا کہ حضور نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک عمل تھا کہ کبھی ڈراتے اور کبھی نہ ڈراتے۔“

(الجديقة الندية شرح الطريقة المحمدية، الباب الاول فی الاعتصام بالكتاب والسنة۔۔۔ الخ، ج ۱، ص ۹۵)

وعظ و نصیحت کے بے شمار فوائد ہیں، اس کے ذریعے کفار و دولت اسلام سے مشرف ہوتے، مسلمانوں کے دل خوفِ خدا

عَزَّوَجَلَّ سے لبریز اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہوتے، ایمان کو تازگی ملتی، اسلام کی محبت میں ترقی آتی، نیکیوں کا جذبہ ملتا، گناہوں سے نفرت پیدا ہوتی، ثواب کی طلب میں اضافہ ہوتا، گناہ سے بچنے کا ذہن بنتا اور دین سیکھنے سکھانے کے لئے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کا جذبہ ملتا ہے۔ الغرض وعظ و نصیحت ہر طرح سے فائدہ مند ہے۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَذِكْرُ فَإِنَّ الذِّكْرَ يُنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ 0 (ب، ۲۷، الذریت: ۵۵) ترجمہ کنز الایمان: اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: ”اگر سمجھانا کسی کافر کو شرفِ ایمان کا فائدہ دے تو یہ مسلمان ہی کو نفع دینا ہے کیونکہ وہ مسلمان ہو چکا ہے۔“ (تفسیر کبیر، سورۃ الذریت، تحت الایۃ ۵۵، ج ۱۰، ص ۱۹۱)

پھر یہ کہ وعظ و نصیحت کے کچھ آداب ہیں اگر انہیں مد نظر رکھ کر اس فریضہ کو انجام دیا جائے تو مقصود حاصل ہوگا ورنہ ساری کوشش رائیگاں جائے گی۔ لہذا یہاں شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے فرامین کی روشنی میں انفرادی و اجتماعی وعظ و نصیحت، امر بالمعروف اور واعظین و مبلغین کے 26 آداب بیان کئے جاتے ہیں:

- (1)..... مبلغ باعمل ہو۔ کیونکہ باعمل کی بات جلد اثر کرتی ہے۔ (2)..... علمائے اہلسنت کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہیں۔ (3)..... جب کسی کو نیکی کی دعوت دیں (یعنی نصیحت کریں) تو اس کے ساتھ محبت سے پیش آئیں اور گناہ کرتے دیکھیں تو نہایت ہی نرمی کے ساتھ اسے منع کریں اور بڑی محبت کے ساتھ اسے سمجھائیں۔ (4)..... بے جا جذبہ باقی نہ بنیں۔ اگر جھڑک کر سمجھانے کی کوشش کریں گے تو الناٹھ پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ لوگ آپ سے نفرت کرنے لگیں گے۔ کسی کو ڈانٹ کر سمجھانے کی مثال یوں سمجھیں کہ گویا جس برتن میں کچھ ڈالنا تھا اس میں پہلے ہی سے آپ نے چھید کر ڈالا۔ (5)..... اگر کوئی غلطی کر دے تو اسے سب کے سامنے ہرگز نہ ٹوکیں۔ اس سے آپ کی بات بے اثر ہو جائے گی اور اس کی دل آزاری ہو جانے کا بھی قوی امکان ہے۔ لہذا موقع پا کر سمجھائیں۔ حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ”جس نے اپنے بھائی کو سب کے سامنے نصیحت کی اس نے اس کو ذلیل کر دیا اور جس نے تنہائی میں نصیحت کی اس نے اس کو مُزَّیِّن (آراستہ) کر دیا۔ (تنبیہ الغافلین، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، ص ۴۹) یعنی ظاہر ہے اسے اکیلے میں محبت کے ساتھ سمجھائیں گے تو قوی امید ہے کہ وہ اپنی غلطی کی اصلاح کر لے گا۔ اور یوں وہ اصلاح کے ساتھ مُزَّیِّن ہو جائے گا۔ (6)..... والدین اپنی اولاد کو، شوہر اپنی بیوی کو، اور استاد اپنے شاگرد کو ضرورتاً سختی سے بھی سمجھائیں تو حرج نہیں۔ (7)..... کوئی برائی میں مصروف ہے، گناہ کر رہا ہے اور ہمارا گمان غالب ہے کہ اگر ہم سمجھائیں گے تو برائی سے باز آجائے گا۔ ایسی صورت میں اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ واجب ہے۔

اگر ہم نے یہ نہ کیا تو گناہگار ہوں گے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۵۹) (8)..... امر بالمعروف کرنے والے مبلغ کے پاس علم ہونا ضروری ہے ورنہ کس طرح سمجھائے گا؟ اس لئے اسلامی کتابوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ (عوام مبلغین) جتنا کتاب میں پڑھیں یا علماء حقہ سے سنیں وہی بیان کریں۔ اپنی طرف سے آیات و احادیث کی تفسیر و تشریح نہ کریں۔ (9)..... مبلغ کی نیت صرف رضائے الہی عزوجل کا حصول اور اسلام کی سر بلندی ہو۔ (10)..... مبلغ کا بااخلاق اور ملتسار اور باکردار ہونا بے حد ضروری ہے۔ (11)..... مبلغ صابر اور بردبار بھی ہو، ہو سکتا ہے جس کو سمجھایا جا رہا ہے وہ بپھر جائے یا گالی وغیرہ بک دے۔ مبلغ کے لئے یہ موقع امتحان کا ہوتا ہے۔ اگر دامن صبر ہاتھ سے جاتا رہا اور آپ نے بھی خدا نخواستہ غصہ کا مظاہرہ کیا تو آپ بازی ہار گئے۔ (12)..... مبلغ کے مزاج میں بے جا غصہ ہو ہی نہ، نرمی ہی نرمی ہونی چاہئے۔ (13)..... عوام (یعنی جو عالم نہ ہو) ہرگز مشہور و معروف علمائے حقہ اور مفتیان کرام کی ٹوہ میں نہ رہیں۔ ان کی غلطیاں نہ نکالیں۔ ان کو اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ نہ کریں کہ یہ بے ادبی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ حضرات کسی خاص مصلحت کے تحت ایسا کر رہے ہوں۔ اور عوام کی نظر وہاں تک نہ پہنچے۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہۃ، الباب السابع عشر فی الغناء..... الخ، ج ۵، ص ۳۵۳) (14)..... کسی کو گناہ کرتا دیکھیں اور معاذ اللہ (عزوجل) خود بھی وہی گناہ کرتے ہیں پھر بھی اسے گناہ سے منع کریں۔ کیونکہ آپ کے ذمے تو دو چیزیں واجب ہیں: (۱) برے کام سے بچنا اور (۲) دوسرے کو برے کام سے منع کرنا۔ اگر ایک واجب کے تارک ہیں تو دوسرے کے تارک کیوں بنیں؟ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہۃ، الباب السابع عشر فی الغناء..... الخ، ج ۵، ص ۳۵۳) سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "بَلِّغُوا عَنِّي وَ لَوْ آيَةً" پیچادو میری طرف سے اگر چہ ایک ہی آیت ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، الحدیث ۱۹۸، ج ۱، ص ۵۹) (15)..... جو کچھ دوسروں کو کہیں سب سے پہلے اپنے آپ کو اس کا مخاطب بنائیں۔ (16)..... عیش کوشیوں سے اجتناب کرتے رہیں اور اپنی زندگی سادگی کے ساتھ گزاریں۔ (17)..... خوشی، غمی اور بیماری وغیرہ کے مواقع پر لوگوں کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار کریں۔ (18)..... لوگوں کو ان کی نفسیات کے مطابق محبت بھرے لہجے میں سمجھائیں۔ (19)..... دقیق مضامین اور پیچیدہ مسائل نہ چھیڑیں۔ اللہ (عزوجل) کا فرمانِ عالیشان ہے: "أَذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ" (النحل: ۱۲۵) ترجمہ کنز الایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔" (اور) منقول ہے: كَلِّمُوا النَّاسَ عَلَيَّ قَدْرَ عَقُولِهِمْ **ترجمہ**: لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔" (اور) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ باتیں ایسی بھی سنی ہیں کہ اگر تمہارے سامنے ظاہر کر دوں تو تم میرا گلا کاٹ دو۔" (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، الحدیث: ۱۲۰، ص ۱۳) (20)..... نیکی کی دعوت دینے کی راہ میں

پیش آنے والی مشکلات، تکالیف اور آزمائشوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کریں اور صبر و استقامت کا پہاڑ بن جائیں۔ (چنانچہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس پر مصیبت آئے اور صبر کرنا دشوار معلوم ہو وہ میرے مصائب کو یاد کر لے۔“ (تنبیہ الغافلین، باب الصبر علی البلاء والشدة ص ۱۳۸) ظاہر ہے جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا راہِ خدا عزوجل میں تکالیف اٹھانا یاد کریں گے۔ تو ہمیں اپنی تکالیف اس کے آگے ہیچ نظر آئیں گی۔ (21)..... احیائے سنت کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھیں۔ (22)..... سنتیں سیکھنے اور سکھانے کی پاکیزہ آرزو اور اس راہ میں اخلاص و ایثار کا جذبہ اپنے اندر بیدار رکھیں (23)..... عامی مبلغین کو چاہئے کہ وہ بحث و مباحثہ (جدل و مناظرہ) میں نہ پڑیں بلکہ ایسے موقع پر علمائے حقہ کی طرف رجوع کریں کہ یہ انہیں حضرات کا شعبہ ہے۔ البتہ! اپنے عقائد و اعمال میں پختہ ضرور رہیں۔ (24)..... اپنے بیان میں ہمیشہ اس امر کا اہتمام رکھیں کہ اللہ عزوجل کی بے پایاں رحمت سے امید کی کیفیت بھی طاری رہے اور قہر و غضب کی بھی۔ (25)..... اپنے بال بچوں کی اصلاح بھی کرتے رہیں۔ (چنانچہ) اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (ب ۲۸، التحريم: ۶) ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھروالوں کو اس آگ سے بچاؤ۔“ (26)..... والدین یا بڑے بہن بھائی اگر خطا کے مرتکب ہوں تو ہرگز ان پر شدت نہ کریں، نہایت ہی عاجزی اور نرمی کے ساتھ اصلاح کی درخواست کریں۔ ان سے الجھانہ کریں۔

حضور سید عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین، صحابہ کرام، اولیاء عظام اور علمائے ذوالاحترام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی وعظ و نصیحت کے عمل کو برقرار رکھا۔ جن کی مسلسل کوششوں سے چمن اسلام کی بہاریں اب بھی قائم ہیں۔ چنانچہ، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی فرماتے ہیں: ”دنیا کے اسلام میں بڑے بڑے عظیم البیان مقررین و واعظین اور خطباء نے اپنی فصاحت و بلاغت اور خداداد تاثیر سے یگانوں اور بیگانوں کو اس انداز سے متاثر کیا کہ وہ اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شیدائی و فدائی بنے۔ جنہیں تاریخ نے خوب خوب پذیرائی بخشی اور صفحاتِ دہر میں ان کا نام زندہ و پائندہ ہو گیا۔ مگر لسانی مواعظ و تبلیغ کا دائرہ، واعظ و خطیب اور مقرر و مبلغ کی حیاتِ ظاہری تک محدود رہتا ہے۔ جب آنکھ بند ہوئی ان کے پند و نصائح کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس کے برعکس ان مبلغین و واعظین، خطباء اور مقررین کے کارنامے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں جنہوں نے اپنے مواعظِ حسنہ کے لئے قلم کو وسیلہ بنایا اور اس سلسلہ میں نہایت نکتہ رس، ایمان افروز، روح پرور اور دلکش خطبات و مواعظ کو کتابوں کی صورت دی۔ تصانیف کو منصفہ شہود پر جلوہ گر کیا اور نہ صرف ان کی حسین حیات سے لوگوں نے استفادہ کیا بلکہ صدیاں گزر گئیں، زمانے بیت گئے، مگر ان کی قلمی تبلیغ سے اہل علم و عمل،

خاص وعام سبھی مستفید ہوتے آرہے ہیں۔“ (مقدمہ ذرۃ الناصحین (مترجم) ج ۱، ص ۳)

زیر نظر کتاب ”حکایتیں اور نصیحتیں“ اپنے زمانے کے ممتاز واعظ و مبلغ اسلام حضرت سیدنا شعیب حریشیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی: ۸۱۰ھ) کی تصنیف ”الرَّوْضُ الْفَائِقُ فِي الْمَوْاعِظِ وَالرَّقَائِقِ“ کا اردو ترجمہ ہے۔ خیرالدین زرکلی کی ”الاعلام“ میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے متعلق صرف اتنا ذکر ملتا ہے: نام: شعیب بن عبد اللہ بن سعد بن عبد الکانی۔ کنیت: ابو مدین۔ عرف: حریشیہ، قاہرہ مصر کے صوفیاء سے تھے، مکہ مکرمہ (زادھا اللہ شرفا و تعظیما) میں رہائش اختیار فرمائی۔ انہوں نے ایک کتاب ”الرَّوْضُ الْفَائِقُ فِي الْمَوْاعِظِ وَالرَّقَائِقِ“ اور اوقاف بغداد کے متعلق قصیدہ ”مَنْ ذَاقَ طَعْمَ شَرَابِ الْقَوْمِ يَذْرِئُهُ“ کی شرح لکھی۔ ۸۱۰ھ میں وصال ہوا۔ (الاعلام للزرکلی، ج ۳، ص ۱۶۷) اور ”مُعْجَمُ الْمُؤَلِّفِينَ“ میں اس طرح ہے: شعیب بن سعد بن عبد الکانی مصری مکی حریشی صوفی، انہوں نے ایک کتاب ”الرَّوْضُ الْفَائِقُ فِي الْمَوْاعِظِ وَالرَّقَائِقِ“ تصنیف فرمائی اور ”الرَّوْضَةُ النَّضْرَةُ فِي خَصَائِصِ الْعَشْرَةِ“ کا تمہ لکھا۔ ۸۰۱ھ میں انتقال فرمایا۔

(معجم المؤلفین، ج ۱، ص ۸۱۵)

حضرت سیدنا شعیب حریشیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وعظ و نصیحت پر مشتمل پیش نظر کتاب ”الرَّوْضُ الْفَائِقُ“ ظاہر کی تطہیر اور باطن کی صفائی کے لئے انتہائی اہم ہے۔ یہ نادر کتاب 56 اصلاحی بیانات پر مشتمل ہے۔ جن میں آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام و اولیاء عظام علیہم الرضوان کے دلوں کو چلا دینے والے فرامین مبارکہ بیان کئے گئے ہیں۔ نیز جا بجا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام، ائمہ اربعہ اور اولیاء عظام علیہم الرضوان کے فضائل اور ان کے خوف خدا عزوجل سے بھرپور اور نصیحت آمیز واقعات و حکایات موجود ہیں۔ مثلاً: حضرت سیدنا ایوب علی نبیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتحان، حضرت سیدنا قنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت، تذکرہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الباری کے واقعات وغیرہ اور یہ بات درست ہے کہ جس طرح اللہ عزوجل کے مقرب بندوں کی زیارت اور ان کی خدمت میں حاضری انسان کی ظاہری و باطنی اصلاح کے لئے اکیسرا درجہ رکھتی ہے اسی طرح ان بزرگوں کے اقوال و احوال کو پڑھنا اور سننا بھی انتہائی مفید ہے۔ نیز ان نفوس قدسیہ کا ذکر خیر تو عبادت اور کفارہ سیئات کا درجہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ،

حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک مثل اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے: ”انبیاء کرام (علیہم السلام) کا ذکر عبادت، صالحین (اولیاء کرام) کا ذکر (گناہوں کا) کفارہ اور موت کا ذکر صدقہ ہے اور قبر کا ذکر تمہیں جنت سے قریب کر دے گا۔“ (الجامع الصغیر، الحدیث: ۴۳۳۱، ص ۲۶۴)

”مجلس المدینۃ العلمیۃ“ نے اس کتاب کی انہی خوبیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ”اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش“ کے مقدس جذبہ کے تحت اس کا انتخاب کیا اور شعبہ تراجم کتب کے مدنی علماء کثرتہم اللہ تعالیٰ کو اس کے اردو ترجمہ کا کام سونپا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! ان مدنی علماء کثرتہم اللہ تعالیٰ کی دن رات مسلسل کوششوں اور انتھک کاوشوں سے اس کا اردو ترجمہ بنام ”حکایتیں اور نصیحتیں“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عطاؤں، اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عنایتوں اور شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی پر خلوص دعاؤں کا نتیجہ ہے اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری کوتاہی کا دخل ہے۔

مصنف کتاب حضرت سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چونکہ اس کتاب کو بیانات (یعنی تقریروں) کی شکل میں ترتیب دیا تھا۔ لہذا ان کا انداز برقرار رکھنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ کتاب علماء کرام کثرتہم اللہ تعالیٰ، واعظین، خطباء اور عام مبلغین اسلامی بھائیوں کے لئے بہت معاون ثابت ہوگی۔ ترجمہ کے لئے ”دَارُ اَحْيَاءِ التُّرَاثِ الْعَرَبِيَّ“ (بِیْرُوت - لَبْنَان) کا نسخہ استعمال کیا گیا ہے۔

ترجمہ کرتے ہوئے درج ذیل امور کا خاص خیال رکھا گیا ہے:

- ☆..... سلیس اور با محاورہ ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ کم پڑھے لکھے اسلامی بھائی بھی اچھی طرح سمجھ سکیں۔
- ☆..... آیات مبارکہ کا ترجمہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ترجمہ قرآن کنز الایمان سے لیا گیا ہے۔
- ☆..... بیان کردہ احادیث مبارکہ کی تخریج کا حتی المقدور اہتمام کیا گیا ہے۔ بعض تخارج انتہائی کوشش کے باوجود نہ مل سکیں۔
- ☆..... بعض مقامات پر مفید حواشی کا اہتمام کیا گیا ہے، بالخصوص ”تُرَاثُ الْعُرْفَانِ“ سے کئی آیات مبارکہ کی تفسیر حاشیہ میں لکھ دی گئی ہے۔
- ☆..... کئی مقامات پر مشکل الفاظ کے معانی بریکٹ میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ نیز کئی الفاظ پر اعراب بھی لگائے گئے ہیں۔
- ☆..... علامات ترقیم (رموز اوقاف) کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ”اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش“ کرنے کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوت اسلامی کی تمام مجالس بشمول ”مجلس المدینۃ العلمیۃ“ کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔ آمین بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

شعبہ تراجم کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

ضمیمہ فیہر سنت

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
394	بیان 38: تذکرہ امام شافعی	201	بیان 18: قیامت کی سختیاں		بیان 1: ذرود پاک اور بسم اللہ
409	بیان 39: تذکرہ امام مالک	208	بیان 19: مناقب صالحین رحمہم اللہ	20	شریف کے فضائل
	بیان 40: تذکرہ امام احمد بن	216	بیان 20: خوف محشر کا بیان	31	بیان 2: علم کا بیان
427	حبیب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین	224	بیان 21: مال کی مذمت		بیان 3: موت اور زیارت قبور
434	بیان 41: چند حکایات	233	بیان 22: نفلی صدقہ کا بیان	49	وغیرہ کا بیان
449	بیان 42: عاشوراء کے فضائل	241	بیان 23: صدقہ فطر کے فضائل	68	بیان 4: فضائل اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ
463	بیان 43: میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	250	بیان 24: معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	77	بیان 5: فیضانِ رمضان
475	بیان 44: اللہ والوں کی باتیں	263	بیان 25: صالحین کی حکایات	93	بیان 6: رخصت ماہِ رمضان
484	بیان 45: محبتِ الٰہی کا بیان	274	بیان 26: صالحین کے فضائل	100	بیان 7: شبِ قدر کے فضائل
501	بیان 46: وصالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	282	بیان 27: نیک عورتوں کا ذکر		بیان 8: حاجیوں کے فضائل
516	بیان 47: انوکھے واقعات	293	بیان 28: مور پھونکنے کا بیان	108	اور ان پر انعام کا بیان
531	بیان 48: نکاحِ علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما	304	بیان 29: نیکیوں کے واقعات	120	بیان 9: خانہ کعبہ کی شانیں
	بیان 49: موت اور اس میں		بیان 30: اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے		بیان 10: خوفِ خدا غمزدگی میں
544	غور و فکر کا بیان	310	احوالِ زندگی	129	رونے والوں کا بیان
558	بیان 50: عالی رتبہ خواتین	316	بیان 31: قربِ حقیقی کا بیان		بیان 11: فقراء کرام رضوان اللہ تعالیٰ
569	بیان 51: عیدوں کی عید		بیان 32: تذکرہ امام اعظم	138	علیہم اجمعین کے فضائل
586	بیان 52: زیارتِ روضہ رسول	324	ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ		بیان 12: بعض سلف صالحین
596	بیان 53: مناقب خلفائے راشدین	337	بیان 33: کراماتِ اولیاء رحمہم اللہ	144	رحمہم اللہ تعالیٰ کے واقعات
608	بیان 54: صلوة و سلام کا بیان	345	بیان 34: تذکرہ معروف گرضی	150	بیان 13: جہنم کا بیان
	بیان 55: اَللّٰهُ اَكْبَرُ کھنے کے		بیان 35: نیک لوگوں کی نرالی		بیان 14: انبیاء کرام علیہم السلام و
620	فضائل و کمالات	359	شانیں	165	اولیاء کی مبارک زندگیاں
	بیان 56: رحمتِ الٰہی غمزدگی		بیان 36: مبارک دریا "نیل" کا		بیان 15: اولیاء کرام رضی اللہ عنہم
629	کی وسعت کا بیان	371	ذکرِ خیر	176	کے اوصاف
			بیان 37: فضائلِ سیدنا عمر بن	182	بیان 16: موت کی سختیاں
		378	عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ	194	بیان 17: کراماتِ اولیاء کا ثبوت

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
81	شب قدر میں عبادت کی فضیلت	44	گناہوں کی نحوست	☆	☆☆☆☆☆
82	روزے دار کے لئے دو خوشیاں	45	اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہو!	19	ابتدائیہ
83	سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت	47	رقت انگیز دعا		بیان 1: ذرود پاک اور بسم اللہ
	رمضان المبارک کی بشارت اور شب قدر کی فضیلت		بیان 3: موت اور زیارت	20	شریف کے فضائل
84	کی فضیلت	49	قبور وغیرہ کا بیان	24	ام ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قبول اسلام
85	روزے دار کی سانس اور شیطان کا ڈرنا	49	حمد باری تعالیٰ	26	ذرود پاک پڑھنے والے پر انعام خداوندی
	ماہ رمضان میں اہل و عیال پر خرچ کرنے کی فضیلت	52	تکریدینہ (حاسبہ) کرنے والا خوش نصیب	27	ایصالی ثواب نے عذاب قبر سے بچالیا
87	کی فضیلت	53	حسن ظن کی برکت	27	شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
88	روزے داروں کی شان	53	آخرت کی پہلی منزل		بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ
89	ملا نیکہ عرش کی نماز تراویح میں حاضری	57	طے خاک میں اہل شاہ کیسے کیسے؟	28	درود و سلام
90	عوام و خواص کی عید کی ضروریات	61	میت قبر پر آنے والے کو دیکھتی ہے	29	بسم اللہ شریف کی فضیلت
91	ہریرہ کھانے کی خواہش	62	ملک الموت کا اعلان	31	بیان 2: علم کا بیان
93	بیان 6: رخصت ماہ رمضان	64	مردے کو بیٹیوں کی رقت انگیز دعا کام آگئی	31	حمد باری تعالیٰ
93	حمد باری تعالیٰ	68	بیان 4: فضائل اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ	33	سانپ نے زمس کے پھولوں کا گلہ دستہ پیش کیا
94	شوال کے چھ روزوں کی فضیلت	68	حمد باری تعالیٰ	34	محبت کی حقیقت
94	روزے کی جزا	71	عید مجنون کی معرفت بھری باتیں	35	اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر
94	مرنے کے بعد نیک اعمال بدد کرتے ہیں	72	ایک دن میں سال کا سفر طے کر لیا	35	رب عزوجل کو راضی کرنے کا انوکھا طریقہ
95	روزے کا ثواب دیدار الہی عزوجل ہے	77	بیان 5: فضائل رمضان	38	بوڑھے عابد کی شکل میں شیطان
96	تائبین کے لئے بخشش کی نوید	77	حمد باری تعالیٰ	39	دوا نرد پسند موزوں کی بربادی
97	روزانہ دس لاکھ گناہوں کی دوزخ سے رہائی	80	شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں	42	بدنگاہی کا وبال
100	بیان 7: شب قدر کے فضائل	80	جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں	42	اچھی نیت کا پھل اور بری کا وبال
100	حمد باری تعالیٰ	81	صغیرہ گناہوں کا کفارہ	43	شیطان کا خطرناک جال

147	اولیاء کرام کے لئے زمین سمٹ جاتی ہے	119	ایک محبوب ہندی کے طفیل سب کاج قبول ہو گیا	100	لیلۃ القدر کہنے کی وجہ
150	جہنم کا بیان	120	بیان 9: خانہ کعبہ کی شانیں	101	کیا لیلۃ القدر اب بھی باقی ہے؟
150	حمد باری تعالیٰ	120	حمد باری تعالیٰ	101	کون سی رات لیلۃ القدر ہے؟
152	جہنم تاریک رات کی طرح سیاہ ہے	125	عتیق کہنے کی وجہ	101	شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے
152	جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہے	126	زبان اور آنکھوں والا باذل	102	آخری سات راتوں میں تلاش کرو
152	جہنم کی ستر ہزار لگا میں ہوں گی	127	خانہ کعبہ شریف شفاعت فرمائے گا	103	شب قدر کی علامات
153	ساعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم		بیان 10: خوفِ خدا عزوجل میں	103	لیلۃ القدر کی دعا
153	جہنمی اہل جنت سے کھانا اور پانی مانگیں گے	129	رونے والوں کا بیان	103	ستائیسویں رات شب قدر ہے
154	جہنم میں کافر کی حالت	129	حمد باری تعالیٰ	104	شب قدر کے نور کے متعلق مختلف اقوال
155	جہنمیوں کا گوشت جھڑ جائے گا		بیان 11: فقراء کرام رضوان اللہ تعالیٰ	105	شب قدر فرشتے جہنم لے کر آتے ہیں
156	جہنمیوں کی پکار کا جواب	138	علیہم اجمعین کے فضائل		بیان 8: حاجیوں کے فضائل
157	حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت	138	حمد باری تعالیٰ	108	اور ان پر انعام کا بیان
157	خچر جیسے بچھو اور اونٹ جیسے سانپ	139	فکر کیا ہے؟	108	حمد باری تعالیٰ
159	پراسرار اعرابی		انبیاء کرام علیہم السلام اور فقراء کی تخلیق	109	حج کی فضیلت
162	فقیر کے اوصاف	139	جنت کی مٹی سے ہوئی	109	یوم عرفہ جہنم سے آزادی کا دن
164	جنت کا خزانہ		علماء حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وارث	109	فضول سوالات سے بچو
164	چھ کاموں میں جلدی کرو	140	اور فقراء دوست ہیں	110	حج و عمرہ اٹھا کرنے کی فضیلت
	بیان 14: انبیاء کرام علیہم السلام و		فقیر غنی کے لئے طیب، دھوبی، قاصداور	110	حج مبرور کی تعریف
165	اولیاء کی مبارک زندگیاں	140	نگہبان ہے	111	والدین کی طرف سے حج کرو
165	حمد باری تعالیٰ	141	اللہ عزوجل کا ولی قبر سے غائب ہو گیا	111	حج اور عمرہ عورتوں کا جہاد ہے
166	حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کا امتحان	141	نوجوان بزرگ	111	علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
	حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا پرندوں	142	پسنے والا تخلص نوجوان	114	حج کے دو حروف سے مراد
168	کو زندہ کرنا	142	ایک نوجوان کی مناجات	114	کن لوگوں کی دعا رد نہیں ہوتی
170	مقامِ فنا		بیان 12: بعض سلف صالحین	115	بیکیاں کمانے اور گناہ دھونے کا نسخہ
171	فرمانبردار بننے کی موت سے ماں بھی فوت ہو گئی	144	رحم اللہ تعالیٰ کے واقعات	115	افعال حج کی حکمتیں
173	ابلیس کو خوش کرنے والے کام	144	حمد باری تعالیٰ	118	وقوف عرفات کرنے والوں کی مغفرت ہو گئی
173	فقراء کو نصیحت	145	پورا شہر مسلمان ہو گیا	118	چھ کے صدقے چھ لاکھ کاج قبول کر لیا گیا

219	میزان پر مقرر فرشتے کا اعلان	196	دائرے سے پانی رواں ہو گیا	173	فقیر کے تین اوصاف
220	اولیاء کرام رحمہم اللہ کا قافلہ اور سمندر کی موجیں	197	دورندہ بھی تابع ہو گیا	174	تمام مخلوق کی نیکیوں کے برابر نیکیاں
221	سیدنا سری سقنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال	197	فقراء پر صدقہ نہ کرنے کی سزا	174	فقر میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے
221	نفس کے محاسبہ کا انوکھا طریقہ	197	میت نے ہاتھ پکڑ لیا	174	ایک قیص دخول جنت کا سبب بنی
224	بیان 21: مال کی مذمت	198	درخت بول اٹھا	175	فرشتے فقراء کے ہاتھوں پر پانی ڈالتے ہیں
224	حمد باری تعالیٰ	198	اونٹ زندہ ہو گیا		بیان 15: اولیاء کرام رضی اللہ عنہم
233	بیان 22: نفلی صدقہ کا بیان	199	حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کا کھانا کھلانا	176	کے اوصاف
233	صدقہ کے فضائل پر آیات مبارکہ	199	ولی کی حفاظت کا خدائی انتظام	176	حمد باری تعالیٰ
233	صدقہ کے فضائل پر احادیث طیبہ	199	فرمانبردار گدھا	176	اللہ عزوجل والوں کے اعمال
236	امتحان میں کامیاب ہونے والا نوجوان	199	ریت سٹو بن گئی	177	نافرمان اللہ عزوجل کا ولی بن گیا
237	خدا ترس عورت کو ڈوبے ہوئے بچے کیسے لے؟	201	بیان 18: قیامت کی سختیاں	179	زمین سے دینار نکل آئے
239	اہل حق کا بے مثال گروہ	201	حمد باری تعالیٰ	182	بیان 16: موت کی سختیاں
239	دوروں میں صدقہ کرنے کی برکت	204	بھیر یوں اور بکریوں میں صلح	182	حمد باری تعالیٰ
241	بیان 23: صدقہ فطر کے فضائل	206	قبر کی دل ہلا دینے والی کہانی	183	قبر جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا ہے
241	حمد باری تعالیٰ	208	بیان 19: مناقب صالحین رحمہم اللہ	184	سکرات موت
242	صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا	208	حمد باری تعالیٰ	184	موت کی کڑواہٹ
243	عید الفطر کے مستحبات	208	وسیلہ اولیاء ذریعہ شفاء	185	اعمال لکھنے والے فرشتوں کی زیارت
244	عید میں روزِ محشر کی یاد ہے	209	متوکلین کا حال	185	مؤمن اور کافر کی موت میں فرق
245	آنکھوں کا قفلِ مدینہ	211	ایک عابد کی عارفانہ گفتگو	188	موت کے بعد بھی ستر ہونا کیاں ہیں
248	انعام و اکرام کی رات	211	سمندر پر چلنے والا شخص	194	بیان 17: کرامات اولیاء کا ثبوت
250	بیان 24: مصراع الثبی سئل اللہ علیہ وسلم	213	سیاہ نام مٹنی غلام کا توکل	194	حمد باری تعالیٰ
250	حمد باری تعالیٰ	214	جب دل بھر جائے تو ذکر اللہ زبان پر.....	195	گائے بول اٹھی
	بیان 25: صالحین کی حکایات	216	بیان 20: خوف محشر کا بیان	195	زمین سونا بن گئی
263	واقعات	216	حمد باری تعالیٰ	195	وادی کے پتھر جواہرات بن گئے
263	گھر میں قبر	218	قیامت کا منظر	195	سب سے بڑی کرامت
264	خوف خدا عزوجل سے رونے والا مدنی منا	218	عذاب جہنم کی کیفیت	196	مغفرت کا پروانہ
264	اللہ عزوجل کے نام پر وقف کر کے واپس نہ لو	219	حوض کوثر سے مایوس لوٹنے والے	196	بیکر کے درخت سے کجوریں

327	زہد و تقویٰ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	296	مثبت سے پاک ذات	265	واصل باللہ نوجوان
328	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی مقام	302	ایک مرید کی توبہ	265	ایک راہب کا قبول اسلام
329	خارجی گروہ تائب ہو گیا	302	رقت انگیز دعا	268	مریض عشق الہی عزو خل
331	مجلس علماء کا ادب	304	بیان 29: نیکوں کے واقعات	269	وزارت کیوں ترک کی؟
331	قیام حق کے لئے کوششیں	304	حمد باری تعالیٰ	269	دنیا و آخرت کی پسندیدہ چیزیں
332	جو دو کرم امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	305	نبی اشرفیاں	270	شراب خانہ اور صدائے حق
333	کپڑوں کی قیمت صدقہ کر دی	305	چورولی بن گیا	274	بیان 26: صالحین کے فضائل
335	وصالی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	307	اسمائے حسنیٰ کا وسیلہ کام آ گیا	274	حمد باری تعالیٰ
336	امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخش دیا گیا	308	رقت انگیز دعا	275	کامیاب نو مسلم
337	بیان 33: کرامات اولیاء رحمہم اللہ		بیان 30: اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ	276	گدڑی میں لعل
337	حمد باری تعالیٰ	310	کے احوال زندگی	277	ایک جنتی نوجوان
338	تذکرہ ادریس بن ابی خولہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ	310	حمد باری تعالیٰ	279	سلطنت دے کر رویشی خریدی
339	حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الباری اور کالے رنگ کا آدی	311	لکڑی کا زادہ میدہ بن گیا	282	بیان 27: نیک عورتوں کا ذکر
340	مقام معروف علیہ رحمۃ اللہ اروف	312	دل ہوش میں نہ رہا	282	حمد باری تعالیٰ
340	سیدنا فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی توبہ	313	راہبوں کا قبول اسلام	283	تذکرہ حضرت سیدنا شاربہ بصریہ رحمہم اللہ تعالیٰ
341	راضی برضائے الہی رہنے والا عابد	314	رقت انگیز دعا	284	دیدار الہی عزو خل کی طالب
345	بیان 34: تذکرہ معروف کرخسی	316	بیان 31: شرب حقیقی کا بیان	285	حضرت سیدنا شاربہ بصریہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہا کے چار سوالات
345	حمد باری تعالیٰ	316	حمد باری تعالیٰ	286	شاربہ جانے والی کی توبہ
345	ابتدائی حالات	319	چٹان سے چشمہ بہ نکلا	286	زیارت بیت اللہ شریف کا انوکھا شوق
347	آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرویات	320	فنائی اللہ نوجوان	287	چار مقبول لڑکیاں
348	آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات	321	بیشہ دیدار الہی عزو خل کرنے والا لڑکا	289	ایک خائفہ کا خوف خدا عزو خل
349	آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات عالیہ	324	بیان 32: تذکرہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	290	ایک خدا شناس مجنونہ
351	آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا خوف خدا عزو خل	324	حمد باری تعالیٰ	290	ایک عارفہ کا عارفانہ کلام
351	ایک نوجوان کی حکایت	324	حمد باری تعالیٰ	291	ایک عابدہ کی نصیحت بھری باتیں
353	ذمائے معروف علیہ رحمۃ اللہ اروف کی برکات	326	تعارف امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم	293	بیان 28: صور پھونکنے کا بیان
354	میسائی والدین کا قبول اسلام	326	عبادت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	293	حمد باری تعالیٰ

394	حمد باری تعالیٰ	378	ولادت باسعادت	356	مزارات اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی برکات
395	تعارف امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی	379	زمانے کا بہترین شخص	356	جس کا عمل ہو بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
395	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام و نسب	380	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاسبہ نفس	358	آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال باکمال
395	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاوت	380	دنیا کو تین طلاق		بیان 35: نیک لوگوں کی نرالی
396	امام مالک علیہ رحمۃ اللہ الکانی سے اکتساب فیض	381	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی	359	شانیس
398	سخاوت امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی	382	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فکر آخرت	359	حمد باری تعالیٰ
398	مذاق کرنے والے ورزی کو بھی دُعائے خیر	382	آنسوؤں سے پرنا لہ بہہ پڑا	361	شان اولیاء بنی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
399	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوف خداوندی عزوجل	383	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ	362	سیدنا ابو یزید علیہ رحمۃ اللہ الجید کا ذوق عبادت
401	ایک نوجوان کو نصیحت	384	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقر	363	جہنم کی آگ سے براءت نامہ
402	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی	385	ہدیہ قبول کرنے سے اجتناب	363	ایک نوجوان کی توبہ
404	امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند اشعار	385	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو غنی کر دیا	365	سارگی بجانے والی لڑکی کی توبہ
405	امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند دعائیں	385	نوکرانی کو پچھا جھٹلنے والا خلیفہ	367	حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ
406	مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انگوٹھی عطا فرمائی	386	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دیا گیا		رحمت خداوندی عزوجل ماں کی محبت سے
406	امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی کی دُعا	387	زہر پلانے والا غلام آزاد	368	بڑھ کر ہے
	امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی کا سونا ہماری	387	خواب میں اچھے خاتمہ کی بشارت		بیان 36: مبارک دریا "نیل" کا
407	عبادت سے بہتر ہے	389	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کا وصی	371	ذکر خیر
409	بیان 39: تذکرہ امام مالک	389	بعد وصال چہرہ جگمگا اٹھا	371	حمد باری تعالیٰ
409	حمد باری تعالیٰ	390	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کفن کی قیمت	373	دریائے نیل کے متعلق حکایت
410	تعارف امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ	391	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام و فن کی قیمت	374	روزے دار پر خاص عنایت خداوندی عزوجل
410	فتاویٰ نویسی	391	مدت خلافت اور وصال باکمال	375	دریائے نیل کے نام ایک خط
411	عالم مدینہ کون ہیں؟		آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر اہل بصرہ	376	قطبوں کی مکروہ چال
	امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سرکار صلی اللہ	391	کاغم و الم		بیان 37: فضائل سیدنا عمر بن
413	تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کرم	392	ائمہ ہندی کے ساتھ ٹھکانہ	378	عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ
414	مذکا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شان	392	بزر پرچہ	378	حمد باری تعالیٰ
415	امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علم کی قدر	394	تذکرہ امام شافعی	378	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام و نسب

475	بیان 44: اللہ والوں کی باتیں	438	ہم اپنے آپ کو کھاتے تو یہ پھلی نہ نکلتی	419	سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنائی
475	حمد باری تعالیٰ	439	دریا پر چلنے والا قطب	421	امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عظیم خاک مدینہ
476	ہم نے تیری خاطر شرابی کا دل دھویا	441	بنی اسرائیل کا ایک گنہگار	422	جہنم سے نجات کی بشارت
477	ایک عاشق الہی غزوہ جلیل	442	خوف خدا غزوہ جلیل کے سبب آنکھ نکال دی	423	روئے زمین کا سب سے بڑا عالم
477	دانش مندانہ جواب	443	ندامت ہو تو ایسی ہو	423	ایک کلمے کے سبب بخشش
478	ایسی جنت قید خانہ ہے جس میں قرب الہی غزوہ جلیل نہ ہو	445	حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایک رُقعے کا اثر	423	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال و تہمت و تکفین
478	سیدنا حبیب نجار کی ایمان افروز حکایت	449	بیان 42: عاشوراء کے فضائل	424	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سال پہلے عراق کا صدر
480	قرآن سن کر روح نکل گئی	449	حمد باری تعالیٰ	425	آدمی کا نسب ہی اس کا مکان ہے
481	برگد کے درخت سے بھجوریں اُتار لیں	450	"یا حسین، یا شہید کربلا ہو دو اور ہر رنج و بلا کے	425	امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکان نہ بنایا
484	بیان 45: محبتِ الٰہی کا بیان	450	اکیس حروف کی نسبت سے یوم عاشوراء کی اکیس خصوصیات	427	ائمہ اربعہ اور مذاہب اربعہ حق ہیں
485	فحبت کیا ہے؟	454	یوم عاشوراء کے مستحبات	427	بیان 40: تذکرہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
485	کافر اور مؤمن کی محبت کا موازنہ	455	عاشوراء صدقہ کا دن ہے	427	حمد باری تعالیٰ
488	محبوبانِ خدا غزوہ جلیل محبوبانِ اولیاءِ زہیم اللہ تعالیٰ	455	عاشوراء میں صدقہ کی برکت سے یہودی مسلمان ہو گیا	429	تعارف امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
489	عظیم خادمہ	457	شبِ عاشوراء کا وسیلہ کام آگیا	430	حضرت سیدنا شیبان راہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جواب لا جواب
490	انوکھی مناجات	457	شبِ عاشوراء کا وسیلہ کام آگیا	430	مشکل کی روشنی میں سوت نہ کا تو
491	جنت میں یا قوت کا گھر	458	سیب سے جتنی پوشاک برآمد ہوئی	431	امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آنکھوں کا نقل مدینہ
492	بھیڑے بکریوں کے محافظ بن گئے	459	حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا معجزہ	432	آٹھ لاکھ ساٹھ ہزار شکر کائے جنازہ
494	میں تیری محبت میں کمزور نہیں	463	بیان 43: میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	432	دس لاکھ احادیث لکھنے والا امام
494	روحانی بدن اور آسمانی عقلیں	463	حمد باری تعالیٰ	434	بیان 41: چند حکایات
496	سیدنا ذوالنون مصری کا رقت انگیز بیان	468	نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفائیاں	434	حمد باری تعالیٰ
498	دل کی سیاہی کیسے دور ہو؟	470	سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ نسب	435	شیر سے پردہ کرنے والی ولیہ
500	سیدنا شبہ غلام علیہ رحمۃ اللہ السلام کی حکایت	472	نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی منگلی پر جشن کا سال	436	آبِ زمزم سٹو، دودھ اور شہد بن گیا
501	بیان 46: وصالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	472	ہر چوپایہ بولنے لگا	436	تین چیزوں کے سبب بخشش ہوگی
501	حمد باری تعالیٰ	473	ولادتِ مبارک اور عجائباتِ ولادت	437	انگوروں کی نیبی نوکری

591	سرکار ﷺ نے روٹی عطا فرمائی	541	عبادت ہو تو ایسی	506	سرکار ﷺ نے کب پردہ فرمایا؟
593	زیارتِ روضہ اقدس کرنے کے دس فوائد		حضرت علیؓ کو	507	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم
594	تمنائے زیارت کی دعا	542	آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت	508	پیارے آقا علیہ السلام کا آخری خطبہ
596	بیان: 53 مناقب خلفائے راشدین		بیان: 49 موت اور اس میں غور	508	ملک الموت علیہ السلام کا اجازت طلب کرنا
596	حجرباری تعالیٰ	544	وفکر کا بیان	510	سرکار عالی وقار ﷺ کا پسینہ خوشبودار
605	انسانی چہرے والا جانور	544	حجرباری تعالیٰ	510	عظمتِ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
608	بیان: 54 صلوٰۃ و سلام کا بیان	545	ملک الموت کا اعلان	511	آنستِ مصطفیٰ ﷺ پر خصوصی کرم
608	حجرباری تعالیٰ	546	ہر عضو موت کا شکار		سرکار علیہ الصلوٰۃ و السلام کا وصال اور
610	رخِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت	548	خونناک صورت	513	صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حزن و ملال
614	حضرت سیدتنا حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حق مہر	550	قبر کی ڈانٹ۔ قبر کی پکار	516	بیان: 47 انوکھے واقعات
615	اونٹ بول اٹھا	550	گریہ عثمانی	516	حجرباری تعالیٰ
616	باوازی بند ڈرور پڑھنے والوں کی بخشش ہوگی	551	روح کی دردناک باتیں	516	کثرتِ عبادت کرنے والا جنتی
617	سرکار ﷺ نے چہرے کی سیاہی ڈور فرمادی	552	ابن آدم کی حرص	520	سرکار کا وسیلہ راہبوں کے کام آگیا
	بیان: 55 اَللّٰهُ اَكْبَرُ كُنْهٖ كَيْ	558	بیان: 50 عالی رتبہ خواتین		راہب کے 62 سوالات اور ابو یزید بسطامی
620	فضائل و کمالات	558	حجرباری تعالیٰ	521	قدیس سیرۃ النورانی کے جوابات
620	حجرباری تعالیٰ	560	دونوں ہاتھ سونے کی اشرفیوں سے بھر گئے	530	ایک محفوظ قلعہ اور عمدہ زرہ
626	بازار میں داخل ہونے کی دعا	563	عشق الہی غزوہ خند میں دیوانی	531	بیان: 48 نکاح علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما
	بیان: 56 رَحْمَتِ الْاٰهِي عَزَّوَجَلَّ	569	بیان: 51 عیدوں کی عید	531	حجرباری تعالیٰ
629	کسی وسعت کا بیان	569	حجرباری تعالیٰ	531	انسانی حور
629	حجرباری تعالیٰ	571	نور محمدی ﷺ کی چمک دمک	532	سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح
632	سیدنا وحشی اور ان کے دوستوں کا قبولِ اسلام	573	جس سہانی گھڑی چکا طیبہ کا چاند		حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ مصطفیٰ
636	بے عمل لوگوں پر بھی رحمتِ خداوندی غزوہ خند	580	سیدتنا حلیمہ سعدیہ کی سعادت مندی	534	علیہ التحیۃ والثناء میں حاضری
640	قبر کی تہائی اور رحمتِ خداوندی غزوہ خند	584	پیاری پیاری دعا	535	آسمان پر نکاح اور فرشتوں کی بارات
641	رحمتِ الہی غزوہ خند ہر گنہگار و نیکو کار کو شامل ہے	586	بیان: 52 زیارتِ روضہ رسول	537	خطبہ نکاح
642	اللہ غزوہ خند کے پسندیدہ کلمات	586	حجرباری تعالیٰ	538	سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز
644	ماخذ و مراجع	589	بخت کی کیاری	539	سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی
648	المدينة العلمية کی کتب و رسائل کا تعارف	590	اعرابی کو نوید بخشش مل گئی	540	حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ولیمہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ ط
 أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ط بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

ابتدائیہ

(حضرت سیدنا علامہ شعیب حریش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں) یہ کتاب (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق) چند تقاریر، احادیث، قصائد، حکایات، نصیحت آموز باتوں، صالحین کے عمدہ عادات و خصائل، مشائخ و عارفین کے ذکر اور غفلت کی نیند سونے والے گنہگاروں کو ذکر الہی یاد دلانے نیز ان کو بیدار کرنے پر مشتمل ہے۔ میں نے اس کتاب کو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر خیر سے مزین کیا ہے۔ اور قصائد یعنی اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی نظموں اور فضائل کرام علیہم الرضوان کے کلام کے اشاروں سے آراستہ کیا ہے، جو سننے والے کو خوش کرتے ہیں، اُسے لذت دیتے ہیں اور خشوع پیدا کرنے اور آنسو بہانے کا سبب بنتے ہیں۔ اس سے اپنی جان پر ظلم کرنے والے، اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے والے، اپنے رب عزوجل کی رحمت کی امید رکھنے والے کے لئے اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ کی رحمت اور تمام مسلمانوں کے لئے نفع مقصود ہے۔ اللہ عزوجل اس کو، اس کے والدین کو اور اس شخص کو بخشش عطا فرمائے جو ان سب کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کرے۔

(آمین بجاہِ النَّبِيِّ الْاَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)

بیان 1: دُرُودِ پَاکِ اور بِسْمِ اللّٰهِ شَرِيفِ كے فضائل

پیارے اسلامی بھائیو:

جان لیجئے! یہ کتاب میرا سرمایہ ہے، میں تمہیں پیش کرتا ہوں، اسے قبول کر لیجئے۔ جو شخص اس میں اچھی بات پائے تو اسے چاہئے کہ اللہ عزوجل کی حمد بجالائے اور حضور نبی پاک، صاحبِ لؤلؤ لاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک کی کثرت کرے اور جو اس کے علاوہ دیکھے تو اسے ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ“ پڑھنا چاہئے کیونکہ یہ کوتاہیوں کی کمی اور ٹوٹے ہوئے دلوں کی درستگی کا باعث ہے۔ صحیح حدیث پاک میں ہے کہ ”یہ (یعنی لا حول شریف) جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء، الحدیث ۶۳۸۴، ص ۵۳۶)

جان لیجئے! کوئی شخص کمی، فساد، خطا اور لغزش سے محفوظ نہیں، سوائے فضیلت والے نبی اور عزت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جو وصفِ کامل کے مالک، درمیانے قد والے، فضل و کمال والے اور اعلیٰ خصائل کے جامع ہیں، جنہیں جوامع الکلم^(۱) عطا کئے گئے اور علم و فضل، عقل اور انعام کے ساتھ خاص کیا گیا۔

وَهُوَ الَّذِي قَدْ حَازَ كُلَّ الْكَمَالِ	وَحُصَّ بِالْفَضْلِ وَحُسْنِ الْمَقَالِ
وَهُوَ الَّذِي قَدْ جَاءَ نَارِحْمَةَ	مُفْرَقًا بَيْنَ الْهُدَى وَالضَّلَالِ
مُحَمَّدٌ الْمَبْعُوثُ مِنْ هَاشِمِ	أَفْضَلُ مَنْ حَازَ جَمِيعَ الْخِصَالِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ طَوْلَ الْمُدَى	مَاعَطَّرَ الْكَوْنَ نَسِيمُ الشِّمَالِ

ترجمہ: (۱)..... حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ ہستی ہیں جو ہر کمال کی جامع ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فضل و کمال اور عمدہ کلام کے ساتھ خاص ہیں۔

(۲)..... اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہدایت و گمراہی کے درمیان فرق کرتے ہوئے ہمارے پاس رحمت بن کر تشریف لائے۔

(۳)..... حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (قبیلہ) ہنواشم سے مبعوث ہوئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں جنہوں نے تمام اچھی عادات کو جمع فرمایا۔

(۴)..... اللہ عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عرصہ دراز تک رحمت نازل فرمائے جب تک کہ شمال کی خوشگوار ہوا کائنات کو معطر کرتی رہے۔

اے اللہ عزوجل کے بندو! نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:

①..... جوامع الکلم سے مراد ایسے کلمات ہیں جو عبارت کے لحاظ سے مختصر اور معانی و مطالب کے لحاظ سے جامع ہوں۔ (کوثر الخیرات، ص ۵۵)

”جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد، الحديث ۹۱۲، ص ۷۴۳)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اپنے دلوں کو حاضر رکھ کر خوب غور و فکر کرو، اور اپنی عقلوں سے امتیاز کرو اور دیکھو! وہ بستی جو تم پر رحم فرمائے، تمہیں کفایت کرے اور ایک درود کے بدلے دس رحمتوں کی جزاء عطا فرمائے تو کون سا نفع اس سے بڑھ کر ہے؟ اور اس سے زیادہ نفع بخش کون سا سودا ہے؟ اے تاجروں کے وہ گروہ جو درہم و دینار کمانے میں رغبت رکھتے ہو! اگر تم میں سے کسی سے کہا جائے کہ فلاں شہر میں ایک درہم کے سامان سے دو درہم کما سکتے ہو اور ایک دینار کے سامان سے دو دینار تو تم لوگ وہاں جانے میں جلدی کرو گے، تکلیف برداشت کرو گے، ایک دوسرے سے بڑھ کر کوشش کرو گے، اس لئے کہ اس میں نفع و فائدہ ہے (یہ تو ذیوی تجارت ہے) پس اس نفع بخش (آخری) سامان اور سہل و آسان تجارت کے عوض کیسا نفع ملے گا؟ جس کے متعلق تمہیں صادق و امین ذات نے رب العالمین عزوجل کے حوالے سے خبر دی کہ جب بھی تم اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر ایک بار درود پاک پڑھو گے تو اللہ عزوجل تم پر اس کے بدلے دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ تو ذرا اس نفع کو بھی دیکھو اور ہاتھ بڑھا کر اس پھل کو بھی توڑ کر چکھو۔ اس معنی میں چند اشعار ہیں، جن کا مفہوم یہ ہے: ”جس نے اللہ عزوجل سے معاملہ کیا اس کی تجارت میں گھانا نہیں، ہر ویران دل اپنی عمر میں تقویٰ سے آباد ہوتا ہے اور تو نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بار درود پاک پڑھتا ہے مگر رب عزوجل تجھ پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اے شخص! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے درود پاک پڑھنے کو غنیمت جان! تو اللہ عزوجل کے ہاں نفع پانے میں کامیاب ہو جائے گا کہ کامیاب وہی ہے جو اس کا شکر بجالاتا ہے۔“

اے عظیم سچے فقراء کرام کے گروہ! ہم نے تم سے فائدہ اٹھایا اور تم سے احادیث روایت کیں، تمہاری وجہ سے ہم پر رحم کیا گیا۔ اللہ عزوجل کی قسم! میں تمہارا ذکر خیر اس لئے نہیں کر رہا کہ تمہیں بھلائی کا حکم دوں اور برائی سے منع کروں۔ بلکہ میرے سامنے تو کسی کہنے والے کا یہ قول ہے: ”اِحْيَاءَ الْقُلُوبِ اِزْحَمُوا اَمْوَاتِ الْقُلُوبِ“ یعنی اے زندہ دل والو! مردہ دل والوں پر رحم کرو۔ اور تمہارے لئے شرف و فخر کے طور پر یہی فضیلت کافی ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں تمہاری تعریف فرمائی اور تمہیں اپنے خطاب سے مشرف فرمایا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ﴾ (البقرة: ۲۷۳)

ترجمہ کنز الایمان: ان فقیروں کے لیے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے۔ (۱)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ..... بقیا اگلے صفحہ پر

اور تمہیں مبارک ہو کہ حضور نبی پاک، صاحبِ لؤلؤ لاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اے فقراء کے گروہ! صبر کرو یہاں تک کہ تم حوضِ (کوثر) پر مجھ سے ملو اور بے شک تم سب سے پہلے میرے پاس آؤ گے۔“

(فضائل الصحابة لابن حنبل، الحدیث ۴۴۹، الجزء ۲، ص ۸۰۵، بدون ”يامعشر الفقراء“)

پس پاک ہے وہ ذات جس نے تمہیں خوشی و مسرت اور کمال عطا فرمایا! تم سے محبت کی اور تمہیں فقر اختیار کرنے کی ترغیب دی اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمانِ عالیشان کے ساتھ تمہیں اس کے مانگنے کا حکم فرمایا کہ ”میری امت کے فقراء، امیروں سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور وہ (نصف دن) پانچ سو سال کا ہوگا، وہ کھائیں گے، پیئیں گے، نعمتیں لوٹیں گے، اور لوگ حساب کے غم میں ہوں گے۔“

(المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرة، الحدیث ۱۰۷۳۵، ج ۳، ص ۶۰۵)

(جامع الترمذی، ابواب الزهد، باب ما جاء ان فقراء..... الخ، الحدیث ۲۳۵۴، ص ۱۸۸۸)

پاک ہے وہ ذات جس نے فقراء کے مقام کو بلند کیا! ان کے ذکر کو عام کیا، صبر عطا کیا، ان کے لئے اجر و ثواب دگنا کر دیا۔ اور کیا ہی اچھا کلام ہے جو ان کے غلام حریفیش (رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے ان کی شان میں کہا ہے:

هُمُ الْفُقَرَاءُ أَهْلُ اللَّهِ حَقًّا	وَقَدْ حَازُوا بِضَيْقِ الْفَقْرِ فَخْرًا
هُمُ الْفُقَرَاءُ قَدْ صَبَرُوا وَأُودُوا	فَعَوَّضَهُمْ بِذَلِكَ الصَّبْرِ أَجْرًا
هُمُ الْفُقَرَاءُ وَالسَّادَاتِ حَقًّا	وَمِنْهُمْ تَكْتَسِي الْأَكْوَالِ عَطْرًا
هُمُ الْفُقَرَاءُ عَنْهُمْ فَارٍ وَذِكْرًا	وَحَدَّثَ عَنْهُمْ سِرًّا وَجَهْرًا
فَكَمْ صَبَرُوا عَلَى ضَيْمِ اللَّيَالِي	فَعَوَّضَهُمْ بِذَلِكَ الْكَسْرِ جَبْرًا
وَقَدْ زَارُوا الْحَيْبَ وَشَاهَدُوهُ	وَقَدْ سَجَدُوا لَهُ حَمْدًا وَشُكْرًا

ترجمہ: (۱)..... یقیناً فقراء ہی اللہ والے ہیں، تحقیق فقر کی تنگی کے بدلے انہوں نے فخر (یعنی بلند مقام) کو پایا۔

(۲)..... انہوں نے صبر کیا اور ازیتیں ٹھیلیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس صبر پر اجر عطا فرمایا۔

(۳)..... یہی لوگ حقیقی فقراء اور سردار ہیں اور انہی کی بدولت کائنات خوشبو میں لپیٹی ہوئی ہے۔

بقیہ حاشیہ..... کے تحت فرماتے ہیں: ”یعنی صدقاتِ مذکورہ جو آئیے ”وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ“ میں ذکر ہوئے ان کا بہترین مصرف وہ فقراء ہیں جنہوں نے اپنے نفوس کو جہاد و طاعتِ الہی پر روکا۔ شانِ نزول: یہ آیت اہلِ شفقہ کے حق میں نازل ہوئی، ان حضرات کی تعداد چار سو کے قریب تھی، یہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تھے۔ نہ یہاں ان کا مکان تھا، نہ قبیلہ، نہ کنبہ، نہ ان حضرات نے شادی کی تھی۔ ان کے تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے تھے، رات میں قرآن کریم سیکھنا دن میں جہاد کے کام میں رہنا۔ آیت میں ان کے بعض اوصاف کا بیان ہے۔“

(۴)..... یہی نقرہ ہیں کہ جن سے خوشبو پھیلی اور یہ لوگ سر او جہراً (یعنی آہستہ اور بلند آواز سے) ذکر الہی غزُو خَلْجُل میں مشغول رہتے ہیں۔

(۵)..... کتنی ہی بار انہوں نے زمانے کی سختیوں پر صبر کیا لہذا اللہ غزُو خَلْجُل نے اس صبر کے عوض ان کو درستی عطا فرمادی۔

(۶)..... انہوں نے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ اور دیدار کیا اور اس کی حمد اور شکر بجالاتے ہوئے اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔

اے اللہ غزُو خَلْجُل کے مقرب بندو! اس ذات کی قسم جس نے تم پر انعام اور احسان عظیم فرمایا! بے شک ہم چاہتے ہیں کہ تم ہماری خامیاں دور کرو، ہماری مدد کرو، اور نبی مکرمؐ، نور مجسمؐ، رسول اکرمؐ، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنے میں ہمارے ساتھ اپنی آوازوں کو بلند کرو۔ بے شک جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بار درود پاک پڑھتا ہے اللہ غزُو خَلْجُل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، تو یہ نو (9) گنا مزید رحمت نازل ہوگی، تو کیا کوئی نفع یا فائدہ اس سے بڑھ کر ہے؟ حضور سید المبلغین، جناب رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ تقرب نشان ہے: ”جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ غزُو خَلْجُل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جس نے دس بار درود پاک پڑھا اللہ غزُو خَلْجُل اس پر سو رحمتیں بھیجتا ہے، اور جس نے سو بار درود پاک پڑھا اللہ غزُو خَلْجُل اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جس نے ہزار بار درود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے۔“ (المعجم الاوسط، الحدیث ۷۲۳۵، ج ۵، ص ۲۵۲، مختصر۔ القول البدیع فی الصلاة علی الحبيب الشفیع للسخاوی، الباب الثانی فی ثواب الصلاة والسلام علی رسول اللہ، ص ۲۴۱)

پیارے اسلامی بھائیو! اب کیا کوئی دُرود پاک پڑھنے والے خوش نصیب کے فضائل بیان کر سکتا ہے؟ جبکہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ”جس نے ہزار بار مجھ پر دُرود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے۔“

صَلُّوا عَلٰی الْهَادِي الْبَشِيرِ مُحَمَّدٍ
تَحْظَرُوا مِنَ الرَّحْمَنِ بِالسُّفْرَانِ
فَاللَّهُ قَدْ أَتَىٰ عَلَيْهِ مُصْرَحًا
فِي مُحْكَمِ الْآيَاتِ وَالْقُرْآنِ

ترجمہ: (۱)..... تم ہدایت اور خوشخبری دینے والے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھو رحمن غزُو خَلْجُل سے مغفرت کا حصہ پاؤ گے۔

(۲)..... تحقیق اللہ غزُو خَلْجُل نے واضح نشانیوں اور قرآن پاک میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صراحتاً تعریف فرمائی۔

منقول ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کھڑا ہو کر درود پاک پڑھے تو بیٹھنے سے پہلے اور اگر بیٹھ کر پڑھے تو کھڑے ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ اور جو فیند کی حالت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود پاک پڑھے بیدار ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ اور یہ اس طرح ہے کہ بندہ جب تک اللہ غزُو خَلْجُل چاہے کفر کی حالت میں زندگی بسر کرتا رہتا ہے، اور

جب اللہ عزوجل اس کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو کلمہ شہادت الہام کر دیتا ہے، اور کوئی مسلمان اس کے پاس جا کر اسے کلمہ شہادت کی تلقین کرتا ہے اور اس کے سامنے بار بار کلمہ پڑھتا ہے۔ پھر وہ (مسلمان) اس کو کہتا ہے: ”حضور نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھ۔“ جب وہ ایسا کرتا ہے اور اپنے اسلام میں حسن پیدا کرتا ہے اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھتا ہے، تو اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔

صَلُّوا عَلٰی خَيْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ
مَنْ كَانَ صَلَّى قَاعِدًا يُغْفِرُ لَهُ
وَكَذٰلِكَ اِنْ صَلَّى عَلَيْهِ قَائِمًا
اِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ نُورٌ يَعْقِدُ
قَبْلَ الْقِيَامِ وَلِلْمَنَابِ يُحَدِّدُ
يُغْفِرُ لَهُ قَبْلَ الْقُعُودِ وَيُرْسِدُ

ترجمہ: (۱)..... مخلوق میں سب سے بہتر حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھو، بے شک ان پر درود پاک پڑھنا ایسا نور ہے جو ضامن ہے۔ یعنی بخشش کی گارنٹی ہے۔

(۲)..... جو بیٹھنے کی حالت میں درود پاک پڑھے اُسے کھڑا ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ اور توبہ کرنے والے کو گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔

(۳)..... اور ایسے ہی اگر کھڑے ہو کر درود پاک پڑھے تو بیٹھنے سے پہلے بخش دیا جاتا اور اس کی رہنمائی کی جاتی ہے۔

اُمّ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قبول اسلام:

حدیث پاک میں ہے کہ ”جو شخص حضور نبی پاک، صاحب کولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نیند کی حالت میں درود پاک پڑھتا ہے اُسے بیدار ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔“ جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہوا (آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت سیدنا سلمیٰ بنت صحز رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی مسلمان نہیں ہوئی تھیں) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ابتدائی حصہ میں اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ گفتگو فرمائی، انہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں بہت بھلی لگیں، رات طویل ہو گئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ سو گئیں۔ جب انہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار فرمایا: ”تمہارا کیا حال ہے؟“ عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں تو خیریت سے ہوں مگر یہ میری ماں ہے، اس کے بغیر میرا کوئی چارہ نہیں، اے تمام لوگوں کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ عزوجل ان کو اسلام کی توفیق

عطا فرمادے۔ "پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو کشادہ کیا، ہونٹوں سے دھیمی دھیمی آواز نکالی، اور ان کے لئے دعا کی، تو وہاں موجود ایک صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ "اللہ عزوجل کی قسم! ہم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کو حالت نیند میں کلمہ شہادت پڑھتے سنا۔" اور جب وہ بیدار ہوئیں تو بلند آواز سے پڑھا: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت سیدنا) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔" حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کو حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق میں بیداری سے پہلے ہی بخش دیا گیا۔

اسی کی مثل کئی لوگوں کے بے شمار واقعات ہیں، جو پہلے مسلمان نہ تھے پھر انہوں نے خواب میں سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار یا ذن پروردگار عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھا پھر جب وہ بیدار ہوئے تو ان کی بخشش ہو چکی تھی:

هَيِّئَا لِعَيْنٍ قَدْ رَأَتْ نُورَ أَحْمَدَ	وَقَارَتْ جَهَارًا مِنْهُ بِالْحُسْنِ وَالرُّؤْيَا
وَقَدْ أَسْعَدَ الرَّحْمَنُ عَبْدًا دَعَا لَهُ	فَأَضْحَى سَعِيدًا فِي الْمَمَاتِ وَفِي الْمَحْيَا
وَبَدَّلَ دِينَ الشِّرْكَ بِالنُّورِ وَالْهُدَى	بَلَّغَ مَا يَهْوَى مِنَ الدِّينِ وَالْدُنْيَا
وَقَارَ بِرُؤْيَا الْمُصْطَفَى سَيِّدِ الْوَرَى	نَبِيَّ حَبَاهُ اللَّهُ بِالسَّرْتَبَةِ الْعُلْيَا
عَلَيْهِ صَلَاةُ اللَّهِ مَا طَافَ طَائِفٌ	بِمَكَّةَ يَبْتَئِ اللَّهُ قَصْدًا أَتَى سَعْيَا
صَلَاةً شَدَّاهَا عِطْرُ الْكُونِ جَهْرَةً	فَمَنْ قَاسَهَا بِالْمِسْكِ يَوْمًا فَمَا اسْتَحْيَا

ترجمہ: (۱)..... مبارک ہو اس آنکھ کو جس نے نور محمدی علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام کا جلوہ دیکھا اور خواب میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حسن سرمدی (یعنی دائمی حسن) کو بلا حجاب دیکھنے میں کامیاب ہو گئی۔

(۲)..... رحمن عزوجل نے اس بندے کو نیک بخت کیا جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعا کی (یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھا) تو وہ زندگی اور موت میں سعادت مند ہو گیا۔

(۳)..... اور اس نے شرک والے دین کو نور و ہدایت سے بدل لیا اور دین و دنیا کی بلندیوں کو پالیا۔

(۴)..... اور وہ مخلوق کے سردار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی بدولت کامیاب ہو گیا، جو ایسے نبی علیہ السلام ہیں

جنہیں اللہ عزوجل نے بغیر کسی بدلے کے بلند و بالا مرتبہ عطا فرمایا۔

(۵)..... آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ عزوجل کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک مکہ مکرمہ زادعہا اللہ شرفاً و تکریماتاً میں

طواف کرنے والے بیٹ اللہ شریف کا طواف کرتے رہیں۔

(۶)..... درودِ پاک کی خوشبو واضح طور پر کائنات کا عطر ہے، تو جس نے کسی دن کستوری کے ساتھ اس کا موازنہ کیا تو کیا اس کو شرم نہ آئی۔

دُرودِ پاک پڑھنے والے پر انعامِ خداوندی:

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میرا ایک گناہ گار پڑوسی تھا، نشہ کی وجہ سے اسے صبح و شام کا علم نہ ہوتا، میں اُسے وعظ و نصیحت کرتا لیکن وہ قبول نہ کرتا، توبہ کی ترغیب دیتا مگر وہ توبہ نہ کرتا، اس کے انتقال کے بعد میں نے اس کو خواب میں بلند مقام پر فائز دیکھا، اس پر جنت کے اعزاز و اکرام کا لباس تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: ”کس کام کے سبب تو نے یہ مقام و مرتبہ پایا؟“ تو اس نے جواب دیا: ”میں ایک دن محفلِ ذکر میں حاضر ہوا تو میں نے ایک مُحَدِّث (یعنی حدیث بیان کرنے والے) کو کہتے ہوئے سنا کہ ”جس شخص نے حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بلند آواز سے درودِ پاک پڑھا اس کے لئے جنت لازم ہوگی۔“ پھر انہوں نے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر با آواز بلند درودِ پاک پڑھا، میں نے بھی ان کے ساتھ بلند آواز سے درودِ پاک پڑھا اور دیگر لوگوں نے بھی اپنی آوازوں کو بلند کیا تو اسی دن ہم سب کو بخش دیا گیا۔ مغفرت کا میرا یہ حصہ اللہ عزوجل نے مجھے اس نعمت (یعنی درودِ پاک کے پڑھنے) کی برکت سے عطا کیا ہے۔“

بِأَفْوَزٍ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ فَإِنَّهُ	يَحْوِي الْأَمَانِي بِالنَّبِيِّمِ السَّرْمَدِي
إِنْ شِئْتَ بَعْدَ الضَّلَالَةِ تَهْتَدِي	صَلَّى عَلَى الْهَادِي النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
بِأَقْوَمَنَا صَلُّوا عَلَيْهِ لِيَتَفَرَّقُوا	بِالْبَشِيرِ وَالْعَيْشِ الْبَنِيِّ الْأَرْعَدِ
وَيُخَصِّكُمْ رَبُّ الْأَنَامِ بِفَضْلِهِ	وَالْفَوْزِ بِالْجَنَاتِ يَوْمَ الْمَوْعَدِ
صَلَّى عَلَيْهِ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ	مَا لَاحَ فِي الْأَفَاقِ نَحْمُ الْفَرْقَدِ

ترجمہ: (۱)..... کامیاب وہ ہے جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھا اس لئے کہ وہ ہمیشہ رہنے والی اور نعمت

والی جگہ (یعنی جنت) میں خواہشات جمع کرتا ہے۔

(۲)..... اگر تو گمراہی کے بعد ہدایت حاصل کرنا چاہے تو ہدایت دینے والے نبی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درودِ پاک پڑھ۔

(۳)..... اے لوگو! درودِ پاک پڑھو تا کہ کشادہ روی اور آرام دہ مبارک زندگی پا کر کامیابی حاصل کر لو۔

(۴)..... اور تا کہ تمہیں ربُّ الانام عزوجل بروز قیامت اپنے فضل اور جنت (کو حاصل کرنے) کی کامیابی کے ساتھ خاص کر دے۔

(۵)..... آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ عزوجل درودِ پاک بھیجے جب تک آسمان کے کناروں میں فرقہ (یعنی قبیلی) ستارہ چمکتا رہے۔

ایصالِ ثواب نے عذابِ قبر سے بچا لیا:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درودِ پاک پڑھنے کے فضائل میں بیان کیا گیا ہے کہ ”ایک عورت کا بیٹا تھا جو بہت گناہگار تھا۔ وہ اس کو نیکی کا حکم دیتی، بے حیائی اور برے کاموں سے منع کرتی (لیکن وہ باز نہ آتا) آخر کار تقدیر اس پر غالب آئی اور وہ گناہوں کی حالت میں مر گیا۔ اس کی ماں کو بہت صدمہ ہوا کہ اس کا بیٹا بغیر توبہ کئے مر گیا۔ اس نے تمنا کی کہ اسے خواب میں دیکھے۔ ایک دفعہ اس نے خواب میں اپنے بیٹے کو عذاب میں مبتلا دیکھا تو وہ مزید غمگین ہو گئی۔ جب کچھ مدت کے بعد اس نے دوبارہ اپنے بیٹے کو دیکھا تو اس کی حالت اچھی تھی اور وہ خوش و خرم تھا۔ اس نے اپنے بیٹے سے اس حالت کے متعلق پوچھا کہ ”اے میرے بیٹے! میں نے تجھے عذاب میں مبتلا دیکھا تھا، یہ مرتبہ و مقام کیسے ملا؟“ تو اس نے جواب دیا: ”اے میری ماں! ایک گناہگار شخص ہمارے قبرستان سے گزرا، اس نے قبروں کی طرف دیکھا اور دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے متعلق غور و فکر کیا۔ مردوں سے نصیحت حاصل کی، اپنی لغزش پر رویا اور اپنی خطاؤں پر نادم ہو کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کی کہ اب وہ کبھی گناہوں کی طرف نہ پلٹے گا۔ تو اس کی توبہ سے آسمان کے فرشتے بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے: سبحان اللہ عزوجل! اس شخص نے اپنے رب عزوجل کے ساتھ کیا ہی خوب صلح کی ہے۔ جب اس نے سچی توبہ کر لی تو اللہ عزوجل نے اس کی توبہ قبول فرمائی، پھر اس نے کچھ قرآن حکیم پڑھا اور حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بیس مرتبہ درودِ پاک پڑھا اور اس کا ثواب ہم سب قبرستان والوں کو پہنچایا۔ اس کا ثواب ہم پر تقسیم کیا گیا تو مجھے بھی اس سے بھلائی ملی جس کے سبب اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا اور مجھے وہ مقام عطا کیا جو آپ ملاحظہ فرما رہی ہیں۔ اے امی جان! یاد رکھئے! حضور نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درودِ پاک پڑھنا دلوں کا نور، گناہوں کا کفارہ اور زندوں اور مردوں کے لئے رحمت ہے۔“

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جوہر و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رب العزت، محسنِ انسانیت عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس فضیلت کے مالک ہیں جو حد و شمار سے باہر ہے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ مخلوق کے درمیان ہمیشہ بلند ہوتی رہے گی۔ قرشی و ہاشمی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک یر کی، پس جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ذاتِ باری تعالیٰ کے قریب ہوئے تو دو ہاتھ جتنا فاصلہ بھی نہ تھا، پاک ہے وہ ذات جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا جو کچھ بھی عطا فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ عزوجل کی طرف سے ایسی بے حد و بے شمار رحمتیں نازل ہوں جن رحمتوں کی تعریف کی انتہا نہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوق پر شرف بخشا اور مومنین پر مہربان بنایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فضلِ عظیم اور خلقِ کریم عطا فرمایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

دلوں اور جسموں کو جہالت و گمراہی کے امراض سے شفا عطا فرمائی اور اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مقصد تک پہنچایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے بندوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہمیں تعظیم کا حکم فرمایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے تکریم اور تعظیم ہے۔

﴿۲﴾ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (۱)

(پ ۲۲، الاحزاب: ۵۶)

بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہدیہ درود و سلام

اللَّهُ زَادَ مَحَمَّداً تَكْرِيماً
وَإِخْتَارَهُ فِي الْمُرْسَلِينَ كَرِيماً
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

جَاءَهُ فَضْلاً مِنْ لَدُنْهُ عَظِيماً
ذَا رَأَوْهُ بِالسُّؤْمِيْنَ رَجِيماً
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

يَا أُمَّةَ الْهَادِي حُصِّصْتُمْ بِالْوَفَا
بَيْنَ الْوَرَى وَالصِّدْقِ ابْضَاو الصِّفَا
صَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ الْهَادِي الْمُصْطَفَى
فَاللَّهُ قَدْ صَلَّى عَلَيْهِ قَدِيماً
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزان العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے، ہر ایک مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ، اور اس سے زیادہ مستحب ہے۔ یہی قول معتمد ہے اور اس پر جمہور ہیں، اور نماز کے قعدہ اخیرہ میں بعد تشهد درود شریف پڑھنا سنت ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آل و اصحاب و دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جاسکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جاسکتا ہے اور مستقل طور پر حضور کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔ مسئلہ: درود شریف میں آل و اصحاب کا ذکر متواتر ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر مقبول نہیں۔ درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم ہے۔ علماء نے اللہم صلی علی محمد کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یارب! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اولین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما اور انبیاء مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر کے۔ مسئلہ: درود شریف کی بہت برکتیں اور فضیلتیں ہیں، حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب درود بھیجنے والا مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مسلم کی حدیث شریف میں ہے: جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار بھیجتا ہے۔ ترمذی کی حدیث شریف میں ہے: بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

فَمَنْ أَرَى الْحَادِي يُبَشِّرُ بِاللِّقَا
وَيَضُمُّنَا بَابَ الْمُحْصَبِ وَالنَّقَا
وَأَرَى ضَرْبِخَ الْمُصْطَفَى قَدْ أَشْرَقَا
مَوْلَى رَجِيمًا لَا يَزَالُ حَلِيمًا
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
لَمْ الرِّضَاعِ عَنِ آلِهِ الْكِرْمَاءِ
وَكَذَلِكَ عَنْ أَصْحَابِهِ الْخُلَفَاءِ
فَهُمُ هُمُ دِينِي وَعَقْدُ وَلَايِي
قَوْمًا تَرَاهُمْ فِي الْمَعَادِ نَحْوَمَا
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

ترجمہ: (۱)..... اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت بڑھائی اور اپنی طرف سے نسلِ عظیم فرمایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام رسولوں میں کرم والا بنایا۔ یہ مومنین کے ساتھ مہربان اور رحیم ہیں، پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۲)..... اے ہادی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت! تمہیں تمام مخلوق میں سے وفا اور صدق و صفا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے پس تم ہدایت دینے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھو، کیونکہ اللہ عزوجل بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ درود بھیجتا ہے لہذا تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۳)..... میں کب حبیبِ خدا عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی خوشخبری دینے والے سوار کو پاؤں گا جو میں بابِ مُحْصَب اور ریت کے ٹیلوں کی جانب لے جائے گا اور میں مزارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کر لوں گا جس کو رحیم و حلیم مولیٰ نے منور فرما دیا ہے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۴)..... پھر اللہ عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کریم آل اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلفائے راشدین صحابہ کرام علیہم الرضوان سے راضی ہو، وہ میرا دین اور میری محبت کی گرہ ہیں، وہ ایسے لوگ ہیں کہ تم انہیں بروز قیامت ستاروں کی طرح دیکھو گے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

بِسْمِ اللّٰهِ شَرِيفِ كِي فَضِيْلَتِ:

بے شک سب سے پہلے جس کلام سے زبان گفتگو کا آغاز کرے، وہ یہ ہے کہ انسان بادشاہِ حقیقی عزوجل کے نام سے ابتداء کرے۔ جس کی ہمیں کائنات کے سردار، محبوب پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس فرمان سے خبر دی کہ ”جو بھی اہم کام بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے شروع نہیں کیا جاتا وہ ناکمل رہتا ہے۔“ (الدر المنثور، سورة الفاتحة، ج ۱ ص ۲۶)

یعنی وہ کام ہر آن برکت سے خالی ہوتا ہے کیونکہ اللہ عزوجل کے نام میں ایسی برکت ہے کہ ہر جگہ اس کے ذریعے خوشبو حاصل کی جاتی ہے، اور وہ ظاہر و پوشیدہ خوبصورت نور ہے اور رکاوٹیں دور کرتا اور امان دیتا ہے۔“

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ”اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مقررہ معین الغیوب عزوجل و صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو بھی اہم کام بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع نہیں کیا جاتا وہ ادھورا رہ جاتا ہے۔“

(المرجع السابق)

ایک روایت میں اَقْطَعُ کی جگہ اَجْذَمُ کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے، ناقص اور کم برکت والا۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حُسنِ اَخْلَاقِ کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ”لوگوں میں اور روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے بہتر علم سکھانے والے ہیں۔ کیونکہ جب سے دین ظاہر ہوا انہوں نے اس کی تجدید کی، لوگوں کو دین سکھایا لیکن ان سے اجرت طلب نہ کی۔ اور جب استاذ بچے کو کہتا ہے: ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ۔“ تو اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس بچے، اس کے والدین اور استاذ کے لئے جہنم سے براءت (یعنی رہائی) لکھ دیتا ہے۔“ (تفسیر القرطبی، البقرة، تحت الآیة ۱، الجزء الاول تحت ج ۱، ص ۲۷۷)

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ”جب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نازل ہوئی تو باؤل مشرق سے مغرب کی سمت دوڑے، ہو ایں ساکن ہو گئیں، سمندر جوش میں آ گیا، چوپایوں نے غور سے سننے کے لئے اپنے کان لگا دیئے، شیطانوں پر پتھر برسائے گئے، اور اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ”مجھے میری عزت و جلال کی قسم! جس شے پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی گئی میں اس میں برکت ڈال دوں گا، اور جس نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

(الدر المنثور، الفاتحة، ج ۱، ص ۲۶، مختصراً)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ”جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھتا ہے تو شیطان اپنے آپ سے کہتا ہے: ”تمہارے لئے یہاں نہ رات بسر کرنے کی جگہ ہے اور نہ ہی رات کا کھانا۔“ اور جب کوئی شخص داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اپنے آپ سے کہتا ہے: ”تمہیں رات گزارنے کی جگہ مل گئی۔“ اور جب کھانے کے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو کہتا ہے: ”تمہیں رات گزارنے کی جگہ بھی مل گئی اور رات کا کھانا بھی مل گیا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الاشریة، باب آداب الطعام والشراب واحکامہما، الحدیث ۲۰۱۸، ص ۱۰۳۸)

اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام شیطان کو بھگاتا اور مکان میں برکت زیادہ کرتا ہے، اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے فضائل و برکات بہت زیادہ ہیں، اگر آسمان و زمین والے ان کو لکھنا شروع کر دیں تو اس کے فضائل کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ



علم کا بیان

بیان 2:

﴿الرَّحْمَنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝﴾ (ب ۲۷، الرحمن: ۱-۲) ترجمہ کنز الایمان: رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ ﴿

حمد باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے جو بہت رحیم و کریم، بہت زیادہ احسان فرمانے والا، عزت والا، ہمیشہ رہنے والا، بلند، غنی، قوت والا، سلطان، سب سے اول کہ جب زمانہ بھی نہ تھا، سب سے آخر کہ جب کائنات نہ ہوگی، باقی رہنے والا کہ جب نہ انسان ہوگا، نہ جن، وہ جس نے لوح (محفوظ) میں قلم سے مخلوق کی ارواح کے متعلق احکام اور توحید و ایمان کی آیات کو لکھا۔ جس نے توفیق کے چراغوں کو اہل تصدیق کے دلوں کے لئے جلایا تو انہوں نے وہ جمال دیکھا جس کی مثل کسی انسان کی آنکھ نے نہ دیکھا اور نہ ہی جنوں کو اس کا خیال ہوا۔ اس نے حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ السلام کی اولاد کو نعمتوں والی زمین میں پیدا کیا، پھر ان نعمتوں کو ورثاء کے مابین تقسیم کیا۔ کتنے ہی حقیر افراد کو عزت کا تاج پہنایا اور کتنے ہی معززین کو ذلیل کیا۔ اس نے ایک قوم کو عمدہ عادات و خصائل سے نوازا تو دوسری قوم کو غیر مہذب خصائل والا بنایا۔ جو لوگ غیر مہذب تھے اور جن کے دلوں میں کجی تھی، وہ حد سے تجاوز کر گئے، جبکہ عمدہ خوبیوں والے افراد مہذب اور ہدایت یافتہ ہوئے، اور ایک دوسرے کو بھائیوں کی طرح بلاتے ہیں وطن دور بھی ہوں تب بھی خلوص دل سے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور دین دیکھے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور ان کے دل ایک دوسرے کے لئے مشتاق رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو گناہ اور خسارے کی جگہوں سے بچاتے ہیں، نیکی، ایثار اور فضل و احسان میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، جس طرح خالق کائنات عزوجل نے ان کو اس کا حکم دیا۔ چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ مَرَدًّا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ مَرَدًّا (ب ۶، المائدہ: ۲) ترجمہ کنز الایمان: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (۱)

پاک ہے وہ ذات جو رحمن عزوجل ہے، جس نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا اور اپنی تعظیم کی تعلیم میں بیان کے راز ظاہر کئے، جس نے انسانیت کی جان حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا، انہیں ماکان و ما یکون (یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا) کا بیان سکھایا، ان کی تعلیم کے لئے الہام کی لگی ہوئی لاسنوں کو افہام کے قلم سے لکھا، اس نے تمام زمانوں کا انتظام

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "بعض مفسرین نے فرمایا: جس کا حکم دیا گیا اس کا بجالاتا ہو، اور جس سے منع فرمایا گیا اس کو ترک کرنا تقویٰ، اور جس کا حکم دیا گیا اس کو نہ کرنا اثم (گناہ)، اور جس سے منع کیا گیا اس کا کرنا عُدْوَان (زیادتی) کہلاتا ہے۔"

اندازے سے کیا، دن رات میں سے ایک کے بعد دوسرے کو رکھا، سورج اور چاند حساب سے رکھے، پتھر اور مٹی کے ڈھیر اس کی پاکی بولتے ہیں، شمس و قمر اور نجم و شجر اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں۔ یہ ظاہر نشانیاں ہیں جن کو اہل معرفت کی آنکھوں کے لئے آراستہ کیا، اس نے بڑے بڑے عقل والوں کو اپنی قدرت کے بیابان (یعنی جہنم) میں اوندھا گرا دیا۔ پس ڈرنے والے مہربانیوں کے قدموں پر کھڑے ہیں، اچھے اوصاف کے ساتھ متصف ہیں اور عدل و انصاف قائم کرنے والی ذات اعلان فرما رہی ہے: ”وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٌ ۙ (ب ۲۷، الرحمن: ۴۶) ترجمہ کنز الایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔“ اور عارفین ہمیشہ وعدے کی تصدیق و تحقیق کی خدمت پر محافظ ہیں: ”هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۙ (ب ۲۷، الرحمن: ۶۰) ترجمہ کنز الایمان: نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔“

جس طرح درخت ٹہنیوں کی وجہ سے زمین پر جھک جاتے ہیں اسی طرح وہ اپنے عبادت خانوں میں سحری کے وقت جھکتے ہیں۔ شوق ان کے دلوں کی سیدھی شاخ کو ہلاتا ہے تو وہ شاخیں بکھر جاتی ہیں، زبان کمزور ہوتی ہے، دل عاجزی کا اظہار کرتا ہے، آنکھیں بہنے لگتی ہیں، ان کا اپنے محبوب کے ساتھ خلوت میں ہونا ان کو دنیاوی نعمتوں سے غافل کر دیتا ہے، ان کا سرور ہی ان کے کنگن ہیں، خشوع ہی ان کے تاج ہیں، ان کا خضوع ہی ان کو موتیوں اور مرجان سے آراستہ کرتا ہے، انہوں نے حرص کو بیچ کر قناعت کو لے لیا تو اب بادشاہ کون ہے؟ کیا نوشیروان؟ (نہیں! اس وقت تو اللہ عز و جل کے محبوب بندے، بادشاہ ہوں گے) ان کی زندگی کے ایام طویل ہو گئے اور محبت محبوب کے دیدار کا یہاں سا ہوتا ہے۔ جب قیامت میں آئیں گے تو انہیں بشارت دینے والے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنا جلوہ دکھائیں گے، اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو جنت آراستہ نہ کی جاتی۔ اللہ عز و جل اپنے محبوب بندوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: ”يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ (ب ۱۰، التوبة: ۲۱) ترجمہ کنز الایمان: ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی۔“

اے انسان! ذرا بصیرت کی آنکھ سے دیکھ اور دل کے آئینہ کو صاف کرتا کہ تو دلیل دیکھ پائے، تجھے اللہ عز و جل کے مقبول بندوں سے کیا نسبت ہے؟ سونے والا بیدار رہنے والے کی طرح نہیں ہو سکتا، تیرے اور ان کے درمیان کتنا فرق ہے؟ بزدل کو بہادری سے کیا نسبت ہے؟ تجھ میں وعظ و نصیحت کے لئے کوئی جگہ نہیں کیونکہ تیرا دل خواہشات سے بھرا ہوا ہے، حبیب کی بارگاہ میں شدت غم سے حیرانی کے عالم میں کھڑے ہونے والے کی طرح کھڑا ہو جا اور اپنی جبین نیاز کو ایسے جھکا جیسے شرمسار جھکا کر کھڑے ہوتے ہیں اور سچائی کی کشتی پر سوار ہو جا کیونکہ یہ موت طوفان ہے اور خواہشات کے خمار سے نکل آ۔ کب تک تو خواہشات کے نشے میں بے ہوش رہے گا؟ کیا تو باقی رہنے والی شے کو فانی شے کے عوض بیچ دے گا؟ اللہ عز و جل کی قسم! یہ تو گھانا ہی گھانا ہے۔ اللہ عز و جل کی قسم! اگر تو امید کی وادی پر بلند ہو جائے تو ضرور بہادریوں اور گھڑ سواروں کو دیکھ لے گا، اگر احباب کی سوار یوں

پر تیرا گزر ہو تو ضرور اونٹوں کے حدی خوانوں (یعنی مخصوص نغموں کے ذریعے اونٹوں کو ہانکنے والوں) کو سنے گا اور اگر تو احباب کے راستے پر ٹھہر جائے تو ضرور سواروں کا مشاہدہ کرے گا۔

سانپ نے زرگس کے پھولوں کا گلدستہ پیش کیا:

حضرت سیدنا ابوالحق ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: ”میں مکہ کے راستے میں اکیلا ہی چلا جا رہا تھا کہ راستہ بھول گیا، دو دن اور دو راتیں چلتا رہا، یہاں تک کہ شام ہو گئی، وضو کے لئے میں پریشان ہوا کیونکہ پانی موجود نہ تھا۔ چاندنی رات تھی کہ اچانک میں نے ایک ہلکی سی آواز سنی، کوئی کہہ رہا تھا: ”اے ابواسحاق! میرے قریب آئیے۔“ میں اس کے قریب گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس ایک خوبصورت نوجوان ہے، اس کے سر کے قریب دو مختلف رنگ کے خوشبودار پھول پڑے ہیں۔ مجھے اس سے بہت تعجب ہوا کہ اس بیابان میں اس کے پاس پھول کہاں سے آئے؟ حالانکہ یہ ریت پر پڑا ہے اور حرکت بھی نہیں کر سکتا، اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ”اے ابواسحاق! میری وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اللہ عزوجل سے سوال کیا کہ میری وفات کے وقت اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی ولی کی زیارت کرادے۔“ تو ایک آواز آئی کہ ابھی تیری وفات کے وقت تجھے ابواسحاق خواص کی زیارت ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آپ ہی ہیں اور میں آپ کا منتظر تھا۔“ میں نے دریافت کیا: ”اے میرے بھائی! تیرا کیا معاملہ ہے؟“ اس نے جواباً کہا: ”میں اپنے گھر والوں میں عزت اور آسودگی کی زندگی بسر کر رہا تھا کہ مجھے ایک سفر درپیش ہوا، وطن سے دوری کی خواہش ہوئی تو میں حج کے ارادے سے شہر شمشاط سے نکلا لیکن ایک ماہ سے یہاں پڑا ہوں اور اب وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔“ میں نے اس نوجوان سے پوچھا: ”کیا تیرے والدین ہیں؟“ اس نوجوان نے کہا: ”جی ہاں! اور ایک نیک بخت بہن بھی ہے۔“ میں نے پوچھا: ”کیا کبھی اپنے گھر والوں کو ملنا بھی پسند کیا یا انہوں نے کبھی تمہارے بارے میں جاننے کی کوشش کی؟“ اس نوجوان نے کہا: ”نہیں، مگر آج میں ان کی مہک سونگھنا چاہتا تھا تو میرے پاس بہت سے درندے آئے اور یہ خوشبودار پھول لائے اور میرے ساتھ مل کر رونے لگے۔“ میں اس نوجوان کے معاملے میں حیران و متفکر تھا کیونکہ وہ میرے دل میں اتر گیا تھا۔ اور میرا دل بھی اس کی طرف مائل ہو چکا تھا کہ اتنے میں ایک بہت بڑا سانپ زرگس کے پھولوں کا ایک گلدستہ لے کر آیا کہ اس سے زیادہ خوبصورت اور خوشبودار گلدستہ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ سانپ نے وہ گلدستہ اس نوجوان کے سر کے قریب رکھ دیا اور بڑی فصیح زبان میں بولا: ”اے ابراہیم! اللہ عزوجل کے ولی کے پاس سے لوٹ جا کیونکہ اللہ عزوجل غیور ہے۔“ یہ سب کچھ دیکھ کر میری حالت عجیب ہو گئی، میں نے ایک زوردار چیخ ماری پھر مجھ پر غشی طاری ہو گئی، جب ہوش آیا تو وہ نوجوان اس دنیا سے کوچ کر چکا تھا۔ میں نے پڑھا: ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“

(ب ۲، البقرة: ۱۵۶) ترجمہ کنز الایمان: ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ اور کہا: یہ بہت بڑی آزمائش ہے، میں اس کے غسل اور کفنِ دفن کا انتظام کیسے کروں گا۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر اونگھ طاری کر دی جس کے غلبہ کی وجہ سے میں سو گیا۔

طلوعِ آفتاب کے وقت مجھے ہوش آیا تو دیکھا کہ میں تو اسی حالت پر تھا لیکن اس نوجوان کا کوئی نام و نشان باقی نہ تھا، میں پریشان ہو گیا۔ بہر حال جب حج ادا کر کے شمشاط پہنچا تو چند نقاب پوش عورتیں میرے پاس آئیں، ان میں سب سے آگے ایک لمبے بالوں والی عورت تھی، جس کے ہاتھ میں ایک چھاگل تھی اور وہ مسلسل اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کر رہی تھی۔ جب میں نے اس کو غور سے دیکھا تو ان تمام عورتوں میں اس کے علاوہ کسی عورت کو اس نوجوان کے مشابہ نہ پایا۔ اس نے مجھے پکار کر کہا: ”اے ابواسحاق! میں کئی دنوں سے آپ کے انتظار میں ہوں، آپ مجھے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، میرے بھائی کے متعلق بتائیے۔“

پھر وہ بلند آواز سے رونے لگی، اس کے رونے کی وجہ سے مجھے بھی رونا آ گیا، پھر میں نے اس کو نوجوان اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا، سب کچھ بتا دیا، اور جب میں اس کے بھائی کی اس بات کہ ”آج میں ان کی خوشبو سونگھنا چاہتا تھا“ پر پہنچا تو اس عورت نے کہا: ”بھائی جان! خوشبو پہنچ گئی، خوشبو پہنچ گئی۔“ پھر زمین پر گری اور اس کی روحِ قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اس کے ساتھ آنے والی عورتوں نے جمع ہو کر کہا: ”اے ابواسحاق! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔“ جب اس کو دفن کیا گیا تو میں اس کی قبر کے قریب رات تک کھڑا رہا، میں نے رات خواب میں اسے ایک سرسبز و شاداب باغ میں دیکھا اور اس کا بھائی بھی اس کے قریب کھڑا تھا، وہ دونوں قرآنِ پاک کی یہ آیت مبارکہ پڑھ رہے تھے:

﴿۱﴾ لِمِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَمَلُونَ ﴿۱﴾ ترجمہ کنز الایمان: ایسی ہی بات کے لئے کامیوں کو کام کرنا چاہئے۔

(ب ۲۳، الصافات: ۶۱)

فَوَمَّ إِذَا عَيْتَ الزَّمَانِ بِأَهْلِهِ
وَإِذَا آتَيْتَهُمْ لِدَفْعِ مُلِيمَةٍ
كَانَ الْمَفْرُومِ مِنَ الزَّمَانِ إِلَيْهِمْ
جَادُوا عَلَيْكَ بِمَا يَكُونُ لَدَيْهِمْ

ترجمہ: (۱)..... وہ ایسی قوم ہے کہ جب زمانہ لوگوں کو مصائب میں مبتلا کرے تو اس کے مظالم سے بچنے کے لئے ان کی پناہ لی جاتی ہے۔

(۲)..... جب تو کسی مصیبت کو دور کرنے کے لئے ان کے پاس آئے گا تو وہ اپنے مال میں تجھ پر سخاوت کریں گے۔

محبت کی حقیقت:

حضرت سیدنا شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ایک دفعہ میں نے ایک مجذوب (یعنی مجنون، دیوانہ) دیکھا جسے بچے پتھر مار رہے تھے، اس کا چہرہ اور سر لہولہاں اور شدید زخمی تھا۔ حضرت سیدنا شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی ان بچوں کو ڈانٹنے لگے تو انہوں نے کہا: ”ہمیں چھوڑ دو! ہم اسے قتل کریں گے کیونکہ یہ کافر ہے اور کہتا ہے کہ اس نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو دیکھا ہے اور وہ اس سے کلام بھی

کرتا ہے۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بچوں سے فرمایا: اسے چھوڑ دو، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے پاس تشریف لے گئے تو وہ مسکرا کر باتیں کر رہا تھا اور کہنے لگا: ”اے خوبصورت نوجوان! آپ کا احسان ہے، یہ بچے تو مجھے برا بھلا کہہ رہے تھے۔“ اس کے بعد اس نے پوچھا: ”وہ میرے متعلق کیا کہہ رہے تھے؟“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بتایا: ”وہ کہتے ہیں کہ تم اپنے رب عزوجل کو دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہو اور یہ کہ وہ تم سے کلام بھی کرتا ہے۔“ یہ سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری، پھر کہنے لگا: ”اے شبلی! حق تعالیٰ کی محبت و قربت سے مجھے سکون ملتا ہے، اگر لہجہ بھر بھی وہ مجھ سے چھپ جائے تو میں درِ فراق سے پارہ پارہ ہو جاؤں۔“

حضرت سیدنا شبلی علیہ رحمۃ اللہ التوی فرماتے ہیں میں سمجھ گیا کہ یہ مجذوب اخلاص والے خاص بندوں میں سے ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: ”اے میرے دوست! محبت کی حقیقت کیا ہے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”اے شبلی! اگر محبت کا ایک قطرہ سمندر میں ڈال دیا جائے (تو وہ خشک ہو کر) یا پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ غبار کے بکھرے ہوئے باریک ذرے ہو جائیں۔ لہذا اس دل پر کیسا طوفان گزرے گا جس کو محبت نے اضطراب اور گریہ و زاری کا لباس پہنا دیا ہو، اور سخت پیاس نے اس کے اندر جلن اور حسرت دیدار کو بڑھا دیا ہو۔“

میرے پیارے اسلامی بھائیو! محبت ایک ایسا دانہ ہے جس کو دلوں کی زمین میں بویا جاتا ہے، گناہوں سے توبہ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے، پھر وہ محبت کی بالیوں کو اگاتا ہے۔ ہر بالی میں سودا نے لگتے ہیں، اگر ان میں سے ایک دانہ دلوں کے پرندوں کے لئے رکھ دیا جائے تو وہ محبوب کی محبت میں سخت پیاس ہو جائیں۔ اللہ عزوجل ہی کے لئے سب خوبیاں ہیں کہ اس کے ایسے بندے بھی ہیں جنہوں نے اپنے دل میں اپنے محبوب کے سوا کسی کے لئے کوئی جگہ نہ چھوڑی، اللہ عزوجل ہی کے لئے ان لوگوں کی خوبیاں ہیں جو اللہ عزوجل کی طرف مائل ہوئے، مال و دولت کو چھوڑ دیا، دنیاوی مال کی مشغولیت سے اعراض کیا، ماضی اور حال کی تبدیلی سے عبرت حاصل کی اور حلال کھانے نے جاگنے میں ان کی مدد کی۔

اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر

رب عزوجل کو راضی کرنے کا نوکھا طریقہ:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ التوی فرماتے ہیں کہ ”ایک دن میں ایک بازار سے گزرا تو میں نے چار آدمیوں کے کندھوں پر ایک جنازہ دیکھا، ان کے ساتھ اور کوئی نہ تھا۔ میں نے کہا: ”اللہ عزوجل کی قسم! میں ان کا پانچواں رفیق بن کر ضرور اجر و ثواب حاصل کروں گا۔“ جب وہ قبرستان پہنچے تو میں نے کہا: ”اے لوگو! اس شخص کا ولی کہاں ہے؟ جو کہ اس پر نماز جنازہ پڑھے۔“ تو انہوں نے جواب دیا: ”اے محترم بزرگ! ہم میں سے کوئی اس کو نہیں جانتا۔“ پھر میں آگے بڑھا اور اس کی

نماز جنازہ پڑھائی۔ ہم نے اسے لحد میں اتار کر اس پر مٹی ڈال دی، جب انہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: ”اس میت کا کیا معاملہ ہے؟“ تو انہوں نے بتایا کہ ”ہم اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے، ہاں! ایک عورت نے اس کو یہاں تک پہنچانے کے لئے ہمیں کرائے پر لیا اور وہ اب آنے ہی والی ہے۔ اتنے میں وہ عورت آگئی جب وہ روتے ہوئے اور پریشان دل کے ساتھ قبر کے قریب رُکی تو اپنے چہرے سے پردہ ہٹایا، بال پھیلائے، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے گریہ و زاری کرنے لگی۔ پھر اس نے دعا مانگی اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔ کچھ دیر کے بعد جب ہوش آیا تو ہنسنے لگی۔

میں نے اس سے پوچھا: ”مجھے اپنے اور اس میت کے متعلق بتائیے! اتنا شدید رونے کے بعد یہ ہنسنا کیسا؟“ تو اس نے مجھ سے پوچھا: ”آپ کون ہیں؟“ میں نے جواب دیا: ”ذوالنون۔“ تو وہ کہنے لگی: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر آپ صالحین میں سے نہ ہوتے تو میں آپ کو کبھی نہ بتاتی، یہ میرا بیٹا اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، یہ اپنی جوانی کو ضائع کرتا اور فخریہ لباس پہنا کرتا، کوئی برائی ایسی نہیں جس کا اس نے ارتکاب نہ کیا ہو اور کوئی گناہ ایسا نہیں جسے کرنے کی اس نے کوشش نہ کی ہو۔ اس کے گناہوں کو جاننے والے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ نے اسے گناہوں کی سزا یہ دی کہ ایک دن اسے شدید درد ہو، جو تین دن رہا، جب اس کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو کہنے لگا: ”اے میری ماں! میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دیتا ہوں میری وصیت قبول کرنا، جب میں مر جاؤں تو میری موت کی خبر میرے دوستوں، بھائیوں، گھر والوں اور پڑوسیوں میں سے کسی کو نہ دینا کیونکہ وہ میرے بُرے افعال، گناہوں کی کثرت، اور جہالت کی وجہ سے مجھ پر رحم نہیں کریں گے۔ پھر اس نے روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

لِئِيْ ذُنُوْبٍ شَغَلْتَنِيْ	عَنْ حِيَامِيْ وَصَلَاتِيْ
نَرَكْتُ جِسْمِيْ عَلَيْنَا	مَاتُ مِنْ قَبْلِ وَقَاتِيْ
لَيْتَنِيْ تُبْتُ لِرَبِّيْ	مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ
اَنْ اَعْبُدَ بِالْهَيْ	هَاتِيْمٍ فِى الْفَلْسَوَاتِ
بِحُكِّ جَهْرًا بِعِيُوْبِيْ	وَذُنُوْبِيْ قَاتِلَاتِيْ
فَدَسَّوَالْتُ سَيِّئَاتِيْ	وَتَلَاشْتُ حَسَنَاتِيْ

ترجمہ: (۱)..... میرے گناہوں نے مجھے نماز روزے سے غافل کر دیا۔

(۲)..... میں نے اپنے جسم کو اتنا علیل و کمزور کر دیا کہ وہ موت سے پہلے ہی مر چکا ہے۔

(۳)..... کاش! میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا۔

(۴)..... اے میرے معبود عَزَّوَجَلَّ! وسیع بیابان میں تیرا یہ بندہ حیرت زدہ ہے۔

(۵)..... میرے عیوب سب پر ظاہر ہو گئے گناہوں نے میری کرتوڑ ڈالی۔

(۶)..... میری برائیاں بہت زیادہ ہو چکی ہیں اور نیکیاں برباد ہو چکی ہیں۔

پھر وہ روتے ہوئے کہنے لگا: ”اے میری ماں! افسوس ہے اس پر کہ میں اللہ عزوجل کے نافرمانوں میں حد سے بڑھ گیا افسوس اس دل پر جسے میں سخت کرتا رہا، اے میری ماں! تجھے اللہ عزوجل کی قسم! جب میں مرجاؤں تو میرے رخسار کو زمین اور مٹی پر رکھ کر میرے دوسرے رخسار پر اپنا قدم رکھ دینا اور کہنا کہ یہ جزا ہے اس بندے کی جس نے اپنے مولیٰ کی نافرمانی و مخالفت کی، اس کے حکم کو ترک کیا، اپنی خواہش کے پیچھے چلا۔ جب آپ مجھے دفن کر لیں تو اپنے ہاتھوں کو اللہ عزوجل کی جناب میں بلند کر کے کہنا: ”اللَّهُمَّ إِنِّي رَضِيْتُ عَنْهُ فَارْضُ عَنْهُ“ یعنی اے اللہ عزوجل میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔“ جب یہ مرا تو میں نے اس کی تمام وصیتوں کو پورا کیا۔ اب جب میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو مجھے ایک آواز سنائی دی: ”اے میری ماں! اب لوٹ جا، میں اپنے رب عزوجل کے حضور اس حال میں آیا کہ وہ مجھ پر ناراض نہ تھا۔“ جب میں نے یہ آواز سنی تو مسکرانے لگی۔“

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الخفا فرماتے ہیں: ”جب بندے کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو مرنے والے کی حالت پانچ طرح کی ہوتی ہے: (۱)..... مال وراثت کے لئے (۲)..... روح ملک الموت علیہ السلام کے لئے (۳)..... گوشت کیڑوں کے لئے (۴)..... ہڈیاں مٹی کے لئے اور (۵)..... نیکیاں خُصوم یعنی قیامت کے دن اپنے حق کا مطالبہ کرنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ ”وراثت مال لے جائے تو قابل برداشت ہے، اسی طرح ملک الموت علیہ السلام روح لے جائیں تو بھی درست ہے مگر اے کاش! موت کے وقت شیطان ایمان نہ لے جائے ورنہ اللہ عزوجل سے جدائی ہو جائے گی، ہم اس سے اللہ عزوجل کی پناہ طلب کرتے ہیں کیونکہ اگر سب فراق ایک طرف جمع ہو جائیں اور رب عزوجل کا فراق ایک طرف ہو تو یہ تمام فراقوں سے زیادہ بھاری ہے جسے کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔“

حضرت سیدنا محمد بن نعیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جبرائیل امین (علیہ السلام) جب بھی میرے پاس حاضر ہوتے تو وہ اللہ عزوجل کے خوف سے کانپ رہے ہوتے۔ جب شیطان کی مخالفت ظاہر ہوئی اور قرب، بلند مرتبہ اور عبادت کے بعد اسے دھتکارا گیا تو جبریل و میکائیل (علیہما السلام) دونوں رونے لگے، اللہ عزوجل نے ان سے استفسار فرمایا: ”تمہیں کیا ہوا؟ کیوں روتے ہو؟ حالانکہ میں کسی پر ظلم نہیں کرتا۔“ تو انہوں نے عرض کی: ”اے ہمارے رب عزوجل! ہم تیری خفیہ تدبیر یعنی تیری قضاء، تیرے قرب کے بعد دوری اور سعادت مندی کے بعد شقاوت سے خوف زدہ ہیں۔“ تو اللہ عزوجل نے ان سے ارشاد فرمایا: ”اسی طرح میری خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہو۔“

(العظمة لابی الشیخ الاصبہانی، ذکر میکائیل علیہ السلام، الحدیث ۳۸۵، ص ۱۳۶، مختصر)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

بوڑھے عابد کی شکل میں شیطان:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نمازِ جمعہ کے لئے نکلا تو مجھے ایک بوڑھے عابد کی شکل میں ابلیس ملا، اس نے مجھ سے پوچھا: ”اے عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟“ میں نے کہا: ”نماز کے لئے جا رہا ہوں۔“ کہنے لگا: ”نماز تو ہو چکی، اب آپ کی نمازِ جمعہ فوت ہو گئی ہے۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو پہچان لیا اور اسے گردن اور گڈی سے پکڑ کر کہا: ”تیرا ستیاناس ہو! کیا تو عابدوں اور زاہدوں کا سردار نہ تھا؟ تجھے ایک سجدے کا حکم دیا گیا مگر تُو نے انکار کیا، تکبر کیا، اور کافروں میں سے ہوا، اب قیامت تک تو اللہ عزوجل سے دور رہے گا۔“ تو وہ کہنے لگا: ”اے عمر! ذرا خیال سے بول، کیا فرمانبرداری میرے بس میں ہے یا بدبختی میری مشیت کے تحت ہے؟ میں نے عرش کے نیچے بہت سجدے کئے، یہاں تک کہ آسمان کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس پر میں نے رکوع و سجود نہ کئے ہوں۔ اتنے قرب کے باوجود مجھے کہا گیا:

﴿۲﴾ فَأَخْرَجَ مِنْهَا فَايَكُ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ
اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝ (ب: الحجر: ۳۴-۳۵)

ترجمہ کنزالایمان: تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے۔ اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔ (۱)

(پھر کہنے لگا) ”اے عمر! کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے امن میں ہو؟“

﴿۳﴾ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ۝
ترجمہ کنزالایمان: تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔ (۲)

تو میں نے اس سے کہا: ”میری نظروں سے اوجھل ہو جا! مجھے طاقت نہیں کہ (اس مسئلہ میں) تجھ سے کلام کروں۔“

پیارے اسلامی بھائیو! کہاں ہیں وہ لوگ جو لذتوں سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے، مخلوق پر ظلم اور غرور و تکبر کیا کرتے تھے؟ ان کو موت کے جام دیئے گئے تو وہ ان جاموں کو گھونٹ گھونٹ پیتے رہے، انہوں نے اس مال کو ترک کر دیا جو وہ جمع کیا کرتے تھے، اس عیش و عشرت سے مفارقت و جدائی اختیار کر لی جس سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ کاش! تو انہیں ندامت

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”آسمان وزمین والے تجھ پر لعنت کریں گے اور جب قیامت کا دن آئے گا تو اس لعنت کے ساتھ بیٹگی کے عذاب میں گرفتار کیا جائے گا جس سے کبھی رہائی نہ ہوگی۔“

②..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اور اس کے مخلص بندے اس کا خوف رکھتے ہیں۔ ربیع بن خثیم کی صاحب زادی نے ان سے کہا: کیا سبب ہے، میں دیکھتی ہوں سب لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے ہیں؟ فرمایا: اے نو نظر! تیرا باپ شب کو سونے سے ڈرتا ہے یعنی یہ کہ غافل ہو کر سو جانا کہیں سبب عذاب نہ ہو۔“

کے جُہوں میں ہانکے جاتے ہوئے دیکھتا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں حالانکہ وہ دیکھ رہے ہیں۔
 ﴿۲۴﴾ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ فَلَا يُأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا
 الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ (ب: الاعراف: ۹۹)
 ترجمہ کنز الایمان: کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں تو اللہ کی خفی
 تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

دو اُمرد پسند مؤذنون کی بربادی:

حضرت سیدنا عبداللہ بن احمد مؤذن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں طوافِ کعبہ میں مشغول تھا کہ ایک شخص پر نظر پڑی جو غلافِ کعبہ سے لپٹ کر ایک ہی دعا کا تکرار کر رہا تھا: ”یا اللہ عزوجل! مجھے دنیا سے مسلمان ہی رخصت کرنا“ میں نے اس سے پوچھا: تم اس کے علاوہ کوئی اور دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس نے کہا: ”کاش! آپ کو میرے واقعہ کا علم ہوتا۔“ میں نے دریافت کیا: ”تمہارا کیا واقعہ ہے؟ تو اس نے بتایا: ”میرے دو بھائی تھے، بڑے بھائی نے چالیس سال تک مسجد میں بلا معاوضہ اذان دی، جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے قرآنِ پاک مانگا۔ ہم نے اسے دیا تاکہ اس سے برکتیں حاصل کرے مگر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہنے لگا: تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں قرآن کے تمام اعتقادات و احکامات سے بے زاری اور نصرانی (عیسائی) مذہب اختیار کرتا ہوں پھر وہ مر گیا۔ اس کے بعد دوسرے بھائی نے تیس برس تک مسجد میں فی سبیل اللہ اذان دی مگر اس نے بھی آخری وقت نصرانی ہونے کا اعتراف کیا اور مر گیا۔ لہذا میں اپنے خاتمہ کے بارے میں بے حد فکرمند ہوں اور ہر وقت خاتمہ بالخیر کی دعا مانگتا رہتا ہوں تو حضرت سیدنا عبداللہ بن احمد مؤذن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے استفسار فرمایا: ”تمہارے دونوں بھائی ایسا کون سا گناہ کرتے تھے؟ اس نے بتایا: ”وہ غیر عورتوں میں دلچسپی لیتے تھے اور مردوں (بے ریش لڑکوں) کو (شہوت سے) دیکھا کرتے تھے۔“ (۱)

①..... شیخ طریقت، امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غضب ہو گیا! کیا اب بھی غیر عورتوں سے بے پردگی اور بے تکلفی سے باز نہیں آئیں گے؟ کیا اب بھی غیر عورتوں نیز اپنی بھابھی، چچی، تانی، نمائی (کہ یہ بھی شرعاً بے پردہ ہی ہیں ان) سے اپنی نگاہوں کو نہیں بچائیں گے؟ اسی طرح چچا زاد، تایا زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد اور خالہ زاد کا نیز بیوی کی بہن اور بہنوئی کا آپس میں پردہ ہے۔ نامحرم پیر اور مزیدی کا بھی پردہ ہے۔ مزیدی اپنے نامحرم پیر کا ہاتھ نہیں چوم سکتی۔ خبردار! اُمرد تو آگ ہے آگ! اُمرد کا ثرب، اُس کی دوستی اُس کے ساتھ مذاقِ مسخری، آپس میں کشتی، کھینچا تانی اور لپٹا لپٹی جہنم میں جھونک سکتی ہے۔ اُمرد سے دُور رہنے ہی میں عافیت ہے اگرچہ اُس بے چارے کا کوئی قصور نہیں، اُمرد ہونے کے سبب اُس کی دل آزاری بھی مت کیجئے۔ مگر اُس سے اپنے آپ کو بچانا بے حد ضروری ہے۔ ہرگز اُمرد کو اسکوٹ پر اپنے پیچھے مت بٹھائیے، خود بھی اُس کے پیچھے مت بیٹھے کہ آگ آگے ہو یا پیچھے اُس کی پیش ہر صورت میں پہنچے گی۔ شہوت نہ ہو جب بھی اُمرد سے گلے ملنا مصلحتِ فتنہ (یعنی فتنے کی جگہ) ہے، اور شہوت ہونے کی صورت میں گلے ملنا بلکہ ہاتھ ملانا بلکہ ٹھہرائے کرام زجنہم اللہ السلام..... بقیہ گلے صغہ پر

اے اپنی نظر کو شہوتوں میں مستغرق رکھنے والے! اے محرمات کے چاہنے والے! اے فنا ہونے والی لذتوں سے دھوکا کھانے والے! تو نے ان قوموں سے نصیحت حاصل کیوں نہ کی جن کو ان کے گھروں سے نکالا گیا اور انہوں نے غفلت کی رسی کو پکڑے رکھا۔ پس ان کا یہ عذر قبول نہیں کیا جائے گا کہ ہمیں تو کسی نے ڈرایا نہ تھا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّونَ مِنْ أَبْصَارِهِمْ
ترجمہ کنز الایمان: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی
رکھیں۔ (۱)

(پ ۱۸، النور: ۳۰)

حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی قُبَسَ سِرَّةُ الرَّبَّانِيِّ کے بارے میں منقول ہے کہ ”آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب وضو فرماتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اعضاء پر ایک کپچی سی طاری ہو جاتی یہاں تک کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو کر تکبیر کہتے تو کپچی ختم ہوتی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کے متعلق عرض کی گئی تو ارشاد فرمایا: ”میں اس بات سے خوف کھاتا ہوں کہ کہیں مجھے بدبختی نہ گھیر لے اور میں یہود و نصاریٰ کے گرجوں میں نہ جا پڑوں۔“ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ مَكْرِ اللَّهِ يَعْنِي هَمَّ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے، اور پوری رات کجاوے میں روتے رہے، حضرت سیدنا شیبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ”اے سفیان! آپ کے

بقیہ..... فرماتے ہیں: امر دیکھنے کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھنا بھی حرام ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۵۵۹) اُس کے بدن کے ہر حصے حتیٰ کہ لباس سے بھی نگاہوں کو بچائیے۔ اس کے تھوڑے سے اگر شہوت آتی ہو تو اس سے بھی بچئے، اُس کی تحریر یا کسی چیز سے شہوت بھڑکتی ہو تو اُس سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے نظر کی حفاظت کیجئے، حتیٰ کہ اُس کے مکان کو بھی مت دیکھئے۔ اگر اس کے والد یا بڑے بھائی وغیرہ کو دیکھنے سے اس کا تھوڑا سا رقا م ہوتا ہے اور شہوت چڑھتی ہے تو ان کو بھی مت دیکھئے۔ امر دیکھنے کے ذریعے کئے جانے والے شیطان عینار و مکار کے تباہ کار وار سے خبردار کرتے ہوئے میرے آقا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: منقول ہے، عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور امر دیکھنے کے ساتھ ستر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۲) بہر حال انجیہ عورت (یعنی جس سے شادی جائز ہو) اُس سے اور امر دیکھنے سے اپنی آنکھوں اور اپنے ذہن کو دور رکھنا سخت ضروری ہے ورنہ ابھی آپ نے اُن دو بھائیوں کی اموات کے تشویشناک معاملات پڑھے جو بظاہر نیک تھے۔ مہربانی فرما کر مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ مختصر رسالہ ”امر دیکھنے کی تباہ کاریاں کا نطالک فرمائیے۔“

نفس بے لگام تو گناہوں پہ اکساتا ہے
توبہ توبہ کرنے کی بھی عادت ہونی چاہئے

(بڑے خانے کے اسباب ص ۱۷)

۱..... مفسر شہیر، حکیم الامت، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی تفسیر نور العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت ”مدارک و احمدی“ کے حوالے سے فرماتے ہیں: ”اس طرح کہ جن چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں انہیں نہ دیکھیں۔ خیال رہے کہ امر دیکھنے کے کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے۔ اسی طرح لہجہ کا بدن دیکھنا حرام، البتہ! طبیب (کیلئے ضرورتاً) مرض کی جگہ کو اور جس عورت سے نکاح کرنا ہو، اُسے چھپ کر دیکھنا جائز ہے۔“

رونے کی وجہ کیا ہے؟ اگر معصیت کی وجہ سے ہے تو آپ تو اللہ عزوجل کے نافرمان نہیں۔“ حضرت سیدنا سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر فرمایا: ”اے شیطان! گناہ چھوٹے ہوں یا بڑے، وہ تو کبھی میرے دل میں نہیں کھٹکے، میرا رونا معصیت کے سبب نہیں بلکہ میں تو برے خاتے کے خوف سے رو رہا ہوں کیونکہ میں نے ایک بہت ہی نیک بزرگ کو دیکھا، جس سے ہم نے علم حاصل کیا، اس نے لوگوں کو چالیس سال تک علم سکھایا، بیٹ اللہ شریف کی کئی سال مجاورت کرتا اور برکتیں لوٹتا رہا، اس شخص کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی، مگر وہ کافر ہو کر مراد اور اس کا چہرہ قبلہ سے پھر کر مشرق کی طرف ہو گیا۔ لہذا مجھے برے خاتے کے سوا کسی چیز کا خوف نہیں۔“ حضرت سیدنا شیبان نے عرض کی: ”اگر ایسا نافرمانی اور گناہوں پر اصرار کی نحوست کی وجہ سے ہے تو آپ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے رب عزوجل کی نافرمانی نہ کیجئے گا۔“

حضرت سیدنا حمزہ بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں حضرت سیدنا ابو بکر شامی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے وصال کے وقت ان کے پاس حاضر ہوا اور پوچھا: ”اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟“ تو انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا: ”اس کشتی کی طرح جو غرق ہونے سے پہلے چکرار ہی ہوتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا میری نجات ہوگی؟ کیا ملائکہ یہ خوشخبری لے کر آئیں گے؟“

تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا (ب، ۲۴، حم السجدة: ۳۰) ترجمہ کنز الایمان: کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو۔ ”یا کشتی غرق ہو جائے گی اور فرشتے یہ کہتے ہوئے آئیں گے: ”لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حَجْرًا مَّحْجُورًا“ (ب، ۱۹، الفرقان: ۲۲) ترجمہ کنز الایمان: وہ دن مجرموں کی کوئی خوشی کا نہ ہوگا اور کہیں گے الہی! ہم میں ان میں کوئی آزرِ کردے رُکے ہوئی۔“ یعنی دور ہو جا، تو ہم سے صلح کے قابل نہیں۔“

اے نافرمان! اپنے دل کی تاریکی پر روتا کہ وہ روشن ہو جائے کیونکہ جب بادل ٹیلے پر برستے ہیں تو وہ چمک جاتا ہے، ہلاکت ہے تیرے لئے! تو کہتا ہے: میں توبہ کرنے والا اور حق کو پورا کرنے والا ہوں۔ کھڑا ہوا اور جلدی کر، نیکیوں کو ضائع نہ کر، پھر موقع نہ ملے گا۔ جب بندہ اپنی توبہ میں سچا ہوتا ہے تو اللہ عزوجل! كِرَاهًا كَاتِبِينَ (یعنی بندے کے اعمال لکھنے والے فرشتوں) کو ان کے لکھے ہوئے اعمال بھلا دیتا ہے اور زمین کو حکم فرماتا ہے کہ میرے بندے پر وسیع ہو جا۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! شیطان تمام مقاصد میں تمہاری تاک میں ہے۔

﴿۶﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ (ب، ۵، النساء: ۷۱)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! ہوشیاری سے کام لو۔

تو تم اس کی بات نہ سنا اس لئے کہ وہ جھوٹا اور شریر ہے اور اس کی نصیحت قبول نہ کرنا کیونکہ وہ دھوکے باز ہے:

﴿۷﴾ إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ (ب، ۲۲، فاطر: ۶)

ترجمہ کنز الایمان: وہ تو اپنے گروہ کو اسی لئے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں

ہوں۔

ابن آدم پر تعجب ہے کہ (جب شیطان نے اس کے باپ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اس وقت) وہ اپنے باپ کی پشت میں تھا، تو وہ کیسے اس جہنم میں داخل ہو جائے گا جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اے ابن آدم! ہم نے ابلیس کو دھتکارا اس لئے کہ اس نے تیرے باپ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا، تجھ پر تعجب ہے کہ تو نے اس سے صلح کیسے کر لی اور ہمیں چھوڑ دیا۔

بدنگاہی کا وبال:

ایک مؤذن جس نے چالیس سال تک منارے پر چڑھ کر اذان دی، ایک دن اذان دینے کے لئے منارے پر چڑھا، اذان دیتے ہوئے جب حَسْبُ عَلَيَّ الْفَلَاحُ پر پہنچا تو اس کی نظر ایک نصرانی عورت پر پڑی۔ اس کی عقل اور دل جواب دے گئے۔ اذان چھوڑ کر نصرانی عورت کے پاس جا پہنچا اور اسے نکاح کا پیغام دیا تو وہ کہنے لگی: ”میرا مہر تجھ پر بھاری ہوگا۔“ اس نے کہا: ”تیرا مہر کیا ہے؟“ نصرانی عورت نے کہا: ”دین اسلام کو چھوڑ کر میرے مذہب میں داخل ہو جا۔“ تو مؤذن نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انکار کر کے اس عورت کا مذہب اختیار کر لیا۔ نصرانی عورت نے اسے کہا: ”میرا باپ گھر کے سب سے نچلے کمرے میں ہے، تم اس سے نکاح کی بات کرو۔“ جب وہ اترنے لگا تو اس کا پاؤں پھسل گیا جس کی وجہ سے وہ کفر کی حالت میں گر کر مر گیا اور اپنی شہوت بھی پوری نہ کر سکا۔ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ سُوءِ الْخَاتِمَةِ یعنی ہم برے خاتمے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ (آمین)

اچھی نیت کا پھل اور بری کا وبال:

منقول ہے کہ ”دو بھائی تھے، ان میں سے ایک عابد اور دوسرا فاسق تھا۔ عابد کی آرزو تھی کہ وہ شیطان کو اپنی محراب میں دیکھے، ایک دن اس کے پاس انسانی شکل میں ابلیس آیا اور کہنے لگا: ”افسوس ہے تجھ پر! تو نے اپنی عمر کے چالیس سال نفس کو قید اور بدن کو مشقت میں ڈال کر ضائع کر دیئے۔ تمہاری جتنی عمر گزر چکی اتنی ابھی باقی ہے، اپنے نفس کی خواہشات پوری کر کے لذت حاصل کر لے، اس کے بعد دوبارہ توبہ کر لینا اور واپس عبادت کی طرف لوٹ آنا، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ بخشش والا، مہربان ہے۔“ یہ سن کر عابد نے اپنے دل میں کہا: ”میں نیچے جا کر اپنے بھائی کے پاس بیس سال لذت حاصل کروں گا اور خواہشات پوری کروں گا پھر توبہ کر لوں گا اور اپنی عمر کے بقیہ بیس سال عبادت میں صرف کر دوں گا“ اب یہ نیچے اترنے لگا۔ ادھر اس کے گنہگار بھائی نے اپنے نفس سے کہا: ”تو نے اپنی عمر کو نافرمانی میں ضائع کر دیا اور تیرا بھائی جنت میں جبکہ تو جہنم میں جائے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ضرور توبہ کروں گا اور اپنے بھائی کے ساتھ اوپر والے کمرے میں جا کر اپنی بقیہ عمر عبادت میں گزاروں گا، شاید اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے بخش دے۔“ ادھر وہ توبہ کی نیت لے کر اوپر کو چڑھنے لگا اور اس کا عابد بھائی نافرمانی کی نیت لے کر اترنے لگا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ اپنے بھائی پر گر پڑا اور دونوں سیڑھیوں پر اکٹھے مر گئے۔ اب عابد کا حشر نافرمانی کی

نیت پر ہوگا اور گنہگار کا حشر تو بہ کی نیت پر ہوگا۔“

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دن رات ہونے والے واقعات سے عبرت پکڑنے کے لئے اپنے دلوں کو فارغ کر لو، کتنے ہی لوگ جو اللہ عزوجل سے دور تھے، قریب ہو گئے اور بہت سے قرب والے دور کر دیئے گئے۔ ان کے گھر والوں اور پڑوسیوں نے ان سے جفا کی۔ قرب حاصل کرنے والوں کے لئے جنت اور دوری اختیار کرنے والوں کے لئے دوزخ ہے تو اے عقل والو! عبرت حاصل کرو۔ بلاشبہ جب عابد ٹھوکر کھا کر پھسلا تو اپنی نیت تبدیل کرنے اور عبادت کے بعد حد سے بڑھنے اور گناہ کرنے پر رویا، وہ اللہ عزوجل سے محبت تو کرتا تھا لیکن اگر اس کی محبت خالص ہوتی تو وہ ضرور وفا کی طرف لوٹتا اور عنقریب جان لے گا کہ اس نے گرنے والے کنارے پر بنیاد رکھی۔ پس اے عقل والو! نصیحت حاصل کرو۔

شیطان کا خطرناک جال:

حضرت سیدنا امام ابو محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد فرماتے ہیں: ”تین زاہد دوران سال فقط اللہ عزوجل کے بھروسے پر زاہد راہ لئے بغیر حج کے ارادے سے بیت اللہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں انہوں نے عیسائیوں کی ایک بستی میں قیام کیا، تینوں (زاہدوں) میں سے ایک کی نظر ایک خوبصورت نصرانی عورت پر پڑی تو اس کا دل اس کی طرف مائل ہو گیا، جب تینوں نے سفر کا ارادہ کیا، تو اس نے حیلے بہانے سے ان کو ٹال دیا اور خود وہیں بیٹھ گیا، اس کے دونوں رفیق چلے گئے اور اس کو بستی ہی میں چھوڑ دیا، اب اس نے اپنے دل کی بات اس عورت کے والد سے کی، اس نے کہا: ”اس کا مہر تجھ پر بہت بھاری ہے تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔“ اس نے پوچھا: ”کیا مہر ہے؟“ اس کے والد نے کہا: ”تو دین اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت میں داخل ہو جا۔“ چنانچہ اس زاہد نے نصرانی ہو کر اس عورت سے نکاح کر لیا اور دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ آخر کار وہ نصرانیت پر ہی مر گیا۔ جب اس کے دونوں ساتھی سفر سے واپس آئے تو اس کے متعلق دریافت کیا تو انہیں بتایا گیا کہ وہ تو نصرانیت پر مر چکا ہے اور نصرانیوں نے اسے اپنے قبرستان میں دفن کر دیا ہے تو وہ اس کی قبر پر تشریف لے گئے، وہاں ایک عورت اور دو بچوں کو قبر پر روتے ہوئے پایا۔ وہ دونوں بھی دور سے رونے لگے۔ عورت نے ان سے پوچھا: ”آپ کیوں رورہے ہیں؟“ انہوں نے اس کی عبادت، نماز، اور زہد کا تذکرہ کیا۔ جب عورت نے یہ سنا تو اس کا دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا اور وہ اپنے دونوں بچوں سمیت اسلام لے آئی۔ حضرت سیدنا شیخ ابو محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! جو مسلمان تھا کفر پر مرا اور جو کافر تھا اسلام لے آیا۔ تو مسلمان کو چاہئے کہ اپنے انجام سے ڈرتا رہے اور اللہ عزوجل سے حُسنِ خاتمہ کا سوال کرتا رہے۔“

گناہوں کی نحوست:

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار ارشاد فرماتے ہیں: ”میرا ایک دینی بھائی تھا جو کہ میرا بہت معتقد تھا۔ وہ ہر ذکھ سکھ میں مجھ سے ملاقات کرتا۔ میں اس کو انتہائی عبادت گزار، تہجد گزار، اور گریہ وزاری کرنے والا سمجھتا تھا۔ میں نے کچھ دنوں تک اسے نہ پایا اور مجھے بتایا گیا کہ وہ تو بے حد کمزور ہو گیا ہے۔ میں نے اس کے گھر کے متعلق دریافت کر کے اس کے دروازے پر دستک دی تو اس کی بیٹی آئی اور پوچھا: ”کس سے ملنا چاہتے ہیں؟“ میں نے کہا: ”فلاں سے۔“ وہ میرے آنے کی اجازت طلب کرنے اندر گئی، پھر لوٹ کر آئی اور کہنے لگی: ”آپ اندر آ جائیں۔“ میں نے داخل ہو کر دیکھا کہ وہ گھر کے وسط میں بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ چہرہ سیاہ، آنکھیں نیلی اور ہونٹ موٹے ہو چکے ہیں۔ میں نے اسے ڈرتے ڈرتے کہا: ”اے میرے بھائی! لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی کثرت کرو۔“ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور بڑی مشکل سے میری طرف دیکھا، پھر اس پر غشی طاری ہو گئی۔ میں نے دوسری مرتبہ یہی تلقین کی تو اس نے مجھے بمشکل آنکھیں کھول کر دیکھا لیکن دوبارہ اس پر غشی طاری ہو گئی۔

جب میں نے تیسری مرتبہ کلمہ پڑھنے کی تلقین کی اور کہا کہ ”اگر تو نے یہ کلمہ نہ پڑھا تو میں تجھے غسل دوں گا، نہ کفن اور نہ ہی تیرا نماز جنازہ پڑھوں گا۔“ یہ سن کر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہنے لگا: ”اے میرے بھائی! اے منصور! اس کلمہ کے اور میرے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی گئی ہے۔“ میں نے کہا: ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ“ کہاں گئیں وہ نمازیں، وہ روزے، تہجد اور راتوں کا قیام؟“ تو اس نے مجھے حسرت سے بتایا: ”اے میرے بھائی! یہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نہیں تھے، بلکہ میں یہ عبادتیں اس لئے کیا کرتا تھا تا کہ لوگ مجھے نمازی، روزے دار، اور تہجد گزار کہیں اور میں لوگوں کو دکھانے کے لئے ذکرا لہی عَزَّوَجَلَّ کیا کرتا تھا۔ جب میں تنہائی میں ہوتا تو دروازہ بند کر لیتا، برہنہ ہو کر شراب پیتا، اور نافرمانیوں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا مقابلہ کرتا۔ ایک عرصہ تک میں اسی طرح کرتا رہا پھر ایسا بیمار ہوا کہ بچنے کی امید نہ رہی، میں نے اپنی اسی بیٹی سے کہا کہ قرآن پاک لے کر آؤ، اس نے ایسا ہی کیا، میں مصحف شریف کے ایک ایک حرف کو پڑھتا رہا یہاں تک کہ جب سورہ یس تک پہنچا تو مصحف شریف کو بلند کر کے بارگاہ الہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس قرآن عظیم کے صدقے مجھے شفاء عطا فرما، میں آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے بیماری کو دور کر دیا۔ جب میں شفا یاب ہوا، تو دوبارہ لہو و لہب اور لذات و خواہشات میں پڑ گیا۔ شیطان لعین نے مجھے وہ عہد بھلا دیا جو میرے رب عَزَّوَجَلَّ کے اور میرے درمیان ہوا تھا، عرصہ دراز تک گناہ کرتا رہا، پھر اچانک اسی بیماری میں مبتلا ہو گیا جس میں میں نے موت کے سائے دیکھے تو گھر والوں سے کہا کہ مجھے میری عادت کے مطابق وسط مکان میں نکال دیں۔ میں نے مصحف شریف منگوا کر پڑھا اور بلند کر کے عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ!“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

اس کی عظمت کا واسطہ جو اس مصحف شریف میں ہے، مجھے اس مرض سے نجات عطا فرما۔“

اللہ عزوجل نے میری دعا قبول فرمائی اور دوبارہ اس بیماری سے مجھے شفاء عطا فرمادی۔ لیکن میں پھر اسی طرح نفسانی خواہشات اور نافرمانیوں میں پڑ گیا یہاں تک کہ اب اس مرض میں مبتلا یہاں پڑا ہوں، میں نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ اس دفعہ بھی مجھے وسط مکان میں نکال دو جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب میں مصحف شریف منگوا کر پڑھنے لگا تو ایک حرف بھی نہ پڑھ سکا۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مجھ پر سخت ناراض ہے، میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! اس مصحف شریف کی عظمت کا صدقہ! مجھ سے اس مرض کو زائل فرما دے۔“ تو میں نے ہاتھ غیبی کی آواز سنی مگر اُسے دیکھ نہ سکا۔ یہ آواز اشعار کی صورت میں تھی، جن کا مفہوم یہ ہے:

”جب تو بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اور جب تندرست ہوتا ہے تو پھر گناہ کرنے لگ جاتا ہے۔ تو جب تک تکلیف میں مبتلا رہتا ہے تو روتا رہتا ہے اور جب قوت حاصل کر لیتا ہے تو رے کام کرنے لگتا ہے۔ کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں میں تو مبتلا ہوا مگر اللہ عزوجل نے تجھے ان سب سے نجات عطا فرمائی۔ اس کے منع کرنے اور روکنے کے باوجود تو گناہوں میں مستغرق رہا اور عرصہ دراز تک اس سے غافل رہا۔ کیا تجھے موت کا خوف نہ تھا؟ تو عقل اور سمجھ رکھنے کے باوجود گناہوں پر ڈنٹا رہا۔ اور تجھ پر جو اللہ عزوجل کا فضل و کرم تھا، تو نے اسے بھلا دیا اور کبھی بھی تجھ پر نہ کپکپی طاری ہوئی، نہ ہی خوف لاحق ہوا۔ کتنی مرتبہ تو نے اللہ عزوجل کے ساتھ عہد کیا لیکن پھر تو ڈر دیا، بلکہ ہر بھلی اور اچھی بات کو تو بھول چکا ہے۔ اس جہان فانی سے منتقل ہونے سے پہلے پہلے جان لے کہ تمہارا ٹھکانہ قبر ہے، جو ہر لمحہ تجھے موت کی آمد کی خبر سن رہی ہے۔“

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ انظار فرماتے ہیں: ”اللہ عزوجل کی قسم! میں اس سے اس حال میں جدا ہوا کہ میری آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اور ابھی گھر کے دروازے تک بھی نہ پہنچا تھا کہ مجھے بتایا گیا کہ وہ شخص انتقال کر چکا ہے۔ ہم اللہ عزوجل سے حسنِ خاتمہ کی دعا کرتے ہیں کیونکہ بہت سے روزے دار اور راتوں کو قیام کرنے والے برے خاتے سے دو چار ہو گئے۔“

اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہو!

حضرت سیدنا عبداللہ موصی علیہ رحمۃ اللہ انہی فرماتے ہیں: ہمارے زمانے میں ایک غمزہ شخص تھا، جس کو قَضِيبُ الْبَانِ (یعنی بان نامی درخت کی شاخ) کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کے احترام اور رعب و دبدبے کے باعث کوئی اس سے کلام کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ وہ بہت زیادہ رویا کرتا۔ تقدیر اس شخص کی تنہائی میں مجھے اس کے پاس لے گئی تو میں نے اس سے پوچھا: ”اے میرے محترم! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنی ذات کے سوا ہر چیز سے بے نیاز کر دیا ہے! آپ کے غم اور لوگوں سے

جدا رہنے کا سبب کیا ہے؟“ اس نے مجھے دیکھا اور بہت زیادہ رویا پھر اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ کچھ اضطراب کے بعد اس پر غشی طاری ہو گئی۔ مجھے گمان ہوا کہ وہ انتقال کر گیا ہے۔ بہر حال جب اسے ہوش آیا تو میں نے باتوں ہی باتوں میں اسے مانوس کر لیا اور اسے مخاطب کر کے اس کا دل بہلایا اور اسے قسم دے کر اس کی حالت کے متعلق دریافت کیا تو وہ روتے روتے اپنا واقعہ بیان کرنے لگا: ”میں اپنے شیخ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ ابدال میں سے تھا، میں نے چالیس سال اس کی خدمت کی، وہ بہت عبادت گزار تھا۔ اس نے اپنی وفات سے تین دن قبل مجھے بلا کر کہا: ”اے میرے بیٹے! اے اللہ عزوجل کے بندے! میرا تجھ پر اور تیرا مجھ پر حق ہے۔ اور تجھ پر میرے مکمل حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ تو میری باتیں غور سے سنے اور میری وصیت کو پورا کرے۔“ میں نے عرض کی: ”محبت اور عزت سے آپ کی وصیت پوری کروں گا۔“ تو اس نے کہا: ”میری عمر کے تین دن باقی ہیں اور میں کافر مروں گا۔ جب میں مرجاؤں تو مجھے میرے کپڑوں سمیت رات کی تاریکی میں ایک تابوت میں رکھ کر شہر سے باہر فلاں جگہ لے جانا اور طلوع آفتاب تک وہیں ٹھہرے رہنا، جب تو کسی قافلے کو آتے ہوئے دیکھے کہ جن کے پاس بھی ایک تابوت ہوگا وہ اس کو میرے تابوت کے پہلو میں رکھ دیں گے اور میرا تابوت لے جائیں گے، تم وہ دوسرا تابوت لے کر واپس آ جانا۔ پھر اس تابوت کو کھول کر اس میں موجود شخص کو نکالنا اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرنا جو تم پر لازم تھا کہ تم میرے ساتھ کرتے (یعنی اس کی تجہیز و تکفین اور تدفین وغیرہ کرنا)۔“ یہ سن کر میں رو رو کر پوچھنے لگا: ”ایسا معاملہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟“ تو انہوں نے جواب دیا: ”اے میرے بیٹے! یہ سب کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، اور پہلے بھی اور بعد میں بھی اللہ عزوجل ہی کا حکم ہے۔“

﴿۸﴾ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ (ب، ۱۷، الانبیاء: ۲۳) ترجمہ کنز الایمان: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے۔ (۱)

جب تین دن گزر گئے تو میرا شیخ مضطرب ہو گیا، رنگ متغیر ہو گیا اور اس کا چہرہ سیاہ ہو کر مشرق کی طرف گھوم گیا اور وہ اوندھے منہ گر کر مر گیا۔ میں بہت رویا اور مجھے اتنا غم لاحق ہوا جسے اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر مجھے وصیت یاد آئی تو میں نے ان کو ایک تابوت میں رکھا اور جب رات ہوئی تو میں نے تابوت کو اس مقام پر لے جا کر رکھ دیا میرے شیخ نے جس کا نام لیا تھا اور ٹھہرا رہا یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہوا تو ایک جماعت گریہ و زاری کرتے ہوئے آئی، ان کے پاس بھی ایک تابوت تھا، انہوں نے اپنا تابوت اس تابوت کی ایک جانب رکھ دیا۔ ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور میرے لائے ہوئے تابوت کو اٹھا کر جانے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: ”جب تک تم مجھے اپنے متعلق کچھ نہ بتاؤ گے میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔“ تو اس نے

①..... مفسر شہیر، خلیفہ العظمیٰ حضرت، صدر الاناضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”کیونکہ وہ مالک حقیقی ہے جو چاہے کرے، جسے چاہے عزت دے، جسے چاہے ذلت دے، جسے چاہے سعادت دے، جسے چاہے شقی کرے۔ وہ سب کا حاکم ہے، کوئی اس کا حاکم نہیں جو اس سے بڑھ سکے۔“

بتایا: ”میں اس پادری کا چالیس سال سے خادم رہا ہوں۔ اس نے اپنی موت سے تین دن قبل مجھے بلا کر کہا: ”اے میرے بچے! میرا تجھ پر اور تیرا مجھ پر حق ہے، تجھ پر میرے مکمل حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ جب میں تین دن بعد مر جاؤں تو تم مجھے ایک تابوت میں رکھ دینا اور اٹھا کر فلاں جگہ رکھ دینا اور اس جگہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر تو وہاں رکھا ہوا کوئی دوسرا تابوت پائے تو میرے تابوت کو اس کی جگہ رکھ دینا اور اس کو اٹھا کر گرجے میں لے جانا اور میرے ساتھ جو معاملہ کرنا تجھ پر واجب ہے وہی اس کے ساتھ کرنا (یعنی عیسائیوں کے طریقے پر دفن کرنا)۔“ جب تین دن گزر گئے تو اُن کا چہرہ خوشی سے کھل اُٹھا، کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو کر انتقال کر گئے۔ پھر میں نے ان کے حکم کے مطابق عمل کیا اور اُن کو یہاں لے آیا۔“

(وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ) جو تابوت وہ لوگ لے کر آئے تھے میں نے اُسے اٹھایا اور گھر کے ایک کونے میں رکھ کر کھولا تو دیکھا کہ اس میں ایک ایسے بزرگ تھے، جن کے چہرے پر انوار کی بارش برس رہی تھی، ان کے سارے بال سفید تھے۔ میں نے ان کو تابوت سے نکالا، اُن کے کپڑے اتارے اور پھر فقراء کے ساتھ مل کر ان کو غسل دیا، ہم نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور ایک کونے میں دفن کر دیا۔ وہ دن گواہ ہے کہ میں جب بھی باہر نکلتا ہوں تو میرے چہرے پر برے خاتمے کے خوف سے غم کے بادل برسنے لگتے ہیں۔ میرا لوگوں سے جدا رہنے کا سبب یہی ہے۔“

رقت انگیز دعا:

ہم اللہ غزّوٰ خَلِّ سے حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں اور اس کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے ہیں، بے شک حد سے بڑھنے والے ہی اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہتے ہیں۔ **یا اللہ غزّوٰ خَلِّ!** ہم تیری بارگاہ میں تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، اور ہمارا ایمان ہے کہ تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیری بارگاہ میں ہم عاصیوں اور گناہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ **یا اللہ غزّوٰ خَلِّ!** ہم کو خوف سے امن عطا فرمادے، ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرما اور ہمارے گناہ معاف فرما دے۔ **یا اللہ غزّوٰ خَلِّ!** اگر تو بھی صرف انہیں ہی اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے گا جو تیرے نیک بندے ہیں تو پھر ہمیں بتا کہ ہم جیسے گناہگاروں کو کون قبول کرے گا؟ **یا اللہ غزّوٰ خَلِّ!** اگر تو اطاعت گزار بندوں پر ہی رحم و کرم کی بارش نازل فرمائے گا تو کوتاہی کرنے والوں اور عاصیوں پر کون کرم کرے گا؟ **یا اللہ غزّوٰ خَلِّ!** ہم اپنے نفسوں کی برائی کو اچھی طرح جان چکے لہذا ہم پر نظر کرم فرما اور ہماری توبہ قبول فرما۔ **یا اللہ غزّوٰ خَلِّ!** ہم پر ایسا فضل و کرم فرما جو ہمیں تیری ذات کے سوا ہر چیز سے بے پرواہ کر دے، ہمیں اطاعت کی توفیق، معصیت سے نفرت اور پر خلوص نیت کی دولت سے نواز دے، ہمیں اپنی ایسی رحمت سے نواز کہ جو ہماری کمی اور کوتاہی کو پورا کر دے اور ہمارے فقر کو غنا سے بدل دے، ہمارے گناہوں کو مٹا دے اور ہماری قدر و منزلت میں

اضافہ فرمادے، ہمیں اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک فرامین سن کر ان سے نفع حاصل کرنے کی سعادت عطا فرما اور ہم خطا کاروں کے حق میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قبول فرما کہ جس دن مال کام آئے گا، نہ اولاد۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم پر اپنی خاص رحمت نازل فرما۔ (آمین)

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ الْعَظِيمِ وَرَسُولِكَ الْكَرِيمِ وَالِدَّاعِي إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ



حکمرانوں پر حساب کی سختیاں

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے: ”بروز قیامت لوگ جمع ہوں گے، تو کہا جائے گا: ”اس اُمت کے فقراء اور مساکین کہاں ہیں؟“ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے، پوچھا جائے گا: ”تم نے کیا عمل کئے؟“ وہ عرض کریں گے: ”اے اللہ عزوجل! تو نے ہمیں آزمائش میں مبتلا کیا تو ہم نے صبر کیا اور حکمرانی و سلطنت کا والی ہمارے علاوہ دوسروں کو بنا دیا۔“ اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ”تم نے سچ کہا۔“ یا اسی کی مثل ارشاد فرمائے گا (یہ راوی کا شک ہے) پھر وہ دوسرے لوگوں سے بہت پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور حساب کی سختیاں حکمرانوں اور صاحبِ سلطنت لوگوں پر باقی رہ جائیں گی۔“ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی: ”اس دن مؤمنین کہاں ہوں گے؟“ حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ان کے لئے نور کے منبر رکھے جائیں گے اور ان پر بادلوں سے سایہ کیا جائے گا۔“

(صحیح ابن حبان، باب وصف الجنة واهلها، الحدیث ۷۳۷۶، ج ۹، ص ۲۵۳)

موت اور زیارتِ قبور وغیرہ کا بیان

بیان 3:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جو حمد کی مستحق ہے، اپنی کبریائی میں واحد ہے، اس کا نہ کوئی ہم پلہ ہے اور نہ ہی اس کی کوئی حد ہے، بلند ہے، قوی ہے، مددگار ہے، حمید ہے، غنی ہے، غنی کرنے والا ہے، پیدا کرنے اور لوٹانے والا ہے، ایسا عطا کرنے والا ہے جس کی عطا کبھی فنا اور ختم ہونے والی نہیں، ایسا روکنے والا ہے کہ جس سے وہ روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور اپنے ارادے میں کسی کا محتاج نہیں، مخلوق کو پیدا کر کے اُنھن طریقے سے راہِ راست پر چلانے والا ہے اور اس نے مخلوق کی صورتوں کو اچھا بنایا اور ان کو جنت میں نعمتوں اور ہمیشہ رہنے کی خوشخبری دی اور عبرت والی آنکھوں سے نواز اور عذابِ نار اور وعید سے ڈرایا اور شکر کو لازم کیا اور اس نے ان کے لئے اپنے مزید فضل کے خزانے کا ذمہ لیا اور ان پر موت کو مسلط کیا پس کوئی بھی اس سے بری الذمہ نہیں، کتنے ہی لوگوں کو موت نے اپنے دوستوں کی جدائی میں رُلا یا؟ کتنوں کو نومولود چھوڑا اور ان سب کو گریہ و زاری میں مشغول کر دیا، حالانکہ اللہ عزوجل نے کسی کو غمزدہ پیدا کیا، نہ غمزدہ لوٹائے گا۔ موت کے سبب مضبوط عمارتیں برباد ہو گئیں اور موت نے فنا کے سبب اس گھر کے رہنے والوں پر حکومت کی اور روحوں کے پرندے اپنے گھونسلوں سے اڑ گئے اور ان کی عیشِ زندگی کو تنگی میں بدل دیا تو اب بے آب و گیاہ زمین میں بادشاہوں، غلاموں، غنیوں اور محتاجوں کی قبریں ایک جیسی ہیں۔ پاک ہے وہ ذات! جس نے موت کے ذریعے مغروروں میں سے ہر ایک کو مسلسل ذلیل کیا اور موت کے ذریعے بڑے بڑے بہادر بادشاہوں کو شکست دی اور ان کو وسیع محلات سے اٹھا کر اندھیری قبروں میں پہنچا دیا اور ان کی لمبی لمبی امیدوں کو کاٹ کر رکھ دیا، موت نے ان کے آباؤ اجداد کو پکڑ لیا۔ اور بچوں کو جھولوں سے اٹھا کر قبروں کو ان کا گھر بنا دیا اور چہروں کو خاک میں ملا کر رکھ دیا، موت چھوٹے بڑے، امیر فقیر، حاکم محکوم اور باپ اولاد سب کے لئے برابر ہے اور اس نے مردوں عورتوں سب کو فنا کر دیا اور اب قیامت تک ان کی یاد باقی ہے۔

کیا غافل انسان ان کی ہلاکت و بربادی سے عبرت حاصل نہیں کرے گا؟ حالانکہ موت نے ان سب کو فنا اور ان کی جمعیت کو تتر بتر کر دیا۔ انسان کیسے دھوکے میں رہتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ عزوجل ظالم کو مہلت دیتا ہے مگر جب وہ گرفت فرماتا ہے تو کوئی اس سے نہیں بچا سکتا۔ کیا لوگ یہ بات نہیں جانتے؟ اور ان کی جانیں موت سے محفوظ نہیں۔ (جیسا کہ فرمانِ الہی عزوجل ہے:)

وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْءَانَ وَهِيَ ظَالِمَةٌ ط إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۝ (ب ۱۲، سورہ ۱۰: ۲) ترجمہ کنز الایمان: اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک کڑی (سخت) ہے۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

کہاں ہیں شہروں اور مضبوط قلعوں والے؟ کہاں ہیں معانی اور فنون والے؟ کہاں ہیں وہ مضبوط قلعے جن کے رہنے والے مضبوط تھے؟ کہاں ہیں سابقہ امتیں؟ کہاں ہیں اونچے اونچے مہلات میں رہنے والے؟ ان پر موت کا وعدہ سچ ہوا پس اگر تو ان کی قبروں کو بغور دیکھے تو ضرور ان کے انجام سے تعجب کرے گا کہ ابھی ان کے احوال بوسیدہ نہ ہوئے تھے کہ قبر نے ان کے جوڑ جوڑ کو بکھیر کر رکھ دیا اور اب حالت یہ ہے کہ نہ ان میں سے آزاد پہچانے جاتے ہیں، نہ غلام۔ بہر حال وہ انسیت اور قرب حاصل کرنے کے بعد قبر کی تاریکی میں بد حال پڑے ہیں۔ حالانکہ موت خوش رہنے والوں، بد نصیبوں، قریب اور دور والوں کو پکڑ کر انہیں نصیحت کرتی رہی اور اللہ عزوجل کے اس فرمان سے خبردار کرتی رہی: وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيذًا (پ: ۲۶، ق: ۱۹) ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم دس آدمی سرکار مدینہ، قرار قلب سینہ، باعث نزول سیکنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے، ایک انصاری نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل وصلى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! لوگوں میں سب سے عقلمند کون ہے؟“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا اور اس کے لئے سب سے اچھی تیاری کرنے والا، یہی لوگ عقلمند ہیں جو دنیا کی بھلائی اور آخرت کی عزت لے گئے۔“

(مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا، الحدیث ۳، ص ۶۰۵۔ رواہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ سنن ابن ماجہ، ابواب الزهد، باب ذکر الموت والا استعداد له، الحدیث ۴۲۵۹، ص ۲۷۳۵۔ رواہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

ام المؤمنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو اللہ عزوجل سے ملاقات پسند کرتا ہے، اللہ عزوجل بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ عزوجل سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ عزوجل بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔“ تو میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل وصلى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ موت کو ناپسند کرنے کی بات کر رہے ہیں؟ اسے تو ہم سب ناپسند کرتے ہیں۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ایسا نہیں! بلکہ جب مؤمن کو اللہ عزوجل کی رحمت، رضا اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ عزوجل سے ملاقات پسند کرتا ہے اور اللہ عزوجل اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کو اللہ عزوجل کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی خبر دی جاتی ہے تو وہ اللہ عزوجل کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ عزوجل اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب من احب لقاء اللہ..... الخ، الحدیث ۲۶۸۴، ص ۱۱۴۵)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی پاک، صاحب لؤلؤ لاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حق بیان ہے: ”تم میں سے کوئی کسی ایسی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے جو اس پر اتری۔“ مزید ارشاد

فرمایا: ”اگر تمنا کرنا ہی ہے تو یوں کہے: ”اللَّهُمَّ اَحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي مَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي“ یعنی اے اللہ غزوہ خلد! جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لئے بہتر ہو تو مجھے موت عطا فرما دے۔“ (آمین)

(المرجع السابق، باب كراهة تمنى الموت نزل به، الحديث ۲۶۸۰، ص ۱۱۴۵)

میرے بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائی! زیادہ سے زیادہ عمل صالح کر، اور اس موت کے پیالے سے ڈر جس کو تو ضرور چکھنے والا ہے، اور ایسی عیش و عشرت کو ترک کر دے جس سے تو لازمی طور پر جدا ہونے والا ہے، اے موت کو بھولنے والے! موت نے تو بڑے بڑے پہلوانوں کو پچھاڑ دیا ہے، ان سے عبرت حاصل کر جو تجھ سے پہلے موت کا جام پی چکے ہیں۔

۔ لے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے
میں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نام در بے نشاں کیسے کیسے
زمین کھا گئی نوجواں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”میت اپنی قبر میں ایسے ہے جیسے غرق ہونے والا مدد کا طالب، وہ اپنے بیٹے، بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچنے والی دعا کی منتظر ہوتی ہے۔ جب اُسے دعا پہنچتی ہے تو وہ اُسے دُنیا و ما فیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔“

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الصلاة علی من مات الخ، الحدیث ۹۲۹۵، ج ۷، ص ۱۶، بدون ”ابنہ“)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے: ”اے ابن آدم! تیرے لئے خرابی ہے، تجھے کس چیز نے مجھ سے دھوکے میں رکھا؟ کیا تجھے علم نہ تھا کہ میں آزمائش کا گھر ہوں؟ تاریکی، تنہائی اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں، جب تو میرے پاس سے گزرتا تھا تو کس چیز نے تجھے میرے متعلق فریب میں مبتلا رکھا؟“ اگر مردہ نیک ہو تو ایک جواب دینے والا اس کی طرف سے جواب دیتا ہے: ”کیا تو دیکھتی نہیں کہ یہ بھلائی کا حکم دیتا اور برائی سے منع کرتا تھا۔“ تو قبر کہتی ہے: ”تب تو میں اس کی خاطر سرسبز و شاداب باغ بن جاتی ہوں، اس کا جسم نور بن جاتا ہے اور اس کی روح اللہ غزوہ خلد کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتی ہے۔“ (المعجم الکبیر، الحدیث ۹۴۲، ج ۲۲، ص ۳۷۷)

حضرت سیدنا اسماعیل بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ غیب نشان ہے: جب کوئی شخص قبرستان سے گزرتا ہے تو قبر والے اس کو پکار کر کہتے ہیں: ”اے غافل انسان! اگر تو وہ جانتا جو ہم جانتے ہیں تو تیرا گوشت اور جسم یوں پگھل جاتا جیسے برف آگ پر پگھلتی ہے۔“

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”جو قبر

کی زیارت کرنا چاہے اسے چاہئے کہ اس کی زیارت کرے، لیکن وہاں اچھی بات کے علاوہ کچھ نہ کہے، کیونکہ میت کو بھی ان چیزوں سے اذیت ہوتی ہے جن سے زندہ کو اذیت ہوتی ہے۔“

(السنن الكبرى للنسائی، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، الحدیث ۲۱۶۰، ج ۱، ص ۶۵۴ مختص)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ”کوئی بھی شخص جب اپنے کسی جاننے والے مؤمن بھائی کی قبر پر سے گزرتا ہے اور اسے سلام کرتا ہے تو وہ اُسے پہچانتا اور سلام کا جواب دیتا ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر، سورة الروم، تحت الآیة ۵۲، ج ۶، ص ۲۹۱)

خلیفہ سلیمان بن عبد الملک نے حضرت سیدنا ابو حازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا: ”اے ابو حازم! ہم موت کو کیوں ناپسند کرتے ہیں؟“ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”اس لئے کہ تم نے دنیا کو آباد اور آخرت کو برباد کر دیا ہے، اور تم آبادی سے بربادی کی طرف منتقل ہونے کو ناپسند کرتے ہو۔“ پھر پوچھنے لگا: ”اے ابو حازم! اللہ عزوجل کے سامنے حاضری کیسے ہوگی؟“ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”اے امیر المؤمنین! نیک آدمی گمشدہ شخص کی طرح ہے جو اپنے گھر والوں کے پاس خوشی خوشی آتا ہے اور گنہگار شخص بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہے جو اپنے آقا کے پاس خوف زدہ اور غمزدہ آتا ہے۔“

حضرت سیدنا ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبادت گزار خاتون ام ہارون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے پوچھا: ”کیا آپ مرنا پسند کرتی ہیں؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے پوچھا: ”وہ کیوں؟“ تو کہنے لگیں: ”اللہ عزوجل کی قسم! اگر میں مخلوق کی نافرمانی کروں تو اس سے ملنا پسند نہیں کرتی تو خالق عزوجل کی نافرمانی کر کے اس سے ملنا کیسے پسند کروں گی۔“

فکر مدینہ کرنے والا خوش نصیب:

حضرت سیدنا ابوبکر کتانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں: ”ایک شخص برائیوں اور خطاؤں پر اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے اپنی زندگی کے سالوں کا حساب لگایا تو ساٹھ سال بنے پھر دنوں کا حساب کیا تو اکیس ہزار پانچ سو دن (21,500) بنے تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا: ”ہائے افسوس! اگر روزانہ ایک گناہ بھی کیا ہو تو اپنے رب عزوجل کے حضور اکیس ہزار پانچ سو گناہ لے کر حاضر ہوں گا تو ان گناہوں کا کیا حال ہوگا جن کا شمار ہی نہیں؟ ہائے افسوس! میں نے اپنی دنیا آباد کی اور آخرت برباد کی اور اپنے پروردگار عزوجل کی نافرمانی کرتا رہا، میں دنیا میں تو آبادی سے بربادی کی طرف منتقل ہونا پسند نہیں کرتا تو بروز قیامت بغیر ثواب و عمل کے حساب و کتاب کیسے دوں گا؟ اور عذاب کا سامنا کیسے کروں گا؟ پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر گر گیا، جب حرکت دی گئی تو اس کی جان جان آفریں کے سپرد ہو چکی تھی۔“

مَنَازِلُ دُنْيَايَ عَمَّرْتُهَا وَخَرَّبْتُ ذَارِي فِي الْآخِرَةِ
أَصْبَحْتُ أَنْكُرُ ذَارِي الْخَرَابِ وَأَزَعَبْتُ فِي ذَارِي الْعَامِرَةِ

ترجمہ: (۱)..... میں نے اپنی دنیا کے گھروں کو آباد کیا اور آخرت کے گھر کو ویران کر دیا۔
(۲)..... اب میں اپنے ویران گھر کو ناپسند کرنے لگا ہوں اور اپنے آباد گھر میں رغبت رکھتا ہوں۔

حُسنِ ظن کی برکت:

حضرت سیدنا ابو عمر ضریعہ رحمۃ اللہ القدر فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا حازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی حضرت سیدنا سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ ”میں نے حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کو وصال کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: ”اے ابو یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کس حالت میں حاضر ہوئے؟“ حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے ارشاد فرمایا: ”میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بہت زیادہ گناہوں کے ساتھ حاضر ہوا جنہیں اللہ عزوجل کے متعلق میرے حُسنِ ظن نے ختم کر دیا۔“

ایک زاہد سے سوال کیا گیا: ”آپ کیسے ہیں؟“ تو انہوں نے یہ حکمت بھرا جواب ارشاد فرمایا: ”اس شخص کا حال کیسا ہوگا جو بلا زاہد سفر کا ارادہ رکھتا ہے، وحشت ناک قبر میں بغیر مونس و غمخوار کے رہے گا اور اپنے قادر مالک کی بارگاہ میں بغیر حجت کے حاضر ہوگا۔“

آخرت کی پہلی منزل:

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر پر کھڑے ہو کر رو رہے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی: ”جنت و دوزخ کا ذکر کر کے تو آپ نہیں روتے مگر قبر کو یاد کر کے روتے ہیں؟“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے حضور سید المرسلین، جناب رَحْمَةُ لِّلْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ”قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے، اگر کوئی اس سے نجات پا گیا تو بعد والا معاملہ اس سے آسان ہوگا اور اگر اس سے نجات نہ ہوئی تو بعد والا معاملہ اس سے بھی زیادہ مشکل ہوگا۔“

(جامع الترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء فی فظاعة القبر وانه اول منازل الآخرة، الحدیث ۲۳۰۸، ص ۱۸۸۴)

ایک قبر پر چند اشعار لکھے ہوئے تھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”بوسیدہ اور ٹوٹی پھوٹی قبروں میں رہنے والوں پر سلام ہو، ان کی حالت ایسی ہو چکی ہے گویا وہ دنیا کی مجالس میں کبھی نہیں بیٹھے، کبھی بھی اس کا ٹھنڈا پانی نہیں پیا اور نہ ہی کبھی کچھ مزے دار کھانا کھایا ہے، زندگی میں ان کا مد مقابل کوئی نہ تھا، طویل

امیدیں دنیا میں باندھ رکھی تھیں، لیکن ان امیدوں میں بھی بہت سے توشیطانی وسوسے تھے، اے انسان! سن لو! میں نہیں جانتا کہ تمہاری قبر کہاں ہوگی؟ اور وہ جو بڑے دانا اور عقل مند ہیں ان کی قبر کہاں ہوگی؟ بس اتنا جان لو کہ سب کو مٹی تلے تہائی و وحشت کے گھر میں بسیرا کرنا ہے، ہائے! وہ لوگ جو ہمیشہ امید و ناامیدی کی درمیانی کیفیت سے دوچار رہے، اگر دنیا میں رہ جانے والے مال و متاع میں بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے والے لوگ عقل رکھتے تو (اس فانی دنیا میں) کبھی ایک دوسرے سے مقابلہ نہ کرتے۔“

حضرت سیدنا یزید رقاشی علیہ رحمۃ اللہ الکانی اپنے آپ سے فرمایا کرتے تھے: ”ہلاکت ہو تجھ پر اے یزید! تیرے مرنے کے بعد کون تیری طرف سے نماز پڑھے گا؟ کون روزے رکھے گا؟ کون وضو کرے گا؟“ پھر فرماتے: ”اے لوگو! تم اپنی بقیہ زندگی میں اپنے آپ پر کیوں نہیں روتے؟ وہ شخص جس سے موت کا وعدہ کیا گیا ہو، جس کا گھر قبر ہو، جس کا بچھونا مٹی ہو، اور جس کے ساتھی کیڑے مکوڑے ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ بڑی گھبراہٹ کے دن کا بھی انتظار کر رہا ہو تو اس کا حال کیسا ہوگا؟ اور اس کا انجام کیسا ہوگا؟“ پھر آپ رونے لگ جاتے یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آتے۔“

مروی ہے کہ ایک عورت نے ام المؤمنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قساوتِ قلبی (یعنی دل کی سختی) کا ذکر کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ”موت کو کثرت سے یاد کیا کر تیرا دل نرم ہو جائے گا۔“ جب اس عورت نے ایسا کیا تو اس کا دل نرم ہو گیا پس اس نے ام المؤمنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شکر یہ ادا کیا۔“

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے تو لوگوں نے عرض کی: ”کسی چیز کی خواہش ہو تو فرمائیے۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”جنت کی۔“ تو انہوں نے پھر عرض کی: ”کیا ہم آپ کے لئے طبیب لائیں؟“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”طبیب نے ہی تو مجھے مرض لاحق فرمایا ہے۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی دوست نے عرض کی: ”اے ابودرداء! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ رات بھر جاگتا رہوں؟“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”تمہیں مرض سے عافیت ہے جبکہ میں مرض میں مبتلا ہوں، لہذا عافیت تمہیں جاگنے نہیں دے گی اور بکا مجھے سونے نہیں دے گی۔“ پھر فرمایا: ”میں اللہ وحدہ لا شریک کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ اہل عافیت کو شکر اور اہل بلا کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔“ (آمین)

ایک خطبے میں ہے: ”اے لوگو! امیدیں لپیٹ دی جائیں گی، عمریں فنا ہو جائیں گی، جسم مٹی کے نیچے بوسیدہ ہو جائیں گے، جبکہ رات اور دن (موت کے) قاصد کی طرح تیزی سے دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ ہر ذور کو قریب کرتے اور نئے کو پرانا کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل کے بندے تو وہ ہیں جو خواہشات سے غافل، لذات سے کنارہ کش اور باقی رہنے والے اعمال کی طرف راغب ہوتے ہیں۔“

حدیث پاک میں ہے: ”نیک بندہ جب موت کی نختیوں سے دوچار ہوتا ہے تو اس کے اعضاء ایک دوسرے کو کہتے ہیں: ”السَّلَامُ عَلَيْكَ یعنی تم پر سلامتی ہو۔“ (تفسیر القرطبی، سورۃ ق، تحت الآیة: ۱۹، الجزء السابع عشر، ج ۹، ص ۱۱)

حضرت سیدنا حسان بن ابی سنان علیہ رحمۃ الرحمن سے پوچھا گیا: ”اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟“ تو آپ نے فرمایا: ”اگر میں جہنم سے نجات پا جاؤں تو خیریت ہے۔“ پھر عرض کی گئی: ”آپ کی خواہش کیا ہے؟“ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”مجھے ایک طویل رات کی خواہش ہے کہ جس میں ساری رات نماز ادا کرتا رہوں۔“

(حلیۃ الاولیاء، حسان بن ابی سنان، الحدیث ۶۷، ۳، ج ۳، ص ۱۳۹، بتغیر قلیل)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”میں نے ایک مریض کی عیادت کی۔ جب میں اس کے پاس بیٹھا تو میں نے اس سے پوچھا: ”اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟“ تو اس نے جواب میں چند اشعار پڑھے:

خَرَجْتُ مِنَ الدُّنْيَا وَقَامَتْ قِيَامَتِي غَدَاةً أَقْلُ الْحَامِلُونَ حَسَارَتِي
وَعَجَّلَ أَهْلِي حَفْرَ قَبْرِي وَصَبْرُوا خُرُوجِي وَتَعَجَّلِي إِلَيْهِ كَرَامَتِي
كَأَنَّهُمْ لَمْ يَعْرِفُوا فُطْرَ صُحْبَتِي غَدَاةً آتَى يَوْمِي عَلَيْهِ وَسَاعَتِي

ترجمہ: (۱)..... میرے کوچ کا وقت آ گیا اور میں دنیا سے نکل کھڑا ہوا، اہل تھوڑے سے لوگ میرے جنازے کی چارپائی اٹھائے ہوں گے۔
(۲)..... میرے گھر والے جلدی جلدی میری قبر کھدوائیں گے پھر میری تعظیم کرتے ہوئے جلدی جلدی مجھے قبر کی طرف لے جائیں گے۔
(۳)..... جس صبح میری موت کی گھڑی آئی تو ایسا لگا جیسے میری صحبت کو وہ کبھی پہچانتے ہی نہ تھے۔

حضرت سیدنا مزنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے مرض الموت میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ”اے ابو عبداللہ! آپ کی حالت کیسی ہے؟“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”میں دنیا سے کوچ کرنے والا، بھائیوں سے جدا ہونے والا، اپنے برے اعمال کی سزا پانے والا، موت کا پیالہ پینے والا اور رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میری روح جنت میں جائے گی کہ میں اسے مبارکباد دوں یا جہنم میں جائے گی کہ اس سے تعزیت کروں۔“ (الزهد الكبير للبيهقي، فصل آخر في قصر الامل والمبادرة..... الخ، الحديث ۵۷۵، ص ۲۲۲)

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے:

”اے میرے اللہ عزوجل! جب میرا دل سخت ہو گیا اور راستے تنگ ہو گئے تو میں نے اپنی امید تجھی سے باندھ لی تاکہ تیرے عفو و کرم کے صدقے محفوظ رہوں، اے میرے پروردگار عزوجل! میرے گناہ مجھ پر سنگین صورت حال اختیار کر گئے تو میں نے ان کو تیرے عفو و کرم سے ملا دیا، پس تیرا عفو و کرم ان پر اپنی عظمت میں غالب آ گیا۔ اب میں ایسا شخص بن گیا ہوں جس کے

گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں اور تو نے محض اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دیا، اے کاش! میں جان سکتا کہ میں جنت میں جاؤں گا کہ مبارک باد وصول کروں یا جہنم میں جاؤں گا کہ شرمسار کیا جاؤں۔“

منقول ہے کہ ایک شخص کسی قبر کے قریب دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد لیٹ گیا۔ خواب میں اس نے صاحبِ قبر کو یہ کہتے ہوئے سنا: ”اے شخص! تم عمل کر سکتے ہو لیکن علم نہیں رکھتے، ہمارے پاس علم ہے لیکن ہم عمل نہیں کر سکتے، خدا کی قسم! میرے نامہ اعمال میں نماز کی دو رکعتیں مجھے دنیا و ما فیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے زیادہ محبوب ہے۔“

منقول ہے کہ ”ایک عابد اپنے ایک دوست کی قبر پر آیا جس سے اسے محبت تھی اور چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے: ”مجھے کیا ہوا کہ جب میں قبروں پر سلام کرتے ہوئے اپنے دوست کی قبر سے گزرتا ہوں تو وہ میرے سلام کا جواب نہیں دیتا، اے میرے حبیب! تجھے کیا ہوا کہ پکارنے والے کا جواب نہیں دیتا؟ کیا تو مجھ سے جدا ہونے کے بعد دوستوں سے اکتا گیا؟ اگر وہ جواب دینے کے لئے بول سکتا تو مجھ سے یہی کہتا کہ مٹی میرے خوبصورت اعضاء اور جوانی کو کھا گئی۔ وہ عابد کہتا ہے کہ قبر سے ایک غیبی آواز آئی، وہ کہہ رہا تھا: حبیب نے کہا: میں کیسے تمہارا جواب دوں؟ حالانکہ میں مٹی اور ایک طاقتور کے ہاں قید ہوں۔ مٹی میرے حسین جسم کو کھا گئی پس میں تم کو بھول گیا اور مٹی نے مجھے اپنے گھر والوں اور دوستوں سے پوشیدہ کر دیا۔ پس تم پر میرا سلام ہو، ہماری اور تمہاری دوستیاں ختم ہو گئیں، میری جلد اور رخسار گل سڑ گئے، میں نے دنیا میں کتنی ہی بار اعلیٰ قسم کے لباس زیب تن کئے، میرے ہاتھ کی انگلیاں جدا ہو گئیں جو تحریر کے لئے کتنی ہی خوبصورت تھیں، موتیوں جیسے دانت گر گئے جو جواب دینے کے لئے کتنے ہی اچھے تھے اور میری آنکھیں رخساروں پر بہہ گئیں، میں نے کتنی ہی بار ان سے اپنے دوستوں کا دیدار کیا۔“

حضرت سیدنا ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں قبروں کی زیارت، مردوں سے عبرت حاصل کرنے، دوبارہ جی اٹھنے کے معاملے میں غور و فکر کرنے اور اپنے نفس کو نصیحت کرنے کے لئے ایک قبرستان میں داخل ہوتا کہ میرا نفس سرکشی اور گناہوں سے رک جائے، میں نے قبر والوں کو اتنا تنہا اور خاموش پایا کہ وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں، نہ آپس میں ہم کلام ہوتے ہیں۔ لہذا میں ان کی گفتگو سننے سے مایوس ہو گیا اور ان کے احوال دیکھ کر عبرت حاصل کی۔ جب میں نے نکلنے کا ارادہ کیا تو ایک آواز سنائی دی: ”اے ثابت! قبر والوں کی خاموشی تجھے دھوکے میں نہ ڈالے، ان میں کتنے ہی ایسے ہیں جن کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔“

منقول ہے کہ حضرت سیدنا داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر پر بیٹھی رو رہی تھی اور یہ

اشعار پڑھ رہی تھی:

عَدِمْتَ الْحَيَاةَ فَلَا نَلْتَمِهَا
وَ كَيْفَ أَلْذُ بِطَعْمِ الْكُفْرَى
إِذْ أَنْتَ فِي الْقَبْرِ قَدْ أَوْسَدَوْكَ
وَهَا أَنْتَ فِي الْقَبْرِ قَدْ أَفْرَدَوْكَ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

ترجمہ: (۱)..... تمہاری زندگی ختم ہوگئی، اب تو اس کو نہ پاسکے گا جبکہ تو قبر میں ہے اور لوگوں نے تجھے یہاں پہنچانے میں جلدی کی۔

(۲)..... اور میں کیونکر سکون کی نیند سے لطف اندوز ہو سکتی ہوں، اب جبکہ تو اپنی قبر میں ہے اور لوگوں نے تجھے تنہا چھوڑ دیا۔

اس کے بعد اُس عورت نے کہا: ”ہائے، میرے باپ! تیرے کس رخسار سے کیڑوں نے ابتداء کی؟“ حضرت سیدنا

داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سن کر بے ہوش ہو گئے اور زمین پر تشریف لے آئے۔“

پیارے اسلامی بھائیو! سکون کی نیند سے بیدار ہو جاؤ اور عاجزی و انکساری کے ساتھ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر

ہو کر پناہ طلب کرو۔ یوں سمجھو کہ تمہیں موت آچکی ہے جس نے اجتماعیت کو ختم کر کے رکھ دیا اور محلات اور مکانات کو خالی کر دیا اور ان

لوگوں پر آنسوؤں کے بادلوں نے بارش برسائی اور ان کے گرویدہ لوگوں نے روتی آنکھوں اور دل پر درد سے انہیں پکارا۔

ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے؟

حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ انفقار فرماتے ہیں کہ میں ایک قبرستان میں زیارت و نصیحت اور موت کے متعلق

غور و فکر اور عبرت حاصل کرنے کی خاطر آیا۔ میں نے تمنا کی کہ کوئی شخص مجھے ان کے متعلق کچھ بتائے یا ان کا کوئی عبرت ناک

واقعہ بیان کرے۔ چنانچہ، میں نے ایسی غم بھری آواز میں درج ذیل شعر پڑھا کہ جس نے غور و فکر سے میرے غموں کے چقماق کو

آگ لگا دی (چقماق ایک مخصوص پتھر ہے جس کو گڑنے سے آگ پیدا ہوتی ہے):

أَيُّ الْقُبُورِ فَتَدْبُتُهَا فَايَسُّ الْمُعْظَمِ وَالْمُخْتَفِرِ

وَأَيُّ الْمُدِلِّ بِسُلْطَانِهِ وَأَيُّ الْعَزِيزِ إِذَا مَا انْتَحَرِ

ترجمہ: (۱)..... میں قبروں کے پاس آیا اور انہیں پکار کر کہا: کہاں ہیں وہ لوگ، دنیا میں جن کی عزت کی جاتی تھی اور وہ جن کو حقیر سمجھا

جاتا تھا؟

(۲)..... اور کہاں ہیں وہ جنہیں اپنی سلطنت پر بہت بھروسہ تھا؟ کہاں ہیں وہ عزت دار جو فخر کیا کرتے تھے؟

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں وجد سے بے ہوش تھا کہ مجھے ایک قبر سے جواب ملا جس کا مفہوم یہ ہے:

”وہ سب فنا ہو گئے، اب ان کی خبر دینے والا بھی کوئی نہیں، وہ سب مر کر عبرت کا نشان بن گئے اور بارگاہ رب العزت

میں حاضر ہو گئے۔ اے گزرے ہوئے لوگوں کے بارے میں مجھ سے پوچھنے والے! کیا تیرے پاس ان گزرے ہوؤں کی عبرت

والی کوئی بات نہیں۔“ حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ انفقار فرماتے ہیں: ”جب میں واپس آیا تو مسلسل آنسو بہا رہا تھا اور

مجھے اس سے بہت عبرت حاصل ہوئی۔“

ایک مرد صالح فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ میں نے قبروں کی زیارت کی تو میرے دل میں نارِ جہنم کے خوف کا شعلہ

بھڑک اٹھا۔ میں ایک لمحہ کے لئے قبروں کے پاس ٹھہر گیا اور نگاہِ عبرت سے ان کو دیکھنے لگا اور اس کے بعد صبح و شام کے دونوں کناروں میں اہل قبر سے سرگوشیاں کرتا اور بیٹھا رہتا۔ پس میری سوچ غور و فکر اور عبرت کے میدان میں گھومنے لگی تو میں نے ان کو مخاطب کر کے کچھ باتیں کی جنہیں میں نے پیارے پیارے اشعار کی لڑی میں اس طرح پرودیا:

أَحْبَابُنَا فَارْتَمُونَا فَأَوْحَشَتْ قُلُوبَ لَنَا مِنْ بَعْدِكُمْ وَدِيَارُ
فَكَمْ قَدْ تَذَاكُرْنَا مَحَاسِنَ مَنْ مَضَى فَجَاءَتْ دُمُوعٌ لِلْفَرَاقِ غَزَارُ
فَضُّوْا وَقَضَيْتُمْ ثُمَّ نَقَضِي فَلَإِ بَقَا لِحَيٍّ وَكَأَسَاتُ الْمُنُونِ تَدَارُ
وَكُنَّا وَإِيَّاكُمْ نَزُورُ مَقَابِرًا وَمُتَّمُ فَرَزْنَاكُمْ وَسَوْفَ نُزَارُ
سَقَتْ دِيمَةُ الرِّضْوَانِ رَبَابًا تَرَاكُمُو وَسَحَتْ لَهَا فِي سَاحَتِيهِ بِحَارُ

ترجمہ: (۱)..... اے ہمارے عزیزو! تم ہمیں چھوڑ کر چلے گئے تمہارے بعد ہمارے دل اور گھر ویران ہو گئے۔

(۲)..... جتنی مرتبہ بھی ہم نے چلے جانے والوں کی خوبیاں یاد کیں تو ان دوستوں کی جدائی کی وجہ سے ہمارے آنسو کثرت سے بہنے لگے۔

(۳)..... تم سے پہلے لوگوں کو بھی موت نے آیا تم بھی چل بے اور ہم بھی فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ پس کسی بھی زندہ کے لئے بقاء

نہیں کیونکہ موت کے پیالے گھومتے رہتے ہیں۔

(۴)..... ہم اور تم قبرستان کی زیارت کرتے تھے پس تم مر گئے تو ہم تمہاری (قبروں کی) زیارت کر رہے ہیں عنقریب (ہم بھی مرجائیں

گے اور) لوگ ہماری (قبروں کی) زیارت کریں گے۔

(۵)..... تم پر بخشش کی بارش ہمیشہ ہمیشہ برتی رہے اس طرح کہ اس میں سمندر سما جائیں۔

وہ صالح بزرگ فرماتے ہیں:

”پس اسی وقت زبانِ حال نے جواب دیا جن کو میں اشعار میں بیان کرتا ہوں:

يَقُولُ لِسَانَ الْحَالِ إِذْ أَخْرَسَ الرَّدَى لِسَانًا لَهُمْ مِنْهُ الْفَصِيحُ يُغَارُ
شَرِبْنَا بِكَاسِ سُكَّرْتَنَا مَرِيرَةً أَلَا رَبُّ سَكْرٍ مَا حَوَاهُ عِقَارُ
فَلَا يَغْتَرِرُ بِاللَّهِ مَنْ عَاشَ بَعْدَنَا بِعَيْشٍ فَأَيَّامُ الْحَيَاةِ قِصَارُ
وَإِنَّا وَجَدْنَا خَيْرَ أَرْوَادِنَا التَّقَى هُوَ الرِّيحُ حَقًّا مَا عَدَاهُ خَسَارُ
وَمَا الْعَيْشُ إِلَّا زُورَةٌ الطَّيْفُ فِي الْكُرَى وَمَا هَذِهِ الدُّنْيَا الدُّنْيَةُ دَارُ

ترجمہ: (۱)..... جب موت نے ان کی زبان کو بند کر دیا تو اس کی طرف سے فصیح زبانِ حال جواب دیتی ہے کہ،

(۲)..... ہم نے ایک پیالہ پیا جس نے ہمیں زبردست نشہ دیا۔ خبردار! کتنے ہی نشے ایسے ہیں جن کو شراب نے اپنی پیٹ میں لیا ہوا ہے۔

(۳)..... ہمارے بعد زندہ رہنے والا زندگی کے عیش و عشرت کی وجہ سے اللہ عزوجل سے غفلت نہ برتے پس زندگی کے دن بہت ہی کم ہیں۔

(۴)..... اور ہم نے اپنے زادراہ میں سے تقویٰ کو سب سے بہتر پایا، یہی حقیقی نفع ہے، اس کے علاوہ سب کچھ خسارہ ہے۔

(۵)..... اور زندگی تو صرف نیند میں آنے والے خواب کی طرح ہے اور یہ ذلیل دنیا (مستقل) گھر نہیں۔

اے دنیا میں رہنے والے! موت کے شیر سے ڈر، بے شک یہ حملہ آور ہوگا، پھر یہ لذات کی طرف مائل ہونا کیسا؟ اور تحقیق موت

تیری تلاش میں ہے، اے شخص! ان ہلاک ہونے والے پہلوانوں سے عبرت پکڑ پس ان میں غور کرنے والے کے لئے نصیحتیں ہیں۔

لَقَدْ زُرْتُ اقْوَامًا كَسَرْنَا اُجْبَهُمْ وَهُمْ تَحْتَ اَطْبَاقِ الشَّرَى فِيهِ اَمَوَاتٌ

وَوَاصَلْتُهُمْ مِنْ بَعْدِ بَيْنٍ وَفُرْقَةٍ فَكَانَ لَنَا فِيهِمْ عِظَاتٌ وَاَنْصَاتٌ

وَاَعَجَبُ شَيْءٍ فِي الْوُجُودِ اجْتِمَاعَنَا وَنَحْنُ عَلٰى ذَاكَ التَّوَاصِلِ اَشْتَاتٌ

ترجمہ: (۱)..... بے شک میں بہت سے معزز لوگوں سے ملا جن سے مجھے محبت تھی اور اب وہ مٹی کے ڈھیر تلے مردہ پڑے ہیں۔

(۲)..... کچھ عرصہ بعد میں بھی ان سے جاملوں گا، پس ان میں ہمارے لئے نصیحتیں اور غور سے سننے والی باتیں ہیں۔

(۳)..... اور موت انتہائی تعجب خیز چیز ہے کہ مرنے میں تو ہم سب اکٹھے ہیں مگر اسے پانے میں (وقت کے اعتبار سے) ہم سب مختلف ہیں۔

منقول ہے کہ اسی صالح بزرگ نے ایک قبر پر اس طرح لکھا ہوا پایا:

اَضْبِرْ لِدَهْرِنَا مِنْ لَفْنِهْكَ ذَا مَضَّتِ الدُّهُورُ

فَرُحْنَا وَحُزْنَا مَرَّةً لَا الْحُزْنَ دَامَ وَلَا الشُّرُورُ

ترجمہ: (۱)..... اُس زمانے پر صبر کر جس نے تجھے رسوا کیا، اسی طرح بہت سارے زمانے گزر چکے ہیں۔

(۲)..... خوشی اور غمی ایک ہی مرتبہ ہوتی ہے، ند غمی ہمیشہ رہتی ہے، نہ ہی خوشی۔

حضرت سیدنا اسمعیٰ علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں حیرت انگیز امور اور حشر و نشر میں بڑا غور و فکر کیا کرتا تھا اور میں

قبروں پر لکھا ہوا پڑھ کر سکون حاصل کرتا تھا پس اس دوران میں نے تین قبریں دیکھیں ان پر تختیاں تھیں جن پر یہ لکھا ہوا تھا:

اَلَا قُلَّ لِمَا بَرَّ عَلٰى قَبْرِنَا

سَيَنْدُمُ يَوْمًا لَتَفْرِي بَطْنَهُ

كَمَا قَدْ نَدِمْنَا لَتَفْرِي بَطْنَنَا

ترجمہ: (۱)..... سن لو! ہماری قبر کے پاس سے گزرنے والے کے لئے کم مدت ہے، وہ ان چیزوں سے بہت زیادہ غافل ہے جو

ہمیں پہنائی گئی ہیں۔

(۲)..... عنقریب ایک دن وہ اپنی غفلت کی وجہ سے شرمسار ہوگا جیسا کہ ہم اپنی غفلت کی وجہ سے شرمندہ ہوئے۔

اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”اسی طرح میں نے قبر پر لگے ہوئے ایک پتھر پر بھی یہ لکھا ہوا پایا:

وَقَفْتُ عَلٰى الْاَجْبَةِ حِينِ صَفَّتْ

فَلَمَّا اَنَّ بَكِيَّتُ وَاَقْضَى دَمْعِي

فَبُورُ هُمُ كَا فَرَسِ الرَّهَانِ

رَأَتْ عَيْنَايَ بَيْنَهُمْ مَكَانِي

ترجمہ: (۱)..... میں دوستوں کے پاس رُکا، اُن کی قبریں دوڑ لگانے والے گھڑسواروں کی طرف بستہ تھیں۔

(۲)..... پس جب میں رویا اور میرے آنسو بہنے لگے تو میری آنکھوں نے ان کے درمیان میرا مکان دیکھ لیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں: ”اسی طرح میں تھوڑا سا چلا میرے آنسو بہ رہے تھے اور میرا دل فراقِ احباب سے چھلنی تھا، میں نے ایک قبر پر لگی تختی پر یہ اشعار لکھے ہوئے دیکھے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كَمَا لِي أَمَلٌ قَصْرِي عَنِ بُلُوغِهِ الْأَجَلُ
فَلَيْتَ اللَّهُ رُبَّهُ رَجُلٌ أَمَكْنَهُ فِي حَيَاتِهِ الْعَمَلُ
مَا أَنَا وَخَدِي جُعِلْتُ حَيْثُ تَرَى كَلَّ إِلَى مَا نَقَلْتُ يَتَّقِلُ

ترجمہ: (۱)..... اے لوگو! میری بہت سی امیدیں تھیں میرے مرجانے سے وہ نامکمل رہ گئیں۔

(۲)..... پس اللہ عزوجل جس شخص پر رحم فرماتا ہے اُسے دنیاوی زندگی میں عمل کا موقع عطا فرمادیتا ہے۔

(۳)..... صرف مجھے ہی یہاں نہیں رکھا گیا بلکہ تو دیکھے گا کہ جدھر مجھے بھیجا گیا ہر ایک ادھر ہی منتقل ہوگا۔

اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”اسی طرح میں نے ایک اور قبر پر لکھا ہوا دیکھا:

قِفْ وَاعْتَبِرْ فَقَرِيْبًا نَجِلٌ هَذَا الْمَحَلًّا
هَذَا مَكَانٌ يُسَاوِي فِيهِ الْأَعْرُ الْأَذَلًّا

ترجمہ: (۱)..... (اے گزرنے والے!) ذرا ٹھہر جا! اور عبرت حاصل کر، عنقریب تجھے بھی اس مکان میں اُترنا ہے۔

(۲)..... یہ ایسا مکان ہے جس میں عزت و ذلت والے سب برابر ہیں۔

اور فرماتے ہیں: ”میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے بیٹے کی قبر پر رو کر یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

بِاللَّهِ يَا قَبْرُ هَلْ زَالَتْ مَحَابِنُهُ وَهَلْ تَغَيَّرَ ذَلِكَ الْمَنْظَرُ النَّضْرُ
يَسَاقِبُ مَا أَنْتَ لَا رَوْضٌ وَلَا فَلَكَ فَكَيْفَ يَجْمَعُ فِيكَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

ترجمہ: (۱)..... اللہ عزوجل کی قسم! اے قبر! کیا اس کے خوبصورت اعضاء برباد ہو گئے؟ اور کیا اس کا پرکشش اور تروتازہ (چہرہ)

تبدیل ہو گیا؟

(۲)..... اے قبر! تو کیا ہے؟ تو باغ ہے، نہ آسمان پھر کیسے تجھ میں چاند سورج (جیسے لوگ) جمع ہو جاتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں: ”اسی طرح ایک دن میں کچھ ایسی قبروں کے پاس سے گزرا جن کو میں پہچانتا تھا اور وہ سب ایسے تھے

جنہوں نے بہت خوش و خرم، عیش و عشرت اور لذات و شہوات میں زندگی گزاری۔ میں نے ان کی قبروں کی ایک تختی پر یہ اشعار لکھے ہوئے پائے:

أَيُّهَا الْمَاشِي بَيْنَ هَذِي الْقُبُورِ
أَدُّ مَنِيَّ أُنَيْكَ عَمِّي وَلَا يُنْ
أَنَا مَيِّتٌ كَمَا تَرَانِي طَرِيحٌ
أَنَا فِئِي بَيْتِ غُرْبَةٍ وَإِنْ فَرَادِ
لَيْسَ لِي فِيهِ مُؤْنِسٌ غَيْرَ سَعِي
فَكَذَا أَنْتَ فَاعْتَبِرْ بِي وَإِلَّا
غَافِلًا عَنِ مُعْتَبَاتِ الْأُمُورِ
بِكَ عَمِّي يَا صَاحِبَ مِثْلِ خَيْرِ
بَيْنَ أَطْبَاقِ جُنْدَلٍ وَصُخُورِ
مَعَ قُرْبِي مِنْ حَيْرَتِي وَعَشِيرِي
مِنْ صَلاَحِ سَعِيَّتِهِ أَوْ فُجُورِ
صِرْتِ مِثْلِي رَهِيْنُ يَوْمِ النُّشُورِ

ترجمہ: (۱)..... اے امیرِ آخرت سے غافل ہو کر ان قبروں کے درمیان چلنے والے!

(۲)..... میرے قریب آ کہ میں تجھے اپنے حالات سے باخبر کروں، اے محترم! جاننے والے کی طرح تجھے کوئی نہیں بتائے گا۔

(۳)..... میں مردہ ہوں جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے کہ مجھے بنجر اور چٹیل میدان میں ڈال دیا گیا ہے۔

(۴)..... اپنے پڑوسیوں اور گھر والوں کے باوجود میں اس ویران گھر میں اکیلا ہوں۔

(۵)..... نیکیوں اور گناہوں کے علاوہ قبر میں میرے ساتھ کوئی نہیں۔

(۶)..... اسی طرح تجھے بھی یومِ قیامت کے لئے یہاں گروی رکھا جائے گا لہذا مجھ سے عبرت حاصل کر، ورنہ تیرا بھی میرے جیسا حال ہوگا۔

میت قبر پر آنے والے کو دیکھتی ہے:

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الرزاق سے منقول ہے، بعض نے کہا ہے کہ ابن مؤرق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

”میں اپنے والد صاحب کی قبر کی اکثر زیارت کیا کرتا تھا، ایک دن میں ایک جنازہ کے ہمراہ اس قبرستان کی طرف گیا جس میں میرے والد مدفون تھے، مجھے کوئی کام تھا جس کی وجہ سے میں نے واپسی میں جلدی کی اور اپنے والد کی قبر کی زیارت نہ کر سکا، رات خواب میں والد صاحب کو دیکھا، انہوں نے فرمایا: ”اے میرے بیٹے! کل تو قبرستان آیا تھا لیکن میرے پاس نہ آیا۔“ میں نے کہا: ”ابا جان! کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آیا تھا؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”جی ہاں! اللہ عزوجل کی قسم! تو میرے پاس آتا ہے تو میں تجھے لگا تار دیکھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ تو پل پار کر کے میرے پاس پہنچتا ہے اور میرے پاس بیٹھتا ہے، پھر کھڑا ہوتا ہے تو واپسی میں بھی میں تمہیں دیکھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ تو پل پار کر جاتا ہے۔“

منقول ہے کہ ”ایک گھڑسوار ایک لڑکے کے قریب سے گزرا تو اس سے پوچھا: ”اے لڑکے! آبادی کہاں ہے؟ لڑکے

نے کہا: ”اس گھاٹی پر چڑھ جائیں۔“ جب وہ گھاٹی پر چڑھا تو اسے ایک قبرستان نظر آیا، کہنے لگا: یقیناً یہ لڑکا یا تو جاہل ہے یا پھر کوئی

دانا و عقلمند۔ وہ اس کی طرف واپس آیا اور کہا: ”میں نے تجھ سے آبادی کے متعلق پوچھا تھا لیکن تو نے مجھے قبرستان والوں کا راستہ

دکھایا۔“ تو اس لڑکے نے کہا: ”میں نے اس طرف کے افراد کو ادھر جاتے تو دیکھا ہے لیکن ادھر والوں کو اس طرف آتے کبھی نہیں

دیکھا بلکہ یہ ویرانہ (یعنی قبرستان) تو اب آبادی میں بدل چکا ہے۔ اگر آپ مجھ سے پوچھتے کہ مجھے اور میرے جانور کوٹھکانا کہاں مل سکتا ہے تو میں آپ کو اس آبادی کا پتہ بتاتا۔“ پھر اس نے چند اشعار پڑھے:

نَفْسٌ زُورِي الْقُبُورَ وَاعْتَبِرْ بِهَا
وَأَنْظِرِي كَيْفَ حَالٍ مَنْ حَلَّ فِيهَا
حَيْثُ فِيهَا لِمَنْ يَزُورُ عِظَاتُ
بَعْدَ عِزِّ وَهُمْ بِهَا أَمْوَاتُ
حَرَصُوا أَمَلُوا كَجِرْصِكَ يَا نَفْسُ
فَالسُّرَاةُ الْعِظَامُ مِنْهُمْ عِظَامُ
فَكَأَنَّ قَدْ حَلَلْتَ فِي مَضْرِعِ الْقَوِّ
مِ وَحَلَلْتَ بِجِسْمِكَ السُّمُثَلَاتُ

- ترجمہ:** (۱)..... اے نفس! قبروں کی زیارت کر کے عبرت حاصل کیا کر کیونکہ ان میں زیارت کرنے والے کے لئے بہت نصیحتیں ہیں۔
(۲)..... اور دیکھ کہ ان میں اترنے والے عزت کے بعد کیسی ذلت میں ہیں اور وہ اس میں مردہ پڑے ہیں۔
(۳)..... اے نفس! وہ بھی تیری طرح لمبی لمبی امیدوں والے اور حریص تھے لیکن موت نے ان کے دن پورے کر دیئے پس وہ مر گئے۔
(۴)..... بہت شاندار اور مضبوط جسم والوں کی ہڈیاں مٹی کے پیٹ میں ریزہ ریزہ ہو گئیں۔
(۵)..... گویا تو لوگوں کے میدان کارزار میں آچکا ہے اور تیرے جسم کا منہ کر دیا گیا (یعنی ناک، کان وغیرہ کاٹ کر شکل بگاڑ دی گئی) ہے۔

ملک الموت کا اعلان:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: ”کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں ملک الموت (علیہ السلام) قبرستان میں یہ اعلان نہ کرتے ہوں: ”اے قبر والو! آج تمہیں کن لوگوں پر رشک ہے؟“ تو وہ جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: ”ہمیں مسجد والوں پر رشک ہے کہ وہ مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں اور ہم نماز نہیں پڑھ سکتے۔ وہ روزے رکھتے ہیں اور ہم نہیں رکھ سکتے۔ وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔ وہ اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔“ پھر اہل قبر اپنے گذشتہ زمانے پر ناوم (یعنی شرمسار) ہوتے ہیں۔“

ایک مہینہ میں چارج:

حضرت سیدنا امام اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا میسرہ بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن قبرستان کے راستے سے گزرے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر کمزور تھی جس کی وجہ سے ایک شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر آگے آگے جا رہا تھا یہاں تک کہ قبرستان آ گیا۔ اس شخص نے عرض کی: ”اے میسرہ! یہ قبرستان ہے۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ“

يَا أَهْلَ الْقُبُورِ! أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَكُمْ خَلْفٌ فَرَحِمْنَا اللَّهَ وَإِيَّاكُمْ وَغَفَرَ لَنَا وَلَكُمْ وَبَارَكَ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُدُومِ عَلَيْهِ إِذَا صِرْنَا إِلَى مَا صِرْتُمْ إِلَيْهِ - یعنی اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو، تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ ہم یہاں آئیں تو اللہ غزوہ جہنم پر اور تم پر رحم فرمائے، ہماری اور تمہاری بخشش فرمائے اور اپنی برکت سے نوازے جب ہم بھی وہاں پہنچیں جہاں تم پہنچے ہو۔“

حضرت سیدنا امام اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”اللہ غزوہ جہنم نے قبر والوں میں سے ایک شخص کی روح اونٹادی تو اس نے فصیح زبان میں جواب دیتے ہوئے کہا: ”اے دنیا والو! تمہیں مبارک ہو! تم ایک ماہ میں چار مرتبہ حج کرتے ہو۔“ حضرت سیدنا میسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت فرمایا: ”اللہ غزوہ جہنم پر رحم فرمائے، چار مرتبہ کیسے؟“ تو جواب ملا: ”نماز جمعہ ادا کرنا، کیا تم نہیں جانتے کہ یہ حج مقبول ہے۔“

پھر حضرت سیدنا میسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: اللہ غزوہ جہنم پر رحم فرمائے، مجھے اس عمل کے متعلق بتاؤ جو تم نے دنیا میں کیا ہو اور اس نے تم کو نفع دیا ہو؟“ تو اس نے جواب دیا: ”بخشش کی دعا کرنا دنیا والوں کے لئے آخرت میں سب سے زیادہ نفع بخش ہے۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر اس سے پوچھا: کس چیز نے تمہیں ہمارے سلام کا جواب دینے سے روک رکھا ہے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”سلام کا جواب دینا ایک نیکی ہے اور اب ہم نیکیاں نہیں کر سکتے، نہ تو ہماری نیکیاں بڑھتی ہیں اور نہ ہی برائیاں کم ہوتی ہیں۔ اور ہم تمہاری اس دعا سے خوش ہوتے ہیں: ”رَحِمَ اللَّهُ فَلَانًا الْمُتَوَفَّىٰ بِعِنِّي اللَّهُ غَزُوًّا جَلَّ فَلَائِ مَرْنَةَ وَالِے پَرَحْمِ فَرَمَائِے۔“ اللہ غزوہ جہنم پر رحم فرمائے! نیک اعمال میں جلدی کرو اور برے اعمال سے اجتناب کرو اور فنا ہونے والی عمارت سے نئی تعمیر ہونے والی عمارت کی طرف پلٹنے کی تیاری کرو گویا تم موت کا پیالہ پینے والے ہو کیونکہ موت کا جام ہر مرد و عورت پر گردش کرتا رہتا ہے۔“

حضرت سیدنا عائشہ اَنْدَلِسِيَّةٌ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ایک نیک صفت اور صالحہ خاتون تھیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں: ”میرا بیٹا انتقال کر گیا اور میں ہفتے میں ایک بار اس کی (قبر کی) زیارت (۱) کرنے جاتی۔ جب میں اس کی قبر کے قریب پہنچتی تو اس کے پڑوسی مردوں کو کہتے ہوئے سنتی: ”اے فلاں! یہ تیری ماں ہے، تیرے پاس آئی ہے۔“ میں اپنے بیٹے کی قبر کو دیکھتی تو ایسا لگتا جیسے وہ ہنس رہا ہو، میں اس سے بہت خوش ہوتی۔“

①..... عورتوں کی قبروں پر حاضری کے مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے، حضرت صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فتاویٰ رضویہ شریف کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: ”اور اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ انہوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع و فزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔“ (بہار شریعت، ج ۱، حص ۴، ص ۸۹)

مردے کو بیٹیوں کی رقت انگیز دعا کام آگئی:

حضرت سیدنا حارث بن نبهان علیہ رحمۃ اللہ النان فرماتے ہیں: ”میں قبرستان جایا کرتا، قبر والوں کے لئے رحم کی دعا مانگتا اور غور و فکر کرتا، ان کے احوال سے نصیحت حاصل کرتا۔ میں انہیں دیکھتا کہ وہ خاموش ہیں، کلام نہیں کرتے اور نہ ہی ان (مرنے والوں) کے پڑوسی ان کی ملاقات کو آتے ہیں، زمین کا پیٹ ان کا بچھونا ہے اور زمین کی پیٹھ ان کا اوڑھنا ہے اور میں انہیں پکارا کرتا: ”اے قبر والو! دنیا سے تمہارے نام و نشان مٹ چکے ہیں لیکن تمہارے گناہ نہیں مٹے۔ تم نے بوسیدہ گھروں میں ڈیرے لگائے ہیں پس تمہارے پاؤں درم زدہ ہیں۔“ پھر میں بہت زیادہ روتا اور اس کے بعد ایک گنبد کی طرف چلا جاتا جس میں ایک قبر تھی اور اس کے سائے میں سو جاتا۔ ایک مرتبہ میں ایک قبر کے پاس سویا ہوا تھا کہ اچانک صاحب قبر کو دیکھا کہ اس کی گردن میں زنجیر تھی، آنکھیں نیلی اور چہرہ سیاہ ہو چکا تھا اور کہہ رہا تھا: ”ہائے! میری بربادی و ہلاکت! اگر دنیا والے مجھے دیکھ لیں تو کبھی بھی اللہ عزوجل کی نافرمانی نہ کریں۔ اللہ عزوجل کی قسم! مجھ سے ان لذات اور ان خطاؤں کے متعلق پوچھا گیا جنہوں نے مجھے ان زنجیروں میں جکڑوایا اور مجھے غرق کر دیا ہے، تو ہے کوئی میری فریاد سننے والا؟ یا میرے گھر والوں کو میری اس حالت کی خبر دینے والا؟“

حضرت سیدنا حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”جب میں بیدار ہوا تو بہت خوف زدہ تھا قریب تھا کہ اس ہولناک منظر سے میرا دل نکل جاتا جو میں نے دیکھا تھا، میں گھر گیا، اور ساری رات اسی کے متعلق غور و فکر کرتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو گھر والوں کو کہا: ”میں کل جہاں گیا تھا مجھے دوبارہ وہاں جانے دو، شاید کوئی قبر کی زیارت کرنے کے لئے آئے تو جو میں نے دیکھا اس کو بتاؤں۔“ جب میں وہاں گیا تو کسی کو نہ پایا، میں سو گیا، میں نے پھر دیکھا کہ قبر والے کو چہرے کے بل گھیٹا جا رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے: ”ہائے ہلاکت! دنیا میں میرے اعمال برے اور عمر طویل تھی، مجھ پر اللہ عزوجل سخت ناراض ہے، اگر رب عزوجل نے مجھ پر رحم نہ کیا اور مجھے عذاب سے نہ بچایا تو میرے لئے ہلاکت و بربادی ہے۔“ جب میں بیدار ہوا تو اس آنکھوں دیکھے عبرتناک واقعے کی وجہ سے خوف زدہ تھا، بہر حال میں گھر واپس آ گیا اور رات بسر کی، جب صبح ہوئی تو میں پھر قبر کے پاس چلا گیا کہ شاید کوئی قبر کی زیارت کے لئے آیا ہو تو میں اس کو یہ سارا واقعہ سناؤں لیکن میں نے قبر کی زیارت کرنے والے کسی شخص کو نہ پایا۔ مجھے نیند آگئی، تو میں نے اس دفعہ صاحب قبر کو دیکھا کہ اس کے دونوں قدموں کو باندھا جا رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے: ”دنیا والے مجھ سے کتنے بے خبر ہو چکے ہیں، مجھ پر عذاب بڑھایا جا رہا ہے، اسباب اور حیلے سب منقطع ہو گئے، رب عزوجل مجھ سے ناراض ہے، مجھ پر ہر سمت سے (رحمت کے) دروازے بند ہیں، ہلاکت ہے میرے لئے! اگر رب عزوجل مجھ پر رحم نہ کرے۔“

حضرت سیدنا حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں خوف کے عالم میں نیند سے بیدار ہوا، میں نے لوٹنے کا ارادہ ہی

کیا تھا کہ چاند جیسی تین لڑکیاں آئیں، میں اُن سے دور ہو گیا اور قبر کی آڑ میں چھپ گیا تاکہ میں ان کی گفتگو سن سکوں۔ ان میں سے سب سے چھوٹی لڑکی آگے بڑھی اور قبر کے پاس رک کر کہا: ”السَّلَامُ عَلَيْكَ آپ پر سلامتی ہو۔“ اے ابا جان! آپ نے صبح کیسے کی؟ آپ اپنی آرام گاہ میں کیسے ہیں؟ اور آپ کا اپنے ٹھکانے میں ٹھہرنا کیسا ہے؟ آپ ہمارے پاس اپنی محبت چھوڑ کر چلے گئے اور آپ کی خبر گیری کرنا ہم سے منقطع ہو گئی، آپ پر ہمیں بہت زیادہ غم ہے اور آپ سے ملنے کا بہت شوق ہے۔“ پھر وہ بہت زیادہ روئی۔ اس کے بعد دوسری دونوں لڑکیاں آگے بڑھیں، سلام کر کے کہنے لگیں: ”یہ ہمارے اس باپ کی قبر ہے جو ہم پر بہت شفیق اور بہت مہربان تھا۔ اللہ عزوجل آپ کو اپنی رحمت سے خوش رکھے، آپ کو اپنے عذاب کے شر اور سزا سے بچائے۔ اے ابا جان! ہمیں آپ کے بعد ایسی تکالیف اور غم لاحق ہوئے کہ اگر آپ انہیں دیکھ لیتے تو غمگین ہو جاتے اور اگر آپ ان سے آگاہ ہو جاتے تو وہ آپ کو رنجیدہ خاطر کر دیتے۔ مردوں نے ہمارے چہروں کو بے پردہ کر دیا ہے جنہیں آپ ڈھانپا کرتے تھے۔“

حضرت سیدنا حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”ان کی یہ باتیں سن کر مجھے رونا آ گیا پھر میں تیزی سے ان کے پاس گیا اور سلام کرنے کے بعد کہا: ”اے لڑکیو! بے شک بعض اوقات اعمال قبول کئے جاتے ہیں اور بعض اوقات رد کر دیئے جاتے ہیں، میں اس قبر میں رہنے والے تمہارے باپ کے اعمال کو دیکھ کر دکھ میں مبتلا ہو گیا ہوں اور برے اعمال کے سبب اس کی عبرت ناک حالت نے مجھے مزید غمزدہ کر دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ان لڑکیوں نے میری گفتگو سنی تو کہنے لگیں: ”اے اللہ عزوجل کے نیک بندے! آپ نے کیا دیکھا؟ میں نے بتایا: ”میں تین دن سے بار بار یہاں آ رہا ہوں اور لوہے کے گرز اور زنجیروں کی آواز سنتا ہوں۔“ جب انہوں نے یہ سنا تو کہنے لگیں: ”اس سے بڑھ کر بھی کوئی دکھ اور مصیبت ہو سکتی ہے کہ ہم اپنی حاجات کو پورا کرنے اور گھروں کو آباد کرنے میں مشغول ہیں جبکہ ہمارے باپ کو آگ کا عذاب دیا جا رہا ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم! ہمیں چین آئے گا، نہ نیند اور نہ ہی صبر یہاں تک کہ ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گریہ وزاری کریں گی، شاید! وہ ہمارے باپ کو آگ سے آزاد کر دے۔“ پھر وہ اپنی چادروں میں گرتی پڑتی چلی گئیں۔“

حضرت سیدنا حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں گھر لوٹا اور رات گزارا۔ جب صبح ہوئی تو میں پھر قبر کے پاس چلا گیا اور اسی شخص کی قبر کے پاس بیٹھ کر اس کے حال کے متعلق غور و فکر کرنے لگا کہ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا، میں نے قبر والے کو حسین و جمیل صورت میں دیکھا، اس کے پاؤں میں سونے کے جوتے ہیں اور اس کے پاس خُذَّام اور غلام ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو سلام کیا اور کہا: ”اللہ عزوجل آپ پر رحم کرے، آپ کون ہیں؟“ اس نے جواب دیا: ”میں وہی شخص ہوں جس کے معاملہ کو دیکھ کر آپ غمگین ہو گئے تھے، اللہ عزوجل آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔“

میں نے پوچھا: ”آپ کا یہ حال کیسے ہوا؟“ تو اس نے کہا: ”جب آپ نے مجھے دیکھا تھا اور کل میری بیٹیوں کو میرے بارے میں بتایا تھا تو وہ اپنے گھروں کو جا کر آنسو بہانے لگیں، بالوں کو بکھیر دیا، اپنے رخساروں کو زمین پر رکھ دیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرنے لگیں اور میرے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بخشش کی دعا مانگنے لگیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے گناہوں کی بخشش فرما کر مجھے آگ سے آزاد کر دیا اور مجھے دلوں کے چین، سرور کو نین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوس عطا فرمایا۔ جب آپ میری بیٹیوں سے ملیں تو ان کو میری اس حالت کے متعلق بتادیں تاکہ وہ غمگین نہ ہوں۔ ان کو بتائیں کہ میں باغات و محلات، حورو و غلماں، مُشک و کافور اور فرح و سرور میں ہوں اور یہ بھی بتادیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے معاف فرما دیا ہے۔“

حضرت سیدنا حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”پس جب میں بیدار ہوا تو اس منظر سے بہت خوش تھا گھر واپس آیا، رات گزارى، جب صبح ہوئی تو پھر سوئے قبرستان چل پڑا، وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکیاں ننگے پاؤں موجود ہیں اور ان کے اوپر غم کے آثار نمایاں ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا اور کہا: ”تمہیں مبارک ہو! میں نے تمہارے باپ کو بہت بڑی بھلائی اور وسیع مُلک میں دیکھا ہے، اور تمہارے باپ نے مجھے بتایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور تمہاری کوششوں کو رد نہیں کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہاری خاطر تمہارے باپ کو بخش دیا ہے۔ لہذا تم اس کی حقدار ہو کہ اس کا شکر یہ ادا کرو۔“ یہ سنتے ہی ان میں سب سے چھوٹی لڑکی نے دعا شروع کر دی: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اے دلوں کو خوش کرنے والے! عیبوں کو چھپانے والے! ہمارے غموں کو دور کرنے والے! گناہوں کو بخشنے والے! غیبوں کے جاننے والے! تو میری حاجت کو اسی طرح جانتا ہے جس طرح تنہائی میں میرے گناہوں سے معافی مانگنے کو جانتا ہے، تو میرے ارادے، میری نیت اور دل کو بہتر جانتا ہے۔ تو ہی میرا مالک و مولیٰ ہے، میری پکڑ فرمانے والی ذات بھی تیری ہی ہے، میری مصیبتوں کا حاجت روا بھی تو ہی ہے، میری تنہائی کا مونس و غمخوار، میری لغزشوں کو مٹانے والا اور میری دعاؤں کو قبول فرمانے والا بھی تو ہی ہے۔ اگر میں اپنی طاعت میں کوئی کوتاہی کروں اور تیرے منع کردہ کاموں کا ارتکاب کر بیٹھوں تو اپنا فضل و کرم کرتے ہوئے مجھے محفوظ رکھ اور میری پردہ پوشی فرما۔ اے سب سے بڑے کریم! اے مانگنے والوں کی آخری امید اور روز جزاء کے مالک! تو اچھی طرح جانتا ہے جو میں اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہوں، اگر تو نے محض اپنے فضل و کرم سے میری حاجت کو قبول فرمایا ہے اور میرے باپ کے حق میں میری شفاعت کو قبول فرمایا ہے تو میری روح بھی قبض فرمائے کہ تو ہر چاہے پر قادر ہے۔“ پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔

پھر دوسری آگے بڑھی، اس نے بھی بلند آواز سے پکارا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اے گردنوں کو آگ کے عذاب سے آزاد کرنے والے! میری مصیبت بھی دور کر دے، میرے دل سے تمام شکوک و شبہات مٹا دے، اے وہ ذات جس نے مجھے سہارا دیا جب میں لڑکھڑا گئی، اور میری رہنمائی فرمائی جب میں حیرانی کے عالم میں سرگرداں تھی اور مصیبت و تنگدستی کے وقت میری دستگیری

فرمائی، اگر تو نے میری دعا کو قبول فرمایا ہے، اور میری حاجت پوری کر دی ہے اور میرے دل کو اپنے ذکر سے آباد کر دیا ہے تو مجھے بھی میری بہن سے ملا دے۔“ اس نے بھی ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

پھر تیسری آگے بڑھی اس نے بھی بلند آواز سے دعا کی: ”اے اللہ غزّوْ خَلِّ! تو ہر ایک کی خاموشی اور گفتگو کو جاننے والا ہے اور تو ہی فضلِ عظیم کا مالک ہے، عزت والا وہی ہے جس کو تو عزت دے، ذلت والا وہی ہے جس کو تو ذلت کا لباس پہنا دے، شرافت اسی کا خاصہ ہے جس کو تو عطا کرے، سعادت مندی و بدبختی اسی کے حصے میں ہے جس کے مقدر میں جو تو لکھ دے، قرب کی لذات وہی حاصل کر سکتا ہے جس کو تو قرب عطا فرمائے، دوری و جدائی کا غم وہی جانتا ہے جس کو تو اپنی رحمت سے دور کر دے، تیرے فضل و کرم سے وہی محروم ہو سکتا ہے جسے تو خود محروم رکھے، جس کو تو نواز دے وہ نفع حاصل کرنے والا اور جس کو نہ نوازے وہ نقصان اٹھانے والا ہو جاتا ہے۔ میں تجھ سے تیرے اس اسمِ اعظم کے واسطے سے سوال کرتی ہوں کہ جس کو تو نے رات پر رکھا تو وہ تاریک ہوگئی، دن پر رکھا تو وہ روشن ہو گیا، پہاڑوں پر رکھا تو وہ گر کر ہموار ہو گئے، ہواؤں پر رکھا تو وہ چلنے لگیں، آسمانوں پر رکھا تو وہ بلند ہو گئے، زمین پر رکھا تو وہ بچھونا بن گئی، اور فرشتوں پر رکھا تو وہ سجدہ ریز ہو گئے۔ اے اللہ غزّوْ خَلِّ! اگر تو نے میری حاجت پوری کر دی ہے اور میری دعا قبول فرمائی ہے تو مجھے بھی میری بہنوں سے ملا دے۔“ پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کی روح بھی قفسِ عنُصْرٰی سے پرواز کر گئی۔ حضرت سیدنا حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کے احوال سے اور ان کی موت کے اس طرح ایک دوسرے کے قریب قریب ہونے سے تعجب ہوا۔

سبحان اللہ غزّوْ خَلِّ! ان لوگوں کو دیکھو! جن کو حکم دیا گیا تو انہوں نے اطاعت کی اور عمل کئے تو ان کے اعمال قبول کئے گئے، انہیں اپنی مراد ملی، انہوں نے وصال طلب کیا تو اللہ غزّوْ خَلِّ نے ان کو اپنی محبت کی رسی سے وصال عطا فرمایا، دعا کی تو اللہ غزّوْ خَلِّ نے ان کی دعا قبول فرمائی، وہ اس کی بارگاہ میں قولا فعلا مخلص رہے، اس کی اطاعت میں فرائض و نوافل پورے پورے ادا کئے، انہوں نے اللہ غزّوْ خَلِّ کی ملاقات پسند کی تو اللہ غزّوْ خَلِّ نے بھی ان سے ملنا پسند کیا اور ان کو قرب و وصل عطا فرما کر ان پر بڑا احسان فرمایا پس وہ اس کے پیارے دین پر انتقال کر گئے کیونکہ وہ اسی کے اہل تھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ الْعَظِيمِ وَرَسُولِكَ الْكَرِيمِ وَالِدَّاعِي إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ



فضائلِ اولیاءِ رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان

بیان 4:

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اس اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے اپنے بندوں میں سے ان کو چنا جو عبادت کے قابل تھے اور ان کو خدمت گار بنایا، ان کے کئی گروہ بنائے، انہیں اپنی خاص نظر عنایت سے نوازا، ان سے پختہ عہد لیا، ان کو صاف کیا اور انہیں چن لیا، ان کو بلا کر قریب کیا اور ان کو وصل اور لقاء کے ساتھ زندگی بخشی، ان کو نفس کی پستی سے بارگاہِ اُنسیت میں بلند کیا، تسبیح و تقدیس کے جام میں شرابِ طہور (یعنی پاکیزہ شراب) سے انہیں سیراب کیا تو ان میں سے ہر ایک اُس شراب کے سرور میں خوش اور اس کا خطاب سننے میں مدہوش ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے حلقہٴ احباب میں بلند رتبہ ہوا اور اس نے اپنے پیاروں کے لئے سحری کے وقت تَجَلَّی فرمائی پس محبت نے زندگی کا مزا اٹھایا اور دیدار کرنے میں کامیاب ہو گیا جبکہ ان میں سے وجد کا خمی کیا ہوا کانپ کر زمین پر تشریف لے آیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے ظاہری وجود کو فنا کیا اور ہمیشہ کی بقا سے نوازا، اور انہوں نے آخری سانس بھی اس کے نام پر قربان کر دیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو اپنی محبت کے راز عطا کئے تو انہوں نے اس کی غیرت سے خوف کھاتے ہوئے اپنے اوپر غیر کے دروازے بند کر دیئے، پس اس کی مشک دلوں کے مشام کی طرف سے مہکی تو دلوں نے اپنے محبوب کی طرف سے اس مشک کو سونگھ لیا، اور ایک خفی راز اور اس کی پاکیزہ مہک حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے راز کی طرف سے گزر گئی تو وہ اس کے آثار پر سیدھے چلتے گئے، اور حضرت سیدنا شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی طرف سے گزری تو وہ محبت کی دہنوں کی طرح آراستہ ہو کر رات گزارنے لگے، حضرت سیدنا ابویزید علیہ رحمۃ اللہ الجید کی طرف سے گزری تو انہوں نے مزید کی صدا لگائی اور ان کی حرارت بڑھ گئی اور حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی طرف سے گزری تو وہ محبتِ الہی کی قید میں مزید پختہ ہو گئے اور حضرت سیدنا فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے گزری تو پوری رات ڈاکہ زنی کے بعد توفیق کے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور انہوں نے اپنی تمام تر کوشش عبادتِ الہی میں لگا دی، اور حضرت سیدنا خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کی طرف سے گزری تو وہ اخلاص کے سمندروں میں غوطہ زن ہو کر خالص جواہر چننے لگے، حضرت سیدنا سمون علیہ رحمۃ اللہ القدوس کی طرف سے گزری تو ان پر محبت اور وجد کے طریقے ظاہر ہو گئے اور وہ پہاڑ میں دیوانوں کی طرح پھرنے لگے اور محبتِ الہی عزوجل میں آوازیں لگانے اور سسکیاں لے کر مسلسل آنسو بہانے لگے۔ شاعر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سچے محبین کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

أَطَعْتُمُونِي فِي الْوَصَالِ وَفِي اللَّقَا
وَهَجَرْتُمُونِي فَالْتَهَبْتُ نَحْرًا

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

يَا مَالِكِي رِقِي وَعَايَةَ مُطَلِبِي
حَاشَاكُمْوَأَنْ تَطْرُدُونِي سَادَتِي
يَا سَادَتِي لَمْ يَهْن لِي مِنْ بَعْدِكُمْ
إِنْ مِتُّ مِنْ وَجْدِي وَفَرَطِ صَبَابَتِي
يَا نَفْسُ قَدْ زَالَ الْعَنَا فَتَمَتَّعِي
وَجَلَا الْحَيْبُ جَمَالَهُ فَلَا جَلِ ذَا
هَآكُمُ فُؤَادِي فَتَشْوُهُ فَإِنْ تَرَوْا
فَتَحْكُمُوا فِيهِ بِمَا يَرْضِيكُمْو
وَإِذَا فَنَيْتُ بِحُجَّتِكُمْ فَيَجِئْ لِي
رَفْنَا فَمَذَابِ الْفُؤَادِ تَشْوُقَا
وَبِحُجَّتِكُمْ قَلْبِي غَدَا مُتَعَلِّقَا
عَيْشُ وَلَا عَايِنْتُ شَيْئًا مُؤْتَقَا
شَوْقًا إِلَى رُؤْيَاكُمْ لَكُمْ الْبَقَا
بِوَصَالِ مَنْ تَهْوَى فَقَدْ زَالَ الْبَقَا
أَصْبَحْتُ مِنْ وَجْدِي بِهِ مُتَمَرِّقَا
فِيهِ لِغَيْبِكُمْ هَوَى وَتَشْوُقَا
يَا مَنِّي إِنْ خَانَ يَوْمًا مُؤْتَقَا
إِنَّ الْفَنَاءَ بِحُجَّتِكُمْ عَيْنِ الْبَقَا

ترجمہ: (۱)..... تم نے مجھے وصال اور ملاقات کا شرف بخشا پھر مجھے چھوڑ دیا تو میں محبت کی آگ میں جلنے لگا۔

(۲)..... اے میرے مالک اور میرے مقصد کی انتہا! مہربانی فرماؤ کیونکہ میرا دل شوق دیدار سے پگھل رہا ہے۔

(۳)..... اے میرے سردارو! میں اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ تم مجھے دھکا دو کیونکہ میرے دل کو تم سے محبت ہو چکی ہے۔

(۴)..... اے میرے سردارو! تمہارے بعد میرے لئے کوئی مزا نہیں اور نہ ہی مجھے کوئی چیز دکش لگی۔

(۵)..... اگر میں تیرے دیدار کی شدید محبت اور اپنے وجد سے مر جاؤں تو یہ تیرے لئے بقا ہے۔

(۶)..... اے نفس! اب مشقت اور شقاوت زائل ہو چکی ہے اس لئے تو اپنے محبوب کے وصال سے لطف اٹھالے۔

(۷)..... حبیب نے اپنا جمال ظاہر کیا تو اس جمال کو دیکھ کر میں اس کی محبت کی وجہ سے تارتا رہ گیا۔

(۸)..... (اے محبوبو!) یہ میرا دل حاضر ہے، اگر اس میں اپنے غیر کی محبت پاؤ تو جلاؤ الو۔

(۹)..... اور اگر اس میں کسی اور کی محبت پاؤ تو اپنی مرضی کے مطابق جو چاہو سزا دو۔ ہائے کاش! میں مر جاؤں اگر میرا دل کسی دن (محبت

کے) پختہ وعدے میں خیانت کرے۔

(۱۰)..... اگر میں تمہاری محبت میں فنا ہو جاؤں تو میں اس کا سزاوار ہوں کیونکہ تمہاری محبت میں فنا ہونا حقیقت میں بقا ہے۔

پکنے والا غلام مجنون نہیں، مجذوب تھا:

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن مہذب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”ایک دفعہ میں غلاموں کے بازار سے گزرا، دلال کو دیکھا کہ وہ ایک غلام کو بیچتے ہوئے کہہ رہا تھا: ”میں اس کو اس کے عیب پر بیچتا ہوں۔“ میں نے دلال سے پوچھا: ”اس میں کیا عیب ہے؟“ اس نے کہا: ”اسی سے پوچھ لیجئے۔“ میں نے غلام کے قریب جا کر اس سے دریافت کیا: ”تجھ میں کیا عیب ہے؟“ اس نے بتایا: ”اے میرے آقا! میرے عیوب بہت زیادہ ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ میں لوگوں میں کس عیب سے مشہور ہوں۔“

میں نے دلالت سے کہا: ”مجھے یہ بتاؤ کہ اس میں کیا عیب ہے؟“ اس نے کہا: ”اسے جنون کی بیماری ہے۔“ میں نے غلام سے پوچھا: ”تجھے مرگی کب ہوتی ہے؟ کیا ہر سال یا ہر ماہ یا ہر جمعہ؟“ اس نے کہا: ”اے میرے آقا! جب محبت کی بیماری دل پر غالب ہوتی ہے تو تمام اعضاء میں سرایت کر جاتی ہے اور جب دوسرے اعضاء پر غالب آتی ہے تو محبت کا شمار تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور عقل محبوب کی یاد میں کھو جاتی ہے، دل مستغرق ہو جاتا ہے، بدن ساکن ہو جاتا ہے اور جاہل اس کو جنون سمجھتے ہیں۔“

حضرت سیدنا عبدالرحمن علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ غلام اللہ عزوجل کے اولیاء میں سے ہے۔ میں نے دلالت سے کہا: ”یہ غلام کتنے میں بیچو گے؟“ اس نے دو سو درہم (200) بتائے تو میں نے دو سو بیس درہم دے دیئے اور غلام کو گھر کے قریب لاکر اس سے کہا: ”اندر داخل ہو جاؤ۔“ اس نے انکار کرتے ہوئے پوچھا: ”کیا آپ کے گھر والے ہیں؟“ میں نے کہا: ”جی ہاں۔“ اس نے کہا: ”غیر محرم کی طرف کون دیکھ سکتا ہے؟“ میں نے اسے کہا: ”تجھے اجازت ہے۔“ اس نے کہا: ”اللہ عزوجل پناہ عطا فرمائے! جب بھی آپ کی کوئی حاجت ہوگی تو میں اس کو دروازے کے باہر ہی سے پورا کر دوں گا۔“ بہر حال میں خاموش ہو گیا اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا پھر اس کے لئے کھانا لایا تو اس نے کہا: ”میں روزے دار ہوں۔“ جب رات ہوئی، میں رات کا کھانا لایا تو اس نے کہا: ”مجھے بھوک نہیں۔“ اور وہ گھر کی چوکھٹ پر ہی ٹھہر گیا، آدھی رات کو جب میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ قیام کی حالت میں نماز پڑھ رہا ہے اور اسے میرے آنے کا علم نہ ہوا، جب نماز سے فارغ ہوا تو سجدہ کیا اور بہت رویا۔ میں نے اس کی مناجات سنیں، وہ کہہ رہا تھا: ”اے میرے رب عزوجل! سب بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر دیئے ہیں لیکن تیرا دروازہ سائلوں کے لئے کھلا ہوا ہے۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! ستارے ڈوب رہے ہیں، آنکھیں سو گئی ہیں، تو ایسا زندہ اور دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے، جس کو نہ اُدگھ آتی ہے، نہ نیند۔ اے میرے مالک عزوجل! تو نے زمین بچھا کر ہر محبوب کو اس کے محبت سے ملا دیا اور تو خود سارے محبت کے ماروں کا محبوب ہے۔ اے تنہائی کے ماروں کے نمگسار! اے میرے پروردگار عزوجل! اگر تو نے مجھے اپنے دروازے سے دُور کر دیا تو پھر کس کے دروازے پر جا کر التجا کروں گا۔ یا اللہ العالمین عزوجل! اگر تو مجھے عذاب دے تو بے شک میں مستحق عذاب ہوں اور اگر تو معاف فرما دے تو تو جو دو کرم والا ہے۔“ پھر وہ غلام بیٹھ گیا، اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے رویا اور کہا: ”اے میرے مولیٰ عزوجل! تیرے فضل سے ہی صالحین و عارفین نے نجات حاصل کی، کوتاہی کرنے والوں نے تیری ہی رحمت کے باعث توبہ کی۔ اے معاف فرمانے والے! مجھے بھی اپنے غنود مغفرت کا ذائقہ چکھا دے، اگرچہ میں اس کا اہل نہیں مگر تو تو معاف فرمانے والا ہے۔“

پھر میں کمرے میں داخل ہو گیا اور کسی قسم کی حیرت کا اظہار نہ کیا، جب صبح ہوئی تو میں نے اس کے پاس جا کر کہا: ”رات کو کیسی نیند آئی؟“ تو اس نے جواب دیا: ”اے میرے آقا! کیا وہ شخص سوسکتا ہے؟ جس کو آگ کے عذاب، خدائے جبار

عزوجل کی بارگاہ میں پیشی اور گناہوں پر ملامت کا خوف ہو۔“ پھر وہ بہت دیر تک روتا رہا تو میں نے کہا: ”جا، تو رضائے الہی عزوجل کے لئے آزاد ہے۔“ تو وہ دوبارہ رو کر کہنے لگا: ”اے میرے آقا! پہلے میرے لئے دوا جرتھے، ایک اللہ عزوجل کی بندگی کا اور دوسرا آپ کی خدمت کا۔ اب صرف ایک اجر ہے، اللہ عزوجل آپ کو عذابِ نار سے آزادی عطا فرمائے۔“ حضرت سیدنا عبدالرحمن علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”پھر میں نے اس کو کچھ خرچ دیا مگر اس نے قبول نہ کیا اور کہنے لگا: ”رزق کی ذمے دار وہ زندہ ہستی ہے جس کو موت نہیں۔“ پھر وہ نکل کھڑا ہوا اس حال میں کہ اس کے چہرے پر غم کا اثر عیاں تھا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں گیا۔

سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! اس غلام کو اللہ عزوجل کی ملاقات کا کس قدر شوق تھا اور مطلوب کے فوت ہونے پر کس قدر غم۔ اے غفلت کی قید میں جکڑے ہوئے! اگر تو امید کی وادی میں جھانکے تو دیکھے گا کہ عبادت گزاروں کے خیمے سمندر کے ساحل پر ٹوٹے ہوئے ہیں۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝ ترجمہ کنز الایمان: وہ رات میں کم سویا کرتے۔
(ب، الذریت: ۱۷)

اور تو غمزدہ پرندوں کو غم کی ٹہنیوں پر مسحور کن آواز میں یہ گنگناتے ہوئے سنے گا:

﴿۲﴾ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ ترجمہ کنز الایمان: اور پچھلی رات استغفار کرتے۔
(ب، الذریت: ۱۸)

رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے

درد منداں نوں یاد سخن دی ستیاں آن جگاوے

عبید مجنون کی معرفت بھری باتیں:

حضرت سیدنا محمد بن فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں نے ایک نوجوان کو زمین پر لیٹے ہوئے دیکھا، وہ بہت زیادہ رورہا تھا، میں نے اپنے ایک دوست سے کہا: ”آؤ! اس کے پاس چلیں، یقیناً یہ بیمار ہے۔“ تو میرے دوست نے کہا: ”یہ بیمار نہیں، بلکہ باطن میں عاشق اور ظاہر مجنون ہے۔ اس کا دل اللہ عزوجل کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور اسے عبید مجنون کے نام سے پکارا جاتا ہے۔“ حضرت سیدنا محمد بن فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں اس کے قریب ہوا تو دیکھا کہ اس نوجوان کا جسم کمزور تھا، اور اس پر اون کا ایک جبہ تھا اور وہ کہہ رہا تھا: ”تجرب ہے اس پر جس نے تیری محبت کی حلاوت کو چکھ لیا! وہ کیسے تیری بارگاہ سے دور ہو سکتا ہے؟“ پھر وہ اسی بات کو دہراتا رہا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گیا، میں نے اپنے دوست کو کہا: ”اللہ عزوجل کی قسم! مجنون وہ ہوتا ہے جو اس مقام تک نہ پہنچا ہو، جب اس کو ہوش آیا تو پوچھنے لگا: ”آپ مجھے کیوں دیکھ رہے ہیں؟“ ہم نے

کہا: ”شاید! آپ کو دوا کی ضرورت ہے جو آپ کو اس بیماری سے شفا یاب کر دے۔“ اس نے کہا: ”جس ذات نے مجھے اس بیماری میں مبتلا کیا ہے دوا بھی اسی کے پاس ہے، لیکن جو بھی اس بیماری کا علاج کرانا چاہتا ہے وہ مزید بیمار ہو جاتا ہے۔“ میں نے کہا: ”وہ علاج کیا ہے؟“ تو اس نے بتایا کہ ”اس بیماری کا علاج حرام کو ترک کرنے، گناہوں سے اجتناب کرنے، مراقبہ کرنے، رات کو نماز تہجد ادا کرنے میں ہے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔“ یہ کہنے کے بعد وہ بہت زیادہ رویا اور ہم بھی اس کے ساتھ رونے لگے پھر ہم نے اس سے کہا: ”ہم آپ کے مہمان ہیں، ہمارے لئے دعا فرمائیے۔“ تو اس نے کہا: ”میں اس میدان کے شاہسواروں میں سے نہیں ہوں۔“ ہم نے اس کو قسم دی تو اس نے دعا کی: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے اور آپ کے اعمالِ صالحہ قبول فرمائے اور مغفرت کے ساتھ تمہاری میزبانی فرمائے، جنت کو تمہارا ٹھکانہ بنائے اور تمہارے اور میرے دل میں موت کی یاد ڈال دے۔“ پھر ہم اس سے جدا ہو گئے اس حال میں کہ ہمیں اس کی اچھے الفاظ پر مشتمل دعا بڑی بھلی لگی اور اس کے کلام و نصیحت سے ہمارے دل زندہ ہو گئے۔“

پیارے اسلامی بھائیو! یہ تو ایک دیوانے کی حالت ہے جو کہ حبیب سے محبت کرتا ہے۔ تو تم جیسے عقلمند اور دانا کا کیا حال ہونا چاہئے؟ تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ تمہیں بلاتا ہے لیکن تم جواب نہیں دیتے، تمہیں توبہ کا حکم دیتا ہے مگر تم توبہ نہیں کرتے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم اس کی بارگاہ میں حاضر ہو اور تم ہو کہ ہر وقت غائب رہتے ہو، کب تک تم اپنی عمر ضائع کرتے رہو گے؟ حالانکہ اس سے تمہیں کچھ نہیں ملا، کب تک اپنی لغزش کا بہانہ بناتے رہو گے؟ اور تمہارے گلے میں اتکنے والی موت کے معاملے کو طبیب کے پاس نہیں لایا جائے گا۔ تمہاری ہلاکت و بربادی! اس کی بارگاہ میں توبہ کے لئے جلدی کرو، وہ تمہارے قریب ہے تم اس سے ہدایت و توفیق کا سوال کرو، غم و تنگی کو دور کرنے میں اسی کا قصد کرو کہ وہ اپنی بارگاہ کا ارادہ کرنے والوں کو رسوا نہیں فرماتا، اور اس عمل کے ذریعے قرب حاصل کرو جو اس کو پسند ہو، اس کی نافرمانیوں سے ڈرو اس لئے کہ وہ حاضر ہے، غائب نہیں، اور اسی سے مانگو اس لئے کہ وہ اپنے مانگنے والوں کو عطا فرماتا ہے، اسی وقت اس کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اس کے سامنے گریہ و زاری کرو، قریب ہے کہ وہ تمہیں اپنی اطاعت کے لئے چن لے اور تمہیں ہدایت کی توفیق عطا فرمادے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ اللّٰهُ يَجْتَبِيْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ اپنے قریب کے لئے چن لیتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اسے جو رجوع لائے۔

يُنِيْبُ ۝ (پ ۲۵، الشوریٰ ۱۳)

ایک دن میں سال کا سفر طے کر لیا:

حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ”میں اپنے دوستوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اور ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ

کے نیک بندوں کا تذکرہ کر رہے تھے تو حضرت سیدنا سزری سقطلی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بتایا کہ ”ایک دفعہ میں بیت المقدس میں ایک چٹان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اس سال حج کی سعادت نہ ملنے پر افسوس کر رہا تھا کیونکہ حج میں صرف دس دن باقی رہ گئے تھے، جب میں نے اپنے دل میں سوچا کہ لوگوں کا رخ بیت اللہ شریف کی طرف ہے اور دن بھی بہت تھوڑے ہیں جبکہ میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔ پس میں پیچھے رہ جانے پر رونے لگا۔ اچانک میں نے ایک غیبی آواز سنی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ”اے سزری سقطلی! مت رو! بے شک اللہ غزوہ خلد نے ایسے لوگوں کو تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے جو تمہیں مقام حج تک پہنچادیں گے۔“ میں نے سوچا: ”یہ کیسے ہوگا حالانکہ میں بیت المقدس میں ہوں اور دن بھی تھوڑے رہ گئے ہیں۔“ تو اس غیبی آواز نے کہا: ”غملگین نہ ہو، اللہ غزوہ خلد تم پر مشکل کام کو آسان فرما دے گا۔“ میں نے اللہ غزوہ خلد کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا اور اس غیبی آواز کی سچائی جاننے کے لئے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ مسجد کے دروازے سے چار نو جوان داخل ہوئے (ان کے چہرے اتنے نورانی تھے) گویا سورج ان کے چہروں سے طلوع ہو رہا تھا اور نور ان کی پیشانیوں سے چمک رہا تھا۔ ان میں ایک بازعب اور باجلال نو جوان آگے بڑھا اور باقی اس کے پیچھے ہو گئے، ان سب نے بالوں کا لباس اور پاؤں میں کھجور کے پتوں کے جوتے پہنے ہوئے تھے، وہ چٹان کے قریب ہوئے اور اللہ غزوہ خلد کی بارگاہ میں دعا کی تو ان کے انوار سے مسجد بھر گئی۔ میں بھی ان کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا اور عرض کی: ”اے رب غزوہ خلد! شاید یہ وہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے تو مجھ پر رحم فرمائے گا اور جن کی صحبت مجھے عنایت کرے گا۔“

وہ گنبد میں داخل ہوئے نو جوان ان کے آگے آگے تھا اور وہ اس کے پیچھے تھے، ہر ایک نے دو دو رکعتیں ادا کیں، پھر وہ نو جوان اپنے رب غزوہ خلد سے مناجات کرنے لگا، میں اس کی مناجات سننے کی خاطر اس کے قریب ہو گیا پھر اس نے گریہ و زاری کی اور تکبیر کہی اور ایسی نماز پڑھی جس نے میرا دل اور دماغ سلب کر لیا، جب وہ فارغ ہوا تو بیٹھ گیا، باقی تین اس کے سامنے بیٹھ گئے تو میں نے ان کے قریب جا کر سلام پیش کیا، نو جوان نے کہا: ”وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، اے سزری سقطلی! اے وہ شخص جسے آج غیبی آواز کے ذریعے خوشخبری دی گئی کہ اس کا حج اس سال فوت نہیں ہوگا۔“ اس کی یہ بات سن کر میں بے ہوش ہونے کے قریب پہنچ گیا، میرا دل خوشی سے بھر گیا، میں نے عرض کی: ”اے میرے آقا! جی ہاں! آپ کی آمد سے کچھ دیر پہلے مجھے غیب سے بتایا گیا ہے۔“ تو اس نے کہا: ”اے سزری سقطلی! آپ کو ہاتفِ غیبی کے آواز دینے سے ایک لمحہ پہلے ہم خراسان شہر سے بغداد کی طرف جا رہے تھے، وہاں ہم نے اپنی ضروریات پوری کیں اور بیت اللہ شریف جانے کا ارادہ ہوا پھر خواہش ہوئی کہ شام میں انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کر لیں۔ پھر مکہ مکرمہ حاضری دیں گے، ہم مزارات کی زیارت کرنے کے بعد اب یہاں بیت المقدس کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔“ میں نے عرض کی: ”اے میرے سردار! آپ

خراسان میں کیا کر رہے تھے؟“ اس نوجوان نے بتایا: ”ہم اپنے دینی بھائیوں حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اور حضرت سیدنا معروف گزنی علیہ رحمۃ اللہ الحلی کے ساتھ اکٹھے بیت الحرام کے ارادے سے بغداد آئے، میں بیت المقدس کی زیارت کرنے آ گیا اور وہ دونوں دیہات کے راستے سے چلے گئے۔“ میں نے کہا: ”اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، خراسان سے بیت المقدس تک ایک سال کی مسافت ہے۔“ اس نے کہا: ”اگرچہ ایک ہزار سال کی مسافت ہو، بندہ اس کا ہو، زمین بھی اس کی ہو، آسمان بھی اس کا ہو، زیارت بھی اس کے گھر کی ہو اور ارادہ بھی اسی کی بارگاہ میں حاضری کا ہو تو پھر پہنچانا اور قوت و قدرت مہیا کرنا بھی اسی کے ذمہ کرم پر ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ سورج کیسے مشرق سے مغرب تک کا سفر ایک دن میں طے کر لیتا ہے؟ کیا وہ اپنی قوت سے اتنی مسافت طے کرتا ہے یا قادر عزوجل کی قوت و ارادے سے؟ جب ایک بے جان جامد سورج جس پر نہ حساب ہے، نہ عذاب، ایک دن میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے تو یہ کوئی حیرانگی کی بات نہیں کہ اس کا ایک بندہ ایک دن میں خراسان سے بیت المقدس پہنچ جائے۔ اللہ عزوجل ہی قدرت و قوت کا مالک ہے، اور خلاف عادت کام اسی سے صادر ہوتا ہے جو اس کا محبوب اور مختار ہو، اے سڑی سقظی! دنیا و آخرت کی عزت اختیار کر اور دنیا و آخرت کی ذلت تک پہنچنے سے بچ۔“

میں نے عرض کی: ”اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے! دنیا و آخرت کی عزت کی طرف میری رہنمائی فرمادیجئے؟“ تو اس نے کہا: ”جو بغیر مال کے امیری، بغیر سیکھے علم، بغیر خاندان کے عزت چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے دل سے دنیا کی محبت نکال دے، اس کی طرف مائل نہ ہو، اور نہ اس سے مطمئن ہو، اس لئے کہ دنیا کی صفائی میں میل کی ملاوٹ، اور اس کے بیٹھے پن میں کڑواہٹ ہے۔“ میں نے پھر عرض کی: ”اے میرے سردار! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنے انوار کے ساتھ خاص کیا اور اپنے اسرار سے آگاہ فرمایا! اب کہاں کا ارادہ ہے؟“ اس نے بتایا: ”اب حج بیت اللہ اور سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر انوار کی زیارت مقصود ہے۔“ میں نے عرض کی: ”اللہ عزوجل کی قسم! میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا کیونکہ آپ سے جدا ہونا، روح کے جسم سے جدا ہونے سے بھی زیادہ سخت ہے۔“ اس نے بسم اللہ شریف پڑھی اور میں بھی ان کے ہمراہ بیت المقدس سے بستی کی طرف چل پڑا، ہم چلتے رہے یہاں تک کہ اس نے کہا: ”اے سڑی سقظی! ظہر کا وقت ہو گیا ہے تو کیا نماز نہ پڑھ لیں؟“ میں نے کہا: ”کیوں نہیں۔“ میں نے مٹی سے تیمم کا ارادہ کیا تو اس نے کہا: ”یہاں پانی کا ایک چشمہ ہے۔“ پھر وہ راستے سے کچھ ہٹا اور ایسے چشمے پر لے گیا جس کا پانی شہد سے بھی زیادہ میٹھا تھا۔ میں نے وضو کیا اور پانی پی کر کہا: ”اللہ عزوجل کی قسم! میں اس راستے سے کئی مرتبہ گزرا لیکن پانی کا چشمہ یہاں کبھی نہیں پایا۔“

اس نے کہا: ”سب تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں پر کرم فرمایا۔ ہم نے نماز ظہر ادا کی، پھر عصر تک چلتے رہے۔ پھر چانک حجاز کے پہاڑ اور دیواریں ہمارے سامنے ظاہر ہو گئے، میں نے کہا: ”یہ تو حجاز مقدس کی زمین ہے۔“

اس نے مجھ سے کہا: ”آپ مکہ مکرمہ میں پہنچ چکے ہیں۔“ میں گریہ وزاری کرنے لگا، پھر اس نے مجھ سے پوچھا: ”اے سَری سَقَطی! کیا تم ہمارے ساتھ داخل ہو گے؟“ میں نے کہا: ”جی ہاں۔“ جب ہم باب النذوة سے داخل ہوئے تو میں نے دو شخص دیکھے، ان میں سے ایک بوڑھا اور دوسرا جوان تھا۔ جب انہوں نے اس کو دیکھا تو مسکرائے اور کھڑے ہو کر معانقہ کیا، اور کہا: ”الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى السَّلَامَةِ۔“ میں نے اپنے رفیق نو جوان سے پوچھا: ”اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! یہ کون ہیں؟“ اس نے جواب دیا:

”عمر رسیدہ بزرگ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اور جوان حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الحلی ہیں۔“ پھر ہم نے مغرب و عشاء کی نماز پڑھی، ہم سب اپنی طاقت کے مطابق نماز کے لئے کھڑے ہوئے، میں ان کے ساتھ نماز پڑھتا رہا یہاں تک کہ حالت سجدہ میں مجھے نیند آگئی۔ جب میں بیدار ہوا تو وہاں کوئی نہ تھا، میں غمزہ شخص کی طرح تنہا رہ گیا، ان کو مسجد حرام، مکہ مکرمہ اور منی شریف میں بہت تلاش کیا لیکن کہیں نہ ملے۔ میں ان سے پچھڑنے کی وجہ سے روتا ہوا واپس آ گیا۔“

پیارے اسلامی بھائیو! ان لوگوں کی صفات سنو جنہوں نے عشق کو چھپایا اور ہمیشہ عشق کرتے بھی رہے، سلام عام کیا، کھانا خیرات کیا، ہمیشہ روزے رکھے، راتوں میں نماز پڑھتے رہے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوتے، گناہوں سے اجتناب کرتے رہے، مخلوق سے کنار کش رہے اور مولیٰ عَزَّوَجَلَّ سے مناجات کے لئے خلوت اختیار کی اور خلوت و تنہائی میں بھی اطاعت کرتے رہے۔ لہذا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی خطائیں معاف فرمادیں، ان کے درجات بلند کئے۔ جب وہ ندامت کے سمندر پر سوار ہوئے، اور ملامت کی ہوا سے بچتے ہوئے سلامتی کی سرزمین میں پہنچے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے دلوں کو پاک کر دیا اور ان کے عیبوں پر پردہ ڈال دیا، ان کے گناہ بخش دیئے اور انہیں ان کے مطلوب تک پہنچا دیا تو انہوں نے اس کو پہچان لیا اور اس کو عبادت کے لائق سمجھا تو اس کی عبادت کرنے لگے، اور انہوں نے اس سے معاملہ کرنے میں نفع پایا تو اس سے معاملہ کیا، اور صدق و وفا پر اس کی بیعت کی، انہوں نے قتل کرنے والے اور قیدی کے درمیان تقدیر کے فیصلے سے حیران ہو کر زخاروں پر آنسو بہائے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ندا دی: ”اے اپنے بندوں کی توبہ قبول فرمانے اور برائیوں کو مٹانے والے! اے وہ ذات سمتیں جس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور جس پر آوازیں مختلف نہیں ہوتیں! ہمیں آفات کی تاریکی سے نکال کر صفات کے ادراک کا نور عطا فرما۔ (آمین)

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہ بِعَنِ الْعُیُوبِ عَزَّوَجَلَّ وَ سُنَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”الشَّابُّ النَّائِبُ حَبِيبُ اللہ یعنی جوانی میں توبہ کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حبیب ہے۔“

(حلیۃ الاولیاء، عبد المالك بن عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۴۹۶، ج ۵، ص ۳۹۴، مفہوم)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندے سے یہ محبت اس وقت ہوتی ہے جبکہ وہ جوانی میں توبہ کرنے والا ہو کیونکہ نو جوان تر اور سرسبز ٹہنی کی طرح ہوتا ہے۔ جب وہ اپنی جوانی اور ہر طرف سے شہوات و لذات سے لطف اٹھانے اور ان کی رغبت پیدا ہونے کی عمر میں توبہ

کرتا ہے، اور یہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ دنیا اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس کے باوجود محض رضائے الہی عزوجل کے لئے وہ ان تمام چیزوں کو ترک کر دیتا ہے تو اللہ عزوجل کی محبت کا مستحق بن جاتا ہے اور اس کے مقبول بندوں میں اس کا شمار ہونے لگتا ہے۔

منقول ہے کہ ”ایک نوجوان جب توبہ کر کے اللہ عزوجل کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کے لئے زمین و آسمان کے درمیان ستر تقدیس روشن کی جاتی ہیں اور ملائکہ صف بستہ ہو کر بلند آواز سے تسبیح تقدیس کرتے ہوئے اسے مبارک باد دیتے ہیں۔ جب ابلیس لعین اس کو سنتا ہے تو کہتا ہے: ”کیا خبر ہے؟“ آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے: ”ایک بندے نے اللہ عزوجل سے صلح کر لی ہے۔“ تو ابلیس ملعون اس طرح پگھلتا ہے جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے۔“

منقول ہے کہ جب بندے کا گناہوں سے بھرا ہوا نامہ اعمال اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہوتا ہے تو اللہ عزوجل فرشتوں سے فرماتا ہے: ”میرے بندے کے نامہ اعمال میں کیا ہے؟“ حالانکہ وہ سب سے زیادہ جانتا ہے۔ تو فرشتے عرض کرتے ہیں: ”اے ہمارے معبود عزوجل! اس کا نامہ اعمال تیری بارگاہ میں پیش کرنے کے قابل نہیں۔“ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”اگر اس کا نامہ اعمال میری بارگاہ میں پیش کئے جانے کے لائق نہیں (تو کیا ہوا) میری رحمت تو اس کے لائق ہے، اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ! بے شک میں نے اس کو بخش دیا اور معاف فرما دیا اور میں توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہوں۔“

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ



دعوت اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکر مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے
إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

فیضانِ رمضان

بیان 5:

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو اپنے عظیم الشان ہونے، اور ہمیشہ رہنے میں یکتا ہے، زوال و فنا سے پاک ہے، ماں باپ اور اولاد سے منزہ ہے۔ عظمت و کبریائی کی چادر والا ہے، تمام اشیاء کو جاننے والا ہے، ابتداء و انتہاء سے پاک ہے، وہ ایسا سننے والا ہے کہ دعائیں کرنے والوں کی مختلف آوازیں اس پر مشتبہ نہیں ہوتیں، وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ رات کی تاریکی میں ریت پر ریگلتی چیونٹی کو بھی دیکھ لیتا ہے، ایسا علیم ہے کہ زمین و آسمان میں کوئی ذرہ برابر چیز بھی اس کے علم سے پوشیدہ نہیں اور ایسا حلیم ہے کہ اپنے نافرمان کی بہترین پردہ پوشی فرماتا ہے، وہ اپنا خوف رکھنے والوں کو بہت زیادہ نعمتیں دینے والا ہے، وہ ایسا حکیم (یعنی حکمت والا) ہے جس نے آسمان کو بغیر ستون کے فضا میں بلند کیا اور اپنی حکمت سے فرشِ زمیں کو جاری پانی پر بچھایا۔ وہ کسی مددِ مقابل، ضد اور نظیر سے پاک ہے، وہ بیوی، اولاد اور شریکوں سے پاک ہے۔ وہ ایسا جاننے والا ہے کہ جس سے دلوں کے راز کسی بھی وقت پوشیدہ نہیں رہتے اور نہ اس پر زمین و آسمان میں کوئی شے مخفی ہے۔

پاک ہے وہ جس نے زمانوں کو ایک حساب سے رکھا اور موسموں کو مقرر فرمایا، اس نے اپنی معرفت کے سمندر میں عقلوں اور سوچوں کو مستغرق کیا۔ اس کی حقیقت میں عقلیں حیران ہیں۔ اس کی بلندی کی معرفت تک پہنچنے والا کوئی نہیں۔ اس نے ماہِ رمضان کو غفو، مغفرت، بشارت، رضا، سرور اور قبولیت کے ساتھ خاص کیا، اس نے روزے رکھنے والے کو اس کی مراد تک پہنچانے کا وعدہ کیا، اُس کے لئے خوشخبری ہے جس نے اپنے اعضاء کو شک و شبہ سے پاک کیا اور نیک اعمال کے ساتھ ماہِ رمضان کا استقبال کیا۔

اے غافل انسان! غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا اور جلدی کر۔ ابھی وقت ہے اس سے پہلے کہ در رحمت بند ہو جائے، پاک ہے وہ جس نے لوگوں کو اپنے دین کی خدمت اور اس کی محبت میں مشغول رکھا، اب اس کے سوا ان کی کوئی اور مصروفیت نہیں، وہ شہوات سے بچتے رہے تو ان کے گناہوں کو مٹا دیا اور ان کو ان کے مقاصد اور اُمیدوں تک پہنچایا۔ ان کی روزے رکھنے پر مدد کی تو انہوں نے روزے رکھے، ان کو تاریکیوں میں کھڑا کیا تو وہ اس کی عبادت میں لمبی لمبی راتیں قیام کرتے رہے۔ انہوں نے حدیثِ پاک سنی کہ "أَنَّ الصَّوْمَ جُنَّةٌ لِّعَنِّي رَوْزَهُ دُحَالٌ هِيَ۔"

(الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان، كتاب الصوم، باب فضل الصوم، الحديث ۱۸۴۱۸، ج ۵، ص ۱۸۰)

تو وہ بُرے افعال و اقوال سے اپنی جانوں کو بچاتے رہے۔ کتنی بڑی سعادت ہے اس شخص کے لئے جس کے ماہ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

رمضان میں اعمال قبول ہوئے اور کتنی بڑی بدبختی ہے اس کے لئے جس نے روزوں میں غفلت و کوتاہی برتی، اس شخص کا صدقہ فطر قبول نہیں اگرچہ حلال چیز سے دے۔ وہ ہمیشہ سیدھی راہ سے ہٹ کر برائیوں میں پڑا رہا تو ایسی خصلتوں والا شخص سن لے کہ اس کی موت قریب ہے اور وہ لہو و لعب میں پڑا ہوا ہے۔

أَيَّامُنْ عُمْرُهُ طَالَ إِلَيَّ كَيْفَ أَنْتَ بَطَّالُ
تُبَارِزُ بِالْمَعَاصِي وَعِنَّا أَنْتَ قَاصِيُ
إِلَى الْغَيْبَةِ تَرْتَاخُ وَمَا عِنْدَكَ إِصْلَاحُ
تَمُدُّ الطَّرْفَ فِي الصَّوْمِ وَلَا تَخْشَى مِنَ اللُّومِ
قُبَّ ذَا الشَّهْرِ كَيْ تَحْطَى وَكَمَلْ صَوْمَهُ فَرَضًا
جَمِيعُ الدَّهْرِ نَقَالَ عَلَيَّ ظَهْرُكَ أَثْقَالُ
وَتَدْعُو بِالْخَلَاصِ وَمَا عِنْدَكَ إِقْبَالُ
وَمَا يَرْضِيكَ يَا صَاحُ سِوَى قَيْلٍ وَقَالَ
لَيَكْتُبُ مِنْكَ فِي الْيَوْمِ وَفِي اللَّيْلَةِ أَفْعَالُ
لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَرْضَى وَيُصْلِحَ مِنْكَ أَحْوَالُ

ترجمہ: (۱)..... اے لمبی عمر والے! تو کب تک بے کار رہے گا۔ تمام زندگی تیزی سے گزر جائے گی مگر تیری پیٹھ پر بوجھ رہ جائے گا۔
(۲)..... تو نافرمانیوں کے ذریعے مقابلہ کرتا ہے۔ تو ہم سے دور رہ جائے گا اور نجات کے لئے فریاد کرے گا مگر تیرے پاس کوئی نہیں آئے گا۔
(۳)..... تجھے غیبت سے سکون ملتا ہے اور تو اصلاح نہیں چاہتا اور اے محترم! تجھے سوائے قیل و قال کے کوئی چیز خوش نہیں کرتی۔
(۴)..... تو روزے میں بھی آنکھوں کو برائی سے نہیں روکتا اور نہ ہی ملامت سے ڈرتا ہے۔ بلاشبہ دن رات تیرے اعمال لکھے جا رہے ہیں۔
(۵)..... پس تو اس مہینے میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کر لے تاکہ تو بلند رتبہ پالے اور اپنے فرض روزے مکمل کر۔ شاید اللہ عزوجل تجھ سے راضی ہو جائے اور تیرے احوال درست فرما دے۔

پاک ہے وہ جس نے امت مسلمہ پر ماہ رمضان کے روزے فرض فرمائے اور مزید فضل و احسان سے نوازنے کے ساتھ اسی ماہ انہیں جہنم سے آزادی کا پروانہ بھی عطا کیا۔ چنانچہ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (ب، ۲، البقرة: ۱۸۳) ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے۔ (۱)

روزے جسم کی صحت کا سبب اور دل و زبان کو گناہ و معصیت سے پاک کرنے کا ذریعہ ہیں اور اس مہینے اللہ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اس شخص کے لئے روزوں کی رخصت نازل فرمائی جسے کوئی مرض یا تکلیف پہنچی ہو۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ علی حضرت، صدر الافاضل، سپہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "اس آیت میں روزوں کی فرضیت کا بیان ہے۔ روزہ شرع میں اس کا نام ہے کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا حیض یا نفاس سے خالی عورت، صبح صادق سے غروب آفتاب تک بیعت عبادت خورد و نوش و جماعت ترک کرے۔ (عامگیری وغیرہ) رمضان کے روزے ۱۰ شعبان ۲ھ کو فرض کئے گئے۔ (در مختار و خازن) اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے عبادت قدیمہ ہیں، زمانہ آدم علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے۔ اگرچہ ایام و احکام مختلف تھے مگر اصل روزے سب امتوں پر لازم رہے۔"

لَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَط (ب، البقرہ: ۱۸۴) ترجمہ کنز الایمان: تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں۔ (۱)

پاک ہے وہ جس نے اس امت پر احسان فرمایا اور اس کو بہت زیادہ فضیلت عطا فرمائی اور ماہ رمضان کو اس کی مغفرت کے ساتھ خاص کر دیا: ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ج (ب، البقرہ: ۱۸۵) ترجمہ کنز الایمان: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتر لوگوں کے لیے ہدایت اور راہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔ (۲)

قَدْ جَاءَ شَهْرُ الصَّوْمِ فِيهِ الْأَمَانُ
شَهْرٌ شَرِيفٌ فِيهِ نَيْلُ الْمُنَى
طُوبَىٰ لِمَنْ صَامَهُ وَاتَّقَى
وَبِأَهْنَأَمَنْ قَامَ فِي لَيْلِهِ
ذَٰكَ الَّذِي قَدْ خَصَّهُ رَبُّهُ
وَالْعِشْقُ وَالْفَوْزُ بِسُكْنَى الْجَنَانِ
وَهُوَ طِرَازٌ فَوْقَ كَمِّ الزَّمَانِ
مَوْلَاهُ فِي الْفِعْلِ وَنُطْقِ اللِّسَانِ
وَدَمْعُهُ فِي الْخَدِّ يَحْكِي الْجَمَانَ
بِحَنَّةِ الْخُلْدِ وَحُورِ الْحُسَانِ

ترجمہ: (۱)..... بے شک رمضان کا مہینہ آگیا، اس میں امن، جہنم سے آزادی اور رخت میں ٹھہرنے کے ساتھ کامیابی ہے۔

(۲)..... اس ماہ مبارک میں بندہ اپنی آرزو میں پوری کرتا ہے اور یہ کتنے ہی زمانوں سے بہتر نمونہ ہے۔

(۳)..... اس کے لئے خوشخبری ہے جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اللہ عزوجل نے اُسے برے کاموں اور زبان کی لغزش

سے محفوظ فرمایا۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سپہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”سفر سے وہ مراد ہے جس کی مسافت تین دن سے کم نہ ہو۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مریض و مسافر کو رخصت دی کہ اگر اس کو رمضان مبارک میں روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی یا ہلاک کا اندیشہ ہو یا سفر میں شدت و تکلیف کا تو وہ مرض و سفر کے ایام میں افطار کرے اور بجائے اس کے (یعنی اس کی جگہ) ایام منہیہ (یعنی ممنوع دنوں) کے سوا اور دنوں میں اس کی قضا کرے۔ ایام منہیہ پانچ دن ہیں جن میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ دنوں عیدین اور ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں تاریخیں۔ مسئلہ: مریض کو محض وہم پر روزے کا افطار جائز نہیں جب تک دلیل یا تجربہ یا غیر ظاہر الفسق طیب (یعنی جو ظاہری طور پر فاسق نہ ہو) کی خبر سے اس کا ظہر ظن حاصل نہ ہو کہ روزہ مرض کے طول یا زیادتی کا سبب ہوگا۔ مسئلہ: جو بالفعل بیمار نہ ہو لیکن مسلمان طیب یہ کہے کہ وہ روزے رکھنے سے بیمار ہو جائے گا وہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔ مسئلہ: حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کا یا اس کے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو بھی افطار (یعنی چھوڑ دینا) جائز ہے۔ مسئلہ: جس مسافر نے طلوع فجر سے قبل سفر شروع کیا اس کو تو روزے کا افطار جائز ہے لیکن جس نے بعد طلوع سفر کیا اس کو اس دن کا افطار جائز نہیں۔“

②..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سپہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اس کے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں۔ یہ کہ رمضان وہ ہے جس کی شان و شرافت میں قرآن پاک نازل ہوا۔ یہ کہ قرآن کریم میں نزول کی ابتداء رمضان میں ہوئی۔ یہ کہ قرآن کریم ہیام (یعنی عمل) رمضان المبارک کی شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا اور بیٹ لغزات میں رہا یہ اسی آسمان پر ایک مقام ہے یہاں سے وقتاً فوقتاً حسب اقتضائے حکمت جتنا جتنا منظور الہی ہوا جبریل امین لاتے رہے۔ یہ نزول تیس سال کے عرصہ میں پورا ہوا۔“

(۴)..... اے وہ شخص جس نے اس کی راتوں میں قیام کیا اور جس کے رخساروں پر آنسو موتیوں کی مانند ہیں۔

(۵)..... یہ وہ شخص ہے جسے رب عزوجل جنتِ خالد اور انتہائی حسین و جمیل خوریں عطا فرمائے گا۔

ہر قسم کے انعامات و احسانات پر میں اپنے رب کریم عزوجل کی حمد کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ”اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ایسی گواہی جو زبان پر تو ہلکی ہے لیکن میزان میں بھاری بہت بھاری ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ اللہ عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل، صحابہ کرام، تمام ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اور بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں پر درود بھیجے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ج

(ب ۲، البقرہ: ۱۸۵) ترجمہ کنز الایمان: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لیے ہدایت اور راہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔

(حضرت سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ) مہینے کو مشہور ہونے کی وجہ سے شہر کہا جاتا ہے اور ماہ رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اللہ عزوجل کے فرمانِ عالیشان ”أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ“ سے مراد یہ ہے کہ اس کے فرض روزوں میں قرآن کریم اُتارا گیا۔

حضرت سیدنا ابن عباس و ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: ”مکمل قرآن حکیم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک ہی دفعہ ماہ رمضان، شب قدر میں نازل کیا گیا۔ پھر حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام وقتاً فوقتاً واقعات و حوادث کے مطابق اسے حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لاتے رہے۔“

شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں:

حضور نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ”جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل شهر رمضان الحدیث ۱۰۷۹، ص ۸۵۰)

جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا اور

جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھلتا۔ اور ایک منادی ندا کرتا ہے: ”اے اچھائی مانگنے والے! (اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف) آگے بڑھ اور اے شریر! (شر سے) باز آ جا۔“ اللہ عزوجل ماہ رمضان کی ہر رات میں کئی لوگوں کو آگ سے آزادی عطا فرماتا ہے۔“ (جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی فضل شهر رمضان، الحدیث ۶۸۲، ص ۱۷۱۴۔ شعب الایمان للبیہقی، باب فی الصیام، فضائل شهر رمضان، الحدیث ۳۶۰۶، ج ۲، ص ۲۰۴)

صغیرہ گناہوں کا کفارہ:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید المبلغین، جناب رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لئے ماہ رمضان کا روزہ رکھا تو اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“ (السنن الكبرى للنسائی، کتاب الصیام، باب ثواب من قام رمضان وصامہ..... الخ، الحدیث ۲۵۱۳، ج ۲، ص ۸۸)

شب قدر میں عبادت کی فضیلت:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہ خوش نہال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جو دونوں، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لئے شب قدر کا قیام کرے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“ (۱)

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من صام رمضان ایمان واحتساب و فیہ، الحدیث ۱۹۰۱، ص ۱۴۸)

میں روزہ دار ہوں:

سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے: ”روزے کے علاوہ بندے کی ہر نیکی دس سے سات سو گنا تک بڑھادی جاتی ہے کیونکہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے پینے کو میرے لئے ترک

..... شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطاری قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: ”مُبْحَلِقُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ مِنْ رَحْمَتِیْ كِی نَجْمًا نَجْمًا بِرَشِیْمٍ بَارِئِیْمٍ اَوْرِ گناہ صغیرہ کے کفارے کا سامان ہو جاتا ہے۔ گناہ کبیرہ توبہ سے مُعَاف ہوتے ہیں۔ توبہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو گناہ ہو خاص اُس گناہ کا ذکر کر کے دل کی بیزاری اور آئندہ اُس سے بچنے کا عہد کر کے توبہ کرے۔ مثلاً جھوٹ بولا، توبہ گاہ و مُد اوندی عزوجل میں عرض کرے، یا اللہ عزوجل! میں نے جو یہ جھوٹ بولا اس سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ نہیں بولوں گا۔ توبہ کے دوران دل میں جھوٹ سے نفرت ہو اور ”آئندہ نہیں بولوں گا“ کہتے وقت دل میں یہ ارادہ بھی ہو کہ جو کچھ کہہ رہا ہوں ایسا ہی کروں گا جیسی توبہ ہے۔ اگر بندے کی حق تلفی کی ہے تو توبہ کے ساتھ ساتھ اُس بندے سے مُعَاف کر دانا بھی ضروری ہے۔“ (فیضانِ سنت، باب فیضانِ رمضان، ج اول، ص ۸۵)

کر دیتا ہے۔ روزہ جہنم سے ڈھال ہے اور روزے دار کے منہ کی بواللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ نہ بیہودہ بکے، نہ ہی جاہلانہ کام کرے۔ اگر کوئی اُس سے لڑائی کرے یا اُسے گالی دے تو وہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔“ (۱) (جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی فضل الصوم، الحدیث ۷۶۴، ص ۱۷۲۲۔ سنن ابن ماجہ، ابواب الصیام، باب ما جاء فی فضل الصیام، الحدیث ۱۶۳۸، ص ۲۵۷۵۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، الحدیث ۱۱۵۱، ص ۸۶۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جوہر و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربِّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ و صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”جو بری بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی اللہ عَزَّوَجَلَّ کو کچھ حاجت نہیں۔“

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به فی الصوم، الحدیث ۱۹۰۳، ص ۱۴۹)
حدیثِ پاک میں ہے کہ ”غیبتِ روزے دار کا روزہ ختم کر دیتی ہے۔“ (۲)

(فتح الباری لابن حجر العسقلانی شرح صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم، تحت الحدیث ۱۸۹۴، ج ۵، ص ۹۲)

روزے دار کے لئے دو خوشیاں:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزَّہ عن العیوب عَزَّوَجَلَّ و صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ فرحت نشان ہے: ”روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں: ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کے وقت۔“ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، الحدیث ۱۱۵۱، ص ۸۶۲)

وَقَدْ صُمْتُ عَنِ اللَّذَاتِ دَهْرِي كُلِّهَا وَيَوْمَ لِسْقَاكُمْ ذَاكَ فِطْرُ صِيَامِي

ترجمہ: (۱)..... بے شک میں نے اپنی ساری زندگی لذات سے روزہ رکھا (یعنی نہیں چھوڑے رکھا) اور تیرے دیدار کے دن ہی میرا روزہ افطار ہوگا۔

①..... شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: ”ٹھٹھے ٹھٹھے اسلامی بھائیو! آجکل تو معاملہ ہی الٹا ہو گیا ہے یعنی اگر کوئی کسی سے لڑ بھی پڑتا ہے تو مزاج کر یوں گویا ہوتا ہے، ”چپ ہو جا اور نہ یاد رکھنا! میں روزے سے ہوں اور روزہ تجھ ہی سے کھولوں گا۔“ یعنی تجھے کھا جاؤں گا۔ (معاد اللہ عَزَّوَجَلَّ) تو بہ! تو بہ! اس قسم کی بات ہرگز زبان سے نہ نکلی چاہیے بلکہ عاجزی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔“

(فیضانِ سنت، باب فیضانِ رمضان، ج اول، ص ۹۶۸)

②..... صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی تحریر فرماتے ہیں: ”احکامِ ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا اگرچہ غیبت بہت سخت کبیرہ ہے قرآن مجید میں غیبت کرنے کی نسبت فرمایا: ”جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔“ (پ ۲۶، الحجرات: ۱۲) اور حدیث میں فرمایا: ”غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے۔“ (المعجم الاوسط، الحدیث ۶۵۹۰، ج ۵، ص ۶۳) اگرچہ غیبت کی وجہ سے روزہ کی ثورائیت جاتی رہتی ہے۔“ (بہارِ شریعت، حصہ ۵، ص ۱۱۹)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! ماہِ رمضان دل کی صفائی، معاملہ اور وفا کا مہینہ ہے، ان لوگوں کو مبارک ہو جو خواہشاتِ نفسانی سے بچتے رہے اور تنہائی میں آیاتِ قرآن کی تلاوت کرتے رہے، ان کے لئے ان کے روزوں کے عوض ثواب دگنا کر دیا گیا اور ان سے جنتی محلات اور بالا خانوں کا وعدہ کیا گیا۔ ان کے تھوڑے سے اچھے اعمال بھی قبول کر لئے گئے اور برے افعال سے درگزر کر دیا گیا۔ ہائے افسوس! غافلوں کی محرومی! انہوں نے ربِّ عزوجل کی ملاقات کو حرام کر لیا اور قطعِ تعلقی و وعدہ خلافی کرنے والے ہو گئے:

يَا نَاقِضِينَ الْعَهْدَ كَمْ هَذَا الْحَفَا	تَوْبُوا فَقَدْ وَفَاكُمْو شَهْرُ الصَّفَا
شَهْرُ الرِّضَا وَالْعَفْوِ عَنْ زَلَاتِكُمْ	وَاللَّهُ فِيهِ عَنِ الْحَرَائِمِ قَدْ عَفَا
شَهْرٌ عَلَيَّ الْأَيَّامِ فَضَّلَ قَدْرُهُ	وَعَلَا عَلَيَّ كُلَّ الشُّهُورِ مُشْرِفًا
فَأَحْيُوا لِيَالِيهِ الْمُنِيرَةَ كُلِّهَا	وَأَجْرُوا لِفُرْقَتِهِ الدُّمُوعَ تَأْسَفًا
فَعَسَى الْإِلَهُ يَجُودُ فِيهِ بِفَضْلِهِ	فَهُوَ الَّذِي يَهَبُ الدُّنُوبَ تَلَطُّفًا

- ترجمہ:** (۱)..... اے عہد توڑنے والو! کب تک جفا کرتے رہو گے اب توبہ کر لو تحقیق تمہارے پاس پاک کرنے والا مہینہ تشریف لاجکا ہے۔
 (۲)..... یہ رضائے الہی عزوجل اور تمہاری لغزشوں سے عفو و درگزر کا مہینہ ہے اور اللہ عزوجل اس مہینے میں جرموں کو معاف فرماتا ہے۔
 (۳)..... یہ وہ مہینہ ہے جس کی قدر و منزلت تمام مہینوں سے بڑھ کر ہے اور جو عظمت کے اعتبار سے تمام مہینوں سے بلند ہے۔
 (۴)..... اس کی تمام نورانی راتیں جاگ کر گزارو اور اس کی جدائی میں افسوس کر کے آنسو بہاؤ۔
 (۵)..... قریب ہے کہ اللہ عزوجل اپنا فضل و کرم فرمائے اور وہ ایسا مہربان ہے جو اپنی مہربانی سے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھلائی میں تمام لوگوں سے زیادہ نخی تھے اور رمضان المبارک میں جب حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرتے تو اور زیادہ سخاوت فرمایا کرتے، اور حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ماہِ رمضان کی ہر رات ملاقات کیا کرتے یہاں تک کہ پورا مہینہ گزر جاتا۔ حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ قرآنِ پاک کا ذکر فرماتے۔ جب حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی میں سخاوت فرماتے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصوم،

باب اجود ماکان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یكون فی رمضان، الحدیث ۱۹۰۲، ص ۱۴۸)

رمضان المبارک کی بشارت اور شب قدر کی فضیلت:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”تمہارے پاس برکت والا مہینہ آچکا ہے۔ اللہ عزوجل نے تم پر اس کے روزے فرض فرمائے ہیں اور تمہارے لئے اس مہینے کا قیام (یعنی نماز تراویح) سنت ہے۔ جب ماہِ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصیام، باب ۱، ما ذکر فی فضل رمضان و ثوابہ، الحدیث ۱، ج ۲، ص ۴۱۹)

(جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی فضل شہر رمضان، الحدیث ۶۸۲، ص ۱۷۱۴)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! مومنین کے لئے جنت کی یہ بشارت روزوں کے ذریعے شہوات کے ترک کرنے اور طاعات پر صبر کرنے کا انعام ہے، جو صبر کرے گا اسے اجر ملے گا، جو شکر کرے گا اسے تنگی کے بعد آسانی ملے گی، جو صدقہ کرے گا اسے فضل و نیکی ملے گی، جس نے لوگوں سے نیکی کی اس نے اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ کر لیا اور جس نے اللہ عزوجل کی رضا کے لئے روزے رکھے اور قیام کیا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے اللہ عزوجل کو اپنے دل میں یاد کیا اللہ عزوجل اپنے فرشتوں میں اس کا چرچا کرے گا اور جس نے تقویٰ اختیار کیا اس نے کامیابی اور بشارت کو پایا:

﴿ اِنَّ الَّذِي يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ اَمْرِهِ يُسْرًا ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمادے گا۔ (پ ۲۸، الطلاق: ۴)

اے بھائی! زمانہ رحمت کو غنیمت جان کہ یہ خوشگوار ایام گنتی کے ہیں۔ روزے کی راتوں میں نجات طلب کر کہ اس کی گھڑیاں بروز قیامت گواہی دیں گی، اور بلا مشقت حاصل ہونے والی نیکیاں پانے کی کوشش کر پس روزے دار کے اعمال کا اجر فوراً ملتا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ”روزے دار کی نیند عبادت اور اس کا سانس تسبیح ہے، اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے عمل (کے ثواب) کو کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔“

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الصیام، الحدیث ۳۹۳۷، ج ۳، ص ۴۱۵ ”ونفسہ“ بدلہ ”وصمتہ“)

اس پر اتنا کرم کیوں نہ ہو جبکہ اس نے اپنے نفس کو شہوات سے روکا اور لذات کو ترک کیا اور اپنے مولیٰ عزوجل کے حصے کو اپنی لذات و شہوات کے حصے پر ترجیح دی اور اس کے احکام کی اطاعت اور رکوع و سجود سے لذت حاصل کی۔ جیسا کہ منقول ہے:

”بندہ جب سجدے میں سو جاتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے اس حال پر ملائکہ کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: ”اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کو دیکھو، اس کی روح میرے پاس ہے اور اس کا جسم میرے سامنے ہے، گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔“ (الزهد للامام احمد بن حنبل، اخبار الحسن بن ابی الحسن، الحدیث ۱۶۰۶، ص ۲۸۸، مختصر)

کتنے ہی اچھے ہیں ساجدین کے سجدے! کتنی ہی عزت والی ہیں روزے داروں کی سانسیں! اور کتنی ہی فائدہ مند ہیں قیام کرنے والوں کی مناجات! کتنا ہی نفع بخش ہے عبادت کرنے والوں کا سرمایہ! کتنی ہی اچھی ہے محبت کرنے والوں کی ندامت! اور کتنی ہی نفع بخش ہے روزے داروں کی بھوک! جیسا کہ منقول ہے کہ ”بندہ جب بھوک کی حالت میں سوتا ہے تو شیطان اس سے بھاگ جاتا ہے۔“

جب روزے دار جاگ رہا ہوتا ہے اس وقت شیطان کا کیا حال ہوتا ہوگا؟ اور بندہ جب سیری کی حالت میں جاگ رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہے تو جب بندہ پیٹ بھر کر سوتا ہوگا تو اس وقت اس کا کیا حال ہوتا ہوگا؟ اے بندے! بھوک کی برکت اور اس میں انسان کا فائدہ دیکھ! شیطان اس سے کیسے بھاگتا ہے۔

روزے دار کی سانسیں اور شیطان کا ڈرنا:

ایک نیک شخص مسجد کی طرف جا رہا تھا، اس نے مسجد میں دو آدمی دیکھے جن میں سے ایک نماز پڑھ رہا تھا اور دوسرا مسجد کے دروازے پر سویا ہوا تھا جبکہ شیطان باہر حیران و پریشان کھڑا، آگ میں جل رہا تھا۔ اس مرد صالح نے شیطان سے پوچھا: ”میں تجھے حیران کیوں دیکھ رہا ہوں؟“ شیطان نے جواب دیا: ”اس مسجد میں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے جب بھی میں اس کو نماز سے بہکانے اور غافل کرنے کے لئے داخل ہونے کا ارادہ کرتا ہوں تو مسجد کے دروازے پر سونے والے شخص کے سانس مجھے روک دیتے ہیں۔“

سبحان اللہ عزوجل! دیکھو! روزے داروں کی سانسیں کیسے شیطان کے مکر سے دلوں اور جسموں کی نگہبانی کرتی ہیں کہ شیطان ان تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ ان کے پاس آسکتا ہے۔ پاک ہے وہ جس نے اپنے پسندیدہ بندوں کو ہدایت و صواب (یعنی درستی) کی توفیق عطا فرمائی:

أَنْتَ وَفَقَّتَ مَنْ إِلَيْكَ آتَابَا
أَنْتَ حَبِيتَ مَا تُحِبُّ إِلَيْهِمْ
أَنْتَ عَرَفْتَهُمْ كُنُوزَ الْعَالِي
أَنْتَ أَصْلَحْتَ مَنْ أَصَابَ الصَّوَابَا
لَمْ أَعْطَيْتَهُمْ عَلَيْهِ نَوَابَا
فَعَدُّوا يَحْتَوُونَ عَنْهَا طَلَابَا

ترجمہ: (۱)..... اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے اپنی طرف رجوع کرنے والے کو توبہ کی توفیق عطا فرمائی، تو نے ہی حق تک پہنچنے والے کو ہدایت عطا فرمائی۔

(۲)..... جو چیز (یعنی توبہ) تجھے پسند ہے اس کی محبت تو نے بندوں کے دلوں میں ڈال دی پھر اس پر انہیں اجر و ثواب بھی عطا فرما دیا۔

(۳)..... تو نے ان کو عزت و مرتبہ کے خزانوں کی پہچان کرائی پس وہ ان خزانوں کی بہت زیادہ جستجو کرنے لگے۔

منقول ہے کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ماہِ رمضان کو بہت سی خصوصیات کے ساتھ خاص فرمایا، ان میں سے ایک یہ کہ اس کو عظمت اور برکت والا مہینہ بنایا، اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس مہینے کے روزے فرض فرمائے اور راتوں کے قیام کو نفل بنایا، جس نے ماہِ رمضان میں نیکی کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب چاہا گویا اس نے غیر رمضان میں فرض ادا کیا۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ جس نے اس میں فرض ادا کیا گویا اس نے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے، یہ ایک دوسرے کی مدد کرنے کا مہینہ ہے، یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جس نے اس میں روزے دار کو افطار کرایا گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا اور جس نے اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور پلایا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو مہر لگی ہوئی صاف شفاف پاکیزہ شراب پلائے گا جس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اور یہ ثواب اس شخص کو ملے گا جو روزے دار کو دودھ، پانی یا کھجور سے افطار کرائے۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت، درمیانہ مغفرت اور آخری جہنم سے آزادی ہے۔ لہذا تم اس میں چار چیزوں کی کثرت کرو، دودھ ہیں جن سے تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو راضی کر سکتے ہو: (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (۲) ہر وقت اس کی بارگاہ میں استغفار کرتے رہنا۔ اور دوسری ہیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے: (۱) تمہارا اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جنت کا سوال کرنا اور (۲) جہنم سے پناہ مانگنا۔

پیارے اسلامی بھائیو! افسوس اس پر جس کا ٹھکانہ جہنم ہے، جس نے اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی، جس نے اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ دیا اور جس کا انجام عذاب ہے۔ افسوس اس پر جو گمراہی کے جال میں پھنس کر خواہشات کا غلام بن گیا، افسوس اس پر جسے اس مبارک مہینے میں بھی رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے دھتکار دیا گیا پھر وہ اس کی پناہ چاہے۔

آه عَلَى الْمُنْبِئِينَ أَوْاهُ	آه عَلَى مَنْ حَفَسَاهُ مَوْلَاهُ
آه عَلَى مَنْ عَصَا بِعَقْلِيهِ	جَهْرًا وَمَاتَابٍ مِنْ خَطَايَاهُ
آه عَلَى الْمُنْذِبِ الْحَزِينِ إِذَا	لَمْ يَخَفِ اللَّهَ ثُمَّ يَخْشَاهُ
آه عَلَى مَنْ يَفُوتُهُ أَمْسًا	فِي مِثْلِ هَذَا الشَّهْرِ عَفْوَ مَوْلَاهُ
آه مَنْ يَبِيعُ مُغْتَبِنًا	بِدَارِ دُنْيَاهُ دَارِ آخِرَاهُ

سُبْحَانَ مَنْ تَصَدَّقَ عَلَيْكُمْ بِصِيَامِكُمْ
تَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَصَوْمُكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ
مَحْمُولٌ فَوْقَ الْغَنَائِمِ عَلَى يَدِ الْمَلَائِكَةِ
وَتَقْلِيمُونَ الْمَوْقِفَ تَجَلُّوا عَلَى كُلِّ الْأُمَمِ
وَقَدْ صَفَا الْوَقْتُ لِمَا نَادَاكُمْ مَوْلَاكُمْ
هَذَا جَمَالِي تُبْدِي وَالْحَبُّ عَنْكُمْ رَفَعْتُ
وَخَصَّكُمْ بِالْعَطَايَا يَا أُمَّةَ الْمُخْتَارِ
حَيْثُ اتَّجَهْتُمْ تَوَجَّهْ وَحَيْثُ سِرْتُمْ سَارَ
شُعَاعُهُ يَتَلَا مِنْ كَثْرَةِ الْأَنْوَارِ
مِثْلَ الشَّمْسِ وَفِيكُمْ مَنْ يُشْبِهُ الْأَقْمَارِ
فَوْمُوا تَعَالَوْا تَمَلُّوا بِالْوَصْلِ يَا زَوَّارِ
وَنُورُنَا قَدْ تَجَلَّى وَزَالَتِ الْأَكْذَارِ

ترجمہ: (۱)..... افسوس نافرمانوں پر کہ (نافرمانی کے باوجود) رب کی پناہ طلب کرتے ہیں، افسوس اس پر جس کا رب اس سے ناراض ہو۔

(۲)..... افسوس اس پر جس نے اپنی غفلت کے سبب کھلے عام نافرمانی کی اور اپنی خطاؤں سے توبہ نہ کی۔

(۳)..... افسوس اس غمزہ گنہگار پر جو (گناہ کرتے وقت) تو اللہ غزوہ جہنم سے نہیں ڈرتا پھر خوفزدہ ہوتا ہے۔

(۴)..... افسوس اس پر جو ایسے بابرکت مہینے میں بھی اللہ غزوہ جہنم کی بارگاہ سے معافی نہ پاسکا۔

(۵)..... افسوس اس پر جس نے دھوکے میں دارِ آخرت کو دنیا کے گھر کے بدلے بیچ دیا۔

(۶)..... اے امتِ محمدیہ! پاک ہے وہ ذات جس نے تم پر روزوں کے سبب احسان فرمایا اور تمہیں اپنی خاص عنایات سے نوازا۔

(۷)..... قیامت کے دن تم آؤ گے اور تمہارا روزہ تمہارے اوپر اس طرح ہوگا کہ تم جدھر متوجہ ہو گے وہ بھی ہوگا اور تم جدھر چلو گے وہ بھی چلے گا۔

(۸)..... فرشتے اپنے ہاتھوں میں انعامات اٹھائے ہوں گے اور ان کی کرنیں کثرتِ انوار سے جگمگا رہی ہوں گی۔

(۹)..... تم سب سے پہلے میدانِ محشر میں پہنچو گے اور تمام امتوں کے سامنے سورج کی طرح چمک رہے ہو گے اور تم میں سے بعض کے

چہرے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

(۱۰)..... جب تمہارا رب عزوجل تمہیں فرمائے گا: اے میرا دیدار کرنے والو! کھڑے ہو جاؤ اور آ کر میرے دیدار سے لطف اندوز ہو جاؤ۔

(۱۱)..... میں نے اپنا جمال تم پر ظاہر کر دیا ہے اور تمہارے سامنے سے تمام پردے اٹھا دیئے۔ پس اس وقت ہمارا نور چمک اٹھے گا اور

تمام کثافتیں ختم ہو جائیں گی۔

اے میرے اسلامی بھائیو! کہاں ہیں حرام سے بچنے اور حلال اختیار کرنے والے؟ کہاں ہیں اپنی زبان کو غیبت و

چغلی سے بچانے والے اور اعتراضات سے اعراض کرنے والے؟ کہاں ہے اپنی نظر کو شہوات سے روکنے اور حلال کی پیروی

کرنے والے؟ کہاں ہیں رضائے الہی غزوہ جہنم کے لئے روزے رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والے؟

ماہِ رمضان میں اہل و عیال پر خرچ کرنے کی فضیلت:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، جب ماہِ رمضان کی پہلی رات آتی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا

کرتے: ”رمضان المبارک کے پورے مہینے کو مرحبا! اس کے دن میں روزے ہیں اور راتوں میں قیام اور اس میں بیوی بچوں پر خرچ کرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کرنے کی طرح ہے۔“

روزے داروں کی شان:

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”بروز قیامت روزے دار اپنی قبروں سے نکلیں گے تو اپنے روزے کی خوشبو سے پہچانے جائیں گے اور ان کے مونہوں سے مشک سے بھی تیز خوشبو نکل رہی ہوگی۔ ان کے پاس دسترخواں اور صراحیاں لائی جائیں گی جن کے منہ مشک سے بندھے ہوئے ہوں گے، پھر ان سے کہا جائے گا: ”کھاؤ کہ تم اس وقت بھوکے رہتے تھے جب لوگ پیٹ بھر کر کھاتے تھے اور پیو کہ تم اس وقت پیاسے رہتے تھے جب لوگ سیراب ہوتے تھے اور آرام کرو کہ تم اس وقت تھکتے تھے جب لوگ آرام کر رہے ہوتے تھے۔ تو وہ کھائیں پیئیں گے اور آرام کریں گے حالانکہ لوگ تھکے ماندے اور پیاسے حساب کتاب میں مشغول ہوں گے۔“

(کنز العمال، کتاب الصوم، الباب الاول، الفصل الاول، الحدیث ۲۳۶۳۹، ج ۸، ص ۲۱۳، بتغیر قلیل)

پیارے اسلامی بھائیو! یہ ماہ رمضان کے روزہ داروں کے لئے بشارت ہے جب تک کہ وہ اپنے آپ کو خطاؤں اور نافرمانیوں سے بچاتے رہیں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے روزے رکھیں گے۔ پس اس گناہ گار کا کیا حال ہوگا جو روزہ رکھنے کے باوجود اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتا ہے اور نماز اس طرح پڑھتا ہے کہ اس کا جسم ایک جگہ ہوتا ہے اور دل دوسری جگہ۔ زبان سے تو ذِکْرُ اللہِ عَزَّوَجَلَّ کرتا ہے مگر دل فلاں فلاں کی یاد میں مشغول ہوتا ہے؟ اور اے وہ شخص جو اس حال میں صبح کرتا ہے کہ خسارے کا سبب بننے والے اعمال کا ارتکاب کرتا ہے اور شام اس امید پر کرتا ہے جس کی دیوار موت کے ہاتھوں گرنے والی ہوتی ہے پس عنقریب تو جان لے گا کہ کل بروز قیامت کون شرمندہ ہو کر آئے گا اور اس ماہ مبارک میں گناہ کی وجہ سے وہ اس وقت خون کے آنسو رو رہا ہوگا۔

اے روزے ترک کرنے والے! کیا تو نے اپنی ننگ قبر کے لئے تیار کر لی ہے؟ یا تیرے پاس کوئی ایسا عمل ہے جو حشر میں تیری نجات کا ذریعہ بنے؟ یا ماہ رمضان میں روزے کی حدود کی حفاظت نہ ہے یا اس کی حرمت پامال کر دی؟ کتنے ہی روزے فاسد ہو گئے لیکن فرض ساقط نہ ہوا؟ کتنے ہی روزے دار ہیں جنہیں بروز قیامت حساب و کتاب ذلیل و خوار کرے گا؟ کتنے ہی نافرمان ہیں جن سے اس مہینے میں زمین پناہ مانگتی ہے اور آسمان اس کے اعمال کا شکوہ کرتا ہے؟ اے کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ میں بارگاہِ الہی عَزَّوَجَلَّ میں مقبول ہوں یا مردود، بد بخت ہوں یا خوش بخت۔ مگر یہ معاملہ پوشیدہ ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم!

سعادت مند ہے وہ جس نے اس مہینے کی قدر کی اور اپنے اعضاء کو گناہوں سے باز رکھا۔ اور بد بخت ہے وہ جسے اپنے روزوں سے بھوک و پیاس کے سوا کچھ نہ ملا:

شَهْرُ الصِّيَامِ لَقَدْ غَلَوْتَ مُكْرَمًا
يَا صَائِمِي رَمَضَانَ هَذَا شَهْرُكُمْ
وَعَدَوْتَ مِنْ بَيْنِ الشُّهُورِ مُعْظَمًا
يَا فَوْزَ مَنْ فِيهِ أَطَاعَ إِلَهَهُ
فِيهِ أَبْسَاحُكُمْ الْمُهَيِّمِينَ مَغْنَمًا
مُتَقَرِّبًا مُتَحَنِّنًا مَا حَرَمًا
فِي شَهْرِهِ أَكَلَ الْحَرَامَ وَأَجْرَمًا

ترجمہ: (۱)..... اے ماہِ رمضان! تو عزت و شان کے ساتھ بلند ہوا اور تمام مہینوں سے زیادہ عظمت والا ہو گیا۔

(۲)..... اے ماہِ رمضان کے روزے رکھنے والو! یہ تمہارا مہینہ ہے، اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے لئے اپنی نعمتیں عام فرمادی ہیں۔

(۳)..... اے کامیاب شخص! جس نے اس مہینے اپنے رب کا قرب حاصل کرتے ہوئے اس کی اطاعت کی اور اس کی حرام کردہ چیزوں

سے اجتناب کیا۔

(۴)..... پس اس نافرمان کی ہلاکت و بربادی ہے جس نے اس مہینے میں بھی حرام کھایا اور جرم کا مرتکب ہوا۔

سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! کیا شان ہے ان لوگوں کی! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو توفیق دی تو انہوں نے روزے رکھے اور قیام کی طاقت دی تو انہوں نے طویل قیام کیا، انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اپنے کلیجوں کو پیا سا رکھا تو اس نے انہیں ہر پریشانی سے راحت بخشی اور ان کی مرادوں کو پورا کرنے کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں کافی ہو گیا اور وہ سب کچھ چھوڑ کر اطاعتِ الہی عَزَّوَجَلَّ میں مصروف ہو گئے۔ خوش نصیب ہیں وہ جنہوں نے طاعتِ الہی عَزَّوَجَلَّ میں راتیں بسر کیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو عمدہ مناجات کی لذات سے تازگی عطا فرمائی یہاں تک کہ انہوں نے بہت بڑے اجر کو پالیا۔ اے لوگو! تم ماہِ رمضان کی جدائی میں افسردہ ہو اور تہجد اور تراویح کی راتیں ختم ہو جانے پر غمزدہ ہو کیونکہ یہ ایسا موسم ہے جس میں تم رحمت کی بارش اور دعاؤں کی قبولیت پاتے ہو۔ پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ماہِ رمضان کے روزوں اور راتوں کے قیام میں کیونکر رغبت نہ کی جائے؟ اس مہینے کے جانے پر کیونکر افسوس نہ کیا جائے جس میں تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں؟ اور اس مہینے پر کیونکر نہ رویا جائے جس میں نیکی کرنے والے کا نفع اور غنیمت کا موقع فوت ہو جائے؟

ملائکہ عرش کی نماز تراویح میں حاضری:

منقول ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے گرد ”حَظِيرَةُ الْقُدْسِ“ نامی ایک جگہ ہے جو کہ نور کی ہے، اس میں اتنے فرشتے

ہیں کہ جن کی تعداد اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں اور ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوتے، جب رمضان

کی راتیں آتی ہیں تو وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے زمین پر اترنے کی اجازت طلب کرتے ہیں اور آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ساتھ نماز تراویح میں حاضر ہوتے ہیں، اگر کوئی ان کو چھوئے یا وہ اس کو مس کریں تو وہ ایسا سعادت مند ہو جائے گا کہ اس کے بعد کبھی بد بخت نہ ہوگا۔“ جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث سنی تو ارشاد فرمایا: ہم اس فضل و اجر کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماہ رمضان میں لوگوں کو باجماعت نماز تراویح کا حکم فرمایا۔

عوام و خواص کی عید کی ضروریات:

حضرت سیدنا محمد بن ابی فرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”مجھے ماہ رمضان میں ایک خادمہ کی ضرورت پڑی جو ہمیں کھانا تیار کر دے، میں نے بازار میں ایک خادمہ کو دیکھا جس کی کم قیمت میں بولی دی جا رہی تھی، اس کا چہرہ زرد، بدن کمزور اور چلد خشک تھی۔ میں اس پر ترس کھاتے ہوئے اسے خرید کر گھر لے آیا اور کہا: ”برتن پکڑو اور رمضان کی ضروری اشیاء کی خریداری کے لئے میرے ساتھ بازار چلو۔“ تو وہ کہنے لگی: ”اے میرے آقا! میں تو ایسے لوگوں کے پاس تھی جن کا پورا زمانہ رمضان ہوا کرتا تھا۔“ اس کی یہ بات سن کر میں سمجھ گیا کہ یہ ضرور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نیک بندی ہوگی۔ وہ ماہ رمضان میں ساری رات عبادت کرتی اور جب آخری رات آئی تو میں نے اس کو کہا: ”عید کی ضروری اشیاء خریدنے کے لئے ہمارے ساتھ بازار چلو۔“ تو وہ پوچھنے لگی: ”اے میرے آقا! عام لوگوں کی ضروریات خریدیں گے یا خاص لوگوں کی؟ میں نے اس سے کہا: ”اپنی بات کی وضاحت کرو؟“ تو اس نے کہا: ”عام لوگوں کی ضروریات تو عید کے مشہور کھانے ہیں، جبکہ خاص لوگوں کی ضروریات مخلوق سے کنار کش ہونا، خدمت کے لئے فارغ ہونا، نوافل کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرنا اور عاجزی و انکساری کرنا ہے۔“ یہ سن کر میں نے کہا: ”میری مراد کھانے کی ضروری اشیاء ہیں۔“ اس نے پھر پوچھا: ”کون سا کھانا؟ جو جسموں کی غذا ہے یا دلوں کی؟“ تو میں نے کہا: ”اپنی بات واضح کرو؟“ تو اس نے مجھے بتایا: ”جسموں کی غذا تو معروف کھانا اور خوراک ہے جبکہ دلوں کی غذا گناہوں کو چھوڑنا، اپنے عیب دور کرنا، محبوب کے مشاہدہ سے لطف اندوز ہونا اور مقصود کے حصول پر راضی ہونا لیکن ان چیزوں کے لئے خشوع، پرہیزگاری، تکبر کو چھوڑنا، مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کرنا اور ظاہر و باطن میں اس پر بھروسہ کرنا ضروری ہے۔“ پھر وہ لوٹدی نماز کے لئے کھڑی ہو گئی، اس نے پہلی رکعت میں پوری سورہ بقرہ پڑھی، پھر ال عمران شروع کر دی، پھر ایک سورت ختم کر کے دوسری سورت شروع کرتی رہی یہاں تک کہ سورہ ابراہیم کی اس آیت تک پہنچ گئی:

﴿۲﴾ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ط وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ۝ (پ ۱۳، ابرامیم: ۱۷)

ترجمہ کنزالایمان: بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب۔ (۱)

پھر وہ روتی ہوئی اسی آیت کو دہراتی رہی یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی جب میں نے اُسے حرکت دی تو اس کی رُوحِ قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

سبحان اللہ غزُو جَلُّ! ان لوگوں کی خوبیاں ہیں جنہوں نے اپنے چہروں کو غم و حزن کے آنسوؤں سے دھویا، ذکرِ الہی غزُو جَلُّ اور تلاوتِ کلامِ باری تعالیٰ سے راتوں میں اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا اور اللہ غزُو جَلُّ کی بارگاہ میں اپنے قدموں پر کھڑے رہے اور اچھے اعمال بجالانے کی کوشش کرتے رہے۔ پس ان کا ہر لمحہ رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں جیسا ہے۔

میرے پیارے اسلامی بھائیو! کتنا نیک بخت ہے وہ شخص! جس کو اللہ غزُو جَلُّ نے قبولیت کی خلعت بخشی، کتنا انعام و اکرام ہے اس شخص پر! جسے اللہ تعالیٰ نے انتہائے مقصود تک پہنچایا۔ اور کتنا بد بخت ہے وہ شخص! جس کے روزے مردود ہو گئے اور گناہوں پر اس کی پکڑ ہو گئی، اس کے ماہ و سال بیکار گزر گئے اور اس نے اپنے نفس کی خواہش کو رب غزُو جَلُّ کی بارگاہ میں حاضری پر ترجیح دی یہاں تک کہ اس کی موت کا وقت آ گیا۔

ہر یسہ کھانے کی خواہش:

منقول ہے کہ حضرت سیدنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ اکافی نے پچاس سال تک ہر یسہ (جو آنے میں گھی اور شکر ملا کر بنایا جاتا ہے) تناول نہ فرمایا، ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک درہم تھا جس سے ہر یسہ خریدنے کے لئے بازار گئے تو ہر یسہ بیچنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ”روزے داروں کے لئے کون سی چیز چھپائی گئی ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روتے ہوئے واپس لوٹ آئے اور ہر یسہ نہ خریدا۔ کچھ عرصے کے بعد نفس پھر مطالبہ کرنے لگا، چنانچہ پھر بازار ہر یسہ خریدنے گئے تو ملاحظہ فرمایا کہ وہی ہر یسہ بیچنے والا کہہ رہا تھا: ”بہت تھوڑا باقی رہ گیا ہے۔“ تو آپ پھر روتے ہوئے واپس ہو گئے اور اللہ غزُو جَلُّ سے عہد کر لیا کہ آئندہ کبھی بھی اس کو نہ چکھوں گا۔

①..... مفتی شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”حدیث شریف میں ہے کہ چہنمی کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جب وہ منہ کے پاس آئے گا تو اس کو بہت ناگوار معلوم ہوگا۔ جب اور قریب ہوگا تو اس سے چہرہ لکھن جائے گا اور سر تک کی کھال جل کر گر پڑے گی۔ جب پئے گا تو آنتیں کٹ کر نکل جائیں گی۔ (اللہ غزُو جَلُّ کی پناہ) یعنی ہر عذاب کے بعد اس سے زیادہ شدید و غلیظ عذاب ہوگا۔ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ.“

یا اِلٰهَ الْعٰلَمِیْنَ عَزَّوَجَلَّ! مانگنے والے تیرے دروازے پر کھڑے ہیں اور فقراء تیری بارگاہ کی پناہ لئے ہوئے ہیں، سالکین کی کشتی تیرے بحرِ کرم کے ساحل پر کھڑی ہے، سب اس اجازت نامے کی امید کئے ہوئے ہیں جو تیری رحمت کے کنارے تک پہنچا دے۔ یا اِلٰهَ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو اس مہینے صرف ان لوگوں کی ہی عزت بلند فرمائے گا جنہوں نے تیری رضا کی خاطر روزے رکھے تو گناہوں کے سمندر میں ڈوبے ہوئے گنہگار کہاں جائیں گے؟ اگر تو صرف اطاعت شعاروں پر رحم فرمائے گا تو نافرمانوں کا کیا بنے گا؟ اگر تو صرف عمل کرنے والوں کو قبول فرمائے گا تو کوتاہیاں کرنے والوں کو کون سہارا دے گا؟ یا اِلٰهَ عَزَّوَجَلَّ! روزے دار نفع حاصل کر گئے، راتوں کو قیام کرنے والے کامیابی کی چوٹی پر پہنچ گئے، اخلاص والے نجات پا گئے۔ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں، ہم پر رحم فرما اور ہمیں اپنے فضل و احسان سے نوازدے اور ہم سب کو محض اپنی رحمت سے بخش دے۔

یا اَرْحَمَ الرَّحِیْمِیْنَ عَزَّوَجَلَّ.

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ ہے: ”اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سات اشخاص کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا (۱) عادل حکمران (۲) وہ نوجوان جس کی جوانی عبادتِ الہی میں گزری (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد سے نکلتے وقت مسجد میں لگا رہے حتیٰ کہ واپس لوٹ آئے (۴) وہ شخص جو اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے لئے محبت کرتے ہوئے جمع ہوئے اور محبت کرتے ہوئے جدا ہو گئے (۵) وہ شخص جو خلوت میں اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتا ہو اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں (۶) وہ شخص جسے کوئی مال و جمال والی عورت گناہ کیلئے بلائے اور وہ کہے کہ میں اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں“ (۷) وہ شخص جو اس طرح چھپا کر صدقہ دے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ دائیں نے کیا صدقہ کیا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل اخفاء الصدقة، الحدیث ۲۳۸۰، ص ۸۴۰، بتقدم و تاخر)



رخصت ماہ رمضان

بیان 6:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس کی معرفت بلند و بالا ہے، تجھے عقلی دلائل سے اس کے رازوں کا ادراک نہیں ہو سکتا اور اس کی صفت واضح ہے جسے نقلی دلائل سے کوئی گدلا نہیں کر سکتا اور اس کا فیصلہ مکمل ہو چکا جسے کوئی ٹال نہیں سکتا، اس کی بادشاہت بہت بلند اور وہ بزرگ و برتر ہے، اس کی ازلیت دائمی ہے جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا، اس نے تنہا تمام کائنات، اس کے متعلقات، زمین و آسمان اور ستاروں کو بنایا اور ماہ و سال اور دن رات کو ایک مقدار کے مطابق بنایا۔ اور تمام خوبیاں اس کے لئے ہیں جس نے ماہ رمضان کو سب دنوں سے افضل بنایا، اس کو عظمت سے نوازا اور اس میں اپنی لاریب کتاب نازل فرمائی اور عزت کا دروازہ کھولا۔ چنانچہ اللہ عزوجل اپنی پختہ و واضح آیات بینات میں اس امت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (ب ۲، البقرة: ۱۸۳) ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے۔

کیونکہ اس امت کے علاوہ کسی امت کو ایام رمضان جیسے افضل دن اور راتیں عطا نہ کی گئیں۔ کیا سابقہ امتیں اس فرمان پر فخر کر سکتی ہیں؟ ”الصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اُجْزِيْ بِهٖ لِعِنِّي رَوْزَهٗ مِیْرَے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔“

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ ”يُرِيدُونَ اَنْ يُبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ“ الحدیث ۷۴۹۲، ص ۶۲۴)

اس کی جزا یہ ہے کہ آنکھیں نور باری تعالیٰ کے دیدار سے لطف اندوز ہوں گی۔ کیا سابقہ امتوں کے لئے یہ اعلان کیا

گیا؟ جسے ہر دو روزہ نزدیک والے نے سنا: ”لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ لِعِنِّي رَوْزَهٗ دَارِکَے لئے دو خوشیاں ہیں۔“

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ ”يُرِيدُونَ اَنْ يُبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ“ الحدیث ۷۴۹۲، ص ۶۲۴)

کیا امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی امت کو شب قدر کی خوشخبری دی گئی کہ جس میں جبرائیل امین علیہ السلام اور دیگر فرشتے زمین پر تشریف لاتے ہیں؟ کیا سابقہ امتوں کو ماہ رمضان جیسے افضل دن اور راتیں عطا کی گئیں؟ اس مہینے کی پہلی رات میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس کے اطراف سے حوریں اور جنتی بچے دوڑتے چلے آتے ہیں اور رضوان جنت (یعنی جنت کے دربان) سے پوچھتے ہیں: ”اے رحمن عزوجل کے امین! جنت کو کیا ہوا کہ اس کے بالا خانے بلند ہو رہے ہیں؟“ رضوان جنت کی طرف سے جواب ملتا ہے: ”یہ ماہ رمضان کی پہلی رات ہے جس میں ہر جان کی خواہش پوری ہوتی ہے۔“ پھر جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے اور انہیں ادھر ادھر پھرنے سے روک دیا جاتا ہے، جہنم سے آزاد ہونے والوں کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں، فرشتے اس امت کو بشارتیں اور مبارکیں دینے کے لئے

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

تشریف لاتے ہیں، اس کی ہر رات اللہ عزوجل خود روزے داروں پر سلام بھیجتا ہے اور جب لیلة القدر تشریف لاتی ہے تو حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نازل ہو کر فرشتوں سے فرماتے ہیں: ”روزے داروں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے پروردگار عزوجل نے ان کو اس قدر نیکیاں عطا فرمائی ہیں جن کو کوئی شمار بھی نہیں کر سکتا۔ اس رات آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور شروع رات سے ہی فرشتے نازل ہو جاتے ہیں اور پوری رات زمین میں ہی ٹھہرتے اور عبادت کرتے ہیں، اور رات کی تاریکی میں قیام کرنے والے روزے داروں سے مصافحہ کرتے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہیں۔“

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت:

حضرت سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحب لؤلؤ لاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے سارا زمانہ روزے رکھے۔“ (السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب الصیام، باب ذکر اختلاف..... الخ، الحدیث ۲۸۶۲-۶۳، ج ۲، ص ۱۶۳)

روزے کی جزا:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلبِ سینہ، باعثِ فزولِ سیکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”ابنِ آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے سوائے روزے کے کیونکہ یہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا بھی میں ہی دوں گا۔“

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب هل يقول اني صائم اذا شتم، الحدیث ۱۹۰۴، ص ۱۴۹)

اے نافرمانیوں سے رب عزوجل کا مقابلہ کرنے والے اور نگہبان سے شرم و حیا نہ کرنے والے! بے شک ماہِ رمضان کی جدائی قریب آچکی ہے اور تو ابھی تک اپنے رب عزوجل سے صلح کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔ قبولیت کی ہوا چل چکی ہے اور عرفانِ الہی عزوجل کی مہک محسوس ہو رہی ہے، کیا تو نے ماہِ رمضان کی شان میں رحمن و منان عزوجل کا یہ فرمان نہیں سنا: ”روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔“

(صحیح البخاری، کتاب التوجید، باب قول الله تعالى ”يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ“ الحدیث ۷۴۹۲، ص ۶۲۴)

مرنے کے بعد نیک اعمال مدد کرتے ہیں:

منقول ہے کہ ایک شخص کو نزع کے عالم میں شیاطین نے گھیر لیا تو ذکرِ الہی عزوجل نے اسے بچالیا۔ جب انتقال ہوا

اور قبر میں عذاب نازل ہوا تو وضو نے اسے عذاب سے بچا لیا۔ اور جب عذاب کے فرشتے آئے تو نماز نے بچا لیا۔ اور جب پیاس سے تڑپنے لگا تو ماہِ رمضان کے روزے نے آکر اس کو سیراب کر دیا۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دنیا و آخرت میں ماہِ رمضان کی برکات اور اس کے نفع کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ دنیوی برکت و نفع یہ ہے کہ یہ تمہیں عذاب اور جہنم کا موجب بننے والی خواہشات سے بچاتا ہے اور اخروی برکت و نفع یہ ہے کہ تم مالک و ہابِ عز و جَل کی بارگاہ سے معافی اور رضا کی خیرات پانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

روزے کا ثواب دیدارِ الہی عز و جَل ہے:

حضرت سیدنا ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ گرمیوں میں روزہ رکھا پھر سو گئے۔ خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا: ”اے ابوسلیمان دارانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیا آپ آج کے روزے کا ثواب ایک ہزار دینار کے عوض بیچتے ہیں؟“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب فرمایا: ”میرے رب عز و جَل کی عزت کی قسم! میں نہیں بیچتا۔“ پھر پوچھا گیا: ”کس چیز کے عوض بیچیں گے؟“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”میں یہ ثواب دُنیا و مافیہا (یعنی دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے) کے بدلے بھی نہیں بیچتا۔ البتہ! اپنے مولیٰ عز و جَل کے دیدار کے عوض بیچ دوں گا۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا گیا: ”پھر روزہ رکھے! اِنْ شَاءَ اللہ عز و جَل! عنقریب آپ اپنے رب عز و جَل کا دیدار کریں گے۔“

اللہ عز و جَل نے آسمانی کتابوں میں ارشاد فرمایا: ”اے میرے بندے! میری ملاقات کے لئے تیار ہو جا، عنقریب تو مجھ سے ملے گا۔ اور میری بندگی بجالا کیونکہ میں ہی تیرا مالک ہوں، وہ شخص مجھے کس آنکھ سے دیکھے گا جس نے میری نافرمانی کی؟ یا وہ شخص کس منہ سے ملے گا جو میری عظمتِ شان کو بھول چکا ہے؟ وہ بندہ خسارے میں ہے جسے میں اپنے دیدار سے محروم کر دوں گا۔ جب سچائی کے پیکر میرے قریب ہوں گے اور بد بخت میری بارگاہ سے دھتکار دیئے جائیں گے، پھر میں حجاب اٹھا کر اُن پر ہیزگاروں پر تجلی فرماؤں گا جو مجھے محبوب رکھتے ہیں۔ اے میرے بندے! میرے دروازے پر کھڑا ہو جا کہ میں کریم ہوں اور میری پناہ مانگ کہ میرا راستہ ہی سیدھا ہے۔“

پیارے اسلامی بھائیو! رمضان شریف کا یہ مبارک مہینہ اب تم سے لوٹنا چاہتا ہے اور کوچ کا ارادہ کئے ہوئے ہے، یہ اللہ عز و جَل کی بارگاہ میں تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف ان اعمال کی گواہی دے گا جو تم نے کئے یا چھوڑ دیئے، اگر اس مہینے سے تمہارے دل آباد ہو گئے اور گناہوں کے اثرات ختم ہو گئے تو یہ تمہارا کتنا اچھا مہمان ہے؟ تو کیا تم نے اس کا حق ضائع کر دیا یا اس کی ایسی عزت کی جو تم پر واجب تھی؟ شاید! تو بہ کرنے والے کو یہ سال دوبارہ نہ ملے اور اگر موت نے غافل کو مہلت نہ دی تو وہ

اس وقت نادیم ہوگا جب ندامت کوئی فائدہ نہ دے گی، اور جب قیامت کے دن اس کے قدم ڈگمگائیں گے تو اپنے گناہوں پر افسوس کرے گا۔

یقیناً مقدّر کا سکندر ہے وہ شخص جس نے بقیہ زندگی کو غنیمت جان کر نیکیوں میں جلدی کی اور بد بخت ہے وہ شخص جس نے اپنی زندگی غفلت میں گزار دی، اس شخص کو بھلائی کیونکر نہ ملے گی جو لیلۃ القدر میں قیام کرتا ہے؟ کیا یہ قبولیت کی رات نہیں؟ پس اے غافل! تو کیوں غفلت میں ہے؟ کیا یہ قدر کی رات نہیں؟ تو کب تک نیند میں پڑا رہے گا؟

تائبین کے لئے بخشش کی نوید:

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ماہ رمضان کے آخری بچھہ حضرت منصور بن عمار و اعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محفل میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے روزوں کی فضیلت، راتوں کی عبادت اور مخلصین کے لئے جو اجر تیار کیا گیا ہے اس کے متعلق بیان فرمایا تو ایسے لگ رہا تھا گویا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان کے اثر سے ٹھوس پتھروں سے آگ ظاہر ہو رہی ہے۔ بلاشبہ اللہ عزوجل کی قسم! (ایسا ہو سکتا ہے) کیونکہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿۱﴾ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۗ ترجمہ کنز الایمان: اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں۔ (البقرہ: ۷۴)

لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محفل میں نہ کسی نے حرکت کی، نہ ہی کسی نے اپنے گناہوں کی شکایت کی جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محفل کی خاموشی کو ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! کیا اپنے عیوب سے آگاہ ہو کر کوئی بھی رونے والا نہیں؟ کیا یہ مہینہ توبہ و بخشش کا نہیں؟ کیا یہ مہینہ عفو و رضا کا سرچشمہ نہیں؟ کیا اس میں جنت کے دروازے نہیں کھولے جاتے؟ کیا اس میں جہنم کے دروازے بند نہیں کئے جاتے؟ کیا اس میں شیاطین کو جکڑا نہیں جاتا؟ کیا اس میں انعام و اکرام کی بارش نہیں ہوتی؟ کیا اس میں اللہ عزوجل تجلی نہیں فرماتا؟ کیا اس میں ہر رات افطاری کے وقت دس لاکھ جہنمی جہنم سے آزاد نہیں کئے جاتے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اس ثواب سے محروم ہوتے ہو؟ اور مخالفت کے لہادے میں تکبر کرتے ہو۔“

ارشاد ربانی ہے:

﴿۲﴾ أَفَسِحْرٌ هَذَا أَمْ أَنْتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ۚ ترجمہ کنز الایمان: تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوچتا نہیں۔

(ب ۲۷، الطور: ۱۰)

(اس کے بعد آپ نے فرمایا:) سب اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ کرو، تو سب اہل مجلس بلند آواز سے گریہ

وزاری کرنے لگے اور ایک نوجوان اپنے گناہوں کی وجہ سے روتا ہوا غم کی حالت میں کھڑا ہو گیا اور عرض کی: ”یا سیدی! بتائیے کہ کیا میرے روزے مقبول ہیں؟ کیا میرا راتوں کا قیام دوسرے قیام کرنے والوں کے ساتھ لکھا جائے گا؟ حالانکہ مجھ سے بہت گناہ سرزد ہوئے، میں نے اپنی عمر نافرمانیوں میں برباد کر دی، عذاب کے دن سے غافل رہا۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”اے لڑکے! اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرو، کیونکہ اس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿۳﴾ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ (ب، ۱۶، ۸۲) ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن پڑھنے والے کو یہ آیت مبارکہ پڑھنے کا حکم فرمایا:

﴿۴﴾ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ (ب، ۲۵، الشوری: ۲۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور

گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔ (۱)

اس نوجوان نے ایک زوردار چیخ ماری اور کہا: ”میری خوش نصیبی ہے کہ اس کا احسان مجھ تک پہنچتا رہا لیکن اس کے باوجود میں نافرمانیوں میں اضافہ کرتا رہا اور گمراہی کے راستے سے نہ لوٹا۔ کیا گزرے ہوئے وقت کی جگہ کوئی اور وقت ہوگا کہ جس میں اللہ تعالیٰ درگزر فرمائے گا۔“ پھر اس نے دوبارہ چیخ ماری اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

پیارے اسلامی بھائیو! ماہ رمضان کے فراق پر کیوں نہ رو دیا جائے؟ اور عفو و مغفرت کے مہینے پر کیوں نہ افسوس کیا جائے؟ اس مہینے کی جدائی پر کیوں نہ غم کیا جائے جس میں جہنم سے آزادی نصیب ہوتی ہے؟

روزانہ دس لاکھ گنہگاروں کی دوزخ سے رہائی:

منقول ہے کہ جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک سجایا جاتا ہے یہاں تک کہ جب اس کی پہلی رات آتی ہے تو عرش کے نیچے ”میشرہ“ نامی تیز ہوا چلتی ہے تو جنتی درختوں کے پتے پھڑ پھڑاتے ہوئے جنت کے دروازوں پر لگتے ہیں تو ان کی ایسی آواز سنائی دیتی ہے کہ کسی سننے والے نے اس سے زیادہ دلکش آواز نہ سنی ہوگی۔ پھر زینت سے آراستہ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جنت کے بالا خانوں میں کھڑی ہو کر پکارتی ہیں: ”کیا کوئی خوش نصیب ہے جو اللہ عزوجل کو ہمارے نکاح کا پیغام دے تاکہ اللہ عزوجل ہمارا نکاح اس سے کر دے۔“ پھر دربان جنت سے پوچھتی ہیں:

①..... مفسر شہیر، خلیفہ علیہ السلام، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

”مسئلہ: توبہ ہر ایک گناہ سے واجب ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی بدی و معصیت سے باز آئے اور جو گناہ اس سے صادر ہوا اس پر نادم ہو اور ہمیشہ گناہ سے بچنے کا پختہ ارادہ کرے اور اگر گناہ میں کسی بندے کی حق تلفی بھی تھی تو اس حق سے بطریق شرعی عہدہ برآ ہو۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

”اے رضوان! یہ کون سی رات ہے؟“ تو وہ ان کو لبیک کہتے ہوئے جواب دیتا ہے: ”اے حسین صورت و سیرت والیو! یہ ماہِ رمضان کی پہلی رات ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا ہے کہ ”اے رضوان! میرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کے روزے داروں کے لئے جنت کے دروازے کھول دو۔ اے جبریل! زمین کی طرف جاؤ، مرد و شیطین کو زنجیروں میں جکڑ دو اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر انہیں سمندر کی گہرائی میں پھینک دو تا کہ یہ میرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کے روزے فاسد کرنے کی کوشش نہ کریں۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ ماہِ رمضان کی ہر رات تین مرتبہ ارشاد فرماتا ہے: ”ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اسے معاف کر دوں؟ ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اسے عطا کروں؟ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول فرماؤں؟“ اللہ عَزَّوَجَلَّ ماہِ رمضان کی ہر رات افطار کے وقت دس لاکھ جہنمی کہ جن پر عذاب واجب ہو چکا ہوتا ہے، دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔ جب ماہِ رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اس دن مہینے کے شروع سے آخر تک آزاد کئے ہوؤں کی تعداد کے برابر جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اجر و ثواب میں رغبت کرو اور ماہِ رمضان کو الوداع کرو، رحمت کا دروازہ بند ہونے سے پہلے ہی اعمالِ صالحہ بجالانے میں جلدی کرو، یہ ماہِ رمضان ہے، اب اس کی رخصتی کا وقت آچکا ہے، اس کا قیام رات کو آنے والے مہمان جیسا ہے، یا اس محبوب جیسا ہے جو تھوڑی دیر قیام کر کے جدا ہونے والا ہو، پس اس مہینے عملِ صالح کی کثرت کرو، آخرت کا توشہ تیار کر لو، افسوس اور گریہ وزاری کرتے ہوئے اسے الوداع کرو۔

سبحان اللہ عَزَّوَجَلَّ! وہ لوگ خوب ہیں جو شہوات کو چھوڑ کر تنہائی میں قیام کرتے ہیں، قرآن حکیم ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں، اگر تم انہیں سحری کے وقت دیکھو تو روتا ہوا پاؤ گے، بار بار قرآن پڑھتے ہیں، سُریلی آواز میں قرآنِ پاک کی تلاوت کر کے کانوں کو راحت و سکون پہنچاتے ہیں، وہ غموں کی چادر و لحاف اوڑھ لیتے ہیں اور جب روتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو جاتا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ماہِ رمضان تو ایسے گزر گیا جیسے وہ آیا ہی نہ تھا، وہ کوتاہیوں کی کوتاہیوں اور نیکو کاروں کی نیکیوں پر گواہ بن چکا ہے، جس کے حصے میں نفع یا نقصان آیا وہ اسے حاصل ہوگا، ہائے! گنہگار کی حسرت! اس نے وقت ضائع کر دیا۔ ہائے! اختیار رکھنے والے کی محرومی! ایسا لگتا ہے گویا اس نے موت سے امان لے رکھی ہے یا شاید تقدیر سے دوسرے رمضان تک مہلت دے دے گی۔ یہ تمہارا مہینہ رخصت ہو رہا ہے کہ جس نے تمہارے آنسو ختم کر دیئے ہیں اور خود بڑی تیزی سے جا رہا ہے، اب جدا ہونے والے کے لئے رونا کہاں ہے؟ بھلائی کرنے والے اور اس کی طرف رہنمائی کرنے والے کی پیروی کہاں ہو رہی

ہے؟ اللہ عزوجل کی قسم! ماہ رمضان کے روزوں اور شب بیداری کا زمانہ کتنا اچھا ہے، اس کے اوقات میل کچیل کی آفات سے کتنے صاف و شفاف ہیں، اس میں تلاوت کلام پاک میں مشغول ہونے میں کتنی لذت ہے۔

اے کاش! میں جان لیتا کہ کس نے ماہ رمضان میں واجبات اور سنتوں کا اہتمام کیا؟ کس نے اس میں اپنے عمل کی عمارت کو تعمیر کرنے کی کوشش کی؟ کس نے لوگوں کے سامنے اور چھپ کر اخلاص سے عبادت کی؟ اور کون روزے کی آفات اور آزمائش سے محفوظ رہا؟

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جس کا گھر نہیں اس کی راحت گریہ وزاری میں ہے۔ اس شخص کی حالت کیسی ہوگی جسے اس کے گھر والے، بھائی اور پیچھے والے بھول جائیں گے؟ گناہوں نے ہمارے چہروں کو سیاہ کر دیا ہے، یہ کب نیکیوں سے سفید ہوں گے؟ اب وقت ہے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گریہ وزاری کی کثرت کر لو اور بلند آواز سے اس طرح دعا کرو: ”یا الہی عزوجل! ہمیں اپنے شفیع المذنبین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ کر اور تقویٰ کو ہمارے لئے سب سے زیادہ نفع بخش سامان بنا دے اور اس ماہِ غفران میں ہمیں گناہ گاروں میں شمار نہ کر اور اے ارحم الراحمین! بروز قیامت ہمیں خوف سے اسن عطا فرما۔ (آمین)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ



دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوتِ اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے
 اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

شب قدر کے فضائل

بیان 7:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے دلوں کو پاک اور منور کیا، ستاروں کو روشنی دی، ہواؤں کو مسخر کیا، بادلوں کو پھیلا یا پھران کو برسا دیا، باغات میں بارش بھیج کر درختوں کو زندگی بخشی، پھلوں کو پیدا کیا۔ اس نے عبادات کے دنوں کو دیگر تمام اوقات پر فضیلت دی، خیرات و برکات کے حصول کو آسان فرما دیا اور ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر شرف بخشا اور اس کی راتوں کو فضیلت عطا فرمائی اور اس مہینے کو شب قدر کے ذریعے ممتاز فرما دیا جو ہزار مہینوں (یعنی تراسی سال اور چار ماہ) سے بہتر ہے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد رحمت بنیاد ہے: اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (پ ۳۰، القدر: ۱) ترجمہ کنز الایمان: بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا۔ (۱)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”اللہ عزوجل نے لوح محفوظ سے بیت العزت کی طرف ایک ہی دفعہ پورا قرآن حکیم ماہ رمضان، شب قدر میں نازل فرمایا۔“ مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”بیت العزت آسمان دنیا میں ہے۔“

لیلۃ القدر کہنے کی وجہ:

اسے لیلۃ القدر کہنے کی پانچ وجوہات ہیں:

(۱)..... قدر کا معنی عظمت ہے، اور چونکہ یہ رات بھی عظمت والی ہے اس لئے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”شب قدر شرف و برکت والی رات ہے۔ اس کو شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس شب میں سال بھر کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں اور ملائکہ کو سال بھر کے وظائف و خدمات پر مامور کیا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی شرافت و قدر کے باعث اس کو شب قدر کہتے ہیں۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ چونکہ اس شب میں اعمال صالحہ منقول ہوتے ہیں اور بارگاہ الہی میں ان کی قدر کی جاتی ہے اس لئے اس کو شب قدر کہتے ہیں۔ احادیث میں اس شب کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جس نے اس رات میں ایمان و اخلاص کے ساتھ شب بیداری کر کے عبادت کی اللہ تعالیٰ اس کے سال بھر کے گناہ بخش دیتا ہے۔ آدی کو چاہئے کہ اس شب میں کثرت سے استغفار کرے اور رات عبادت میں گزارے۔ سال بھر میں شب قدر ایک مرتبہ آتی ہے اور روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ وہ رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ میں ہوتی ہے۔ اور اکثر اس کی بھی طاق راتوں میں سے کسی رات میں۔ بعض علماء کے نزدیک رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شب قدر ہوتی ہے۔ یہی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

(۲)..... قدر کا معنی تنگی ہے، چونکہ اس رات زمین اپنی وسعت کے باوجود فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے تنگ ہو جاتی ہے، اس لئے اسے لیلة القدر کہا جاتا ہے۔

(۳)..... قدر کا معنی حکم ہے، چونکہ اس رات اشیاء کے متعلق ان کی حقیقتوں کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہیں اس لئے اسے لیلة القدر کہا جاتا ہے۔

(۴)..... قدر کا معنی عزت ہے یعنی جس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہو وہ بھی اس رات کی برکت سے صاحب قدر ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کا نام لیلة القدر ہے۔

(۵)..... یا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں قدر والی کتاب نازل ہوئی، یا یہ کہ اس میں قدر والے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

کیا لیلة القدر اب بھی باقی ہے؟

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا شب قدر اب بھی باقی ہے یا یہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص تھی؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں جن میں سے صحیح ترین یہی ہے کہ یہ اب بھی باقی ہے اور ماہ رمضان میں آتی ہے۔

کون سی رات لیلة القدر ہے؟

اس میں اختلاف ہے کہ شب قدر کون سی رات ہے، اس کے متعلق چھ اقوال ہیں: (۱)..... رمضان المبارک کی پہلی رات (۲)..... اکیسویں رات (۳)..... تیسویں رات (۴)..... پچیسویں رات (۵)..... ستائیسویں رات اور (۶)..... اثنیسویں رات۔ اور بعض کا قول ہے کہ شب قدر ماہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔ (۱)

﴿۱﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۚ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۚ (ب، ۳۰، القدر: ۲-۳)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "(یعنی ایسے ہزار مہینے) جو شب قدر سے خالی ہوں۔ اس ایک رات میں نیک عمل کرنا ہزار راتوں کے عمل سے بہتر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمم گذشتہ کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو تمام رات عبادت کرتا تھا اور تمام دن جہاد میں مصروف رہتا تھا۔ اس طرح اس نے ہزار مہینے گزارے تھے۔ مسلمانوں کو اس سے تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب قدر عطا فرمائی اور یہ آیت نازل کی کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔" بقیا مگلے صفحہ پر.....

حضرت سیدنا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں کہ شبِ قدر میں عبادت اور نیک عمل ایسے ہزار مہینوں کی عبادت اور نیک عمل سے بہتر ہے جس میں شبِ قدر نہ ہو۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بنی اسرائیل کے ایک شخص کا تذکرہ ہوا، جس نے ایک ہزار ماہ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس سے بہت تعجب ہوا اور تمنا کرنے لگے: ”کاش! ان کے لئے بھی ایسا ممکن ہوتا۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی: ”اے میرے رب عزوجل! تو نے میری امت کو کم عمر عطا فرمائی اب ان کے اعمال بھی کم ہوں گے۔“ تو اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شبِ قدر عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا: ”اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو میں نے تجھے اور تیری امت کو ہر سال عطا فرمائی ہے۔ یہ رات ماہِ رمضان میں تمہارے لئے اور قیامت تک آنے والے تمہارے امتیوں کے لئے ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔“ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ تَنْزِيلُ الْمَلَكَةِ وَالرُّوحِ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ
أَمْرٍ ۝ سَلَّمَ تَفْ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (پ ۳۰، القدر: ۴)

ترجمہ کنز الایمان: اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں، اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے۔ وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اس رات فرشتے اگلے سال تک کے لئے ہر وہ حکم لے کر اترتے ہیں جس کا اللہ عزوجل نے فیصلہ فرما دیا ہے۔“ اور یہ رات طلوعِ فجر تک ایسی سلامتی والی ہے کہ اس میں نہ کوئی بیماری ہوگی، نہ کوئی شیطان بھیجا جائے گا۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ”جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لئے شبِ قدر میں قیام کرے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“ (صحیح البخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر باب فضل لیلۃ القدر، الحدیث ۲۰۱۴، ص ۱۵۷)

آخری سات راتوں میں تلاش کرو:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ”کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آخری سات راتوں میں خواب میں شبِ قدر دیکھی تو حضور نبی پاک، صاحبِ کواکب، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں دیکھتا

بقیہ..... (اخر جہ ابن جریر عن طریق مجاہد) یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کرم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آشتی شبِ قدر کی ایک رات عبادت کریں تو ان کا ثواب پچھلی امت کے ہزار ماہ عبادت کرنے والوں سے زیادہ ہو۔“

ہوں کہ تمہارے خواب رمضان کی آخری سات راتوں میں متفق ہو گئے ہیں پس جو اسے تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔“ (صحیح البخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب التماس لیلۃ القدر..... الخ، الحدیث ۲۰۱۵، ص ۱۵۷)

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ”نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں عبادت کے لئے کمر بستہ ہو جاتے، خود بھی تمام راتیں جاگ کر گزارتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے۔“ (صحیح البخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان، الحدیث ۲۰۲۴، ص ۱۵۸۔ صحیح ابن خزيمة، کتاب الصیام، باب استحباب احیاء لیالی العشر الاواخر من شهر رمضان..... الخ، الحدیث ۲۲۱۴، ج ۳، ص ۳۴۱)

شب قدر کی علامات:

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سزور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ”میں نے شب قدر کو دیکھا پھر مجھے بھلا دی گئی۔ لہذا تم اسے رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو اور (اس کی پہچان یہ ہے کہ) یہ ایک خوشگوار رات ہے، نہ گرم، نہ سرد، اس رات چاند کے ساتھ شیطان نہیں نکلتا یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔“

(صحیح ابن خزيمة، کتاب الصیام، باب صفة لیلۃ القدر بنفی الحرو البرد..... الخ، الحدیث ۲۱۹۰، ج ۳، ص ۳۳۰، مختصر)

لیلۃ القدر کی دعا:

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اگر مجھے شب قدر کا علم ہو جائے تو میں کیا دعا کروں؟“ تو حضور سید المبعوثین، جنابِ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یہ دعا کرو: ”اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفْوٌ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي عِنِّي عَنِ الْعَفْوِ عَزَّوَجَلَّ! تو بہت معاف کرنے والا، کرم فرمانے والا ہے۔ معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرمادے۔“

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل سؤال العافیة والمعافیة، الحدیث ۳۵۱۳، ص ۲۰۱۳)

ستاکیسویں رات شب قدر ہے:

حضرت سیدنا محمد بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین صحابہ کے گروہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی موجود تھے کہ شب قدر کا تذکرہ ہوا، پس ان حضرات نے شب قدر

کے متعلق جو کچھ سن رکھا تھا، کہہ دیا لیکن حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خاموش رہے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار فرمایا: ”اے عبد اللہ بن عباس! آپ گفتگو کیوں نہیں کر رہے؟ آپ بھی کچھ بولنے پر پابندی نہیں۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ یوں گویا ہوئے: ”بے شک اللہ عزوجل طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔ اس نے ایام دنیا کو اس طرح بنایا کہ وہ سات کے گرد چکر لگا رہے ہیں (یعنی ہفتہ میں سات دن ہیں)، انسان کو بھی سات چیزوں سے پیدا کیا۔ ہمارے رزق کو بھی سات چیزوں سے پیدا کیا، ہمارے اوپر سات آسمان بنائے اور نیچے سات زمینیں بچھائیں، سات سمندر بنائے، سجدے میں زمین پر لگنے والے اعضاء سات بنائے، قرآن مجید میں سات قسم کے رشتہ داروں سے نکاح حرام فرمایا اور سات قسم کے ورثاء پر وراثت تقسیم فرمائی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ فاتحہ کی سات آیات عطا فرمائیں اور شیاطین کو بھی سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ لہذا میرا خیال ہے کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے۔“ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعجب ہوئے اور ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! ابن عباس کی طرح کون روایت بیان کر سکتا ہے؟“

(حلیۃ الاولیاء، عبد اللہ بن عباس، الحدیث ۱۱۲۳، ج ۱، ص ۳۹۲، بتغییر)

منقول ہے کہ اس سورت کے کلمات کی تعداد تیس ہے اور حتی مطلع الفجر پر اس کا اختتام ہے اور ”ہی“ ستائیسواں کلمہ ہے، یہ اس بات پر دلیل ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ القدر، تحت الآیۃ ۵، ج ۸، ص ۴۳۱)

شب قدر کے نور کے متعلق مختلف اقوال:

ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو نور کے ساتھ خاص کیا گیا اور فضیلت دی گئی ہے جو آسمان سے اللہ عزوجل کے نوری جھنڈے کی مثل نازل ہوتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ نور بڑے خمیے کی مثل ہے، بعض نے کہا کہ وہ طوبی درخت کا نور ہے، بعض نے کہا کہ رحمت کا نور ہے، بعض نے کہا کہ حمد کے جھنڈے کا نور ہے، بعض کا قول ہے کہ ملائکہ کے پروں کا نور ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ عبادت الہی عزوجل کا نور ہے، ایک قول یہ ہے کہ اہل معرفت کے اسرار کا نور ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ ہیبت کا نور ہے۔

پھر شب قدر ایسی پسندیدہ رات ہے جو تمام راتوں سے افضل ہے۔ بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اللہ عزوجل کے اس فرمان ”لَيْسَ الْقَدْرُ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ“ کی تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ اس ایک رات میں ہزار مہینوں سے زیادہ رحمت ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے (گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ) اس ایک رات میں نافرمانوں اور گناہگاروں پر میری اس سے زیادہ رحمت ہوتی ہے جتنی ہزار مہینوں میں اُن پر ہوتی ہے۔ اس رات کو شب قدر کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل کے ہاں اس

کی قدر و منزلت اور عظمت بہت زیادہ ہے۔ حضرت سیدنا ابوالفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ شبِ قدر میں رزق، موت، امراض، مصائب، بلائیں، عافیت، فرحت، سرور، نفع و نقصان اور آئندہ سال کی شبِ قدر تک کی تمام باتیں لکھ دی جاتی ہیں۔

شبِ قدر فرشتے جھنڈے لے کر اترتے ہیں:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوشِ حصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جو دو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال سٹی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ جنت نشان ہے: ”جب شبِ قدر آتی ہے تو سدرۃ المنتہیٰ میں رہنے والے فرشتے اپنے ساتھ چار جھنڈے لے کر اترتے ہیں۔ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک جھنڈا میرے ذن کی جگہ پر، ایک طور سینا پر، ایک مسجدِ حرام پر اور ایک بیٹ المقدّس پر نصب کرتے ہیں، پھر وہ ہر مؤمن اور مؤمنہ کے گھر داخل ہو کر انہیں سلام کہتے ہیں: ”اے مؤمن مرد اور عورت! اللہ عزّوجلّ تمہیں سلام بھیجتا ہے۔“ (تفسیر قرطبی، سورۃ القدر، تحت الآیۃ ۵، الجزء العشرون، ج ۱۰، ص ۹۷ اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو سب سے پہلے حضرت جبرائیل (علیہ السلام) زمین و آسمان کے درمیان بلندی پر چلے جاتے ہیں اور اپنے بازو پھیلا دیتے ہیں۔ اور سورج بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے، پھر جبرائیل امین (علیہ السلام) فرشتوں کو ایک ایک کر کے بلاتے ہیں اور فرشتوں کا نور اور جبرائیل کے پردوں کا نور اکٹھا ہو جاتا ہے اور بغیر شعاعوں کے دودھیا سورج طلوع ہوتا ہے پس جبرائیل امین اور دیگر فرشتے مؤمنین و مؤمنات کے لئے دعائے مغفرت کرنے کے لئے زمین و آسمان کے درمیان ٹھہر جاتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو آسمان دنیا پر جاتے ہیں تو آسمان کے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں: ”ہمارے قابلِ احترام فرشتوں کو مرحبا! کہاں سے آرہے ہو؟“ تو یہ کہتے ہیں: ”ہم امتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے پاس سے آرہے ہیں۔“

آسمانِ دنیا کے فرشتے پوچھتے ہیں: ”اللہ عزّوجلّ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟“ تو وہ جواب دیتے ہیں:

”امتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے نیک لوگوں کو بخش دیا گیا اور گنہگاروں کے حق میں ان کی شفاعت قبول کر لی گئی۔“ تو وہ فرشتے صبح تک اس نعمت کے شکر میں اللہ عزّوجلّ کی تسبیح و تحمید اور پاکی بیان کرتے رہتے ہیں جو اس نے امتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو عطا فرمائی۔ پھر آسمانِ دنیا کے فرشتے ان سے ایک ایک مرد و عورت کے متعلق پوچھتے ہوئے کہتے ہیں: ”فلاں مرد نے کیا کیا؟ فلاں عورت نے کیا کیا؟“ تو وہ کہتے ہیں: ”ہم نے فلاں شخص کو گذشتہ سال عبادت کرتے ہوئے پایا تھا اور اس سال بدعت پر عمل کرتے پایا۔“ تو آسمانِ دنیا کے فرشتے اس کے لئے استغفار کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں: ”گذشتہ سال ہم نے فلاں شخص کو بدعتی پایا تھا مگر اس سال عبادت کرتے ہوئے پایا۔“ تو فرشتے اس کے لئے دعا و استغفار کرنے

لگتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں: ”ہم نے دیکھا کہ کوئی ذکرِ الہی کر رہا ہے، کوئی رکوع میں ہے، کوئی سجدے میں ہے، کوئی تلاوتِ قرآن میں مگن ہے اور کوئی رورہا ہے۔“ تو فرشتے ان کے لئے بھی دعا و استغفار شروع کر دیتے ہیں۔

پھر وہ دوسرے آسمان کی طرف جاتے ہیں اور اس طرح وہ ہر آسمان میں ایک دن رات امتِ محمدیہ کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اپنے قیام کی جگہ سدرۃ المنتہیٰ میں پہنچ جاتے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ ان سے پوچھتا ہے: ”آج کل کہاں غائب ہو؟“ تو وہ کہتے ہیں: ”ہم شبِ قدر میں اللہ عزوجل کی رحمت کے نزول کے وقت اہل زمین کے پاس تھے۔“ سدرۃ المنتہیٰ کہتا ہے: ”رب عزوجل نے ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ کہتے ہیں: ”نیکوں کو بخش دیا گیا اور بروں کے حق میں ان کی شفاعت قبول کر لی گئی۔“ تو سدرۃ المنتہیٰ خوشی سے جھومنے لگتا ہے اور اللہ عزوجل کی تسبیح اور ہر عیب سے اس کی پاکی بیان کرتا ہے، اور اس پر شکر کرتا ہے جو اللہ عزوجل نے امتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو عطا فرمایا۔ تو جنت الماویٰ جھانک کر پوچھتی ہے: ”اے سدرۃ المنتہیٰ! کیوں جھوم رہا ہے؟“ وہ جواب دیتا ہے: ”مجھے میرے رہنے والوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے حوالے سے خبر دی ہے کہ اللہ عزوجل نے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بخش دیا اور بروں کے حق میں نیکوں کی شفاعت قبول فرمائی ہے۔“ تو جنت الماویٰ بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور تقدیس کرتی ہے، اور اس پر شکر ادا کرتی ہے جو اللہ عزوجل نے اس امت کو عطا فرمایا۔

جب ”جنتِ نعیم“ سنتی ہے تو جھانک کر پوچھتی ہے: ”اے جنت الماویٰ! کیا ہوا؟“ تو وہ کہتی ہے: ”مجھے سدرۃ المنتہیٰ نے اپنے رہنے والوں کے حوالے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سن کر خبر دی ہے کہ اللہ عزوجل نے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بخش دیا اور گنہگاروں کے حق میں نیکوں کی شفاعت قبول فرمائی ہے۔“ تو جنتِ نعیم بھی اسی طرح پکارتی ہے پھر جنتِ عدن، پھر اس سے کرسی سنتی ہے تو اسی طرح کہتی ہے پھر عرشِ سنتا ہے تو پوچھتا ہے: ”اے کرسی کیا ہوا؟“ تو کرسی کہتی ہے: ”مجھے جنتِ عدن نے جنتِ نعیم کے حوالے سے، جنت الماویٰ سے سن کر کہ اس نے سدرۃ المنتہیٰ سے، اس نے اپنے رہنے والوں سے، انہوں نے حضرت جبرائیل (علیہ السلام) سے سن کر خبر دی کہ اللہ عزوجل نے امتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو بخش دیا اور فرمانوں کے حق میں نیکوں کی شفاعت قبول فرمائی ہے۔“ یہ سن کر عرش بھی خوشی سے جھومنے لگتا ہے تو اللہ عزوجل پوچھتا ہے: ”کیا ہوا؟“ حالانکہ وہ جانتا ہے۔ عرش کہتا ہے: ”یا رب عزوجل! مجھے کرسی نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے حوالے سے خبر دی کہ تو نے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بخش دیا اور بروں کے حق میں نیکوں کی شفاعت قبول فرمائی ہے۔“ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے جبرائیل نے سچ کہا، سدرۃ المنتہیٰ نے سچ کہا، جنت الماویٰ نے سچ کہا، جنتِ نعیم، جنتِ عدن، کرسی اور اے عرش! تو نے بھی سچ کہا۔ میں نے امتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے لئے وہ اجر و ثواب تیار کیا ہے جو نہ تو کسی آنکھ

نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا۔“

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھو! اللہ غزوّ جَلّ نے تم پر اپنا خاص انعام واکرام فرمایا اور بغیر کسی بدلے کے بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائیں اور اپنے محبوب، نبی رحمت مثنیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نوازا اور ان کی برکت سے ہلاکت سے بچایا اور گناہگاروں کو بخش کر نیکوں میں شامل فرمایا اور ہدایت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! اپنی زندگی کے ایام میں رحمت الہی غزوّ جَلّ حاصل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ موت کے فرشتے نے گوج کا اعلان کر دیا ہے اور شب قدر کو غنیمت جانو، شاید تم سعادت مندوں کے گروہ میں شامل ہو جاؤ اس لئے کہ یہ رات زمانے کی تمام راتوں سے افضل ہے اور ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو بھی اس رات میں دعا کرتا ہے اللہ غزوّ جَلّ اس کی دعا قبول فرماتا اور اس کی آرزو اور مقصد پورا فرماتا ہے۔ جو بھی کچھ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرتا اور اس پر فضل و کرم فرماتا ہے۔ جس نے شب قدر کو عبادت میں گزارا وہ کامیاب ہو گیا۔ کتنا سعادت مند ہے وہ شخص جس نے اس کو دیکھ لیا بلاشبہ اس نے قابل فخر بھلائی کو پالیا۔ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ شب قدر طاق راتوں میں تلاش کی جاتی ہے پس اسے طاق راتوں میں تلاش کرو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

اے سیدھی راہ سے بھٹکنے والے! کیا تو ہلاکت کے انجام سے نہیں ڈرتا؟ کیا موت کی آواز نہیں سنتا؟ کیا تو اب بھی سیدھے راستے کا سوال نہیں کرے گا؟ کیا تو شب قدر کو غنیمت نہیں سمجھتا جو تیرے دل سے زنگ کو دور کر دے۔

اے اللہ غزوّ جَلّ! سوالی تیری رحمت کے دروازے پر کھڑے ہیں اور فقراء تیری بارگاہ میں حاضر ہیں اور مساکین کا سفینہ تیرے بحر کرم کے ساحل پر کھڑا ہے جو تیری وسیع رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ یا اللہ العالمین غزوّ جَلّ! اس مہینے اگر تو صرف ان لوگوں کی ہی عزت بلند کرے گا جنہوں نے تیری رضا کے لئے روزے رکھے اور قیام کیا تو گناہوں کے سمندر میں غرق لوگ کہاں جائیں گے؟ اگر تو صرف اطاعت کرنے والوں پر رحم فرمائے گا تو نافرمانوں کا کیا بنے گا؟ اگر تو صرف نیکوں کو قبول فرمائے گا تو نافرمانوں کو کون سہارا دے گا؟ یا الہی غزوّ جَلّ! روزے دار کامیاب ہو گئے، راتوں کو قیام کرنے والے کامیابی کی چوٹی پر پہنچ گئے اور اخلاص والے نجات پا گئے، یا ارحم الراحمین غزوّ جَلّ! ہم تیرے گنہگار بندے ہیں، ہم پر رحم فرما اور ہمیں اپنے فضل و احسان سے نواز دے اور ہم سب کو اپنی رحمت کے ذریعے بخش دے۔ (آمین)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ



حاجیوں کے فضائل اور ان پر انعام کا بیان

بیان 8:

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِہم سب کوان لوگوں میں شامل فرمادے جو حج بیت اللہ اور زیارت روضہ اقدس علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ (آمین)

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ خود زندہ اور دوسروں کا قائم رکھنے والا ہے، وہ پاک اور بلند ہے، اُسے نہ اُوگھ آتی ہے، نہ نیند، اُسے فنا نہیں، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، زمین و آسمان کی ہر چیز اس کی عظمت پر گواہ ہے، عقل اس کی مثل یا شبیہ نہیں پاسکتی، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے یہاں سفارش کرے، اس کی بارگاہ میں کسی کو سوال و جواب کرنے کی جرأت نہیں، مخلوق کے آگے چھپے، دائیں بائیں، اوپر نیچے ہر چیز کا اس کو علم ہے، اور اس کے علم میں سے اتنا ہی پاسکتے ہیں جتنا وہ چاہے، کوئی اس کے علم میں سے اس کی حقیقت کی تمثیل بھی نہیں پاسکتا، زمین و آسمان اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں، اس کی ہیبت سے ہر چیز کا خوف ظاہر ہے، اور ان کی نگہبانی اُسے بھاری نہیں، اور وہ ان کی حفاظت سے نہیں تھکتا، وہی ہے بلند بڑائی والا جو بلند و برتر عظمت والا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں پر حج بیت اللہ فرض فرمایا تو انہوں نے اپنی سواریوں کو تیار کر لیا۔ ان کو اپنے قرب میں بلایا تو انہوں نے اس کی محبت میں دُوری کو دُور نہ سمجھا اور نہ ہی مصائب کی پرواہ کی، ان کے چہرے رات کی تاریکی میں چمکتے ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے خانہ کعبہ کو رکن اسلام (یعنی حج) سے مشرف فرمایا تو جس نے اس رکن کو ادا کیا وہ غم اور تنگی سے نجات پا گیا۔ جو اس کے دروازے سے داخل ہوا وہ امان پا گیا، بھلائی کرنے اور سیدھے راستے پر چلنے والوں پر اس کے میزاب سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور حجر اسود اُس شخص کی گواہی دے گا جو اسے صدق و وفا کے ساتھ بوسہ دے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: **وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ** (ب، ۴، آل عمران: ۹۷) ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (۱)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سپہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "مسئلہ: اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں سپہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفسیر زاد اور احوال سے فرمائی۔ زاد یعنی توشہ، کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہئے کہ جا کر واپس آنے تک اس کے لئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل و عیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہئے۔ راہ کا اسن بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔ اس (ومن کفر) سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرض قطعاً کا منکر کافر ہے۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ”سبیل“ کا معنی یہ ہے کہ بدن تندرست ہو، زادِ راہ موجود ہو اور ایسی سواری پر ہو جو اس کو ہلاک نہ کرے۔“ اور ”وَمَنْ كَفَرَ“ کا مطلب یہ ہے کہ جو حج کرنے کو نیکی نہ سمجھے اور نہ کرنے کو گناہ نہ جانے۔

حج کی فضیلت:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جوہ و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربِّ العزت، حسنِ انسانیت غَزُوَ خَلُّ وُصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَا فَرْمَانَ مَغْفِرَتِ نَشَانِ هِيَ: ”جس نے حج کیا اور فحش کلامی نہ کی اور فسق نہ کیا تو وہ (گناہوں سے پاک ہو کر) ایسا لوٹا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الحج ولعمره، الحدیث ۱۳۵۰، ص ۱۹۰۳)

یومِ عرفہ جہنم سے آزادی کا دن:

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسول اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یومِ عرفہ سے زیادہ کسی دن جہنمیوں کو آزادی نہیں کیا جاتا پھر اللہ غَزُوَ خَلُّ قَرِيب (یعنی اپنی رحمت کے ساتھ متوجہ) ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے اور استفسار فرماتا ہے کہ ”میرے بندے کیا چاہتے ہیں؟“ فرشتے عرض کرتے ہیں: ”یا رب غَزُوَ خَلُّ! یہ غفود مغفرت چاہتے ہیں۔“ اللہ غَزُوَ خَلُّ ارشاد فرماتا ہے: ”اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ! میں نے ان سب کو بخش دیا اور ان سے درگزر کیا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل یوم عرفہ، الحدیث ۱۳۴۸، ص ۹۰۲۔ شعب

الایمان للبیہقی، باب فی المناسک، فضل الوقوف بعرفات، الحدیث ۴۰۶۸، ج ۳، ص ۴۶۰)

اللہ غَزُوَ خَلُّ ان لوگوں کو بھلائی عطا فرماتا ہے جنہوں نے دنیا میں اس کی عبادت کو نفع اور غنیمت خیال کیا اور جنہوں نے یہ دیکھا کہ نافرمانیوں میں سراسر وقت برباد کرنے سے بہت زیادہ نقصان ہے تو ان کو اللہ غَزُوَ خَلُّ نے عرفہ کے دن اپنے قریب کیا۔ جنہوں نے اس کی محبت کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا تو اللہ غَزُوَ خَلُّ نے ان کے گناہوں سے درگزر فرما کر ان کی مغفرت فرما دی اور ان کے سبب علم کو پھیلا یا تاکہ وہ سعادت مند ہو جائیں۔

فضول سوالات سے بچو:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن الغیوب غَزُوَ خَلُّ وُصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! اللہ غَزُوَ خَلُّ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو۔“ ایک

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

شخص نے عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہر سال؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی، اس نے پھر عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہر سال؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”نہیں، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا اور اگر (ہر سال) واجب ہو جاتا تو تم استطاعت نہ رکھتے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر، الحدیث ۱۳۳۷، ص ۹۰۱)

حج و عمرہ اکٹھا کرنے کی فضیلت:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”حج و عمرہ اکٹھا کرو کہ یہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو۔“ (سنن النسائی، کتاب مناسک الحج، باب فضل المتابعہ بین الحج والعمرة، الحدیث ۲۶۳۱، ص ۲۲۵۸)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر پینہ، باعث نزول سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مغفرت نشان ہے: ”حج اور عمرہ کرنے والے اللہ ﷻ کا گروہ ہیں، اگر وہ اس سے کوئی دعا کریں تو وہ قبول فرماتا ہے اور اگر مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، ابواب المناسک، باب فضل دعاء الحج، الحدیث ۲۸۹۲، ص ۲۶۵۲)

دوسری روایت یوں ہے کہ ”حج و عمرہ کرنے والے اللہ ﷻ کا گروہ ہیں، اگر وہ اس سے کوئی چیز مانگیں تو وہ عطا فرماتا ہے، اور اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو وہ انہیں معاف فرما دیتا ہے، اگر وہ اس سے دعا کریں تو قبول فرماتا ہے اور اگر سفارش کریں تو بھی قبول فرماتا ہے۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الاول، الفصل الاول، فی فضائل الحج، ج ۱، ص ۳۲۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحب لؤلؤ لاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ایک عمرہ دوسرے عمرہ کے مابین گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، الحدیث ۱۷۷۳، ص ۱۳۹)

حج مبرور کی تعریف:

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حج مبرور وہ ہے جس کے بعد گناہ نہ ہو، جیسا کہ حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک حاجی سے فرمایا: ”اے حاجی! بلاشبہ اللہ ﷻ حاجی کے عمل پر نور کی مہر لگا دیتا ہے، لہذا تو اس سے حج کہہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کر کے اس مہر کو توڑ دے۔“

والدین کی طرف سے حج کرو:

حضرت سیدنا ابورزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، صاحب معطر سینہ، باعث نزول سیکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے والد بوڑھے ہیں اور حج کی استطاعت نہیں رکھتے۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کر لو۔“

(جامع الترمذی، ابواب الحج، باب منہ ۸۷، الحدیث ۹۳۰، ص ۱۷۴۰)

حج اور عمرہ عورتوں کا جہاد ہے:

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہاں! ان پر ایسا جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں (یعنی) حج و عمرہ۔“

(سنن ابن ماجہ، ابواب المناسک، باب الحج جہاد النساء، الحدیث ۲۹۰۱، ص ۲۶۵۲)

اے میرے بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! تم کیسے حج سے پیچھے رہ جاتے ہو حالانکہ اللہ عزوجل نے تم پر حج فرض کیا ہے اور تم اس میں رغبت کیوں نہیں رکھتے حالانکہ یہ تمہارے لئے روزِ محشر کا ذخیرہ ہے اور کیونکر اس کا اہتمام نہیں کرتے حالانکہ منقول ہے کہ ”صرف ایک حج کی برکت سے تین افراد جنت میں داخل ہوں گے: (۱)..... حج کی وصیت کرنے والا (۲)..... وصیت پوری کرنے والا اور (۳)..... مرنے والے کی طرف سے حج کرنے والا۔“

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک انصاری نے سرکارِ مدینہ، قرار قلب وسینہ، باعث نزول سیکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا عظمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! چند اشیاء کے متعلق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنے کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بیٹھے جاؤ۔“ تھوڑی دیر میں قبیلہ ثقیف سے بھی ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! چند اشیاء کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”انصاری تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔“ تو

اس انصاری نے عرض کی: ”یہ شخص مسافر ہے اور مسافر زیادہ حق دار ہے۔ آپ اسی سے ابتدا کیجئے۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ثقفی کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ”اگر تم چاہو تو میں ہی تمہیں بتا دوں کہ کیا پوچھنے آئے ہو اور اگر چاہو تو تمہی سوال کرو میں جواب دیتا ہوں۔“ اُس نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میں جو پوچھنے آیا ہوں آپ خود ہی فرمادیتے کیونکہ یہ زیادہ حیران کن ہے۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم مجھ سے رکوع و سجود اور نماز روزے کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔“ تو اس نے عرض کی: ”اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بتانے میں کچھ بھی خطانہ کی جو میرے دل میں تھا۔“ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب تم رکوع کرو تو ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھ کر انگلیوں کو کشادہ کرو پھر اتنا ٹھہرو کہ ہر عضو اپنی جگہ قرار پکڑ لے۔ سجدہ کرتے وقت پیشانی کو اچھی طرح جماؤ اور چونچ نہ مارو اور دن کے اول و آخر میں نماز ادا کرو۔“ عرض کی: ”یا نبی اللہ عَزَّوَجَلَّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! اگر میں ان کے درمیان (وقت) پاؤں؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تو اس وقت نماز پڑھ لو اور ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ رکھو۔ رات کے پہلے حصے میں آرام، درمیانے میں قیام اور آخری میں پھر سو جاؤ، اگر تم درمیان سے آخر تک جاگتے رہو تو بھی نماز پڑھتے رہو۔“ وہ ثقفی اٹھ کھڑا ہوا۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انصاری کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے بھی ارشاد فرمایا: ”اگر تم چاہو تو میں ہی تمہیں بتا دوں کہ کیا پوچھنے آئے ہو اور اگر چاہو تو تمہی سوال کرو میں جواب دیتا ہوں۔“ اُس نے عرض کی: ”یا نبی اللہ عَزَّوَجَلَّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میں جو پوچھنے آیا ہوں آپ خود ہی فرمادیتے۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ حاجی کے لئے کیا اجر و ثواب ہے جب وہ گھر سے نکلے؟ وقوفِ عرفہ کا ثواب کیا ہے؟ رمی جمار کرنے (یعنی شیطان کو کنکریاں مارنے) کا اجر کیا ہے؟ سر کا حلق کروانے کا اجر کیا ہے؟ اور آخری طواف کرنے کا کیا ثواب ملے گا؟“ تو اس نے عرض کی: ”قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! آپ نے میرے دل کی بات بتانے میں کچھ خطانہ کی۔“ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب حاجی گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ہر قدم کے عوض ایک حسنہ (نیکی) لکھ دی جاتی اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ وقوفِ عرفہ کے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ آسمان دنیا پر خاص تجلی فرما کر ارشاد فرماتا ہے: ”میرے غبار آلود اور پراگندہ سر بندوں کو دیکھو! گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان کے گناہوں کو بخش دیا اگرچہ بارش کے قطروں اور ریت کے ذروں کے برابر ہوں۔“ اور جب وہ جہروں پر کنکریاں مارتا ہے تو کوئی نہیں جانتا کہ اس کا کیا اجر ہے؟ یہاں تک کہ روزِ قیامت اس کو پورا بدلہ دیا جائے گا اور جب آخری طواف کرتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔“

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الحدیث ۱۸۸۴، ج ۳، ص ۱۸۱)

یہی حدیث حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے کہ ایک انصاری حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ پوچھنے کے لئے حاضر ہوا، اسی اثناء میں ایک ثقفی بھی اس غرض سے حاضر ہوا، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے ثقفی بھائی! انصاری تجھ سے سبقت لے گیا ہے لہذا تم بیٹھ جاؤ، ہم پہلے انصاری کی حاجت سے ابتداء کریں گے۔“ اس ثقفی کا چہرہ متغیر ہو گیا تو انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہلے اس ثقفی کی حاجت پوچھ لیجئے کیونکہ میں اس کے چہرے کو بدلتا ہوا دیکھ رہا ہوں، مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایسی بات نہ کہہ دے جو مجھے ناگوار گزرے۔“ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار بازن پروردگار عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس انصاری کے لئے بھلائی کی دعا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا: ”اے ثقفی بھائی! تم سوال کرو جو چاہو اور اگر چاہو تو میں تمہارا سوال بتا کر اس کا جواب دوں۔“ اس نے عرض کی: ”مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود ہی ارشاد فرمادیں۔“ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ تم کس ماہ روزے رکھو؟ کس رات قیام کرو؟ رکوع کس طرح کرو؟ اور سجدے میں تمہاری حالت کیسی ہو؟“ اس نے عرض کی: ”اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں انہی چیزوں کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ رکھو۔ رات کے پہلے اور تیسرے حصے میں آرام اور دوسرے حصے میں قیام کرو اور اگر دوسرے سے آخر رات تک تم بیدار رہو تو بھی نماز پڑھ سکتے ہو۔ رکوع کے وقت ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر انگلیاں کشادہ رکھو۔ سجدے کے وقت پیشانی کو زمین پر جما کر رکھو اور ٹھونکیں نہ مارو۔“

پھر ارشاد فرمایا: ”اے انصاری! اب تم سوال کرو اور اگر چاہو تو میں خود تمہارا سوال بتا کر جواب دوں۔“ تو اس نے بھی عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود ہی بتا دیجئے جس طرح میرے رفیق کو بتایا ہے، مجھے بھی یہی پسند ہے۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم گھر سے مسجد حرام کے ارادے سے نکلنے کا اجر پوچھنے آئے ہو اور وقوف عرفہ، رمی جمار، سرمنڈوانے اور طواف وغیرہ کا اجر و ثواب پوچھنا چاہتے ہو۔“ انصاری صحابی نے بھی اسی طرح عرض کی: ”اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں انہی چیزوں کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔“ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے مسجد حرام کے لئے گھر سے نکلنے پر ہر قدم پر ایک حسہ (نیکی) لکھی جائے گی، ایک گناہ مٹا دیا جائے گا اور ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا اور تیرا طواف کی دو رکعتیں پڑھنا غلام آزاد کرنے کے برابر ہے، اور صفا و مردہ کے درمیان سعی ستر غلام آزاد کرنے کی طرح ہے اور تیرا عرفات میں ٹھہرنے کی فضیلت یہ

ہے کہ اللہ عزوجل اہل عرفات پر خاص تجلی فرماتا اور ارشاد فرماتا ہے: ”میرے بندے دو روز سے پراگندہ سر اور غبار آلود میری بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں۔“ پس اللہ عزوجل اپنے فرشتوں کے سامنے ان پر نحر فرماتا اور ارشاد فرماتا ہے: ”اگرچہ تمہارے گناہ ریت کے ذروں، آسمان کے ستاروں، سمندر اور بارش کے قطروں کے برابر بھی ہوں تب بھی میں انہیں بخش دوں گا۔“ اور رمی جمار تیرے رب عزوجل کے ہاں تیرے لئے ذخیرہ ہے جس کی تجھے سب سے زیادہ بروز قیامت حاجت ہوگی۔ سر کا حلق کروانے میں ہر بال کے عوض قیامت کے دن نور ہوگا۔ اور اس کے بعد تو طوافِ صدر (یعنی طوافِ زیارت جو عرفات سے واپسی کے بعد کیا جاتا ہے) اس حال میں کرے گا کہ تجھ پر کوئی گناہ باقی نہ ہوگا اور ایک فرشتہ آکر اپنا ہاتھ تیرے کندھوں کے درمیان رکھ دے گا پھر کہے گا: ”اللہ عزوجل نے تیرے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا ہے پس آئندہ دنوں میں اچھے اعمال کرو اور واپس لوٹ جا کیونکہ تجھے بھی بخش دیا گیا اور اسے بھی بخش دیا جائے گا جس کی تو شفاعت کرے گا۔“ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۳۵۶۶، ج ۱۲، ص ۳۲۵۔ الترغیب والترہیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الحج و العمرة، الحدیث ۱۷۱۷، ج ۲، ص ۷۸۔ مجمع الزوائد، کتاب الحج، باب فضل الحج، الحدیث ۵۶۵۰، ج ۳، ص ۶۰۱)

حج کے دو حروف سے مراد:

حضرت سیدنا شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حج کے دو حروف ہیں: پہلا حاء اور دوسرا جیم۔ حاء سے مراد حلم اور جیم سے مراد جرم ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ گویا بندہ کہتا ہے: ”اے میرے رب عزوجل! میں تیرے علم اور تیری رحمت کی امید لے کر تیری بارگاہ میں اپنے جرم کے ساتھ حاضر ہوں اگر تو بھی میرے جرم نہ بخشے گا تو کون بخشنے گا؟“

میرے بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! ہر مسافر حاجی نہیں، ہر پہاڑ کا نام عرفات نہیں، ہر بیت کا نام بیت اللہ نہیں اور نہ ہی ہر زاویراہ منزل تک پہنچانے والا ہے۔ محبوبانِ بارگاہ پختہ ارادے کی رات میں چلے اور تم سوئے رہے۔ انہوں نے اپنے معاملات میں نفع پایا مگر تم نے کچھ حاصل نہ کیا۔ اگر تم اس کی فکر کرتے جو تم نے ضائع کر دیا تو ضرور نادام ہوتے۔ اے لوگوں سے پیچھے رہ جانے والو! اگر تم نے اپنے بھائیوں کو پالنے کی تیاری نہ کی تو اپنی محرومی اور بدبختی پر میرے ساتھ مل کر آنسو بہاؤ۔

کن لوگوں کی دعا رد نہیں ہوتی:

منقول ہے کہ ”تین قسم کے لوگوں کی دعا رد نہیں ہوتی: (۱)..... روزہ دار یہاں تک کہ افطار کرے (سنن ابن ماجہ، ابواب الصیام، باب فی الصائم لا ترد دعوتہ، الحدیث ۱۷۵۲، ص ۲۵۸۱) (۲)..... مریض یہاں تک کہ تندرست ہو جائے اور (۳)..... حاجی یہاں تک کہ واپس آجائے۔“ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی الرجاء من اللہ، الحدیث ۱۱۲۵، ج ۲، ص ۴۶)

نیکیاں کمانے اور گناہ دھونے کا نسخہ:

منقول ہے کہ جو اچھی طرح وضو کرے پھر رُکنِ یمانی کے پاس آئے اور بوسہ دے کر کہے: ”بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ تُوْرَحْمَتِ اَسْءِ ذٰهَانِپ لِيْتِيْ هِيْءَ۔ اور جب وہ بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے لئے ہر قدم کے عوض ستر ہزار نیکیاں لکھتا اور ستر ہزار گناہ مٹا دیتا ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الطواف الخ، الحدیث ۱۷۷۳، ج ۲، ص ۹۲)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! بیان کئے گئے فوائد و منافع کو غنیمت جانو۔ جس نے محنت و کوشش کی اس نے پالیا۔ بیدار شخص سونے والے کی طرح نہیں اور ان فضائل و فوائد کو پانے کے لئے شیر کی طرح چوکنا ہونا ضروری ہے۔ جس نے ذکر کا چراغ روشن کیا اس کے سامنے راستے کے نشانات ظاہر ہو گئے اور جو شوق کے جنگل میں پردیسی بن گیا اس کے لئے مکانات ظاہر ہو گئے۔

افعال حج کی حکمتیں:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افعال حج کی حکمتوں اور مناسک حج کے باریک معانی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”افعال حج اور لوازم حج میں سے ہر ایک میں حکمت بالغہ، نعمت کاملہ اور کئی راز ہیں جن کی تعریف کرنے سے ہر زبان عاجز ہے۔

احرام کے وقت (سلاہوا) لباس نہ پہننے کی حکمت یہ ہے کہ لوگوں کی عادت ہے کہ جب مخلوق کے پاس جاتے ہیں تو عمدہ اور فخریہ لباس زیب تن کر لیتے ہیں گویا اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”میری بارگاہ میں حاضری کا ارادہ مخلوق کے پاس جانے کے ارادے کے خلاف ہوتا کہ میں ان کے لئے اجر و ثواب بڑھا دوں اور اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ بندہ احرام کے وقت کپڑوں کی کمی سے موت کے وقت دنیا سے رخصتی کی حالت کو یاد کرے جیسا کہ پہلے دن تھا جب ماں کے پیٹ سے برہنہ پیدا ہوا تھا۔ اور اس حالت میں حساب کے دن برہنہ کھڑا ہونے سے مشابہت بھی ہے (اور یہ کوئی ظلم نہیں) چنانچہ،

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ﴾ (ب ۵، النساء: ۴۰) ترجمہ کنز الایمان: اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا۔

اور محشر کے دن اٹھنے کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

﴿۲﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فَرَادَى كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ (ب ۱۰۷، الانعام: ۹۴)

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔

احرام کے وقت (یعنی باندھنے سے پہلے) غسل کرنے کی حکمت بالکل ظاہر اور واضح ہے کہ اللہ عزوجل چاہتا ہے کہ حجاج کو ملائکہ پر ظاہر کرے تاکہ ان کے سبب فخر کرے، لہذا حجاج ملائکہ کرام کے سامنے گناہوں اور میل کچیل سے پاک و صاف کر کے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس میں دوسری حکمت یہ ہے کہ حجاج انبیاء کرام علیہم السلام کے قدموں کی جگہ اپنے قدم رکھتے ہیں تو اس سے پہلے غسل کر لیتے ہیں تاکہ ان آثار کی برکات حاصل کر لیں۔ جیسا کہ،

اصدق الصادقین (یعنی سب سے زیادہ سچا) رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝ (ب ۲، البقرة: ۲۲۲)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستمروں کو۔

تلبیہ کہنے میں حکمت:

تلبیہ کہنے میں حکمت یہ ہے کہ ایک انسان کو جب کوئی معزز انسان بلاتا ہے تو وہ اس کو لبیک اور اچھے کلام سے جواب دیتا ہے۔ لہذا اس شخص کا جواب کیا ہونا چاہئے جس کو خود ملک العلام عزوجل پکارے اور اسے اپنی جانب بلائے تاکہ اس کے گناہ اور برائیاں مٹادے۔ جب بندہ لبیک کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”ہاں! میں تیرے قریب ہوں اور تجھ پر تجلی فرمانے والا ہوں، پس تو جو چاہتا ہے مانگ لے، میں تیری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔“

قیام عرفات میں حکمت:

مزدلفہ سے کنکریاں لینے اور عرفہ میں ٹھہرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس میں صاحب علم و معرفت کے لئے پوشیدہ باتیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا بندہ عرض کرتا ہے: میرے مولیٰ عزوجل! میں نے گناہوں اور خطاؤں کی کنکریاں اٹھائیں اور تیرے حکم پر عمل کرتے ہوئے جمروں کو کنکریاں ماریں۔ بے شک تو کرم و بخشش والا ہے۔

مشعر حرام کے پاس ذکر کی حکمت اور اجر عظیم کے متعلق گویا اللہ عزوجل فرما رہا ہے: ”تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا، جو مجھے اکیلا یاد کرے میں بھی اسے اکیلا یاد کرتا ہوں اور جو مجھے کسی اجتماع میں یاد کرے تو میں اُسے اس سے بہتر اجتماع میں یاد کرتا ہوں۔ پس جب تم مشعر حرام کے پاس مجھے یاد کرتے ہو تو میں تمہیں معزز فرشتوں میں یاد کرتا ہوں اور تمہارے لئے انتقام کے بدلے امان کی مہر لگا دیتا ہوں۔“

منیٰ میں سرمنڈوانے میں ایسی حکمت ہے جس سے بندے کی تمام اُمیدیں پوری ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بیداری اور نصیحت ہے جسے صرف عالم ہی سمجھ سکتا ہے، کیونکہ حاجی جب عرفہ میں ٹھہرتا ہے، مشعر حرام کے پاس اللہ عزوجل کا ذکر کرتا، منیٰ میں قربانی کر کے حلق کرواتا اور اپنے بدن کو میل کچیل اور گناہوں سے پاک و صاف کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے لئے ثواب لکھ دیتا، درجے بڑھا دیتا اور جہنم سے پناہ دے دیتا ہے۔ اور بروز قیامت اس کے ہر بال کے عوض ایک نور بنائے گا اور اسے اسن کا پروانہ عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۳﴾ مُخَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ط (ب ۲۶، الفتح: ۲۷)

ترجمہ کنز الایمان: اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف۔

طواف میں کئی حکمتیں اور لطیف اشارے ہیں، بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والا گڑگڑاتے اور دعا کرتے وقت زبانِ حال سے کہتا ہے: ”اے میرے مولیٰ عزوجل! تو ہی مقصود ہے، تو ہی مرتبہ کمال تک پہنچانے والا معبودِ حقیقی ہے۔ میں تمام لوگوں کے ساتھ تیری بارگاہ میں حاضر ہوا، تیرے گھر کا طواف کیا اور تیری رحمت کے دروازے پر جو دو کرم کی امید لئے کھڑا ہوں اور تو خود اپنے خلیل حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی لاریب کتاب میں فرما چکا ہے:

﴿۵﴾ وَطَهَّرُ بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ (ب ۱۷، الحج: ۲۶)

ترجمہ کنز الایمان: اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لیے۔

وقوف عرفات میں حکمت اور انوکھے معانی ہیں، بلاشبہ اس میں بندے کے لئے تشبیہ ہے اور یہ کہ بندے بروز قیامت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ننگے پاؤں، ننگے بدن اور برہنہ سر حسرت و ندامت کے قدموں پر کھڑے ہوں گے، گریہ و زاری کرتے ہوں گے اور اپنے مولیٰ عزوجل سے اس طرح دعا کرتے ہوں گے جس طرح ایک ذلیل غلام دعا کرتا ہے۔

سبحان اللہ عزوجل! ان لوگوں کو دیکھو جنہیں ان کے مولا عزوجل نے اپنے گھر کی طرف بلایا تو انہوں نے وجد و شوق کے عالم میں اس کی دعوت پر لبیک کہا اور تصدیق کے قدموں پر اس کی طرف پیدل چل پڑے، اور ہر ذیلی اونٹنی پر دور دور سے حاضر ہو گئے۔

حضرت سیدنا علی بن موقوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بیت اللہ کا حج کیا کعبہ مشرفہ کے گرد سات چکر لگائے، حجرِ اسود کو بوسہ دیا، دو رکعت نماز پڑھی، کعبہ کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی اور روتے ہوئے عرض کی: ”میں نے اس بیت اللہ کے کتنے چکر لگائے لیکن معلوم نہیں کہ قبول ہوئے یا نہیں۔“ پھر مجھ پر ہلکی سی نیند غالب آگئی۔ میں سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت

میں تھا کہ میں نے ایک غیبی آواز سنی: ”اے علی بن مؤفّق! ہم نے تیری بات سن لی ہے۔ کیا تو اپنے گھر میں اسی کو نہیں بلاتا جس سے تو محبت کرتا ہے۔“

منقول ہے کہ حضرت سیّدنا بکر اور حضرت سیّدنا مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے عرفات میں وقوف کیا۔ جب حاجیوں نے گریہ وزاری اور چیخ و پکار شروع کی تو حضرت سیّدنا بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رو رو کر کہنے لگے: ”یہ کتنا بڑا مرتبہ ہے، اے کاش! میں ان لوگوں میں سے ہوتا۔“ اور حضرت سیّدنا مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حال میں عرض کی کہ آپ کے چہرہ کارنگ متغیر ہو چکا تھا: ”اے اللہ عزّوجلّ! میری (نافرمانیوں کی) وجہ سے ان کو مردود نہ کرنا۔“

وقوف عرفات کرنے والوں کی مغفرت ہوگئی:

حضرت سیّدنا محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے تینتیس (33) حج کئے جب آخری حج کیا تو عرفات کے مقام پر عرض کی: ”یا اللہ عزّوجلّ! تو جانتا ہے کہ میں نے عرفات میں تینتیس (33) بار وقوف کیا۔ ایک مرتبہ اپنی طرف سے، ایک مرتبہ اپنے باپ کی طرف سے اور ایک مرتبہ اپنی ماں کی طرف سے، یا رب عزّوجلّ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے باقی تیس اس شخص کو ہبہ کر دیئے جو یہاں عرفات میں ٹھہرا لیکن اس کا وقوف عرفات قبول نہ کیا گیا۔“ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرفات سے مزدلفہ پہنچے تو خواب میں ندا دی گئی: ”اے ابن منکدر! کیا تو اس پر کرم کرتا ہے جس نے کرم کو پیدا کیا؟ کیا تو اس پر سخاوت کرتا ہے جس نے سخاوت کو پیدا کیا؟ حالانکہ اللہ عزّوجلّ تو تجھ سے فرماتا ہے: ”مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں نے وقوف عرفات کرنے والوں کو عرفات پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ہی بخش دیا تھا۔“

چھ کے صدقے چھ لاکھ کاج قبول کر لیا گیا:

حضرت سیّدنا علی بن مؤفّق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سال فریضہ حج ادا کرنے کے بعد میں مسجد خیف و منیٰ کے درمیان سو گیا۔ میں نے آسمان سے اترتے دو فرشتے دیکھے، ایک نے دوسرے سے کہا: ”اے اللہ کے بندے! کیا تو جانتا ہے کہ اس سال کتنے لوگوں نے بیت اللہ شریف کاج کیا؟ تو اس نے کہا: ”نہیں۔“ پھر پہلے نے خود ہی بتایا: ”چھ لاکھ افراد نے۔“ پھر اس نے پوچھا: ”کیا تو جانتا ہے کہ کتنے افراد کاج قبول ہوا؟“ اس نے جواب دیا: ”نہیں۔“ تو اس نے بتایا کہ اس بار صرف چھ افراد کاج قبول ہوا ہے۔ پھر وہ دونوں فضا میں پرواز کر گئے۔ میں بیدار ہوا اس حال میں کہ میں ڈر رہا تھا۔ میں نے کہا: ”ہائے افسوس! میں ان چھ میں سے کہاں ہوں گا؟“ جب میں نے عرفات میں وقوف کیا اور مزدلفہ میں رات گزاری تو انہی دونوں فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حسب عادت آسمان سے نازل ہوئے۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا اور کہا: ”اے اللہ کے بندے! کیا تو جانتا ہے کہ تیرے رب

عزوجل نے اس رات کیا فیصلہ فرمایا ہے؟“ اس نے کہا: ”نہیں“ تو پہلے نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چھ مقبولین میں سے ہر ایک کی وجہ سے ایک ایک لاکھ کو بخش دیا اور تمام کاج قبول فرمایا ہے۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور مجھے اتنی خوشی تھی کہ جس کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا، کیونکہ تمام کاج کاج قبول فرمایا گیا اور جو دو کرم سے نوازا گیا اور کسی کو بد بخت و محروم نہ کیا گیا۔

ایک محبوب بندی کے طفیل سب کاج قبول ہو گیا:

حضرت سیدنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے ننگے پاؤں پیدل بیت اللہ شریف کاج کیا۔ اللہ عزوجل ان کو جو بھی کھانا عطا فرماتا اس کو ایثار کر دیتیں۔ کعبہ مشرفہ پہنچتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ ہوش میں آنے کے بعد اپنے رخسار کو بیت اللہ شریف پر رکھ کر عرض کی: ”یہ تیرے بندوں کی پناہ گاہ ہے اور تو ان سے محبت کرتا ہے اب تو آنکھوں میں آنسو ختم ہو گئے ہیں۔“ پھر طواف کیا، سعی کرنے کے بعد جب وقوف عرفہ کا ارادہ کیا تو حائضہ ہو گئیں۔ روتے ہوئے عرض گزار ہوئیں: ”اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! اگر یہ معاملہ تیرے غیر کی طرف سے ہوتا تو میں ضرور تیری بارگاہ میں شکایت کرتی اب جبکہ یہ سب کچھ تیری مشیت سے ہوا ہے تو اب کیسے شکایت کر سکتی ہوں؟“ پس انہوں نے ہاتھ غیبی کو یہ کہتے سنا: ”اے رابعہ! ہم نے تیرے سبب تمام حاجیوں کاج قبول کر لیا اور تیری اس کمی کی وجہ سے ان کے نقائص بھی پورے کر دیئے۔“

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ



مسواک کی فضیلت

حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلبِ سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ برکت نشان ہے: ”السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ“ یعنی ”مسواک منہ کی پاکیزگی اور اللہ عزوجل کی خوشنودی کا سبب ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ و سننہا، باب السِّوَاکِ، الحدیث: ۲۸۹، ص ۲۴۹۵)

خانہ کعبہ کی شانیں

بیان 9:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو ان لوگوں میں شامل فرمادے جو اس سال حج بیت اللہ اور زیارت روضہ اقدس علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام کی سعادت سے بہرہ مند ہوں۔ (آمین)

حمد باری تعالیٰ:

سب تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے عقلوں کی اپنی توحید کی طرف رہنمائی فرمائی اور انہیں ہدایت دی اور اپنی توحید کو سلامتی کے سینے میں نجات کا سبب بنایا پس اللہ تعالیٰ کو یکتا ماننے والا کہتا ہے: ”اس (سلامتی کی) کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام سے ہے۔“ پس وہ اپنے محبوب تک پہنچ گئی اور مقصود کو پانے میں کامیاب ہو گئی اور اس ذات الہی عَزَّوَجَلَّ کے مشاہدوں کے سمندر میں تیرنے لگی پس جب اس ذات نے اسے ندا دی تو وہ اس کی لذت میں منہمک ہو گئی۔

پاک ہے وہ ذات جس نے کعبہ مشرفہ کو شان و شوکت عطا فرمائی اور اسے اپنی عظمت اور جلال کے ساتھ خاص کیا اور اسے داخل ہونے والوں کے لئے امن والا گھر بنا دیا۔ اور یہ وہی مبارک گھر ہے جس سے اللہ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب عَزَّوَجَلَّ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی مگر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے چھوڑا، نہ اس سے تعلق توڑا اور نہ ہی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دل اس سے ہٹ کر دوسرے قبلے کی طرف متوجہ ہوا یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیات مبارکہ نازل فرمائیں جنہیں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سنا اور تلاوت فرمایا: قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ جَ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ص (ب، البقرہ: ۱۴۴) ترجمہ کنز الایمان: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلے کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ (۱)

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بیٹ اللہ شریف کی عظمت و شان یوں بیان فرماتا ہے:

”إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبْرَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ۚ فِيهِ آيَاتٌ مَّا بَيَّنَّتْ مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ

أَمِنًا ۗ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۚ (ب، آل عمران: ۹۶-۹۷)

۱..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”شان نزول: سید عالم صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند خاطر تھا اور حضور اس امید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ہی میں کعبہ کی طرف بھر گئے، مسلمانوں نے بھی آپ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اسی طرف رخ کیا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا منظور ہے اور آپ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی خاطر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پروا ہے۔ (۱)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”اس آیت مبارکہ میں ”بیت“ سے مراد کعبۃ اللہ شریف ہے۔ جس کو اللہ عزوجل نے بیٹ المعمور کی سیدھ میں زمین میں رکھا۔ جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سے (زمین پر) اتارا گیا اور آپ علیہ السلام نے حج بیت اللہ فرمایا پھر فرشتوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے عرض کی: ”اے آدم علیہ السلام! آپ کا حج قبول ہو گیا۔ اور ہم نے آپ سے دو ہزار سال پہلے بیت اللہ شریف کا حج کیا تھا۔ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے دریافت فرمایا: ”تم حج میں کیا پڑھتے تھے؟“ انہوں نے عرض کی: ”ہم سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھا کرتے تھے۔“ پھر حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی طواف میں یہی پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے: ”اے اللہ عزوجل! میری اولاد میں اس گھر کو تعمیر کرنے والا بنا۔ تو اللہ عزوجل نے وحی فرمائی کہ ”میں اپنا گھر تیری اولاد میں سے اپنے خلیل (حضرت) ابراہیم (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) سے بناؤں گا۔ میں اس کے ہاتھوں اس کی تعمیر کا فیصلہ کر چکا ہوں۔“ جب حضرت سیدنا نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں طوفان آیا تو اللہ عزوجل نے بیت اللہ شریف کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا، وہ سبز مرد کا تھا اور اس میں جنت کے چراغوں میں سے ایک چراغ تھا۔

①..... مطہر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”شان نزول: یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ بیت المقدس ہمارا قبلہ ہے، کعبہ سے افضل اور اس سے پہلا ہے۔ انبیاء کا مقام ہجرت و قبلہ عبادت ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ سب سے پہلا مکان جس کو اللہ تعالیٰ نے طاعت و عبادت کے لئے مقرر کیا، نماز کا قبلہ، حج اور طواف کا موضع بنایا جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں، وہ کعبہ معظمہ ہے جو شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ معظمہ بیت المقدس سے چالیس سال قبل بنایا گیا۔ (اس میں ایسی نشانیاں ہیں) جو اس کی حرمت و فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرند کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو ادھر ادھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہو کر گزر جائیں، اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے۔ اور وحوش ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتیٰ کہ کتے اس سرزمین میں ہزن پر نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ معظمہ کی طرف کھینچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور ہر شب بخیر کو ارواح اولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہو جاتا ہے۔ انہیں آیات میں سے مقام ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کا آیت میں بیان فرمایا گیا۔ اور مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت کھڑے ہوتے تھے اور اس میں آپ کے قدم مبارک کے نشان تھے جو باوجود طویل زمانہ گزرنے اور بکثرت ہاتھوں سے مس ہونے کے ابھی تک کچھ باقی ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص قتل و جنایت کر کے حرم میں داخل ہو تو وہاں نہ اس کو قتل کیا جائے، نہ اس پر حد قائم کی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے والد خطاب کے قاتل کو بھی حرم شریف میں پاؤں تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک کہ وہ وہاں سے باہر آئے۔“

حضرت سیدنا جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حَجَرَ اَسْوَدَ کُوَاثَمًا کَرَجَبًا ابوقبیس میں چھوڑ آئے تاکہ غرق ہونے سے محفوظ ہو جائے۔ حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ تک بیت اللہ کی جگہ خالی رہی۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں حضرت سیدنا اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سیدنا اسحاق علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیت اللہ شریف کی بنیاد رکھنے کا حکم دیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اس کی نشانی بیان فرمادے۔“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بیت اللہ شریف کی مقدار ایک بادل بھیجا جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ زَادَهَا اللہ شَرَفًا وَتَكْوِيْمًا پہنچے تو بیت اللہ شریف کے مقام پر وہ بادل رُک گیا۔ آپ کو پکارا گیا: ”اے ابراہیم (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام)! اس بادل کے سائے پر بنیاد رکھو، نہ کم کرنا نہ زیادہ۔“ حضرت سیدنا جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتاتے جاتے اور وہ عمارت بناتے جاتے۔ حضرت سیدنا اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتھراٹھا اٹھا کر پکڑاتے۔“

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مذکورہ فرمان میں ”اَيْتٌ بَيِّنَةٌ“ سے مراد واضح آیات ہیں جو اجر و ثواب کے اضافے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور ”وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا“ سے مراد یہ ہے کہ وہ جہنم سے امن میں ہو گیا، بعض نے کہا کہ شرک سے محفوظ ہو گیا۔ اور ”اِسْتِطَاعَتْ“ سے مراد یہ ہے کہ زائر اور سفر پر قادر ہو اور بدن صحیح ہو نیز راستہ بھی پُر امن ہو۔ اور ”وَمَنْ كَفَرَ“ کا مطلب یہ ہے کہ جو حج کرنے کو نیکی اور نہ کرنے کو گناہ نہ سمجھے۔

اللہ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ”جس نے حج کیا اور بخش کلامی نہ کی اور فسق نہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔“

(صحیح البخاری، کتاب الحج، باب قول اللہ ”فلا رفت“ الحدیث ۱۸۱۹، ص ۱۴۲)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحب لؤلؤ لاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جو حرمین شریفین (یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) میں سے کسی حرم میں مرے اُسے قیامت کے دن امن والوں میں سے اٹھایا جائے گا۔“

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی المناسک، فضل الحج والعمرة، الحدیث ۴۱۵۸، ج ۳، ص ۴۹۰)

حدیث پاک میں ہے کہ ”بیٹ اللہ شریف کا طواف کثرت سے کرو کیونکہ تم بروز قیامت اپنے نامہ اعمال میں اسے سب سے افضل اور سب سے قابل رشک عمل پاؤ گے۔“ اور ایک روایت میں ہے کہ ”جو بارش میں طواف کے سات چکر لگائے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الفصل الاول، فی فضائل الحج، ج ۱، ص ۳۲۳)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی مکرمؐ، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے پچاس بار بیت اللہ شریف کا طواف کیا تو وہ گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔“ (جامع الترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء فی فضل الطواف، الحدیث ۸۶۶، ص ۱۷۳۳)

منقول ہے کہ ”اللہ عزوجل نے بیٹ اللہ سے وعدہ فرمایا کہ ہر سال چھ لاکھ افراد اس کا حج کریں گے، اگر کم ہوئے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان کی کمی پوری فرمادے گا۔ اور بروز قیامت کعبہ مشرفہ زادھا اللہ شرفاً وتغظیماً پہلی رات کی دلہن کی طرح اٹھایا جائے گا تو جن لوگوں نے اس کا حج کیا وہ اس کے پردوں کے ساتھ لٹکے ہوں گے اور اس کے گرد چکر لگا رہے ہوں گے یہاں تک کہ یہ جنت میں داخل ہوگا تو وہ بھی اس کے ساتھ داخل ہو جائیں گے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الاول، الفصل الاول، فضیلة البيت ومكة المشرفة، ج ۱، ص ۳۲۴)

حدیث پاک میں ہے کہ ”حجر اسود ایک جنتی پتھر ہے۔ اسے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ اس کی دو آنکھیں اور زبان ہوگی جس سے وہ کلام کرے گا اور ہر اس شخص کی گواہی دے گا جس نے اسے حق و صداقت کے ساتھ بوسہ دیا ہوگا۔ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کو اکثر بوسہ دیا کرتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار اسے بوسہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ نقصان دیتا ہے نہ نفع، اگر میں نے رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”اے امیر المؤمنین! یہ نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی۔“ تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”اے ابوالحسن! یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔“

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”اے امیر المؤمنین! یہ نفع و نقصان اللہ عزوجل کے اذن سے دیتا ہے۔“ تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ”وہ کیسے؟“ تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”وہ یوں کہ اللہ عزوجل نے جب حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے عہد لیا تو اس عہد نامہ کی ایک تحریر لکھ کر اس پتھر کو کھلا دی۔ اب یہ مومنوں کے لئے وفائے عہد کی گواہی دے گا اور کافروں کے خلاف انکار کی۔“ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت لوگ جو کلمات پڑھتے ہیں، ان کا یہی معنی ہے (اور وہ یہ ہیں):

”اللَّهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَضَدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَابْتِغَاءً لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَعْنِي اے اللہ عزوجل! میں تجھ پر ایمان لاتے ہوئے، تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے، تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی حضرت سیدنا محمد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے (اسے بوسہ دیتا ہوں)۔“ اور حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”مکہ مکرمہ میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، ایک روزہ ایک لاکھ روزوں کے برابر ہے اور ایک درہم صدقہ کرنا ایک لاکھ درہم صدقہ کرنے کی طرح ہے۔ اسی طرح ہر نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الاول، الفصل الاول، فضیلة البيت ومكة المشرفة، ج ۱، ص ۳۲۴-۳۲۵)
حدیث پاک میں ہے کہ ”اللہ عزوجل ہر رات اہل زمین کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور سب سے پہلے اہل حرم کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور اہل حرم میں بھی سب سے پہلے مسجد حرام والوں پر نظرِ رحمت فرماتا ہے۔ پھر جس کو طواف کرتے ہوئے پاتا ہے اسے بخش دیتا ہے اور جسے نماز میں مشغول پاتا ہے اس کی مغفرت فرمادیتا ہے اور جسے کعبہ کی طرف رخ کئے ہوئے پاتا ہے اسے بھی معاف فرمادیتا ہے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الاول، الفصل الاول، فضیلة البيت ومكة المشرفة، ج ۱، ص ۳۲۵)
حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سیدنا المبلغین، جناب رَحْمَةَ لِّلْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اس بیت اللہ شریف پر ہر دن ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے، چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس اسے دیکھنے والوں کے لئے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الاول، الفصل الاول، فی فضائل الحج، ج ۱، ص ۳۲۲۔ المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۴۷۵، ج ۱۱، ص ۱۵۶)
شہنشاہِ خوش نھال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و ممال، صاحبِ بُو دو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ”تجوں اور بقیع کو ان کے اطراف سے پکڑا جائے گا اور جنت میں بکھیر دیا جائے گا اور یہ دونوں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے قبرستان ہیں۔“

(کشف الخفاء، حرف الحاء المهملة، الحدیث ۱۱۱۰، ج ۱، ص ۳۱۲، الحجر بدله الحجون)
حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار یا ذن پروردگار عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبرستان کے کنارے تشریف فرماتے تھے جبکہ اس وقت وہاں قبرستان نہ تھا، اور ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل زمین کے اس ٹکڑے اور اس حرم سے ستر ہزار ایسے افراد اٹھائے گا جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح ہوں گے، وہ سب بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے، ان میں سے ہر ایک ستر ہزار افراد کی شفاعت کرے گا۔“

(اخبار مکہ للفاکھی، ذکر فضل مقبرة..... الخ، الحدیث ۲۳۷۰، ج ۴، ص ۵۱)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربِّ العزت، محسنِ انسانیت غزوہِ خلد و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو مکہ کی گرمی پر ایک گھڑی صبر کرے گا جہنم اس سے ایک سو سال کی مسافت دور ہو جائے گی۔“

(اخبار مکة للفاکیہ، ذکر الصبر علی حر مکة، الحدیث ۱۵۶۵/۱۵۶۶، ج ۲، ص ۳۱۰-۳۱۱)

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزّہ عن العیوب غزوہِ خلد و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”یہ گھر اسلام کا ستون ہے، جو حج یا عمرہ کرنے والا اپنے گھر سے بیت اللہ شریف کے ارادے سے نکلے، اگر اس کی روح قبض ہو جائے تو اللہ غزوہِ خلد کے ذمہ کرم پر ہے کہ اُسے جنت میں داخل فرمادے، اور اگر وہ (حج کر کے) پلٹا تو اجر و غنیمت کے ساتھ لوٹے گا۔“ (المعجم الاوسط، الحدیث ۹۰۳۳، ج ۶، ص ۳۵۲۔ فردوس الاخبار للدیلمی، باب الہاء، الحدیث ۷۲۰۸، ج ۲، ص ۳۸۲)

طوافِ کعبہ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّكَ لَ تَجِدُ اُمَّةً اَبَتْ اَنْ يَّجْعَلَ لِنَفْسِهَا اَنْ يَّحْسِبَ اَنَّهَا اَمْنٌ مِّمَّا يَخِذُّهُ رَبُّكَ فَاِنَّ رَبَّكَ لَخَبِيرٌ ﴿۱۷﴾ (الحج: ۲۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔

عتیق کہنے کی وجہ:

بیت اللہ شریف کو عتیق اس لئے کہتے ہیں کہ ”اللہ غزوہِ خلد نے اسے زمین سے دو ہزار سال پہلے پیدا فرمایا اور اس کو ظالم اور جابر لوگوں کے قبضے سے آزاد رکھا اور اس پر کسی ظالم و جابر کو مسلط نہ کیا بلکہ جس نے بھی ارادہ کیا وہ ہلاک ہو گیا۔“ حضرت سیدنا ابوبکر واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اس کو عتیق کہنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ جس نے بھی اس کا طواف کیا وہ جہنم سے آزاد ہو گیا۔“

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی عتیق کہا جاتا ہے۔ پس جو شخص نماز میں قبلہ شریف کی طرف رخ نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں اور جو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت کی گواہی نہ دے اس کی زکوٰۃ قبول نہیں۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلیمان علیہ رحمۃ الرحمن بیان فرماتے ہیں کہ ”جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام زمین پر جلوہ فرما ہوئے تو آپ علیہ السلام نے بیٹ اللہ شریف کے ساتھ چکر لگائے، پھر دو رکعت نماز پڑھ کر ملتزم کے پاس آئے اور عرض کی: ”اے اللہ غزوہِ خلد! تو میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے، میری معذرت قبول فرمالے اور تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے پس میرے گناہوں کو بخش دے اور تو میری حاجت بھی جانتا ہے لہذا وہ بھی پوری فرمادے۔ اے اللہ غزوہِ خلد! میں تجھ سے ایسے

ایمان اور یقین صادق کا سوال کرتا ہوں جو میرے دل میں بس جائے یہاں تک کہ میں یقین کر لوں کہ مجھے وہی تکلیف پہنچ سکتی ہے جو تو نے میرے لئے لکھ دی ہے اور اس پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں جس کا تو نے میرے بارے میں فیصلہ فرما دیا ہے۔“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: ”اے آدم (علیہ السلام)! میں نے تیری تمام دعائیں قبول فرمائیں اور تیری اولاد میں سے جو شخص بھی دعا کرے گا میں اس کے غم و الم اور تنگی دُور کر دوں گا، اس کے دل سے فقر کا غم نکال کر اُسے بے نیاز کر دوں گا اور اُسے وہاں سے رزق دوں گا جہاں اُسے گمان بھی نہ ہوگا اور دُنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی اگرچہ وہ اس کی خواہش نہ رکھتا ہو۔“

(اخبار مکة للزرقي، باب ما جاء في الملتزم والقيام في ظهر الكعبة، الحديث ٤٩٤، ج ٢، ص ٩٢ - المعجم الاوسط،

الحديث ٥٩٧٤، ج ٤، ص ٢٧٥)

زبان اور آنکھوں والا بادل:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ”جب طوفانِ نوح کے بعد بیت المعمور جس کی بنیاد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے رکھی تھی، کو چھٹے آسمان پر اٹھایا گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و السلام کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ شریف کی جگہ آ کر اس کے نشانات پر بنیاد رکھیں۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے مگر وہ آپ علیہ السلام سے پوشیدہ تھا اور آپ علیہ السلام کو اس کا کوئی نشان دکھائی نہ دے رہا تھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک بادل بھیجا جو لبائی چوڑائی میں بیت اللہ شریف کی مقدار کے برابر تھا، اس کا سر، زبان اور دو آنکھیں تھیں۔ وہ بیت اللہ شریف کے مقام پر کھڑا ہو گیا اور عرض کی: ”اے ابراہیم (علیہ السلام)! میری مقدار کے برابر بنیاد رکھ دیں۔“ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس کے کہنے کے مطابق بنیاد رکھی پھر بادل چلا گیا۔ جب آپ علیہ السلام اس کے بنانے سے فارغ ہوئے تو طوفان کیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ ”لوگوں میں حج کا اعلان کریں۔“ آپ علیہ السلام نے عرض کی: ”میری آواز کیسے پہنچے گی؟“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ”اے ابراہیم (علیہ السلام)! تیرا کام ہے ندا کرنا پہنچانا ہمارے ذمہ ہے۔“ تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جبل ابوقیس پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا:

”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندو! تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے گھر بنایا اور تمہیں اس کا حج کرنے کا حکم دیا ہے۔“ تو اللہ

عَزَّوَجَلَّ نے سب زمین والوں کو آپ علیہ السلام کی آواز سنائی تو جنوں، انسانوں، پتھر اور مٹی کے ڈھیلوں، پہاڑوں اور ریتلے میدانوں اور ہر خشک وتر نے جواب دیا۔ مشرق و مغرب والوں کو آواز پہنچائی تو ماؤں کے پیٹوں سے اور مردوں کی پشتوں سے سب نے یہ کہتے ہوئے جواب دیا: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالْبِعْثَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ

لا شَرِيكَ لَكَ تو آج وہی شخص حج کرے گا جس نے اس دن جواب دیا تھا۔ جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا تو وہ ایک مرتبہ حج کرے گا، جس نے دو مرتبہ کہا وہ دو مرتبہ اور جس نے تین مرتبہ لبیک کہا وہ تین مرتبہ حج کرے گا اور جس نے اس سے بھی زیادہ بار لبیک کہا وہ اتنی ہی بار حج کرے گا۔“ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی المناسک، حیث الکعبۃ والمسجد الحرام، الحدیث ۳۹۸۹، ج ۳، ص ۴۳۶، مفہومًا۔ اخبار مکة للفاکھی، ذکر ابراہیم علیہ السلام علی المقام..... الخ، الحدیث ۹۷۳، ج ۱، ص ۴۴۰۔ فردوس الاخبار للدیلمی، باب اللام، الحدیث ۵۳۴۳، ج ۲، ص ۲۱۷)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ”میں حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے ناجور، محبوب رب اکبر عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے عرض کی: ”میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان! اس گھر کی شان کیا ہے؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے علی! اللہ عزوجل نے میری امت کے گناہوں کے کفارے کے لئے دنیا میں اپنا گھر بنایا۔“ میں نے عرض کی: ”میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان! اس حجرِ اُسود کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یہ قیمتی پتھر جنت میں تھا، اللہ عزوجل نے اسے دنیا میں اتارا تو اس کی روشنی سورج جیسی تھی لیکن جب سے اسے مشرکین کے (ناپاک) ہاتھ لگے اس کا رنگ تبدیل ہو گیا اور اب یہ سخت سیاہ ہو گیا ہے۔“

(اخبار مکة للفاکھی، ذکر المقام وفضله، الحدیث ۹۶۸، ج ۱، ص ۴۴۳، مختصر وبتغیر)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر گھر بیت اللہ نہیں اور نہ ہی ہر پہاڑ عرفات ہے، نہ ہر توشہ مکہ تک پہنچاتا ہے۔ اے وہ شخص جس نے حج فوت کر دیا۔ اس کی طرف راستہ نہ پایا۔ اپنی عمر کھیل کود میں گزار دی اور گناہوں کا بھاری بوجھ اٹھائے رکھا۔ عصیاں کے میدان میں غفلت سے اپنے دامن کو گھسیٹا، نجات طلب کی لیکن اس تک نہ پہنچا لہذا توجح میں جلدی کر اور اپنے لئے اسلام کو رہنما بنا جس کا ادراک نہ کوئی آنکھ کر سکتی ہے اور نہ ہی عقلیں اور فکریں اس کی مثال و نظیر لاسکتی ہیں۔

خانہ کعبہ شریف شفاعت فرمائے گا:

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، تو رات شریف میں ہے کہ ”اللہ عزوجل بروز قیامت اپنے سات لاکھ مقرب فرشتوں کو بھیجے گا، جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں سونے کی ایک زنجیر ہوگی۔ اللہ عزوجل فرمائے گا: ”جاؤ! اور بیت اللہ شریف کو ان زنجیروں میں باندھ کر محشر کی طرف لے آؤ۔“ فرشتے جائیں گے، ان زنجیروں سے باندھ کر کھینچیں گے اور ایک فرشتہ پکارے گا: ”اے کعبۃ اللہ! چل۔“ تو کعبہ مبارکہ کہے گا: ”میں نہیں چلوں گا جب تک میرا سوال پورا نہ ہو جائے۔“

فضائے آسمانی سے ایک فرشتہ پکارے گا: ”تو سوال کر۔“ تو کعبہ عرض کرے گا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو میرے پڑوس میں دفن مؤمنین کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔“ تو کعبہ شریف کو ایک آواز سنائی دے گی: ”میں نے تیری درخواست قبول فرمائی۔“ حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”پھر مکہ کے مردوں کو اٹھایا جائے گا جن کے چہرے سفید ہوں گے۔ وہ سب احرام کی حالت میں کعبہ کے گرد جمع ہو کر تلبیہ (یعنی لبیک) کہہ رہے ہوں گے۔ پھر فرشتے کہیں گے: ”اے کعبہ! اب چل۔“ تو وہ کہے گا: ”میں نہیں چلوں گا یہاں تک کہ میری درخواست قبول ہو جائے۔“ تو فضائے آسمانی سے ایک فرشتہ پکارے گا: ”تو مانگ، تجھے دیا جائے گا۔“ تو کعبہ شریف کہے گا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیرے گنہگار بندے جو اکٹھے ہو کر دُور دُور سے غبار آلود ہو کر میرے پاس آئے۔ انہوں نے اپنے اہل و عیال اور احباب کو چھوڑا۔ انہوں نے فرمانبرداری اور زیارت کے شوق میں نکل کر تیرے حکم کے مطابق مناسک حج ادا کئے۔ تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ان کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، ان کو قیامت کی گھبراہٹ سے امن میں رکھ اور انہیں میرے گرد جمع فرما دے۔“

تو ایک فرشتہ ندا دے گا: ”ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے تیرے طواف کے بعد گناہوں کا ارتکاب کیا ہوگا اور ان پر اصرار کر کے اپنے اوپر جہنم واجب کر لی ہوگی۔“ تو کعبہ عرض کرے گا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے ان گنہگاروں کے حق میں شفاعت قبول ہونے کا سوال کرتا ہوں جن پر جہنم واجب ہو چکی ہے۔“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ”میں نے ان کے حق میں تیری شفاعت قبول فرمائی۔“ تو وہی فرشتہ ندا کرے گا: ”جس نے کعبہ کی زیارت کی تھی وہ لوگوں سے الگ ہو جائے۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب کو کعبہ کے گرد جمع کر دے گا۔ ان کے چہرے سفید ہوں گے اور وہ جہنم سے بے خوف ہو کر طواف کرتے ہوئے تلبیہ کہیں گے۔ پھر فرشتہ پکارے گا: اے کعبہ اللہ! چل تو کعبہ شریف تلبیہ کہے گا: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِبَدْيِكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ پھر فرشتے اس کو کھینچ کر محشر تک لے جائیں گے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الثانی، ج ۱، ص ۳۳۳، مختصر)

پاک ہے وہ ذات جس نے کعبہ مشرفہ کو امن اور عزت والا گھر بنایا اور اس میں رہنے والے انسانوں اور جانوروں کو امان دی اور آب زم زم کے ساتھ خاض کیا اور مقام ابراہیم علیہ السلام کو فرض و واجب اور نوافل کی ادائیگی کے لئے قائم کیا اور سعی کے لئے صفا و مروہ کا انتخاب فرمایا اور جفا کے بدلے صلہ رحمی کو پیدا فرمایا۔

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا



خوف خدا عزوجل سے مینرونی والوں کا بیان

بیان 10:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے خائفین کی آنکھوں کو خوف و عید سے رُلا یا تو ان کی آنکھوں سے چشموں کی مانند آنسو جاری ہو گئے اور ان ہستیوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کے بادل برسائے جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، انہوں نے ”تقویٰ“ کو اپنا فخریہ لباس بنایا، خوف نے ان کی نیند اور اُدگھ اُڑادی، جب لوگ خوش ہوتے ہیں تو وہ غمگین ہوتے ہیں۔ آنسوؤں نے ان کی نیند اور سکون ختم کر دیا پس وہ غمگین اور درد بھرے دل سے روتے ہیں، انہوں نے آہ و بکا کو اپنی عادت اور آنسوؤں کو پانی بنا لیا۔ ان کے دن غم میں کٹتے اور راتیں پھوٹ پھوٹ کر رونے میں گزرتی ہیں، وہ آہ و زاری سے سیر نہیں ہوتے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے انسان کو ہنسایا اور رُلا یا اور زندگی اور موت عطا فرمائی اور ماضی و مستقبل کا علم سکھایا۔ انہوں نے اپنے رب عزوجل سے عہد کیا تو اس کو وفا کرنے والا پایا۔ اس سے معاملہ کیا تو ساری زندگی نفع دینے والا پایا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں رب عظیم عزوجل نے ارشاد فرمایا: إِذَا تَنَسَلَىٰ عَلَيْهِمْ اٰیۡتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوۡا سُجَّدًا وَّ بُكۡیًا ۝ (پ ۱۶، مریم: ۵۸) ترجمہ کنز الایمان: جب ان پر رحمن کی آیتیں پڑھی جاتیں گر پڑتے سجدہ کرتے اور روتے۔ (۱) یہ آیت سجدہ ہے اسے پڑھنے، سننے والے پر سجدہ کرنا واجب ہے) ان میں سے ہر ایک اپنا چہرہ خاک پر رکھ دیتا ہے اور جب وہ اپنے آپ کو رنجیدگی سے خالی پاتے ہیں تو روتے اور گریہ و زاری کرتے ہیں اور جب اپنے گناہوں کے متعلق سوچتے ہیں تو خوب گدگداتے ہیں اور آنسوؤں سے ان کی پلکیں زخمی ہو جاتی ہیں۔ وہ سب بادشاہ حقیقی کی بارگاہ میں پلکوں کے بادلوں سے آنسو بہاتے اور روتے روتے ٹھوڑی کے بل گر پڑتے ہیں اور اہل صدق و وفا کے متعلق سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان کہ ”اگر تمہیں رونانا آئے تو رونے والی صورت بنا لو۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب الحزن والبكاء، الحدیث ۴۱۹۶، ص ۲۷۳۲) سنتے ہیں تو رونے سے نہیں اکتاتے۔ اور ان میں سے ہر ایک اپنی لغزش پر روتا ہے۔ سبھی اس کی سطوت و اقتدار سے خوف زدہ رہتے ہیں جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَهُمْ مِّنْ خَشۡیَتِهِۦ مُسْفِقُونَ ۝ (پ ۱۷، الانبیاء: ۲۸) ترجمہ کنز الایمان: اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے ان آیات (یہ اور گذشتہ آیات) میں خبر دی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو سن کر خضوع و خشوع اور خوف سے روتے اور سجدے کرتے تھے۔ مسئلہ اس سے ثابت ہوا کہ قرآن پاک بخشوع قلب سنا اور رونا مستحب ہے۔“

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں کو ہر طرح کی آزمائشوں میں مبتلا فرمایا یہاں تک کہ اپنے مقرب انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی آزمایا اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا گیا تو ابوالبشر ہونے کے باوجود چالیس سال تک روتے رہے۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے غم میں اس قدر روئے کہ آپ علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور جب دوسرے بیٹوں نے اُن کو آپ علیہ السلام سے دور کر دیا تو آپ علیہ السلام نے اُن سے فرمایا: اِنَّمَا اَشْكُو بَنِيَّ وَحُزْنِي اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ 0 (۱۳، یوسف: ۸۶) ترجمہ کنز الایمان: میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں۔ اور مجھے اللہ کی وہ شائیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔ (۱)

جب بھائیوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام صرف حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام سے ہی زیادہ محبت کرتے ہیں تو انہوں نے آپ علیہ السلام کو گہرے کنوئیں میں ڈال دیا، ”وَجَاءَ وَاٰبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ 0 (ب، یوسف: ۱۶) ترجمہ کنز الایمان: اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔“

حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لغزش پر چالیس سال تک روتے رہے، آپ علیہ السلام نے اتنا عرصہ ندامت سے اپنا سراو پر نہ اٹھایا پھر ندا دی گئی: ”اے داؤد! ہم نے تیری لغزش معاف فرمادی اور محبت دنیا میں ایک بار ملتی ہے دوبارہ نہیں ملتی۔“

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ”اللہ عزوجل کو کوئی شے دو قطروں سے زیادہ پسند نہیں: (۱)..... خوفِ الہی عزوجل سے بننے والا آنسوؤں کا قطرہ اور (۲)..... اللہ عزوجل کی راہ میں بننے والا خون کا قطرہ۔“

(جامع الترمذی، ابواب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل المرابط، الحدیث ۱۶۶۹، ص ۱۸۲۳)

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”بروزِ قیامت ہر آنکھ روئے گی مگر وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کی حرام کردہ اشیاء سے بچی اور وہ آنکھ جو رات بھر اللہ عزوجل کی راہ میں جاگتی رہی اور وہ کہ جس سے اللہ عزوجل کے خوف سے مکھی کے سر کی مثل آنسو بہا۔“ (حلیۃ الاولیاء، صفوان بن سلیم، الحدیث ۳۶۶۳، ج ۳، ص ۱۹۰)

①..... مفسرِ شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور ان سے ملنے کی توقع رکھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اُن کا خواب حق ہے، ضرور واقع ہوگا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے حضرت ملک الموت سے دریافت کیا کہ تم نے میرے بیٹے یوسف کی روح قبض کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ اس سے بھی آپ کو اُن کی زندگانی کا اطمینان ہوا اور آپ نے اپنے فرزندوں سے فرمایا۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے: ”اے اللہ عزوجل! مجھے رونے والی آنکھیں عطا فرما جو تیرے خوف سے آنسو بہاتی رہیں اس سے پہلے کہ خون کے آنسو رونا پڑے اور داڑھیں پتھر ہو جائیں۔“

(الزهد للامام احمد بن حنبل، الحدیث ۴۸، ص ۳۴)

۔ رونے والی آنکھیں مانگو رونا سب کا کام نہیں
ذکرِ محبت عام ہے لیکن سوزِ محبت عام نہیں

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل نے اپنی کسی آسمانی کتاب میں ارشاد فرمایا: ”میرے عزت و جلال کی قسم! جو بندہ میرے خوف سے روئے گا میں اس کے بدلے مقدس نور سے اسے خوشی عطا کروں گا۔ میرے خوف سے رونے والوں کو بشارت ہو کہ جب رحمت نازل ہوتی ہے تو سب سے پہلے انہی پر نازل ہوتی ہے۔ اور میرے گنہگار بندوں سے کہہ دو کہ ”وہ میرے خوف سے آہ و بکا کرنے والوں کی محفل اختیار کریں تاکہ جب رونے والوں پر رحمت نازل ہو تو ان کو بھی رحمت پہنچے۔“

(موسوعة للامام ابن ابی الدنيا، كتاب الرقة والبكاء، الحدیث ۲۷/۱۸/۸، ج ۳، ص ۱۷۱ تا ۱۷۴)

حضرت سیدنا نصر بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کی آنکھ سے خشیتِ الہیہ عزوجل سے آنسو بہتے ہیں تو اللہ عزوجل اس کے چہرے کو جہنم پر حرام فرمادیتا ہے۔ اگر اس کے رخسار پر بہہ جائے تو قیامت کے دن نہ وہ ذلیل ہوگا اور نہ اس پر کوئی ظلم ہوگا۔ اور اگر کوئی غمگین شخص اللہ عزوجل کے خوف سے کچھ لوگوں میں روئے تو اللہ عزوجل اس کے رونے کے سبب ان لوگوں پر بھی رحم فرماتا ہے۔ آنسو کے علاوہ ہر عمل کا وزن کیا جائے گا اور آنسوؤں کا ایک قطرہ آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔“

(المرجع السابق، الحدیث ۱۴، ج ۳، ص ۱۷۲)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل کے خوف سے آنسو کا ایک قطرہ بہانا مجھے ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان فضیلة الخوف، ج ۴، ص ۲۰۱)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! جب دلوں کی زمین سے خوف پیدا ہو، آنسو بہہ کر خشیت کے باغیچے کو سیراب کریں تو ندامت کی کلی کھل اٹھتی ہے اور توبہ کا پھل نصیب ہو جاتا ہے۔ حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لغزش پر دن رات روتے رہتے تھے گویا آپ علیہ السلام نے خوشی کا حلقہ اتار کر غم کا لباس زیب تن کر لیا تھا، کبوتر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے خاموش ہو جاتے، دل آپ علیہ السلام کی چیخوں سے مضطرب ہو جاتے، آپ علیہ السلام کے آنسوؤں سے گھاس سیراب ہو جاتی۔ آپ علیہ السلام اپنی مناجات میں عرض کرتے: ”میں تیرے بندوں کے طبیعوں سے علاج کرانے کے لئے نکلا کہ وہ میرے دل کی بیماری کا علاج کریں لیکن سب نے تیری راہ بتائی۔ اے اللہ عزوجل! میری آنکھوں کو آنسو بہانے کی توفیق عطا فرما

اور میری کمزوری کو قوت سے بدل ڈال تاکہ میں تجھے راضی کر سکوں۔“

حضرت سیدنا ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رونا خوف سے آتا ہے اور بے قراری رجاء و شوق سے ہوتی ہے۔ جب حضرت سیدنا محمد منکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رویا کرتے تو اپنے چہرے اور داڑھی پر آنسو مل لیا کرتے۔ ان سے اس کے متعلق عرض کی گئی تو ارشاد فرمایا: ”مجھے پتا چلا ہے کہ آگ اس جگہ کونہ کھائے گی جسے آنسو چھوئیں۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۷۷۷، محمد بن مکندر بن عبد اللہ، ج ۶، ص ۱۵۹) اے میرے عزیز! یہ رونا گناہوں کی آگ کو بجھاتا، دلوں کی کھیتی کو زندہ کرتا اور مطلوب تک پہنچاتا ہے۔ اپنی تنہائیوں میں بے وفائیوں پر روتا رہ اور دن رات لغزشوں اور گناہوں پر آنسو بہاتا رہ۔“

حضرت سیدنا ابوبکر کنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک ایسا نوجوان دیکھا جس سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہ دیکھا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ”تو کون ہے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”میں تقویٰ ہوں۔“ میں نے اس سے استفسار کیا: ”تو کہاں رہتا ہے؟“ تو اس نے بتایا: ”ہر غمگین رونے والے کے دل میں۔“

منقول ہے کہ حضرت سیدنا یزید رقاشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں اللہ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قراءت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یہ قراءت ہے تو رونا کہاں ہے؟“ حضرت سیدنا احمد بن ابی حواری علیہ رحمۃ اللہ الباری ارشاد فرماتے ہیں: ”میں نے اپنی لونڈی کو خواب میں دیکھا کہ اُس سے زیادہ حسین کوئی عورت نہ دیکھی تھی۔ اس کا چہرہ حسن و جمال سے دمک رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ”تیرا چہرہ اتنا روشن کیوں ہے؟“ تو وہ کہنے لگی: ”آپ کو وہ رات یاد ہے جب آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اللہ عزوجل کے خوف سے روئے تھے؟“ میں نے کہا: ”جی ہاں۔“ اس نے کہا: ”آپ کے آنسوؤں کا ایک قطرہ میں نے اٹھا کر اپنے چہرے پر مل لیا تو چہرہ ایسا ہو گیا جیسا آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔“

حضرت سیدنا عطاء سلمیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ گریہ و زاری فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”میں کیوں نہ روؤں حالانکہ موت کے پھندے میری گردن میں ہیں، قبر میرا گھر ہے اور قیامت میرا ٹھکانا ہے اور اپنا اپنا حق مانگنے والے میرے ارد گرد کھڑے ہو کر پکار رہے ہیں: ”اے شخص! ہمارے اور تمہارے درمیان میدانِ محشر میں فیصلہ ہوگا۔“

حضرت سیدنا یزید رقاشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی موت کے وقت رونے لگے تو ان سے عرض کی گئی: ”آپ کیوں روتے ہیں؟“ تو ارشاد فرمایا: ”میں اس وجہ سے روتا ہوں کہ اب مجھے راتوں کے قیام، دن کے روزوں اور ذکر کی مجالس میں حاضری کا موقع نہ ملے گا۔“

حضرت سیدنا عامر بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وقتِ وصال قریب آیا تو رونے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی گئی: ”کون سی چیز آپ کو زلا رہی ہے؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”میں سخت گرمیوں کے روزوں اور سردیوں میں قیام پر رو رہا ہوں۔“ (کیونکہ اب دوبارہ یہ موقع ہاتھ نہ آئے گا)

حضرت سیدنا ابو شعثاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی موت کے وقت رونے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا گیا: ”کون سی چیز آپ کو زلا رہی ہے؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”مجھے راتوں کے قیام کا شوق تھا۔“

حضرت سیدنا ابراہیم بن اویم رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں کہ ایک عبادت گزار شخص بیمار ہو گیا تو ہم اس کی عیادت کے لئے اس کے پاس گئے۔ وہ لمبی لمبی سانس لے کر افسوس کرنے لگا۔ میں نے اس کو کہا: ”کس بات پر افسوس کر رہے ہو؟“ تو اس نے بتایا: ”اس رات پر جو میں نے سو کر گزاری اور اس دن پر جس دن میں نے روزہ نہ رکھا اور اس گھڑی پر جس میں میں اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل رہا۔“

ایک عابد اپنی موت کے وقت رونے لگا۔ اس سے وجہ دریافت کی گئی تو اس نے جواب دیا کہ ”میں اس بات پر روتا ہوں کہ روزے دار روزے رکھیں گے لیکن میں ان میں نہ ہوں گا۔ ذاکرین ذکر کریں گے لیکن میں ان میں نہ ہوں گا۔ نمازی نمازیں پڑھیں گے لیکن میں ان میں نہ ہوں گا۔“

اے غافل انسان! ان بزرگوں کو دیکھ! مرنے پر کیسے افسردہ اور نادیم ہو رہے ہیں کہ موت کے بعد عمل صالح نہ کر سکیں گے۔ اپنی بقیہ عمر سے کچھ حاصل کر لے اور جان لے کہ جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ کیا تو ان لوگوں کی قبروں سے گزرتے ہوئے عبرت حاصل نہیں کرتا؟ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ اپنی قبروں میں اطمینان سے ہیں لیکن پھر بھی تمہاری طرف لوٹنے کی خواہش کرتے ہیں، وہ فوت شدہ اعمال کی تلانی چاہتے ہیں۔ کتنے واعظین نے وعظ کیا، ڈرایا اور موت نے کتنی مٹی کو آباد کر دیا؟ کیا تیرے پاس ایسے کان نہیں جو نصیحت کو سنیں؟ کیا تو ایسی آنکھ نہیں رکھتا جو اپنے محبوب کے جدا ہونے پر آنسو بہائے؟ کیا تیرے پاس ایسا دل نہیں جو خوفِ خدا عزوجل سے گدگدائے؟ کیا تجھے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرنے کی طمع نہیں؟

منقول ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ”اے شعیب (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! میرے لئے اپنی گردن عاجزی سے جھکا لے اور اپنے دل میں خشوع پیدا کر، اپنی آنکھوں سے آنسو بہا اور مجھ سے دعا کر کہ میں تیرے قریب ہوں۔“ منقول ہے کہ حضرت سیدنا شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سو سال روتے رہے یہاں تک کہ ان کی بینائی چلی گئی۔ اللہ عزوجل نے دوبارہ بینائی عطا فرمائی تو پھر سو سال روتے رہے یہاں تک کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

بینائی پھر ضائع ہو گئی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: ”اے شعیب (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! یہ رونا اگر جہنم کے خوف سے ہے تو میں نے تجھے جہنم سے امان عطا کر دی اور اگر جنت کے شوق میں ہے تو میں نے تجھے جنت بخش دی۔“ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”اے رب عَزَّوَجَلَّ! تیرے عزت و جلال کی قسم! میں نہ تیرے جہنم کے خوف سے اور نہ ہی تیری جنت کے شوق میں رو رہا ہوں بلکہ تیری محبت کی گرہ میرے دل میں لگی ہوئی ہے۔ اسے تیرے دیدار کے علاوہ کوئی چیز نہیں کھول سکتی۔“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ”جب ایسا ہے تو میں تجھے ضرور اپنا دیدار کراؤں گا اور (وہ یوں کہ) میں تیرے پاس اپنا ایک بندہ بھیجوں گا جو دس سال تیری خدمت کرے گا پھر اُسے تیری مناجات کی برکت سے کلیم بنا دوں گا۔“ (کلیم سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں)

آہ! وہ دل جس کو غم کی گرمی نے پگھلا دیا۔ آہ! وہ لوگ جنہیں گریہ وزاری نے فنا کر دیا۔ آہ! وہ اعضاء جنہوں نے برے کاموں کے بدلے اچھے کاموں کو قبول کیا۔ آہ! وہ جگر کہ ملک جلیل عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ہائے! وہ دل جن کو کوچ اور موت کے دن کی فکر نہیں؟ ہائے! وہ دل کی سختی جس نے دل کو جہنم کی بری راہ پر چلایا۔ ہائے! وہ دل جو گناہوں سے بیمار ہوا۔ جس نے اطاعت کے لئے کمر باندھی تو وہ کامیاب ہو گیا۔ اے مسکین! کیا اب بھی تو اپنی خواہش سے باز نہ آئے گا؟ کیا اب بھی اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے دروازے کی طرف نہ لوٹے گا؟ کیا تو بھول گیا کہ تیرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے کیا کیا نعمتیں عطا کیں؟ کیا تجھ پر دلوں کو مہربان نہ کیا؟ کیا تجھے رزق سے غدا نہ بخشی؟ کیا تیرے دل میں اسلام ڈال کر تجھے ہدایت نہ دی؟ کیا تجھے اپنے فضل سے قریب نہ کیا؟ کیا اس کا احسان لمحہ بھر بھی تجھ سے ہٹا؟ لیکن تو نے غفلت کو قبول کیا، خواہشات پر سوار ہوا، خطاؤں میں جلدی کی، اس کا عہد توڑ ڈالا، اس کے حکم کی نافرمانی کی، گناہوں پر ڈنار ہا، اپنے نفس کی اطاعت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخالفت کی۔ کیا تجھے حیا نہیں کہ وہ تیری نافرمانی کو دیکھ رہا ہے۔ اس محرومی و دوری کے باوجود اگر تو اس کی طرف رجوع کرے گا تو وہ تجھے قبول فرمائے گا، تجھ سے راضی ہو جائے گا۔ اگر تو ہمیشہ اس کی اطاعت میں رہے تو وہ تجھے اپنا قرب عطا فرمائے گا۔ (امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں)

۔ گناہوں نے میری کمر توڑ ڈالی مرا حشر میں ہوگا کیا یا الہی عَزَّوَجَلَّ!

تو اپنی ولایت کی خیرات دے دے مرے غوث کا واسطہ یا الہی عَزَّوَجَلَّ!

حضرت سیدنا احمد بن ابی حواری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا اور ان کو روتا ہوا پا کر رونے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ”اے احمد! میری آنکھیں پر نم کیوں نہ ہوں جبکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب رات تاریک ہو جاتی ہے، لوگ سو جاتے ہیں اور ہر دوست اپنے دوست کے ساتھ تنہائی اختیار کر لیتا ہے، تو اہل معرفت کے دل روشن ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے لطف اندوز ہوتے ہیں، ان کے عزم مالک عرش عَزَّوَجَلَّ تک بلند ہوتے ہیں اور اہل محبت مناجات میں اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ کے سامنے قدم بچھا دیتے ہیں، پرورد آواز سے اس

کے کلام کو ڈہراتے ہیں، ان کے آنسو خساروں پر بہہ پڑتے ہیں، خوف اور اس کی ملاقات کے اشتیاق میں رفتہ رفتہ محرابوں میں گرتے رہتے ہیں۔ مالک غزوہ جمل ان کی طرف نظرِ رحمت فرماتے ہوئے پکارتا ہے: ”اے میرے اہل معرفت احباب! تمہارے دل میری ذات میں مشغول ہیں اور تم نے اپنے دلوں سے میرے علاوہ سب کو نکال دیا ہے۔ تمہیں بشارت ہو! جس دن تم مجھ سے ملو گے تو سرور و قرب پاؤ گے۔ پھر حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام سے فرماتا ہے: اے جبرائیل! جنہوں نے میرے کلام سے لذت حاصل کی، مجھ سے راحت چاہی میں ان کی خلوتوں میں ان سے باخبر ہوتا ہوں، ان کی گریہ و زاری اور آہ و بکا سنتا ہوں، ان کے بے چینی سے چہرہ پھیرنے اور کوشش کرنے کو دیکھتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: یہ رونا کیسا ہے جو میں سن رہا ہوں؟ یہ گریہ و زاری کیوں ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ کیا تم نے کبھی سنا ہے یا تمہیں کسی نے کہا ہے کہ محبت اپنے محبوبوں کو آگ کا عذاب دے گا؟ کیا تمہیں کسی نے بتایا ہے کہ میں اپنے پناہ مانگنے والوں کو دھتکار دوں گا؟ میری عزت کی قسم! میں تمہیں ضرور جنت عطا کروں گا۔ تمہارے لئے حجاب اور پردے اٹھا دوں گا اور آنسوؤں کے عوض خوشیاں اور بشارتیں عطا کروں گا۔

حضور نبی پاک، صاحبِ لؤلؤ لاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس بندے کی آنکھوں سے

خوفِ خدا غزوہ جمل کے سبب آنسو نکل کر چہرے تک پہنچتے ہیں تو اللہ غزوہ جمل اس کو آگ پر حرام فرمادیتا ہے اگرچہ وہ مکھی کے سر کے

برابر ہوں۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب الحزن والبكاء، الحدیث ۴۱۹۷، ص ۲۷۳۲)

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہند کے

پہاڑ پر سو سال سجدے میں روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسو سر ندیب (سیلون، سری لنکا) کی وادی میں بہنے لگے تو اللہ

غزوہ جمل نے اس وادی میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنسوؤں سے دارِ چینی اور لونگ وغیرہ کی فصلیں اگائیں اور اس وادی میں مور

پیدا کئے۔ پھر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: ”اپنا سر انور اٹھائیے، اللہ غزوہ جمل نے آپ (علیہ الصلوٰۃ

والسلام) کو بخش دیا ہے۔“ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا سر اٹھایا۔ پھر خانہ کعبہ کے پاس آ کر طواف کیا، ابھی طواف کے سات

چکر مکمل نہ کئے تھے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام آنسوؤں میں بھیگ گئے۔“

(موسوعۃ للامام ابن ابی الدنیا، کتاب الرقة والبكاء، الحدیث ۳۲۴، ج ۳، ص ۲۳۵)

اے گنہگار انسان! اپنے جدِ امجد کی حالت میں غور و فکر کر اور جو کچھ ان کے ساتھ معاملہ ہوا اُسے یاد کر تیرے لئے اتنا

ہی کافی ہوگا۔ حضرت سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا داؤد علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام چالیس دن تک

سجدے کی حالت میں روتے رہے اور اللہ غزوہ جمل سے حیا کے سبب کبھی (آسمان کی طرف) اپنا سر نہ اٹھایا اور اتنا روتے کہ آپ علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی اور آپ علیہ السلام کے سر کو ڈھانپ لیا۔ پھر آپ علیہ السلام کو آواز دی گئی: ”اے

داؤد! کیا تو بھوکا ہے کہ تجھے کھانا کھلایا جائے یا پیاسا ہے کہ تجھے سیراب کیا جائے یا بے لباس ہے کہ تجھے کپڑے پہنائے جائیں یا مظلوم ہے کہ تیری مدد کی جائے؟“ تو آپ علیہ السلام نے بلند آواز سے ایسی گریہ وزاری کی جس کی تپش سے گھاس سوکھ گئی۔ پھر اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور لغزش معاف فرمادی۔ پھر آپ علیہ السلام نے عرض کی: ”اے رب عزوجل! تو میری لغزش میری ہتھیلی میں ظاہر فرمادے۔“

تو آپ علیہ السلام کی لغزش ہتھیلی میں لکھ دی گئی۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ہتھیلی کھانے وغیرہ کے لئے دراز کرتے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بیٹھا ہوا شخص اس کو دیکھ لیتا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گلاس لایا جاتا جس میں دو تہائی پانی ہوتا۔ اسے پکڑنے کے لئے اپنا ہاتھ دراز کرتے اور اپنی لغزش دیکھتے تو گلاس نہ رکھتے یہاں تک کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنسوؤں سے بھر جاتا۔ پھر آپ علیہ السلام نے عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! کیا تو میرے رونے پر رحم نہیں فرمائے گا؟“ اللہ عزوجل نے وحی فرمائی: ”اے داؤد (علیہ السلام)! تجھے اپنی لغزش یاد نہیں اور رونایا ہے؟“ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”یا الہی عزوجل! میں اپنی لغزش کیسے بھول سکتا ہوں۔ جب میں زبور کی تلاوت کرتا تھا تو پانی کا بہاؤ رک جاتا، تیز ہوا ساکن ہو جاتی، پرندے میرے سر پر سایہ کرتے اور جنگلی جانور میرے محراب کے پاس آ جایا کرتے تھے۔ یا الہی عزوجل! کیا یہ میرے اور تیرے درمیان دوری نہیں؟“ اللہ عزوجل نے وحی فرمائی: ”اے داؤد (علیہ السلام)! وہ اطاعت کی محبت تھی اور یہ معصیت کی وحشت ہے۔ اے داؤد (علیہ السلام)! آدم (علیہ السلام) کو میں نے اپنے دست قدرت سے بنایا، اس میں اپنی طرف سے خاص روح پھونکی، ملائکہ سے اس کو سجدہ کروایا، اُسے عورت کا لباس پہنایا اور تاج عطا کیا۔ جب میری بارگاہ میں اُس نے تنہائی کی شکایت کی تو میں نے اس سے اپنی بندی حوا کا نکاح کر دیا، اسے جنت میں ٹھہرایا حتیٰ کہ اس سے لغزش ہوئی تو میں نے اسے بے سرو سامانی کی حالت میں جنت سے اُتار دیا کہ وہ اپنی سمجھ سے نہیں جانتا تھا کہ کہاں جائے، وہ چالیس سال تک روتا رہا اگر اس کے آنسوؤں کا وزن کیا جائے تو تمام مخلوق کے آنسوؤں کے برابر ہو جائے۔“

(الموسوعة للامام ابن ابی الدنيا، کتاب الرقة والبكاء، الحدیث ۳۸۵، ج ۳، ص ۲۴۷، مختصراً)

حضرت سیدنا فتح موصلی علیہ رحمۃ اللہ الولی خون کے آنسو رو یا کرتے تھے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھ کر عرض کی: ”اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا کر کے پوچھا: ”اے فتح! تیرے رونے کی وجہ کیا تھی؟“ میں نے عرض کی: ”یا رب عزوجل! تیرے واجب حق سے پیچھے رہ جانے پر۔“ تو اس نے پھر استفسار فرمایا: ”تو خون کے آنسو کیوں روتا تھا؟“ میں نے عرض کی: ”یا رب عزوجل! اپنے آنسوؤں پر خوف تھا کہ یہ صحیح نہیں۔“ اللہ تعالیٰ نے پھر استفسار فرمایا: ”اس سے تیرا کیا ارادہ تھا؟“ میں نے عرض

کی: ”اے میرے مولیٰ عزوجل! اس سے میرا مقصد صرف تیرا دیدار تھا کہ تو مجھے اپنا جلوہ دکھا دے، اس کے بعد تیری مرضی جو بھی معاملہ فرمائے۔“ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! تیرے محافظ فرشتے چالیس سال سے میری بارگاہ میں تیرا نامہ اعمال لا رہے ہیں جس میں ایک گناہ بھی نہیں۔ پس میں ضرور تجھے عزت کا لباس پہناؤں گا اور اپنے دیدار سے تیری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا۔“

خدا عزوجل کی قسم! یہ رب مجید عزوجل کے خاص اور پسندیدہ بندے ہیں۔ مقصود کی طرف سبقت لینے والے اور رب عزوجل کے نزدیک پاک و صاف ہیں۔ اے دھتکارے ہوئے بد بخت شخص! تیرا کیا بنے گا کہ تو معبود حقیقی عزوجل کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے ان سے جدا ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم! تجھے اپنے نفس پر گریہ و زاری کرنی چاہئے اور اس شخص کی طرح آہ و بکا کرنی چاہئے جسے رب کریم عزوجل کی بارگاہ سے دھتکار کر دور کر دیا گیا ہو۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا.



چار نصیحتیں

حضرت سپیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم ارشاد فرماتے ہیں:

- ”میں کوہ لبنان میں کئی اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی صحبت میں رہا ان میں سے ہر ایک نے مجھے یہی وصیت کی کہ جب لوگوں میں جاؤ تو ان چار باتوں کی نصیحت کرنا: (۱) جو پیٹ بھر کر کھائے گا اسے عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوگی۔ (۲) جو زیادہ سونے گا اس کی عمر میں برکت نہ ہوگی۔ (۳) جو صرف لوگوں کی خوشنودی چاہے وہ رضائے الٰہی عزوجل سے مایوس ہو جائے گا۔ (۴) جو غیبت اور فضول گوئی زیادہ کرے گا وہ دین اسلام پر نہیں مرے گا۔“

(منہاج العابدین ص ۱۰۷)

فقراء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل

بیان 11:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنی مخلوق میں سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو پسند فرمایا پس وہ اس کی ملاقات کے مشتاق ہیں۔ اُس کی محبت ان کے دلوں میں محفوظ ہے۔ اُن کے چہرے تیرے سامنے اُن کے دلوں کے انوار ظاہر کریں گے۔ وہ اللہ عزوجل کے نور جمال سے معرفت حاصل کرتے ہیں۔ اُن کی سانسوں کی کستوری سے پوری کائنات معطر ہے۔ وہ گوشہ نشینی کے خیموں میں رہائش پذیر ہیں۔ سحری کی میٹھی ہوا اُن کی خوشبو کو اٹھالے جاتی ہے اور تمام مخلوق اس معطر ہوا میں سانس لیتی ہے۔ اگر بادشاہ اُن کی مئے عشق کا ایک قطرہ چکھ لیں تو دنیا کو ٹھکرا دیں۔ جب وہ اپنی نعمگی آواز میں رب کریم عزوجل کا کلام پڑھتے ہیں تو تو انہیں بیدار، مدہوش اور غائب و حاضر کی طرح پائے گا۔ جب ان کا عشق جوش مارتا ہے تو وہ پہاڑوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اگر تو ان میں سے کسی کو دیکھے گا تو دیوانہ سمجھے گا بلاشبہ وہ اپنے مولیٰ عزوجل کی محبت میں گرویدہ ہیں۔ پس پہاڑ زمین کی میخیں اور وہ پہاڑوں کی میخیں ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں تو لوگوں کی نافرمانیوں کی وجہ سے زمین ہلنے لگے اور اللہ عزوجل نے زمین کو اُن سے خالی نہیں رکھا اور نہ ہی نیک لوگ ہم سے الگ ہوتے ہیں۔ پہاڑ ان پر سلامتی بھیجتے ہیں۔ وحشی جانور ان سے مانوس ہوتے ہیں۔ چوپائے ان سے برکت حاصل کرتے، درخت ان کا قرب پاتے ہیں۔ نسیم سحر اُن سے ملاقات کرتی ہے۔ اُن کی سانسیں شیاطین کو جلا دیتی ہیں۔ شیطان ان کی سجدہ گاہوں کی طرف نہیں جاتا اور نہ ہی ان کے قریب جاتا ہے۔ اہل دنیا انہیں دنیا کے خزانے پیش کرتے ہیں مگر وہ اُن کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ جن پہاڑوں پر ان کے قدم پڑتے ہیں وہ دیگر پہاڑوں پر فخر کرتے ہیں۔ اُن کے قدموں کی خاک آنکھوں کا سُرمدہ ہے۔

جب فرشتے اُن کے اعمال نامے لے کر آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں تو اُن کی خوشبو سے آسمان معطر ہو جاتے ہیں، فرشتے ان کو دیکھ کر متعجب ہوتے ہیں اور ان کے اسرار معرفت پر مقرب فرشتے اور خاص انسان بھی آگاہ نہیں ہوتے۔ اللہ عزوجل ان سے ارشاد فرماتا ہے: ”تمہارے پاس میری محبت کے سوا کچھ نہیں، میں حبیب ہوں اور تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔“ جب وہ دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو اہل دنیا اُن کی جدائی پر غمگین ہوتے ہیں لیکن جنت ان کے اشتیاق میں اللہ عزوجل سے عرض کرتی ہے، ”تیرے محبوب بندے کب مجھ میں جلوہ افروز ہوں گے۔“ وہ جنت کے محلات میں رہیں گے۔ اس کے برتنوں میں مشروب پییں گے۔ اس کی حوروں سے نفع حاصل کریں گے۔ اس کے باغات میں سیر کریں گے۔ اس کے بالا خانوں میں رہیں گے۔ عمدہ قسم کی سواریوں پر سوار ہوں گے اور اللہ عزوجل کے کلام کو سنیں گے اور اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

یہ ان ہستیوں کا مقام و مرتبہ ہے۔ اے سستی اور غفلت برتنے والو! تم نے کیا ذخیرہ کیا؟“ اللہ عزوجل کا فرمانِ عظیم ہے: لِمَثَلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَمَلُونَ (۳۲، الصّٰفّٰت: ۶۱) ترجمہ کنز الایمان: ایسی ہی بات کے لیے کامیوں کو کام کرنا چاہئے۔

سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختارِ یازن پروردگار عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”تین چیزیں افضل ہیں: (۱)..... فقر (۲)..... علم اور (۳)..... زہد۔“

فقر کیا ہے؟

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی مکرمؐ، نور مجسم، رسول اکرمؐ، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! فقر کیا ہے؟“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔“ اس نے دوبارہ عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! فقر کیا ہے؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل کی عطاؤں میں سے ایک عطاء ہے۔“ اس نے تیسری بار پھر عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! فقر کیا ہے؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یہ وہ چیز ہے جو اللہ عزوجل اپنے نبی، رسول اور معزز و مکرم بندے کے سوا کسی کو عطا نہیں فرماتا۔“

انبیاء کرام علیہم السلام اور فقراء کی تخلیق جنت کی مٹی سے ہوئی:

حضور سیدنا الانبیاء والمرسلین، جنابِ رحمۃ اللعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”فقیر وہ ہے جس کی بھوک اور مرض کا لوگوں کو علم نہ ہو۔ اللہ عزوجل نے مخلوق کو زمین کی مٹی سے اور انبیاء و فقراء کو جنت کی مٹی سے پیدا فرمایا۔ تو جو اللہ عزوجل کی امان چاہے اُسے چاہئے کہ فقراء کی عزت کرے۔“

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ”جنت کے آٹھ دروازے ہیں، اُن میں سے سات فقراء کے لئے اور ایک اغنیاء کے لئے ہے۔ اور جہنم کے سات دروازے ہیں، ان میں سے چھ فقراء پر حرام اور اغنیاء کے لئے حلال ہیں۔ اور ایک دروازہ فقراء کے لئے ہے۔“

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سیدنا المبعوثین، جنابِ رحمۃ اللعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے پسندیدہ لوگ فقراء ہیں۔ کیونکہ اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ محبوب انبیاء کرام ہیں اور اس نے انہیں فقر میں مبتلا فرمایا۔“

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں: ”اے لوگو! تمہیں فاقہ و تنگدستی اس بات پر نہ ابھارے

کہ تم حرام طریقے پر رزق طلب کرنے لگو۔ بے شک میں نے شہنشاہِ خوشِ نصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جو دونوں، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لالِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا: "اللَّهُمَّ تَوَقَّئِي فَقِيرًا وَلَا تَوَقَّئِي غَنِيًّا وَاحْشُرِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ" یعنی اے اللہ عزوجل! مجھے فقیری میں موت عطا فرما، امیری میں موت نہ دے اور مجھے مساکین کی جماعت میں اٹھا۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمة، الحدیث ۵۴۹۹، ج ۴، ص ۳۸۹)

علماء حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وارث اور فقراء دوست ہیں:

سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختارِ پاذن پروردگار عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: "اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اس امت کے علماء اور فقراء کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے۔ علماء میرے وارث اور فقراء میرے دوست ہیں۔" (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الطاء، الحدیث ۳۷۵۱، ج ۲، ص ۴۷، مختصر)

حضرت سیدنا شفیق زاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد سے مروی ہے کہ "فقراء نے تین چیزیں اختیار کیں: (۱)..... راحتِ نفس (۲)..... دل کی فراغت اور (۳)..... ہا کا حساب۔ اور اغنیاء نے بھی تین چیزیں اختیار کیں: (۱)..... نفس کی تھکاوٹ (۲)..... دل کی مشغولیت اور (۳)..... حساب کی سختی۔" (احیاء علوم الدین، کتاب الفقر والزهد، بیان فضیلة الفقر علی الغنی، ج ۴، ص ۲۵۱)

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "فقراء کی فضیلت پر اللہ عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان دلیل ہے، چنانچہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿۱﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ (ب، البقرة: ۴۳) ترجمہ کنز الایمان: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔ (۱)

یعنی نماز میرے لئے قائم کرو اور زکوٰۃ فقراء کو دو۔ یہاں اللہ عزوجل نے اپنے حق کے ساتھ فقراء کا حق ملا دیا۔

فقیر، غنی کے لئے طیب، دھوبی، قاصد اور نگہبان ہے:

منقول ہے کہ فقیر غنی کے لئے طیب، دھوبی، قاصد اور نگہبان ہے۔ طیب اس لئے کہ جب غنی بیمار ہوتا ہے تو فقیر پر صدقہ کرتا ہے اور جب فقیر اس کے لئے دعا کرتا ہے تو وہ مرض سے بری ہو جاتا ہے۔ دھوبی اس لئے کہ غنی جب فقیر پر صدقہ کرتا

①..... مفسر شہیر، ظلیہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "اس آیت میں نماز و زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو ان کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو۔ مسئلہ: جماعت کی ترغیب بھی ہے، حدیث شریف میں ہے: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔"

ہے تو یہ اس کے لئے دعا کرتا ہے تو غنی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کا مال بھی صاف ہو جاتا ہے۔ قاصد اس لئے کہ غنی جب فقیر پر اپنے مرحوم والدین یا اقرباء کی طرف سے صدقہ کرتا ہے اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے تو یوں فقیر اس کا قاصد بن جاتا ہے۔ نگہبان اس لئے کہ غنی جب صدقہ کرتا ہے اور فقیر اس کے لئے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا سے غنی کا مال محفوظ ہو جاتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ولی قبر سے غائب ہو گیا:

جب حضرت سیدنا ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا اور انہیں دفن کیا گیا تو اینٹیں برابر کرتے ہوئے ایک اینٹ گر گئی۔ حضرت سیدنا جعفر بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اینٹ نکالنے کے لئے قبر میں ہاتھ ڈالا تو کسی کو نہ پایا۔ میں بڑا حیران ہوا لیکن کسی کو یہ بات نہ بتائی اور اسی سوچ میں حضرت سیدنا ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر آ گیا۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی سے تعزیت کی اور اس سے دریافت کیا: ”وہ کون سی دعایا بات اکثر کہا کرتے تھے۔“ تو ان کی بیٹی نے جواب دیا: ”میں انہیں اکثر روتے اور یہ آیت کریمہ تلاوت کرتے ہوئے دیکھتی تھی: ”رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ“ (پ: ۱۷، الانبیاء: ۸۹) ترجمہ کنز الایمان: اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث۔“ تو میں نے کہا: یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا قبول فرمائی ہے۔

نوجوان بزرگ:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک پہاڑ کے دامن میں پریشان حال نوجوان دیکھا جس کے آنسو رخساروں پر بہ رہے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، تم کون ہو؟“ اس نے جواب دیا: ”میں اپنے آقا سے بھاگا ہوا ایک غلام ہوں۔“ تو میں نے اس سے کہا: ”واپس لوٹ جا اور معافی مانگ لے۔“ تو اس نے کہا: ”معذرت کے لئے کوئی دلیل ہونی چاہئے ایک نافرمان کون سا عذر پیش کرے؟“ تو میں نے اسے مشورہ دیا: ”ایسے شخص سے رابطہ قائم کر جو اس کے ہاں تیری سفارش کرے۔“ تو وہ کہنے لگا: ”سب سفارش کرنے والے اس سے ڈرتے ہیں۔“ اس کی یہ بات سن کر میں نے اس سے پوچھا: ”وہ کون ہے؟“ تو اس نے بتایا کہ ”وہ میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ہے جس نے بچپن میں مجھے پالا لیکن جوان ہو کر میں نے اس کی نافرمانی کی۔ مجھے اس سے شرمندگی ہوتی ہے کہ میں اس سے خوبصورت شکل اور برے فعل سے ملوں گا۔“ پھر اس نے ایک چیخ ماری اور اس کے ساتھ ہی اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اسی وقت ایک بوڑھی عورت کہیں سے آ پہنچی اور کہنے لگی: ”اس غم اور مصیبت کے مارے ہوئے انسان کی مرنے پر کس نے مدد کی؟“ میں نے اس سے عرض کی: ”اس کی تجھیز و تکلفین پر میں آپ کی مدد کروں گا۔“ تو وہ بولی: ”اس کو اپنے مارنے والے کے سامنے اسی حالت میں چھوڑ دو، ممکن ہے کہ اس حالت میں دیکھ کر وہ اس پر رحم فرمادے۔“

ہنسے والا مخلص نوجوان:

حضرت سیدنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر تھا اور آپ ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگوں کو بیان فرما رہے تھے۔ سب لوگ رورہے تھے مگر ایک نوجوان ہنس رہا تھا۔ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس سے پوچھا: ”اے نوجوان! تجھے کیا ہے؟ لوگ رورہے ہیں اور تم ہنس رہے ہو؟“ تو اس نے جواب دیا: ”لوگ یا تو جہنم کے خوف سے عبادت کرتے ہیں اور نجات کو ہی اپنا اجر سمجھتے ہیں یا جنت میں جانے کے لئے عبادت کرتے ہیں تاکہ اس کے باغوں میں رہیں اور اس کی نہروں سے پیئیں۔ لیکن میرا ٹھکانہ نہ تو جنت ہے اور نہ ہی جہنم۔ میں اپنی محبت کا بدلہ نہیں چاہتا۔“ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے دوبارہ اس سے پوچھا: ”اگر اس نے تمہیں دھتکار دیا تو کیا کرو گے؟“ تو اس نے چند اشعار سنائے جن کا مفہوم یہ ہے: ”جب میں نے محبت کے باوجود وصال حاصل نہ کیا تو دوزخ میں ٹھکانا بنا لوں گا۔ پھر جب مجھے صبح و شام عذاب ہوگا تو میری چیخ و پکار سے اہل دوزخ بھی تنگ آجائیں گے۔ جب میں وصال یا رپانے کی کوئی راہ نہ پاسکا تو گنہگاروں کی ٹولیاں بھی مجھ پر گریہ وزاری کریں گی۔ اے میرے مالک عزوجل! چاہے تو مجھے عذاب میں مبتلا کر دے یا آزاد کر دے، مجھے تیری مرضی قبول ہے۔ اگر میں اپنے دعویٰ محبت میں سچا ہوں تو محض اپنے کرم سے میری حالت کو تبدیل کر دے اور اگر میرا دعویٰ محبت جھوٹا ہے تو مجھے اس کی سزا میں طویل عذاب سے دوچار کر دے۔“ جب وہ چپ ہوا تو ایک غیبی آواز آئی: ”اے ذوالنون! مخلصین کی اپنے رب عزوجل سے ایسی محبت ہوتی ہے کہ وہ خوشحالی و تنگدستی میں بھی اس سے محبت کرتے، نعمتوں اور مصیبتوں پر بھی اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔“

نیک لوگ اس لئے سعادت مند ہو گئے کیونکہ انہوں نے دنیا کو چھوڑ کر اپنے رب عزوجل کو مقصود بنایا، جب انہوں نے اس مقصد میں رغبت اختیار کی تو انہیں اس تک پہنچنے سے بیوی بچوں کی محبت نہ روک سکی، انہوں نے اس راہ میں آنے والی مشقت کو شہد سے زیادہ بیٹھا پایا، اُن کے لئے شہد بھی ان تکالیف جیسا بیٹھا نہیں، وہ ہمیشہ اپنے محبوب کی محبت میں مصائب جھیلے رہے پھر بھی قرب کی طلب سے پیچھے نہ ہٹے، اور ان کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ جب وہ کسی شہر سے کوچ کرتے ہیں تو وہ شہر بھی اُن کے فراق میں آنسو بہاتا ہے۔

ایک نوجوان کی مناجات:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں ایک پہاڑ پر چل رہا تھا۔ اچانک مجھے کسی کے رونے اور فریاد کرنے کی آواز سنائی دی میں اس آواز کے پیچھے چل پڑا۔ یہ آواز موٹے کپڑوں میں ملبوس ایک نوجوان کی تھی، جو زمین پر

راکھ بچھا کر اس پر ٹوٹ پوٹ ہو کر یوں مناجات کر رہا تھا: ”اے میرے معبود اور میرے مالک! تیری عزت و جلال کی قسم! میں نے ہرگز تیری مخالفت کرتے ہوئے تیری نافرمانی نہ کی بلکہ اس وقت میں تجھ سے غافل تھا اور میں تیرے عذاب کو ہلکا بھی نہیں سمجھتا۔ میرے نفس کی سرکشی کے سبب شقاوت و بدبختی مجھ پر غالب آگئی۔ تو نے میرے گناہوں پر پردہ ڈالا تو میں دھوکے میں پڑ گیا اور اپنی جہالت اور بے وقوفی کے سبب تیری نافرمانی کی۔ اب مجھے تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ جب تو اپنی رسی مجھ سے قطع کر دے گا اور مجھے اپنی بارگاہ سے دور کر دے گا تو میں کس کی رسی تھاموں گا؟ ہائے افسوس! تیری بارگاہ میں کھڑا ہونا پڑے گا، ہائے ندامت! تیری بارگاہ میں پیشی ہوگی، میں نے کتنی بار توبہ کی لیکن پھر گناہوں کی طرف لوٹ آیا، کتنی بار عہد کیا پھر عہد توڑ دیا۔“

۔ کر کے توبہ پھر گناہ کرتا ہے جو
میں وہی بدکار ہوں کر دے کرم!

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ



دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوتِ اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے
إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑے کا ذہن بنے گا۔

بیان 12: بعض سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے واقعات

(یہ باب حضرت سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا شیخ عز الدین مقدسی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے کلام سے نقل فرمایا ہے۔)

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو حق کو ظاہر فرمانے والا ہے، اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے۔ بندے کی سعادت و شقاوت اسی کے دست قدرت میں ہے، گناہوں کو مٹانے والا، پردہ پوشی فرمانے والا، دلوں کی پیاس بجھانے والا، اپنے عشق کی بیماری لگانے والا اور شفا دینے والا ہے، غموں کو دور کرنے والا ہے، باذل کو پیدا کرنے والا اور اسے بھیجنے والا ہے۔ بجلی کو چمکانے والا اور اس سے روشنی ظاہر کرنے والا ہے، بجلی کو گرج کی آواز دینے والا ہے، درختوں کو پتے دینے والا اور انہیں پروان چڑھانے والا ہے، کلیوں کو حسن اور خوبصورتی دینے والا ہے، پھلوں کو کڑوا اور میٹھا بنانے والا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی تصویر بنانے والا اور اسے غذا دینے والا ہے، حق کو ثابت کرنے والا اور اسے باقی رکھنے والا ہے، باطل کو غلط ثابت کرنے والا مٹانے والا ہے۔ اس نے مخلوق کو اپنی پہچان کرائی تو اس کے بندے حیران و پریشان ہو گئے اور اس کی معرفت کی راہیں دشوار ہو گئیں اور سالکین نے میدانوں میں بستر جمادیئے اور پھر عقلوں کی طرف مائل ہوئے تو عقلوں نے جواب دیا: ہم تو یہ بھی نہیں جانتیں کہ ہم کہاں سے آئیں، تو سالکین نے فکروں کی طرف اپنا قاصد بھیجا مگر وہ ایسی جگہ بھٹک گیا جہاں ہر سمجھ دار بھی بھٹک جاتا ہے۔ پھر انہوں نے عقلوں کے ساتھ بصیرتوں کے چراغ روشن کئے اور نور ایمان کے ساتھ رہنمائی حاصل کی، جب بھی چراغ ان کے لئے روشن ہوتے ہیں تو وہ چلنے لگتے ہیں۔ جب وہ عرفان کی منزل تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی ان کے لئے غیر مانوس ہو گئی اور اس کی کبریائی ان سے چھپ گئی۔ پھر وہ دلوں کی طرف پلٹے تو دلوں نے کہا: ہم تو ہر عیب سے منزہ و مبرہ عزوجل کے گھر ہیں، اور گھر والا ہی اس میں موجود شے کے متعلق زیادہ جانتا ہے۔

پھر انہوں نے اسمائے الہیہ عزوجل سے رہنمائی چاہی تو اسماء نے جواب دیا: ہم تو اس کو نام دینے کی طاقت نہیں رکھتے پھر وہ صفات کی طرف متوجہ ہوئے تو صفات نے بھی یہی کہا کہ ہم اسے ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتیں پھر وہ کلمات کی طرف بڑھے تو کلمات نے کہا: ہم تو صرف کلمات ہیں جو وحی کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے عرش سے التماس کرتے ہوئے عرض کی: ”کیا تو اپنے قرب کے سبب اس کی ذات تک پہنچا سکتا ہے یا اس کے قریب کر سکتا ہے؟“ تو مدہوشی میں ڈوبے ہوئے اور حیرت میں فنا عرش نے انہیں پکار کر کہا: ”میں اس کا احاطہ نہیں کر سکتا کہ اس کی پہچان حاصل کر سکوں، اور میں اس کو اٹھائے

ہوئے نہیں کہ اس کے متعلق کچھ بتا سکوں، میں اس کے ساتھ ملا ہوا بھی نہیں کہ میرا مقام اس سے قریب ہو اور نہ اس سے جدا ہوں کہ میرا مقام اس سے دور ہو۔ یقیناً تم نے مجھ سے ایسے امر کا سوال کیا ہے جو میں نہیں جان سکتا اور تم نے ایسے راز سے پردہ اٹھایا ہے کہ میں بھی ہمیشہ اس کی تلاش اور سراغ میں رہا مگر مجھے حیرت اور بھٹکنے کے سوا کچھ نہ ملا۔" یہ سن کر سالکین کہنے لگے: "اگر تو بھی اس کی معرفت حاصل نہ کر سکا تو اس بلند و برتر ذات سے تیرے قرب کا کیا فائدہ! حالانکہ لوگوں نے تو تجھے بلند رتبہ قرار دیا ہے؟" تو عرش بولا: "میرا اللہ عزوجل سے ایسا ہی قرب ہے جیسا سانس کا اپنی نالیوں سے ہے اور میری اس سے ایسی ہی دوری ہے جیسی تیر چلانے والے سے تیر کی ہوتی ہے، میں اس کی بارگاہ میں ایسا ہی حقیر ہوں جیسے غلام اپنے مالکوں کے سامنے ہوتا ہے، مجھے بھی اس کا اتنا ہی اشتیاق ہے جتنا عاشق کو اپنے محبوب سے ملاقات کے ایام کا شوق ہوتا ہے۔" انہوں نے دوبارہ کہا: "پھر تُو رب عزوجل کے متعلق کیا کہتا ہے؟" تو عرش کہنے لگا: میں وہی کہتا ہوں جو اس کی تلاش میں سرگرداں اور اپنی اُمیدیں نہ پانے والا کہتا ہے۔" سالکین نے کہا: "جب تُو اس کی تعریف کرے تو ہر عیب سے اس کی پاکی بیان کر اور کسی شے کو اس کے مشابہ قرار دینے سے بچ اور یوں کہہ: وہ ایسا اول ہے کہ کوئی اول اس کا ثانی نہیں اور ایسا آخر ہے کہ کوئی آخر اس کے قریب نہیں، ایسا ظاہر ہے کہ کوئی ظاہر اس کے مشابہ نہیں، ایسا باطن ہے کہ کوئی باطن اس کی برابری نہیں کر سکتا، ایسا دور ہے کہ کوئی مسافت اس جتنی نہیں ہو سکتی، ایسا قریب ہے کہ تو جب چاہے اس سے ملاقات کر لے، ایسا واحد ہے کہ کوئی واحد اس کے مقابل نہیں، وہ ایسا یکتا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں کہ اس کی حد ختم ہو جائے، اگر تو اس سے خالص دوستی رکھے تو وہ تجھے اپنے پسندیدہ جام سے پاک و صاف شربت پلائے گا اور اگر اس کی محبت کا جام پی لیا جائے تو پینے والا دوسروں کو پلانے والا بن جاتا ہے۔"

یا الہی! میرا مقصود بس تو ہی تو ہے، اور تاریکیوں میں میرے لئے نور اور روشنی ہے۔ یا الہی! تیرے تو میرے علاوہ بھی بہت بندے ہیں مگر میرے لئے تیرے سوا کوئی نہیں، میں نے جہالت کے سبب تیری نافرمانی کی اور برے افعال کے باوجود تجھ سے دعا کی پھر بھی تو نے اپنے فضل و کرم سے میری دعا قبول فرمائی اور میں نے تیری طرف رجوع کیا تو تُو نے میری اُمید پوری کر دی، میں نے تیری بارگاہ میں اپنے دل کی بیماری کا شکوہ کیا تو تُو نے میری تکلیف زائل فرمادی اور مجھے فوراً شفاء عطا فرمادی، کتنے ہی خطرات اور مشکلات نے مجھے گھیرا مگر تو نے میری بھرپور اعانت کی اور دشمنوں کے خلاف میری مدد فرمائی۔ اے مشکلات اور تکالیف میں میری اُمید گاہ! تیرے لئے ہی سب تعریفیں ہیں۔

پورا شہر مسلمان ہو گیا:

حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الباہی فرماتے ہیں کہ "میں نے ایک سال حج کا عزم کیا۔ جب اونٹنی پر سوار ہوا تو اس

کارخ کعبہ کی طرف ہی تھا لیکن جب میں نے اُس کی گردن پر ہاتھ مارا تو وہ قَسْطَنْطِيْنِيَّة (استنبول) کی طرف مُڑ گئی۔ میں نے کئی مرتبہ اس کارخ موڑا مگر وہ قبلہ کی طرف نہ مڑی، میں نے اپنے دل میں کہا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس میں ضرور کوئی راز پوشیدہ ہے۔“ میں نے اُس کی مرضی کے مطابق اُسے جانے دیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو مجھے اپنے گھر نہ جانے دے تو میرے پاس اس کا کوئی حل نہیں، تمام معاملہ تیرے ہی پاس ہے۔“ فرماتے ہیں کہ اونٹنی تیزی سے چلتی ہوئی قسطنطنیہ میں داخل ہوگئی۔ جب میں شہر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ فتنہ و فساد میں مبتلا ہیں۔ میں نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ تو اس نے بتایا: ”بادشاہ کی بیٹی کی عقل زائل ہوگئی ہے اور لوگ کوئی ایسا طبیب تلاش کر رہے ہیں جو اس کا علاج کر سکے۔“ میں نے دل میں کہا: ”میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی عزت کی قسم! اسی کام کے لئے میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس سال حج سے روک دیا ہے۔“ میں نے ان لوگوں کو بتایا: ”میں طبیب ہوں۔“ انہوں نے پوچھا ”کیا آپ علاج کریں گے؟“ میں نے کہا: ”ہاں! اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔“ لوگوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اس نے اپنی بیٹی کا علاج میرے ذمے لگا دیا۔ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد طلب کی اور کمرے میں داخل ہو گیا، میں نے وہاں لوہے کی کھنک سنی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ”اے جنید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اونٹنی نے تجھے ہماری طرف لانے کی کتنی کوشش کی جبکہ تو اسے کعبہ مشرفہ کی طرف پھیرتا رہا۔“ اس کلام سے میری عقل کھوگئی پھر میں اندر داخل ہوا تو ایسی لڑکی دیکھی کہ دیکھنے والوں نے اس سے زیادہ حسین لڑکی نہ دیکھی ہوگی، وہ زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی، میں نے اس سے پوچھا: ”یہ کیسی حالت ہے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”اے دلوں کے طبیب! مجھے کوئی ایسا کام بتائیے جس سے میں غم سے نجات پا جاؤں۔“ میں نے اُسے کہا: ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پڑھ۔“ اس نے بلند آواز سے کلمہ پڑھا تو ہتھکڑیاں اور بیڑیاں گھل گئیں۔ جب اس کے باپ نے دیکھا تو کہنے لگا: ”آپ کتنے اچھے طبیب ہیں اور آپ کی دوا کتنی اچھی ہے۔ میرا علاج بھی اسی دوا سے کر دیجئے جس سے اس کا علاج کیا ہے۔“

تو میں نے کہا: ”تم بھی پڑھو: ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)“ پھر اس کی ماں آئی، وہ بھی دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور مسلمان ہوگئی۔ پھر اس شہر میں رہنے والے سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ اس پر میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد کی اور روانگی کا ارادہ کیا تو وہ لڑکی کہنے لگی: ”اے جنید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! جانے کی جلدی نہ کیجئے، میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی ہے کہ آپ کی موجودگی میں میرا انتقال ہو، آپ میری نماز جنازہ پڑھائیں اور دفن کریں۔“ پھر اس نے کلمہ شہادت پڑھ کر موت کا جام نوش کر لیا۔

اولیائے کرام کے لئے زمین سمٹ جاتی ہے:

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”میں بصرہ میں پانچوں نمازیں مقامی مسجد میں پڑھا کرتا تھا جو ”مسجد الخشابین یعنی لکڑیاں بیچنے والوں کی مسجد“ کے نام سے معروف تھی اور اس کے امام مغرب سے تعلق رکھتے تھے، جن کو ابوسعید کہا جاتا تھا جو نیکی کے کاموں میں مشہور تھے اور مسجد میں نماز فجر کے بعد بیان کیا کرتے تھے۔ ایک سال میں حج کے لئے روانہ ہوا۔ وہ شدید گرمی کا سال تھا۔ عام طور پر رات کو میں اپنے رفقاء سے آگے نکل جاتا اور سو جاتا پھر میرے دوست مجھے آلتے، ایک رات اسی طرح میں راستے سے ہٹ کر سویا ہوا تھا کہ قافلہ آگے نکل گیا اور میرے دوستوں کو میری خبر تک نہ ہوئی، میں سویا رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ جب بیدار ہوا تو میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کون سا راستہ ہے، میں نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی: ”اے میرے مولیٰ عزوجل! تو مجھے کہاں لے آیا اور اپنے گھر سے بھی دور کر دیا۔“ بہر حال میں چلتا رہا یہاں تک کہ تھک گیا۔ گرمی بھی شدید تھی، میں زندگی سے مایوس ہو گیا اور ریت کے ٹیلے پر موت کا انتظار کرنے لگا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک شخص مجھے پکار رہا ہے، میں کھڑا ہوا، دیکھا تو وہ ہمارے امام مسجد حضرت سیدنا شیخ ابوسعید علیہ رحمۃ اللہ المجید تھے۔ انہوں نے پوچھا: ”کیا آپ بھوکے ہیں؟ میں نے عرض کی: ”جی ہاں۔“ تو انہوں نے مجھے ایک گرم روٹی دی، میں نے کھائی تو میری سانس بحال ہو گئی، مجھے پیاس لگی تو انہوں نے مجھے ایک چمڑے کا تھیلا دیا جس میں شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پانی تھا۔ میں نے پیا اور چہرے کو بھی دھویا تو میری تازگی اور راحت لوٹ آئی۔

پھر انہوں نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ”میرے پیچھے چلو۔“ میں تھوڑی دیر تک آپ کے پیچھے چلا تو مکہ مکرمہ جا پہنچا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا: ”یہیں ٹھہر جاؤ، تین دن بعد تمہارے دوست یہاں پہنچ جائیں گے۔“ پھر مجھے ایک روٹی دے کر چلے گئے میں نے اس روٹی کا ایک ہی لقمہ کھایا تو سیر ہو گیا۔ میں نے وہ روٹی تین دن اپنے پاس رکھی یہاں تک کہ میرے رفقاء آ گئے۔ جب میں نے عرفہ میں وقوف کیا تو حضرت سیدنا شیخ ابوسعید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو ایک چٹان کے قریب دعا میں مشغول کھڑے ہوئے دیکھا۔ میں نے سلام عرض کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فارغ ہو کر سلام کا جواب دیا اور پوچھا: ”کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟“ میں نے عرض کی: ”دعا فرمادیں۔“ انہوں نے دعا کی پھر ہم پہاڑ سے اتر آئے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے نظر نہ آئے۔ میں حج ادا کر کے بصرہ واپس آ گیا اور گھر میں رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو حضرت سیدنا شیخ ابوسعید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے پیچھے مسجد میں صبح کی نماز پڑھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے سلام اور مصافحہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میرے ہاتھ کو دبایا۔ میں سمجھ گیا کہ راز کو ظاہر نہیں کرنا۔ مسجد کا مؤذن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت خدمت

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

کیا کرتا تھا، میں نے اس سے ایام حج میں مسجد سے حضرت سیدنا شیخ ابوسعید علیہ رحمۃ اللہ الجید کی عدم موجودگی کے متعلق پوچھا تو اس نے قسم کھائی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانچوں نمازیں اسی مسجد میں ادا فرمائیں۔ تو میں نے جان لیا کہ یہ بزرگ، انسانوں کے سردار ابدال میں سے ہیں۔“

حضرت سیدنا عبدالصمد بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ”میں بغداد سے یمن سمندر کے راستے سفر کرتا تھا اور ہر سال حج کیا کرتا۔ ایک سال منیٰ و عرفہ کے درمیان راستے میں خوبصورت، صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک نوجوان کو دیکھا گویا اس کا چہرہ روشن چراغ تھا۔ وہ سر کے نیچے پتھر رکھ کر ریت پر لیٹا ہوا موت سے لڑ رہا تھا یعنی مرنے کے قریب تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے سلام کیا اور پوچھا: ”کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”ہاں! آپ میرے پاس کھڑے رہیں یہاں تک کہ میں سانس پورے کر کے اپنے رب عزوجل سے جا ملوں۔“ میں نے عرض کی: ”آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟“ اس نے کہا: ”جب میں مرجاؤں تو مجھے دفن کر دینا اور میرے کندھے سے یہ تھیلی لے لینا، جب آپ یمن میں مقام صنعاء پر پہنچیں تو ”دارالوزارۃ“ کے متعلق پوچھنا۔ وہاں سے ایک بڑھیا اور اس کی بیٹیاں نکلیں گی، ان کو یہ تھیلی دے کر کہنا کہ مسافر عثمان نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ پھر وہ نوجوان بے ہوش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جب ہوش میں آیا تو یہ آیت مبارکہ تلاوت کر رہا تھا:

﴿ اِنَّمَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ﴾ (ب ۲۳، یس: ۵۲)
ترجمہ کنزالایمان: یہ ہے وہ جس کا رحم نے وعدہ دیا تھا اور رسولوں نے حق فرمایا۔

پھر اس نے ایک چیخ ماری اور دنیا سے کوچ کر گیا، میں نے اس کو غسل دیا اور کفن پہنایا، اس کا چہرہ نور سے دمک رہا تھا۔ میں نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز جنازہ پڑھی اور اُسے دفن کر دیا۔ اس کے بعد تھیلی لی اور یمن پہنچ کر جب اس کے بتائے ہوئے گھر کے متعلق پوچھا تو ایک بوڑھی عورت اور اس کی بیٹیاں باہر آئیں، میں نے ان کو وہ تھیلی دی تو وہ اسے دیکھ کر رونے لگیں۔ بڑھیا بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب اُسے ہوش آیا تو مجھ سے پوچھنے لگی: ”اس تھیلی کا مالک کہاں ہے؟“ میں نے اس کے متعلق سب کچھ بتا دیا تو وہ کہنے لگی: ”اللہ عزوجل کی قسم! وہ میرا بیٹا عثمان (علیہ رحمۃ الرحمن) تھا اور یہ اس کی بہنیں ہیں، اس نے اپنے گھر والوں، عزیزوں اور خادموں کو چھوڑا اور چہرے پر نقاب کر کے نکل گیا، معلوم نہیں کہاں گیا۔ اللہ عزوجل تمہیں میری اور میرے بیٹے کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔“ پھر وہ رونے لگی۔

یا اللہ عزوجل! اگر تو صرف عبادت گزاروں پر رحم فرمائے گا تو عبادت میں کوتاہی کرنے والوں کا والی کون ہوگا؟ اگر تو

صرف اخلاص والوں کو قبول کرے گا تو خطا کاروں کا وارث کون بنے گا؟ اگر تو صرف نیکو کاروں پر کرم کرے گا تو عاصیوں پر کرم کون کرے گا؟ **يَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ!** میری حسرت کتنی بڑی ہے کہ میں دوسروں کو نصیحت کرتا ہوں اور خود تجھ سے غافل ہوں۔ **يَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ!** میری مصیبت کتنی شدید ہے کہ میں دوسروں کو بیدار کرتا ہوں اور خود غفلت کی نیند سویا ہوا ہوں۔ **يَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ!** میرا قصہ و ماجرا کتنا عجیب ہے کہ میں راہِ حق کی طرف دوسروں کی رہنمائی کرتا ہوں اور خود اس کی تلاش میں حیران و سرگرداں ہوں۔ **يَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ!** اپنے اس بندے پر جو دو کرم کی بارش برسا دے۔ **يَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ!** جب میں کسی کو تیری بارگاہ کا راستہ دکھاؤں اور وہ وہاں تک رسائی حاصل کر لے تو کیا تو اسے قبول کر لے گا جس کی رہنمائی کی گئی ہے اور رہنمائی کرنے والے کو دھتکار دے گا؟ **يَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ!** اگر میرا کلام خالصتاً تیری رضا کے لئے نہیں تو میرے اجتماع میں کوئی ایسا شخص بھی تو ہوگا جو صرف اور صرف تیری رضا کے لئے آیا ہوگا۔ اے میرے پروردگار **عَزَّوَجَلَّ!** اس کے صدقے میری تقصیر کو تاجی معاف فرما دے اور ہم سب پر اپنا رحم و کرم فرما۔

بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّحِيمِينَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (آمین)۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ



نرمی کی فضیلت

سَيِّدُ الْمُبَلِّغِينَ، رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: ”جس شخص کو نرمی سے حصہ ملا اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے حصہ ملا اور جو شخص نرمی سے محروم رہا وہ دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم رہا۔“

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند عائشہ، الحدیث ۴۵۱۳، ج ۴، ص ۱۱۸)

جہنم کا بیان

بیان 13:

حمد باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اطاعت گزار بندوں سے جنت کی نعمتوں کا وعدہ فرمایا اور منکرین کو عذاب جہنم کی وعید سنائی اور جس نے اس کی مضبوط بادشاہت کا انکار کیا اس پر اپنا غضب فرمایا، نافرمانوں کی پردہ پوشی فرمائی، اپنے گناہوں کا عذر پیش کرنے والوں کا عذر قبول فرمایا، جس نے اس کی بارگاہ میں آنسو بہائے اس کی مغفرت فرمادی، جو اس کی رضا کے لئے شکستہ دل ہو اور عزوجل نے اسے درست کر دیا، جو کامیاب ہو اسی کی مدد سے ہوا، جس نے اس کے عظیم احسانات کو یاد رکھا اس کو اچھا بدلہ عطا فرمایا۔ تمام نوری مخلوق، دائرے میں گھومتا آسمان، بجلی اپنی چمک دمک کے ساتھ، چلتے ہوئے بادل اور ہوا، بہتی نہریں، درختوں کی ٹہنیاں، رنگ برنگی کلیاں، پرندے اپنی غمزہ آواز میں، باغات اپنے سبزے کے ساتھ، خشک میدان اپنے ٹیلوں کے ساتھ اور سمندر اپنی مچھلیوں کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، ہر ایک اپنی انوکھی زبان میں اس کی پاکی بیان کرتا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جو معبودِ عظیم، زندہ اور قائم رکھنے والا ہے، جس نے رزق کی تقسیم، طے شدہ موت اور ہر چیز کے لئے مقررہ وقت کا اندازہ لگایا، جس کی معرفت پانے میں عقل و سمجھ حیران و ششدر ہے، جس نے اپنے نور رحمت سے اپنے خاص بندوں کے لئے جنت بنائی جنہیں وہ مہر لگی ہوئی صاف و شفاف پاکیزہ شراب سے سیراب کرے گا اور جہنم کو اپنے شدید غضب سے اُن نافرمان بندوں کے لئے پیدا کیا جن کے لئے شقاوت لکھ دی گئی تھی، اس میں انہیں ہلاکت و بربادی، المناک عذاب اور سخت ڈانٹ ڈپٹ ہوگی، اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے جہنم کا ایک حصہ تقسیم کیا ہوا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو سب کا خدا ہے، ہمیشہ سے عظیم، قوت والا، شان و شوکت اور حسن جمال والا ہے، اپنی بادشاہی میں یکتا ہے، اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ اپنے اطاعت گزار کے لئے جنت بنائی اگرچہ وہ حبشی غلام ہی ہو، اور نافرمان کے لئے جہنم بنائی اگرچہ وہ قریش کا آزاد شخص ہی کیوں نہ ہو اور اس کو مشرکین و کفار کا ٹھکانہ، بد بختوں اور فاسقوں کے رہنے کی جگہ بنا دیا۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے: **النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا** (ب، ۲۴، المؤمن: ۴۶) ترجمہ کنز الایمان: آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں۔ (۱)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سپہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "اس (آگ) میں جلانے جاتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "فرعونیوں کی رومیں سیاہ پرندوں کے قالب میں ہر روز دو مرتبہ صبح و شام آگ پر پیش کی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ آگ تمہارا مقام ہے اور قیامت تک ان کے ساتھ یہی معمول رہے گا۔ مسئلہ: اس آیت سے عذابِ قبر کے ثبوت پر..... بقیہ اگلے صفحہ پر

اس سے چھٹکارا بھی کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ۝ (پ: ۱۶، م: ۷۱) ترجمہ کنز الایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دروزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے۔ (۱)

جنہم رنج و آلم اور ذلت و رسوائی کا گھر ہے، اس کا انکار کرنے والوں کو بھی اس سے امان نہیں ہوگی، ان کے لئے ہمیشہ اس میں رہنا اور اسے بھولے رہنا لکھ دیا گیا ہے، انہیں اس میں ندا دی جائے گی اور وہ سن رہے ہوں گے: هٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ اِنَّ ۝ (پ: ۲۷، الرحمن: ۴۳، ۴۴) ترجمہ کنز الایمان: یہ ہے وہ جہنم ہے جسے مجرم جھٹلاتے ہیں، پھیرے کریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں۔

ہائے افسوس! وہ ایسا گھر ہے جس کی تکالیف پہنچ کر رہنے والی ہیں، جس کی امیدیں پوری نہیں ہوتیں، جس کے راستے تاریک ہیں، جس کی ہلاکتیں غیر واضح ہیں، اس کے رہنے والے جلتا، کھولتا ہوا پانی پیئیں گے، اور ہمیشہ اس کے عذاب میں مبتلا رہیں گے، اس میں اپنی ہلاکت و بربادی کو پکاریں گے مگر اس میں ان کی امیدیں بھی ہلاک ہو جائیں گی، انہیں اس کی قید سے کبھی رہائی نہ ملے گی، پے در پے عذاب کے سبب وہ اس کے کشادہ راستوں اور مختلف حصوں سے فریاد کریں گے: اے مالک و مولیٰ عزوجل! ہم پر تیری وعید ثابت ہو گئی، اے ہمارے رب عزوجل! لوہے کے گرزوں نے ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اے ہمارے خالق و مالک عزوجل! عذاب سے ہماری کھالیں پک گئی ہیں۔ اے مالک و مولیٰ عزوجل! ہمیں جہنم سے نکال دے، ہم دوبارہ نافرمانی نہیں کریں گے۔ تحقیق وہ قید جہنمیوں کا کچھ مر نکال دے گی، پھر انہیں اس میں ہمیشہ رہنے کا یقین ہو جائے گا، وہ معبود حقیقی کے غضب میں لوٹیں گے کیونکہ دنیا میں انہوں نے فسق و فجور کا بازار گرم کیا، کفار کے ساتھ میل جول بڑھایا لہذا جہنم کو ان کا ٹھکانہ بنا دیا جائے گا، یہ کتنا برا ٹھکانہ ہے، منکرین اور شکوک و شبہات کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کے لئے کتنی بری جگہ ہے، اس میں ان کا کھانا زقوم (جہنم کا کانٹے دار درخت)، پینا جہنمیوں کی پیپ اور پگھلا ہوا سیسہ ہوگا: كَلَّمَا نَضَجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَأَتْهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ط (پ: ۵۰، النساء: ۵۶) ترجمہ کنز الایمان: جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں۔

بقیہ..... استدلال کیا جاتا ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ہر مرنے والے پر اس کا مقام صبح و شام پیش کیا جاتا ہے۔ جنتی پر جنت کا اور دوزخی پر دوزخ کا، اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تا آن کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کی طرف اٹھائے۔“

①..... مفتی شہیر ظلیہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”نیک ہو یا بد مگر نیک سلامت رہیں گے اور جب ان کا گزر دوزخ پر ہوگا تو دوزخ سے صدا اٹھے گی کہ اے مومن گزر جا کہ تیرے نور نے میری پٹ سرد کردی حسن و قنادہ سے مروی ہے کہ دوزخ پر گزرنے سے پل صراط پر گزرتا مراد ہے جو دوزخ پر ہے۔“

جہنم تاریک رات کی طرح سیاہ ہے:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحب لؤلؤ لاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: ”اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کو بلا کر جنت کی طرف بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ جنت اور اہل جنت کے لئے میری تیار کردہ نعمتیں دیکھ۔ جب حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے دیکھا تو واپس آ کر عرض کی: ”مجھے تیری عزت و جلال کی قسم! جو کوئی اس کے متعلق سنے گا ضرور اس میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔“ تو اسے نفس پر گراں گزرنے والی باتوں سے ڈھانپ دیا گیا۔ پھر ارشاد فرمایا: ”دوبارہ جاؤ۔“ تو حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے واپس آ کر عرض کی: ”تیری عزت و جلال کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ اب کوئی بھی اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔“ پھر حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کو جہنم کی طرف بھیج کر ارشاد فرمایا: ”دوزخ اور اہل دوزخ کے لئے میرا تیار کردہ عذاب دیکھ۔“ جب حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے دیکھا تو عرض کی: ”مجھے تیری عزت و جلال کی قسم! کوئی شخص اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔“ تو اسے نفسانی خواہشات سے گھیر دیا گیا۔ پھر ارشاد فرمایا: ”دوبارہ جا کر دیکھ۔“ وہ دوبارہ گئے اور لوٹ کر عرض کی: ”تیری عزت و جلال کی قسم! مجھے خوف ہے کہ سبھی اس میں داخل ہو جائیں گے۔“

(جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب ماجاء حفت الجنة بالمکارہ..... الخ، الحدیث ۲۵۶۰، ص ۱۹۰۹)

پھر جہنم کو ہزار سال جلایا گیا یہاں تک کہ سفید ہو گئی، پھر ہزار سال جلایا گیا تو سرخ ہو گئی، پھر ہزار سال جلایا گیا حتیٰ کہ سیاہ ہو گئی، اب یہ تاریک رات کی طرح سیاہ ہے۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب صفة النار، الحدیث ۴۳۲۰، ص ۲۷۴۰)

جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہے:

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: ”دنیا کی آگ جہنم کی آگ سے ستر درجے کم ہے اور اگر اس کو دو مرتبہ سمندر میں نہ ڈالا گیا ہوتا تو تم اس سے کچھ بھی نفع نہ اٹھا سکتے۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب صفة النار، الحدیث ۴۳۱۸، ص ۲۷۴۰، بتغییر قلیل)

جہنم کی ستر ہزار لگا میں ہوں گی:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان غیب نشان ہے: ”قیامت کے دن جہنم کو لایا جائے گا، اس کی ستر ہزار لگا میں ہوں گی، ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب جہنم اعا ذنا اللہ منها، الحدیث ۲۸۴۲، ص ۱۱۷۱)

سماعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور سید المبلغین، جناب رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گرجدار آواز سنی تو ہم سے استفسار فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ یہ آواز کیسی تھی؟“ ہم نے عرض کی: ”اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ يَعْنِي اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہے۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یہ ایک پتھر تھا جس کو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا وہ اب تک اس میں گر رہا تھا یہاں تک کہ اب اس کی تہہ میں پہنچ گیا۔“ (صحیح مسلم، کتاب الحنة، باب جہنم اعاذنا اللہ منها، الحدیث ۲۸۴۴، ص ۱۱۷۱)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! کیا تمہیں ان احوال سے عبرت حاصل نہیں ہوتی؟ کیا تم جہنم کی آگ اور اس کی ہولناکیوں سے نہیں ڈرتے؟ کیا اس کی زنجیروں اور طوقوں سے تمہیں خوف نہیں آتا؟ تعجب ہے اس شخص پر جو جنت میں اپنے باپ حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک میں تھا پھر بھی وہ کیسے اس جہنم میں داخل ہو جائے گا جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

جہنمی اہل جنت سے کھانا اور پانی مانگیں گے:

مروی ہے: ”آگ کے شعلے جہنمیوں کو بلند کریں گے یہاں تک کہ وہ چنگاریوں کی طرح اڑنے لگیں گے، جب وہ بلند ہوں گے تو اہل جنت پر جھانکیں گے، اُن کے درمیان پردہ ہوگا، جنتی، جہنمیوں سے کہیں گے: ”ہم نے پالیا جس کا ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا تو کیا تم نے بھی پالیا جس کا تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے تم سے وعدہ کیا تھا؟“ وہ کہیں گے: ”ہاں ہم نے بھی پالیا۔“ پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: ”ظالموں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہے۔“ جہنمی جب بہتی نہریں دیکھیں گے تو اہل جنت سے کہیں گے: ”ہمیں پانی یا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو رزق تمہیں عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھ دو۔“ تو اہل جنت کہیں گے: ”بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام فرمادی ہیں۔“ پھر عذاب کے فرشتے انہیں لوہے کے گرزوں سے جہنم کی تہہ تک لوٹادیں گے۔“ بعض مفسرین نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کے تحت مذکورہ روایت نقل فرمائی ہے:

﴿ اٰۤیٰتُ كَلِمًا اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْۤا مِنْهَاۙ اَعِيْدُوْۤا فِيْهَاۙ وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْۤا عَذَابَ النَّارِۙ الَّذِيۙ كُنْتُمْ بِہٖ تَكْتَلِبُوْنَ ۝۰﴾ (ب ۲۱، السجدة: ۲۰)

ترجمہ کنز الایمان: جب کبھی اس میں سے نکلتا چاہیں گے پھر اسی میں پھیر دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھلاتے تھے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ خوشِ نصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جو و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿۲﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ (ب، ۴، آل عمران: ۱۰۲)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔

پھر ارشاد فرمایا: ”اگر زقوم (جہنم کے ایک کانٹے دارزہریلے درخت کے پھل) کا ایک قطرہ دنیا میں انڈیل دیا جائے تو ساری دنیا کوتاہ و برباد کر دے اور اہل زمین پر ان کی زندگی اجیرن کر دے تو ان کی حالت کیسی ہوگی جن کا کھانا ہی یہ ہوگا۔“

(جامع الترمذی، ابواب صفة جہنم، باب ماجاء فی صفة ثراب اهل النار، الحدیث ۲۵۸۵، ص ۱۹۱۲)

جہنم میں کافر کی حالت:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار یا ذین پروردگار عَزَّوَجَلَّ و سَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ”کافر کی کھال کی موٹائی بہتر (72) گز ہو گی، اس کی داڑھ اُحد پہاڑ جتنی ہوگی اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ و مدینہ کے درمیانی فاصلے جتنی ہوگی۔“

(جامع الترمذی، ابواب صفة جہنم، باب ماجاء فی..... اهل النار، الحدیث ۲۵۷۷، ص ۱۹۱۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو جہنم کی آگ اور اس میں کفار و فجار کے ٹھکانے سے بچائے۔ کاش! تو جہنمیوں کو اور ان کے کھولتے پانی کو دیکھ لیتا تو ضرور اس سے بہت زیادہ پناہ طلب کرتا۔ جب بھی ان کی بھوک سخت ہوگی تو ان کے لئے آگ کے کانٹوں کے سوا کوئی کھانا نہ ہوگا۔ اے گنہگارو! کیا تم جہنم کی آگ برداشت کر سکو گے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو بھڑکتی آگ ہے کہ لوگ جس کی طرف ہر سمت سے ہانکے جائیں گے۔

﴿۳﴾ إِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغِيظًا وَزَفِيرًا ۝ وَإِذَا أَلْفُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّبِينَ ۝ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝ (ب، ۱۸، الفرقان: ۱۴ تا ۱۶)

ترجمہ کنزالایمان: جب وہ انہیں دور جگہ سے دیکھے گی تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چٹکھاڑنا، اور جب اس کی کسی تنگ جگہ میں ڈالے جائیں گے زنجیروں میں جکڑے ہوئے تو وہاں موت مانگیں گے۔ فرمایا جائے گا: آج ایک موت نہ مانگو اور بہت سی موتیں مانگو۔ (۱)

①..... مفتی شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الانا ناضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”(وہ جہنم کو) ایک برس کی راہ سے یا سو برس کی راہ سے (دیکھیں گے) دونوں قول ہیں اور آگ کا دیکھنا کچھ بعید نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اس کو حیات و عقل اور رویت عطا فرمائے اور بعض مفسرین نے کہا کہ مراد ملائکہ جہنم کا دیکھنا ہے۔ (اس طرح جکڑے ہوں گے کہ) اُن کے ہاتھ گردنوں سے ملا کر باندھ دیئے گئے ہوں یا اس طرح کہ ہر ہر کافر اپنے اپنے شیطان کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوا اور واہوراہ و اشوراہ کا شور مچائیں گے بایں معنی کہ ہائے موت آجا۔ حدیث شریف میں ہے کہ پہلے جس شخص کو آتش (یعنی آگ) کا لباس پہنایا جائے گا وہ ابلیس ہے اور اس کی ذریت اس کے پیچھے ہوگی اور یہ سب موت پکارتے ہوں گے۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

اور اگر اس دن تو لوگوں کو دیکھتا:

﴿۴﴾ يَوْمَ تَبْدُلُ الْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ وَ
السَّمَوَاتِ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝
(پ ۱۲۳، ابراہیم: ۴۸)

ترجمہ کنزالایمان: جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا
اور آسمان اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے ایک اللہ کے سامنے جو
سب پر غالب ہے۔ (۱)

جنہیوں پر سخت مصائب نازل ہوں گے اور گرد و غبار چھا جائے گا، ان کی پلکوں کے پردوں سے بارش کی طرح خون
بر سے گا اور بے چینی و آزر دگی انہیں ہر جانب سے گھیر لے گی۔

جنہیوں کا گوشت جھڑ جائے گا:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن الغیوب عزیز خالصی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب اہل دوزخ کو دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا تو جہنم ان سے سختی سے پیش آئے گی اور ان
پر ایسی بھڑکے گی کہ کسی ہڈی پر گوشت نہ رہنے دے گی یہاں تک کہ کونچوں تک جا پہنچے گی۔“

(المعجم الاوسط، الحدیث ۲۷۸، ج ۱، ص ۹۲۔ بتغییر)

اس وقت جہنمی اس حال میں ہوں گے کہ انہیں گناہوں کی وجہ سے ڈانٹا جا رہا ہوگا، وہ شدید عتاب میں ہوں گے، ان کی
قید اور عذاب میں ہر لمحہ اضافہ ہوتا جائے گا اور وہ شدید دکھ اور تکلیف میں ہوں گے۔ اللہ عزوجل اپنی سچی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصَلِّيهِمْ
نَارًا كَلَّمًا تَضَجَّتْ جُلُودُهُمْ بَدَلْنَاهُمْ جُلُودًا
غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ط (پ ۵، النساء: ۵۶)

ترجمہ کنزالایمان: جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم
ان کو آگ میں داخل کریں گے جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی
ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں۔

وہ دنیوی زندگی پر خوش ہو گئے، صور پھونکنے جانے کو بھول بیٹھے اور جھوٹی امیدوں کے دھوکے میں آ گئے۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے
ہیں: ”اس دن سے روز قیامت مراد ہے۔ زمین و آسمان کی تبدیلی میں مفسرین کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ ان کے اوصاف بدل دیے جائیں گے، مثلاً زمین ایک سطح
ہو جائے گی نہ اس پر پہاڑ باقی رہیں گے، نہ بلند ٹیلے، نہ گہرے غار، نہ درخت، نہ عمارت، نہ کسی ہستی اور اقلیم کا نشان۔ اور آسمان پر کوئی ستارہ نہ رہے گا اور آفتاب و ماہتاب
کی روشنیاں معدوم (یعنی نہ) ہوں گی۔ یہ تبدیلی اوصاف کی ہے ذات کی نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آسمان و زمین کی ذات ہی بدل دی جائے گی۔ اس زمین کی جگہ ایک
دوسری چاندی کی زمین ہوگی سفید و صاف۔ جس پر نہ کبھی خون بہایا گیا ہو، نہ گناہ کیا گیا ہو۔ اور آسمان سونے کا ہوگا۔ یہ دو قول اگرچہ بظاہر باہم مختلف معلوم ہوتے ہیں مگر
ان میں سے ہر ایک صحیح ہے اور وجہ جمع یہ ہے کہ اول تبدیلی صفات ہوگی اور دوسری مرتبہ بعد حساب تبدیلی ثانی ہوگی۔ اس میں زمین و آسمان کی ذاتیں ہی بدل جائیں گی۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

ترجمہ کنزالایمان: اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ ان کی قضا آئے کہ مرجائیں اور نہ ان پر اس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہر بڑے ناشکرے کو۔

﴿٦﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا ۗ كَذٰلِكَ نَجْزِيٰ كُلَّ كٰفُوْرٍ ۝ (ب، ۲۲، فاطر: ۳۶)

ان کے لئے جہنم میں رونا ہی رونا اور بھڑکنے والی آگ کا عذاب ہے۔

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ اُس میں چلاتے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اُس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔ اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا تو اب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

﴿٧﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَا اٰخْرِجْنَا نَعْمَلْ صٰلِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلْ ۗ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيْرُ ۗ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظٰلِمِيْنَ مِنْ نّٰصِيْرٍ ۝ (ب، ۲۲، فاطر: ۳۷)

حَسَنِ اَخْلَاقِ كَيْبِكِر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اَكْبَر عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ سے ستر درجے کم ہے اور یہ (دنیا کی آگ) بھی جہنم کی آگ سے روزانہ ستر مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزهد، باب صفة النار، الحدیث ۱۸ ۴۳، ص ۲۷۴۰، مختص)

نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک، صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جہنم کی آگ کو تم جتنا چاہو بیان کرو تم اس کو جتنا بھی بیان کرو گے یہ اس سے بھی سخت ہوگی۔“ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۵۲۵ ابو جعفر الباقر، ج ۵، ص ۳۴۵)

جہنمیوں کی پکار کا جواب:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ”جہنمی داروغہ جہنم کو پکاریں گے لیکن انہیں چالیس سال تک کوئی جواب نہ ملے گا پھر جواب دیا جائے گا: ”اِنَّكُمْ مَّكِنُوْنَ“ (ب، ۲۵، الزخرف: ۷۷) ترجمہ کنزالایمان: تمہیں تو ٹھہرنا ہے۔“ یعنی ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔ وہ دوبارہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پکارتے ہوئے التجا کریں گے:

﴿٨﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضٰلِّیْنَ ۝ رَبَّنَا اٰخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنِ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ (ب، ۱۸، المؤمنون: ۱۰۶-۱۰۷)

ترجمہ کنزالایمان: کہیں گے اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے رب ہمارے! ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں۔ (۱)

①..... مفسر شہیر، ظہیر، اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”ترمذی کی حدیث میں ہے کہ دوزخی لوگ جہنم کے داروغہ مالک کو چالیس برسوں تک پکارتے رہیں گے۔ اس کے بعد وہ کہے گا کہ تم جہنم..... بقید اگلے صفحہ پر

﴿۹﴾ قَالَ اخْسَنُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝ ترجمہ کنز الایمان: رب فرمائے گا: دھتکارے (خائب و خاسر) پڑے

رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔ (۱)

(ب۱۸، المؤمنون: ۱۰۸)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کی قسم! اس کے بعد وہ ایک کلمہ بھی نہ کہیں گے، پھر ان کے لئے جہنم میں چیخا چلا ناہی رہ جائے گا، ان کی آواز گدھوں جیسی ہوگی، پہلے چیخیں چلائیں گے اور آخر میں رینگیں گے۔“ (جامع الترمذی، ابواب صفة جہنم، باب ماجاء فی صفة طعام اهل النار، الحدیث ۲۵۸۶، ص ۱۹۱۲۔ الترغیب والترہیب، کتاب صفة الحنة والنار، فصل فی بکا ثہم وشہیقہم، الحدیث ۵۶۸۵، ج ۴، ص ۲۹۲، بتغییر قلیل مختص)

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت:

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: ”اے لوگو! کیا تم میں اس کی طاقت ہے؟ کیا تم جہنم کی آگ برداشت کر سکتے ہو؟ اے لوگو! اللہ عزوجل کی اطاعت تمہارے لئے اس سے بہت آسان ہے لہذا تم اس کی اطاعت کرو۔“

(حلیۃ الاولیاء، کعب الاحبار، الحدیث ۷۵۴۲، ج ۵، ص ۴۰۸)

حضرت سیدنا میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ”جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ (پ ۱۴، الحجر، ۴۳) ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے۔“ تو حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ لیا، پھر تین دن تک اس طرح حیرانی و پریشانی کے عالم میں گھر سے باہر رہے کہ کوئی بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنبھال نہ سکتا تھا، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا۔“

خچر جیسے بچھو اور اونٹ جیسے سانپ:

مروی ہے کہ اہل دوزخ ہزار سال جزع و فزع کرتے رہیں گے لیکن ان کے عذاب میں کوئی کمی نہ ہوگی تو کہیں گے:

﴿۱۰﴾ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجْرُ غَنًّا أَمْ صَبْرًا مَا لَنَا مِنْ

ترجمہ کنز الایمان: ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے

رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں۔

مَحِيصٍ ۝ (پ ۱۳، ابراہیم: ۲۱)

بقیہ..... ہی میں پڑے رہو گے پھر وہ پروردگار کو پکاریں گے اور کہیں گے، اے رب ہمارے! ہمیں دوزخ سے نکال اور یہ نکار ان کی دنیا سے دُنی عمر کی مدت تک جاری رہے گی۔ اس کے بعد انہیں یہ جواب دیا جائے گا جو اگلی آیت میں ہے (خازن) اور دنیا کی عمر کتنی ہے، اس میں کئی قول ہیں۔ بعض نے کہا کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے، بعض نے کہا بارہ ہزار برس، بعض نے کہا تین لاکھ ساٹھ برس۔ واللہ تعالیٰ اعلم (تذکرہ قرطبی)۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرقان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اب ان کی امیدیں منقطع ہو جائیں گی اور یہ اہل جہنم کا آخر کلام ہوگا۔ پھر اس کے بعد انہیں کلام کرنا نصیب نہ ہوگا روتے چیختے ذکر کرتے بھونکتے رہیں گے۔“

پھر پیاس اور شدتِ عذاب کے سبب ہزار سال پکارتے رہیں گے تاکہ ان کی پیاس میں کچھ کمی ہو جائے لیکن بارش نہ آئے گی تو وہ مزید ہزار سال روتے چلاتے رہیں گے جب وہ روئیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام سے استفسار فرمائے گا: ”اے جبرائیل (علیہ السلام)! یہ کیا مانگتے ہیں؟“ حالانکہ وہ بہتر جانتا ہے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے: ”اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! یہ بارش طلب کرتے ہیں۔“ تو ان کے لئے ایک سرخ بادل ظاہر ہوگا وہ خیال کریں گے کہ اس بادل سے ہم پر بارش برے گی لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ اس میں سے ان پر پتھروں جیسے بڑے بڑے پتھروں مسلط کر دے گا وہ ان کو ایسا ڈنک ماریں گے جس کا درد ایک ہزار سال تک نہیں جائے گا پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بارش کا سوال کریں گے تو ان کے لئے سیاہ بادل ظاہر ہوگا تو وہ کہیں گے: یہ بارش والا بادل ہے لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ اس میں سے ان کی طرف اونٹ جیسے بڑے بڑے سانپ بھیج دے گا۔ جب بھی وہ ان کو ڈسیں گے تو اس کا درد ایک ہزار سال تک نہ جائے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کا یہی معنی ہے:

﴿۱۱﴾ زِدْنَهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ (پ ۱۱، النحل: ۸۸) کے فساد کا۔

”بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ“ سے مراد یہ ہے کہ یہ (عذاب کی زیادتی) ان کے کفر اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرنے کا بدلہ ہے۔ تو جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے نجات اور ثواب پانا چاہے تو اسے چاہئے کہ دُنیا کی تکالیف پر صبر کرے کیونکہ (حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ) ”جنت کو نفس کے ناپسندیدہ امور سے گھیر دیا گیا ہے اور جہنم کو شہوات کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے۔“

(جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب ماجاء حفت الجنة بالمكاره و حفت النار بالشهوات، الحدیث ۲۵۰۹، ص ۱۹۰۹)

اے میرے اسلامی بھائیو! تصور کرو گویا کہ تم جہنم میں کھڑے یوں کہہ رہے ہو:

﴿۱۲﴾ يَلْتَبِتْنَا نَرُدُّ وَلَا نُكَذِّبُ بِآيَاتِ رَبِّنَا (پ ۷، الانعام، ۲۷) ترجمہ کنز الایمان: کاش! کسی طرح ہم واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی آیتیں نہ جھٹلائیں۔

پھر چلا چلا کر کہہ رہے ہو:

﴿۱۳﴾ يَنْحَسِرُنَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْنَا فِيهَا (پ ۷، الانعام، ۳۱) ترجمہ کنز الایمان: ہائے! افسوس ہمارا اس پر کہ اس کے ماننے میں ہم نے تقصیر کی۔

اور تم نے اپنی ساری کوشش طلب دنیا میں صرف کر دی اور اپنی آخرت سے بالکل منہ موڑ لیا۔ تو تمہاری حالت کیسی ہوگی:

﴿۱۴﴾ إِنَّ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ (پ ۷، الانعام، ۴۶) ترجمہ کنز الایمان: اگر اللہ تمہارے کان، آنکھ لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے۔

پراسرار اعرابی:

ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید نے حرم مکہ میں داخل ہو کر طواف شروع کیا اور عام لوگوں کو طواف سے منع کر دیا لیکن ایک اعرابی خلیفہ کے آگے آگے چلتے ہوئے اس کے ساتھ طواف کرنے لگا، خلیفہ پر یہ بات ناگوار گزری، اپنے دربان کی طرف متوجہ ہوا گویا کہ یہ اشارہ تھا کہ اس کو منع کرے، دربان نے آگے بڑھ کر اس اعرابی سے کہا: ”اے بدو! طواف نہ کرتا کہ مسلمانوں کا امیر طواف کر لے۔“ اعرابی نے جواب دیا: ”اس مقام اور بیت حرام میں اللہ عزوجل کے نزدیک سب لوگ برابر ہیں۔ چنانچہ، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ ۱۵ ﴾ سَوَاءٌ أَعْبَدَ فِيهِ وَالْبَادِءُ وَمَنْ يُرِدْ
 فِيهِ بِالْحَسَادِ يَظْلِمُ نَفْسَهُ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ۝
 ترجمہ کنز الایمان: کہ اس میں ایک ساقی ہے وہاں کے رہنے والے
 اور پردہ لسی کا اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ہم اسے
 دردناک عذاب چکھائیں گے۔
 (ب، الحج، ۲۵)

جب ہارون الرشید نے اعرابی کا یہ جواب سنا تو دربان کو روکنے سے منع کر دیا پھر بوسہ دینے کے لئے حجر اسود کے پاس آیا تو اعرابی نے اس سے پہلے بوسہ دے لیا، جب مقام ابراہیم پر نماز پڑھی تو اعرابی نے پھر آگے بڑھ کر اس سے پہلے نماز ادا کر لی۔ جب ہارون الرشید نماز و طواف سے فارغ ہوا تو دربان کو حکم دیا: ”اعرابی کو میرے پاس لاؤ۔“ دربان اعرابی کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”امیر المؤمنین کے پاس چلو۔“ اعرابی نے جواب دیا: ”مجھے اس کی حاجت نہیں، اگر اسے کوئی حاجت ہے تو وہ خود ہی پوری کرنے کی کوشش کرے۔“ دربان غصے میں پلٹا اور خلیفہ کو اس کی بات بتائی۔ یہ سن کر ہارون الرشید نے کہا: ”اس نے سچ کہا ہے، ہم حاجت مند ہیں تو ہمیں ہی اس کے پاس جانا چاہئے۔“ پھر ہارون الرشید اٹھا جبکہ دربان اس کے سامنے کھڑا تھا اور اعرابی کے پاس جا کر اسے سلام کیا، اس نے جواب دیا۔ خلیفہ نے اس سے پوچھا: ”اے عربی بھائی! کیا میں تمہاری اجازت سے یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟“ تو اعرابی نے بلا خوف و خطر جواب دیا: ”یہ گھر میرا نہیں، نہ ہی حرم میرا ہے، یہ گھر بھی اللہ عزوجل کا ہے اور حرم بھی اللہ عزوجل کا، یہاں ہم سب برابر ہیں۔ تو اگر چاہے تو بیٹھ جا اور چاہے تو لوٹ جا۔“

ہارون الرشید نے جب ایسی بات سنی جو اس کے ذہن میں کھٹکی بھی نہ تھی تو اسے انتہائی ناگوار گزرا، وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی شخص میرے ساتھ یوں گفتگو کرے گا۔ بہر حال وہ اس اعرابی کے پہلو میں بیٹھ گیا اور اس سے پوچھنے لگا: ”اے اعرابی! میں تم سے تمہارے فرض کے متعلق پوچھتا ہوں، اگر تم اسے بجالاتے ہو تو دیگر فرائض کو بھی اچھی طرح ادا کرتے ہو گے اور اگر اسے ہی ادا نہیں کرتے تو دیگر فرائض میں بھی کوتاہی کرتے ہو گے۔“ اعرابی نے اٹنا خلیفہ سے سوال کر دیا: ”تم یہ سوال سیکھنے کے

لئے کر رہے ہو یا شرارت کے لئے؟“ ہارون الرشید اس کے فوراً جواب دینے سے بہت حیران ہوا اور کہنے لگا: ”نہیں، میں نے تو حصول علم کے لئے سوال کیا ہے۔“ یہ سن کر اعرابی بولا: ”تو پھر اٹھ اور سوال کرنے والے کے مقام پر بیٹھ جا۔“ خلیفہ ہارون الرشید کھڑا ہوا اور اعرابی کے سامنے دو زانو بیٹھ گیا تو اعرابی نے کہا: ”اب تو صحیح جگہ بیٹھا اب جو پوچھنا ہے پوچھ۔“ تو ہارون الرشید نے سوال کیا: ”مجھے اس کے متعلق بتائیے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ پر فرض کیا ہے۔“ اعرابی کہنے لگا: ”تم کس فرض کے متعلق پوچھ رہے ہو؟ ایک فرض کے متعلق یا پانچ کے متعلق؟ یا سترہ کے متعلق؟ یا چونتیس کے متعلق؟ یا چورانوے کے متعلق؟ یا چالیس میں سے ایک کے متعلق؟ یا زندگی بھر میں ایک کے متعلق؟ یا دو سو میں سے پانچ کے متعلق؟“ ہارون الرشید بطور مزاح ہنس پڑا، پھر کہنے لگا: ”میں نے تم سے صرف فرض کے متعلق پوچھا اور تم نے مجھے پورے زمانے کا حساب دے دیا۔“ اعرابی بولا: ”اے ہارون! اگر دین میں حساب نہ ہوتا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بروز قیامت تمام مخلوق سے حساب نہ لیتا۔ چنانچہ،

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱۶﴾ فَلَا تُظَلِّمُ نَفْسٌ شَيْئًا طَوَّانَ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَوَكَّفَهَا بِنَا حَسِيبِينَ ۝ (پ۱۷، الانبیاء: ۴۷)

ترجمہ کنز الایمان: تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو۔

جب اعرابی نے خلیفہ کو ”یا ہارون“ کہہ کر مخاطب کیا اور ”یا امیر المؤمنین“ نہ کہا تو ہارون الرشید کے چہرے پر غصے کے آثار نمایاں ہو گئے، اس کی حالت متغیر ہو گئی اور اسے سخت تکلیف پہنچی مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے غضب سے اس کی حفاظت فرمائی اور جب اس نے جان لیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس اعرابی کو اس کلام کی طاقت و توفیق عطا فرمائی ہے تو وہ اپنی حالت پر لوٹ آیا۔ پھر ہارون الرشید نے کہا: ”میرے آباء و اجداد کی مٹی کی قسم! اگر تو نے اپنی بات کی وضاحت نہ کی تو صفا و مروہ کے درمیان میں تیری گردن مارنے کا حکم دے دوں گا۔“ دربان نے گزارش کی: ”اے امیر المؤمنین! اس مقدس مقام کی عظمت کے پیش نظر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اسے معاف کر دیجئے۔“ اعرابی ان دونوں کی بات سن کر ہنسنے لگا حتیٰ کہ وہ چت لیٹ گیا، ہارون الرشید نے پوچھا: ”کیوں ہنس رہے ہو؟“ تو اس نے جواب دیا: ”تم دونوں پر حیرت کرتے ہوئے ہنس رہا ہوں کہ ایک یقینی موت کو بخشوانا چاہتا ہے اور دوسرا اس موت کے لانے میں جلدی کر رہا ہے جس کا وقت نہیں آیا۔“ جب ہارون الرشید نے اس کی یہ بات سنی تو دنیا کو حقیر سمجھنے لگا۔ پھر اس نے کہا: ”میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دیتا ہوں کہ اپنی بات کی وضاحت کر دے، میرا دل اس کی وضاحت سننے کے لئے بے چین ہے۔“

تو اعرابی نے جواب دیتے ہوئے کہا: ”تم نے پوچھا تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر کیا فرض کیا ہے تو سنو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر کثیر امور فرض کئے ہیں۔ جو میں نے تمہیں ایک فرض کے متعلق کہا ہے تو وہ دین اسلام ہے، پانچ فرائض سے مراد پانچ

نمازیں ہیں، سترہ فرائض سے مراد دن رات کی نمازوں کی سترہ رکعتیں ہیں، چونتیس فرائض سے مراد ان رکعتوں کے چونتیس سجدے ہیں، چرانوے فرائض سے مراد ان نماز کی تکبیرات ہیں اور چالیس میں سے ایک سے مراد چالیس دینار میں سے ایک دینار زکوٰۃ ہے اور زندگی بھر میں ایک فرض، حج ہے اور دو سو میں سے پانچ سے مراد چاندی کی زکوٰۃ ہے۔“ خلیفہ ہارون الرشید ان مسائل کی وضاحت اور اعرابی کی عمدہ گفتگو سے بہت خوش ہوا اور اس کو بہت ذہین سمجھا اور اعرابی اس کی نظر میں بہت عظیم ہو گیا۔ پھر اعرابی نے کہا: ”تم نے مجھ سے سوال کیا، میں نے جواب دے دیا، اب میں سوال کرتا ہوں اور تم جواب دو۔“

ہارون الرشید نے کہا: ”آپ پوچھئے۔“ اعرابی نے سوال کیا: ”مسلمانوں کا امیر اس شخص کے متعلق کیا کہتا ہے جس پر صبح کے وقت ایک عورت کو دیکھنا حرام ہو لیکن جب ظہر ہو تو وہ عورت اس پر حلال ہو جائے اور جب عصر ہو تو پھر حرام ہو جائے، جب مغرب ہو تو حلال ہو جائے اور عشاء کے وقت پھر حرام ہو جائے اور فجر کے وقت پھر حلال، اسی طرح ظہر کے وقت حرام، عصر کے وقت حلال، مغرب کے وقت حرام اور عشاء کے وقت پھر حلال ہو جائے؟“ اعرابی کا سوال سن کر ہارون الرشید نے کہا: ”آپ نے مجھے ایسے سمندر میں ڈال دیا ہے جس سے آپ کے علاوہ کوئی نہیں نکال سکتا۔“ اعرابی نے کہا: ”تم تو مسلمانوں کے امیر ہو، تم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا اور تمہیں کسی بات میں لاجواب نہیں ہونا چاہئے پھر میرے سوال سے کیسے عاجز آگئے ہو؟“ ہارون الرشید عرض کرنے لگا: ”آپ کے علم کی قدر و منزلت عظیم ہے اور آپ کا ذکر بلند ہے، اس بیت اللہ شریف کی عزت کا صدقہ! میں چاہتا ہوں کہ آپ خود اس کی وضاحت فرمادیں۔“ اس اعرابی نے کہا: ”میں بصد محبت و احترام بیان کئے دیتا ہوں۔ میں نے ایک شخص کے متعلق سوال کیا کہ اس کا صبح کے وقت ایک عورت کو دیکھنا حرام ہے تو یہ وہ ہے جو غیر کی لونڈی کو دیکھے کہ یہ لونڈی اس پر حرام ہے اور جب ظہر ہو تو اس کو خرید لے، اب وہ اس کے لئے حلال ہو گئی لیکن جب عصر ہو تو آزاد کر دے اب وہ اس پر حرام ہو گئی لیکن جب مغرب ہو تو اس سے نکاح کر لے تو وہ پھر اس پر حلال ہو گئی۔ جب عشاء ہو تو طلاق دے دے اب پھر وہ حرام ہو گئی لیکن جب فجر ہو تو رجوع کر لے وہ دوبارہ حلال ہو گئی۔ جب ظہر ہو تو وہ شخص اسلام سے پھر جائے تو وہ اس پر حرام ہو گئی لیکن جب عصر ہو تو توبہ کر کے عورت سے رجوع کر لے تو وہ اس کے لئے حلال ہو گئی۔ جب مغرب ہو تو عورت مرتد ہو جائے تو وہ اس پر حرام ہو گئی لیکن جب عشاء ہو تو توبہ کر کے رجوع کر لے تو پھر حلال ہو گئی۔“ ہارون الرشید اعرابی کے اس سوال اور پھر خود ہی جواب دینے سے انتہائی متعجب اور خوش ہوا پھر اس نے اس اعرابی کو دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا جب وہ درہم لائے گئے تو اعرابی نے کہا: ”مجھے اس کی ضرورت نہیں۔“ اور درہم واپس کر دیئے۔ ہارون الرشید نے کہا: ”کیا آپ چاہتے ہو کہ میں آپ کا وظیفہ مقرر کر دوں جو ساری زندگی آپ کو کافی ہو؟“ تو اعرابی نے کہا: ”جو ذات تمہیں روزی دیتی ہے وہی مجھے بھی دیتی ہے۔“ خلیفہ نے کہا: ”اگر آپ پر کوئی

قرض ہو تو ہم ادا کر دیتے ہیں۔“ بہر حال اعرابی نے اس سے کچھ قبول نہ کیا پھر اس نے چند اشعار کہے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”دنیا کے عطیات کئی سالوں سے لگا تار ہمارے پاس آرہے ہیں کبھی تو میلے کھیلے ہوتے ہیں اور کبھی لذت بخش ہوتے ہیں لیکن میں ان میں سے کسی بھی ایسی شے کو قبول کرنے کو تیار نہیں جو میرے مرنے کے بعد باقی نہ رہے اور میں گل اسے اپنے وارثوں کے لئے چھوڑ جاؤں، گویا قبر میں مجھ پر مٹی ڈالی جا رہی ہے اور میرے دوست احباب میرے ارد گرد کھڑے نوحہ کناں ہیں اور گویا وہ دن آچکا جس میں آگ کے شعلے بھڑک کر لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں اور وہ دن سننے والوں کو قسم دے رہا ہے کہ میرے رب عزوجل کی عزت و جلال کی قسم! میں تم سب سے ضرور انتقام لوں گا۔“

جب اعرابی اشعار کہہ چکا تو ہارون الرشید نے افسوس ناک آہ کھینچی اور اس سے اس کے گھر اور شہر کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت سیدنا موسیٰ رضا بن جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، دیہاتیوں کے لباس میں ملبوس رہتے ہیں اور زہد و ورع کے پیکر ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید کھڑا ہو گیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا پھر (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے) یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ (۱)

(ب ۸، الانعام: ۱۲۴)

یہ ایسے برگزیدہ بندے ہیں جو لوگوں کے درمیان اپنی حالت مخفی رکھتے ہیں، وہ پراگندہ سر اور غبار آلود ہوتے ہیں، لوگ ان کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ ان کا اللہ عزوجل کے ہاں بہت بلند مقام ہوتا ہے۔ یہ تو مقبول بندوں کی صفات ہیں تو اے راندہ درگاہ! تیری کیسی صفات ہیں؟ یہ تو مقرر بن کی صفات ہیں تو اے رب کی بارگاہ سے دھتکارے ہوئے شخص! تیری صفات کیسی ہیں؟ یہ تو نیک بندوں کی صفات ہیں تو اے محروم شخص! اپنے نفس پر رو۔ اے مسکین! تیرا برا ہو کہ تو دن کے وقت بے کار کاموں میں مصروف رہتا اور رات سونے میں گزارتا ہے۔

فقیر کے اوصاف:

دُنیا میں فقیر کے اوصاف یہ ہونے چاہئیں: دن کو روزہ رکھے، رات کو قیام کرے، رکوع و سجود کرنے والا، رب عزوجل کی رحمت کا طالب، اس کی بخشش میں رغبت رکھنے والا، صبر و شکر کرنے والا، دوسروں سے نرمی و شفقت سے پیش آنے والا، تنہائی

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الانا ناضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یعنی اللہ جانتا ہے کہ نبوت کی اہلیت اور اس کا استحقاق کس کو ہے، کس کو نہیں۔ عمر و مال سے کوئی مستحق نبوت نہیں ہو سکتا۔“

اختیار کرنے والا، کم گفتگو کرنے والا، کم کھانے والا اور ذکر اللہ عزوجل کی کثرت کرنے والا، اچھی سوچ کا مالک ہو، لوگوں سے دور رہے، دوست کم بنائے اور حزن و ملال کی کثرت کرے، دنیا کے مال و متاع اور اس کے شبہات سے بچنے والا ہو۔ خواہشات اور دنیا کی حیلہ سازی اور مکر و فریب سے اجتناب کرنے والا ہو اور خرید و فروخت میں مشغول رہنے والا نہ ہو، اس کے لئے کسی سے لیا جائے، نہ ہی کسی کو دیا جائے، اگر موجود ہو تو پہچانا نہ جائے اور اگر غائب ہو تو یاد نہ کیا جائے، بہت زیادہ تنہائی اختیار کرنے والا، کثرت سے آنسو بہانے والا ہو، خود بھی کسی چیز کا مالک نہ ہو، اور کوئی دوسرا بھی اس پر اختیار نہ رکھتا ہو، اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والا، رضائے الہی عزوجل کو پیش نظر رکھنے والا ہو۔

اس کی سانسیں حرام سونگھنے سے محفوظ ہوں، دل اطاعت الہی عزوجل سے مانوس ہو، بہت زیادہ دنیوی فکریں نہ کرے بلکہ دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھے، کم خواہشات رکھنے والا اور شبہ والی چیزوں کو ترک کرنے والا ہو، ہمیشہ عبادت پر کمر بستہ، بہت زیادہ قناعت کرنے والا، جیلوں کو چھوڑ دینے والا، بندوں کے وسیلوں کا بہت کم محتاج ہو، اسے کبھی بھی لوگوں کی ضرورت و حاجت نہ پڑے، اپنے مولیٰ عزوجل پر بھروسہ کرتے ہوئے کل پر نظر نہ رکھے، صرف اسی کی عبادت کرے، دنیا سے مکمل طور پر کنارہ کش رہے اور اپنے آپ کو صرف رب عزوجل کی طرف متوجہ رکھے، اس کے پاس بقدر ضرورت مال بھی نہ ہو اور نہ ہی ذرہ برابر کسی شے کا مالک ہو، صرف رب عزوجل کی عبادت و طاعت میں مصروف رہے اور اس کے غیر سے مستغنی ہو جائے، اسے منافقت کی ہوا بھی نہ لگی ہو اور نہ ہی بازاروں میں گھومتا پھرتا ہو، رکاوٹ بنے بغیر راستے پر چلنے والا ہو۔ اس کا بدن کمزور، جسم ہلکا پھلکا، نظر پاک ہو، علم و عمل کا پیکر اور دنیا سے کنارہ کش ہو، مجاہدات میں لگن رہے اور ذات باری تعالیٰ کے جلوؤں میں مستغرق رہنے والا اور ملکوت کی طرف سبقت لے جانے والا ہو، اس ذات حق کو ہر لمحہ پیش نظر رکھے جو زندہ ہے جسے کبھی فنا نہیں، اگرا کر نہ چلنے والا اور نہ ہی خوش و خرم نظر آنے والا ہو۔

لوگوں سے دور رہنے والا، ان پر امیدیں نہ رکھنے والا، تکبر نہ کرنے والا، سچی بات کہنے والا، اچھے کام کرنے والا ہو۔ دنیا والوں سے علیحدگی میں سکون محسوس کرے، جنگلات کے درندوں سے مانوس ہو، میدانوں اور پہاڑوں میں گھومنے والا ہو، دنیا کی محبت سے خالی ہو اور محبت کی آنکھ سے اسے کبھی نہ دیکھے، اپنے عزیز و اقرباء اور احباب کو اللہ عزوجل کی خاطر چھوڑ دے، اپنے نفس پر حد قائم کرے اور محنت کو لازم پکڑے، اس بات کا یقین رکھے کہ دل اللہ عزوجل کا گھر ہے لہذا اس کی پاکی و طہارت کا خیال رکھے تاکہ وہ اس میں ذات باری تعالیٰ کی تجلیات پائے اور اس کے دل میں خدا کے سوا کوئی نہ ہو اور اگر اسے دنیا اور اس کی تمام نعمتیں دے دی جائیں تو ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ مذکورہ اوصاف کا حامل شخص ہی فقیر ہو سکتا ہے۔

جنت کا خزانہ:

منقول ہے کہ چار چیزیں جنت کا خزانہ ہیں: (۱)..... مصیبت کو چھپانا (۲)..... فاقہ کشی کو چھپانا (۳)..... چھپا کر صدقہ دینا اور (۴)..... دکھ تکلیف کو چھپانا۔ ایک قول یہ ہے کہ کامل انسان میں دو خوبیاں ہوتی ہیں: (۱)..... وہ باطل سے راضی نہیں ہوتا اور (۲)..... حق سے منہ نہیں موڑتا۔

چھ کاموں میں جلدی کرو:

منقول ہے کہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے مگر ان چھ کاموں میں جلدی کرنا شیطان کی طرف سے نہیں، وہ یہ ہیں: (۱)..... جب نماز کا وقت ہو جائے تو اس میں جلدی کرنا (۲)..... مہمان آئے تو اس کی مہمان نوازی کرنا (۳)..... کسی کے مرنے پر اس کی تجہیز و تکفین کرنا (۴)..... بچی کے بالغ ہونے پر اس کی شادی کرنا (۵)..... قرض کی ادائیگی کا وقت آجائے تو اسے جلدی جلدی ادا کرنا اور (۶)..... کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرنا۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ



جنت سے محروم

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ يَعْنِي "چغتل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔" (صحیح البخاری، حدیث ۶۰۵۶، ص ۵۱۲)

بیان 14: انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کی مبارک زندگیاں

حمد باری تعالیٰ:

سب تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا اور مختلف چیزوں کو مختلف صورتیں عطا فرمائیں۔ انسان کو پانی سے بنایا اور اسے قوتِ سماعت و بصارت عطا کی اور اپنی قدرت سے تقدیر کو مقرر فرمایا اور اپنی حکمت سے اپنی نشانیوں سے عبرتیں ظاہر فرمائیں اور نیک عمل کرنے والوں کو اعمال کا قابلِ فخر لباس پہنایا جو اس کی بارگاہ میں خشوع و خضوع اور شکستہ دلی کے ساتھ کھڑا ہوا اللہ عزوجل نے اس کے دل کو جوڑ دیا، جس نے اس کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور محتاجی میں اس کی طرف رجوع کیا اس نے اسے اپنے فضل سے مالا مال کر دیا۔

پاک ہے وہ ذات جس کی قدرت سے نہ کوئی آگے بڑھ سکتا ہے، نہ ہی اس کی وحدانیت کے قریب پہنچ سکتا ہے، وہ سبح و بصیر ہے جو سنتا اور دیکھتا ہے، اس نے پانی کی طرف نظر فرمائی تو وہ اس کی ہیبت و جلال سے پتھر بن گیا، پتھروں کی طرف نظر فرمائی تو وہ اس کی رحمت سے سیلاب کی طرح بہنے لگے۔ اس نے نیلگوں آسمان کو بغیر ستونوں کے بلند کیا اور اس میں سورج، چاند کو بنایا اور اسے چمکتے ہوئے ستاروں سے سجایا اور وہ چمک دار ستارے موتیوں کے مشابہ ہیں، اور اپنی رحمت سے ہوائیں بھیجیں، اور ستارے کوررات کے وقت چلنے کا حکم دیا تو وہ چلنے لگا، اور بادل کو بارش برسانے کا حکم دیا، اور آسمانی قلعہ کی حفاظت پر شہابِ ثاقب کو مامور فرمایا لہذا اب چوری چھپے سنے والے شیاطین کچھ نہیں سن سکتے۔ انسانی فکر اس ذات کو نہ سمجھ سکی اور ناکام ہو کر واپس لوٹ آئی اور چٹیل میدان میں حیران و پریشان بھٹکنے لگی، جس نے اس کا انکار کیا اور سرکشی کی اسے اس نے عذاب میں مبتلا فرما دیا، اور جس نے اس کی طرف رجوع کیا، اس کی وحدانیت کا اعتراف کیا، عاجزی کی اور تکبر نہ کیا تو اس نے اسے اپنا قرب عطا فرما دیا۔ نافرمانوں کو سزا دینے سے پہلے عبرت کے لئے کڑک بھیجی، اور بارش کی خوشخبری دیتے ہوئے بجلی چمکائی اور اپنی قدرت کی تیز ہواؤں سے بادل کو گرج عطا فرمائی، اپنے کرم کے خزانوں سے اپنی نعمت کی ٹھنڈی ہوائیں چلائیں تو اہل معرفت نے اس سے مشک و عنبر کو سونگھ لیا اور انہیں نیکی اور برائی کا خفیہ راز معلوم ہو گیا۔

پھر حضرت سیدنا ابو یزید علیہ رحمۃ اللہ الجید کو نصرتِ خداوندی کی وہ دولتِ سرمدی عطا ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تقویٰ کی بدولت دنیا کو تابع کر لیا۔ حضرت سیدنا شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے محبت کی دلہنوں کے لئے آراستہ و پیراستہ رات گزاری تو محبتِ الہی میں دیوانے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ دشمن کے خلاف چڑھائی کی اور عبادتِ الہی عزوجل کے لئے تیار ہو گئے اور حسرت کے عالم میں روتے روتے تمام رات بسر کر دی۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ولی حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی پر اپنا پوشیدہ راز ظاہر کیا تو وہ محبت الہی عَزَّوَجَلَّ میں دیوانہ وار پھرنے لگے۔ اور حضرت سیدنا منصور حلاج علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے محبت الہی عَزَّوَجَلَّ کا خالص جام پیا تو ان کی زباں پر ”اَنَا لَأَحَقُّ“ جاری ہو گیا۔ (۱) جب اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے محبت کا مزہ چکھ لیا تو ان پر شوق دیدار کی ہوائیں چلنے لگ گئیں، اور انہیں خبر دی گئی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر نگاہِ کرم اور دلکش تجلی فرما رہا ہے۔ یہ سن کر اُمید رکھنے والوں نے تاریک رات میں عاجزی و انکساری کرتے ہوئے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور مجرم نے عذر پیش کرتے ہوئے حقیر دل کے ساتھ اپنا سر جھکا لیا اور گنہگار پیشانیوں سے پکڑے جانے والے دن سے خوف زدہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ سے حیا اور خوف کرتے ہوئے نگاہیں نیچے کر لیں، اپنے گناہوں پر گریہ و زاری کرنے لگا اور اپنے عیبوں پر رونے دھونے اور آہ و بکا کرنے میں راتیں کاٹ دیں۔

حضرت سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتحان:

منقول ہے کہ حضرت سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی آزمائش کا وقت قریب آیا تو حضرت سیدنا جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہو کر عرض کی: ”اے ایوب (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام)! عنقریب آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ آپ پر ایسی آزمائش اور ہولناک معاملہ نازل فرمائے گا کہ جسے پہاڑ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔“ تو حضرت سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ”اگر میں محبوب کے ساتھ تعلق میں ثابت قدم رہا تو ضرور صبر کروں گا یہاں تک کہ کہا جائے گا: ”یہ

①..... عوام میں مشہور ہے کہ حضرت سیدنا حسین بن منصور حلاج علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے ”اَنَا الْحَقُّ“ (یعنی میں حق ہوں) کہا تھا اس کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: ”حضرت سیدی حسین بن منصور حلاج قدس سرہ جن کو عوام ”منصور“ کہتے ہیں، منصور ان کے والد کا نام تھا، اور ان کا اسم گرامی حسین۔ (آپ) اکابر اہل حال سے تھے، ان کی ایک بہن ان سے بزرگتر مرتبہ ولایت و معرفت میں زائد تھیں۔ وہ آخر شب کو جنگل تشریف لے جاتیں اور یاد الہی (عَزَّوَجَلَّ) میں مصروف ہوتیں۔ ایک دن ان کی آنکھ کھلی، بہن کو نہ پایا، گھر میں ہر جگہ تلاش کیا، پتہ نہ چلا، اُن کو سو سو گزرا، دوسری شب میں قصد آسوتے میں جان ڈال کر جاگتے رہے۔ وہ اپنے وقت پر اٹھ کر چلیں، یہ آہستہ آہستہ پیچھے ہوئے، دیکھتے رہے۔ آسمان سے سونے کی زنجیر میں یا قوت کا جام اُتر اور ان کے دہن مبارک (یعنی منہ شریف) کے برابر آگیا، انہوں نے پینا شروع کیا، ان سے صبر نہ ہو سکا کہ یہ جنت کی نعمت نہ ملے۔ بے اختیار کہہ اٹھے کہ بہن! تمہیں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی قسم کہ تھوڑا میرے لئے چھوڑ دو، انہوں نے ایک جُرعہ (یعنی ایک گھونٹ) چھوڑ دیا، انہوں نے پیا، اس کے پیتے ہی ہر جڑی بوٹی، ہر درو دیوار سے ان کو یہ آواز آنے لگی کہ کون اس کا زیادہ مستحق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے۔ انہوں نے کہا شروع کیا، ”اَنَا لَأَحَقُّ“ یشک میں سب سے زیادہ اس کا سزاوار (یعنی حق دار) ہوں۔“ لوگوں کے سننے میں آیا، ”اَنَا الْحَقُّ“ (یعنی میں حق ہوں) وہ (لوگ) دعویٰ خدائی سمجھے، اور یہ (یعنی خدائی کا دعویٰ) کفر ہے۔ اور مسلمان ہو کر جو کفر کرے مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین و قتالہم، ص ۵۷۷، حدیث نمبر ۶۹۲۲ پر ہے کہ) رسول اللہ (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) فرماتے ہیں: ”مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهُ فَاَقْتُلُوْهُ تَرْجَمًا: جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کرو۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۶، ص ۴۰۰)

انتہائی تعجب خیز بندہ ہے۔“ تو انہیں ایک آواز سنائی دی: ”اے ایوب (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام)! میری آزمائش کے لئے تیار ہو جاؤ اور میرا حکم و فیصلہ نازل ہونے تک صبر کرتے رہو۔“ آپ کی آزمائش کا سبب یہ تھا کہ ابلیس لعین نے حسد کی وجہ سے طرح طرح کے نکر و حیلے سے آپ پر غالب ہونا چاہا لیکن نہ ہو سکا تو کہنے لگا: ”یا اللہ عزوجل! ایوب شکر گزار بندہ ہے اور اس لئے تیرا فرمانبردار ہے کہ تو نے اسے مال، رزق اور اولاد میں وسعت عطا فرمائی اور صحت بخشی ہے، اگر تو یہ سب کچھ واپس لے لے تو ایک لمحہ بھی تیری اطاعت نہ کرے گا۔“ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”جا، میں نے تجھے اس پر مسلط کر دیا اور وہ اپنی حالت ہرگز تبدیل نہ کرے گا۔“ پس پہلے دن اولاد لے کر آزمائش ہوئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور زیادہ محنت کرنے لگے۔ دوسرے دن مال کو جلا دیا گیا تو حضرت سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”تمام عطا کیں اسی کی ہیں، چاہے تو لے لے اور چاہے تو عطا کر دے۔“ تیسرے دن ابلیس ملعون نے آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم میں پھونک ماری جبکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز فجر ادا فرما رہے تھے کہ آپ جسمانی بیماری میں مبتلا ہو گئے، سارے بدن میں آبلے پڑ گئے لیکن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر و باطن میں اللہ عزوجل کا ذکر کرتے رہے۔ مال و اولاد چلے جانے کے بعد جب آپ جسم کی آزمائش میں مبتلا ہوئے تو فرمایا: ”تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جس نے مجھے اپنی عبادت کے لئے چن لیا اور مجھ پر اپنا خاص فضل اور بھلائی فرمائی اور مجھے اپنے علاوہ کسی چیز میں مشغول نہ رکھا۔“ حضرت سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ ذکر کرتے رہے اور اپنے رب عزوجل کی حمد اور شکر بجالاتے رہے۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آزمائش انسان کے احوال کو ظاہر کر دیتی ہے اور محبت کے دعوے دار کی حالت بہت جلد واضح کر دیتی ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے نبی حضرت سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ستر ہزار قسم کی آزمائشیں نازل فرمائیں لیکن آپ علیہ السلام نے صبر و شکر کیا اور شکوہ نہ کیا۔ تو سن لو، اے بھائیو! تم تو ایک کاٹنا بھی برداشت نہیں کر سکتے جبکہ حضرت سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اولاد لے کر آزمایا گیا مگر آپ علیہ السلام نے عبادت میں اضافہ کر دیا، مال لے لیا گیا مگر محبت الہی عزوجل میں ذرہ برابر کمی نہ آئی، زیادہ سے زیادہ عبادت کرتے رہے اور تمام آزمائشوں پر راضی رہے اور ظاہری و باطنی طور پر بالکل کوئی شکوہ نہ کیا۔ چنانچہ، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ندادی گئی: ”اے ایوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! تو نے ہماری آزمائشوں پر صبر کیا تو ہم تجھے تیرا مال اور اولاد لوٹا دیں گے اور تیرے جسم کو آزمائش سے عافیت بخش دیں گے اور تیرا نام اپنی آخری کتاب میں لکھ دیں گے اور تیرا ذکر محبوب بندوں کے رجسٹر میں پھیلا دیں گے۔“

(چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے)

﴿ ۱ ﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝ (ب ۲۳، ص: ۴۲)

ترجمہ کنزالایمان: ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار، یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا پرندوں کو زندہ کرنا:

منقول ہے کہ جب حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ فرماتا ہے؟“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ”اے ابراہیم (علیہ السلام)! تجھے ہماری قدرت میں شک ہے جو تو دلیل طلب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے دکھا؟“ تو آپ علیہ السلام نے عرض کی: ”اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھے دل کی آنکھ سے دکھایا، اب میں ظاہری آنکھ سے دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میں ظاہری و باطنی نگاہ سے دیکھ لوں۔“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم فرمایا: ”چار پرندے پکڑ کر ذبح کر اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہر پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دے اور ان کے سروں کو اپنی انگلیوں کے درمیان رکھ کر ان کو بٹلا۔“

حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہی کیا تو قدرتِ خداوندی سے ایک ایسی ہوا چلی کہ بکھرے ہوئے اجزاء اور ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا گوشت جمع ہو کر حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک پرندے نے اپنا سر آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں سے لے لیا۔ جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت سے زندہ ہو گئے تو حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس رُک کر عرض کرنے لگے: ”اے ابراہیم (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام)! آپ ہم سے کیا چاہتے تھے کہ آپ نے ہمیں ذبح کر دیا؟ یاد رکھیں! جو کچھ آپ نے ہمارے ساتھ کیا ہے ہو سکتا ہے آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو۔ چنانچہ اسی رات آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا، گویا اللہ عَزَّوَجَلَّ فرما رہا ہے: ”اے ابراہیم (علیہ السلام)! ہم نے تجھے مردے زندہ کر کے دکھائے اب تم

ہمیں زندوں کو مار کر دکھاؤ۔“ تو آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت سیدنا اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد فرمایا:

﴿ ۲ ﴾ يٰٓاِبْنِي اِنِّيۤ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّىۡۤ اَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرٰى ط (ب ۲۳، الضفٹ: ۱۰۲)

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔

تو انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فیصلے کے آگے سر جھکا دیا اور صبر کرتے ہوئے عرض کی:

﴿ ۳ ﴾ قَالَ يَاۡبَتِۤ اِفْعَلْ مَا تُوۡمَرُۡدُ سَتَجِدُنِيۡۤ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيۡنَ ۝ (ب ۲۳، الضفٹ: ۱۰۲)

ترجمہ کنزالایمان: کہا: اے میرے باپ! کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

اے میرے باپ! کون ہے جو حاکم اعلیٰ غزوہ جُل کے حکم پر اعتراض کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اے میرے باپ! اگر میرا مولیٰ غزوہ جُل مجھ سے راضی ہو جائے تو آپ وہ کام کر گزریں جس کا آپ کو حکم دیا گیا۔ بے شک موت بڑی اچھی اور میٹھی ہے۔

منقول ہے کہ جب حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کلام خداوندی غزوہ جُل کا لذیذ جام نوش فرمایا اور آگ لینے کے لئے نکلے تو جبار کی عنایت سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدر بڑھ گئی اور جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام درخت کے پاس پہنچے جبکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دل انوار خداوندی غزوہ جُل کا منتظر تھا کہ ایک ندا سنی: ”اے موسیٰ“ تو اس سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مزید قرب اور انس ملا۔ چنانچہ، آپ اس پر غور و فکر کرتے ہوئے ہر سمت کی طرف بڑھنے لگے۔ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھر ایک ندا سنائی دی: ”اے موسیٰ! فکر نہ کیجئے۔“ پھر ارشاد ہوا:

﴿٢٠﴾ فَأَخْلَعُ نَعْلَيْكَ جِ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوى 0 (ب: ١٦، طه: ١٢)

ترجمہ کنزالایمان: تو تو اپنے جوتے اتار ڈال، بے شک تو پاک جنگل طوی میں ہے۔

جو ایسا مقام ہے جہاں گناہوں سے آلودہ بندہ نہیں آسکتا اور وحشت زدہ آئے تو مانوس ہو جاتا ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر ندا سنی: ”اے موسیٰ! انسی“ اَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَأَعْبُدْنِي لَا (ب: ١٦، طه: ١٤) ترجمہ کنزالایمان: بے شک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر۔ لہذا مجھے پہچان، میں تیرا عظیم معبود ہوں، مجھے ہی عظمت والا جان، اور میں رزق دینے والا مالک ہوں لہذا میرے سوا کسی سے سوال نہ کر بلکہ مجھ سے مانگ، اور میں شدید سزا دینے والا ہوں لہذا میرے عذاب سے ڈر، اور جو مجھے یاد کرے میں اس کے قریب ہوتا ہوں لہذا مجھے یاد کر۔

حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: اے میرے مالک و مولیٰ غزوہ جُل! تو نے اپنی طرف میری رہنمائی فرمائی اور مجھے اپنا قرب عطا فرمایا، (پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی:)

﴿٥٥﴾ رَبِّ ارْنِي أَنْظُرُ إِلَيْكَ ط قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنْ أَنْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي ج فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكَاً وَخَرَّ مُوسَى صَبِقًا ج (ب: ١٩، الاعراف: ١٤٣)

ترجمہ کنزالایمان: اے رب میرے! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا: تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ہاں! اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش۔ (۱)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الانا ناضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”لَنْ تَرَانِي“ کا معنی یہ ہے کہ تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا یعنی ان آنکھوں سے سوال کر کے۔ بلکہ دیدار الہی بغیر سوال کے محض اس کی..... بقیہ اگلے صفحہ پر

پیارے اسلامی بھائیو! راہ سلوک بہت دشوار گزار اور سالک کے لئے بہت مشکل ہے۔ اسی راہ میں حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام آنسو بہاتے رہے، حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گریہ وزاری کی، اللہ عزوجل کے خلیل حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں ڈالا گیا، حضرت سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح کیا گیا، حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فروخت کیا گیا، حضرت سیدنا زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آرا چلایا گیا، حضرت سیدنا یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کیا گیا، حضرت سیدنا ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آزمایا گیا، حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خوفِ الہی میں گھومتے رہے اور نبی آخر الزماں حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ساری زندگی فقرا پائیا۔

اے میرے بھائی! اس راہ میں پہلا قدم روح کو فنا کرنا ہے۔ شاہراہ تو موجود ہے سالک کہاں ہے؟ قیص تو موجود ہے پہننے والے کہاں ہیں؟ طور سینا تو موجود ہے اس پر فائز ہونے والے کہاں ہیں؟ اے جنید بغدادی کی سی تڑپ رکھنے والو! آؤ اور اس راہ پہ چلو، اے شیخ ابوبکر شبلی کی محبت کے دعویدارو! ہماری بات سنو اور اے ابراہیم بن ادہم کے دیوانو! ادھر متوجہ ہو جاؤ (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔

مقام فنا:

حضرت سیدنا ابوبکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک پہاڑ پر ریحانہ عابدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو یہ شعر پڑھتے سنا:

أَحْضَرْتَنِي فِيكَ وَلَكِنْ غَيَّبْتَنِي فِى التَّحَلَّى

ترجمہ: (اے میرے رب!) تو نے مجھے اپنی بارگاہ میں حضوری عطا فرمائی مگر میں تیری تجلیات میں گم ہو گئی۔

میں نے اسے دائیں بائیں تلاش کیا تو نظر آئی میں نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا: ”اے ریحانہ!“ اس نے جواب دیا: ”اے شبلی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)! میں حاضر ہوں۔“ میں نے پوچھا: ”کس کو ڈھونڈ رہی ہو؟“ تو اس نے

بقیہ..... عطا و فضل سے حاصل ہوگا وہ بھی اس فانی آنکھ سے نہیں بلکہ باقی آنکھ سے یعنی کوئی بشر مجھے دنیا میں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا دیکھنا ممکن نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیدار الہی ممکن ہے اگرچہ دنیا میں نہ ہو کیونکہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ روز قیامت مومنین اپنے رب عزوجل کے دیدار سے فیضیاب کئے جائیں گے علاوہ بریں یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام عارف باللہ ہیں۔ اگر دیدار الہی ممکن نہ ہوتا تو آپ ہرگز سوال نہ فرماتے۔ اور پہاڑ کا ثابت رہنا امر ممکن ہے کیونکہ اس کی نسبت فرمایا، ”جَعَلَهُ دَكَّاءً“ اس کو پاش پاش کر دیا تو جو چیز اللہ تعالیٰ کی مجھول (بنی ہوئی) ہو اور جس کو وہ موجود فرمائے ممکن ہے کہ وہ نہ موجود ہو اگر اس کو نہ موجود کرے کیونکہ وہ اپنے فعل میں مختار ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پہاڑ کا استیقرار امر ممکن ہے، محال نہیں اور جو چیز امر ممکن پر معلق کی جائے وہ بھی ممکن ہی ہوتی ہے محال نہیں ہوتی۔ لہذا دیدار الہی جس کو پہاڑ کے ثابت رہنے پر معلق فرمایا گیا وہ ممکن ہوا تو ان کا قول باطل ہے جو اللہ تعالیٰ کا دیدار محال بتاتے ہیں۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

جواب دیا: ”ریحانہ کو۔“ میں نے حیران ہو کر اس سے پوچھا: ”کیا تو ریحانہ نہیں؟“ اس نے جواب دیا: ”اے شبلی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیوں نہیں، مگر جب سے مجھے اللہ عزوجل کا قرب ملا ہے میں قید ہو گئی ہوں اور مجھے یہ بھی خبر نہیں کہ میں کہاں ہوں؟ میں اپنے آپ سے غائب ہو چکی اور اپنے آپ کو بھول چکی ہوں، اور اب مسافروں سے اپنے متعلق پوچھتی رہتی ہوں مگر میں نے کوئی شخص ایسا نہ پایا جو مجھے میرے بارے میں بتا دے۔“ یہ سن کر میں نے اُسے کہا: ”اب میں بھی تیری طرف رجوع کرتا ہوں کیونکہ تجھ پر نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں۔“ تو وہ کہنے لگی: ”اے شبلی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)! میں نے اس سلسلے میں اپنے عناصر سے پوچھا تو کسی کو اپنا مددگار نہ پایا۔ میں نے حواس سے پوچھا تو ان کو بغیر جامِ محبت پئے مدہوش پایا۔ اپنی فہم سے پوچھا تو اس نے وہم کی طرف میری رہنمائی کی۔ میں نے اپنے راز سے پوچھا تو اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں نے دل سے پوچھا تو اس نے بھی مجھے میری مراد تک نہ پہنچایا۔ اپنے قلب سے پوچھا تو وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا پھر کہنے لگا: مجھے اجازت نہیں، میں نہ تو بتا سکتا ہوں اور نہ ہی ظاہر کر سکتا ہوں۔“

پھر ریحانہ عابدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کہنے لگی: ”اے شبلی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)! میں نے ہر زندہ سے کہا کہ مجھے میری ذات تک پہنچا دے اور مجھ پر میری رہنمائی کر دے لیکن کوئی بھی میری باتیں نہ سمجھ سکا، اے شبلی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)! اگر تجھے میرا ٹھکانہ معلوم ہے تو میرے ترجمان کو ادھر لے آ۔“ میں نے اسے کہا: ”تیرا ٹھکانہ رحیم ورحمن عزوجل کے قُرب میں ہے۔“ یہ سنتے ہی اس نے ایک چیخ ماری اور اس کے بعد لبسا سانس لیا۔ میں نے اسے حرکت دی تو اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ میں نے اسے ایک چٹان کے سہارے لٹایا اور خود اس امید پر وسیع و عریض میدان میں چلا گیا تا کہ کوئی ایسا شخص پاؤں جو اس کی تجہیز و تکفین پر میری مدد کرے مگر مجھے کوئی نہ ملا۔ میں واپس آیا تو اس کا کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں گئی۔ ہاں! میں نے وہاں ایک نور دیکھا جو شعاعیں دے رہا تھا اور بجلی چمک رہی تھی۔ میں دل میں کہنے لگا: کاش! میں جان لیتا کہ اس نیک بندی کے ساتھ کیا ہوا تو مجھے ندا دی گئی: ”اے شبلی! ہم جس کو اس کی زندگی میں اس سے لے لیتے ہیں تو موت کے بعد بھی اسے لوگوں کی آنکھوں سے چھپا دیتے ہیں۔“

حضرت سپذنا شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے اسی رات اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: ”اللہ عزوجل نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ اس نے جواب دیا: ”اے نوجوان! قید ختم ہو گئی، میں نے اپنی مراد اور نعمتیں پالیں اور میرا مقصد پورا ہو گیا۔ اگر تم بھی ہمیشہ کی عزت چاہتے ہو تو میری طرح موت کو گلے لگا لو۔“

فرمانبردار بیٹے کی موت سے ماں بھی فوت ہو گئی:

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک سال میں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا۔ جب لوٹنے کا ارادہ کیا تو دیکھا

کہ ایک نوجوان جس کا جسم دبلا پتلا، رنگ زرد، اونٹ کے قریب کھڑا غم کے سانس لیتے ہوئے کہہ رہا تھا: ”کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو میرا پیغام اس بوڑھی عورت تک پہنچا دے جس نے ساری زندگی میری تربیت فرمائی، اب وہ مجھے دیکھنے کی مشتاق ہے؟“ کیا تم میں سے کوئی شخص میرے احباب کو میرا پیغام پہنچا کر اجر و ثواب لینا چاہتا ہے؟“ پھر کہنے لگا: ”میں تمہیں اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں، جب تم عافیت کے ساتھ پہنچ جاؤ تو میرا خط فلاں بڑھیا کو پہنچا دینا اور اسے میرے متعلق بتانا کہ ہم نے ”عامری“ کو عشق کی آگ میں جلتے ہوئے چھوڑا، وہ اپنا مقصود پا چکا ہے اور اگر وہ تم سے میری حالت کے متعلق پوچھے تو ان سے کہنا: ”اللہ عزوجل کی قسم! اس نے اللہ عزوجل سے کیا ہوا عہد نہیں توڑا۔“ وہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس پر بڑا ترس آیا میں نے اس سے خط لے لیا اور پوچھا: ”آپ کو اپنی والدہ کے پاس جانے میں کیا رکاوٹ ہے؟“ تو اس نے کہا: ”اے میرے محترم! جب تقدیر ساتھ نہ دے تو مخلوق کیا کرے۔ میں اس امید پر نکلا تھا کہ لوٹ آؤں گا لیکن یہ نہ جانتا تھا کہ کب لوٹوں گا۔ اگرچہ میں نے اپنے محبوب کو پا کر اپنی اجنبیت میں سرور حاصل کیا لیکن میں آنے والے اس کل کی امید باندھے ہوئے ہوں جب ہم پھر ملیں گے جس طرح جدا ہوئے تھے۔“

جب اس نے اپنی بات مکمل کر لی تو ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ قافلے والے اس کے ارد گرد جمع ہو گئے پھر کچھ دیر کے بعد اسے ہوش آیا تو کہنے لگا: ”ہائے افسوس! جس موت کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ آنے والی ہے، قبر قریب ہے اور دارالبقاء کی طرف کوچ کرنے کا وقت آ گیا ہے۔“ پھر اس نے دوبارہ ایک زوردار چیخ ماری اور اس کی روح خالق حقیقی سے جا ملی۔ وہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کی تجھیز و تکفین کی اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا۔ پھر بصرہ کی جانب رخ کیا۔ جب ہم شہر کے قریب پہنچے تو وہاں کے لوگ دُور سے آنے والوں کے استقبال اور اپنے دوستوں کو سلامتی کی مبارکباد دینے کے لئے نکل آئے۔

سب لوگوں سے پیچھے ایک بڑھیا آرہی تھی جس کی نظر کمزور تھی، اس کا دل ذکر الہی عزوجل میں مشغول تھا، وہ چلتے ہوئے کانپ رہی تھی اور کہہ رہی تھی: ”کیا اس کے آنے کا وقت نہیں آیا جس کا میں انتظار کر رہی ہوں یا قافلے میں کوئی ایسا شخص ہے جو اس کے متعلق بتائے؟“ پھر اس نے ہمدادی: ”اے قافلے والو! تم میں کوئی میرے بیٹے کا خط لانے والا ہے جس میں اس کی خیر خبر ہو؟“ پھر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”وطن سے دُور جانے والا ہر شخص آخر واپس آتا ہے لیکن میرا بیٹا دُور جانے والوں کے ساتھ ابھی تک نہ آیا۔ بہت زیادہ رونے سے میری آنکھیں چلی گئیں اور اس کی جدائی کے غم میں میرے دل کی آگ تیز ہو گئی۔ میں تو اس کی واپسی اور ملاقات کی تمنا کر رہی تھی لیکن لگتا ہے کہ میری امید بہت دور ہے۔“

وہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر کہا: ”اے کمزور اور غمگین بڑھیا! میرے پاس اس نوجوان کا خط ہے، وہ دُوری کا شکوہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس شہر میں اس کے گھر والے ہیں، وہ اپنی والدہ کے دیدار کا بہت مشتاق تھا جو اس سے کافی محبت و موڈت رکھتی ہے۔“ اس وقت اس بوڑھی خاتون نے ایک چیخ ماری اور کہنے لگی: ”اللہ عزوجل کی قسم! یہ میرے ہی مسافر بیٹے کی صفت ہے۔“ اس نے مجھ سے خط لیا تاکہ اپنے شکستہ دل کو جوڑے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ مجھ سے خط لے کر چومنے لگی اور اپنے دل اور آنکھوں پر رکھ کر پوچھا: ”اے میرے پر دیسی بیٹے کے قاصد! میرے محبوب بیٹے کا کیا ہوا؟“ میں نے اسے بتایا کہ ”وہ اپنے رب عزوجل سے جا ملا ہے۔“ جب اس نے سنا کہ اس کا بیٹا تنہا راہِ حق کا مسافر ہو گیا ہے تو بہت زیادہ روئی پھر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگی:

”اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! مجھے دنیا میں زندہ رہنا اس لئے پسند تھا کہ اپنے بیٹے سے ملاقات کی امید تھی لیکن اب مجھے دنیا میں رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔“ پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر گر گئی اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کا ارادہ کیا تو کوئی کہنے والا جس کی صورت نظر نہ آئی کہہ رہا تھا: ”اے شخص! ٹھہر جا، اس کا معاملہ تیرے ذمہ نہیں۔“

ابلیس کو خوش کرنے والے کام:

حضرت سیدنا شیخ ابو محمد فراء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”جب ابلیس لعین اور اس کا لشکر اکٹھا ہوتا ہے تو وہ کسی شے پر اتنے خوش نہیں ہوتے جتنے تین چیزوں پر خوش ہوتے ہیں: (۱)..... مسلمان مسلمان کو قتل کرے (۲)..... کوئی شخص کفر پر مر جائے اور (۳)..... ایسا شخص جس کے دل میں فقر کا خوف ہو۔“

فقراء کو نصیحت:

حضرت سیدنا شیخ جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”اے گروہِ فقراء! اللہ عزوجل سے تمہارے تعلق کی وجہ سے تمہاری عزت کی جاتی ہے اور اسی وجہ سے تم پہچانے جاتے ہو لہذا اپنے آپ کو دیکھو کہ جب تم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تنہا ہوتے ہو تو تمہارا اس کے ساتھ کیا تعلق ہوتا ہے؟“

فقیر کے تین اوصاف:

منقول ہے کہ فقیر کے تین اوصاف ہیں: (۱)۔ اپنا راز چھپانا (۲)۔ اپنا فرض ادا کرنا اور (۳)۔ اپنے فقر کی حفاظت کرنا۔

تمام مخلوق کی نیکیوں کے برابر نیکیاں:

منقول ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ”کیا تم چاہتے ہو کہ بروز قیامت تمہاری نیکیاں تمام مخلوق کی نیکیوں کے برابر ہوں؟“ تو انہوں نے عرض کی: ”جی ہاں! اے میرے رب عزوجل!“ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”مریضوں کی عیادت کرو اور فقراء کے کپڑوں کا اہتمام کرو۔“ پس حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ ہر ماہ سات دن فقراء کے لباس کا اہتمام کرتے اور مریضوں کی عیادت فرماتے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”فقر میں غنا کو ظاہر کرنا فقر ظاہر کرنے سے افضل ہے۔“

فقر میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

منقول ہے کہ فقیر کے پاس فقر میں کم از کم چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے: (۱)..... ایسا علم جو اسے مزین کر دے (۲)..... ایسا تقویٰ جو اس کی حفاظت کرے (۳)..... ایسا یقین جو اسے خوش اخلاق بنا دے اور (۴)..... ایسا ذکر جو اسے مانوس کرے۔ حضرت سیدنا ابو حفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”کسی کا فقر اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ لینے سے زیادہ دینے کو محبوب نہ رکھے اور سخاوت اس چیز کا نام نہیں کہ مال پانے والا نہ پانے والے کو دے۔“ حضرت سیدنا ابن جلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”اگر عاجزی و انکساری قابلِ فخر شے نہ ہوتی تو فقیر کو حکم دیا جاتا کہ وہ متکبرانہ چال چلے۔“

ایک قیص دخول جنت کا سبب بنی:

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: ”اے مالک بن دینار! اے محمد بن واسع (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما)! جنت میں داخل ہو جاؤ۔“ میں دیکھنے لگا کہ دونوں میں سے کون پہلے جاتا ہے تو حضرت سیدنا محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنت میں پہلے داخل ہوئے۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا: ”محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک قیص تھی اور مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار دو قیصوں کے مالک تھے۔“

حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”کل میزان میں فقر و غنا نہیں رکھا جائے گا بلکہ صبر و شکر رکھا جائے گا لہذا آؤ! ہم صبر و شکر کرنے والے بن جائیں۔“

اے پیارے اسلامی بھائی! جو شخص ان بزرگوں کے اوصاف اپنائے ہوئے ہو لیکن ان کی پیروی نہ کرے تو وہ ان سے

محبت کرنے والا نہیں۔

فرشتے فقراء کے ہاتھوں پر پانی ڈالتے ہیں:

منقول ہے کہ ایک بزرگ کے ساتھ مسلمان صوفیاء و فقراء کا ایک گروہ تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ گویا آسمان شق ہو گیا اور حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ دیگر فرشتے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرشتوں کے ہاتھوں میں تھال اور جگ تھے اور وہ فقراء کے ہاتھوں اور پاؤں پر پانی ڈال رہے تھے۔ جب وہ میرے قریب آئے تو میں نے بھی اپنا ہاتھ دراز کیا تا کہ وہ پانی ڈالیں۔ انہوں نے مجھ پر اور میرے ساتھ موجود فقراء کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔

حضرت سیدنا اہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”اگر کسی شخص میں صحیح طور پر صفتِ فقر صرف ایک ہی دن کے لئے پائی جائے۔ پھر وہ چوری یا کوئی اور جرم کرے تو پھر بھی مجھ پر اس کی مدد کرنا لازم ہے اگرچہ ایسا کرنے پر میرا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔“

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهِ وَّ صَحْبِهِ وَّ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا.



جنت میں داخلہ

نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ”جس مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے مرجائیں اللہ عزوجل اپنی رحمت سے اسے اور ان بچوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔“ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ”جس کے تین بچوں کا انتقال ہو جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

(بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قبل فی اولاد المسلمین الخ، رقم ۱۳۸۱، ج ۱، ص ۵۶۵)

اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف

بیان 15:

حمد باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنی مخلوق میں سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو پسند فرمایا اور ان کو بلند مقام و مرتبہ عطا فرمایا جنہوں نے اس سے کئے ہوئے عہد کو پورا کیا تو اس نے ان کا تذکرہ پوری کائنات میں پھیلا دیا، زمانے کو ان کی برکت سے زینت عطا فرمائی، ان کے عرفان کی مہک سے تمام عالم کو معطر فرمادیا، انہیں اپنا قرب عطا فرما کر ان کا مطالبہ پورا کر دیا، ان کی محبت کو ان کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والا بنا دیا، انہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنے سر جھکا دیئے اور اپنی خواہشات کی قربانی دے دی تو اس نے بھی انہیں اجر و ثواب کے خزانے عطا فرمادئے، انہوں نے اپنے محبوب حقیقی عزوجل کی رضا کے لئے بخوشی تکالیف برداشت کیں اور کڑوی چیز کو میٹھا سمجھا، رب عزوجل کی تلاش میں دیوانوں کی طرح گھومتے رہے اور اس کو پانے میں اپنی جان تک قربان کر دی اور محبت کی بیڑیوں میں اسیر ہو گئے، ان کو خزانے پیش کئے گئے مگر انہوں نے ٹھکرا دیئے، دنیا ان پر فدا ہونے کی کوشش کرتی رہی لیکن انہوں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی، انہوں نے فقر و فاقہ اختیار کیا۔ اللہ عزوجل نے انہیں آزمائش میں مبتلا فرمایا تو انہوں نے ان احسانات پر شکر ادا کیا اور صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا۔ شیطان نے ان پر اپنے مکر و فریب کا جال ڈالنے کی کوشش کی لیکن اس کا ان پر کوئی بس نہ چل سکا اور وہ انہیں دھوکا دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ صرف اللہ عزوجل کے محتاج ہیں اور اس کی عطا سے غنی ہو گئے جنہیں غیر خدا سے مستغنی کر دیا گیا اور سحری کے وقت ان کے لئے پردے اٹھادیئے گئے۔

اللہ عزوجل والوں کے اعمال:

حضرت سیدنا ابوالشہل ساحر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں نے مکہ مکرمہ زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً سے چند میل کے فاصلے پر ایک نوجوان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، وہ قافلہ سے نکھر گیا تھا۔ میں اس کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا لیکن اس کی نماز طویل ہو گئی۔ جب اس نے سلام پھیرا تو میں نے اسے السلام علیک کہا۔ اس نے وعلیک السلام کہتے ہوئے سلام کا جواب دیا۔ میں نے اس سے پوچھا: ”معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے ہم سفروں سے پیچھے رہ گئے ہیں، کیا آپ کا کوئی رفیق ہے جو آپ کو ان سے ملانے میں مدد کرے؟“ تو وہ رو دیا اور کہنے لگا: ”ہاں ہے۔“ میں نے پوچھا: ”کہاں ہے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”وہ میرے آگے پیچھے اور دائیں بائیں موجود ہے۔“ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے پہچان لیا کہ یہ

عارف ہے۔“ پھر میں نے اس سے پوچھا: ”کیا آپ کے پاس کوئی توشہ ہے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”ہاں ہے۔“ میں نے پوچھا: ”کہاں ہے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”میرے دل میں میرے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے لئے اخلاص ہے۔“ میں نے کہا: ”کیا میں آپ کا رفیق بن سکتا ہوں؟“ تو اس نے کہا: ”رفیق اللہ عَزَّوَجَلَّ سے غافل کر دیتا ہے اور میں کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل کرے۔“ پھر میں نے اس سے پوچھا: ”آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟“ تو اس نے جواب دیا: ”وہ خدا جس نے مجھے ماں کے پیٹ کی تاریکی میں اور بچپن میں غذادی وہی جوانی میں میرے رزق کا کفیل ہے، جب مجھے کھانے پینے کی حاجت ہوتی ہے تو کھانا میرے سامنے حاضر ہو جاتا ہے۔“ میں نے عرض کی: ”کیا آپ کو کسی قسم کی حاجت ہے؟“ تو اس نے جواب میں کہا: ”میری حاجت یہ ہے کہ آج کے بعد آپ مجھے سلام نہ کریں۔“ میں نے عرض کی: ”میرے لئے دعا فرمائیں۔“ تو وہ مجھے دعا دینے لگا کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو ہر گناہ سے محفوظ فرمائے اور اپنا قرب بخشنے والے اعمال میں مشغول فرمادے۔“ پھر میں نے اس سے پوچھا: ”آج کے بعد کہاں ملاقات ہوگی؟“ جواب ملا: ”آج کے بعد ہماری ملاقات نہیں ہوگی، اگر آپ مقرر بن میں سے ہیں تو مجھے کل بروز قیامت مقرر بن کے مراتب میں تلاش کرنا۔“ پھر وہ غائب ہو گیا اور اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا، اس کے اچانک نظروں سے اوجھل ہو جانے پر میں عرصہ دراز تک افسوس کرتا رہا۔“

نافرمان اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ولی بن گیا:

حضرت سپد ناما ملک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ انفار فرماتے ہیں کہ میرا ایک انتہائی شریر پڑوسی تھا اس کی شکایت لے کر اہل محلہ میرے پاس آئے تاکہ میں اسے سمجھاؤں۔ جب میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا: ”تیری نافرمانیاں زیادہ ہو گئی ہیں یا تو توبہ کر لے یا پھر اس محلے سے چلا جا۔“ تو اس نے جواب دیا: ”میں اپنے ملک میں ہی رہوں گا اور یہاں سے نہیں نکلوں گا۔“ میں نے کہا: ”ہم حاکم وقت سے تیری شکایت کریں گے؟“ تو وہ کہنے لگا: ”میری اس سے دوستی ہے۔“ تو میں نے کہا: ”ہم تیرے خلاف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کریں گے۔“ یہ سن کر اس نے کہا: ”میرا رب عَزَّوَجَلَّ تم سے زیادہ مجھ پر رحم فرمانے والا ہے۔“ پھر وہ میرے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے رات سحری کے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دُعا کے لئے ہاتھ اٹھادیئے اور عرض گزار ہوا: اے میرے مالکِ حقیقی! فلاں شخص نے ہمیں تکلیف دی ہے لہذا تو اسے اس کی سزا دے۔“ تو ہاتھ غیبی نے پکار کر کہا: ”اسے بددعا نہ دے کیونکہ یہ ہمارے اولیاء میں سے ہے۔“ میں اسی وقت اٹھا اور جا کر اس کے دروازے پر دستک دی۔ جب وہ شخص باہر آیا تو سمجھا کہ شاید میں اسے محلہ سے نکالنے آیا ہوں تو وہ رونے لگا اور معذرت کرتے ہوئے کہنے لگا: ”اے میرے محترم! میں نے آپ کی بات مان لی ہے اور اب میں اس محلہ سے نکل جاؤں گا۔“ تو میں نے کہا: ”میں اس لئے نہیں آیا بلکہ

یہ بتانے آیا ہوں کہ جب میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تمہارے خلاف دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو ایک پکارنے والے نے ندا دی: ”اسے بددعا نہ دے کیونکہ یہ ہمارے اولیاء میں سے ہے۔“ جب اس نے یہ سنا تو بہت رویا اور سچے دل سے تائب ہو گیا۔ لوگ اس کی زیارت کرنے اور اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے کثرت سے جمع ہونے شروع ہو گئے۔ پھر وہ پیدل مکہ مکرمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریمًا چلا گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔ اگلے سال میں نے حج کیا۔ ظہر کے وقت مسجد حرام کی دیوار کے سائے میں بیٹھا تھا کہ میں نے مسجد کے کونے میں ایک گروہ دیکھا۔ میں کھڑا ہوا اور دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ تو میرا وہی پڑوسی تھا۔ وہ مٹی پر لیٹا ہوا لمبی لمبی سانس لے رہا تھا۔ میں اس کے سر کے قریب بیٹھ کر رونے لگا۔ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور مجھے دیکھ کر کہنے لگا: ”اے مالک (علیہ رحمۃ اللہ الخالق) دیکھو! وہ رب عزوجل برائیوں سے درگزر کرتا ہے اور آنسو بہانے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ میں اس محلہ سے نکلا اور تجھ سے حیا کرتے ہوئے اپنے وطن اور گھر والوں کو چھوڑ دیا حالانکہ تو بھی میری طرح مخلوق ہے، (مگر میں نے خالق عزوجل سے حیا کی تو) میں کل بروز قیامت اس کی بارگاہ میں کیسے کھڑا ہوں گا؟ پھر اس نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور اس کے ساتھ ہی اس کا طائر روح قفسِ عنقہری سے پرواز کر گیا۔

حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ ”میں ایک سال بیت اللہ شریف کے سفر پر تھا۔ راستے میں ایک شخص کی انتہائی پرسوز آواز سنائی دی۔ میں جلدی سے اس کی طرف گیا اور جا کر اسے سلام کیا۔ اس نے میرا نام لے کر مجھے جواب دیا تو میں نے اس سے پوچھا: ”اے میرے دوست! آپ کو میرا نام کس نے بتایا؟“ اس نے جواب دیا: ”عالم ملکوت میں میری اور آپ کی روح کی ملاقات ہوئی تھی لہذا مجھے آپ کا نام ہمیشہ رہنے والی اس ذات نے بتایا جس کو موت نہیں۔“ پھر اس نے کہا: ”اے جنید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! جب میں مرجاؤں تو مجھے غسل دینا اور انہیں کپڑوں میں کفن دے کر اس ٹیلے پر چڑھ کر اعلان کرنا: ”الصَّلَاةُ عَلَى الْغَرِيبِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ“ یعنی اے لوگو! اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے، اس اجنبی اور غریب الدیار کی نماز جنازہ پڑھ لو۔“ اس کے بعد اس نوجوان کی پیشانی پر پسینہ آ گیا، وہ زار و قطار رو کر کہنے لگا: ”آپ کو اللہ عزوجل کی قسم! جب حج کر کے واپس پلٹو تو بغداد ضرور جانا اور زعفرانی کے گھر کے متعلق دریافت کر کے میری ماں اور میرے بیٹے کے متعلق پوچھنا اور پھر انہیں کہنا کہ ”تمہیں ایک ایسے مسافر نے سلام بھیجا ہے جس کو نہ تو اس کے گھر پہنچایا گیا اور نہ ہی تمہارے پاس چھوڑا گیا۔“ اس کے بعد وہ نوجوان اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ ”میں نے اس کو غسل و کفن دے کر اس ٹیلے پر چڑھ کر جب یہ اعلان کیا: ”الصَّلَاةُ عَلَى الْغَرِيبِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ“ تو میں نے دیکھا کہ ایک جماعت پہاڑوں سے آ رہی ہے، ہم سب نے اس کی نماز جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔ میں نے حج ادا کرنے کے بعد بغداد جا کر جب زعفرانی کے گھر سے متعلق دریافت کیا تو مجھے

جو راستہ بتایا گیا تھا میں نے اس پر چند بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا، اُن میں سے ایک بچہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اے میرے بزرگ! شاید آپ ہمارے والد کی موت کی خبر دینے آئے ہیں۔“ حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی فرماتے ہیں: مجھے اس بچے کے کلام سے بڑا تعجب ہوا، اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک بوڑھی عورت باہر آئی اور کہنے لگی: ”اے جنید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! میرے بیٹے کا انتقال کہاں ہوا؟ شاید عرفہ میں۔“ تو میں نے کہا: ”نہیں۔“ یہ سن کر کہنے لگی: ”تو پھر شاید کسی وادی میں درخت کے نیچے یا کسی جنگل میں۔“ تو میں نے کہا: ”جی ہاں۔“ تو بولی: ”ہائے افسوس اس لڑکے پر! جسے نہ تو اس کے گھر پہنچایا گیا اور نہ ہمارے پاس چھوڑا گیا۔“ پھر اس کے منہ سے ایک آہ نکلی اور اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ زمانے نے مجھ پر کیسے کیسے ستم ڈھائے اور جدائی کے تیر مارے اور میرے دوست، احباب کو مجھ سے دور کر دیا۔ وہ سب میرے دل میں معزز مقام و مرتبہ رکھتے تھے۔ اُن کی جدائی کے بعد میں نے خود کو بڑا مجبور و بیکس پایا کہ میرے دل کے راز چھپانے کے سارے اصول بھی ختم ہو گئے۔ جس دن وہ مجھ سے جدا ہوئے تھے اس دن میری آنکھ نے خون کے آنسو بہائے اور ان کی جدائی نے مجھے سخت دل نہ بنایا تو لوگوں نے گہرا سانس لے کر کہا: ”اے نوجوان! تو اپنی آنکھوں کی پلکوں کو رو رو کر ورم آلود بنا رہا ہے۔ تو پہلا انسان نہیں کہ جس کے احباب اس سے بچھڑ گئے اور جو حادثاتِ زمانہ کا شکار ہوا۔ زمانہ ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتا بلکہ اس میں خوشی، غمی آتی رہتی ہے۔“

پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

زمین سے دینار نکل آئے:

حضرت سیدنا ابوبکر بن فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے اپنے ایک رومی النسل دوست سے اسلام لانے کا سبب پوچھا تو اس نے بیان کرنے سے انکار کر دیا۔ جب میں نے اصرار کیا تو اس نے بتایا کہ ہمارے ملک پر مسلمانوں کا لشکر حملہ آور ہوا، انہوں نے چند سال تک ہمارا محاصرہ کئے رکھا۔ آخر کار ہم نے باہر نکل کر ان سے جنگ کی، ہمارے کچھ لوگ قتل ہوئے اور کچھ اُن کے۔ ہم نے ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور ایک کو قیدی بنا لیا۔ اور میں نے اکیلے دس مسلمانوں کو گھر میں قید کر لیا۔ روم میں میرا بہت بڑا گھر تھا لہذا میں نے ان سب کو اپنے خادمین کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے ان کو بیڑیوں میں باندھ کر خچروں پر سامان لادنے کے کام پر لگا دیا۔ ایک دن میں نے ان قیدیوں پر مقرر ایک خادم کو دیکھا کہ اس نے ایک قیدی سے کچھ لیا اور اس کو نماز پڑھنے کے لئے چھوڑ دیا، میں نے اس خادم کو پکڑ کر مارا اور پوچھا: ”بتاؤ! تم اس قیدی سے کیا لیتے ہو؟“ تو اس نے بتایا: ”یہ ہر نماز کے وقت مجھے ایک دینار دیتا ہے اور میں اسے نماز پڑھنے کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔“ میں نے اس سے پوچھا: ”کیا اس کے

پاس دینار ہیں؟ تو اس خادم نے بتایا: ”نہیں، مگر جب یہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اپنا ہاتھ زمین پر مارتا ہے اور اس سے ایک دینار نکال کر مجھے دے دیتا ہے۔“ مجھے شوق ہوا کہ میں اس کی حقیقت جانوں۔ لہذا جب دوسرا دن ہوا تو میں اس نگران کے کپڑے پہن کر اس کی جگہ کھڑا ہو گیا اور اسے کہا: ”تم جاؤ! آج اس کی نگرانی میں خود کروں گا تا کہ اس بات کی حقیقت جانوں جو تم نے مجھے بتائی تھی۔“ جب ظہر کا وقت ہوا تو اس نے مجھے اشارہ کیا کہ مجھے نماز پڑھنے دے تو میں تجھے ایک دینار دوں گا۔“ میں نے کہا: ”میں دو دینار سے کم نہیں لوں گا۔“ اس نے کہا: ”ٹھیک ہے۔“ میں نے اسے چھوڑ دیا، اس نے نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور وہاں سے نئے دو دینار نکال کر مجھے دے دیئے۔ جب عصر کا وقت ہوا تو اس نے مجھے پہلی مرتبہ کی طرح اشارہ کیا۔ میں نے اسے اشارہ کیا کہ ”میں پانچ دینار سے کم نہیں لوں گا۔“ اس نے مان لیا۔ پھر جب مغرب کا وقت ہوا تو حسب معمول مجھے اشارہ کیا تو میں نے کہا: ”میں دس دینار سے کم نہیں لوں گا۔“ اس نے میری بات مان لی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوا تو زمین سے دس دینار نکال کر مجھے دے دیئے اور پھر جب عشاء کی نماز کا وقت ہوا تو حسب عادت اس نے مجھے اشارہ کیا، میں نے کہا: ”میں بیس دینار سے کم نہیں لوں گا۔“ پھر بھی اس نے میری بات تسلیم کر لی اور نماز سے فراغت پا کر اس نے زمین سے بیس دینار نکالے اور مجھے تھما کر کہنے لگا: ”جو مانگنا ہے مانگو! میرا مولیٰ عزوجل بہت غنی اور کریم ہے، میں اس سے جو مانگوں گا وہ بخل نہیں کرے گا۔“ میں نے وہ رات رو کر گزاری، اس کا یہ معاملہ دیکھ کر مجھے بڑا دھچکا لگا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ عزوجل کا ولی ہے، مجھ پر اس کا رعب طاری ہو گیا اور میں نے اس کو زنجیروں سے آزاد کر دیا۔

جب صبح ہوئی تو میں نے اسے بلا کر اس کی تعظیم و تکریم کی، اسے اپنا پسندیدہ نیا لباس پہنایا۔ میں نے اسے اختیار دیا کہ وہ چاہے تو ہمارے شہر میں عزت والے مکان یا محل میں رہے اور اس کی انتہائی تعظیم و تکریم کی جائے گی اور چاہے تو اپنے شہر چلا جائے۔ اس نے اپنے شہر جانا پسند کیا۔ لہذا میں نے ایک خچر منگوا لیا اور زور اور راہ دے کر اسے خچر پر خود سوار کیا۔ اس نے مجھے دعا دی: ”اللہ عزوجل اپنے پسندیدہ دین پر تیرا خاتمہ فرمائے۔“ اس کا یہ جملہ مکمل نہ ہوا تھا کہ میرے دل میں دین اسلام گھر کر گیا پھر میں نے اس کے ساتھ اپنے دس غلام اور خادم بھیجے۔ انہیں حکم دیا کہ وہ سب اس کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کریں اور اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہونے دیں اور یہ کہ وہ لوگ اس کے حکم کی اطاعت کریں، اور وہی کریں جو یہ پسند کرے اور اس کی مخالفت بالکل نہ کریں۔ پھر اس کو ایک دوات اور کاغذ دیا اور ایک نشانی مقرر کر لی کہ جب وہ اپنے مقام پر محفوظ پہنچ جائے تو وہ نشانی لکھ کر میری طرف بھیج دے۔ ہمارے اور اس کے شہر کے درمیان پانچ دن کی مسافت تھی۔ جب چھٹا دن آیا تو میرے خدام میرے پاس آئے، ان کے پاس رقعہ بھی تھا جس میں اس کا خط اور وہ علامت بھی تھی۔ میں نے اپنے غلاموں سے جلدی پہنچنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ جب ہم اس کے ساتھ یہاں سے نکلے تو ہم کسی تھکاوٹ اور مشقت کے بغیر ایک گھڑی کے اندر

اندر وہاں پہنچ گئے لیکن واپسی پر وہی سفر تھکاوٹ اور تکلیف کے ساتھ پانچ دنوں میں طے ہوا۔ ان کی یہ بات سنتے ہی میں نے اسی وقت پڑھا: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَّ دِينَنَا الْإِسْلَامُ حَقٌّ." پھر میں روم سے نکل کر مسلمانوں کے شہر آ گیا۔

اے میرے مولیٰ! اگر تو صرف باعمل لوگوں پر رحم فرمائے گا تو ہمارے جیسے کوتاہ کدھر جائیں گے، اگر تو صرف مخلصین کی نمازیں قبول فرمائے گا تو ریاکاروں کے اعمال کون قبول کرے گا، اگر تو صرف محسنین پر کرم فرمائے گا تو گنہگاروں پر کون کرم کرے گا۔ اے اللہ عزوجل! ہم تجھ سے حُسن ظن رکھتے ہیں۔ اے وہ ذات جسے ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں! ہماری تمام لغزشیں معاف فرما۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے

حضرت سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور نبی اکرم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مال کا سوال کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عطا فرمایا، میں نے دوبارہ سوال کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر عطا فرمایا، میں نے تیسری بار سوال کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر مجھے عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: ”بیشک یہ مال سرسبز اور بیٹھا ہے پس جس نے اسے اچھی نیت سے لیا تو اسے اس میں برکت دی جائے گی اور جس نے دل کے حرص و لالچ سے حاصل کیا اسے اس میں برکت نہیں دی جائے گی اور وہ ایسا ہے کہ کھا کر بھی سیر نہیں ہوتا اور (آگاہ ہو کہ) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم هذا المال.... الخ، الحدیث: ۶۴۴۱، ص ۵۴۱)

موت کی سختیاں

بیان 16:

حمد باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو بلند و بالا اور بزرگی والا ہے، سب خوبیوں والا ہے، پیدا کرنے والا اور لوٹانے والا ہے، اپنے ارادے کو پورا کرنے والا ہے، اپنے جلال کبریائی میں یکتا ہے، جس کی کوئی کیفیت وحد بندی نہیں، اس کے ملک کی کوئی ابتدا ہے نہ انتہا، اس نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا اور ہدایت کی طرف رہنمائی کے لئے ان کو صحیح راستوں پر چلایا، اور انہیں اپنی پسندیدہ صورت پر پیدا فرمایا اور ہمیشہ کی زندگی اور نعمتوں والی جنت کی بشارت عطا فرمائی، نگاہ عبرت عطا فرمائی، اور عذاب جہنم اور وعیدوں کے ذریعے اسے ڈرایا اور انسان پر اپنا شکر ادا کرنا لازم فرمایا اور انہیں اپنے مزید فضل و کرم کی ضمانت عطا فرمائی اور ان پر موت مقرر کر دی پس اس سے کسی کو چھٹکارا نہیں اور نہ ہی بھاگنے کی کوئی جگہ ہے۔ اس نے کتنے دوستوں کو اپنے دوستوں کی جدائی پر لایا؟ کتنے بچوں کو یتیم کیا اور انہیں آہ و بکا اور گریہ و زاری میں مبتلا فرمایا؟ وہ انسان کو موت دینے کے بعد نہ ظاہر کرتا ہے نہ واپس لوٹاتا ہے، اس نے اہل دنیا پر موت مقرر فرمائی اور ہر آزاد و غلام کو تقدیر کے تیروں کا ہدف بنایا، اور چاند کی منازل کو اس سے دور کر دیا، اور طائر روح کو نفسِ غصری سے جدا کر دیا۔ انسان کو زندگی کی لذت کے بدلے قبر کی بے کیف و مکدر زندگی دی۔ پس بادشاہ اور محتاج و غنی سب کے سب فقر اور موت میں برابر ہیں۔

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر جابر و سرکش کو موت کی ذلت میں گرفتار کیا اور ہر باطل پرست کو توڑ دیا، ان کو وسیع مخلوق سے تنگ قبر میں ڈال دیا، ان کی لمبی مدت کی رسی کو کاٹ کر ان کے آباء و اجداد کو ان سے لے لیا اور بچوں کو پنگھوڑوں سے اٹھایا اور قبر کو ان کا ٹھکانہ بنا دیا۔ ان کے چہرے مٹی میں مل گئے، موت کے معاملے میں چھوٹے بڑے، امیر غریب، آقا و غلام اور بچے سب برابر ہیں، اس سے مردوں عورتوں کا ذکر بھی خاموش ہو گیا۔ پس وہ قیامت تک قبروں کی قید میں رہیں گے۔ کیا عقلمندان کی ہلاکت سے عبرت حاصل نہیں کرتا۔ تمام لوگ تنہا کوٹھڑی میں چلے گئے، کہاں گئے بڑے بڑے شہروں اور مضبوط قلعوں والے! کہاں گئے طرح طرح کے فنون میں مہارت رکھنے والے! کہاں گئے مضبوط حصاروں میں بند اور مضبوط محلات میں محفوظ رہنے والے! اب تو ان میں مضبوط ترین اور طاقتور لوگ قبر کی تاریکی میں اکیلے پڑے ہیں۔ کیا انہیں بزرگی والے پروردگار عزوجل کے اس فرمان نے نہیں ڈرایا: "وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذَلِكَ مَا كُنْتُمْ مِنْهُ تَجِيدُونَ" (پ: ۱۹، ۲۶، ۲۷) ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔"

اے موت سے فاضل انسان! دیکھ تو سہی! تیری مضبوط عمر کا ایک حصہ گزر چکا ہے۔ کب تک تو غفلت کی نیند سوتا رہے گا؟ کیا تجھے وعدے نے جوش نہیں دلایا و عید سے تجھے خوفِ خدا عزوجل پیدا نہ ہوا؟ کیا تو نے عزت و بزرگی والے پروردگار عزوجل

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

کا یہ فرمان نہیں سنا: ”وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ب ۲۶: ۱۹) ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔“

آیت مبارکہ کی تفسیر:

”وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ“ سے مراد نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارکہ پر کیا گیا اللہ عزوجل کا وعدہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ ملک الموت علیہ السلام کا اپنے لشکر کے ساتھ ظاہر ہونا، آسمان کا شق ہونا اور بندے کو معلوم ہو جانا کہ اس کا ٹھکانہ جنت میں ہو گا یا جہنم میں۔ یہ سب کچھ نزع کے وقت ہوتا ہے۔ اور یہ حق ہے جس کو نبی پاک، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان بالغیب میں بیان فرمایا۔ پھر اس کے بعد قبر میں نکیرین (یعنی منکر کبیر) کا سوال کرنا۔ جب میت کو قبر میں اتارا جاتا ہے تو سب سے پہلی سختی یہی ہوتی ہے۔ سَكْرَةُ الْمَوْتِ میں سَكْرَةُ جنس کو شامل اسم مفرد ہے (یعنی موت کی ہر قسم کی سختی) کیونکہ موت کی سختیاں بہت زیادہ ہیں۔

جب حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مرض موت میں مبتلا ہوئے تو ارشاد فرمایا:

”موت کی بہت سختیاں ہیں۔“ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب سكرات الموت، الحدیث ۶۵۱۰، ص ۵۴۶)

ہر شخص پر موت کی سختیاں اس کے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کے مطابق ہوں گی۔ ان سختیوں کو سَكْرَةُ کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کے ظہور کے وقت عقلیں زائل ہو جاتی ہیں تو انسان ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ نشے میں مدہوش شخص ہوتا ہے کیونکہ موت کے وقت بندے پر اس کے اچھے بُرے اعمال ظاہر ہو جاتے ہیں جن کے مطابق اس کو جزا ملے گی۔ پس غیبت کرنے والے کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جائیں گے اور غیبت سننے والے کے کانوں میں جہنم کی آگ بھردی جائے گی، ظالم کی روح ہر مظلوم پر تقسیم کر دی جائے گی، حرام کھانے والے کے لئے کھانے میں زقوم (یعنی جہنم کے ایک کانٹے دار درخت کا انتہائی کڑوا پھل) دیا جائے گا۔ اسی طرح نزع کی سختیوں کے وقت بندے پر اس کے دیگر اعمال بھی ظاہر ہو جائیں گے اور میت پر تمام سختیاں ایک ایک کر کے گزریں گی۔ آخری سختی گزرتے وقت اس کی روح قبض ہو جائے گی۔ اور اللہ عزوجل کے ارشاد ”ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ“ کا مطلب یہ ہے کہ ”لمبی امیدوں اور دنیا میں ہمیشہ رہنے کی حرص کے ساتھ تو موت سے بھاگتا تھا۔“

قبر جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا ہے:

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ”اگر تم لذتوں کو ختم کرنے والی (موت) کو یاد کرتے تو اس سے غافل ہو جاتے

جو میں دیکھ رہا ہوں (یعنی بننے سے)۔“ پھر ارشاد فرمایا: ”لذات کو کاٹنے والی (موت) کو کثرت سے یاد کرو۔ اور بے شک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔“ (المعجم الاوسط، الحدیث ۶۹۱، ج ۱، ص ۲۰۴)

(جامع الترمذی، ابواب صفة القيامة، باب حدیث اکثر وامن..... الخ، الحدیث ۲۴۶۰، ص ۱۸۹۹ ”یضحکون“ بدلہ ”یکشرون“)

سکراتِ موت:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ”اے کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ہمیں موت کے متعلق بتائیے۔“ تو حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”اے امیر المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! موت ایک ایسی کانٹے دار ٹہنی کی مانند ہے کہ جس کو کسی آدمی کے پیٹ میں داخل کیا جائے اور ہر کانٹا ایک ایک رگ میں پیوست ہو جائے پھر کوئی طاقتور شخص اس ٹہنی کو اپنی پوری طاقت سے کھینچے تو اس ٹہنی کی زد میں آنے والی ہر چیز کٹ جائے اور جو زد میں نہ آئے وہ بچ جائے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب الثالث: فی سکرات الموت..... الخ، ج ۵، ص ۲۱۰)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”مجھے مرنے والے انسان پر تعجب ہوتا ہے کہ عقل اور زبان ہونے کے باوجود وہ کیوں موت اور اس کی کیفیت بیان نہیں کرتا۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت وصال قریب آیا تو میں نے عرض کی: ”اے بابا جان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ تو ایسے ایسے فرمایا کرتے تھے۔“ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ”اے میرے بیٹے! موت اس سے زیادہ سخت ہے کہ اس کو بیان کیا جائے پھر بھی میں کچھ بیان کئے دیتا ہوں۔ اللہ عزوجل کی قسم! گویا میرے کندھوں پر رضوی (بیچ کا ایک مشہور پہاڑ) اور تہامہ کے پہاڑ رکھ دیئے گئے ہیں اور گویا میری روح سوئی کے ناکے سے نکالی جا رہی ہے، گویا میرے پیٹ میں ایک کانٹے دار ٹہنی ہے اور گویا آسمان زمین سے مل گیا ہے اور میں ان دونوں کے درمیان ہوں۔“ (المستدرک، کتاب معرفة الصحابة، باب وصف الموت فی حالة النزاع، الحدیث ۵۹۶۹، ج ۴، ص ۵۶۹۔ الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم ۴۶۶ عمرو بن العاص، ج ۴، ص ۱۹۶)

موت کی کڑواہٹ:

منقول ہے کہ بنی اسرائیل حضرت سیدنا سام بن نوح علیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور پر حاضر ہوئے اور حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کی: ”اے روح اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! آپ اللہ عزوجل سے دعا فرمائیں کہ وہ اس قبر والے کو زندہ فرمائے تاکہ ہم اس سے موت کا بیان سنیں۔“ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قبر پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا کر کے اللہ عزوجل سے حضرت سیدنا سام بن نوح علیہما الصلوٰۃ والسلام کو زندہ کرنے کی دعا

فرمائی تو اللہ عزوجل نے ان کو زندہ فرمادیا، وہ کھڑے ہوئے تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا: ”یہ بڑھاپا تو آپ کے زمانے میں نہیں تھا؟“ تو انہوں نے جواب دیا: ”جب میں نے نداسنی تو گمان ہوا کہ شاید قیامت قائم ہوگئی ہے، اس کی ہیبت سے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے ہیں۔“ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا: ”آپ کو اس دار فانی سے کوچ کئے ہوئے کتنی مدت ہوگئی ہے؟“ تو انہوں نے بتایا: ”مجھے اس دنیا سے رخصت ہوئے چار سو سال ہو گئے ہیں لیکن موت کی کڑواہٹ ابھی تک مجھ سے دور نہیں ہوئی۔“

(تفسیر القرطبی، آل عمران، تحت الآیة ۴۹، الجزء الرابع، ج ۲، ص ۷۴، بتغییر)

گر تیرے پیارے کا جلوہ نہ رہا پیش نظر
سختیاں نزع کی کیوں کر میں سہوں گا یارب
نزع کے وقت مجھے جلوہ محبوب دکھا
تیرا کیا جائے گا میں شاد مروں گا یارب

اعمال لکھنے والے فرشتوں کی زیارت:

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اس جہان فانی سے کوچ کرنے والا مرنے سے پہلے ان دونوں فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے جو اس کے اعمال کو دنیا میں محفوظ کیا کرتے تھے، اگر وہ شخص بھلائی کے کام کرتا تھا تو فرشتے کہیں گے: ”اللہ عزوجل تمہیں ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے تو نے ہمیں خیر و برکت کی بہت سی مجلسوں میں بٹھایا اور ہمارے پاس اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ جمع کیا۔“ اور اگر وہ شخص برے کام کرتا تھا تو فرشتے کہیں گے: ”اللہ عزوجل تجھے ہماری طرف سے اچھی جزا نہ دے تو نے ہمیں شرکی بہت سی مجلسوں میں بٹھایا اور بری گفتگو سنوائی۔“ اس وقت اس کی آنکھیں پتھر جاتی ہیں پھر وہ دنیا کی طرف کبھی نہیں لوٹتا۔ (موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت و اعوانہ، الحدیث ۲۳۹، ج ۶، ص ۶۶۶۔ حلیۃ الاولیاء، وہیب بن الورد، الحدیث ۱۱۷۱۶، ج ۸، ص ۱۶۰، بتغییر قلیل)

مؤمن اور کافر کی موت میں فرق:

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ایک انصاری شخص کے جنازے میں شریک ہوئے۔ جب ہم قبر کے قریب پہنچے تو رسول خدا عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہو گئے۔ ہم بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرد اس طرح بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زمین کو رید رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر انور اٹھا کر ارشاد فرمایا: ”قبر کی آزمائش اور اس کے عذاب سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگو۔“ دو یا تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا۔ پھر فرمایا: ”بے شک بندہ مؤمن جب دنیا سے کوچ کر رہا ہوتا ہے تو

سورج کی طرح سفید چہرے والے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اُن کے پاس جنت کا کفن اور خوشبو ہوتی ہے، وہ اس کے پاس حدنگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور اس کے سر کے قریب بیٹھ کر فرماتے ہیں: ”اے اطمینان والی پاکیزہ جان! اللہ عزوجل کی مغفرت اور اس کی رضا کی طرف نکل۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس کی روح مشکیزے سے قطرے کی طرح نکل جاتی ہے۔ فرشتے اس روح کو تھام لیتے ہیں اور حضرت ملک الموت علیہ السلام کے ہاتھ میں لمحہ بھر بھی نہیں چھوڑتے پھر وہی جنتی کفن پہناتے اور خوشبو لگاتے ہیں تو اس روح سے دنیوی گستوری سے بھی پیاری خوشبو نکلتی ہے۔ فرشتے اس کو لے کر آسمان پر چڑھتے ہوئے فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں: ”یہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟“ فرشتے جواب دیتے ہیں: ”یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے اور اچھے اچھے القابات سے اس کا نام لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ آسمان دُنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کا دروازہ کھلواتے ہیں تو ان کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر آسمان والے اس کو دوسرے آسمان تک پہنچاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”اس کا نامہ اعمالِ علیین (یہ وہ مقام ہے جہاں نیک لوگوں کے اعمال لکھے جاتے ہیں) میں لکھ دو اور اس کی روح کو زمین کی طرف لوٹا دو۔“

﴿ اِنَّ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى ۝ ﴾ (ب: ۱۶، طہ: ۵۵)

ترجمہ کنزالایمان: ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

پھر اس کی روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آکر پوچھتے ہیں: ”مَنْ رَبُّكَ یعنی تیرا رب کون ہے؟“ وہ جواب دیتا ہے: ”رَبِّيَ اللّٰهُ یعنی میرا رب اللہ عزوجل ہے۔“ وہ پھر پوچھتے ہیں: ”مَا دِينُكَ یعنی تیرا دین کیا ہے؟“ تو وہ جواب دیتا ہے: ”دِينِيَّ الْاِسْلَامُ یعنی میرا دین اسلام ہے۔“ اس کے بعد فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: ”مَا تَقُولُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ اَهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی دنیا میں اس شخصیت کے متعلق کیا کہا کرتا تھا جو تم میں مبعوث ہوئی، کیا یہ اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں؟ تو وہ جواب دیتا ہے: ”هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی (ہاں) یہ رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔“ وہ پوچھتے ہیں: ”تجھے کس نے بتایا؟“ وہ جواب دیتا ہے: ”میں نے قرآن حکیم پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔“ سرکار ابد قرار، شافع روز شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ آسمان سے ایک منادی اعلان کرتا ہے: ”میرے بندے نے سچ کہا ہے، اس کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ، اسے جنتی لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دو۔“ پس اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو پہنچے گی، اس کی قبر تاحدید نظر وسیع کر دی جائے گی اور خوبصورت چہرے والا ایک شخص اس کے پاس آکر کہے گا: ”میں تجھے ایسی بشارت دیتا ہوں جو تجھے خوش کر دے گی، یہ وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔“ بندہ

مؤمن پوچھتا ہے: ”آپ کون ہیں؟“ تو وہ جواب دیتا ہے: ”میں تیرا نیک عمل ہوں۔“ جنتی نعمتوں کو دیکھ کر دل میں پیدا ہونے والے شوق کی بنا پر مؤمن کہتا ہے: ”یارب عزوجل! قیامت قائم فرما۔“

حضور نبی پاک، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”کافر جب دنیا سے جا رہا ہوتا ہے تو اس کے پاس سیاہ چہروں والے فرشتے آتے ہیں جن کے پاس بالوں سے بنے ہوئے کبل ہوتے ہیں۔ وہ تاحد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام آکر اس کے سر کے قریب بیٹھ کر کہتے ہیں: ”اے خبیث جان! اللہ عزوجل کی ناراضگی اور غضب کی طرف نکل۔“ اس کی روح تمام اعضاء میں بکھری ہوتی ہے جس کو جسم میں سے اس طرح نکالا جاتا ہے جس طرح گوشت بھوننے والی تریخ اُون میں ڈال کر کھینچی جائے تو وہ اُون کو ادھیڑ دیتی ہے، اس کے تمام اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں، ملک الموت علیہ السلام اس کی روح نکالتے ہیں لیکن فرشتے اُن کے ہاتھ میں ایک لمحہ بھی نہیں رہنے دیتے بلکہ اسے لے کر اس کبل میں ڈال دیتے ہیں جس سے انتہائی ناگوار و نکل کر پوری روئے زمین پر پھیل جاتی ہے۔ پھر وہ اس کو پکڑ کر ملائکہ کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں: ”یہ خبیث روح کس کی ہے؟“ وہ فرشتے جواب دیتے ہیں: ”یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے۔“ اور برے برے القابات سے اس کا نام لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں لیکن ان کے لئے نہیں کھولا جاتا۔ یہ ارشاد فرمانے کے بعد شہنشاہ خوش ہمال، ہیکر حسن و جمال، دافع رنج و ملال، صاحب جود و نوال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

﴿۲﴾ لَا تَفْتَحْ لَهُمْ أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ
الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ط
ترجمہ کنز الایمان: ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے
جائیں گے۔ اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں جب تک سوئی کے ناکے
میں اونٹ داخل نہ ہو۔ (۱)

(پ۸۸، الاعراف: ۴۰)

(پھر فرمایا کہ) اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”اس کا نامہ اعمال بسجین (یہ وہ مقام ہے جہاں بدکاروں کے اعمال لکھے جاتے ہیں) میں

لکھ دو۔“ پھر اس کی روح کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سپہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”نہ اُن کے اعمال کے لئے، نہ اُن کی ارواح کے لئے کیونکہ اُن کے اعمال و ارواح دونوں خبیث ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ”کفار کی ارواح کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور مؤمنین کی ارواح کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ ابن جریج نے کہا کہ ”آسمان کے دروازے نہ کافروں کے اعمال کے لئے کھولے جائیں گے، نہ ارواح کے لئے یعنی نہ زندگی میں ان کا عمل ہی آسمان پر جاسکتا ہے، نہ بعد موت روح۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ ”آسمان کے دروازے نہ کھولے جانے کے یہ معنی ہیں کہ وہ خیر و برکت اور رحمت کے نزول سے محروم رہتے ہیں۔ اور یہ حال تو کفار کا جنت میں داخل ہونا محال۔“

پھر سَيِّدُ الْمُبَلِّغِينَ، رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿۳﴾ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ
فَتَخَطَفَهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوَى بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ
ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ
پرندے اسے اچک لے جاتے ہیں۔ یا ہوا اُسے کسی دور جگہ پھینکتی
ہے۔ (۱)

پھر اس کی روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور دو فرشتے اس کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں: ”مَنْ رَبُّكَ
یعنی تیرا رب کون ہے؟“ وہ کہتا ہے: ”هَا هَا لَا أَدْرِي یعنی ہائے افسوس! مجھے نہیں معلوم۔“ پھر وہ پوچھتے ہیں: ”مَا دِينُكَ یعنی تیرا
دین کیا ہے؟“ وہ جواب دیتا ہے: ”هَا هَا لَا أَدْرِي یعنی ہائے افسوس! میں نہیں جانتا۔“ پھر وہ پوچھتے ہیں: ”مَا تَقُولُ فِي هَذَا
الرَّجُلِ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ یعنی دنیا میں اس شخصیت کے متعلق کیا کہا کرتا تھا جو تم میں مبعوث ہوئی؟“ تو وہ جواب میں کہتا ہے: ”هَا
هَآ لَا أَدْرِي یعنی ہائے افسوس! میں کچھ نہیں جانتا۔“ پھر آسمان سے ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: ”اس نے جھوٹ بولا،
اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہنا کر جہنم کا دروازہ کھول دو۔“ پس جہنم کی سخت گرمی اسے آپہنچتی ہے، اس پر
قبر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں بکھر جاتی ہیں پھر اس کے پاس ایک بد صورت، گندے کپڑوں اور انتہائی ناگوار بو
والا شخص آ کر کہتا ہے: ”میں تجھے ایسی خبر دیتا ہوں جو تجھے غمگین کر دے گی، جان لو! یہ وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔“
تو وہ اس سے پوچھتا ہے: ”تو کون ہے؟“ وہ جواب دیتے ہوئے کہتا ہے: ”میں تیرا دنیا میں کیا ہوا خبیث عمل ہوں۔“ تو وہ مردہ
کہتا ہے: ”اے میرے رب عزوجل! قیامت قائم نہ کر۔“

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث البراء بن عازب، الحدیث ۱۸۵۵۹، ج ۶، ص ۴۱۳، بتغییر قلیل)

موت کے بعد بھی ستر ہولناکیاں ہیں:

سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”موت کی سختیاں تلوار کی ہزار ضربوں سے بھی زیادہ شدید ہیں اور بے شک اس کے بعد بھی ستر
ہولناکیاں ہیں جن میں سے ہر ایک موت سے ستر گنا زیادہ سخت ہے۔“

(حلیۃ الاولیاء، عبد العزیز بن ابی رواد، الحدیث ۱۱۹۳۴، ج ۸، ص ۲۱۸ مختصراً)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے
ہیں: ”اور (پرندے) بوٹی بوٹی کر کے کھا جاتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ شرک کرنے والا اپنی جان کو بدترین ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ ایمان کو بلندی میں آسمان سے
تشبیہ دی گئی۔ اور ایمان ترک کرنے والے کو آسمان سے گرنے والے کے ساتھ، اور اس کی خواہشات نفسانیہ کو جو اس کی فکروں کو منتشر کرتی ہیں بوٹی بوٹی لے
جانے والے پرندے کے ساتھ، اور شیاطین کو جو اس کو وادیِ ضلالت میں پھینکتے ہیں، ہوا کے ساتھ تشبیہ دی گئی اور اس نفس تشبیہ سے شرک کا انجام بد سمجھایا گیا۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں نے ایک رات قبر اور موت کے متعلق خوب غور و فکر کیا تو اسی رات میں نے خواب دیکھا گویا میں قبرستان میں ہوں اور مردے اپنی قبروں میں اس حال میں ہیں کہ ان کے بستر بچھے ہوئے ہیں اور ان کی بھینی بھینی خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔“ میں نے پوچھا: ”یہ کون ہیں؟“ مجھے بتایا گیا: ”یہ فرمانبردار ہیں جو قیامت تک اللہ عزوجل کے خاص فضل و کرم میں رہیں گے۔“ میں نے پوچھا: ”نافرمان کہاں ہیں؟“ تو بتایا گیا: ”زمین نے انہیں وحشت کی تاریکیوں میں دھنسا دیا اب نہ تو وہ دیکھ سکتے ہیں، نہ ہی دکھائے جائیں گے۔ نیک اور بدکار دونوں میں فرق یہ ہے کہ ایک کے لئے دنیا قید خانہ اور قبر آزادی ہے اور دوسرے کے لئے دنیا آزادی اور قبر قید خانہ ہے۔ انہوں نے دنیا میں خود کو تھکا کر وصال کی حلاوت اور وجدان کی راحت پائی ہے، کانوں کو ناپسندیدہ باتوں سے بند کر کے نظریں جھکاتے ہوئے جمال خداوندی عزوجل کا مشاہدہ کیا اور محبت الہی عزوجل کا جام پی کر مدہوش ہو گئے۔“

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اتنا کچھ جان لینے کے باوجود یہ غفلت کیسی؟ حالانکہ تمہیں بوسیدہ ٹھکانے کی طرف لوٹنا ہے؟ یہ لاپرواہی کیسی؟ حالانکہ زندگی مختصر ہے۔ کب تک سرکشی اور کوتاہی کرتے رہو گے؟ یہ کاہلی کیسی؟ حالانکہ تمہیں ڈرانے والے نے بھی ڈرایا؟ اللہ عزوجل کی قسم! حبیب کے دروازے سے تمہارا پیچھے رہنا تمہاری بری تدبیر ہے۔ کب تک تم تکبر کرتے رہو گے؟ حالانکہ اللہ عزوجل دیکھ رہا ہے؟ اے بھائیو! جوانی میں تمہارا گھومنا پھرنا تمہیں پریشان کر دے گا اور اپنے نفس کے دھوکے کی طرف مائل ہونا تمہیں بدل دے گا اور تمہارا نعمتوں والے گھر کو چھوڑ کر جہنم کی طرف بھاگنا تمہاری حالت کو تبدیل کر دے گا۔ کیا تم قبر میں اپنے ٹھکانے کو بھول گئے؟ ہاں! گناہوں نے تمہارے دل کو سیاہ کر کے تمہیں بدل کر رکھ دیا۔ کیا تم اس گھڑی کو یاد نہیں کرتے جس کی ہولناکی سے تمہاری پیشانی سے پسینہ بہنے لگ جائے گا؟ جس کے اچانک آنے سے زبانیں گنگ (گوئی) ہو جائیں گی اور آنکھوں سے افسوس کے قطرے ٹپکنے لگیں گے۔ اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے، قیامت کے ہوشمربا منظر کو یاد رکھو! کیونکہ معاملہ بہت سخت ہے اور اپنی بقیہ عمر جلدی جلدی نیکیاں کرنے میں گزارو۔ ورنہ موت کے بعد ندامت فائدہ نہ دے گی۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتُمْ مِنْهُ تَحِيذًا (ب: ۲۶، ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

پیارے اسلامی بھائیو! کہاں ہیں تم سے پہلے والے لوگ؟ کہاں ہیں تمہارے ہم عمر جو کوچ کر گئے؟ کہاں ہیں صاحب مال اور ان کے جانشین؟ اب وہ سب اپنے گناہوں پر نادم ہو رہے ہیں۔ ہائے افسوس! اے کاش! وہ اس مقام کی ہولناکی کو جان لیتے جس سے بچے بھی بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا
كُنْتُ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ب: ۲۶، ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو
بھاگتا تھا۔

پیارے اسلامی بھائیو! تعجب ہے جب تمہیں اللہ عزوجل کی طرف بلایا جاتا ہے تو تم لا پرواہی کرنے لگتے ہو اور
جب تمہیں نصیحتیں نیکیوں کی طرف راغب کرتی ہیں تو تم اگرتے ہو۔ یاد رکھو! تم سے پہلے کتنوں کو موت نے پچھاڑا کہ اب ان
کا نام و نشان بھی باقی نہیں۔ اے وہ لوگو جن کا جسم تو زندہ ہے لیکن دل مردہ ہے۔ عنقریب حسرتوں کے وقت تم اس چیز کا مشاہدہ
کر لو گے جس کو دیکھنا نہیں چاہتے۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا
كُنْتُ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ب: ۲۶، ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو
بھاگتا تھا۔

پیارے اسلامی بھائیو! کتنی ہی جانوں کو موت نے ان کے گھروں میں بے آرام کیا! کتنی ہی آزمائشوں اور بلاؤں کو
ان جسموں میں آباد کیا جو ناز و نعم میں پلے بڑھے تھے! کتنوں کی ارواح کو اپنے بوجھ سے قبر کے گڑھوں کی طرف مسل کیا! اور
بہت سے افراد کے رخساروں کو قبر کی مٹی میں ذلیل کیا۔ اے میرے بھائیو! اپنی جان پر روؤ اس رونے سے پہلے جو فائدہ نہ دے
گا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا
كُنْتُ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ب: ۲۶، ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو
بھاگتا تھا۔

پیارے اسلامی بھائیو! ہوشیار ہو جاؤ! دنیا احمقوں کے لئے سرسبز و شاداب ہے، عنقریب کچھ دنوں کے بعد تم میری
بات سمجھ جاؤ گے جب تمہاری روح نکل رہی ہوگی، جب وہ سب کچھ کھل کر سامنے آجائے گا جو تمہاری آنکھوں سے اوجھل ہے اور
پھر عمل کا موقع نہ ملے گا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتُ
مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ب: ۲۶، ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو
بھاگتا تھا۔

پیارے اسلامی بھائیو! افسوس ہے تم پر! کیا تمہیں علم نہیں کہ تم ہر لمحہ موت کی طرف سفر کر رہے ہو؟ کیا تمہیں علم نہیں کہ
تمہارے برے اعمال شمار کئے جا رہے ہیں؟ کتنے ہی امید رکھنے والے رسوا ہوئے! انہوں نے امیدیں باندھ رکھی تھیں کہ اچانک
موت کا گزر ہو اور وہ اپنی امیدوں کو نہ پہنچ سکے جن کی ان کو چاہت تھی۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا
كُنْتُ مِنْهُ تَحِيدُ (ب: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو
بھاگتا تھا۔

اے مولیٰ غزوہ خند سے اعراض کرنے والے! کب تک یہ اعراض کرتا رہے گا؟ کیا تجھے علم ہے کہ تیری جوانی طلبِ مال
میں گزر گئی اور اب تیرے لئے ہلاکت ہے؟ کیونکہ تیری عمر گزر چکی ہے اور تیرے اعضاء ہر لمحہ تجھ سے بغاوت پر آمادہ ہیں۔
افسوس! اب تو زوراہ جمع کر لے۔ اللہ غزوہ خند کی قسم! سفر بہت طویل ہے۔ اللہ غزوہ خند ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا
كُنْتُ مِنْهُ تَحِيدُ (ب: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو
بھاگتا تھا۔

اے وہ شخص جس کا دل نیک محفل میں بھی اسباب میں مشغول رہتا ہے! اے وہ شخص جو وعظ و نصیحت سن کر بھی توبہ نہیں
کرتا! اے وہ شخص نافرمانیوں نے جس پر تار یک پردہ ڈال دیا! اے وہ شخص خواہشاتِ نفسانیہ نے جس پر جنت کے دروازے
بند کر دیئے! اپنے نفس پر رو کیونکہ رونا اکثر فائدہ دیتا ہے۔ اللہ غزوہ خند ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا
كُنْتُ مِنْهُ تَحِيدُ (ب: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو
بھاگتا تھا۔

کیا تجھے علم نہیں کہ موت تجھے کھٹکی باندھ کر دیکھ رہی ہے؟ اس نے دوسروں کا شکار کیا اور عنقریب تجھے بھی شکار کرے
گی۔ کیا تجھے اُس کا علم نہ ہو جو دوسروں کے ساتھ کیا گیا؟ کیا تیری غفلت نے ہر دلدی و گھائی میں تجھے موت سے خبردار نہ کیا؟ کیا
تو نے اللہ غزوہ خند کا یہ فرمان نہیں سنا؟

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا
كُنْتُ مِنْهُ تَحِيدُ (ب: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو
بھاگتا تھا۔

اے اللہ غزوہ خند کے بندو! قرآنِ کریم میں غور و فکر کرو، وعدہ و وعید کو سمجھنے کے لئے اپنے دلوں کو حاضر رکھو اور اللہ
غزوہ خند کی اطاعت کو لازم پکڑو کیونکہ یہی فرمانبردار بندوں کی شان ہے اور اس کے غضب سے ڈرو، کتنے ہی لوگ خدائے جبار و
قہار غزوہ خند کے نافرمان ہیں، جبکہ اللہ غزوہ خند ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵۵﴾ اِنْ بَطَشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ (ب: ۳۰، البروج: ۱۲)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے۔

کہاں ہیں جنہوں نے مضبوط مضبوط محلات کی بنیاد رکھیں؟ اور بخوشی عرصہ دراز تک لوگوں پر حکمرانی کرتے رہے اور
خود ان لوگوں سے پہلے ہی اس دنیا سے چل بے۔ اپنی جہالت سے سمجھ بیٹھے کہ انہیں یہاں سے کوچ نہیں کرنا پھر جب انہوں نے

ہلاکت کا جام پیا تو وہ چیختے رہ گئے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ انہوں نے موت سے ڈرانے والے کے ڈرانے کو نہیں سنا۔

جیسا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (پ: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے شخص! تجھے تیرا گذشتہ اور آئندہ آنے والا دن ڈرا رہا ہے۔ سورج چاند تیرے سامنے عبرت کے نمونے ہیں اور تو خطاؤں پر ڈٹا ہوا ہے۔ بے شک تو قبر کے قریب ہے اور پھر بھی اس وعید سے غافل ہے جو تجھے سنائی جاتی ہے۔

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (پ: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

کیا تجھے علم نہیں کہ زبان کے متعلق سب کچھ پوچھا جائے گا، قدم کے نشانات کا حساب لیا جائے گا اور زبان کی لغزشوں کا بھی حساب ہوگا، تیرے اعضاء تیرے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کی گواہی دیں گے، کیا تو نہیں جانتا کہ موت تیری تاک میں تیری شرگ سے بھی زیادہ قریب ہے؟ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (پ: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے اپنی آنکھوں سے عبرت کے نمونوں کا مشاہدہ کرنے والے! اور اے اپنے کانوں سے نصیحتوں کو سننے والے! تجھے ہر لمحہ موت سے ڈرایا جا رہا ہے۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (پ: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

گویا تو موت کے دہانے پر کھڑا ہے اور موت تجھے اس طرح اچک لے گی جس طرح بجلی بینائی چھین لیتی ہے اور افسوس تو اس کو خود سے دور بھی نہ کر سکے گا اگرچہ تو مشرق و مغرب کا بھی مالک بن جائے۔ اس وقت تجھے یہ سب کچھ چھوٹ جانے پر بہت زیادہ افسوس اور حسرت ہوگی۔ اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (پ: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

رقت بھری دعا:

اے میرے مالک و مولیٰ غَزُوْ جَلِّ! اگر ہم گناہوں کی وجہ سے تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں تو حُسن ظن نے ہمیں تیرے ثواب کی بھی طمع دے رکھی ہے۔ اگر تو معاف فرما دے تو تجھ سے زیادہ کون اس کا حق رکھتا ہے؟ اور اگر تو عذاب دے تو تجھ سے زیادہ عدل کرنے والا کون ہے؟ اے میرے پروردگار غَزُوْ جَلِّ! اگر تو عبادت و ریاضت کرنے والوں پر رحم فرمائے گا تو خطا کاروں پر کرم کون کرے گا؟ اگر تو صرف مخلصین کے اعمال قبول فرمائے گا تو ہم جیسے ریاکاروں کا کیا بنے گا؟ اگر تو صرف محسنین کو عزت سے نوازے گا تو ہم جیسے بدکار کہاں جائیں گے؟ یا الہی غَزُوْ جَلِّ! میری حسرت کتنی زیادہ ہے کہ میں نے دوسروں کو تو نصیحت کی لیکن خود غافل رہا۔ اے میرے مولیٰ غَزُوْ جَلِّ! کتنی سخت مصیبت ہے مجھ پر کہ دوسرے بیدار ہیں اور میں سویا ہوا ہوں۔ اے میرے مالک غَزُوْ جَلِّ! میرا معاملہ کتنا شدید ہے کہ دوسروں کی رہنمائی کر رہا ہوں اور خود حیران و پریشان ہوں۔ اے میرے رب قدر غَزُوْ جَلِّ! عفو و درگزر کے ساتھ پرخطر اور تکلیف دہ راستے میں میری مدد فرما۔ یا الہی غَزُوْ جَلِّ! جب تو نے اپنی راہ پر چلنے والوں کی رہنمائی فرمائی تو وہ تجھ تک پہنچ گئے۔ اے میرے خالق حقیقی غَزُوْ جَلِّ! اگر میرا کلام خالص تیری رضا کے لئے نہیں تو میرے اجتماع میں کوئی ایسا شخص تو ہوگا جو خالص تیری رضا کے لئے حاضر ہوا ہوگا اپنے نور کے واسطے مجھ خطا کار کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرما اور یا اَرْحَمَ الرَّحِیْمِینِ! ہم سب کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ



کرامات اولیاء کا ثبوت

بیان 17:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اہل محبت (یعنی اپنے اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) کے لئے عبادت کا دروازہ خاص کر دیا جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ جب مخلوق سو جاتی ہے تو وہ ان کو اپنے دروازے کی طرف لے آتا ہے اور وہ اس کی بارگاہ میں قیام و سجود میں رات بسر کرتے ہیں۔ وہ رات کے ابتدائی حصے میں کتنے اچھے انداز میں عبادت کرتے ہیں اور آخری حصے میں کتنے پیارے انداز میں نادم ہوتے ہیں۔ اگر تو ان کو دیکھے گا تو اس حال میں پائے گا کہ ان کے لئے دروازے کھول دیئے گئے اور پردے ہٹا دیئے گئے اور انہیں ذات الہی کے مشاہدے کا انعام عطا کیا گیا۔

یاد رکھو! اولیاء کرام کی سب سے بڑی کرامت اطاعت الہی عزوجل پر ہمیشگی کی توفیق اور معصیت و مخالفت شرع سے محفوظ رہنا ہے اور قرآن مجید میں حضرت سیدتنا مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ کرامات اولیاء کے اظہار پر شاہد ہے۔ حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول یا نبی نہ تھیں۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: كَلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَوَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَمْرُؤُا اَنْتِ لَكَ هَذَا ط قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ 0 (ب ۳، آل عمران: ۳۷) ترجمہ کنز الایمان: جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے۔ (۱)

اور اللہ عزوجل حضرت سیدتنا مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرماتا ہے: وَهَزَجَ اِلَيْكَ بِجِدْعِ النَّخْلَةِ تُسْقِطُ عَلَيْكَ رَطْبًا جَبِيًّا 0 (ب ۱۶، مریم: ۲۵) ترجمہ کنز الایمان: اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلاتے تھے پرتازی پکی کھجوریں گریں گی۔

انہی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے جو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ظاہر ہوئی یعنی آپ علیہ السلام نے دیوار کو سیدھا کر دیا اور اس کے علاوہ دیگر کئی عجائبات جن کی معرفت حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو حاصل تھی اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "حضرت مریم نے صغریٰ میں کلام کیا جبکہ وہ پالنے (نھولنے) میں پرورش پا رہی تھیں جیسا کہ ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی حال میں کلام فرمایا۔ مسئلہ: یہ آیت کرامات اولیاء کے ثبوت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر خوارق ظاہر فرماتا ہے۔ حضرت زکریا نے جب یہ دیکھا تو فرمایا: جو ذات پاک مریم کو بے وقت، بے فصل اور بغیر سب کے میوہ عطا فرمانے پر قادر ہے وہ بے شک اس پر قادر ہے کہ میری بانجھ بی بی کوئی تندرستی دے اور مجھے اس بڑھاپے کی عمر میں امید منقطع ہو جانے کے بعد فرزند عطا کرے بایں خیال آپ نے دعا کی جس کا اگلی آیت میں بیان ہے۔"

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

وہ امور عادات مخفی تھے۔ یہ سب کرامات حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص تھیں حالانکہ آپ علیہ السلام نبی نہیں بلکہ ولی تھے۔ (۱)

گائے بول اٹھی:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ”سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا: ”ایک شخص گائے پر بوجھ اٹھائے اسے ہانکتا جا رہا تھا کہ گائے اس کی طرف متوجہ ہو کر (بزبان فصیح) کہنے لگی: ”میں اس لئے پیدا نہیں کی گئی، مجھے تو کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل ابی بکر الصدیق، الحدیث ۲۳۸۸، ص ۱۰۹۸)

زمین سونا بن گئی:

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”عبادان شہر میں ایک حبشی فقیر تھا جو عام طور پر کھنڈرات میں رہتا تھا۔ ایک دن میں اپنی ضروریات و حاجات کی تلاش میں نکلا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مسکرانے لگا اور اپنے ہاتھ سے زمین کی طرف اشارہ کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ زمین چمکدار سونا بن گئی۔ پھر مجھ سے کہنے لگا: ”اپنی ضرورت پوری کر لو۔“ میں نے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیا لیکن اس واقعہ نے مجھے خوفزدہ کر دیا اس لئے میں وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

وادی کے پتھر جواہرات بن گئے:

حضرت سیدنا ابو یزید علیہ رحمۃ اللہ الوحید سے منقول ہے کہ ”میرے پاس میرے استاذ حضرت سیدنا ابو علی سندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے، ان کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی، انہوں نے اسے اُٹھایا تو اس سے جواہر نمودار ہوئے، میں نے عرض کی: ”یہ موتی آپ کو کہاں سے ملے؟“ ارشاد فرمایا: ”میں یہاں ایک وادی میں اترتا تو اچانک چراغ کی طرح ٹمٹماتے ہوئے یہ موتی دیکھے، میں نے ان کو اٹھا لیا۔“ میں نے عرض کی: ”جب آپ وادی میں گئے تھے تو آپ کی کیفیت کیسی تھی۔“ انہوں نے ارشاد فرمایا: ”اس وقت میں اس حال میں نہیں تھا جس میں اس وقت ہوں۔“

سب سے بڑی کرامت:

حضرت سیدنا کھل بن عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ تو اپنے برے اخلاق کو اچھے اخلاق سے بدل ڈال۔“

①..... بحجۃ واعظم، امام اہلسنت، حضرت سیدنا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”سیدنا خضر علیہ السلام جمہور کے نزدیک نبی ہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۶، ص ۴۰۱)

معفرت کا پروانہ:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: ”میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو کعبہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کے نزدیک کثرت سے رکوع و سجود کر رہا تھا۔ میں نے اس کے پاس جا کر کہا: ”بلاشبہ تم کثرت سے نماز پڑھ رہے ہو۔“ تو وہ کہنے لگا: ”میں اپنے اللہ عزوجل کی طرف سے یہاں سے واپس جانے کے پروانے کا انتظار کر رہا ہوں۔“ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں نے دیکھا کہ اوپر سے کاغذ کا ایک ٹکڑا اگر جس میں لکھا ہوا تھا: ”یہ پیغام عزیز و غفار کی جانب سے اپنے سچے بندے کی طرف ہے، اب تو اس حال میں لوٹ جا کہ تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔“

منکرین کرامات بھی مان گئے:

حضرت سیدنا جابر جہمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ”رجب کے اکثر لوگ کرامات اولیاء کے منکر تھے۔ ایک دن میں ایک درندے پر سوار ہو کر رجبہ میں داخل ہو گیا اور پوچھا: ”کہاں ہیں وہ لوگ جو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کرامات کو جھٹلاتے ہیں؟“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”اس کے بعد وہ میرے بارے میں ایسی یا وہ گویوں سے باز آ گئے۔“

کیکر کے درخت سے کھجوریں:

حضرت سیدنا بکر بن عبدالرحمن علیہ رحمۃ اللہ الحاکم فرماتے ہیں کہ ”ہم ایک جنگل میں حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ سفر کرتے تھے۔ ہم نے کیکر کے ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا اور کہا: ”یہ جگہ کتنی عمدہ ہے، کاش! اس درخت پر تازہ کھجوریں ہوتیں۔“ حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسکرانے اور پوچھنے لگے: ”کیا تازہ کھجوریں کھانا چاہتے ہو؟“ اس کے ساتھ ہی آپ نے درخت کو حرکت دے کر کہا: ”میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا اور تازہ درخت بنایا! ہماری طرف تازہ کھجوریں پھینک۔“

پھر آپ نے اس درخت کو ہلایا تو اس سے واقعتاً تازہ کھجوریں گرنے لگیں۔ ہم نے خوب سیر ہو کر کھائیں پھر ہم سو گئے اور بیدار ہو کر جب ہم نے دوبارہ درخت کو حرکت دی تو ہم پر کانٹے گرے۔“

دائرے سے پانی رواں ہو گیا:

ایک قافلہ حضرت سیدنا ایوب سختیانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ سفر پر تھا۔ جب قافلے والے پیدل چلنے سے عاجز آ گئے تو

شدت پیاس کی وجہ سے پانی طلب کیا۔ حضرت سیدنا ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے پوچھا: ”کیا تم میری زندگی میں اس راز کو پوشیدہ رکھو گے؟“ انہوں نے کہا: ”جی ہاں! رکھیں گے۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک گول دائرہ کھینچا تو اس سے پانی جاری ہو گیا۔ ان سب نے جی بھر کر پانی پیا۔ جب قافلہ بصرہ پہنچا اور حضرت سیدنا حماد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بات بتائی تو حضرت سیدنا عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”اس دن میں بھی ان کے ساتھ موجود تھا۔“

درندہ بھی تابع ہو گیا:

حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی اور حضرت سیدنا شبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں حج کے ارادے سے نکلے تو ان کے سامنے ایک درندہ آ گیا۔ حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیدنا شبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: ”کیا آپ اس درندے کو نہیں دیکھ رہے؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”ڈریے مت۔“ پھر حضرت سیدنا شبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا کان پکڑ کر دبا تو وہ دم ہلانے لگا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی دم پکڑی تو حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”کیا یہ شہرت نہیں؟“ تو انہوں نے جواب دیا: ”اگر مجھے شہرت کا خوف نہ ہوتا تو میں اپنا زور اس کی پیٹھ پر رکھ دیتا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ جاتا۔“

فقراء پر صدقہ نہ کرنے کی سزا:

حضرت سیدنا جعفر بن ترکان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”میں فقراء کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے ایک دینار ملا تو میں نے ارادہ کیا کہ یہ دینار ان فقراء کو دے دوں پھر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید مجھے اس کی ان سے زیادہ حاجت ہے۔ تو اچانک مجھے دانت کا درد محسوس ہوا میں نے اپنے دانت کو جڑ سے اکھیڑ دیا پھر دوسرا درد کرنے لگا۔ اس کو بھی جڑ سے اکھیڑ دیا تو ہاتھ غیبی سے آواز آئی: ”اگر تم ان فقراء کو وہ دینار نہ دو گے تو تمہارے منہ میں ایک دانت بھی باقی نہ رہے گا۔“

میت نے ہاتھ پکڑ لیا:

حضرت سیدنا احمد بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میرے استاذ حضرت سیدنا ابو یعقوب سوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے اپنے ایک مرید کو غسل دیا تو اس نے تختہ غسل پر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے اس سے کہا: ”اے میرے بیٹے! میرا ہاتھ چھوڑ دے، میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں تو تو صرف ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوا ہے۔“ تو اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔“

درخت بول اٹھا:

حضرت سیدنا ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے اللہ عزوجل سے یہ عہد کیا کہ میں حلال کے سوا کچھ نہ کھاؤں گا۔ ایک دن میں جنگل سے گزر رہا تھا کہ مجھے انجیر کا ایک درخت نظر آیا، میں نے کھانے کے لئے جوں ہی اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو درخت بول اٹھا اور کہنے لگا: ”اپنا وعدہ پورا کرو اور مجھ سے نہ کھاؤ کیونکہ میرا مالک یہودی ہے۔“

صبر کرتے تو قدموں سے چشمہ جاری ہو جاتا:

حضرت سیدنا عبداللہ بن حنیف علیہ رحمۃ اللہ اللطیف فرماتے ہیں کہ ”میں حج کے ارادے سے جب بغداد پہنچا تو میری حالت یہ تھی کہ لگا تار چالیس دن تک کچھ نہ کھایا اور نہ ہی وہاں حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی۔ پھر میں ایک کنوئیں پر پانی پینے کی غرض سے گیا تو وہاں ایک ہرن کو کنوئیں کے اوپر دیکھا جو کہ پانی پی رہا تھا، میں بھی بہت پیاسا تھا۔ جب میں ہرن کی جگہ کنوئیں کے قریب ہوا تو وہ مجھے دیکھ کر بھاگ گیا۔ جب میں نے کنوئیں میں دیکھا تو پانی کنوئیں میں نیچے تک تھا کہ نکالا نہیں جاسکتا تھا تو میں یہ کہتے ہوئے چل دیا کہ ”اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! میرا مرتبہ اس ہرن کے برابر بھی نہیں۔“ تو مجھے پیچھے سے ندا دی گئی: ”ہم نے تجھے آزما یا تھا لیکن تو نے صبر نہ کیا، اب واپس جا اور پانی پی لے۔“ جب میں واپس گیا تو کنواں واقعی پانی سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے اپنا مشکیزہ بھی بھریا اور شہر جاتے ہوئے اسی سے پانی بھی پیتا رہا اور وضو بھی کرتا رہا لیکن وہ ختم نہ ہوا۔ جب میں خوب سیراب ہو گیا تو غیب سے ایک آواز سنی: ”ہرن تو بغیر مشکیزے اور رسی کے ساتھ آیا تھا لیکن تم مشکیزے کے ساتھ آئے ہو۔“ جب میں حج سے لوٹ کر آیا اور جامع مسجد میں داخل ہوا تو جوں ہی حضرت سیدنا جنید بغدادی کی نظر مجھ پر پڑی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ”اگر تم لمحہ بھر بھی صبر کرتے تو تمہارے قدموں سے چشمہ جاری ہو جاتا۔“

اونٹ زندہ ہو گیا:

حضرت سیدنا محمد بن سعید بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ”میں بصرہ کے راستے میں پیدل چل رہا تھا کہ میں نے ایک اعرابی کو اپنے اونٹ کو ہانکتے ہوئے دیکھا۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک اونٹ گر کر مر گیا اور وہ شخص اور کجاوہ گر گیا تو وہ اعرابی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: ”اے تمام اسباب کو پیدا کرنے والے! اور ہر طلبگار کی طلب کو پورا کرنے والے! مجھے اسی حالت پر لوٹا دے۔“ تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اونٹ دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ شخص اور کجاوہ بھی اس کے اوپر ہو گیا۔

حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کا کھانا کھلانا:

حضرت سیدنا ابوبکر ہمدانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”ایک دفعہ میں کچھ کھائے پئے بغیر حجاز کے جنگل میں چالیس دن رہا۔ پھر ایک دن مجھے گرم ساگ اور روٹی کھانے کی خواہش ہوئی تو میں نے اپنے دل میں کہا: ”میں جنگل میں ہوں، میرے اور عراق کے درمیان طویل مسافت ہے۔“ ابھی میری بات بھی پوری نہ ہوئی تھی کہ میں نے ایک اعرابی کو دور سے یہ ندا دیتے ہوئے سنا: ”اے گرم ساگ اور روٹی کے خواہش مند!“ میں نے اس کے پاس جا کر پوچھا: ”کیا آپ کے پاس گرم ساگ اور روٹی ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”جی ہاں۔“ پھر اس نے چادر بچھا کر روٹی اور ساگ نکالا اور مجھے کھانے کو کہا، میں نے کھالیا۔ اس نے پھر کہا: ”مزید کھائیں۔“ میں نے پھر کھالیا۔ اس نے تیسری بار کھانے کو کہا تو میں نے کھالیا لیکن جب چوتھی مرتبہ اس نے کہا تو میں نے اس سے پوچھا: ”اس ذات کی قسم جس نے آپ کو میرے پاس بھیجا! آپ کون ہیں؟“ تو اس نے جواب دیا: ”میں خضر (علیہ السلام) ہوں۔“ پھر وہ غائب ہو گئے اس کے بعد میں ان کی زیارت نہ کر سکا۔

ولی کی حفاظت کا خدائی انتظام:

حضرت سیدنا ابراہیم خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”سفر مکہ کے دوران رات کے وقت میرا گزرا ایک ویران کھنڈر سے ہوا، اس میں ایک بہت بڑا درندہ دیکھ کر میں ڈر گیا۔ اچانک غیب سے ایک آواز آئی: ”ثابت قدم رہو، کیونکہ تمہارے ارد گرد حفاظت کے لئے ستر ہزار فرشتے موجود ہیں۔“

فرمانبردار گدھا:

حضرت سیدنا ایوب جمال علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں کہ ”حضرت سیدنا ابوعبداللہ دہلی علیہ رحمۃ اللہ انہی جب سفر میں کسی جگہ ٹھہرتے تو اپنے گدھے کے کان میں فرمایا کرتے: ”میں تجھے باندھنا چاہتا تھا لیکن اب نہیں باندھوں گا بلکہ تجھے اس صحرا میں بھیج رہا ہوں تاکہ تو گھاس کھالے۔ لہذا جب ہم یہاں سے کوچ کا ارادہ کریں تو واپس آجانا۔“ جب روانگی کا وقت ہوتا تو وہ گدھا حقیقتاً آپ کے پاس واپس آجاتا۔“

ریت سٹو بن گئی:

حضرت سیدنا آدم بن ابی ایاس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”میں عسقلان میں تھا اور ہمارے پاس ایک نوجوان شخص آتا، ہمارے پاس بیٹھتا، گفتگو کرتا رہتا اور جب ہم فارغ ہوتے تو نماز پڑھنے لگ جاتا۔ اس نے ایک دن ہمیں الوداع

کہتے ہوئے کہا: ”میں اسکندر یہ جا رہا ہوں۔“ میں بھی اس کے ساتھ نکل پڑا اور اس کو کچھ درہم دیئے لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ جب میں نے اس کو مجبور کیا تو اس نے اپنے مشکیزے میں مٹھی بھر ریت ڈال کر اوپر سے سمندر کا پانی ڈال دیا پھر مجھے کہا: ”کھاؤ۔“ میں نے دیکھا تو یہ انتہائی لذیذ اور میٹھے ستوتھے۔“ اس نے کہا: ”جس کی حالت ایسی ہو اسے درہموں کی کیا ضرورت ہے؟“ پھر اس نے چند اشعار کہے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”دل میں کوئی جگہ ایسی نہیں جو محبوب کے علاوہ کسی کی محبت کے لئے خالی ہو۔ میرا سوال اور امید مراد سب وہی میرا صیب ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں میری زندگی اسی کے لئے ہے۔ جب کبھی کوئی بیماری میرے دل پر اتری تو اس کے علاوہ اس بیماری کا علاج کسی نے نہ کیا۔“

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جب ایک قوم پر عنایت باری تعالیٰ کی ہو اچلی تو اس نے ان کے جہالت و غفلت سے مرے ہوئے دلوں کو زندہ کر دیا۔ ان کو توفیق کے پیالے میں پاکیزہ شراب سے سیراب کیا تو ان کی ارواح میں خوشی و مسرت کے آثار نمودار ہو گئے اور وجد و راحت کا اثر چمک اٹھا۔ انہوں نے دنیا کو نگاہِ عبرت سے دیکھا تو اس حقیقت کو پالیا کہ یہاں کوئی حقیقی گھر نہیں اور انہوں نے دولت و اقتدار کی بجائے آخرت کی تیاری میں جلدی کرنے کو غنیمت جانا۔ ان کے دن روزے میں اور راتیں ذکر و اذکار میں گزریں۔ جب غافل نیند سے لطف اندوز ہو رہے ہوتے تو وہ مولیٰ کریم ﷺ سے مناجات میں مشغول رہتے۔ محبوبِ حقیقی ﷺ نے ان کو اپنی رضا عطا کی تو انہوں نے اس کی محبت کو ہر شے پر ترجیح دی۔ اس نے ان کو محبت کے پیالے سے سیراب کر کے رات کی تنہائی میں ان پر تجلّی فرمائی تو وہ اس کے مشاہدہ اور دیدار سے لطف اندوز ہوئے۔ پھر محبوب نے ان کو ندادی: ”اے میرے محبوب بندو! میرے دروازے پر آ جاؤ، میں نے تمہارے لئے حجاب اٹھا کر جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور تم میں سے ہر ایک کو اس کی من مانتی مرادیں عطا کر دی ہیں۔“

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا دَائِمًا اِلَى يَوْمِ الدِّيْنِ



قیامت کی سختیاں

بیان 18:

﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾ (پ ۴، ال عمران: ۱۰۶)

”ترجمہ کنز الایمان: جس دن کچھ منہ اونچالے (روشن) ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔“

حمد باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو صفت جمال کی معرفت عطا فرمائی تو انہوں نے عرفانِ خدوندی کی لازوال دولت حاصل کر لی، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی اور انہیں انسیت عطا فرمائی تو وہ اس سے مانوس ہو گئے، ان کے دلوں میں اپنے راز ڈالے تو اس کی توفیق سے وہ اس کا ذکر کرنے لگے۔ اللہ عزوجل ان کے احوال بیان کر کے ملائکہ کے سامنے فخر فرماتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اللہ عزوجل ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ عزوجل سے محبت کرتے ہیں۔ اس نے ان کے دلوں کی سلطنت غفلت سے محفوظ فرمائی تو انہوں نے اس کی بارگاہ کو لازم پکڑ لیا اور اپنی ساری زندگی اخلاص کو اپنایا اور اسی پر دنیا سے رخصت ہوئے۔ انہوں نے اپنے نامہ اعمال کو نافرمانیوں سے خالی رکھا اور اسے صحیح رکھنے کی پوری کوشش کی۔ وہ روزِ جزاء کی رسوائی سے خوفزدہ ہوئے تو انہوں نے اس امانت کی حفاظت کی جو ان کے سپرد کی گئی تھی۔ انہوں نے اپنے محبوبِ حقیقی عزوجل سے اپنا مقصود بھی پایا اور طلب سے بھی سوا پایا۔ مگر محروم کو بد نصیبی کے میدان میں چھوڑ دیا جائے گا، اس پر رحم نہ کیا جائے گا، اسے میدانِ محشر میں شرمساری ہوگی اور اسے اس دن ذلت کا لباس پہنایا جائے گا جس دن کچھ منہ روشن اور کچھ سیاہ ہوں گے۔

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے کائنات کو بغیر کسی شریک و مددگار کے پیدا کیا، وہ اپنی بلند شان میں اس سے پاک ہے کہ اسے طاقت و قدرت اور وجود دیا جائے۔ اس نے اپنی شان کے مطابق عرش پر استوا فرمایا۔ وہ استغفار کرنے والوں کے لئے آسمان پر نزول فرماتا ہے۔ وہ بروزِ قیامت سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اس کے حکم سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے، وہ فرماتا ہے: ”أَحْسَنَ كُلِّ شَيْءٍ خَلْقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ“ (پ ۲۱، السجدة: ۷) ترجمہ کنز الایمان: جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور پیدائش انسان کی ابتداء مٹی سے فرمائی۔ اس نے انسان کو ایک حقیر نطفے سے پیدا کیا اور اسے پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ اللہ تعالیٰ انسان کے متعلق فرماتا ہے: ”فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ“ (پ ۲۳، بقرہ: ۷۷) ترجمہ کنز الایمان: جیسی وہ صریح جھگڑالو ہے۔“ (۱)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ..... بقیہ اگلے صفحہ پر

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس پر شہوت مسلط کی تاکہ اسے اپنا انتہائی ذلیل ہونا معلوم ہو جائے۔ نافرمانوں کی آنکھوں سے عبرت کے آنسو خشک ہو گئے پھر بھی اُن کا کوئی مددگار نہیں لیکن اس کے دروازے پر پہنچنے والے محبوب بندوں کو ان کا محبوب حقیقی یہ ندا دیتا ہے:

”وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ لَا أَعْدَتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝ (ب ۴، مال عمران: ۱۲۳) ترجمہ کنز الایمان: اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی میں سب آسمان وزمین آجائیں، پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہے۔“ (۱)

سب خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس کو حوادثِ زمانہ نہیں بدل سکتے، اور نہ ہی زمانوں کی تبدیلی اس کو پرانا کر سکتی ہے، وہی اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے: ”يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝ (ب ۲۴، المؤمن: ۱۹) ترجمہ کنز الایمان: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔“

بقیہ حاشیہ..... کے تحت فرماتے ہیں: ”شان نزول: یہ آیت عاص بن داہل یا ابو جہل اور بقول مشہور اُبی بن خلف حُمَیجی کے حق میں نازل ہوئی جو انکارِ بعثت میں یعنی مرنے کے بعد اٹھنے کے انکار میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحث و تکرار کرنے آیا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک گلی ہوئی ہڈی تھی، اس کو توڑتا جاتا تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتا جاتا تھا کہ کیا آپ کا خیال ہے کہ اس ہڈی کو گل جانے اور یزہ ریزہ ہو جانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں، اور تجھے بھی مرنے کے بعد اٹھائے گا اور جہنم میں داخل فرمائے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس کے جہل کا اظہار فرمایا گیا کہ ”گلی ہوئی ہڈی کا بکھرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندگی قبول کرنا، اپنی نادانی سے ناممکن سمجھتا ہے۔ کتنا حق ہے اپنے آپ کو نہیں دیکھتا کہ ابتدا میں ایک گندہ نطفہ تھا، گلی ہوئی ہڈی سے بھی حقیر تر۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے اس میں جان ڈال دی، انسان بنایا تو ایسا مغرور و متکبر انسان ہوا کہ اس کی قدرت ہی کا منکر ہو کر جھگڑنے آ گیا۔ اتنا نہیں دیکھتا کہ جو قادرِ برحق پانی کی بوند کو تڑی اور توانا انسان بنا دیتا ہے، اس کی قدرت سے گلی ہوئی ہڈی کو دوبارہ زندگی بخش دینا کیا بعید ہے اور اس کو ناممکن سمجھنا کتنی کھلی ہوئی جہالت ہے۔“

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الباہی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”توبہ وادائے فرائض و طاعات و اخلاص عمل اختیار کر کے۔ یہ جنت کی وسعت کا بیان ہے اس طرح کہ لوگ سمجھ سکیں۔ کیونکہ انہوں نے سب سے وسیع چیز جو دکھی ہے وہ آسمان و زمین ہی ہے۔ اس سے وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگر آسمان و زمین کے طبقے طبقے اور پرت پرت بنا کر جوڑ دیئے جائیں اور سب کا ایک پرت کر دیا جائے اس سے جنت کے عرض کا اندازہ ہوتا ہے کہ جنت کتنی وسیع ہے۔ ہر قتل بادشاہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ جب جنت کی یہ وسعت ہے کہ آسمان و زمین اس میں آجائیں تو پھر روزِ آخر کہاں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ! جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے۔ اس کلام بلاغت نظام کے معنی نہایت دقیق ہیں۔ ظاہر پہلو یہ ہے کہ دورہ فلکی سے ایک جانب میں دن حاصل ہوتا ہے تو اس کے جانبِ مقابل میں شب ہوتی ہے۔ اسی طرح جنت جانبِ بالا میں ہے اور روزِ آخر جہتِ پستی میں۔ یہود نے یہی سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تھا تو آپ نے بھی یہی جواب دیا تھا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تو ریت میں بھی اسی طرح سمجھایا گیا ہے۔ معنی یہ ہیں کہ اللہ کی قدرت و اختیار سے کچھ بعید نہیں، جس شے کو جہاں چاہے رکھے۔ یہ انسان کی نگلی نظر ہے کہ کسی چیز کی وسعت سے حیران ہوتا ہے تو پوچھنے لگتا ہے کہ ایسی بڑی چیز کہاں سمائے گی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جنت آسمان میں ہے یا زمین میں۔ فرمایا: کون سی زمین اور کون سا آسمان ہے جس میں جنت سما سکے۔ عرض کیا گیا پھر کہاں ہے؟ فرمایا: آسمانوں کے اوپر زبر عرش۔ اس آیت اور اس سے اوپر کی آیت ”وَأَنْقُضُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ“ سے ثابت ہوا کہ جنت و روزِ آخر پیدا ہو چکیں موجود ہیں۔“

وہ نہ جسم ہے، نہ جوہر، نہ عرض، نہ عنصر۔ وہ نورانی پردے سے پاک ہے۔ اسے فارغ سمجھنے والا اندھا ہے، اس کا انکار کرنے والا بے بصیرت ہے، اُس کے لئے جسم ثابت کرنے والا کمزور نظر والا ہے اور کسی کو اس کے مشابہ قرار دینے والا جہالت کی جیل میں قید ہے۔ اس نے بادلوں سے زور کا پانی برسایا اور اس کے ذریعے بہت سی اکٹھی اور بکھری ہوئی نباتات کو پیدا فرمایا اور ان کی غذائیں بنائیں اور حیوانات سے مذکورہ موٹ پیدا کرنے کے لئے پانی سے مادہ منویہ بنایا تاکہ اس میں اس کا فضل اور عدل ظاہر ہو اور پیدا ہونے والی مخلوق تو عاجز و مجبور ہے۔ اس نے ابتدائے آفرینش (آف۔ ری۔ نش۔ پیدائش) سے لوح محفوظ میں انسان کی نجات و ہلاکت کے کلمات لکھ دیئے۔ پس سب کے ساتھ وہ معاملہ ہوگا جو وہ اپنے اندازے سے نہیں جان سکتے اور امور کا انجام ان سے مخفی کر دیا گیا۔ پھر موت کا تیران کی طرف پھینکا تو اس نے انہیں ہلاک کر دیا پھر اپنے اس فرمان سے اسے نصیحت کی تاکہ وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے میں عدل کرنے والا ہے اور وہ ظلم نہیں کرتا: ”كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط وَإِنَّمَا تُوَفَّقُونَ أُجُورَ كُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط فَمَنْ رُزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ 0 (ب، آل عمران: ۱۸۵)

ترجمہ کنز الایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔“ (۱)

پاک ہے وہ رب غزوہ جمل جو فیصلہ کرتا ہے لیکن اس پر فیصلہ نہیں کیا جاتا، جو صحیح کو توڑتا اور ٹوٹے ہوئے کو جوڑتا ہے، میں اس کی رحمت کی امید رکھنے والے جیسی حمد کرتا ہوں کیونکہ وہ اسے غفور و رحیم جانتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ غزوہ جمل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، میں نے یہ گواہی روزِ محشر کے لئے تیار کر رکھی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ غزوہ جمل کے خاص بندے اور رسول ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن تمام امتوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فانی شے کا طالب خسارے میں ہے کیونکہ عنقریب وہ اسے چھوڑ کر رخصت ہو جائے گا۔ کیا وہ شخص آنے والے لمحات میں غور نہیں کرتا کہ وہ اس کی عمر کے مختلف مراحل کو لپیٹ رہے ہیں؟ کیا دن اور رات آنکھیں پھاڑے

①..... مفتی شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”دنیا کی حقیقت اس مبارک جملہ نے بے حجاب کر دی۔ آدی زندگانی پر مفتوں (یعنی فریفت، شیدا) ہوتا ہے۔ اسی کو سرمایہ سمجھتا ہے اور اس فرصت کو بے کار ضائع کر دیتا ہے۔ وقت اخیر اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بقائے تھی۔ اس کے ساتھ دل لگانا حیات باقی اور آخری زندگی کے لئے سخت مسرت رساں ہوا۔ حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ ”دنیا طالب دنیا کے لئے متاع غرور اور دھوکے کا سرمایہ ہے۔ لیکن آخرت کے طلب گار کے لئے دولت باقی کے حصول کا ذریعہ اور نفع دینے والا سرمایہ ہے۔“

اس کا پیچھا نہیں کر رہے؟ کیا تو ان لوگوں کو نہیں دیکھتا جن کی عمریں ہزار سال تھیں؟ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم تو کچھ دن ہی اس دار فانی میں ٹھہرے تھے۔ کیا تو ان لوگوں سے ناواقف ہے جنہوں نے مضبوط قلعے بنائے اور بڑے بڑے سرداروں کو حفاظت میں رکھا، انہیں آباد کرنے والوں کو موت کی تلوار نے تباہ و برباد کر دیا اور سب کچھ ان کی ملکیت سے زائل ہو گیا؟ قوم نوح، قوم عاد و ثمود اور قوم تیج اور پہلے والے بادشاہ کہاں ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو کبھی مشرق و مغرب کے مالک تھے؟ وہ سب رخصت ہو گئے اور ان کا سب کچھ بیکار ہو گیا اور وہ خود اس اندھیرے گھر میں منتقل ہو گئے، جس میں شاہ و گدا سب برابر ہیں۔ کیا تو ان کی پکار نہیں سنتا حالانکہ وہ خاموش معلوم ہوتے ہیں؟ اے عقلمند! کیا تو ان سے نصیحت حاصل نہیں کرتا؟ شہداد اور نعمان کہاں چلے گئے؟ بادشاہ ایران اور اس کے محلات کہاں گئے؟ بابل کے بادشاہوں کو کس نے گناہ کر دیا؟ موت نے ان سب کا کام تمام کر دیا: ”يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ج (ب، ۴، ال عمران: ۱۰۶) ترجمہ کنز الایمان: جس دن کچھ منہ اونچالے (روشن) ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔“

بھیڑیوں اور بکریوں میں صلح:

حضرت سیدنا عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں تین روز رات کے وقت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یہی التجا کرتا رہا کہ وہ مجھے جنت میں میرا رفیق دکھادے تو میں نے دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: ”اے عبدالواحد! جنت میں تیری رفیق میمونہ سوداء ہوگی۔“ میں نے دریافت کیا: ”وہ کہاں رہتی ہے؟“ تو مجھے بتایا گیا کہ وہ کوفہ کے فلاں قبیلے میں رہتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں کوفہ چل پڑا۔ اس کے متعلق لوگوں سے دریافت کرنے پر انہوں نے مجھے بتایا کہ ”وہ تو دیوانی ہے اور ہماری بکریاں چراتی ہے۔“ میں نے ان سے کہا: ”میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔“ تو لوگوں نے کہا: ”آپ پہاڑ کی طرف جائیں۔“ میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ وہ اپنے سامنے ڈنڈا نصب کئے نماز میں کھڑی ہے، اس پر اُون کا جبہ لٹک رہا تھا جس پر لکھا تھا: ”یہ خرید و فروخت کے لئے نہیں۔“ اور یہ بھی دیکھا کہ بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ مل کر چر رہی ہیں۔ نہ تو بھیڑیے ان کو کھاتے ہیں اور نہ ہی یہ بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو نماز مختصر کر کے کہا: ”لوٹ جائیں، اے ابن زید! آپ واپس چلے جائیں، وعدے کی جگہ یہاں نہیں بلکہ وعدے کی جگہ تو جنت ہے۔“ میں نے کہا: ”اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے! آپ کو کس نے بتایا کہ میں ابن زید ہوں؟“ تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا: ”آپ کو معلوم نہیں کہ روہیں ایک اکٹھا لشکر تھیں جو ایک دوسرے سے متعارف ہو گئیں وہ باہم محبت کرتی ہیں اور جنہوں نے ایک دوسرے کو نہ پہچانا وہ الگ رہتی ہیں۔“ پھر میں نے اس سے کہا: ”مجھے نصیحت کرو؟“ تو اس نے کہا: ”تجربہ ہے! نصیحت کرنے والے کو بھی بھلا نصیحت کی جائے گی۔ بہر حال اے ابن

زید! اگر تم اپنے اعضاء پر عدل کی کسوٹی نافذ کر لو تو میں تمہیں اپنے اعضاء میں چھپے ہوئے ایک راز سے آگاہ کرتی ہوں، اے ابن زید! مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جس بندے کو دنیا کی کوئی شے عطا کی گئی پھر اس کو دوسری مرتبہ اس نے طلب کیا تو اللہ عزوجل اس کے ساتھ ہی خلوت کی محبت اس سے سلب کر لیتا ہے اور اس کو قرب کے بدلے جدائی اور انس کے بدلے وحشت دے دیتا ہے۔“ پھر اس نے چند اشعار کہے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”اے واعظ! تو خود نافرمان ہے اور لوگوں کو گناہوں سے روکتا اور ڈانٹتا ہے۔ حقیقت میں تو ہی بیمار و کمزور ہے کہ گناہوں کو ناپسند کرنے والے سے ان کا وقوع بڑا ہی عجیب ہے۔ اے میرے رفیق! اگر تو نے جلد ہی اپنے ان عیوب سے داغدار ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لی اور اپنے رب عزوجل سے صلح کر لی تو جان لے کہ تو جو بھی کہے گا اس کا مقام و مرتبہ دلوں میں سچا ہو گا۔ لیکن اس وقت تیری حالت یہ ہے کہ تو دوسروں کو تو گمراہی و سرکشی سے منع کرتا ہے اور خود منع کرنے میں شک میں مبتلا ہے۔“

اشعار کہنے کے بعد جب وہ خاموش ہوئی تو میں نے اس سے استفسار کیا: ”میں ان بھیڑیوں کو بکریوں کے ساتھ دیکھ رہا ہوں کہ نہ بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں اور نہ ہی بھیڑیے بکریوں کو کھاتے ہیں۔“ تو اس نے کہا: ”میں نے اپنے اور اپنے مالک کے درمیان رکاوٹ کو دور کر کے اس سے صلح کر لی تو اس نے بھی بھیڑیوں اور بکریوں کے درمیان رکاوٹ دور کر کے ان کی صلح کروادی۔“

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! یہ صادقین کی علامات، مؤمنین کے فضائل و عادات، متقین کے آثار اور بزرگوں کے لگائے ہوئے باغات ہیں۔ اے وہ شخص جو نافرمانیوں کی راہ میں حیران کھڑا ہے! جان لے کہ نیکی کا راستہ بھی بہت قریب ہے اور اے وہ شخص جس کو گناہوں نے توبہ سے روک رکھا ہے! جلدی سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لے۔ اے وہ شخص جو مسلسل نافرمانیوں میں غرق ہوتا جا رہا ہے! لوٹ آ اور جس نے تجھے اپنی طرف بلایا ہے وہ تیری پکار سن کر تجھے جواب سے نوازے گا۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! گویا تم امیدوں کے کاٹنے والی موت کے بہت قریب ہو، وہ آئے گی تو تم کیڑوں اور تاریکی کے گھروں کی طرف منتقل ہو جاؤ گے، وہ تمہیں دوستوں کی محفل سے اچک لے گی پھر نافرمان کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن افسوس! اس وقت اسے اعمال سے خالی عمر ضائع کرنے پر ندامت نفع نہ دے گی۔

﴿ اِیْمَانٌ یُّؤْمِنُ بِتَعَرُّضُونَ لَا تَخْفَى مِنْكُمْ خَافِیَةٌ ۝ ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اُس دن تم سب پیش ہو گے کہ تم میں کوئی چھپنے والی

جان چھپ نہ سکے گی۔

(ب، ۲۹، الحاقہ: ۱۸)

اے انسان! تجھ پر افسوس ہے، کیا تجھے وعیدوں سے نہ ڈرایا گیا لیکن تو پھر بھی خوف نہیں کرتا۔ کیا تو اس ذات سے حیا نہیں کرتا جس نے تجھے وجود بخشا اور تیری خوبصورت شکل بنائی، اللہ عزوجل کی قسم! تجھے تیرے چاہنے والے بھلا دیں گے اور تنگ قبر میں ڈال کر اکیلا چھوڑ دیں گے۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

قبر کی دل ہلا دینے والی کہانی:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جنازے کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے، جب لوگوں نے صفیں بنا لیں تو آپ سب سے پیچھے چلے گئے (وہاں ایک قبر کے پاس بیٹھ کر غور و فکر میں ڈوب گئے)، آپ کے دوستوں نے استفسار کیا: ”اے امیر المؤمنین! آپ تو میت کے ولی ہیں اور آپ ہی پیچھے چلے گئے۔“ کسی نے عرض کی، ”یا امیر المؤمنین! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں تنہا کیسے تشریف فرما ہیں؟ فرمایا، ”ابھی ابھی ایک قبر نے مجھے پکار کر بلایا اور بولی، اے عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں اپنے اندر آنے والوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہوں؟ میں نے اُس قبر سے کہا، مجھے ضرور بتا۔ وہ کہنے لگی، جب کوئی میرے اندر آتا ہے تو میں اُس کا کفن پھاڑ کر جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی اور اس کا گوشت کھا جاتی ہوں، کیا آپ مجھ سے یہ نہیں پوچھیں گے کہ میں اس کے جوڑوں کے ساتھ کیا کرتی ہوں؟ میں نے کہا، ضرور بتا۔ تو کہنے لگی، ”ہتھیلیوں کو کلائیوں سے، گھٹنوں کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو قدموں سے جدا کر دیتی ہوں۔“ اتنا کہنے کے بعد حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہچکیاں لے کر رونے لگے۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو کچھ اس طرح عبرت کے مدنی پھول لٹانے لگے، ”اے اسلامی بھائیو! اس دنیا میں ہمیں بہت تھوڑا عرصہ رہنا ہے، جو اس دنیا میں (سخت گنہگار ہونے کے باوجود) صاحب اقتدار ہے وہ (آخرت میں) انتہائی ذلیل و خوار ہے۔ جو اس جہاں میں مالدار ہے وہ (آخرت میں) فقیر ہوگا۔ اس کا جوان بوڑھا ہو جائے گا اور جو زندہ ہے وہ مر جائے گا۔ دنیا کا تمہاری طرف آنا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے، کیونکہ تم جانتے ہو کہ یہ بہت جلد رخصت ہو جاتی ہے۔ کہاں گئے تلاوت قرآن کرنے والے؟ کہاں گئے بیٹ اللہ کا حج کرنے والے؟ کہاں گئے ماہِ رمضان کے روزے رکھنے والے؟ خاک نے ان کے جسموں کا کیا حال کر دیا؟ قبر کے کیڑوں نے ان کے گوشت کا کیا انجام کر دیا؟ ان کی ہڈیوں اور جوڑوں کے ساتھ کیا ہوا؟ اللہ عزوجل کی قسم! دنیا میں یہ آرام دہ نرم نرم بستر پر ہوتے تھے لیکن اب وہ اپنے گھر والوں اور وطن کو چھوڑ کر راحت کے بعد تنگی میں ہیں، ان کی بیواؤں نے دوسرے نکاح کر کے دوبارہ گھر بسائے، ان کی اولاد گلیوں میں در بدر ہے، ان کے رشتہ داروں نے ان کے مکانات و میراث آپس میں بانٹ لی۔ واللہ! ان میں کچھ خوش نصیب ہیں جو قبروں میں مزے لوٹ رہے ہیں اور واللہ! بعض قبر میں عذاب میں گرفتار ہیں۔“

افسوس صد ہزار افسوس، اے نادان! جو آج مرتے وقت کبھی اپنے والد کی، کبھی اپنے بیٹے کی تو کبھی سگے بھائی کی آنکھیں بند کر رہا ہے، ان میں سے کسی کو نہلا رہا ہے، کسی کو کفن پہنا رہا ہے، کسی کے جنازے کو کندھے پر اٹھا رہا ہے، کسی کے جنازے کے ساتھ جا رہا ہے، کسی کو قبر کے گڑھے میں اتار کر دفنارہا ہے۔ (یاد رکھ! اکل یہ سبھی کچھ تیرے ساتھ بھی ہونے والا ہے) کاش!

مجھے علم ہوتا! کون سا گال (قبر میں) پہلے خراب ہوگا“ پھر حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لگے اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے اور ایک ہفتہ کے بعد اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل کی قسم! تمہاری بوئی ہوئی فصل کی کٹائی کا وقت قریب آ گیا ہے، تم کب تک اس غفلت کا شکار رہو گے؟ قیامت کی ہولناکیاں تمہارے سامنے ہیں کہ جس دن باپ اپنی اولاد سے بھاگے گا، تمہیں اس وقت انتہائی افسوس ہوگا جب تمہارے اعمال کا حساب ہوگا، تم سوکھی ہوئی اس گھاس کی مانند ہو جاؤ گے جس کو ہوائیں ادھر ادھر پھینک رہی ہوتی ہیں۔ تم کب تک اس غفلت میں مبتلا رہو گے حالانکہ توبہ کی قبولیت کا علم تو ظاہر ہو چکا ہے۔ اے خواہشات کے سمندر میں غرق ہونے والو! نجات کی کشتی پر سوار ہو جاؤ اور اپنے افعال سے برائیوں کا جڑ سے خاتمہ کر دو، اپنے نفس کو ندامت کے ساحل پر ڈال دو پھر تم اللہ عزوجل کو بہت زیادہ کرم فرمانے والا پاؤ گے۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ذلت اور عاجزی کے ساتھ اپنے ہاتھ پھیلاؤ اور اس گھڑی گریہ وزاری کرتے ہوئے پکارو! اے وہ ذات جس کی نافرمانی کرنا اس کو نقصان نہیں دیتی اور نہ ہی جس کی اطاعت کرنا اس کو کوئی فائدہ دیتی ہے! یَا اَرْحَمَ الرَّحِمِیْنَ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہماری خرابیوں کے بدلے درستی عطا فرما اور خسارے کے عوض نفع عطا فرما۔ اے وہ ذات جس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں چراغ ہے! اپنی رحمت سے ہمارے معاملے میں درگزر فرما۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا دَائِمًا اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ



مناقب صالحین رحمہم اللہ

بیان 19:

حمد باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو کبھی مفلس محتاج نہیں ہوتا، وہ کرم فرمانے والا، قدیم اور یکتا ہے، باپ بیٹے سے منزہ ہے، حصہ دار اور مددگار سے پاک ہے، کسی حاکم، مماثل (یعنی مشابہ)، ہٹ دھرم اور سرکش سے بہت بلند ہے، تمام اچھی نعمتوں پر تمام تعریفوں کے ساتھ اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے، وہ نافرمان پر اپنا پردہ ڈال دیتا ہے حالانکہ وہ اسے نافرمانی کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوتا اور ملاحظہ کر رہا ہوتا ہے اور وہ اپنے ذلیل بندے پر اپنے بے پایاں احسانات فرماتا ہے اور اس کے تمام مقاصد پورے فرماتا ہے۔ پاک ہے وہ جو مضبوط چٹانوں اور پتھریلی زمین سے نہریں نکالتا ہے، خشک بے جان لکڑی سے درخت اور خوشنما کلیاں اُگاتا ہے اور ایک ہی پانی سے سیراب ہونے والی باہم ملی ہوئی یا جدا جدا سیدھی شاخوں سے مختلف ذائقوں اور رنگوں کے تروتازہ پھل پیدا فرماتا ہے۔ یہ اس کی قدرت کی بعض نشانیاں اور اس کی حکمت و کارگیری کے بعض عجائبات ہیں۔ انسان کو اس کا مشاہدہ کرنا چاہئے۔

وسیلہ اولیاء ذریعہ شفاء:

حضرت سیدنا یحییٰ بن جلا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے اپنے والد محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے سنا: ”میں حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر ان سے عرض کی: ”اے ابو محفوظ! (یہ آپ کی کنیت ہے) میں نے اس رات عجیب چیز دیکھی۔“ انہوں نے دریافت فرمایا: ”کیا دیکھا؟“ عرض کی: ”میرے گھر والوں کو مچھلی کھانے کی خواہش ہوئی، میں بازار گیا اور مچھلی خرید کر ایک مزدور بچے کو ساتھ لیا کہ وہ مچھلی اٹھا کر گھر تک میرے ساتھ چلے۔ چنانچہ، وہ میرے ساتھ چل پڑا، راستے میں جب اس نے ظہر کی اذان سنی تو مجھے کہا: ”اے محترم! کیا آپ نماز نہیں پڑھیں گے؟“ گویا اس نے اچانک مجھے غفلت سے بیدار کر دیا ہو، میں نے کہا: ”ہاں! ہاں! کیوں نہیں! ضرور پڑھیں گے۔“ اس نے مچھلی والا برتن مسجد کے دروازے پر رکھا اور مسجد میں داخل ہو گیا، میں نے اپنے دل میں کہا: ”اس بچے نے طشت کو نماز پر قربان کر دیا تو کیا میں مچھلی قربان نہیں کر سکتا۔“ بہر حال وہ نماز پڑھتا رہا یہاں تک کہ اقامت کہی گئی اور ہم نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور نماز کے بعد چند کعتیں بھی ادا کیں۔ جب باہر نکلے تو دیکھا کہ طشت اپنی جگہ موجود تھا۔ میں نے گھر آ کر یہ واقعہ گھر والوں کو سنایا تو وہ کہنے لگے: ”اس بچے کو ہمارے ساتھ مچھلی کھانے کی دعوت دیں۔“ جب میں نے اسے دعوت دی تو اس نے کہا: ”میں روزے سے ہوں۔“ میں نے اس سے کہا: ”پھر تم ہمارے ہاں روزہ افطار کرو۔“ اس نے کہا: ”مجھے آپ کی دعوت قبول ہے، اب مجھے مسجد کا راستہ دکھا دیجئے۔“ میں نے اسے راستہ دکھایا تو وہ مسجد میں جا کر بیٹھ گیا۔ جب ہم نے نماز مغرب ادا کر لی تو میں نے

اسے کہا: ”اب ہمارے گھر چلے۔“ اس نے جواب دیا: ”نمازِ عشاء پڑھ کر چلیں گے۔“ نمازِ عشاء پڑھنے کے بعد میں اس کو اپنے گھر لے آیا جس میں تین کمرے تھے: ایک میرا اور میرے بچوں کی امی کا تھا، دوسرے میں ہماری بیس سال سے معذور لڑکی رہتی تھی اور تیسرے میں ہمارا مہمان تھا۔ رات کے آخری حصے میں، میں اپنی بیوی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: ”کون ہے؟“ تو باہر سے آواز آئی: ”میں آپ کی فلاں بیٹی ہوں؟“ میں نے کہا: ”وہ تو بیس سال سے معذور ہے اور گھر میں پڑا ہوا محض گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، وہ کیسے سیدھی ہو کر چل سکتی ہے؟“ یہ سن کر وہ کہنے لگی: ”میں آپ کی وہی بیٹی ہوں، آپ دروازہ تو کھولیں۔“ جب میں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو بالکل سیدھی کھڑی تھی۔ ہم نے اس سے کہا: ”ہمیں بتاؤ کہ تم کیسے شفا یاب ہوئی ہو؟ تو اس نے بتایا کہ ”میں نے آپ کو اپنے اس مہمان کا بھلائی کے ساتھ تذکرہ کرتے ہوئے سنا تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کا وسیلہ پیش کروں کہ وہ میری تکلیف دور کر دے لہذا میں نے عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! تیری بارگاہ میں ہمارے اس مہمان کی عظمت کا صدقہ! میری تکلیف دور فرما اور مجھے عافیت عطا فرما۔“ یہ دعا کرتے ہی میں سیدھی کھڑی ہو گئی جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔“ اس کی یہ بات سن کر میں اپنے مہمان کی طرف گیا تو گھر میں اس کو نہ پایا، دروازے پر آیا تو اس کو بھی بند پایا۔ یہ سارا واقعہ سماعت فرمانے کے بعد حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”ہاں! واقعی اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم! جمعین میں چھوٹے بڑے سبھی ہوتے ہیں (اور یہ بھی انہیں میں سے تھے)۔“

سبحان اللہ عزوجل! کیا شان ہے ان لوگوں کی جنہوں نے محبتِ الہی عزوجل کی وجہ سے عبادت کی نہ کہ جنت کے لئے اور وہ خدا کو پانے کے لئے اس کی بارگاہ میں حاضر رہے نہ کہ بخشش کے لئے۔ پس وہی لوگ معرفت کے نور سے اس کا دیدار کرتے ہیں، شوق کے پروں سے اس کی طرف اڑتے ہیں اور سحری کے وقت اس کی مناجات سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّا إِنَّا أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (ب، ۱۱، بونس: ۶۲)

ترجمہ: کنز الایمان: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

متوکلین کا حال:

حضرت سیدنا ابو عامر و اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں ایک پہاڑ میں چل رہا تھا کہ میں نے ایک زخمی دل والے کی چیخ و پکار سنی جو کہہ رہا تھا: ”اے بیابانوں میں حیرت زدوں کی رہنمائی فرمانے والے! اے خلوتوں میں وحشت محسوس کرنے والوں کی وحشت دور کرنے والے! جب بہادروں کو توانائی کی تلاش ہوتی ہے میں تجھ سے توانائی کا سوال کرتا ہوں اور

جب جاہل فخر و ناز کرتے ہیں تو میں تجھ سے فخر طلب کرتا ہوں۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جلدی سے اس طرف بڑھا اور اس شخص کو جا کر سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: ”اس رات کی تاریکی میں آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا چاہتے ہیں؟“ میں نے کہا: ”سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہوں، میں نے آپ سے ایسا کلام سنا ہے کہ جس نے میرے دل کے زخموں کو تازہ کر دیا ہے اور وجد و غم کو حرکت دے دی ہے۔“ یہ سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ہوش آنے کے بعد رونے لگا۔ میں نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا: ”میں تمناؤں اور فانی زندگی میں وقت ضائع کرنے کو ناپسند کرتا ہوں۔“ پھر وہ منہ پھیر کر چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ ایک وادی میں جھک کر بیٹھنے کے بعد وہ دوبارہ رونے لگا تو میں نے کہا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، مجھے بھی راستہ دکھائیے۔“ تو اس کی آہ و بکا میں زیادتی ہو گئی اور کہنے لگا: ”افسوس ہے تجھ پر! کہاں ہے راستہ؟ کہاں ہیں دائیں طرف والے اور کہاں ہیں اعلیٰ علیین کے مراتب؟“ پھر اس نے میرے ہاتھ پر ضرب لگائی اور آگے لے گیا تو اچانک ہم ایک وادی کے کنارے پر پہنچ گئے۔

میں نے کہا: ”فجر طلوع ہو گئی ہے اور ہمیں وضو کرنا ہے۔“ تو اس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا جس سے بیٹھے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا اور مجھے کہا: ”لیجئے، وضو کر کیجئے۔“ ہم دونوں نے وضو کیا پھر اس نے اذان و اقامت کہی اور ہم نے نماز پڑھی، جب سلام پھیرا تو اس نے کہا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! تم سلامت رہو، اب جدائی کا وقت آ گیا ہے۔“ میں نے کہا: ”اس ذات کی قسم جس نے آپ کے لئے اپنی بارگاہ تک رسائی آسان فرمادی ہے! میرے لئے دعا فرمائیں۔“ پھر میں نے اپنے توشہ دان کی طرف اشارہ کیا تو اس نے پوچھا: ”کیا آپ بھوک سے ہیں؟“ میں نے کہا: ”جی ہاں۔“ تو اس نے کہا: ”غذا طلب کر کے آپ نے اپنے دل کو کائنات میں غور و فکر سے غافل کر دیا ہے، اگر آپ یقین کا ذائقہ چکھ لیتے اور متقین کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تیار کی گئی نعمتیں ملاحظہ کر لیتے تو آپ کا خشوع ہمیشہ رہتا اور آپ کی بھوک ختم ہو جاتی۔“ پھر اس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا تو یکا یک گرم گرم روٹی برآمد ہوئی گویا کہ آگ سے نکلی ہو اور اس نے مجھ سے کہا: ”کھائیے۔“ میں نے حیران ہو کر اسے کھایا اور دل میں اس کے متعلق پوچھنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ وہ خود ہی کہنے لگا: ”اے نوجوان! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایسے بندے بھی ہیں جنہوں نے سچے دل سے خواہشاتِ نفسانیہ کو ترک کیا تو اب پوری کائنات زندگی و موت میں ان کی خدمت کرتی ہے۔“ اس کے بعد اچانک وہ میرے پاس سے غائب ہو گیا پھر میں اس کو نہ دیکھ سکا۔

سبحان اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا خوب ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے دل میں محبوبِ حقیقی کے علاوہ کسی کے لئے کوئی جگہ نہ

چھوڑی۔ ﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ﴾

ایک عابد کی عارفانہ گفتگو:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ”ایک دفعہ میں ایک پہاڑ میں گھوم پھر رہا تھا۔ جب میں ایک ایسی وادی سے گزرا جس میں بہت سے درخت، نباتات اور پھل تھے تو میں اللہ عزوجل کی قدرت اور حسن کارگیری کے بارے میں غور و فکر کرنے لگا۔ اچانک مجھے ایک آواز سنائی دی جس نے میرے سب آنسوؤں کو بہا دیا اور میری آتش عشق بھڑک اٹھی۔ چنانچہ، میں اس آواز کے پیچھے پہاڑ کے نچلے حصے میں ایک غار کے دہانے تک پہنچ گیا۔ وہ کلام غار کے اندر سے سنائی دے رہا تھا۔ میں اندر گیا تو وہاں ایک عبادت گزار شخص کو پایا جو نہایت ہی کمزور تھا اور اس پر مقبولیت کے آثار نمایاں تھے، میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا: ”پاک ہے وہ ذات جس نے عشاق کے دلوں کو اپنی بارگاہ میں مناجات کے ذریعے زندہ کیا اور ان کو طلب معاش کی مشقت سے بے نیاز کر دیا۔ اب وہ صرف اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس نے انہیں اپنی محبت کے لئے جن لیا تو اب وہ صرف اسی کے مشتاق ہیں۔“ جب اس نے مجھے محسوس کیا تو میں نے کہا: ”السَّلَامُ عَلَیْكَ، اے غموں کے رفیق اور دکھوں کے ہم نشین!“ تو اس نے جواب دیا: ”وَعَلَیْكَ السَّلَام، آپ کو کس نے اس شخص کا راستہ دکھایا جسے خوف الہی نے مخلوق سے علیحدہ کر رکھا ہے اور جو اپنے نفس کے محاسبہ کی وجہ سے کلام میں فصاحت سے غافل ہے؟“ تو میں نے کہا: ”مجھے غور و فکر کی رغبت اور پُراسرار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جاننے کی خواہش آپ کے پاس لائی ہے۔“ تو اس نے کہا: ”اے نوجوان! بے شک اللہ عزوجل کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جن کے دلوں میں ان کی اپنے محبوب حقیقی سے انتہائی محبت اثر انداز ہوتی ہے تو اس کے ساتھ شدید محبت کی بنا پر ان کی ارواح عالم ملکوت میں سیر کرتی ہیں اور اللہ عزوجل کے جمع شدہ خزانوں کو دیکھتی ہیں تو ذات باری تعالیٰ ان کو اپنے جمال کا مشاہدہ کراتی ہے اور وہ اس کو اس طرح دیکھتے ہیں کہ ان کے دل اس کی محبت میں آباد ہوتے ہیں اور ان کی ارواح اس سے ملاقات کے لئے اڑتی رہتی ہیں، وہ دنیا و آخرت کے بادشاہ ہیں۔“ پھر اس شخص نے رونا شروع کر دیا اور دعا کی: ”یا اللہ عزوجل! ان اولیاء کرام جیسے اعمال کی مجھے بھی توفیق دے اور مجھے بھی ان کے ساتھ ملا دے۔“ پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر تشریف لے آیا اور اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

اللہ عزوجل کی قسم! یہ خائفین کی صفات اور عارفین کی علامات ہیں۔

سمندر پر چلنے والا شخص:

حضرت سیدنا عبدالرحمن ازدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں بیروت کے ساحل پر چلتے ہوئے سمندر پر بیٹھے ایک شخص کے پاس سے گزرا جس کی دونوں ٹانگیں پانی میں تھیں اور وہ کہہ رہا تھا: ”پاک ہے وہ ذات جس کا عرش آسمان میں اور حکم

زمین پر ہے، پاک ہے وہ ذات جس کی قدرت ہوا میں اور حکومت سمندر پر ہے۔“ پھر وہ خاموش ہو گیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: ”کیا ہوا، آپ اکیلے کیوں بیٹھے ہیں؟“ تو وہ کہنے لگا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور حق کے سوا کچھ نہ کہو، جب سے میں پیدا ہوا ہوں کبھی بھی اکیلا نہیں رہا۔ بے شک میں جہاں بھی رہوں میرا خدائے عَزَّوَجَلَّ میرے ساتھ ہوتا ہے اور دو فرشتے میری حفاظت اور نگہبانی کرتے ہیں۔“ میں نے پوچھا: ”آپ کہاں رہتے ہیں؟“ جواب دیا: ”میرا کوئی معروف مقام نہیں، نہ ہی کوئی مخصوص ٹھکانہ ہے۔“ میں نے عرض کی: ”کہاں سے کھاتے ہیں؟“ تو اس نے کہا: ”جب مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہِ خاص میں اپنے دل سے سوال کرتا ہوں، صرف زبان سے دعا نہیں کرتا تو وہ میری حاجت پوری کر دیتا ہے۔“ میں نے پوچھا: ”آپ کو یہ مرتبہ کیسے ملا؟“ تو اس نے جواب دیا: ”اُس ذات عَزَّوَجَلَّ پر صدق، توکل اور لوگوں کو چھوڑ کر اسی کی طرف التجاء کے ذریعے۔“ میں نے عرض کی: ”میرے لئے دعا فرمائیں۔“ تو اس نے کہا: ”میں اس میدان کا شہسوار نہیں، بلکہ آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔“ تو میں نے کہا: ”مجھے کوئی تاکیدی حکم فرمادیں۔“ اس نے کہا: ”اُس ذات کے دروازے پر ذلت کا اظہار کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ اور اس کی بارگاہ سے نہ ہٹو، وہ آپ کو اپنے محبوب بندوں کا قرب عطا فرمادے گا۔“ پھر وہ شخص سمندر پر چلتے ہوئے میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

پیارے اسلامی بھائیو! بادِ نسیم کے الفاظ کو سوائے محبت کے کوئی نہیں سمجھ سکتا اور بھلیوں کی گفتگو سوائے عشاق کے کسی کو خوش نہیں کر سکتی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ لوگ دارِ مناجات میں محبوب کی بارگاہ میں تنہائی اختیار کرتے ہیں تو ان کو وصال کا جامہ پہنا دیا جاتا ہے، اور ان کو معاملہ کی خوشبو اور انتہائی مہنگی عالیہ (مشک، عنبر اور کافور سے بنی ہوئی ایک مرکب خوشبو) سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں اولیائے کرام کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ لِرَبِّهِمْ سُبْحًا وَقِيَامًا

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں۔ (۱)

(ب ۱۹، الفرقان: ۶۴)

وہ اس حال میں صبح کرتے ہیں کہ سحری ان کو لاغری و بیماری کا لباس پہناتی ہے۔ لیکن وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے وصال سے اور

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سپہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یعنی نماز اور عبادت میں شب بیداری کرتے ہیں اور رات اپنے رب کی عبادت میں گزارتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کرم سے تھوڑی عبادت والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب عطا فرماتا ہے۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ”جس کسی نے بعد عشاء دو رکعت یا زیادہ نفل پڑھے وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے۔“ مسلم شریف میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ”جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اُس نے نصف شب کے قیام کا ثواب پایا اور جس نے فجر بھی باجماعت ادا کی وہ تمام شب کے عبادت کرنے والے کی مثل ہے۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

پھر نفع و غنائم پا کر کامیاب ہیں، اور اے مسکین! تو غفلت کے میدان میں سویا ہوا ہے، اے غفلت اور نیند کے قیدی! کیا تجھے لوگوں کے ساتھ ہونے والے معاملے کا علم ہے؟

سیاہ فام منشی غلام کا توکل:

حضرت سیدنا علی بن بکار علیہ رحمۃ اللہ انفقار اور حضرت سیدنا ابواسحاق فزاری علیہ رحمۃ الباری جو کہ اولیاء و صالحین میں سے تھے، لکڑیاں کاٹ کر اس کی کمائی سے کھاتے تھے۔ ایک دن ان دونوں نے باہم اتفاق کیا کہ کل صبح پہاڑ پر چڑھنے اور لکڑیاں کاٹنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ حضرت سیدنا علی بن بکار علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہاڑ پر چڑھنے میں سبقت لے گئے اور لکڑیوں کا گٹھا بھی جمع کر لیا لیکن جب ان کے رفیق نے ان کے پاس پہنچنے میں دیر کر دی تو وہ ان کو پہاڑ میں تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا ابواسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چارزانو تشریف فرما ہیں اور ایک شیر کا سران کی گود میں ہے اور وہ خود اس شیر سے مکھیوں کو دور کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا علی بن بکار علیہ رحمۃ اللہ انفقار نے استفسار فرمایا: ”اے ابواسحاق! یہ کیا ہے؟“ فرمایا: ”شیر نے مجھ سے التجا کی تو مجھے اس پر ترس آ گیا۔ اب میں انتظار کر رہا تھا کہ یہ بیدار ہو اور میں آپ کے پاس جا سکوں۔“ حضرت سیدنا علی بن بکار علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر آگے چلے گئے۔ اچانک انہوں نے چٹان پر ایک تھیلی دیکھی جس میں ایک ہزار دینار تھے۔ اس پر غبار اور مٹی پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے دل میں سوچا: ”میں اس کو لے جا کر صدقہ کر دوں گا۔“ چنانچہ، پہاڑ سے اترے تو ایک سیاہ فام غلام کے پاس سے گزر رہا جو پاؤں سے معذور تھا اور وہ چہرے کے بل لیٹا ہوا تھا اور اس کے سر کے قریب لکڑیوں کا ایک گٹھا پڑا تھا، جسے وہ بیچنا چاہتا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ ”اس سونے کا حق دار اس غلام سے زیادہ کون ہو سکتا ہے۔“ چنانچہ، انہوں نے تھیلی سے دس دینار نکالے اور اس کے پاس آ کر کہا: ”یہ لیجئے اور اپنی حالت درست کر لیجئے۔“ غلام نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: ”اس سونے کو اس کی جگہ پر واپس رکھ دیں اور جو اپنے ہاتھ کی کمائی نہیں اسے صدقہ نہ کریں۔ اللہ عزوجل کی قسم! میں ایک سال سے اس چٹان پر پڑی ہوئی تھیلی کے پاس سے گزر رہا ہوں مگر مجھے یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ اس میں کیا ہے؟ تو آپ دنیا میں کیسے راغب ہو گئے اور جس کو لینا جائز نہ تھا اس کو لے لیا؟“ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی باتوں سے بڑی شرمندگی ہوئی اور میں نے جان لیا کہ یہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ہے لہذا میں تھیلی کو اس کی جگہ پر رکھ کر واپس آیا تو وہ اپنی جگہ پر نہ تھا۔ میں نے دریافت کیا تو بتایا گیا کہ یہ ہر ہفتہ ایک مرتبہ لکڑیوں کا گٹھا لے کر آتا ہے اور پھر اسے ایک درہم کے عوض فروخت کرتا ہے اور اسی سے ہفتہ کے باقی ایام غذا حاصل کرتا ہے اور کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتا۔

اللہ عزوجل کی قسم! یہ زاہدین کے احوال اور صالحین کی صفات ہیں۔

دل جب بھر جائے تو ذکر اللہ زبان پر جاری ہو جاتا ہے:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ”میں رات کے وقت مسجد حرام سے جبَلِ اَبِی قُبَیْسِ جانے کے ارادے سے نکلا، راستے میں ایک بڑی ناک والے حبشی غلام سے میری ملاقات ہوئی جو یوں کہہ رہا تھا: ”اَنْتَ اَنْتَ يَا هُوَ يَا هُوَ یعنی بس تو ہی تو ہے، اے وہ ذات، اے وہ ذات۔“ اس کے علاوہ کچھ نہ کہتا جب کئی بار کہہ چکا تو میں نے پوچھا: ”اے شخص! کیا تو دیوانہ ہے؟“ کہنے لگا: ”اے شیخ! دیوانہ تو وہ ہوتا ہے جو ہزار قدم چلتا ہے پھر بھی اپنے پروردگار حقیقی عَزَّوَجَلَّ کا ذکر نہیں کرتا۔“ تو میں نے کہا: ”محققین کے نزدیک تو افضل ذکر وہ ہے جو دل سے ہو۔“ تو اس نے کہا: ”آپ نے سچ کہا ہے لیکن دل جب بھر جائے تو ذکر زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔“ پھر وہ میری آنکھوں سے غائب ہو گیا تو اس کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے پر میں بے حد نادام ہوا۔ جب رات ہوئی اور میں سو گیا تو غیب سے کسی پکارنے والے نے ندا دی: ”بے شک بروز قیامت اس غلام کے لئے ایسا نور ہوگا جو زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دے گا۔“

سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! کیا خوب ہیں یہ لوگ جن کی عیدیں اس کے احکام کی بجا آوری، جن کی مراد مقاصد تک پہنچنا، جن کے احوال کمال کا حاصل کرنا اور جن کا کمال تقویٰ ہے۔ وہ کیسے انوکھے لوگ ہیں کہ جب لوگ لذات کی طرف مائل ہوتے ہیں تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جب مخلوق اپنے گھروں پر آرام کر رہی ہوتی ہے تو وہ محبت حقیقی کے غموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور جب شکار اپنے مال کی طرف مائل ہوتے ہیں تو وہ اپنے گمشدہ احوال کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ جب غافل نیند کے ذریعے لذت حاصل کرتے ہیں تو وہ تاریکی میں اپنے محبوب کے کلام سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ آخرت کو اپنے پیش نظر رکھتے ہیں تو اس کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اور موت کی ندائینے والے کو سنتے ہیں کہ ”تیار ہو جاؤ۔“ تو وہ اپنے آقا و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سچائی کا نذرانہ لے کر آتے ہیں تو پھر رو نہیں کئے جاتے اور جب انہیں اپنے گناہ یاد آتے ہیں تو مضطرب ہو جاتے ہیں اور انہیں نیند نہیں آتی، ان کو مقصود کی امید حرکت دیتی ہے تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سامنے پیش ہونے کو یاد کرتے ہیں تو سیدھے ہو جاتے ہیں۔ اس کی منظر کشی قرآن پاک یوں کرتا ہے:

﴿۳﴾ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ

ترجمہ کنزالایمان: جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین

کے سوا۔

(پ ۱۳، ابراہیم: ۴۸)

جب موت کے بارے میں سوچتے ہیں تو احکام کی بجا آوری میں ہمیشہ جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ اور جب اپنے گزشتہ گناہوں کو یاد کرتے ہیں تو اپنے نفس کو ملامت کرتے ہیں۔

اے غفلت ولا پرواہی کی نیند سونے والے! بیدار ہو جا اور پرہیزگاری سے اپنے ظاہر کی اصلاح کر، اس سے پہلے کہ تیرے لئے تلافی مشکل ہو جائے اور کوچ کرنے کے لئے خوب زاہد راہ اکٹھا کر لے کیونکہ تھوڑا سا زاہد راہ طویل سفر میں تجھے کافی نہ ہوگا۔ اپنے گناہوں کو نیکی سے مٹا دے، ممکن ہے کہ تیرا رب عزوجل تیری خطاؤں سے درگزر فرمادے اور موت کی یاد کی صاف ریت سے اپنی امید کی بیماریوں کا علاج کر اور اللہ عزوجل سے شفا طلب کر، امید ہے کہ وہ تجھے شفا عطا فرمائے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



اللہ عزوجل کے لئے باہم محبت کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے: ”بے شک اللہ عزوجل کے ایسے بندے بھی ہیں جو نہ انبیاء علیہم السلام ہیں اور نہ شہداء لیکن انبیاء کرام علیہم السلام اور شہدائے عظام ان کے مقام و مرتبہ اور اللہ عزوجل سے ان کے قرب پر رشک کریں گے۔“ ایک اعرابی نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ کون لوگ ہوں گے؟“ حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یہ مختلف شہروں کے لوگ ہوں گے، ان کے درمیان کوئی خونی رشتہ نہ ہوگا مگر وہ ایک دوسرے سے صرف رضائے الہی عزوجل کی خاطر محبت کرتے اور تعلق رکھتے ہوں گے۔ بروز قیامت اللہ عزوجل ان کے لئے اپنے (عرش کے) سامنے نور کے منبر رکھنے کا حکم فرمائے گا۔ اور ان کا حساب بھی انہی منبروں پر فرمائے گا۔ لوگ تو خوفزدہ ہوں گے لیکن وہ بے خوف ہوں گے۔“

(المعجم الکبیر، الحدیث ۳۴۳۳، ج ۳، ص ۲۹۰ بتغییر)

خوف محشر کا بیان

بیان 20:

﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ 0﴾ (پ ۱۶ مریم: ۳۹)

”ترجمہ کنزالایمان: اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور نہیں مانتے۔“

حمد باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے عجائباتِ عبرت کے مشاہدے کے لئے اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی نگاہیں کھول دیں اور ان کے رنج و غم کو مناجات کی صفائی اور محبت کی لذت کے ذریعے اسباب کی مصروفیات اور پریشانیوں کی آمیزش سے نجات عطا فرمائی۔ ان پر مہربانیوں کے پتھوڑے میں اپنا دستِ کرم پھیرا، انہیں اپنی کرم نوازیوں کے جام پلائے اور ان کے نورِ بصیرت و بصارت کو ممنوع خواہشات سے روکا تو ان کے دل خدا کے پے در پے احکام، اس کی تدبیر، ارادہ مقدر کرنے اور تقدیروں کے پھیرنے پر راضی ہو گئے۔ ان کے دل صاف ہونے کی وجہ سے اللہ عزوجل نے ان کے لئے اعمال کا بستر تیار کیا تو انہوں نے اپنے محبوبِ حقیقی عزوجل کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے کو پسند کیا اور دنیوی بستروں کو چھوڑ دیا جیسا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (پ ۲۱، السجدة: ۱۶) ترجمہ کنزالایمان: اُن کی کرہیں جدا ہوتی ہیں خوابگاہوں سے۔“ وہ شب بیداری سے لطف اندوز ہوتے ہیں، نئی نئی چیزوں کے وجود میں آنے اور حالات بدلنے سے ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی اس لئے کہ ان کے دل یادِ الہی عزوجل کی وادیوں اور قدرتِ خداوندی کے عجائبات میں غور و فکر کے دریاؤں میں مستغرق رہتے ہیں۔ انہوں نے نفس کی پیروی سے خود کو بچا لیا جس کے سبب ان کی روحوں کے پرندے اللہ عزوجل کی معرفت کے باغات میں عظیم الشان سلطنت کی شاداب زمین اور نہروں میں سیر کرتے ہیں۔ کائنات کا ہر ذرہ انہیں توحید کے نعمات میں محفوظ آتا ہے۔ ان کے ہاں امارت و غربت، عزت و ذلت، مدحت و مذمت، سہولت و صعوبت سب یکساں ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے انہیں راہِ نجات پر اخصاص کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائی تو انہوں نے دنیا کے جال سے چھٹکارا پا کر قربِ الہی عزوجل پالیا، لہذا انہیں بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرے گی۔ میں اللہ عزوجل کی حمد کرتا ہوں، اس کا شکر بجالاتا ہوں، اس پر ایمان لاتا ہوں، اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور ہر طرح کی طاقت و قوت سے اس شخص کی طرح براءت کا اظہار کرتا ہوں جو اپنے جرائم کا اعتراف و اقرار کرتا ہے۔ اور میں جمالِ الہی عزوجل کا مشاہدہ کرنے والے اور حُسنِ خاتمہ کے ساتھ اس کی بارگاہ میں کامیاب ہونے والے کی طرح گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں، اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ خاتم النبیین، صفوۃ المرسلین، امام المتقین، سید الاولیاء والآخرین حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے خاص بندے اور

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

رسول ہیں۔ اللہ عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے آل و اصحاب علیہم الرضوان پر سلامتی و رحمت نازل فرمائے جنہوں نے دین اسلام کی سر بلندی کے لئے کوششیں کیں یہاں تک کہ اس کا پرچم تمام مذاہب سے بلند ہو کر سب پر غالب آ گیا۔

اے میرے اسلامی بھائیو! گناہوں کا اتنا بھاری بوجھ کب تک اٹھاتے پھرو گے؟ نافرمانیوں کے ذریعے کب تک رب ذوالجلال عزوجل کا مقابلہ کرو گے؟ کب تک خواہشات کی پیروی کرو گے حالانکہ یہ محض خیالات ہیں؟ کب تک ہمیشہ رہنے کی خواہش کرتے رہو گے حالانکہ موت کا وقت قریب آچکا ہے؟ کب تک خواہشات تمہیں سرکشی کی زنجیروں میں جکڑے رکھیں گی؟ حالانکہ کتنے ہی دوستوں نے تمہیں موت سے ڈرایا۔ کیا آج تم ان لوگوں کو دیکھتے ہو جن کے قلعوں کی مضبوطی ناقابل شکست تھی؟ اب کہاں ہیں مال جمع کرنے والے اور گن گن کر رکھنے والے؟ باغات کو آباد کرنے والے کہاں چلے گئے؟ لشکروں کی قیادت کرنے والے کہاں گئے؟ اللہ عزوجل کی قسم! لذتوں کو ختم کرنے والی (موت) تیرے اختیار کے بغیر اچانک آ جائے گی اور گھر والوں کو گھر سے زبردستی نکال دے گی، ایک گھڑی کی مہلت نہ ملے گی، امیدوں کو کاٹ دے گی، تیرے اور تیرے معاون و مددگار کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ ہائے افسوس اس وقت پر! جب اجباب نفع نہیں دیں گے، آہ و بکا کرنے والوں کی کوئی پروا نہ کرے گا۔ جب تقدیر کا فیصلہ ہو جائے گا تو اب عتاب نفس کیا نفع دے گا؟ اے امیدوں سے دھوکا کھانے والے! کتنے ہی لوگ امیدوں سے محروم ہوئے؟ کتنے مطلوب آرام کر رہے ہیں لیکن طالب کو نیند نہیں آتی۔ ہاں! ہاں! عنقریب لحد کی تاریکی میں تجھے اپنے کاموں کا انجام اور اپنے نامہ اعمال سے امید معلوم ہو جائے گی، اس کے بعد حساب لینے والے کے سامنے کھڑے ہونے کی ہولناکی وغیرہ تمام معاملات تیری سمجھ میں آ جائیں گے اور ہر خوش فہم پر اس کی جھوٹی امید ظاہر ہو جائے گی۔ اللہ عزوجل کی قسم! اس وقت تمام راستے تنگ ہو جائیں گے۔ محرومی، حسرت اور مصائب کا سامنا ہوگا۔ اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے! اپنی بقیہ فانی زندگی کو غنیمت جانو۔ اللہ عزوجل کی قسم! عنقریب جب اہل تقویٰ کو کامیابی کا تاج پہنایا جائے گا تو سخت دل والے پشیمان ہوں گے: "وَخَسِرْنَا لَكَ الْمُبْتَلُونَ" (ب: ۲۴، المؤمن: ۷۸) ترجمہ کنزالایمان: اور باطل والوں کا وہاں خسارہ۔" اللہ عزوجل اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرماتا ہے:

﴿وَإَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (ب: ۱۶، مریم: ۳۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور انہیں ڈرنا ڈکھتا دے کے دن کا، جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ نہیں مانتے۔ (۱)

①..... مقبر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "حدیث شریف میں ہے کہ جب کافر منازل جنت دیکھیں گے جن سے وہ محروم کئے گئے، تو انہیں ندامت و حسرت ہوگی کہ کاش! وہ دنیا میں ایمان لے آئے ہوتے، اور جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں پہنچیں گے۔ ایسا سخت دن درپیش ہے، اور اس دن کے لئے کچھ فکر نہیں کرتے۔"

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

”انذار“ کا مطلب ہے، ڈر سنانا اور ”یَوْمَ الْحَسْرَةِ“ سے مراد قیامت کا دن ہے جس دن گنہگار نیکی نہ ہونے کی وجہ سے حسرت زدہ ہوگا اور نیکیوں میں سستی کرنے والا نیک اعمال میں کمی کی وجہ سے حسرت زدہ ہوگا۔ اور ”قَضَى الْأَمْرُ“ سے مراد یہ ہے کہ جب حساب سے فراغت ہوگی اہل جنت کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور مستحق نار کو جہنم میں۔ ”وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ“ یہ خطاب دنیا میں ہے اور ”وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ“ یہ آخرت میں خطاب ہے یعنی ان کو دوبارہ نہیں بھیجا جائے گا کہ وہ ایمان لائیں۔

قیامت کا منظر:

حضرت سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: ”قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت کی طرف بلایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ قریب پہنچیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور اس کے محلات دیکھیں گے تو ندا کی جائے گی: ”ان لوگوں کو جنت سے لوٹا دو، ان کے لئے جنت میں کوئی حصہ نہیں۔“ تو وہ ایسی حسرت کے ساتھ لوٹیں گے کہ اس جیسی حسرت سے اگلوں پچھلوں میں سے کوئی نہ لوٹا ہوگا تو وہ عرض کریں گے: ”اے ہمارے رب عزوجل! اگر تو یہ دکھانے سے قبل ہی جہنم میں داخل کر دیتا تو ہم پر آسان تھا۔“ اللہ عزوجل فرمائے گا: ”میں نے یہ اس لئے کیا کیونکہ تم خلوت میں نافرمانیوں سے میرا مقابلہ کیا کرتے تھے اور جب تم لوگوں سے ملتے تو لوگوں کو دکھانے کے لئے بڑی عاجزی سے ملاقات کرتے اور جو تمہارے دلوں میں میرے لئے تھا وہ اس کے برعکس تھا۔ تم لوگوں سے ڈرتے اور مجھ سے نہ ڈرتے، لوگوں کی تعظیم کرتے اور میری تعظیم نہ کرتے۔ تو آج میں تمہیں اپنا دردناک عذاب چکھاؤں گا مزید یہ کہ میں نے تم پر آخرت کا ثواب حرام کر دیا ہے۔“

(المعجم الکبیر، الحدیث ۱۹۹/۲۰، ج ۱۷/۱۵، ص ۸۵-۸۶، بتغییر قلیل)

عذاب جہنم کی کیفیت:

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ”جب جہنم میں ہمیشہ رہنے والے باقی رہ جائیں گے تو انہیں تابوتوں میں رکھا جائے گا پھر ان تابوتوں کو دوسرے تابوتوں میں رکھا جائے گا۔ کوئی شخص بھی یہ گمان نہ کرے گا کہ میرے علاوہ بھی کسی کو عذاب دیا جا رہا ہے اور قیامت کے دن ہر شخص اس انتظار میں ہوگا کہ آیا اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا یا جہنم؟“ جہنمیوں سے کہا جائے گا: ”اگر تم عمل کرتے (تو عذاب کے حق دار نہ ہوتے)۔“ اور جنتیوں سے کہا جائے گا: ”اگر تم پر اللہ عزوجل کا فضل و کرم نہ ہوتا (تو جہنم کا بندھن بنتے)۔“

(المعجم الکبیر، الحدیث ۹۰۸۷-۹۷۶۱، ج ۹، ص ۲۲۴-۲۵۴، بتغییر قلیل)

حوضِ کوثر سے مایوس لوٹنے والے:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ہم حوضِ کوثر سے پلٹ رہے ہیں، ایک شخص دوسرے سے مل کر پوچھتا ہے: ”کیا تو نے (حوضِ کوثر سے جام) پی لیا؟“ وہ کہتا ہے: ”جی ہاں! (میں نے پی لیا)۔“ اور دوسری طرف ایک شخص دوسرے سے مل کر یہی سوال کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے: ”ہائے پیاس۔“

(الزهد للامام احمد بن حنبل، فی فضل ابی ہریرۃ، الحدیث ۸۳۴، ص ۱۷۶۔ بتغییر)

میزان پر مقرر فرشتے کا اعلان:

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”میزان پر ایک فرشتے کی ذمہ داری ہے، جب کسی انسان کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا تو وہ فرشتہ ایسی بلند آواز سے اعلان کرے گا جس کو تمام مخلوق سن لے گی: ”فلاں سعادت مند ہے، آج کے بعد وہ کبھی بد بخت نہ ہوگا۔“ اور اگر اس کا پلڑا ہلکا ہوگا تو وہی فرشتہ ویسی ہی بلند آواز سے اعلان کرے گا: ”فلاں شخص بد بخت ہے، آج کے بعد وہ کبھی سعادت مند نہ ہوگا۔“

(حلیۃ الاولیاء، صالح بن بشیر المری، الحدیث ۸۲۴۱، ج ۶، ص ۱۸۷، بتغییر قلیل)

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو جرم کرے اور اس کا جرم روز قیامت کسی ایک پر بھی مخفی رہے۔“

پیارے اسلامی بھائیو! قبر والوں کو قید کر لیا گیا اور ان میں اکثر لوگوں کو اپنی تجارت میں خسارہ ہوا لہذا جب تم ان کے پاس سے گزرو تو عبرت پکڑو اور ان کے احوال میں غور و فکر کرو، وہ واپس لوٹنے کی تمنا کرتے ہیں اور ہاتھ سے گئی ہوئی چیز کو پانے کا سوال کرتے ہیں۔ اے آزاد شخص! ان کی بیڑیوں کو یاد کر۔ اے حرکت کرنے والے شخص! تو نے ان کی پریشانیوں کو جان لیا تو اب اپنے نفس کو بھی گناہوں کے قید خانے سے چھٹکارہ دے دے اور تیار ہو جا کہ تو مطلوب ہے۔ اپنے دل میں اس دن کو یاد کر جس دن قلوب اُلٹ پلٹ رہے ہوں گے اس سے پہلے کہ زبان کو پکڑ لیا جائے اور انسان حیرت زدہ ہو جائے، پہچان ختم ہو جائے اور کفن پھیل جائیں، قیامت ختم ہو جائے اور سفر طویل ہو جائے۔ منکر نکیر آئیں اور چیخ و پکار بلند ہو جائے یہاں تک کہ بندہ پہلوں سے جاملے گا اور اس کے پیچھے رہنے والے اس کو بھول جائیں گے، وہ بے چارہ وہاں قیدی ہو کر رہ جائے گا، پھر وہ قیامت کے دن کھڑا ہوگا۔ اس کی حالت یہ ہوگی کہ ننگے بدن اور حسرت زدہ ہوگا، اس وقت اس سے ساری عزتیں چھین لی جائیں گی، مصائب بڑھ جائیں گے اور بھاگنے کے تمام راستے بند ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے عجائب کا ظہور ہوگا، چہرے

سیاہ ہوں گے اور نافرمان اپنی امیدوں سے ہاتھ دھو بیٹھے گا، پیٹھوں پر بھاری بوجھ رکھ دیا جائے گا اور نامہ اعمال دائیں یا بائیں ہاتھ میں پکڑا دیا جائے گا اور کسی شخص کے لئے جنت یا دوزخ کے سوا وہاں کوئی قیام گاہ نہ ہوگی۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! جلدی سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر لو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! اس سے پہلے کہ تم ان ہولناکیوں کا معائنہ و مشاہدہ کرو۔

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں ڈرناؤ پچھتاوے کے دن کا، جب کام ہو چکے گا۔

وَإَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ
(ب: ۱۶، مریم: ۳۹)

اولیاء کا قافلہ اور سمندر کی موجیں:

حضرت سیدنا مسمع بن عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں، حضرت سیدنا عبدالعزیز بن سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت سیدنا کلاب بن حرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سیدنا سلمان بن اعرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رات سمندر کے ساحل پر گزاری۔ حضرت سیدنا کلاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے حتیٰ کہ مجھے یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں وہ ہلاک نہ ہو جائیں، ان کے رونے کی وجہ سے حضرت سیدنا عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی رونے لگے، ان کے رونے کی وجہ سے حضرت سیدنا سلمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی رو دیئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ان سب کے رونے کی وجہ سے مجھے بھی رونا آ گیا حالانکہ مجھے ان کے رونے کا سبب معلوم نہ تھا؟ جب میں نے حضرت سیدنا عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: ”کس چیز نے آپ کو رولایا؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے سمندر کی موجوں کو دیکھا تو مجھے جہنم کی ہولناکیاں اور اس کے لمبے لمبے سانس یاد آ گئے تو اس چیز نے مجھے رولادیا۔“ پھر میں نے حضرت سیدنا کلاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا اور جب میں نے حضرت سیدنا سلمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ”لوگوں میں مجھ سے زیادہ برا کوئی نہیں، میں ان پر ترس کھاتے ہوئے رو رہا تھا جو وہ اپنی جانوں کے ساتھ کر رہے تھے۔“

پیارے اسلامی بھائیو! تصور کیجئے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا وہ دن آچکا ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور تمہیں اچانک اس چیز نے پکڑ لیا ہے جس سے تم اپنی اولاد اور والد کے ذریعے چھٹکارا نہیں پاسکتے، وہ ایسا مقام ہے کہ جس میں زبانیں، اعضاء اور جلد تمہارے خلاف گواہی دیں گے اور کوئی شخص جہنم اور اس کے انگاروں کو برداشت نہیں کر پائے گا۔

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں ڈرناؤ پچھتاوے کے دن کا، جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

وَإَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي
غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ (ب: ۱۶، مریم: ۳۹)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال:

حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی فرماتے ہیں کہ ”میں حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتقال کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے دل کو اللہ عزوجل کے خوف اور عشق الہی نے جلادیا تھا۔ میں نے عرض کی: ”اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ شعر پڑھا:

كَيْفَ أَشْكُو إِلَيَّ طَبِيبِي مَا بِي وَالَّذِي بِي أَصَابَنِي مَنْ طَبِيبِي

ترجمہ:..... میں اپنے طبیب سے اس بیماری کی شکایت کیسے کروں جس میں اس نے خود ہی مجھے مبتلا کیا ہے۔

پھر میں نے پنکھا لیا تاکہ آپ کو ہوا دوں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”پنکھے کی ہوا اس شخص کو کیسے راحت پہنچائے گی جس کا دل جل رہا ہو؟“ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”دل جل رہا ہے، آنسو بہ رہے ہیں، غم جمع ہو رہے ہیں اور صبر ٹوٹ رہا ہے۔ اس شخص کو کیسے اطمینان آئے جس کے لئے راحت و سکون کی کوئی جگہ ہی نہ ہو کیونکہ وہ تو بے چینی و اضطراب اور عشق الہی عزوجل میں گرفتار ہے۔“

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر الہی عزوجل کرتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا اور اس دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے۔

پیارے اسلامی بھائیو! اطاعت کی مٹھاس میں سے تم نے کیا تیار کیا تاکہ تم موت کا کڑوا گھونٹ پی سکو؟ اور موت کے آنے سے پہلے تقویٰ کے توشہ میں تم نے کون سی چیز آگے کر رکھی ہے؟ اور کس چیز نے حق کی آواز سننے سے غافلوں کے کانوں پر پردہ ڈال رکھا ہے؟ اے تنہائی میں گناہ کرنے والے! کاش! تو نے خلوت اختیار نہ کی ہوتی۔ کتنے ہی وعظ و نصیحت کرنے والے اہل غفلت کو پکار رہے ہیں مگر وہ نصیحت قبول نہیں کرتے۔ چنانچہ،

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں ڈرناؤ پچھتاوے کے دن کا جب کام ہو چکے

گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

غَفْلَةً وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ 0 (ب: ۱۶، مریم: ۳۹)

نفس کے محاسبہ کا انوکھا طریقہ:

حضرت سیدنا ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کا انداز بیان کرتے ہوئے) فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں نے یہ تصور باندھا کہ میں جنت میں ہوں، وہاں کے پھل کھا رہا ہوں اور اس کی نہروں سے مشروب پی رہا ہوں۔ اس کے بعد میں نے یہ خیال جمایا کہ میں جہنم میں ہوں اور تھوہڑ (کانٹے دار درخت) کھا رہا ہوں اور دوزخیوں کا پیپ پی رہا ہوں۔ ان تھوہڑ رات کے بعد

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

میں نے اپنے نفس سے پوچھا: ”تجھے کس چیز کی خواہش ہے؟ (جنت کی یا دوزخ کی؟)“ نفس نے کہا: ”(جنت کی اس لئے) میں چاہتا ہوں کہ دنیا میں جا کر نیک عمل کر کے آؤں۔“ تب میں نے اپنے نفس سے کہا: ”فی الحال تجھے مہلت (مُنَّة) ملی ہوئی ہے۔ (یعنی اے نفس! اب تجھے خود ہی راہ مُتَعَيَّن کرنی ہے کہ سدھر کر جنت میں جانا ہے یا بگڑ کر دوزخ میں! لہذا) اسی حساب سے عمل کر۔“

(حلیۃ الاولیاء، ج ۴، ص ۲۳۵، رقم ۵۳۶۱۔ مکاشفۃ القلوب، ص ۲۶۵)

پیارے اسلامی بھائیو! فضول دنوں میں تم نے جو وقت برباد کیا اس کی تلافی کرو، عنقریب ہر عمل کرنے والا اپنے اعمال کا بدلہ پائے گا اس دن نافرمان معافی چاہے گا لیکن اسے معافی نہ ملے گی اور اپنی گمراہی پر ندامت کرتے ہوئے اپنی انگلیاں کاٹے گا۔ ہائے، افسوس! اس دن کیسی حسرت چھائی ہوگی اور اس دن کی ہولناکیاں کتنی شدید ہوں گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اپنے غفلت کے ایام پر گریہ و زاری کرو، موت کی سختیوں میں غور و فکر کرو، مرنے سے پہلے پہلے محبوب حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے دروازے پر حاضر ہو جاؤ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں اچانک موت آچکی ہے۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ (ب ۱۶، مریم: ۳۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں ڈرناؤ پچھتاوے کے دن کا، جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اپنے نفس کو شہوات کی قید سے آزاد کر لو اور اپنی عقلوں کو غفلت کے نشے سے بیدار کر لو اور موت سے پہلے دارِ بقاء کے لئے تیار ہو جاؤ۔ گویا میں تمہارے ساتھ ہوں اور موت کا منادی تمہارے پاس آچکا ہے:

وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ (ب ۱۶، مریم: ۳۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں ڈرناؤ پچھتاوے کے دن کا، جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! عنقریب افسوس اور غم میں تمہارے آنسو جاری ہوں گے اور جب ہمارے نور کو دیکھنے والا مَلَكُ الْمَوْتِ کو دیکھے گا تو ہکا بکارہ جائے گا اور توپل صراط پر اپنے اعمال کے ساتھ مقید ہو کر رہ جائے گا اور تمہارے پوشیدہ و ظاہر تمام برے اعمال ظاہر ہو جائیں گے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس وقت تمہاری آنکھیں آنسو بہائیں گی۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ (ب ۱۶، مریم: ۳۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں ڈرناؤ پچھتاوے کے دن کا، جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

ہائے، افسوس! اب عرضاًح ہونے کے بعد تجھے حسرت کوئی فائدہ نہ دے گی اور امیدیں ختم ہونے کے بعد فکر تجھے کوئی فائدہ نہ دے گی۔ معلوم نہیں، حیرت کے دن تیرا کیا جواب ہوگا؟ جب یہ پکارا جائے گا:

﴿۲﴾ هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ 0 (پ ۲۹، المرسلت: ۳۵) ترجمہ کنز الایمان: یہ دن ہے کہ وہ بول نہ سکیں گے۔ (۱)

اس بندے کا وارث کون ہوگا جس کو معصیت اور گناہوں نے شرمندہ کر دیا ہے؟ اس بھاگے ہوئے کا والی کون ہوگا جس کو

لغزشوں اور عیبوں نے تیرے دروازے سے دور کر دیا ہے؟

رِقت انگیز دُعا:

اے علام الغیوب غُزُوْجَلْ! درگزر فرما کہ ہم تیری رحمت سے اچھا گمان رکھتے ہیں۔ یا اللہ غُزُوْجَلْ! میری حسرت کتنی عظیم

ہے کہ میں دوسروں کو نصیحت کرتا ہوں اور خود غافل ہوں۔ یا اللہ غُزُوْجَلْ! مجھ پر کتنی سخت مصیبت ہے کہ میں دوسروں کو جگاتا

ہوں اور خود سویا ہوا ہوں، اے میرے مالک غُزُوْجَلْ! میرا معاملہ کتنا عجیب ہے کہ میں دوسروں کی رہنمائی کرتا ہوں اور خود حیرت

زدہ ہوں۔ یا الہی غُزُوْجَلْ! نصیحت کرنے والے اور بیکار باتوں میں پڑنے والے سے درگزر فرما۔ یا الہی غُزُوْجَلْ! اگر میرا کلام

خالص تیری رضا کے لئے نہیں تو میرے اجتماع میں کوئی تو ایسا شخص ہوگا جو خالص تیری رضا کے لئے حاضر ہوا ہوگا لہذا اپنے وجہ

کریم کے صدقے میری کوتاہی کے معاملے میں اس کی شفاعت قبول فرما۔ اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم سب

پراپنی خاص رحمت فرما۔ (آمین)

وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



①..... مفتی شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”نہ کوئی ایسی جت پیش کر سکیں گے جو انہیں کام دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ”روز قیامت بہت سے موقع ہوں گے، بعض میں کلام کریں گے، بعض میں کچھ بول نہ سکیں گے۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

مال کی مذمت

بیان 21:

﴿الْهَكْمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝﴾ (پ ۳۰، التکاشر)

”ترجمہ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔“

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنی پختہ وحدانیت کے ثبوت پر ظاہری و باطنی موجودات کے دلائل کے ساتھ اپنی قدرتِ کاملہ کو دلیل بنایا اور کائنات میں ہونے والی تبدیلیوں میں غور و فکر کرنے والے انسان کے لئے پر حکمت دلائل اور مختلف اشیاء کے ایجاد و اختراع کو منہ بولتا ثبوت بنایا۔ قضاء کے قاصد نے تقدیر کے قلم سے تیزی سے گزرنے والے موجودات پر لکھ دیا ہے کہ ان کے اسرار و رموز کو سوائے ارواحِ طیبہ کی زبان کے کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ عقل مندوں کی آنکھوں کے لئے فہم و ادراک کے ستارے جگمگائے تو انہوں نے قرآن حکیم میں جبار و قہار کے عجائب و غرائب کا مشاہدہ کیا۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ“ (پ ۴، آل عمران: ۱۵۲) ترجمہ کنزالایمان: تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا۔“

اللہ عزوجل نے عقل کو عجز کے نشے سے مدہوش کیا اور اس کے لئے حرکات و سکنات کی بساط پر پردہ غیب کے پیچھے سے خیالات کے ایسے خاکے ظاہر کئے جن کا باطن مغلوب اور ظاہر غالب ہے، پھر فکر کی زمین پر عقل کے پیروکار کو کھلا چھوڑ دیا تاکہ وہ ادراک کے شہر تک پہنچ جائے۔ لیکن اچانک تقدیر کے گھوڑے نے اس پر چڑھائی کر دی اور اس کو اس حد پر روک دیا جہاں تک عقل کی رسائی ہے، تو اس پیروکار نے جان لیا کہ اس کے ظاہری ذرائع حقیقت کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے عقل کو رفعت عطا فرمائی، آنکھوں کو بصارت سے نوازا اور انسان نے مراتبِ افلاک میں فرشتوں کے درجات کا مشاہدہ کیا تو وہ ہیبتِ الہی عزوجل سے سر بسجود ہو گیا اور عظمتِ الہی عزوجل دیکھ کر کھڑا ہو گیا، قدرت کے ساتھ قائم ہو گیا، محبت میں دیوانہ ہو گیا اور احکامِ خداوندی کی بجا آوری کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔

اللہ عزوجل نے مخلوق کو آئینہ عبرت دکھایا پس کائنات کی صورتیں عدم سے وجود میں آگئیں، تاکہ انسان اپنی کوتاہیوں پر نادم ہو، اس سے باہم متضاد و مخالف طبیعتوں کے ذریعے دلائل قائم کرنے سے تخلیقِ خداوندی کے راز ظاہر ہو گئے پس ہم نے مشاہدہ کیا کہ حیوان میں حرارت و برودت کو یوں جمع کیا گیا ہے کہ حرارت ٹھنڈک سے نہیں بچاتی اور ٹھنڈک حرارت سے نہیں بچاتی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کی قدرتِ مقدرات میں بالکل ظاہر و باہر ہے۔ ایک ہی غذا کے اجزاء کی تقسیم کاری نے عقل والوں کو

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

حیرت میں ڈال دیا کہ کس طرح ایک ہی غذا سے گرم طبیعت والے کو گرم اور سرد طبیعت والے کو ٹھنڈی غذا ملتی ہے۔ اور ہر غذا اپنی مطلوبہ مقدار کے برابر ہی حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ پانی بھی ایک ہے اور غذا بھی ایک ہے۔ اور اس تقسیم میں مختلف راز ہیں جنہیں دیکھنے والی نگاہیں نہیں دیکھ سکتیں۔ اللہ حکیم غزوجل نے اپنی حکمت کے ساتھ عقل کے کانوں کو ندا فرمائی: "إِنَّا كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدْرٍ" (ب: ۲۷، القمر: ۴۹) ترجمہ کنز الایمان: بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔"

"ہر چیز" سے مراد رزق، مدت حیات، سعادت و شقاوت اور قرب و بعد ہیں۔ کاش! میں اس آیت مبارکہ کا حقیقی معنی جان لیتا؟ اور ان چیزوں سے چھٹکارا کیسے ممکن ہے؟ اللہ قادر غزوجل کی قدرت کی حکمت کا دامن خامیوں سے پاک ہے، ہلاکت کی انگلیاں اس کی بے نیازی میں تبدیلی نہیں کر سکتیں، کوئی اس کے کلمات کو بدلنے کی خواہش نہیں کر سکتا۔ انسانی عقل اس کی مشیت کے اسرار کی حجت سمجھنے سے قاصر ہے اور اگر سمجھنے کی کوشش کرے تو جہالت کی تاریکی میں حیران ہو کر رہ جائے۔ اس نے لوح محفوظ کی لگام اپنی تقدیر کے ہاتھ میں دے دی۔ اور تقدیر کے قلم کے ساتھ قضا لکھنے والے کو اپنے مقبول و مردود بندوں کے اسرار لکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ وہ بے نیاز رب غزوجل بغیر کسی سبب کے اپنا قرب عطا فرما سکتا ہے اور اپنی بارگاہ سے دور کر دیتا ہے اور اس نے اس بات کو اپنے ازلی فیصلے سے لکھ دیا ہے پس کبھی یہ فیصلہ ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی پوشیدہ رہتا ہے، وہ مٹاتا اور لکھتا ہے، منسوخ اور ثابت فرماتا ہے، دور اور قریب کرتا ہے، ہدایت دیتا اور گمراہ کرتا ہے اور عزت و ذلت دیتا ہے۔

اور اس نے فہموں اور عقلوں کو ان رموز کے سمجھنے کا حکم دیا مگر عقلوں کی بصیرت ان کا ادراک کہاں کر سکتی ہے؟ خدا غزوجل کی قسم! اے میرے اسلامی بھائی! اس کی بارگاہ میں کیسا حیلہ اور کونسا سبب؟ تقدیریں کیوں بنائی گئیں؟ اپنے اعمال سے نفع کس کو ہوا؟ اور کس نے اپنے اعمال سے نقصان اٹھایا؟ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ظاہری نظام کائنات کے پردوں کے ساتھ دیکھنے والوں کی نگاہیں اسرارِ خداوندی کا مشاہدہ کرنے سے بند کر دیں، اور طبائع انسانی شرعی پابندیوں کے خیموں کے ساتھ چھپا دی گئیں تو وہ ہمیشہ کے لئے رسول کی محتاج ہو گئیں۔

میں اس ذاتِ وحدہ لا شریک کی حمد کرتا، اس پر ایمان لاتا اور اسی پر توکل کرتا ہوں اور ہر قوت و طاقت میں اس عاجز بندے کی طرح بری ہوں جو اپنی نافرمانیوں کا معترف ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ کبیت و کیفیت، سمت، زمان و مکان، جزء و کل، دائیں بائیں، اوپر نیچے اور آگے پیچھے کی صفات سے مُنَزَّہ و مُبَرَّہ ہے، کیونکہ یہ تو فانی اجسام کی صفات ہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں، وہ اولین و آخرین اور تمام مرسلین کے سردار ہیں، صدیقین کے سلطان، خاصانِ بارگاہِ الہیہ کے امام اور روشن و چمک دار پیشانی والوں کو ان ابدی نعمتوں میں لے جانے والے ہیں جن کے

بارے میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "وَجُودَةٌ يَوْمَئِذٍ نَاصِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ" (پ ۲۹، القیامہ: ۲۲-۲۳) ترجمہ کنز الایمان: کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے۔" (۱)

اللہ عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ و اہل بیت، ازواجِ مطہرات اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین پر رحمت نازل فرمائے (آمین) جو اس وقت ہمارے دلوں کی حفاظت فرمائے گا جب تو دیکھے گا کہ قیامت کی ہولناکیوں سے دل خوف کے عالم میں اڑ رہے ہوں گے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ذرا ان لوگوں کے متعلق تو بتاؤ جو ساری زندگی مال و دولت جمع کرتے رہے لیکن ان کے جمع شدہ مال نے مرنے کے بعد انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔ کیا وہ سب کے سب قبروں میں اکٹھے نہیں ہو گئے؟ وہ لوگ جنہوں نے ساری زندگی خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی میں بسر کی مگر پھر بھی سیر نہ ہوئے، اب وہ کہاں چلے گئے؟ کیا تم ان کو دیکھ کر یہ خیال کرتے ہو کہ وہ بڑی اچھی جگہ پر ہیں یا پھر وہ قید کر دیئے گئے ہیں کہ واپس نہیں لوٹیں گے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں دنیا نے دھوکے میں مبتلا رکھا؟ اللہ عزوجل کی قسم! وہ محض شہوات کی وجہ سے ذلیل و رسوا ہوئے۔ کہاں ہیں وہ جن کی خاطر اسباب نے غفلت کے جال بنے یہاں تک کہ وہ ان میں پھنس گئے؟ جب ان کے پاس پیاروں میں جدائی ڈالنے والا (موت کافرشتہ) آیا تو وہ اس کی ہیبت سے لڑکھڑا کر عجز و انکساری کرنے لگے، لیکن پھر بھی اس نے ان کے درد و الم کی کوئی پرواہ نہ کی اور انہیں ان کے اہل و عیال سے دور کر دیا تو ان کے گھر والے اور دوست ان پر رونے لگے۔ افسوس ان پر کہ خود تو زندگی پانے میں کامیاب ہو گئے لیکن ان کو ان کے اعمال کے ساتھ تنہا چھوڑ دیا اور انہیں بھلا دیا، سارے رشتے ناطے توڑ ڈالے تو مرنے والے نے حسرت کی زبان سے اپنے ان احباب کو پکارا: "اے کاش! تم سن لو اور اس انسان پر رحم کرو جو قبر میں دفن ہے، جس کے پاس نہ تو کوئی ایسا عمل ہے جو اس کی نجات کا باعث ہو اور نہ ہی کوئی نغمگسار کہ اس کے غم کا مداوا کرے۔"

انہیں افسوس و ندامت کا جام گھونٹ گھونٹ کر کے پینا پڑا، کیڑوں نے ان کے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اب وہ دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ دن کو روزہ رکھیں اور رات بھر جاگ کر بارگاہِ الہی عزوجل میں حاضر ہوں۔ ہائے، افسوس! وہ اپنے بوئے ہوئے اعمال کی کھیتی کاٹ رہے ہیں۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سپہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "یہ مؤمنین کا حال ہے۔ انہیں دیدارِ الہی کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ آخرت میں مؤمنین کو دیدارِ الہی میسر آئے گا۔ یہی اہل سنت کا عقیدہ و قرآن و حدیث و اجماع کے دلائل کثیرہ اس پر قائم ہیں اور یہ دیدار بے کیف اور بے جہت ہوگا۔"

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل تمہارے حال پر رحم فرمائے! جلدی کرو، تمہارے سامنے پل صراط اور حساب و کتاب کا منظر دکھائی دے رہا ہے۔ نزع کی سختیاں سر پہ کھڑی ہیں، وہ دن آیا چاہتا ہے جس میں تمام رشتے ختم ہو جائیں گے، نہ اہل و عیال نفع دیں گے، نہ ہی مال و دولت اور کوئی دوسرے اسباب۔ یا تو جنت کی نعمتیں ملیں گی یا پھر جہنم کا عذاب۔ ہر ایک زبان حسرت سے پکار رہا ہوگا: ہائے افسوس! یہ کیسا نامہ اعمال میرے ہاتھ میں تھما دیا گیا ہے۔ اے وہ شخص جس کو شہواتِ نفسانیہ نے گڑھوں میں دھکیل دیا ہے، اور اے وہ شخص جس نے اپنے ظاہر و باطن کو حرام اشیاء سے آلودہ کر دیا ہے اور اے وہ شخص جس کے نامہ اعمال کو دیکھنے سے آنکھیں بھی کتراتی ہیں۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝
ترجمہ کنز الایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے، یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ (۱)

”الہکم“ کا معنی ہے، تمہیں غافل کر دیا اور ”تکاثر“ کا معنی ہے، زیادہ طلبی۔ اس کا معنی یہ بھی ہے کہ نسب، مال اور اولاد میں کثرت کے سبب ایک دوسرے پر فخر کرنا۔ اللہ عزوجل مال جمع کرنے والوں اور باہم فخر کرنے والوں کو ارشاد فرما رہا ہے:

﴿۲﴾ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝
ترجمہ کنز الایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

یعنی جس مال کی وجہ سے تم ایک دوسرے پر فخر کرتے ہو اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ اور یہاں پر احتمال ہے کہ یہ قسم کے قائم مقام تاکید ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ مال کی زیادہ طلبی اور ایک دوسرے پر فخر کرنے پر زبرد تو بیخ کی گئی ہے۔

﴿۳﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ (ب، ۳۰، النکاثر: ۳)

یعنی قیامت کے دن مال کے متوالوں کا محاسبہ ہونے کے بعد تم جان لو گے۔

﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ (ب، ۳۰، النکاثر: ۴)

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں ایک بات کو دو بار فرمانا وعید کی تاکید اور منع کردہ فعل پر سختی کے لئے ہے۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اس سے معلوم ہوا کہ کثرتِ مال کی حرص اور اس پر مغالطہ (یعنی ایک دوسرے پر فخر کرنا) مذموم ہے اور اس میں مبتلا ہو کر آدمی سعادتِ اخرویہ سے محروم رہ جاتا ہے۔ یعنی موت کے وقت تک حرص تمہارے دامن گیر خاطر رہی۔ حدیث شریف میں ہے، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”مردے کے ساتھ تین ہوتے ہیں، دولت آتے ہیں، ایک اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ ایک مال، ایک اس کے اہل و اقارب۔ ایک اس کا عمل ساتھ رہ جاتا ہے۔ باقی دونوں واپس ہو جاتے ہیں۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

﴿۴﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۝ (ب ۳۰، النکائر: ۵) ترجمہ کنز الایمان: ہاں! ہاں! اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے۔

اے لوگو! اللہ عزوجل کے ہاں تمہاری حیثیت کیا ہوگی جب سکراتِ موت کا ظہور ہوگا اور نامہ اعمال پھیلا دیا جائے گا جو نہ کسی چھوٹے گناہ کو چھوڑے گا نہ بڑے کو۔ ”عِلْمَ الْيَقِينِ“ سے مراد دلوں کا اس چیز پر اطمینان حاصل کرنا ہے جس سے شک دور ہو جاتا ہے۔

﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۝ (ب ۳۰، النکائر: ۶) ترجمہ کنز الایمان: بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ قبر میں ہر آدمی کو جہنم میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، اگر وہ سعادت مند ہو تو اسے وہ ٹھکانہ دکھا کر اس سے نجات کی خوشخبری دی جاتی ہے اور اگر بد بخت و شقی القلب ہو تو اس کے لئے جہنم کو برقرار رکھا جاتا ہے۔

﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوْهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۝ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ

ترجمہ کنز الایمان: پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے، پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی۔ (۱)

يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ (ب ۳۰، النکائر: ۷-۸)

یعنی بروز قیامت صحت اور فراغت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ حضرات مجاہد و قتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”نعیم میں ہر وہ چیز داخل ہے جس سے لطف اندوز ہوا جائے۔“

اے وہ شخص جس پر لوگ نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں اور وہ خواہشات میں گھرا ہوا پیچھے رہ گیا ہے! جس نے اپنی عمر نالکھ ٹول کرتے ہوئے اور بیہودہ کاموں میں گزار دی۔ اے وہ شخص گناہوں پر جس کا دل سخت ہو چکا ہے اور جس کی آنکھوں سے خوفِ خدا عزوجل سے آنسو نہیں بہتے! اے وہ شخص جس کے بال سفید ہو گئے پھر بھی وہ نافرمانیوں پر ڈٹا ہوا ہے! کتنی ہی بار تو نے علماؤم الغیوب رب عزوجل کی نافرمانی کر کے اس کا مقابلہ کیا؟ تیری غفلت کے متعلق اللہ عزوجل یوں ارشاد فرماتا ہے:

الْهٰكُمُ التَّكٰثُرُ ۝ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

(ب ۳۰، النکائر: ۱-۲)

حُسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رب اکبر عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے کہ ”جس نے حرام مال کمایا پھر اس کو صدقہ کیا یا اس کے ساتھ صلہ رحمی کی یا راہِ خدا عزوجل میں خرچ کیا تو اس کا یہ سارا مال جمع کر کے اس کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“ (مراسیل ابی داؤد، باب زکوٰۃ الفطر، ص ۹۔ بتغییر قلیل)

①..... مفتی شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی تھیں: صحت و فراغ و امن و عیش و مال وغیرہ، جن سے دنیا میں لذتیں اٹھاتے تھے۔ پھینک دیا جائے گا: یہ چیزیں کس کام میں خرچ کیں؟ ان کا کیا شکر ادا کیا؟ اور ترکِ شکر پر عذاب کیا جائے گا۔“

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ پینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”بندہ مالِ حرام میں سے جو بھی کمائے اور اسے خیرات کرے تو وہ قبول نہیں ہوتا اور اسے خرچ کرے تو اس میں برکت نہیں ہوتی اور اسے اپنے بعد والوں کے لئے چھوڑے تو وہ اس کے لئے آگ کا توشہ ہوگا۔“ (المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث ۳۶۷۲، ج ۲، ص ۲۳، بتغییرِ قلیلی)

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلبِ سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ”اے لوگو! تم میں سے ہرگز کوئی موت کا شکار نہ ہوگا جب تک کہ وہ اپنا مکمل رزق نہ پالے لہذا تم رزق کے متعلق تنگ دل نہ ہو اور اللہ عزوجل سے ڈرو اور عمدہ طریقے سے رزق طلب کرو، اور اللہ عزوجل کی حلال کردہ چیزیں لے لو اور حرام کردہ چھوڑ دو۔“ (المستدرک، کتاب الرقاق، باب الحساب المال والکرم التقوی، الحدیث ۷۹۹۴، ج ۵، ص ۶۶۴)

انسوس، تعجب ہے تجھ پر! جب بھی اللہ عزوجل نے نعمتوں کی بساط بچھائی تو تو نے نافرمانی کر کے اس کا مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اے میرے بندے! کتنی ہی بار ہم نے دیکھا کہ تو نے ہماری محفل چھوڑ کر شیطان کی مجلس اپنائی، میں نے تجھ پر کتنے احسانات و انعامات فرمائے اور میں مٹان ہوں۔ اے میرے بندے! میں تو تجھے اپنے وصال کی دولت سے نوازا نا چاہتا ہوں اور تو ہے کہ ہجر و فراق کو محبوب رکھتا ہے، اس وقت تیرے پاس کیا حیلہ ہوگا جب تجھ پر میرا غضب ہوگا اور تیرے اہل و عیال بھی تجھ سے دور بھاگ رہے ہوں گے۔“ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

الْهٰنُكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ ترجمہ کنز الایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ (پ ۲۰، التکاثر: ۱-۲)

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ النفا را ارشاد فرماتے ہیں کہ ”میں ایک سال حج کی سعادت سے بہرہ مند نہ ہوسکا، اور کوفہ کی ایک تنگ گلی میں ٹھہر گیا۔ ایک اندھیری رات میں گھر سے باہر نکلا کہ اچانک رات کی تاریکی کو چیرتی ہوئی ایک تیز آواز میرے کانوں سے ٹکرائی، کوئی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جوا التجا تھا: ”اے میرے مولیٰ عزوجل! تیرے عزت و جلال کی قسم! میں نے گناہوں سے تیری مخالفت مول لینے کا ارادہ نہ کیا تھا بلکہ جب میں نے یہ گناہ کئے تھے تو میں تیرے مقام و مرتبے سے ناواقف تھا لیکن جب میں نے گناہ کئے اور میرے نفس نے مجھے برائی کو اچھائی ظاہر کر کے دھوکا دیا اور میری بدبختی مجھ پر غالب آگئی پھر بھی تیری رحمت نے میری پردہ پوشی کی اور تیری اس پردہ پوشی سے میں دھوکا کھا گیا اور اپنی جہالت کی وجہ سے تیری نافرمانی کرنے لگا اور محض اپنی بدبختی کی وجہ سے تیری مخالفت کی لیکن اب تو میں جان چکا ہوں کہ مجھے تیرے عذاب سے نجات دلانے والا کوئی نہیں؟ اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! اگر تو نے مجھے اپنی رحمت سے دور کر دیا تو مجھے کون سنبھالے گا؟ ہائے حسرت و انسوس! میری عمر

بڑھنے کے ساتھ ساتھ میرے گناہوں میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ ہلاکت و بربادی ہو مجھ پر! کتنی ہی مرتبہ میں نے توبہ کی پھر توڑ دی۔ اب وقت ہے کہ میں عَلاَمُ الْغُيُوبِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے حیا کروں۔

۔ کر کے توبہ پھر گناہ کرتا ہے جو میں وہی بدکار ہوں کر دے کرم

پھر اس نے چند اشعار کہے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”افسوس! میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی پس جب میرا نامہ اعمال ظاہر ہوگا تو میرے پاس کون سا عذر ہوگا؟ جب مجھے اس کی بارگاہ میں ذلیل کھڑا کیا جائے گا تو گناہوں کا ارتکاب کرنے پر کیا عذر پیش کروں گا؟ اے تمام لوگوں سے بے نیاز اور میرے تمام کرتوتوں پر خبردار! میرے پاس اپنے ان گناہوں اور جرموں کا کوئی عذر نہیں، مولیٰ! بس اپنی رحمت سے میری خطائیں معاف فرمادے۔ اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھے سیدھے راستے پر چلنے کا حکم دیا اور گمراہی کے راستے سے منع فرمایا اور تو یہ بھی جانتا تھا کہ میں اس راستے سے بھاگ نہیں سکتا تھا خیر و شر میں سے جو تو نے میرے لئے مقدّر کر رکھا تھا۔ لہذا میں بلا اختیار اسی پر چل پڑا کیونکہ بندہ تو محکوم ہوتا ہے۔ لہذا اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میری توبہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے والے بندے سے درگزر فرما۔“

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ ”میں اس کلام کو سن کر رونے لگا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کی تلاوت کرنے لگا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝﴾ (ب: الزمر: ۵۳)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ! اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”اچانک میں نے انتہائی اضطراب کی حالت میں کسی کے گرنے کی آواز سنی۔ جب صبح کے وقت میں اسی دروازے کے پاس سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص کا جنازہ رکھا ہوا ہے اور ایک عورت گھر کے اندر اور باہر آ جا رہی ہے اور یہ کہہ رہی ہے: ”اے میرے بیٹے! اے غموں کے مارے ہوئے بیٹے! اے قرآن سن کر شہید ہونے والے بیٹے!“ میں نے اس کے قریب ہو کر پوچھا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! ذرا یہ تو بتا کہ مرنے والا کون ہے؟“ تو وہ بولی، ”یہ میرا بیٹا اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ کھجور کے پتے بیچا کرتا تھا اور اس کمائی میں سے ایک تہائی مجھے دیتا، ایک تہائی اپنی ضرورت کے لئے رکھتا اور ایک صدقہ کر دیتا۔ آج اس کے پاس سے کوئی شخص گزرا اور اس نے قرآن پاک کی ایک آیت مبارکہ تلاوت کی جس کو سنتے ہی اس کی روح قفسِ عنقری سے پرواز کر گئی۔ اب میرے پاس کوئی حیلہ و تدبیر نہیں۔“

پیارے اسلامی بھائیو! کیا مسافر کے لئے اپنا زادراہ تیار کرنے کا وقت نہیں آیا؟ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ نافرمان مرنے سے پہلے توبہ کر لے؟ تم پر افسوس! تمہارا کتنا برا حال ہے! کل تمہیں اہل وعیال اور مال و دولت کوئی نفع نہ دیں گے تو پھر کب تک اس غفلت و نیند کا شکار رہو گے؟ تمہاری جوانی کے دن گزر چکے ہیں پھر بھی تمہارے اعمال پر تمہارا مددگار کوئی نہیں۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

أَلْهَكُمُ التَّكَاثُرُ ۚ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۚ
 ترجمہ کنز الایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔
 (ب ۳۰، التکاثر: ۱-۲)

حضرت سیدنا خلیل عسیری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرمایا کرتے تھے کہ ”ہم میں سے ہر ایک کو موت کا یقین ہے پھر بھی ہم اس کے لئے تیار نظر نہیں آتے، ہم سب کو جنت کا پختہ یقین ہے مگر پھر بھی اپنے آپ کو اس کے لئے عمل کرتا ہوا نہیں پاتے اور دوزخ کا پختہ یقین ہے لیکن اپنے آپ کو اس کے عذاب سے ڈرتا ہوا نہیں دیکھتے۔“

پیارے اسلامی بھائیو! کس چیز کی بنا پر تم راہ حق سے منہ موڑے ہوئے ہو؟ کس بات کا انتظار کر رہے ہو؟ موت اللہ عزوجل کی جانب سے تمام خیر و شر کے ساتھ سب سے پہلے تم پر وارد ہوگی۔ اے بھائیو! اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں اچھے انداز سے حاضری کی تیاری کرو۔ کب تک تم اسی طرح لہو و لعب میں مبتلا ہو کر ہنستے رہو گے؟ عنقریب لوگ تمہاری موت پر افسوس کرتے ہوئے رو رہے ہوں گے۔ تم پر افسوس! کتنی دفعہ تم وعظ و نصیحت کے اجتماعات میں حاضر ہوئے لیکن تمہارا دل غائب رہا۔ اللہ عزوجل سے بخشش طلب کرتے رہے لیکن پیٹ حرام سے بھرتے رہے۔ اگر آج پھر اس اجتماع سے یونہی چلے گئے اور توبہ نہ کی تو کہیں بہت بڑا نقصان نہ اٹھا لو۔ یاد رکھو! اس وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور توبہ قبول کرنے والا پروردگار عزوجل پکار رہا ہے، ”ہے کوئی توبہ کرنے والا؟“ تو اے اسلامی بھائیو! جلدی کرو! توبہ کر لو اس سے پہلے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور چھٹی ہوئی باتوں کی پوچھ گچھ شروع ہو جائے۔ ہماری غفلت کو قرآن پاک یوں بیان فرماتا ہے:

أَلْهَكُمُ التَّكَاثُرُ ۚ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۚ
 ترجمہ کنز الایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔
 (ب ۳۰، التکاثر: ۱-۲)

اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! میری حسرت کتنی بڑی ہے کہ میں دوسروں کو تو تجھے یاد کرنے کا درس دیتا ہوں لیکن خود غافل ہوں۔ اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! میری مصیبت کتنی شدید ہے کہ میں دوسروں کو تو غفلت کی نیند سے جگا رہا ہوں لیکن خود سو رہا ہوں۔ اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! میرا معاملہ کتنا عجیب ہے کہ میں دوسروں کی رہنمائی کر رہا ہوں جبکہ خود حیران و پریشان ہوں۔ اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! مجھ پر غنود کر م کی برسات برسا۔ اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! جب میں

سالکین راہ حق کو تیری بارگاہ تک پہنچنے کا صحیح راستہ بتاؤں اور وہ میرے اس وعظ کو سن کر تیری بارگاہ تک پہنچ جائیں تو کیا تو ان لوگوں کو قبول کر لے گا کہ جن کی رہنمائی کی گئی ہے اور رہنمائی کرنے والے کو دھتکار دے گا؟ اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر میرا یہ کلام خالص تیری رضا کے لئے نہیں تو اس اجتماع پاک میں کوئی تو ایسا ہوگا جو صرف تیری رضا کا طالب ہوگا لہذا اپنے وجہ کریم کے واسطے میری کوتاہیوں کے متعلق اس کی سفارش قبول فرما اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم سب پر اپنا خاص رحم و کرم فرما۔ (آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا



اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے حاجات پوری کرتے ہیں

دو فرامین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

(۱)..... ”بے شک اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے بعض بندوں کو اپنی رضا کے لئے لوگوں کی حاجات پورا کرنے کے لئے خاص کر لیا ہے اور اس نے عہد فرمایا ہے کہ انہیں عذاب نہ دے گا، پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو انہیں نور کے منبروں پر بٹھایا جائے گا، وہ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سے کلام کرتے ہوں گے جبکہ لوگ حساب میں ہوں گے۔“

(فیض القدیر، حرف الہمزہ تحت الحدیث ۲۳۵۰، ج ۲، ص ۶-۶۰۵)

(۲)..... ”اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ بندے ہیں کہ لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجات ان کے پاس لاتے ہیں،

یہ بندے قیامت کے دن عذاب الہی عَزَّوَجَلَّ سے امن میں ہوں گے۔“

(کنز العمال، کتاب الزکاة، الحدیث ۱۶۶۱، ج ۶، ص ۱۹۰)

نفلی صدقہ کا بیان

بیان 22:

صدقہ کے فضائل پر آیات مبارکہ:

اللہ غَزُوَ خَلُّ كَا فَرْمَانِ عَالِي شَانِ هِيَ:

﴿۱﴾ اِنَّ الْمُصَدِّقِيْنَ وَالْمُصَدِّقَاتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ

قَرْضًا حَسَنًا يُضَعْفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝

(پ ۲۷، الحديد: ۱۸)

ایک اور مقام پر اللہ غَزُوَ خَلُّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ

لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مِمَّا وَّلَا اَذٰى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

يَخْزَنُوْنَ ۝ (پ ۳، البقرة: ۲۶۲)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دوئے (دُگئے) ہیں اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے۔

ترجمہ کنز الایمان: وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں، ان کا نیک (انعام) ان کے رب کے پاس ہے، اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ (۱)

صدقہ کے فضائل پر احادیث طیبہ:

حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ”جس مسلمان نے کسی بے لباس مسلمان کو کپڑا پہنایا اللہ غَزُوَ خَلُّ اسے جنتی لباس پہنائے گا اور جس نے کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا اللہ غَزُوَ خَلُّ اسے جنتی پھل کھلائے گا اور جس نے کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلایا اللہ غَزُوَ خَلُّ اسے مہر لگی ہوئی پاکیزہ شراب پلائے گا۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاة، باب فی فضل سقی الماء، الحدیث ۱۶۸۲، ص ۱۳۴۸ ”حلیل“ بدلہ ”خضر“)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”شان نزول: یہ آیت حضرت عثمان غنی و حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کے لئے ایک ہزار اونٹ مع سامان پیش کئے اور عبدالرحمن بن عوف نے چار ہزار درہم صدقہ کے بارگاہ رسالت میں حاضر کئے اور عرض کیا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے، نصف میں نے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے رکھ لیے اور نصف راہ خدا میں حاضر ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو تم نے دیئے اور جو تم نے رکھے اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت فرمائے۔ احسان رکھنا تو یہ کہ دینے کے بعد دوسروں کے سامنے اظہار کریں کہ ہم نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کئے اور اس کو مکمل کر لیں اور تکلیف دینا یہ کہ اس کو عار دلائیں کہ تو نادر تھا، مفلس تھا، مجبور تھا، نکٹا تھا، ہم نے تیری خبر گیری کی یا اور طرح دباؤ دیں، یہ ممنوع فرمایا گیا۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”صدقہ اور صلہ رحمی سے اللہ عَزَّوَجَلَّ عمر میں برکت دیتا، بُری موت کو دفع کرتا اور ناپسندیدہ اور قابلِ احتراز شے کو دور کرتا ہے۔“ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند انس بن مالک، الحدیث ۴۰۹۰، ج ۳، ص ۳۹۷)

حضرت سیدنا سعید بن مسعود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحبِ لؤلؤاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”جو شخص دن یارات کو صدقہ کرتا ہے تو وہ سانپ یا بچھو کے کاٹنے، گر کر مرنے یا اچانک موت سے محفوظ رہتا ہے۔“

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم، نورِ مجسم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: ”صبح سویرے صدقہ کیا کرو کیونکہ مصیبت صدقہ سے سبقت نہیں لے جاسکتی۔“

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الزکاة، باب فضل من اصبح صائما..... الخ، الحدیث ۷۸۳۱، ج ۴، ص ۳۱۸)

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”بندہ صدقہ کرتا ہے اور بلاء نازل ہو رہی ہوتی ہے تو صدقہ اوپر بلند ہوتا ہے، ان دونوں کا آنا سا منا ہوتا ہے، نہ بلاء صدقہ پر غلبہ پاسکتی ہے نہ صدقہ بلاء پر۔ جب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے دونوں زمین و آسمان کے درمیان ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں۔“

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ (قیامت کے دن) فرمائے گا: ”اے میرے بندے! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے مجھے نہ کھلایا۔ میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے مجھے نہ پلایا۔ میں نے تجھ سے کپڑے طلب کئے تو نے مجھے نہ دیئے۔“ تو بندہ عرض کرے گا: ”اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! وہ کیسے؟“ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ”تیرے قریب سے فلاں بھوکا اور فلاں ننگا گزرا تھا مگر تو نے اپنے مال میں سے کوئی چیز اسے نہ دی، آج میں تجھ سے اپنا فضل روک لوں گا جیسا کہ تو نے روک لیا تھا۔“

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، باب فضل عیادة المریض، الحدیث ۲۵۶۹، ص ۱۱۲۸، مختصراً)

حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے تو تمہیں فقیر بنا دے کہ تم میں کوئی امیر نہ رہے اور اگر چاہے تو تمہیں غنی بنا دے کہ تم میں کوئی محتاج نہ رہے لیکن وہ تمہیں ایک دوسرے کے ذریعے آزما تا ہے۔“

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سیدُ الْمُبَلِّغِین، جنابِ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ”پوشیدہ طور پر صدقہ دینا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، اور نیکیاں برائی کے دروازوں سے بچاتی ہیں۔ صلہ رحمی سے عمر میں اضافہ اور رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔“ (المعجم الاوسط، الحدیث ۹۴۳، ج ۱، ص ۲۷۳، بتغییر قلیل)

حضرت سیدنا سالم بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”صَدَقَةٌ برائی کے ستر دروازوں کو بند کر دیتا ہے اور پوشیدہ صدقہ اعلانیہ صدقے سے ستر گنا افضل ہے۔“ (المتجر الرابع فی ثواب العمل الصالح، ابواب الصدقات، ثواب صدقة السر، ص ۲۸۷)

منقول ہے کہ صدقہ کے حروف چار ہیں: صاد، دال، قاف اور ہاء۔ صاد سے مراد یہ ہے کہ صدقہ کرنے والا دنیا و آخرت کی تکالیف سے محفوظ رہتا ہے۔ دال سے مراد یہ ہے کہ بروز قیامت جب ساری مخلوق حیران و پریشان ہوگی تو صدقہ کرنے والے کی جنت کی طرف رہنمائی کی جائے گا۔ قاف سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل اسے اپنا خاص قرب عطا فرماتا ہے۔ ہاء سے مراد یہ ہے کہ اسے اعمال صالحہ کی ہدایت سے نوازا جاتا ہے تاکہ اللہ عزوجل اس سے راضی ہو جائے۔

حضرت سیدنا ابوالقاسم مذکور علیہ رحمۃ اللہ انفق فرماتے ہیں کہ ”حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق میں سے یہ تھا کہ وہ اپنے پاس موجود سب سے اچھی، بہتر اور خوبصورت شے صدقہ کرتے، آپ سے عرض کی گئی: ”اگر آپ اس سے کم صدقہ کریں تب بھی آپ علیہ السلام کو کفایت کرے گا۔“ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”کیا اللہ عزوجل مجھے ملاحظہ نہیں فرما رہا کہ میں اُس سے اپنے پاس موجود گھٹیا چیز کے بدلے بہتر چیز طلب کرتا ہوں۔“

حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، داعیِ رنج و ملال، صاحبِ بؤ و دنوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ”دو چیزیں شیطان کی طرف سے ہیں اور دو اللہ عزوجل کی طرف سے۔“ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿۳﴾ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ (ب، البقرة: ۲۶۸)

ترجمہ کنز الایمان: شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا، اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا، اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔

(حضرت سیدنا شعیب حنیف رضی اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ) شیطان تمہیں صدقہ و خیرات سے منع کرتا اور گناہوں کا حکم دیتا ہے جبکہ اللہ عزوجل تمہیں فرمانبرداری اور صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ اس کے ذریعے تم اس سے مغفرت اور اس کا فضل پاؤ اور اللہ عزوجل صدقہ کرنے والے کا ثواب جانتا ہے۔ (الدر المنثور، البقرة، تحت الآیة ۲۶۸، ج ۲، ص ۶۵)

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ زمین پر جو بھی صدقہ نکالا جاتا ہے وہ ستر شیطانوں کے جبروں سے ٹھہرا کر دیا جاتا ہے وہ سب بندے کو صدقہ دینے سے روکتے ہیں۔“

(الزهد لابن المبارك، باب الصدقة، الحدیث ۶۴۹، ص ۲۲۸)

امتحان میں کامیاب ہونے والا نوجوان:

حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص تھا جو اپنا مال بھلائی کے کاموں میں خرچ کرتا تھا، وہ اپنی بیوی اور ایک بیٹے کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گیا تو اس کی بیوی نے دل میں کہا: ”میں اپنے شوہر کے چھوڑے ہوئے مال کے لئے اس سے افضل جگہ نہیں پاتی جہاں وہ خرچ کیا کرتا تھا۔ لہذا اس نے تمام مال صدقہ کر دیا سوائے دو سو درہموں کے جو اس نے اپنے بیٹے کے لئے جمع کر رکھے تھے۔ جب بچہ بڑا ہوا تو اس نے پوچھا: ”اے میری ماں! میرا باپ کون تھا؟“ اس نے جواب دیا: ”تیرا باپ بنی اسرائیل کے معززین میں سے تھا۔“ بیٹے نے پھر پوچھا: ”کیا اس نے کوئی مال چھوڑا ہے؟“ ماں نے جواب دیا: ”کیوں نہیں، لیکن وہ ہمیشہ بھلائی کے راستے میں خرچ کرتا تھا تو میں نے بھی اسی راستے میں خرچ کر ڈالا۔“ بیٹے نے پوچھا: ”آپ نے میرے حصے کا سارا مال کیوں صدقہ کر دیا اور اس میں سے کچھ نہ بچایا؟“ اس کی ماں نے کہا: ”تمہارے حصے کے دو سو درہم باقی ہیں۔“ تو لڑکے نے عرض کی: ”لائیں، میرا مال مجھے دیں تاکہ اس کے ذریعے میں اللہ عزوجل کا فضل تلاش کروں۔“ چنانچہ، وہ اپنی ماں سے درہم لے کر گھر سے نکل کھڑا ہوا، چلتے چلتے ایک برہنہ مردے کے پاس سے گزرا جو زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ مال خرچ کرنے کی اس سے افضل جگہ کوئی نہیں۔ اس کے لئے ایک سو اسی (180) درہم کا کفن خرید کر اس کے کفن دفن کا اہتمام کیا اور قبر پر مٹی ڈالی اور بقیہ بیس درہم لے کر روانہ ہو گیا۔ راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا: ”کہاں کا ارادہ ہے؟“ لڑکے نے جواب دیا: ”اللہ عزوجل کا فضل تلاش کرنے نکلا ہوں۔“ اس نے کہا: ”اگر میں ایسی چیز کی طرف تیری رہنمائی کروں جس سے تو اللہ عزوجل کا فضل پائے تو اس میں سے نصف میرا ہوگا۔“ لڑکا رضامند ہو گیا۔ تو اس شخص نے کہا: ”اس شہر کی طرف چلے جاؤ، وہاں تم ایک عورت کو پاؤ گے جس کے پاس ایک بیٹی ہوگی، وہ اسے فروخت کر رہی ہوگی، تم اس سے بیس درہم میں خرید کر ذبح کر دینا اور آگ میں جلادینا۔ پھر اس کی راکھ جمع کر کے دوسرے شہر کی طرف روانہ ہو جانا، وہاں کے بادشاہ کی بصارت زائل ہو چکی ہے۔ تم بطور سرمہ اس کی آنکھوں میں راکھ لگانا اس کی بینائی لوٹ آئے گی، وہ لڑکا گیا اور بیٹی کی راکھ لے کر جب بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے کہا: ”اس کو اس وادی میں لے جاؤ جس میں سرمہ لگانے والے ہیں، پھر اس کو بتانا کہ اگر اس نے مجھے ٹھیک کر دیا تو منہ مانگا انعام پائے گا اور ٹھیک نہ کر سکا تو میں اسے قتل کر دوں گا، پھر اگر وہ چاہے تو علاج کے لئے آگے بڑھے اور چاہے تو وہیں سے لوٹ آئے۔“ جب لڑکا وادی میں گیا تو وہاں سرمہ لگانے والوں کی لاشیں دیکھیں، پھر بھی اس نے کہا: ”میں سرمہ لگاؤں گا۔ چنانچہ، اس نے سرمہ لگایا تو بادشاہ کہنے لگا: ”گویا مجھے کچھ نظر آ رہا ہے، پھر دوسری مرتبہ لگایا تو بادشاہ نے کہا: ”اب میں کچھ دیکھ رہا ہوں۔“ پھر جب تیسری مرتبہ سرمہ

لگایا تو اس کی بینائی مکمل طور پر لوٹ آئی۔ بادشاہ نے کہا: ”میں تجھ پر اس سے بڑھ کر احسان نہیں کر سکتا کہ تیری شادی اپنی بیٹی سے کر دوں۔ پھر بادشاہ نے اس کی حاجت پوچھ کر اپنا سب سے پسندیدہ مال اسے دے دیا، وہ لڑکا اُس کے پاس کچھ عرصہ رہا۔ پھر اسے اپنی ماں کی یاد ستائی تو اس نے بادشاہ سے جانے کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے کہا: ”ٹھیک ہے، اپنے ساتھ اپنی بیوی اور مال کو بھی لے جاؤ۔“ واپسی میں وہ لڑکا اسی شخص کے پاس سے گزرا تو اس نے پوچھا: ”کیا مجھے پہچانتے ہو؟“ لڑکے نے نشی میں جواب دیا تو اُس نے کہا: ”میں وہی ہوں جس نے تجھے فلاں فلاں بات بتائی تھی۔“ پھر وہ لڑکا سواری سے اتر آیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ شخص کہنے لگا: ”میرے حصے کی ایک چیز ابھی باقی ہے۔“ لڑکے نے پوچھا: ”وہ کیا؟“ تو وہ بولا: ”تیری بیوی، میں تجھے اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں کہ اپنا وعدہ پورا کر۔“ اس لڑکے نے کہا: ”پھر ہم اس کی تقسیم کیسے کریں؟“ اس شخص نے کہا: ”اس کو آرے سے چیر دو۔“ لڑکے نے حامی بھر لی کہ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔“ جب اس نے آرا اپنی بیوی کے سر پر رکھا تو وہ شخص کہنے لگا: ”رُک جاؤ بے شک مجھے اللہ عزوجل نے تیرے پاس بھیجا ہے۔ اللہ عزوجل اسی طرح تیری حفاظت فرمائے جیسے تُو نے اس سے کئے ہوئے عہد کو پورا کیا۔“ پھر اس شخص نے لڑکے کا سارا مال اُسے واپس کر دیا۔

خدا ترس عورت کو ڈوبے ہوئے بچے کیسے ملے؟

حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ”سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختارِ باذن پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”بنی اسرائیل کی ایک عورت کا شوہر گھر سے باہر تھا۔ اس شخص کی ماں نے اپنی بہو کو جدائی پر ابھارا تو اس کی بیوی اسے ناپسند کرنے لگی، پھر اس کی ماں نے اپنے بیٹے کی جانب سے ایک جھوٹا طلاق نامہ اپنی بہو کو لکھا، اس عورت کے دو بیٹے تھے۔ جب وہ خط اسے ملا تو وہ اپنے بچوں کو لے کر والدین کے پاس چلی گئی۔ وہاں کا ظالم بادشاہ مسکینوں کو کھانا کھلانا ناپسند کرتا تھا۔ ایک دن ایک مسکین اس عورت کے قریب سے گزرا، وہ روٹی پکا رہی تھی۔ مسکین نے سوال کیا: ”مجھے کچھ روٹی کھلا دو۔“ عورت نے کہا: ”کیا تجھے معلوم نہیں کہ بادشاہ نے سختی کے ساتھ مساکین کو کھانا کھلانے سے منع کیا ہوا ہے؟“ اس نے کہا: ”مجھے یہ بات معلوم ہے لیکن اگر تم مجھے کھانا نہ کھلاؤ گی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔“ یہ سن کر اس عورت کو ترس آ گیا اور اس نے دو روٹیاں مسکین کو دے دیں اور کہا: ”کسی کو پتا نہ چلے کہ میں نے تجھے کھانا دیا ہے۔“ وہ روٹیاں لے کر پہرے داروں کے پاس سے گزرا۔ جب انہوں نے اس کی تلاشی لی تو اس سے روٹیاں برآمد ہوئیں۔ انہوں نے اس سے پوچھا: ”یہ تجھے کہاں سے ملیں؟“ اس نے کہا: ”فلاں عورت نے دی ہیں۔“ پہرے دار اس مسکین کو اس عورت کے پاس لے آئے اور پوچھا: ”کیا اس مسکین کو یہ روٹیاں تُو نے دی ہیں؟“ اُس عورت نے جواب دیا: ”جی ہاں۔“

انہوں نے پوچھا: ”کیا تو نہیں جانتی کہ بادشاہ نے سختی کے ساتھ مسکین کو کھانا کھلانے سے منع کر رکھا ہے؟“ اس عورت نے کہا: ”ہاں، یہ مجھے معلوم ہے۔“ تو انہوں نے پوچھا: ”پھر کس چیز نے تمہیں اس پر ابھارا؟“ وہ بولی: ”مجھے اس پر ترس آ گیا اور مجھے اُمید تھی کہ یہ کسی کو نہ بتائے گا۔“ بہر حال پہرے داروں نے اس کو بادشاہ کے دربار میں پیش کرتے ہوئے بتایا: ”اس عورت نے مسکین کو کھانا دیا ہے۔“ بادشاہ نے اس سے پوچھا: ”کیا تو نے ایسا کیا ہے؟“ اس نے ہاں میں جواب دیا۔ بادشاہ نے کہا: ”کیا تو نہیں جانتی تھی کہ میں نے مسکین کو کھانا کھلانے سے منع کر رکھا ہے؟“ اس نے کہا: ”جی ہاں، مجھے معلوم تھا۔“ بادشاہ نے پوچھا: ”پھر تمہیں کس چیز نے اس پر ابھارا؟“ عورت بولی: ”مجھے اس پر ترس آ گیا اور مجھے اُمید تھی کہ یہ کسی کو نہ بتائے گا اور مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف ہوا کہ کہیں یہ ہلاک نہ ہو جائے۔“ پھر بادشاہ نے اس کے دونوں ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ، اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ وہ اپنے بچوں کو لے کر گھر کی طرف روانہ ہو گئی یہاں تک کہ ایک بہتی نہر کے کنارے پہنچی۔ اس نے اپنے ایک بیٹے کو پانی پلانے کا کہا۔ جب بچہ پانی لینے کے لئے اُترتا تو ڈوب گیا۔ اس نے دوسرے بیٹے کو کہا: ”اے بیٹے! اپنے بھائی کو تھامو۔“ وہ بھائی کو بچانے کے لئے نیچے اُتر لیکن وہ بھی ڈوب گیا۔ اب وہ بیچاری تنہا رہ گئی۔

اچانک اس کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تجھے کیا ہوا؟ میں تیری حالت بہت بُری دیکھ رہا ہوں۔“ اس نے جواب دیا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! مجھے چھوڑ دے، کیونکہ میرے ساتھ جو کچھ ہوا اس نے مجھے تجھ سے بے خبر کر دیا ہے۔“ اس نے اصرار کیا: ”مجھے اپنا حال تو بتائیے۔“ تو اس عورت نے سارا واقعہ بیان کر دیا اور یہ بھی بتایا کہ اس کے دونوں بچے ڈوب گئے ہیں۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا: ”تم اپنے ہاتھوں اور بچوں میں سے کس کی واپسی چاہتی ہو؟“ عورت نے کہا: ”تو میرے دونوں بچوں کو زندہ نکال دے۔“ چنانچہ، اس نے دونوں لڑکوں کو زندہ نکال دیا، پھر اس کے ہاتھ بھی لوٹا دیئے اور کہنے لگا: ”مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے تیری طرف بھیجا گیا ہے، اُس نے تجھ پر رحم کرتے ہوئے مجھے بھیجا ہے۔ پس ان دو روٹیوں کے عوض تیرے ہاتھ لوٹا دیئے گئے ہیں اور اُس مسکین پر ترس کھانے اور مصیبت پر صبر کرنے کی وجہ سے تیرے دونوں بیٹے لوٹا دیئے گئے ہیں، اور تجھے یہ بھی بتا دوں کہ تیرے شوہر نے تجھے طلاق نہیں دی تھی، تو اس کے پاس لوٹ جا، وہ اپنے گھر میں ہی ہے اور اس کی ماں کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔ جب وہ عورت اپنے شوہر کے گھر گئی تو تمام معاملہ ایسا ہی پایا جیسا کہا گیا تھا۔“

(عیون الحکایات، الحکایة العشرین بعد المائة، المعروف لا یضیع، ص ۱۲۸ ملخصاً)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٍ يَّهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ

ترجمہ کنزالایمان: اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق کی راہ بتاتا

اور اسی سے انصاف کرتا۔

يَعْدِلُونَ ۝ (ب، ۹، الاعراف: ۱۰۹)

پیش کش: مجلس المدینة العلمیہ (دعوت اسلامی)

اہل حق کا بے مثال گروہ:

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل نے دین میں باطل چیزوں کی آمیزش کر دی تو ایک گروہ اُن سے جدا ہو گیا، انہوں نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ وہ ان کو دین میں باطل چیزوں کی ملاوٹ کرنے والوں سے دور کر دے۔ چنانچہ زمین کے نیچے ایک سوراخ ظاہر ہوا، اس میں چلتے ہوئے انہوں نے ایک کشادہ اور وسیع میدان دیکھا، تو انہوں نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا۔ اُن کے بیٹے اور سب نسلیں مستقل طور پر وہیں قیام پذیر ہو گئیں، یہاں تک کہ حضرت سیدنا ذوالقرنین ایک دن سیر کرتے ہوئے جب وہاں پہنچے، تو انہوں نے دیکھا کہ یہاں لوگوں کی عمریں دراز ہیں، کوئی فقیر نہیں، قبریں گھر کے دروازوں کے قریب اور عبادت گاہیں گھروں سے دور ہیں۔ گھروں پر دروازے بھی نہیں ہیں، نہ اُن پر کوئی حاکم ہے، نہ اُن کا کوئی امیر ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا: ”ان سب باتوں کا راز کیا ہے؟“ تو عرض کی گئی: ”اے بادشاہ! ہماری عمروں میں برکت کا سبب ہمارا ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے۔ ہم میں سے جب کوئی محتاج ہو جاتا ہے تو ہم مل کر اس کی محتاجی دور کرتے ہیں، اس طرح ہم سب اغنیاء ہیں، اور ہماری قبروں کے گھر سے قریب ہونے کا سبب یہ ہے کہ ہم نے اپنے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ قبر زندوں کو موت کی یاد دلاتی ہے، اور عبادت گاہوں کے دور ہونے کا سبب ہمیں انبیاء کرام علیہم السلام اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ ”ان کی طرف قدموں کی کثرت سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے، اور ہمارے گھروں کے دروازے اس لئے نہیں کہ ہم کسی کی چوری نہیں کرتے، تو ہمیں دروازوں کی حاجت نہیں ہوتی، اور ہم پر کوئی حاکم یا امیر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرتے، بلکہ ہم باہم عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں تو ہمیں پھر امیر و حاکم کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔“ حضرت سیدنا ذوالقرنین نے ارشاد فرمایا: ”میں نے تمہاری مثل کوئی قوم نہیں دیکھی، اور اگر میں نے کسی شہر کو وطن بنانے کا ارادہ کیا، تو تمہارے حسن معاشرت اور اخلاق جمیلہ کی وجہ سے اس شہر کو وطن بناؤں گا۔“

دوروٹیاں صدقہ کرنے کی برکت:

مروی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک عابد کئی سال اپنی جھونپڑی میں اللہ عزوجل کی عبادت کرتا رہا۔ ایک دن اس نے جھونپڑی سے نکل کر سامنے صحن کے درمیان جاری پانی کو دیکھا تو اُسے نفس نے جھونپڑی سے اترنے پر ابھارا۔ چنانچہ وہ اُترا اور پانی پی کر وہیں بیٹھ گیا۔ اچانک اس کے پاس سے ایک زیور سے آراستہ عورت گزری، جو ایک بستی سے دوسری کی طرف جا رہی تھی۔ وہ عابد اس کے فتنے میں مبتلا ہو کر زنا کر بیٹھا۔ پھر اس کے قریب سے ایک سائل گزرا، عابد کو روزانہ غیب سے دو

روٹیاں ملتی تھیں، اس نے وہ روٹیاں اس سائل کو دے دیں اور خود بھوکا رہا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس زمانے کے نبی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: ”اس سے کہو کہ زنا کے سبب تمہارے سب اعمال برباد ہو گئے، پھر تیری صدقہ کی دو روٹیوں اور خود پر مسکین کو ترجیح دینے نے تمام اعمال کو زندہ کر دیا، پس یہ تیرے صدقے کا ثواب ہے، میں نے اسے قبول کر کے تمہیں تمہاری سابقہ حالت پر لوٹا دیا ہے۔“ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ماجاء فی الطاعات و ثوابها،

الحدیث ۳۷۹، ج ۱، ص ۲۹۸، بتغییر)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



رحمد ل لوگوں کی برکت اور سنگدل لوگوں کی نحوست

(۱)..... امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب عَزَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيم سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش نصال، پیکرِ حسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”میری اُمت کے رحمدل لوگوں سے بھلائی طلب کرو، ان کے قریب رہا کرو اور سنگدل لوگوں سے بھلائی نہ مانگو کیونکہ ان پر لعنت اُترتی ہے۔ اے علی! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بھلائی کو پیدا فرمایا تو اس کے اہل (یعنی افراد) کو بھی پیدا فرمایا، پھر بھلائی کو ان کا محبوب کر دیا اور اس پر عمل کرنا انہیں محبوب بنا دیا نیز انہیں اس کی طلب میں یوں لگا دیا جیسے وہ پانی کو قحط زدہ زمین کی طرف پھیر دیتا ہے کہ اس پانی کے ذریعے وہاں والوں کو جلا بخشنے اور بے شک جو لوگ دنیا میں بھلائی والے ہوں گے وہی آخرت میں بھی بھلائی والے ہوں گے۔“

(المستدرک، کتاب الرقاق، باب اشقی الاشقیاء من اجتمع..... الخ، الحدیث: ۷۹۷۸، ج ۵، ص ۴۵۸)

(۲)..... دافعِ رنج و ملال، صاحبِ بؤ دو نوال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”میری اُمت کے رحمدل لوگوں سے اپنی مرادیں مانگو، ان کے قریب رہا کرو کیونکہ میری رحمت انہیں میں ہے اور سنگدل لوگوں سے مرادیں نہ مانگو کیونکہ وہ میری ناراضگی کے منتظر ہیں۔“

(کنز العمال، کتاب الزکاة، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۶۸۰۲، ج ۶، ص ۲۲۰ ”الفضل“ بدلہ ”الحوائج“)

صدقہ فطر کے فضائل

بیان 23:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو اطاعت گزاروں کو پورا پورا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے، اور رات کی تاریکیوں کو پیدا فرماتا ہے جنہیں صبح کی روشنی ختم کر دیتی ہے، اس کا علم چوری چھپے کی نگاہوں اور سینوں میں پوشیدہ باتوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ انسانوں کو وہ سکھاتا ہے جو وہ نہیں جانتے، اس بات سے بلند تر اور پاک ہے کہ نفس کے خیالات اور غور و فکر کے اندیشے اس کا ادراک کریں، سب کو رزق تقسیم کرتا ہے یہاں تک کہ بل میں چیونٹی کو، گھونسلے میں پرندے کے بچے کو بھی نہیں بھولتا، وہ اس سے بالاتر ہے کہ گردشِ زمانہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے حوادث اس تک پہنچ سکیں، اور وہ اس چیز سے پاک ہے کہ انتہائی پوشیدہ اور ظاہر باتیں اس پر مخفی رہیں، اس کے احسانات سروں کے تاج اور سینوں کے ہار ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (ب: ۱۱، یونس: ۲۲) ترجمہ کنز الایمان: وہی ہے کہ تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے۔

اللہ عزوجل جنگلات میں ریت کے ذروں اور بے آب و گیاہ ویران جنگلوں میں چیونٹیوں کی تعداد جانتا ہے، وہ ایمان و کفر کی تقدیر کو جیسے چاہتا ہے جاری فرماتا ہے، اپنے ارادے سے غنی کو فقیر اور فقیر کو غنی کرتا ہے، اپنی مشیت سے بولنے والے کو قوت گویائی سے محروم کرتا ہے، سننے کی قوت کو زائل کرتا اور عطا کرتا ہے، وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ خشکی میں ریگنئے والا چھوٹا بڑا کوئی بھی کیڑا اس سے پوشیدہ نہیں، وہ ایسا سننے والا ہے کہ کسی مجبور کی دل میں مانگی ہوئی دعا بھی اس سے پوشیدہ نہیں، وہ قادرِ مطلق ہے کہ کسی معاون و مددگار کی اُسے حاجت نہیں جو اس کی مدد کرے، وہ جیسے چاہتا ہے بندوں کی تقدیر بناتا ہے، سہولت و صعوبت کے ذرائع جیسے چاہتا ہے لوگوں میں تقسیم فرماتا ہے، اپنی سلطنت کے سمندروں میں بھی رزق پہنچاتا ہے اور اگر نہ چاہے تو نہ پہنچائے، اس نے حصولِ رزق کی طرف معتدل بیان اور صحیح وضاحت کے ساتھ ہماری رہنمائی فرمائی، روزوں اور صبر کے مہینے کے ساتھ ساری امتوں میں ہمیں خاص فرمایا، اس مہینے کی برکت سے گنہگاروں کے گناہوں کو اس طرح دھو دیا جیسے بارش کے پانی سے کپڑے دھل جاتے ہیں۔

تمام خوبیوں کا مالک وہی ہے جس نے ہمیں یہ مبارک مہینہ پورا کرنے کی توفیق اور عید الفطر کی نعمت عطا فرمائی، میں اس کی بے انتہاء حمد کرتا ہوں اور اس کا شکر بجالاتا ہوں جس کی مدد پانے والے بے حدو بے شمار ہیں، میں اس پر ایسا بھروسہ کرتا ہوں جیسا غلام اپنے آقا پر کرتا ہے، اپنے اعتقاد میں مخلص شخص کی طرح گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے خاص بندے اور

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

رسول ہیں۔ جنہوں نے اپنے مقدس ہاتھ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمادیئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل، اولاد، صحابہ کرام، ازواج مطہرات علیہم الرضوان اور ان کی اتباع کرنے والے ہر امتی پر اس وقت تک رحمت کاملہ نازل ہوتی رہے جب باپ بیٹے سے بھاگ رہا ہوگا، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر خوب سلام ہو جو زمانے کے ختم ہونے سے ختم نہ ہو بلکہ ہر نئے زمانے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نیا سلام ہو۔

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں ایک صاع کھانا یا ایک صاع کھجور صدقہ فطر نکالتے تھے۔“

(جامع الترمذی، ابواب الزکاة، باب ماجاء فی صدقة الفطر، الحدیث ۶۷۳، ص ۱۷۱۳)

حضرت سیدنا عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کی شاہراہوں پر ایک اعلان کرنے والا بھیجا (اس نے اعلان کیا) ”سن لو! بے شک صدقہ فطر دو مد گندم یا ایک صاع کھانا ہر مسلمان مرد و عورت، آزاد و غلام، چھوٹے بڑے پر واجب ہے۔“ (المرجع السابق، الحدیث ۶۷۴)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مرد، عورت، آزاد اور غلام پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع صدقہ فطر واجب فرمایا۔

(صحیح البخاری، ابواب صدقة الفطر، باب صدقة الفطر علی الحر والمملوک، الحدیث ۱۵۱۱، ص ۱۱۹)

صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا:

حضرت سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ”شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، صاحب معطر پینہ، باعث نزول سیکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں حکم فرماتے کہ عید الفطر کے دن نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کریں۔“ اور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے دینا مستحب ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الزکاة، باب ماجاء فی تقدیمها قبل الصلاة، الحدیث ۶۷۷، ص ۱۷۱۳)

سرکار مدینہ، قرار قلب وسینہ، باعث نزول سیکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ”فقراء کو ایسے دنوں میں سوال کرنے سے غنی کر دو۔“

(سنن الدارقطنی، کتاب زکوة الفطر، الحدیث ۲۱۱۴، ج ۲، ص ۱۹۲۔ البناية شرح الهدایة، کتاب الزکاة، باب صدقة

الفطر، فصل فی مقدار الواجب ووقته، ج ۳، ص ۵۰۴)

عید الفطر کے مستحبات:

عید الفطر کے دن مستحب ہے کہ بندہ غسل کرے، مسواک کرے، اچھے کپڑے پہنے اور صدقہ فطر ادا کرے اور پھر کچھ کھا کر پیدل عید گاہ کا رخ کرے، سوار ہو کر نہ جائے، البتہ! کوئی عذر ہو تو سوار ہو کر جاسکتا ہے، اور عید گاہ کی طرف ایک راستے سے جائے اور دوسرے سے واپس آئے، کیونکہ اللہ عزوجل ملائکہ کو بھیجتا ہے، وہ راستوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پاس سے گزرنے والے ہر شخص کا نام لکھتے ہیں، اس لئے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا مستحب ہے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن ایک راستے سے جاتے اور دوسرے سے واپس آتے تھے۔

(جامع الترمذی، ابواب العیدین، باب ماجاء فی خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... الخ، الحدیث ۵۴۱، ص ۱۶۹۸)

حضرت سیدنا براء بن مضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے پیارے حبیب، حبیب لیبب عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن جب تک کچھ کھانا لیتے (عید گاہ کی طرف) نہ نکلتے، اور عید الاضحیٰ کے دن جب تک نماز نہ پڑھ لیتے کچھ نہ کھاتے۔ (المرجع السابق، الحدیث ۵۴۲)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحب لؤلؤ لاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف نکلنے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے۔ (المرجع السابق، الحدیث ۵۴۳)

حضرت سیدنا اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے عیدین میں کنواریاں، بالغات، پردے والیاں اور حیض والیاں (نماز عید کے لئے) نکلتی تھیں، اور حیض والیاں عید گاہ سے الگ ہوتیں اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوتیں۔ ان میں سے کسی ایک نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اُس کی بہن اپنی چادر اس کو اُدھا دے دے۔“

(المرجع السابق، الحدیث ۵۳۹)

اُمّ المؤمنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ اگر اللہ عزوجل کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے زمانے کی عورتوں کی نئی نئی باتیں ملاحظہ فرماتے تو ان کو مسجد میں جانے سے منع فرمادیتے، جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا۔ حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں آج کے دور میں عیدین میں عورتوں کے نکلنے کو ناپسند جانتا ہوں۔“

(جامع الترمذی، ابواب العیدین، باب ماجاء فی خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... الخ، الحدیث ۵۴۰، ص ۱۶۹۸)

اگر کوئی عورت (نماز عید کے لئے) نکلنے پر بے ہوش ہو تو اس کا شوہر اسے پھٹے پرانے کپڑوں میں نکلنے کی اجازت دے اور وہ زینت بھی نہ کرے۔ اگر وہ اس طرح نکلنے سے انکار کرے تو شوہر اسے نکلنے سے منع کر دے۔

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید المبلغین، جناب رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ فرحت نشان ہے: ”جس نے عیدین (یعنی عید الفطر و عید الاضحیٰ) میں شب بیداری کی تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مرجائیں گے۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب الصیام، باب فیمن قام لیلتی العیدین، الحدیث ۱۷۸۲، ص ۲۵۸۳)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، شہنشاہِ خوشِ نصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ بخود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ”سب سے زیادہ عظمت والی راتیں عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی راتیں ہیں۔“

رحمت والی چار راتیں:

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ جنت نشان ہے: ”چار راتوں میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں پر بہت زیادہ رحمت نازل فرماتا ہے: رجب المرجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں رات، عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات۔“ (شعب الایمان للبیہقی، باب الصیام فی لیلۃ العید و یومہما، الحدیث ۳۷۱۳، ج ۳، ص ۳۴۲، بتغییر)

عید کو عید کہنے کی وجہ:

عید کو اس لئے عید کہتے ہیں کیونکہ اس میں خوشی و سرور لوٹ آتے ہیں۔ بعض کے نزدیک اسے عید کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرف و عزت والا دن ہے۔ لہذا ایک عقلمند انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم کرتے ہوئے، قبلہ رُو ہو کر کثرت سے اس کا ذکر کرے۔

عید میں روزِ محشر کی یاد ہے:

عید کا دن یومِ قیامت کے مشابہ ہے جس دن گرج دار کڑک اور صور پھونکنے کی آواز سنائی دے گی۔ اور طلبوں کا بجنا گرج دار کڑک کی یاد دلاتا ہے اور بگل کا بجنا صور پھونکنے کی یاد دلاتا ہے، عید گاہ میں لوگوں کا اجتماع میدانِ محشر میں لوگوں کے اجتماع کی یاد ہے کہ وہ مختلف رنگ و نسل کے ہوں گے اور ان کے احوال بھی مختلف ہوں گے۔ کچھ کے لباس سفید اور کچھ کے سیاہ،

کچھ پیدل اور کچھ سوار، کچھ خوش اور کچھ غمگین، کچھ جنت کی نعمتوں کی طرف اور کچھ جہنم کے عذاب کی طرف پلٹیں گے۔ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محسنِ انسانیت، محبوبِ ربِّ العزت عَزَّوَجَلَّ وُصِّلَى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”لوگوں کو اپنی قبروں سے تین حصوں میں اٹھایا جائے گا، ایک تہائی سوار یوں پر اور ایک تہائی پیدل ہوں گے اور ایک تہائی چہروں کے بل گھیٹے جائیں گے۔“ (فردوس الاخبار للديلمي، باب الباء، الحدیث ۸۴۹۸، ج ۲، ص ۵۰۱، بتغییر) جس طرح لوگ عید گاہ میں امام کا انتظار کرتے ہیں، اسی طرح بروزِ قیامت محشر کے کھلے میدان میں ٹھہر کر اس جزا و سزا کا انتظار ہوگا جس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وعدہ فرما رکھا ہے۔ اور خطبہ میں اشارہ ہے کہ جب امام خطبہ دیتا ہے تو لوگ خاموش ہو جاتے ہیں اسی طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ لوگوں سے حساب کتاب لے گا اور سزا سنائے گا جبکہ ہم خاموش ہوں گے۔ اور عید گاہ میں لوگوں کے مختلف درجے، قیامت میں لوگوں کے مختلف درجوں کے مشابہ ہیں۔ کچھ سائے میں بیٹھتے ہیں اور کچھ دھوپ میں اسی طرح بروزِ قیامت کچھ پسینے میں شرابور ہوں گے اور کچھ عرش کے سائے میں مزے لُٹ رہے ہوں گے۔ اسی طرح لوگوں کا عید گاہ سے لوٹنا بھی قیامت کی یاد دلاتا ہے کہ بعض کی عبادت قبول ہو جاتی ہے جبکہ بعض کی مردود۔

حضرت سیدنا وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عید کے دن نکلے تو اپنے سر پر مٹی اور راکھ ڈالنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی گئی: ”آج تو خوشی اور زینت کا دن ہے۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ”یہ اس شخص کے لئے سُوروزینت کا دن ہے جس کے روزے مقبول ہو گئے۔“

آنکھوں کا قفلِ مدینہ: (۱)

حضرت سیدنا حسان بن ابی سنان علیہ رحمۃ اللہ العنان عید کے دن گھر سے باہر تشریف لے گئے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس آئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ کہنے لگی: ”آج آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتنی حسین عورتوں کو دیکھا؟“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں یہاں سے جانے کے بعد واپس آنے تک اپنے پاؤں کے انگوٹھے پر ہی دیکھتا رہا۔“

سلف صالحین نظر کے فتنے سے بچنے کے لئے اور برے خاتمے کے خوف سے اپنی نگاہیں بہت زیادہ جھکا کر رکھتے۔ بعض علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”نظر کے فتنوں سے بچو! کیونکہ یہ دیکھی جانے والی صورت کو دل میں نقش کر دیتی ہے۔ اور بے شک دُنیا کے عیوب ظاہر ہیں، کتنے ہی آزمائش کے دروازے کھول دیئے گئے اور آنکھ کے دھوکے جیسا کوئی دھوکا نہیں۔“

①..... ”قفلِ مدینہ“ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں بولی جانے والی ایک اصطلاح ہے۔ کسی بھی عضو کو گناہ اور فضولیات سے بچانے کو ”قفلِ مدینہ“ لگانا کہتے ہیں۔

حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر کی حفاظت کے لئے اپنی آنکھوں کو بہت زیادہ جھکائے رکھتے یہاں تک کہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نابینا گمان کرتے۔ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بیس سال تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جانا رہا۔ جب بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ کھٹکھٹاتے تو لوٹڈی باہر نکل کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حال میں دیکھتی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی نظر کو جھکائے ہوئے ہوتے تو وہ اپنے آقا سے کہتی، آپ کا نابینا دوست آیا ہے۔ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوٹڈی کی اس بات سے مسکرا دیا کرتے۔ اور جب حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے: "وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝ (ب) ۱۷، الحج: ۳۴) ترجمہ کنز الایمان: اے محبوب! خوشی سنا دو ان تو وضع والوں کو۔" اللہ عزوجل کی قسم! اگر حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کو دیکھتے تو آپ سے خوش ہوتے اور آپ کو بہت پسند فرماتے۔"

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة، الباب الثالث، حکایات و اخبار فی صلاة الخاشعین، ج ۱، ص ۲۳۲)

بعض صالحین رحمہم اللہ فرماتے ہیں: "اے لوگو! کشتی غرق ہو رہی ہے پھر بھی ہم سو رہے ہیں نہ جانے ہمارے ساتھ کیسا معاملہ کیا جائے گا؟ جبکہ ہمارے افعال قبیح اور باتیں بُری ہیں، ہم سخت وبال اور عذاب میں گھرے ہوئے ہیں اور ہر وقت حرام کو دیکھتے ہیں۔"

حضرت سیدنا شیخ جمال الدین ابوالفرج بن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی نقل فرماتے ہیں کہ "نظر کی سزا کے بارے میں حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص اللہ کے محبوب، دانا، غیوب، مؤثر، عن الثیوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس سے خون ٹپک رہا تھا۔ رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا: "تجھے کیا ہوا؟" اُس نے عرض کی: "میرے قریب سے ایک عورت گزری، میں نے اس کی طرف دیکھا، میری نظر مسلسل اس کا پیچھا کر رہی تھی کہ میں ایک دیوار سے ٹکرا گیا اور میرے ساتھ وہ ہوا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرما رہے ہیں۔" رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ عزوجل جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو دنیا میں ہی اُسے سزا دے دیتا ہے۔" (جامع الترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، الحدیث ۲۳۹۶، ص ۱۸۹۲)

ماہ رمضان کے آغاز میں بہت سے لوگوں نے نماز تراویح پڑھنی شروع کر دی اور طلبِ ثواب کے لئے مساجد میں چراغ جلائے، وسیع و عریض مقامات کو عبادت سے بھر دیا اور اپنی نیکیوں کے ذریعے ہر برائی کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن اس مقدس مہینے کے اختتام پر جب برائی کا حملہ کرنے والے نے ان پر حملہ کیا تو وہ مغلوب ہو گئے۔ شکار کرنے والے نے ان کو باندھ دیا تو وہ قیدی ہو گئے۔ ہلاکت نے اپنے سمندر میں ان کو غوطہ زن کیا تو وہ ڈوب گئے۔ جب وہ انتقال کر گئے تو انہیں مال نے کچھ نفع دیا نہ امیدوں نے۔ اللہ عزوجل کی قسم! وہ رفتہ رفتہ ہم سے کوچ کر گئے، ان کی دنیا میں بنائی ہوئی سب عمارتیں ٹوٹ گئیں، ان پر موت کی چٹکی

گھومی اور ان کے چہروں کو مٹی تلے دبا کر ختم کر دیا گیا۔ اور آفات نے بغیر کسی بدلے کے ان کا سب کچھ لے لیا اور ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی، موت نے ان کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اللہ عزوجل کی قسم! ان کے روزوں اور صدقہ و خیرات کا سلسلہ ختم ہو گیا اور آندھیوں نے ان کی قبروں کو مسمار کر کے برابر کر دیا اور قبروں میں ان کے جسم بکھر گئے۔ عنقریب تیر اور تیرے اہل و عیال کا بھی یہی حال ہوگا، پس اے عبرت نہ پکڑنے والے! جاگ جا اور اپنی حفاظت کی کوشش کر۔ کتنی بار موت کی ہولناکی کو تو سن اور دیکھ چکا ہے۔ اے لمبی امید والے! اے نرمی سے محروم اور فضول کاموں میں مشغول شخص! اے موت کے سبب فنا ہونے والے اور اے عاقبت کو برباد کر دینے والے کاموں میں مشغول شخص! اب بھی توبہ کی تیاری نہ کرے گا تو پھر کب کرے گا؟ بے شک موت کا قاصد بڑھاپا آچکا ہے۔ کیا تو نے اکثر عمر نال مثل میں نہیں گزاری؟ اے کثرت سے گناہوں میں مستغرق رہنے والے! کیا تو تقدیر کے حملوں کا شکار نہیں ہوگا؟ کل بروز قیامت سب کا معاملہ اکٹھا ہو جائے گا اور عنقریب فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اے کم زاد اور اہل! موت کا حدی خواں اعلان کر چکا ہے، پس تو ضائع اور بے کار ہونے کے لئے تیار ہو جا۔

حضرت سیدنا ابو یعقوب نہر جو ری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے دوران طواف ایک شخص کو دیکھا، وہ یہی دعا کہے جا رہا تھا: ”میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“ میں نے اس سے پوچھا: ”یہ کون سی دعا ہے؟“ وہ بولا: ”میں پچاس سال سے مکہ شریف میں رہ رہا ہوں۔ ایک دن میں نے ایک خوبصورت شخص کو دیکھا تو وہ مجھے پسند آ گیا۔ اچانک مجھے ایک تھپڑ پڑا، میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، میں نے آہ بھری تو ایک دوسرا تھپڑ آگیا، پھر کسی نے کہا: ”اگر تو زیادہ کرتا تو ہم بھی زیادہ کرتے۔“

حضرت سیدنا محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں اپنے استاذ حضرت سیدنا ابو بکر دقاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کی معیت میں تھا کہ ایک امزدگرا، میں نے اس کی طرف دیکھا تو میرے استاذ محترم نے مجھے ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا۔ تو انہوں نے فرمایا: ”اے میرے بیٹے! تجھے اس کی سزا ضرور ملے گی، اگرچہ کچھ عرصہ بعد ہی ہو۔“ چنانچہ میں بیس سال تک اس سزا کا انتظار کرتا رہا۔ ایک رات اسی پریشانی میں سویا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے سارا قرآن بھلا دیا گیا تھا، اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ”یہ اس ایک نظر کی سزا ہے۔“ (غذاء الالباب فی شرح منظومة الآداب، مطلب فی فوائد غرض البصر، المقام الثانی، ج ۱، ص ۱۳۲)

حضرت سیدنا ابو بکر کثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے ایک دوست کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ”مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ؟“ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔“ تو اس نے جواب دیا: ”میرے گناہ میرے سامنے لا کر پوچھا گیا: ”تو نے یہ گناہ کیا تھا؟“ میں نے عرض کی: ”جی ہاں۔“ پھر پوچھا گیا: ”کیا تو نے فلاں فلاں گناہ بھی کیا تھا؟“ میں نے پھر اقرار کر لیا۔ لیکن جب تیسری بار پوچھا گیا کہ کیا تو نے فلاں گناہ بھی کیا تھا؟ تو مجھے اس کا اقرار کرنے سے بہت شرمساری ہوئی۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے اپنے دوست سے پوچھا: ”وہ گناہ کیا تھا؟“ بولا: ”میرے قریب سے ایک خوبصورت لڑکا

گزارا تو میں نے اس کی طرف دیکھ لیا، جس کی سبب مجھے اللہ عزوجل کے سامنے ستر سال کھڑا رکھا گیا اور اس گناہ سے شرمندگی کی وجہ سے پسینہ بہتا رہا، پھر اس نے اپنے فضل سے مجھے معاف فرمادیا۔“

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ زرارہ علیہ رحمۃ اللہ الجواد کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ”مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ؟“ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”میں نے تمام گناہوں کا اقرار کیا اور اللہ عزوجل نے انہیں بخش دیا سوائے ایک گناہ کے کہ مجھے اس کا اقرار کرنے سے حیاء آئی اور مجھے پسینے میں کھڑا کر دیا گیا یہاں تک کہ میرے چہرے کا گوشت جھڑ گیا۔“ ان سے عرض کی گئی: ”وہ گناہ کیا تھا؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”میں نے ایک خوبصورت شخص کو دیکھا تھا۔“

اے ابن آدم! تیری آنکھیں حرام میں آزاد ہیں اور تیری زبان گناہوں میں طویل ہو رہی ہے، تیرا جسم دنیا کی دولت کمانے میں تھکاوٹ قبول کر رہا ہے۔ بہت سی بدنگاہیاں ایسی ہیں کہ جن کی وجہ سے قدم پھسل جاتے ہیں۔ اے اللہ عزوجل کے بندو! جان لو! عید کا دن سعادت کا دن ہے۔ اس میں کچھ لوگ نیک بخت ہوتے ہیں اور کچھ بد بخت۔ اس بندے کو مبارک باد ہو جس کے اعمال اس دن قبول کر لئے گئے، اور اس کے لئے ہلاکت ہے جس کے اعمال رد کر دیئے گئے۔ یہ تو ایسا دن ہے جس میں مقبول کو مبارکباد دی جاتی ہے اور مردود کو تسلی۔ اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے! بُرے اعمال سے اجتناب کرو اور رضائے الہی عزوجل والے کاموں کی کوشش کرو، عنقریب وہ تمہیں بُرے اعمال سے نجات عطا فرمادے گا۔

انعام واکرام کی رات:

حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ”عید الفطر کی رات کا نام ”لَيْلَةُ الْجَنَّةِ“ (یعنی انعام و بخشش کی رات) رکھا گیا ہے۔ جب صبح ہوتی ہے تو اللہ عزوجل ملائکہ کو ہر شہر میں بھیجتا ہے، وہ زمین پر اترتے ہیں اور گلی گلیوں پر کھڑے ہو کر ایسی آواز سے اعلان کرتے ہیں جو جن و انس کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے، وہ کہتے ہیں: ”اے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام! اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ جو کبیرہ گناہوں کو بھی بخش دیتا ہے۔“ جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”اے میرے فرشتو! مزدور جب اپنا کام پورا کر لے تو اس کی جزاء کیا ہے؟“ ملائکہ عرض کرتے ہیں: ”اے ہمارے معبود اور اے ہمارے رب عزوجل! اس کی جزاء یہ ہے کہ اس کو پورا پورا اجر دیا جائے۔“ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”اے میرے ملائکہ! گواہ ہو جاؤ کہ میں نے انہیں ماہِ رمضان کے روزوں اور نمازوں کا ثواب یہ دیا کہ میں ان سے راضی ہو گیا اور انہیں بخش دیا۔“ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”مجھ سے سوال کرو، میری عزت و جلال کی قسم! جب تک تم مجھ سے ڈرتے رہو گے میں ضرور تمہارے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھوں گا۔ میری عزت و جلال کی قسم! آج کے اس اجتماع میں

مجھ سے دنیا و آخرت کی جو بھی چیز مانگو گے میں تمہیں عطا کر دوں گا۔ میری عزت و جلال کی قسم! میں ضرور تمہارے عیوب کی پردہ پوشی کروں گا، میں تمہیں مجرموں کے سامنے ذلیل و رسوا نہ کروں گا۔ پس اب مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔“ فرشتے خوش ہوتے ہیں، اور اس انعام کی مبارکباد دیتے ہیں جو اللہ عزوجل اس امت کو روزوں سے فارغ ہونے پر عطا فرماتا ہے۔“

(شعب الایمان للبيهقي، باب في الصيام، فصل في ليلة القدر، الحديث ٣٦٩٥، ج ٣، ص ٣٣٦، بتقدم وتأخر)

اے میرے اسلامی بھائیو! کتنا اچھا حال ہے اس شخص کا جسے قبولیت کی پوشاک اوڑھا دی گئی، اور اس نے اپنا مقصد پا لیا۔ اور کتنا بد بخت ہے وہ شخص جس کے گذشتہ روزے قبول نہ کئے گئے اس کی گزری ہوئی تھکاوٹ میں اسے سوائے درد کی شدت کے کوئی حصہ نہ ملا۔ تعجب ہے اس پر جس کو ڈھتکار دیا گیا پھر بھی وہ کیسے عید پر خوشیاں مناتا ہے؟

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”ایک دفعہ تین نیک عالم عید کے دن نکلے، اُن میں سے ایک نے یوں دعا کی: ”یا اللہ عزوجل! تو نے اپنی نازل کردہ کتاب میں ہمیں حکم دیا کہ ہم اس دن غلام آزاد کریں، ہم تیرے غلام ہیں لہذا تو ہماری گردنوں کو جہنم سے آزاد فرما دے۔“ پھر دوسرے نے یوں دعا کی: ”یا اللہ عزوجل! تو نے قرآن پاک میں ہمیں حکم دیا کہ ہم مساکین کو خالی ہاتھ نہ لوٹائیں، ہم تیرے مسکین بندے ہیں لہذا تو ہمیں خالی ہاتھ نہ لوٹا۔“ اس کے بعد تیسرے نے عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! تو نے اپنی نازل کردہ مقدّس کتاب میں حکم دیا ہے کہ ہم ظالموں سے درگزر کریں، ہم تیرے بندے ہیں، ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے لہذا تو ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما، بے شک تو سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔“

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ .



معراج النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

بیان 24:

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنی محبت کے لئے اختیار فرمایا اور ان کو اپنا محبوب بنایا جو اس کی بارگاہِ قرب میں حاضر ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے، انہیں خالص شرابِ طہور پلائی، اور پھر اپنی مخلوق میں سے منتخب ہستیوں میں سے بعض کو انبیاء، بعض کو اصفیاء، بعض کو اولیاء اور بعض کو خلفاء کا مقام عطا فرمایا۔ پھر ان سب میں اپنی بارگاہِ ناز کے لئے جس ہستی کا انتخاب فرمایا وہ ہمارے آقا و مولیٰ، حبیبِ خدا، حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہیں۔ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو پاک پشتوں میں رکھنے سے پہلے ہی ساری مخلوق پر ممتاز فرما کر آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر اپنے انعامات کی برسات کر دی، اور اپنے کرم سے مقامِ فخر عطا فرمایا اور اپنی تائید و نصرت فرمائی۔ حضرت سیدنا آدم صَفِيُّ اللَّهِ عَلِيِّ نَبِينَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے وسیلہ سے دُعا کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی۔

حضرت سیدنا نوح نَبِيُّ اللَّهِ عَلِيِّ نَبِينَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے وسیلہ سے دعا مانگی تو سمندر کے طوفان سے نجات پائی، جبکہ آپ علیہ السلام کی باقی قوم غرق ہو گئی۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللَّهِ عَلِيِّ نَبِينَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہی کی برکت سے نارِ نمرود سے عافیت عطا فرما کر نہ صرف قید و بند کی صعوبتوں سے نجات عطا کی گئی بلکہ آگ کے شعلوں کو بھی ٹھنڈا کر دیا گیا۔ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہی کے وسیلے سے حضرت سیدنا اسماعیل ذَبِيحُ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے فدیے میں جانور کی قربانی دی گئی اور آپ علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچالیا گیا۔ حضرت سیدنا موسیٰ کَلِيمُ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے وسیلے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا لطف و کرم طلب کیا تو اُن پر بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مہربانی فرمائی۔ جب حضرت سیدنا عیسیٰ رُوحُ اللَّهِ عَلِيِّ نَبِينَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ محبوبِ خدا، احمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بشارت دیتے ہوئے تشریف لائے اور آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی برکت طلب کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنے مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا امتی ہونے کا شرف عطا فرمادیا۔

آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تمام کائنات کے سردار اور جن و انس کے امام ہیں، جنہیں (رات کے تھوڑے حصے میں) مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، پھر وہاں سے "بِسْذَرَةُ الْمُنْتَهَى" تک، اور وہاں سے قَابِ قَوْسَيْنِ تک سیر کرائی گئی۔ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی سواری براق تھی، حضرت سیدنا جبریل امین علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام لگام پکڑے ہوئے تھے اور تمام نوری مخلوق آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی راہ دیکھ رہی تھی۔ جب آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی سواری مسجدِ اقصیٰ پہنچی تو انبیاء کرام علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

السلام کو صفوں میں کھڑے پایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امامت فرمائی تو ہر نبی و رسول علیہم السلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعا کی اور معراج کرانے والا رب عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سفر معراج کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اِسْبَحْنِ الَّذِيْ اَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا ﴾ (ب ۱۰، بنی اسرائیل: ۱)

ترجمہ کنزالایمان: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ (۱)

یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عزت و فخر کی بات ہے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر آسمان میں زینہ لگایا گیا، جس پر چڑھے تو بلند ہوتے گئے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب سے معظّم، معزّز، محترم، مکرم اور مقدّم ہو گئے۔ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب تھے، انہوں نے لمحہ بھر بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دامن نہ چھوڑا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کی خاطر آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے، پوچھا گیا: ”اے جبریل امین (علیہ السلام)! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟“ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”یہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔“ پھر عرض کی گئی: ”کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا گیا ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”جی ہاں۔“ تو سارے فرشتے کہنے لگے: ”خوش آمدید! آنے والی ہستی کتنی مبارک ہے!“ پھر تمام ملائکہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمام انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو احتراماً سلام پیش کیا، ان سب نے بھی مرحبا کہا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ جو دو سخا سے برکتیں لوٹنے لگے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ مقامات کی حدود و قیود سے بھی گزر گئے، نہ تو کسی جگہ قیام کیا اور نہ ہی پڑاؤ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قلموں کے لکھنے کی آواز اور فرشتوں کی تسبیح کی آواز سماعت فرمائی، جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمایا اور اللہ عزوجل نے نیکو کاروں اور بد کاروں کے لئے جو جزا و سزا تیار کر رکھی ہے اس کا بھی مشاہدہ کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین کی برکت سے جہنم کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی، خازن جنت رضوان علیہ السلام نے جنت کے محلات اور بالا خانوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے معطر کر لیا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیت المعمور کی طرف بلند ہوئے، ضیاء و

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”جس کا فاصلہ چالیس منزل یعنی سوا مہینہ سے زیادہ کی راہ ہے۔ شان نزول: جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج درجات عالیہ و مراتب رفیعہ پر فائز ہوئے تو رب عزوجل نے خطاب فرمایا: ”اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ فضیلت و شرف میں نے تمہیں کیوں عطا فرمایا۔ حضور نے عرض کیا: اس لئے کہ تو نے مجھے عبدیت کے ساتھ اپنی طرف منسوب فرمایا۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔“

نور کو ملاحظہ فرمایا اور یہ بھی دیکھا کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں (جو ایک بار داخل ہو جائے) دوبارہ اُس دن تک اس کی باری نہیں آئے گی: ”يَوْمَ يَعْصُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ (ب ۱۹، الفرقان: ۲۷) ترجمہ کنز الایمان: جس دن ظالم اپنا ہاتھ چاچالے گا۔“ حضرت سپد ناجبرائیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ”سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى“ پر پہنچے تو پیچھے ہٹ گئے۔ حُسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر عَزَّوَجَلَّ وُصِّلِي اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے جبریل! کیا یہاں پر دوست دوست کو چھوڑ دے گا؟“ جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی: ”اے تمام رسولوں کے سردار اور رَبُّ العالمین کے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! آپ تو پوشیدہ رازوں اور لکھے ہوئے علم کو جانتے ہیں کہ اس مقام پر حد و ختم ہو جاتی اور علوم مٹ جاتے ہیں۔ میرا یہی مقام ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا مخصوص مقام ہے۔ لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لے چلے اور اپنے عزت و وقار کے انوار میں مزید اضافہ فرمائیے۔“

چنانچہ نبی مختار، رسولوں کے سالار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انوار کے حجابات سے تجاوز کرتے گئے حتیٰ کہ وہاں پہنچ گئے جہاں کوئی مقام نہیں، جدائی ختم ہو گئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حسنِ ادب کے راستے پر چلتے ہوئے، اس ذاتِ حق کے جمال کا مشاہدہ کرنے لگے جس کی پہچان، وحدانیت اور وصف، یکتائی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انوار و تجلیات کا حلقہ سجایا پس وصال کی رسی ٹل گئی اور دُوری ختم ہو گئی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے گفتگو کی ابتداء سلامتی بھیجنے سے کی اور لطف فرماتے ہوئے انعام و اکرام عطا فرمائے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے محبوب سے ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا ۝ وَذَاعِبًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۝
(ب ۲۲، الاحزاب: ۴۵ تا ۴۷)

ترجمہ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) پیشک، ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوش خبری دینا اور ڈر سنانا۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکادینے والا آفتاب اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

یعنی آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت کا چراغ قیامت تک آنے والے لوگوں پر اسی طرح روشن رہے گا۔ نہ اُس کی روشنی کم ہوگی اور نہ ہی وہ بجھے گا، اور یہ کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) شاہد یعنی گواہی دینے والے ہیں اور میں وہ ہوں جس کی آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) گواہی دیں گے۔“ کیونکہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سب سے اعلیٰ ذات کا مشاہدہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ نیز شاہد کو اپنی شہادت میں کسی قسم کا تردد و تذبذب نہیں ہونا چاہئے۔ لہذا معراج کی رات جو کچھ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے دیکھا اس کی گواہی دیں تاکہ لوگ میری وحدانیت کا عرفان حاصل کریں اور میری بندگی کا اعتراف کریں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے کلام کیا اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو فضیلت عطا فرمائی کہ میں نے

آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے اشتیاق کی وجہ سے جمال کا مشاہدہ کروایا اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے خطاب کی لذت سے بہرہ مند کیا۔ اب یہ خطاب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی قوتِ سماعت کو دوسرے تمام خطابات سے محفوظ کر دے گا۔ میں نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے قرب کی شرابِ طہور کا جام پلا دیا ہے۔ لہذا اب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) واپس جا کر ان لوگوں کو بتادیں جو مجھ سے غافل اور میرے وصال سے دور ہیں۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری علیہ رحمۃ اللہ القوی تفسیر طبری میں ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ ”جب حُسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر عزَّوَجَلَّ وِصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک اکیاون (51) برس نو ماہ ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چاہِ زمزم اور مقامِ ابراہیم کے مابین مقام سے لے کر بیت المقدس تک رات کے وقت سیر کرائی گئی۔ اللہ عزَّوَجَلَّ کے حکم سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور قلبِ اطہر نکال کر بیماریوں سے شفا دینے والے آبِ زمزم سے دھویا گیا، اور ایمان و حکمت سے بھرنے کے بعد واپس اپنی جگہ رکھ دیا گیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ عزت والے مقام کی سیر کرائی گئی۔

رات کے وقت سیر کرانے میں جو راز ہے وہ عقلوں سے مخفی اور مخلوقِ خدا کی سمجھ سے بالاتر ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ عزَّوَجَلَّ کا یہ مبارک فرمان نازل ہوا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا (ب: ۲۲، الاحزاب: ۴۵)

ترجمہ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سنانا۔

تو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ، باعثِ نزولِ سیکنہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی: ”یا اللہ عزَّوَجَلَّ! تو نے میرے لئے تو یہ قانون بنایا ہے کہ گواہ بغیر دیکھے گواہی نہیں دے سکتا۔“ تو اللہ عزَّوَجَلَّ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جانب وحی فرمائی کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے وقت اپنی بارگاہ کی سیر کرائیں گے، تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملکوتِ اعلیٰ کا مشاہدہ کر لیں اور لوگوں کو مشاہدہ کی ہوئی چیزوں کی خبر دیں جنہیں آنکھیں جنت یا دوزخ میں دیکھیں گی۔“

منقول ہے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آسمان کی جانب بلند ہوئے تو اللہ عزَّوَجَلَّ نے اپنی ذات کا مشاہدہ کرایا اور ارشاد فرمایا: ”اے میرے نبی! تم نے میری ذات کا مشاہدہ کر لیا، لہذا اب میری خدائی کے گواہ بن جاؤ۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی: ”اے میرے اللہ عزَّوَجَلَّ! میں کیسے تیری گواہی دوں؟“ تو اللہ عزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ”تم (میری طرف سے) یوں کہو: ”جو میری بارگاہ میں حاضر ہو اور اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ عزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزَّوَجَلَّ کے خاص رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو میں اس کے ظاہری و باطنی تمام گناہ معاف کر دوں گا۔“

ایک قول یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تمام حجابات اٹھادیئے، زمین کو لپیٹ دیا، اور مسجد اقصیٰ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب کر دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بارگاہِ مقدّسہ میں حاضری کا شرف بخشا۔ پھر ارشاد فرمایا: ”اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! میرا دیدار کرو اور لوگوں کو میرے متعلق خبر دو۔“ اس کے بعد جب بھی لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو بھی بات پوچھتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو جاتے اور آنکھوں سے دیکھ کر اور مشاہدہ حق کر کے جواب دیتے، یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر چاہے پر قادر ہے۔ لوگوں کی زبانیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن کر گنگ ہو گئیں۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بیت المقدس سے آسمانوں تک بلند ہونے کا واقعہ سنایا۔ پس جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رات کی آن واحد میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک سفر کرنا ثابت ہو گیا حالانکہ دونوں مقامات کے درمیان تیز رفتار مسافر کی ایک ماہ کی مسافت ہے تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آسمانی سفر کو ماننے پر بھی مجبور ہو گئے۔ کیونکہ وہ ذات جو سخت زمین کو سینے پر قادر ہے، وہ ہلکی فضا کو لپٹنے پر کیونکر قادر نہ ہوگی؟

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلبِ سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ”یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پانی پر چلا کرتے تھے۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہاں، واقعی، ایسا ہی ہے، اور اگر وہ ہوا پر چلنا چاہتے تو ایسا بھی کر سکتے تھے لیکن صاحبُ الأَسْرَاءِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا ادب لازم تھا۔“ کیونکہ آسمانی سفر مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص تھا، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں کی طرف بلند ہوئے اور جنگلوں، بیابانوں کو طے کر گئے اور آپ کی خاطر اندھیرے کے ایک ہزار حجابات اور روشنی کے ایک ہزار حجابات اٹھادیئے گئے۔ اور ہوا پر چلنا پانی پر چلنے سے زیادہ تعجب انگیز ہے کیونکہ ہوا پانی سے زیادہ ہلکی ہے، نیز پانی پر تونیک و بد اور مومن و کافر سبھی کسی لکڑی، تختے یا کشتی کے ذریعے چل سکتے ہیں، لیکن ہوا پر ان چیزوں کے ذریعے وہی چل سکتا ہے جس پر رب کی خاص عنایت ہو۔

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق حضرت سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے براق کی رکاب حضرت سیدنا میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پکڑ رکھی تھی جبکہ دامنِ رحمت حضرت سیدنا اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ اقدس میں تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں پر بلانے والا خود ربِّ جلیل عَزَّوَجَلَّ تھا اور جن کو بلایا گیا تھا وہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھے، دعوت کا مقام قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اذْنِی تھا، اور خلعت (جِلْبَعْت) گنہگارِ ان اُمَّت کی شفاعت تھی، اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

﴿۳﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝ ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتادے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (۱)

(پ ۳۰، الضحیٰ: ۵)

حضرت سیدنا شیخ امام ابو الفرج بن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی ایک کتاب میں ذکر فرماتے ہیں کہ ”اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی عبودیت کے قدموں پر رک جا اور میری ربوبیت کے مرتبہ کا اعتراف کر اور میرے شکر کے میدان میں خوشی سے جھوم جا اور میری قدرت و شان کی عظمت جان۔ اب میں تجھ پر ایک احسان کرنے والا ہوں لہذا جو کچھ میں وحی کروں اسے توجہ سے سن۔ تو حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی: ”اے میرے مولیٰ عزوجل! تو مہربان ہے اور میں کمزور و بے بس ہوں، تو طاقت و قدرت والا ہے اور میں محتاج و مغلوب ہوں۔“

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”اے جبریل (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! ہدایت کا جھنڈا، عنایت کا براق، قبولیت و ولایت کی پوشاک، رسالت کا لباس اور عظمت و جلالت کی زبان لے کر ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ رسولوں کے سالار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے دربار میں حاضر ہو جا اور ان کے دروازے پر کھڑا رہ اور ان کی بارگاہ سے فیض حاصل کر کہ

①..... مفتبر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ وعدہ کریمہ ان نعمتوں کو بھی شامل ہے جو آپ کو دنیا میں عطا فرمائیں۔ کمال نفس اور علوم اولین و آخرین اور ظہور امر اور اعلیٰ دین اور وہ فتوحات جو عہد مبارک میں ہوئیں اور عہد صحابہ میں ہوئیں اور تاقیامت مسلمانوں کو ہوتی رہیں گی اور دعوت کا عام ہونا اور اسلام کا مشارق و مغارب میں پھیل جانا اور آپ کی امت کا بہترین ام ہونا اور آپ کے وہ کرامات و کمالات جن کا اللہ ہی عالم ہے اور آخرت کی عزت و تکریم کو بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعت عامہ و خاصہ اور مقام محمود و غیرہ جلیل نعمتیں عطا فرمائیں۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں دست مبارک اٹھا کر امت کے حق میں رو کر دعا فرمائی اور عرض کیا: اَللّٰهُمَّ اُنْتَبِیْ اُنْتَبِیْ۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں جا کر دریافت کر دو، رونے کا کیا سبب ہے باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ دانائے ہے۔ جبریل نے حسب حکم حاضر ہو کر دریافت کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تمام حال بتایا اور غم امت کا اظہار فرمایا، جبریل امین نے بارگاہ الہی میں عرض کیا کہ ”تیرے حبیب یہ فرماتے ہیں باوجود یہ کہ وہ خوب جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا، جاؤ اور میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں عنقریب راضی کریں گے اور آپ کو گراں خاطر نہ ہونے دیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا۔ آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیث شفاعت سے ثابت ہے کہ ”رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا ہی میں ہے کہ سب گنہگار ان امت بخش دیئے جائیں۔ تو آیت و احادیث سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت مقبول اور حسب مرضی مبارک گنہگار ان امت بخشے جائیں گے۔ سبحان اللہ! کیا زتبہ علیا ہے کہ جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقررین تکلیفیں برداشت کرتے اور محنتیں اٹھاتے ہیں وہ اس حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے عطا عام کرتا ہے۔“

آج رات تو ان کا ہم رکاب ہوگا۔ اور اے میکائیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! تو بھی علم قبولیت کو تھام لے اور ستر ہزار فرشتوں کو لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے در دولت پر حاضر ہو جا کہ آج رات تو بھی ان کی خدمت پر مامور ہے۔ اے اسرائیل و عزرائیل (علیہما السلام)! تم دونوں بھی ویسے ہی کرو جیسے جبرائیل و میکائیل کر رہے ہیں۔ آج رات تم سب نے سید الاولین والآخرین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ اے جبرائیل (علیہ السلام)! سورج کی روشنی کے ذریعے چاند کی روشنی میں کچھ اضافہ کر دے اور چاند کے نور کے ذریعے ستاروں کے نور میں زیادتی کر دے۔ پھر شمس و قمر کو شمع بنا کر بارگاہ نبوی میں پیش کر دے۔“

جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”یا الہی عزوجل! کیا قیامت قریب آگئی ہے؟“ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”میں چاہتا ہوں کہ اپنے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنا قرب عطا کروں اور انہیں اپنے اسرار سے آگاہ فرما کر انہیں انوار و تجلیات کا خلعت نور پہناؤں اور وہ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہیں، جنہیں صدق و وفا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ لہذا ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جا اور اس رات ان کا خدمت گار اور ہم رکاب ہونے کا شرف حاصل کر لے۔“

چنانچہ حضرت سیدنا جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بشارت و مبارکباد کے پیغامات لے کر حاضر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانہ اقدس میں محو آرام تھے۔ حضرت سیدنا جبرائیل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ندا دی: ”اے نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہو جائیے کہ فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں صف بستہ ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دیدار الہی عزوجل کے شوق میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو براق پر سوار کرایا اور پھر خود بھی سوار ہو کر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ جا پہنچے، بے حد بے حساب سفر طے کیا اور ملائکہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے دُرو و سلام کے نذرانے پیش کر رہے تھے اور یوں عرض کر رہے تھے: ”ایہا السید الکَرِیْمُ وَالرَّسُولُ الْعَظِیْمُ الْنَفْثُ بِنَظْرِكَ الْبِنَا وَتَفَضَّلَ بِحُسْنِ عَطْفِكَ عَلَيْنَا لَعْنَى اے محترم و مکرم اور عظیم رسول! ہم پر نظر کرم کے ساتھ توجہ و التفات فرمائیے اور شفقت و مہربانی فرمائیے۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جان لو! جس نے اپنے محبوب کے غیر کی طرف ایک قدم بڑھایا یقیناً اس نے اپنے آپ کو تھکایا اور جو غیر مطلوب کے لئے ایک قدم چلا اس نے محض مشقت اٹھائی اور جو محبوب و مطلوب کو پانے میں کامیاب ہو گیا وہ کیسے غیر اللہ کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے؟ اور جب اس کے ارادے کی پختگی صحیح ہوگئی اور وہ تمام مخلوق سے غافل ہو کر صرف خالق عزوجل کی طرف متوجہ ہو گیا تو اس نے شکر کی زبان حاصل کر لی اور اب وہ کسی قسم کی سستی نہ کرے گا۔“

نیز ارشاد فرمایا: ”اگر میں بھی اس کی عبادت میں کوتاہی کروں تو میری بھی کوئی حیثیت نہیں۔“ اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم علم وادب کی صفات سے مکمل طور پر متصف ہو گئے تو اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مراتب تعظیم کے مزید قریب کیا۔ چنانچہ، اللہ عزوجل قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝ (ب، النجم: ۸-۹)

ترجمہ کنزالایمان: پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ (۱)

اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا گیا: ”اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آج رات آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے مہمان ہیں کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہماری بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ہمارے قرب کی لذت حاصل کی۔ اب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہی بتائیں کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی مہمان نوازی کیسے کی جائے؟ اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا چاہتے ہیں؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی: ”یا اللہ! عزوجل! مجھ سے پہلے انبیاء کو انعام واکرام کی جو پوشاکیں عطا فرمائی گئیں، میں ان میں سے کوئی بھی نہیں چاہتا۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: ”اے میرے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! پھر کون سی چیز تمہیں راضی کرے گی؟ اور تم کس چیز سے خوش ہو گے؟“ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یقینی طور پر اپنی تمنائیں برآتی دکھائی دیں تو زبان حال سے عرض کرنے لگے: ”اے جو دو کرم والے مالک حقیقی عزوجل! تو بہتر جانتا ہے کہ میرا مقصود و مطلوب کیا ہے۔“ تو ارشاد فرمایا گیا: ”اے شفاعت کرنے والے اور وہ جس کی شفاعت مقبول ہے! اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں انوار و تجلیات کا ایسا حلقہ عطا کروں جو کسی کو نہ ملا، نہ کسی نے اس کی خواہش کی اور نہ ہی کسی کان نے اس کے متعلق سنا تو ٹھہر جاؤ اور ہمارے کرم کے خزانوں میں داخل ہو کر ہمارے دیدار کی پوشاک زیب تن کر لو۔“

اور دیدار الہی عزوجل کے وقت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثابت قدمی کو قرآن پاک یوں بیان فرماتا ہے:

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الاناضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزان العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اس (دنا) کے معنی میں بھی مفسرین کے کئی قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبریل کا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ہونا مراد ہے کہ وہ اپنی صورت اصلی دکھا دینے کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب میں حاضر ہوئے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حق کے قرب سے مشرف ہوئے۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا اور یہی صحیح تر ہے۔ (فتدلی) میں چند قول ہیں ایک تو یہ کہ نزدیک ہونے سے حضور کا عروج و وصول مراد ہے اور اتر آنے سے نزول درجوع۔ تو حاصل معنی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے قرب میں باریاب ہوئے، پھر وصال کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر خلق کی طرف متوجہ ہوئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت رب العزت اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرب درگاہ و بویت ہو کر سجدہ طاعت ادا کیا۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ”قریب ہوا جبار رب العزت..... الخ۔ (فکان قاب قوسین أو أدنی) یہ اشارہ ہے تاکہ قرب کی طرف سے اپنے کمال کو پہنچا اور بادب اجباء میں جو زور کی مصوّر ہو سکتی ہے وہ اپنی غایت کو پہنچی۔“

﴿۵﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ۝ (ب: ۲۷، النجم: ۱۷) ترجمہ کنز الایمان: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ (۱)

اور اس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان تو یہ ہے:

﴿۶﴾ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ۝ (ب: ۲۷، النجم: ۱۸) ترجمہ کنز الایمان: بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (۲)

حضور نبی پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدارِ خداوندی کی نعمتِ عظمیٰ کا تاج پہنایا گیا (اور دل نے اس کی تصدیق کی)۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۷﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۝ (ب: ۲۷، النجم: ۱۱) ترجمہ کنز الایمان: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ (۳)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالِ قوت کا اظہار ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلمیں حیرت زدہ ہیں آپ ثابت رہے، اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اس سے بہرہ اندوز ہوئے۔ داپنے بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے، نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری، نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بے ہوش ہوئے بلکہ اس مقامِ عظیم میں ثابت رہے۔“

②..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراجِ عجائبِ ملک و ملکوت کا ملاحظہ فرمایا اور آپ کا علم تمام معلوماتِ غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہو گیا۔ جیسا کہ حدیثِ اختصامِ ملائکہ (یعنی فرشتوں کا جھگڑنا) میں وارد ہوا ہے اور دوسری اور احادیث میں آیا ہے۔“ (روح البیان)

③..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشم مبارک نے دیکھا۔ معنی یہ ہے کہ آنکھ سے دیکھا، دل سے پہچانا اور اس رویت و معرفت میں شک و تردید نہ پائی۔ اب یہ بات کہ کیا دیکھا۔ بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ حضرت جبریل کو دیکھا۔ لیکن مذہب صحیح یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو دیکھا اور یہ دیکھنا کس طرح تھا، چشم سر سے یا چشمِ دل سے؟ اس میں مفسرین کے دونوں قول پائے جاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ ”سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب العزت کو اپنے قلب مبارک سے دوبار دیکھا۔ (رواہ مسلم) ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آپ نے رب عزوجل کو حقیقہً چشم مبارک سے دیکھا۔ یہ قول حضرت انس بن مالک اور حسن و عمرہ مکہ کا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلعت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور سید عالم محمد مصطفیٰ کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا (صلوات اللہ تعالیٰ علیہم)۔ کعب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دو بار کلام فرمایا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ دیکھا۔ (ترمذی) لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیدار کا انکار کیا اور آیت کو حضرت جبریل کے دیدار پر محمول کیا اور فرمایا کہ جو کوئی کہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا اس نے جھوٹ کہا اور سند میں (یعنی دلیل کے طور پر) ”لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ“ تلاوت فرمائی۔ یہاں چند باتیں قابلِ لحاظ ہیں: ایک یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول نفی میں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اثبات میں اور مثبت ہی مقدم ہوتا ہے۔ کیونکہ نانی کسی چیز کی نفی اس لئے کرتا ہے کہ اُس نے نہیں سنا اور مثبت اثبات اس لئے کرتا ہے کہ اس نے سنا اور..... بقیہ اگلے صفحہ پر

پھر کہا گیا: ”اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! کیا تم جانتے ہو کہ اس وقت کہاں ہو؟ اور کس مقام پر فائز ہو؟“ عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! تو ہی بہتر جانتا ہے اور تو ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔“ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”(اے محبوب!) تمہارا یہ مقام و مرتبہ مخلوق میں سے کسی نے نہیں دیکھا، میں نے تمہیں ایک منزل سے دوسری منزل، ایک جہاں سے دوسرے جہاں اور ایک معراج سے دوسری معراج تک منتقل فرمایا، یہاں تک کہ زمین و آسمان کی بادشاہی میں کوئی عجیب و غریب چیز ایسی نہیں جس پر میں نے تمہیں آگاہ نہ کر دیا ہو اور نہ ہی کوئی ایسا کمال و مرتبہ ہے جس تک میں نے تمہیں نہ پہنچایا ہو۔“

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ لہم یزل میں حاضر ہوئے اور اس کی بے نیازی کا جام نوش کیا تو ساری کائنات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چمک سے منور ہو گئی اور آسمانی فرشتوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا مقصود پانے پر مبارکباد پیش کی، پھر ایک آواز سنائی دی، لیکن کوئی دکھائی نہ دیا: ”اللہ عزوجل ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مالک و مولیٰ ہے۔ لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں۔“ سرکارِ عالی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ”مجھے یہ کلمات الہام کئے گئے: ”التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ.“ تو مجھے جواب ملا: ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.“ تو میں نے عرض کی: ”السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ.“ میں نے تمام انبیاء اور اپنی امت کو بھی اس فضلِ کامل اور اجرِ اعظم میں شریک کر لیا جس کے ساتھ مجھے خاص کیا گیا تھا۔ تو ملائکہ نے جواباً کہا: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ.“ پھر دوبارہ آواز آئی: ”اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! قریب ہو، تو میں قریب ہو گیا۔“

ایک قول یہ ہے کہ ”آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کی معرفت کے ساتھ اس کے قریب ہوئے اور اس کی محبت کا قرب پالیا۔ چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿٨﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۝ (ب ۲۷، النجم: ۸)

ترجمہ کنز الایمان: پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا۔

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم محبت کے ساتھ حق تعالیٰ سے قریب ہوئے اور اللہ رب العزت عزوجل کی طرف سے رحمت و لطافت کے قرب کا نزول ہوا۔ اور یہ قرب کسی قسم کی مسافت طے کرنے کا نہ تھا بلکہ وہاں تو جدائی و فراق کا سوال ہی ختم ہو گیا تھا۔

بقیہ..... جانا تو علم مثبت کے پاس ہے۔ علاوہ بریں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کلام حضور سے نقل نہیں کیا بلکہ آیت سے اپنی استنباط پر اعتماد فرمایا۔ یہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رائے ہے اور آیت میں اور اک یعنی احاطہ کی نفی ہے، نہ روایت کی۔ مسئلہ صحیح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیدار الہی سے مشرف فرمائے گئے۔ مسلم شریف کی حدیث مرفوع سے بھی یہی ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو بحرُ الامۃ ہیں، وہ بھی اسی پر ہیں۔ مسلم کی حدیث ہے: ”رَأَيْتُ رَبِّي بِعَيْنِي وَبِقَلْبِي“ (یعنی) میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا۔“ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ قسم کھاتے تھے کہ ”محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراج اپنے رب کو دیکھا۔“ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”میں حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قائل ہوں حضور نے اپنے رب کو دیکھا اور اُس کو دیکھا اور اُس کو دیکھا۔ امام صاحب یہ فرماتے ہی رہے یہاں تک کہ سانس ختم ہو گیا۔“

کیونکہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۹﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۚ
ترجمہ کنزالایمان: تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ
رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ (پ: ۲۷، النجم: ۹)

وہاں زمان و مکان ختم ہو گئے، بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسی جگہ تھے، نہ اس کی جہت تھی، نہ مکان، نہ وقت، نہ زمان، نہ سامانِ حیات، نہ ہی افلاک و کائنات۔ بلکہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفرِ معراج سے واپس تشریف لائے، تو بہت زیادہ خوش و خرم اور مسرور تھے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر طرح کی سعادت سے بہرہ مند ہو گئے۔

واپسی پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی تو انہوں نے عرض کی: ”اے کریم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی امت پر کتنی نمازیں فرض فرمائیں؟“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: ”دن رات میں پچاس نمازیں۔“ انہوں نے پھر عرض کی: ”اے ساری مخلوق کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس دوبارہ جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کیجئے، یقیناً ان میں کچھ عاجز و کمزور بندے بھی ہوں گے۔“ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں واپس بھیجتے رہے، یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیشہ کے لئے صرف پانچ نمازیں فرض فرما دیں۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بارگاہِ الہی عَزَّوَجَلَّ میں بار بار جانے کے لئے عرض کرنے میں ایک راز یہ بھی تھا کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس ازلی و لازوال حسنِ خداوندی کا مشاہدہ کر کے آئیں اور اس کی چمک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس میں ظاہر ہو تو وہ بھی اس حسن کا جلوہ دیکھ لیں۔

جب اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مراد پالی اور خلوت میں اپنے رب تعالیٰ کے حسن کا مشاہدہ کر لیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا: ”خواہش کا اظہار کیجئے اور جو چاہتے ہیں ہم سے طلب کیجئے، ہم نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو ہر شے طلب کرنے اور ہر مقصد تک پہنچنے کی اجازت دے دی ہے۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی: ”میں چاہتا ہوں کہ میری امت کو بھی ویسا ہی شرف عطا کیا جائے جس کی پوشاک مجھے پہنائی گئی ہے تاکہ وہ بھی میری رحمت سے اپنا انعام پالیں۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا گیا: ”اے کائنات کے سردار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! اے وہ ذات جس کے قدموں کی برکت سے زمین و آسمان نے شرف پایا ہے! ہم نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کو پانچ خلعتیں عطا کر دی ہیں لہذا ان کی سعادتوں کے ستارے بزرگی کے اُفق پر جگمگائیں گے، اور وہ پانچ خلعتیں، پانچ نمازیں ہیں۔ جن سے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی امت، خلوت میں راحت پائے گی۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم نے عرض کی: ”جن خلعتوں کا نور کائنات میں پھیلا ہوا ہے اور چمک رہا ہے، ان کی پہچان اور اوصاف کیا ہیں؟ دنیا میں ان کے نام کیا ہیں؟“ جواب ملا: ”اے حبیبِ محترم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! قرب کے مراتب پر تشریف رکھے، یہ سب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے ایک ایک کر کے اپنے جلوے ظاہر کریں گی۔“

سب سے پہلے جو دلہن آئی اس پر روشن و چمکدار انوار واضح تھے، جس کی خوشبو تمام جہان میں پھیلی ہوئی تھی، اس کا نور اہل عقل و بصیرت کے سامنے واضح طور پر چمک رہا تھا۔ اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا گیا: ”اے وہ ہستی جو ہمارا وصال پا کر ہجر و فراق کے غم سے محفوظ ہو گئی اور اے وہ ہستی جس کی برکت سے اس کی امت کو بہت بڑا اجر و ثواب حاصل ہوا! اس خلعت کو نماز فجر سے پہچانا جائے گا۔ اس کے بعد آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے سفید و روشن لباس میں دوسری دلہن کو ملاحظہ فرمایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آزدی گئی: ”اے اعلیٰ مراتب کے مالک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اور وہ ذات جس کی امت کو نماز کے لئے ساری زمین کو مسجد بنا کر (پاک زمین سے) طہارت کا حکم دے کر دیگر تمام امتوں پر فضیلت دی گئی ہے! اس نورانی پوشاک کا نام نماز ظہر ہے۔“ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے واضح نورانی لباس میں ملبوس تیسری دلہن ظاہر ہوئی۔ اس کے چمکتے چہرے کے نور سے کائنات جگمگا اٹھی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا: ”اے وہ ذات جس کی صفات کی کوئی حد نہیں! اور جسے زُعب و دبدبہ اور نصرتِ خداوندی کی تلوار عطا کی گئی ہے! اس جگمگاتے خُلقے کا نام نماز عصر ہے۔“ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں باکمال لباس میں ملبوس چوتھی دلہن ظاہر ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کہا گیا: ”اے مُقَرَّب و مہذب افراد میں سب سے زیادہ قرب و شرف پانے والے! اس خلعت کا نام نماز مغرب ہے۔“ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وفا کے خُلقے زیب بدن کئے ہوئے پانچویں دلہن آئی۔ اور بلاشبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہایت عزت و شرف کے مقام پر فائز ہوئے اور مجتبیٰ و مصطفیٰ بن گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا: ”اے تمام مخلوق میں سب سے بہتر اور حسین ہستی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! اس خلعت فاخرہ کا نام نماز عشاء ہے۔ پس آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی امت ان پانچ نمازوں کی پابند ہوگی لیکن اجر و ثواب پچاس کا پائے گی، اور اے حوض و کوثر کے مالک (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! میں تجھے اس سے بھی زیادہ عطا کروں گا اور اسی کا ذکر قبول کروں گا جو میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر بھی کرے۔“

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر پانچوں نمازیں دلہنوں کے لباس میں ظاہر ہو چکیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آواز سنی: خوشخبری ہے اس کے لئے جو ان نمازوں کی پابندی کرے، پس وہی اپنے مقصود و مراد کو پہنچے گا۔ جس نے آج تک اپنی خواہش کی قید سے چھٹکارا حاصل نہ کیا اور اس سے بچنے کی کوئی راہ تلاش نہ کی، اس سے کہہ دو کہ وہ اپنے گذشتہ اعمال پر افسوس کرتے ہوئے اپنے نفس پر روئے، اور اگر آنسو نہیں بہا سکتا تو کم از کم رونے والی شکل بنا لے۔

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم معراج سے واپس تشریف لائے تو کائنات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے روشن ہو گئی، اور تمام موجودات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مہک سے مُعطر ہو گئیں۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ فضیلت اور جاہ و مرتبہ کی خبر لوگوں کو دی تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشارت و مبارکباد پیش کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بات میں ذرہ بھر شک نہ کیا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شرف و قرب کے خلعتِ فاخرہ سے نوازا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اطاعت کا مرکز بنایا اور جہنم اور اس کی آگ سے چھٹکارے کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کا محور بنایا اور وعدہ فرمایا کہ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھے گا اس کی دعا قبول کر لی جائے گی اور سینہ کشادہ کر دیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: "وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ط أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ لَا (ب) ۲، البقرة: ۱۸۶) ترجمہ کنز الایمان: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔"

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیرے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ کمال اور اس تعلق و واسطے کا صدقہ، جو معراج کی رات تیرے اور تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ظاہر ہوا، ہمارے کبیرہ گناہ معاف فرمادے اور ہمیں قبولیت کی پوشاکیں عطا فرمادے۔ ہماری مُرادوں اور اُمنگوں کو پورا فرمادے۔ ہم سب کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرما اور اپنی رحمت سے عذابِ نار سے گلو خلاصی عطا فرما۔ اور اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے! ہم پر اپنی خاص رحمت نازل فرما۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ



صالحین کی حکایات

بیان 25:

گھر میں قبر:

حضرت سیدنا محمد بن سماک و اعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”ایک دفعہ میرے سامنے ایک عابد کی تعریف کی گئی۔ چنانچہ میں اس کی زیارت کے لئے چل پڑا۔ میں نے اس کو گھر میں پایا اور دیکھا کہ اس نے ایک قبر کھود رکھی ہے اور قبر کے کنارے بیٹھ کر، اپنے سامنے کھجور کے پتے سیدھے کر رہا ہے۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے دھیمی آواز میں سلام کا جواب دینے کے بعد پوچھا: ”آپ کون ہیں؟“ میں نے کہا: ”محمد بن سماک۔“ وہ بولا: ”محمد بن سماک و اعظ؟“ میں نے ہاں میں جواب دیا۔ اس نے کھجور کے پتے رکھ دیئے اور کہنے لگا: ”اے ابن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! سننے والے کے لئے و اعظ اسی طرح ہے جیسے بیمار کے لئے طبیب۔ لہذا آپ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔“

میں نے اسے و اعظ و نصیحت کرتے ہوئے کہا: ”کیا آپ اس سے ڈرتے نہیں کہ آپ کی خطائیں بھلائی نہ جائیں گی اور آپ کے گناہ مٹائے نہ جائیں گے۔ پھر آپ کے سامنے کتنی سختیاں، ہولناکیاں، تکالیف اور مصائب و آلام ہیں۔ جن میں سے پہلی قبر کی تاریکی ہے، پھر حشر و نشر کی تاریکی، پھر پل صراط کی تاریکی، پھر اعمال کا وزن کیا جانا، پھر امیدوں کا منقطع ہو جانا اور پھر اللہ عزوجل کا غضب فرمانا۔“ یہ سن کر وہ شدت سے رونے لگ گیا۔ پھر کہنے لگا: ”اے ابن سماک! اس کے بعد کیا ہوگا؟“ میں نے کہا: ”اس کے بعد گناہوں کا بھاری بوجھ اٹھا کر جہنم کی آگ پر سے گزرنا ہے اور سب سے بڑھ کر اللہ عزوجل کا جروت و تیغ فرمانا ہے۔“ اس نے جب یہ سنا تو ایک زوردار چیخ ماری اور قبر میں جا گرا۔ ایک بہت بوڑھی عورت باہر نکلی، وہ اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتے ہوئے کہہ رہی تھی: ”ان دو آنکھوں پر میرے ماں باپ قربان! انہوں نے عرصہ دراز سے اللہ عزوجل کی اطاعت میں شب بیداری کی اور عرصہ دراز تک اللہ عزوجل کے خوف سے روتی رہیں۔ پھر اس نے اسے حرکت دی اور دیکھا تو اس کا طائر روح قفس عنصیری سے پرواز کر چکا تھا۔ میں اس کے گھر سے نکلا تو اچانک حضرت سیدنا سری سقطی، حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم، حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور عابدوں کا ایک قافلہ دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: ”کیا حضرت سیدنا ابویزیدؒ اص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا؟“ میں نے کہا: ”جی ہاں۔“ پھر میں نے ان کو ان کے گھر کا راستہ بتایا۔ وہ اندر داخل ہوئے تاکہ اسے قبر سے نکال کر غسل و کفن کا انتظام کریں تو اس کو اس حال میں پایا کہ اسے غسل دیا جا چکا تھا اور پاکیزہ کفن بھی پہنا دیا گیا تھا۔ پھر مسلمانوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ اس وقت میں اپنے آپ کو بہت ذلیل و حقیر محسوس کر رہا تھا۔“

خوفِ خدا عزَّوَجَلَّ سے رونے والا مدنی منّا:

حضرت سیدنا عبداللہ بن واسان علیہ رحمۃ اللہ النان فرماتے ہیں: ایک دن میں بصرہ کی گلیوں میں سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک بچے کو گریہ وزاری کرتے دیکھا اور پوچھا: ”اے بیٹے! تجھے کس چیز نے رُلا یا؟“ اس نے جواب میں کہا: ”جہنم کے خوف نے۔“ میں نے کہا: ”اے میرے بیٹے! تو چھوٹا ہے، پھر بھی جہنم سے ڈرتا ہے۔“ وہ کہنے لگا: ”اے میرے محترم! میں نے اپنی امی جان کو دیکھا کہ وہ آگ جلاتے ہوئے پہلے چھوٹی لکڑیاں جلاتی ہیں، پھر بڑی۔ تو میں نے پوچھا: ”اے امی جان! آپ پہلے چھوٹی لکڑیاں کیوں جلاتی ہیں اور بعد میں بڑی لکڑیاں کیوں؟“ تو انہوں نے جواب دیا: ”اے میرے بچے! چھوٹی لکڑیاں ہی بڑی لکڑیوں کو جلاتی ہیں۔“ بس اسی بات نے مجھے رُلا دیا۔“ میں نے اس لڑکے سے کہا: ”اے بیٹے! کیا تو میری صحبت اختیار کرے گا، تاکہ تو ایسا علم سیکھ جائے جو تجھے نفع دے؟“ اس نے کہا: ”ایک شرط پر اگر آپ وہ شرط قبول فرمائیں تو میں آپ کی صحبت اختیار کر لوں گا، اور آپ کی اطاعت بھی کروں گا۔“ میں نے کہا: ”وہ شرط کیا ہے؟“ وہ بولا: ”اگر مجھے بھوک لگے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے کھانا کھلائیں گے، اور اگر میں پیاسا ہو جاؤں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے سیراب کریں گے، اگر مجھ سے خطا ہو جائے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے معاف فرمادیں گے، اور اگر میں مر جاؤں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے زندہ کریں گے۔“ میں نے اسے کہا: ”اے میرے بیٹے! میں تو ان کاموں پر قادر نہیں۔“ تو اس نے کہا: ”اے میرے محترم! پھر مجھے چھوڑ دیجئے، اس لئے کہ میں اس کے دروازے پر کھڑا ہونا چاہتا ہوں جو یہ سارے کام کر سکتا ہو۔“

اللہ عزَّوَجَلَّ کے نام پر وقف کر کے واپس نہ لو:

جب حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر پندرہ برس ہوئی تو اپنی ماں سے عرض کی: ”اے امی جان! مجھے راہِ خدا عزَّوَجَلَّ میں وقف فرمادیتجئے۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ کہنے لگیں: ”اے میرے بیٹے! بادشاہوں کو وہ چیز ہدیہ کی جاتی ہے، جو ان کے شایانِ شان ہو، اور تجھ میں ایسی کوئی خوبی نہیں کہ اللہ عزَّوَجَلَّ کی شان کے مطابق ہو۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حیاء آئی اور ایک کمرے میں داخل ہو کر پانچ سال تک وہیں عبادت کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئیں اور دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت میں مصروف ہیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر سعادت کے آثار نمایاں ہیں، تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: ”اے میرے بیٹے! اب میں تجھے اللہ عزَّوَجَلَّ کی راہ میں وقف کرتی ہوں۔“ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے نکلے اور دس سال سفر میں رہے اور عبادت سے لذت حاصل کرتے رہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی والدہ محترمہ کی زیارت کا اشتیاق ہوا تو گھر کی طرف چل پڑے۔ جب

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رات کے وقت دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ نے پردے کے پیچھے سے آواز دی: ”اے سفیان (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! جو اللہ عزوجل کے نام پر کوئی چیز وقف کر دیتا ہے وہ واپس نہیں لیتا اور میں نے تجھے اللہ عزوجل کے نام پر پیش کر دیا ہے، اب میں تجھے صرف اسی کے سامنے دیکھنا چاہتی ہوں۔“

واصل باللہ نوجوان:

حضرت سیدنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے عراق کے ایک شہر میں ایسا نصیحت بھرا بیان کیا کہ جس سے پتھر دل بھی پکھل جاتے اور جگر پاش پاش ہو جاتے، لیکن میری اس محفل میں کسی نے آنسو کا ایک قطرہ تک نہ بہایا، اور ایسی بات نہیں تھی کہ میری تقریر ان کے کانوں کے راستے دلوں میں نہ اتر رہی ہو۔ میری گفتگو کی سحر انگیزی نے دلوں کو دم بخود کر رکھا تھا، اور لوگوں کی ارواح جلوہ محبوب میں کھوئی ہوئی تھیں، اچانک میں نے صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک خوبصورت نوجوان دیکھا، اس نے کھڑے ہو کر چیخ ماری، پھر گھبرا کر بیٹھ گیا، لیکن اس کی اس چیخ سے میرے بیان میں خلل آ گیا۔ میں اپنے منبر سے نیچے اتر آیا، اور اس کے مدہوشی سے افاقہ پانے تک انتظار کرتا رہا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو میں نے اس کے پاس جا کر پوچھا: ”اے میرے محترم! آپ کے وجدان کے گھوڑے کہاں تک رسائی پا چکے ہیں (یعنی آپ قرب الہی عزوجل کی کس منزل تک پہنچ چکے ہیں)؟“ تو اس نے جواب دیا: ”میرے وجد و سرور کے گھوڑوں نے اپنا مقصود پایا۔“ میں نے پوچھا: ”آپ کو وصال بارگاہ الہی عزوجل کی یہ دولت کیسے نصیب ہوئی؟“ تو اس نے جواب دیا: ”طویل مشقت و تھکاوٹ کے بعد میں نے اس راحت و وصال کو پایا۔“ میں نے پوچھا: ”کس شرط پر آپ نے اپنا مقصود پایا؟“ جواب ملا: ”مجھے اپنے مقصود کی انتہائی طلب کی وجہ سے کامیابی ملی۔“ میں نے پوچھا: ”کیا آپ کا گزر بارگاہ قرب سے بھی ہوا؟“ جواب ملا: ”ہاں، وہی میرے حصول فیض کی جگہ ہے۔“ میں نے پوچھا: ”کیا آپ نے صاحب وقار مردوں کا مشاہدہ کر لیا اور ان کے قرب میں آپ کی جھجک ختم ہو گئی؟“ جواب ملا: ”اے ابن عمار! بغیر ہچکچائے آگے بڑھنا ہی میرا طریقہ ہے؟“ میں نے پوچھا: ”پھر آپ کس وسیلے سے بارگاہ قرب تک پہنچے؟“ جواب ملا: میں در رحمت پر کھڑا رہا اور اس کے آداب کو ہر لمحہ ملحوظ خاطر رکھا۔ جب اللہ رب العالمین عزوجل نے میرے انتہائی شوق کو ملاحظہ فرمایا تو مجھ پر گرم کے بادل برساتے ہوئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے، اور سارے حجابات اٹھادیئے اور مجھے ندا دی: ”تمام حجابات اٹھے ہوئے ہیں، لہذا تم میرے دیدار سے کیف و سرور حاصل کر لو۔“

ایک راہب کا قبول اسلام:

منقول ہے کہ ابوالقاسم حضرت سیدنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور صوفی فقراء کا ایک قافلہ حج کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں کچھ

دنوں کے بعد پانی ختم ہو گیا۔ قافلے نے ایک پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ کیا ہوا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مرید سے کہا: ”یہ مشکیزہ لو اور اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر پاک مٹی لے آؤ تا کہ ہم اس سے تیمم کریں، کیونکہ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔“ اس نے حسب حکم مشکیزہ لیا اور پہاڑ پر چڑھ کر مشکیزے میں مٹی ڈالنے لگا۔ اچانک اس نے ایک آواز سنی۔ ادھر ادھر دیکھا تو گر جا گھر میں ایک راہب نظر آیا۔ راہب نے پوچھا: ”اس مٹی کا کیا کرو گے؟“ اس نے جواب دیا: ”ہم امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لوگ ہیں۔ جب پانی نہیں ملتا تو ہم مٹی سے تیمم کر لیتے ہیں۔“ راہب بولا: ”میرے ہاں ایک صاف و شفاف کنواں ہے، تم اس سے پانی بھی پی لو اور وضو بھی کر لو۔“ اس مرید نے کہا: ”پہاڑ کے نیچے ہمارا ایک قافلہ ٹھہرا ہوا ہے۔“ راہب نے کہا: ”تم جاؤ اور سب کو بلا لاؤ۔“ وہ حضرت سیدنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور راہب کے متعلق بتایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے فرمایا: ”جا کر اُسے کہو، ہم ستر افراد ہیں، کیا اس کھنڈر میں آجائیں گے؟“ وہ مرید دوبارہ گیا اور راہب کو جا کر ساری بات بتائی تو اس نے کہا: ”اگرچہ ایک ہزار ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کی امت کی قدر کرتا اور ان سے محبت کرتا ہوں۔“ جب مرید نے واپس جا کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سارے قافلے کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ راہب نے اس کھنڈر کا دروازہ کھول دیا۔ سبھی نے خوب سیر ہو کر اس کنوئیں سے پانی پیا اور وضو کر کے نماز ادا کی۔ جب فارغ ہوئے تو راہب نے سب کو ایک ایک بڑی پلیٹ پیش کی جس میں طرح طرح کے کھانے تھے۔ سب نے کھانا کھایا۔ پھر ایک طشت اور لوٹا حاضر کیا، سب نے اپنے ہاتھوں کو دھو کر مُشک لگائی۔ جب راہب نے مہمان نوازی کر لی تو پوچھا: ”کیا تم میں سے کوئی اس مناسبت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا ہے؟“ حضرت سیدنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرید کو اشارہ کیا تو اس نے اس آیت کریمہ کی تلاوت شروع کی:

﴿۱﴾ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿ب﴾ (الانبیاء: ۱۰۱)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

آیت مبارکہ سن کر راہب کی چیخیں نکل گئیں اور کہنے لگا: ”رَبِّ كَعْبَةَ عَزْوَاجِیْ كِی قَسَمَ! ہم نے صلح کر لی۔“ جب قاری نے قرآن کریم کی تلاوت مکمل کی تو اس نے پھر کہا: ”میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی اچھا شعر کہنے والا ہے؟ کیونکہ میں سماع کو پسند کرتا ہوں۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرید کی طرف اشارہ کیا تو اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے: ”اس نے طویل عرصہ تک دُور یوں کو برقرار رکھا، تو اسے معلوم ہوا کہ عذر خواہی کے راستے کیسے ہیں، پھر بھی دوری برقرار رکھنے کو اس نے پسند کیا اور فراق کے سمندر میں غوطہ زن رہا۔ اور وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وفا کے ساتھ ناصافی کے زخم اگرچہ ختم بھی ہو جائیں تب بھی ان کے نشانات نہیں مٹتے۔“ ان اشعار کو سن کر راہب کافی دیر تک روتا رہا، پھر بولا: ”مزید اشعار سنائیے۔“

مرید نے دوبارہ اسی طرح کا شعر پڑھا، جس کا مفہوم یہ ہے: ”میں حاضر ہوں، اے وہ جو ازل سے مجھے اپنی طرف بلا تا رہا اور اپنے پوشیدہ لطف و کرم سے بار بار اپنی بارگاہ کی طرف میری رہنمائی فرماتا رہا (لیکن میں اس سے روگردانی کرتا رہا)۔“ راہب نے پھر چیخ ماری اور کہا: ”میں حاضر ہوں، اے میرے مالک! میں حاضر ہوں، اے میرے مالک غزّو خَلّ! تو نے مجھے اپنی رحمت کی طرف بلا یا ہے، ”أَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ غزّو خَلّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ غزّو خَلّ کے رسول ہیں۔“ زُنَّار کو توڑ دیا، عیسائیوں کا لباس اتار دیا۔ حضرت سیدنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو گدڑی پہنائی اور آپ اور آپ کا قافلہ اس کے اسلام لانے اور اس کی گردن جہنم سے آزاد ہونے پر بہت مسرور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہزار دینار نکال کر اس کو دیئے جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جمع تھے۔ پھر وہ راہب اپنے گرجا گھر وغیرہ کو چھوڑ کر چہرہ چھپائے ہوئے کہیں چلا گیا، نہیں معلوم کہ وہ کس سمت گیا۔

جب حضرت سیدنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا اور حرم پاک میں داخل ہوا اور طواف کر کے جب سب ایک جگہ اکٹھے ہوئے تو ایک شخص کو کعبۃ اللہ شریف کے غلاف سے لپٹا ہوا دیکھا، وہ کہہ رہا تھا: ”اے میرے رب غزّو خَلّ! تو نے مجھ پر اپنا پردہ اٹھا دیا حتیٰ کہ میں نے تیری وحدانیت کی گواہی دی، تو نے مجھے اپنی بارگاہ میں بلا یا تو میں ”لَبَّيْكَ“ کہتے ہوئے حاضر ہو گیا، اے وہ ذات جس نے مجھے عرفان کی دولت عطا فرمائی تو مجھے اس کی معرفت حاصل ہو گئی! مجھے اپنی رضا کے لئے حج کرنے کی توفیق عطا فرما۔ حضرت سیدنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرید سے فرمایا: ”دیکھو! یہ کلام کرنے والا کون ہے؟“ وہ مرید اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ یہ تو وہی راہب ہے۔ جب اسے حضرت سیدنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کہا گیا تو راہب نے کہا: ”اے بھائی! حضرت سیدنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کرنا اور یہ بھی عرض کرنا کہ میں نے آپ کو اپنے پاس ٹھہرایا اور کھانا بھی حاضر کیا تو اللہ غزّو خَلّ نے مجھے اسلام کی دولت عطا فرمائی اور عزت کے لباس سے نوازا، یہاں تک کہ میں احرام باندھ کر حرم پاک میں داخل ہو گیا ہوں، اب میری عزت و ذلت اسی کے پاس ہے۔“ چنانچہ، مرید لوٹا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس کے متعلق بتایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود اٹھ کر اس کے پاس چلے گئے، اور اسے سینے سے لگا کر آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا: ”اے میرے دوست! آپ کو قرب الہی غزّو خَلّ کی لذت کیسے نصیب ہوئی؟“ اس نے جواب دیا: ”اے میرے سردار! جب میں نے کھنڈرات کو چھوڑا اور سفر اختیار کئے تو مجھ پر قبولیت کی ہوائیں چلنے لگیں، اور اللہ غزّو خَلّ نے اپنی بارگاہ تک پہنچنے کا دروازہ کھول دیا، جس سے میرے لئے اپنے مقصود تک رسائی حاصل کرنا ممکن ہو گیا۔“ پھر اس نے ایک چیخ ماری اور زمین پر تشریف لے آیا۔ جب ہم نے دیکھا تو اس کی جان جان آفریں کے سپرد ہو چکی تھی۔

۔ میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو کر اخلاص ایسا عطا یا الہی غزّو خَلّ!

تو اپنی ولایت کی خیرات دے دے میرے غوث کا واسطہ یا الہی عزوجل!

خدا عزوجل کی قسم! یہ ربانی کوششیں ہیں اور وحدانیت میں اخلاص اختیار کرنے کی نشانیاں ہیں۔

مریضِ عشقِ الہی عزوجل:

اللہ عزوجل کے ایک ولی فرماتے ہیں میں نے ایک غلام کو دیکھا کہ وہ راکھ بچھا کر اس پر لوٹ پوٹ ہو کر شدت سے رو رہا تھا۔ میں نے اپنے ایک دوست سے کہا: ”چلو، اس بیمار کی عیادت کرتے ہیں۔“ وہ بولا: ”یہ بیمار نہیں بلکہ مُحِبِّین میں سے ہے اور اسے ”عُمیدِ مجنون“ کہا جاتا ہے۔“ آپ فرماتے ہیں کہ میں اس کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ ایک نوجوان ہے، اور اس پر اُون کا جُذہ ہے، وہ کہہ رہا ہے: ”اے میرے مالک و مولیٰ! تعجب ہے اس پر جسے تیری معرفت کی دولت حاصل ہوئی اور تیری محبت کی مٹھاس سے لطف اندوز ہوا پھر تیری بارگاہ سے کیسے ہٹ گیا؟“ وہ نوجوان یہی بات دہراتا رہا یہاں تک کہ اس پر غشی طاری ہو گئی۔ میں نے اپنے اس دوست سے کہا: ”اللہ عزوجل کی قسم! مجنون تو وہ ہوتا ہے جو اس مقام و مرتبہ تک نہ پہنچا ہو۔“ جب اسے افاقہ ہوا تو ہماری طرف دیکھ کر کہنے لگا: ”تم میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو؟“ ہم نے کہا: ”ہمارے پاس ایک دوا ہے، شاید! وہ آپ کو اس بیماری سے شفا دے دے۔“ تو وہ کہنے لگا: ”اس کی دوا اسی کے پاس ہے جس نے مجھے اس بیماری میں مبتلا کیا ہے، لیکن وہ چاہتا ہے کہ پہلے مجھے بیمار کرے پھر اس کا علاج کرے۔“ میں نے کہا: ”یہ بیماری کیسے آتی ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”حرام کو چھوڑنے، گناہوں کا ارتکاب نہ کرنے، اللہ عزوجل کو ہر لمحہ پیش نظر رکھنے، رات کو تہجد ادا کرنے جبکہ لوگ سو رہے ہوں، گزر بسر کا سامان کم لینے، خوشحالی اور تنگدستی کی حالت میں آفات و بلیات پر صبر کرنے، پاک دامنی اختیار کرنے، استطاعت ہوتے ہوئے کم کھانے، موت کی تیاری کرنے، منکر نکیر کے سوالات کے جوابات کی تیاری کرنے اور اللہ عزوجل کے سامنے حاضر ہونے کی تیاری کرنے سے اس بیماری کی دولت نصیب ہوتی ہے، اس کے بعد یا تو جنت ٹھکانہ ہوگا یا جہنم میں جانا ہوگا۔“ اتنا کہنے کے بعد وہ بلند آواز سے رونے لگا، ہمیں بھی رونا آ گیا، ہم نے اس سے کہا: ”ہم آپ کے مہمان ہیں، لہذا ہمارے لئے دعا فرمائیں۔“ اس نے کہا: ”میں اس میدان کا شہسوار نہیں (یعنی میں اس مرتبہ کا اہل نہیں)۔“ ہم نے اسے قسم دی کہ آپ ضرور دعا فرمائیں تو اس نے دعا دیتے ہوئے کہا: ”اللہ عزوجل آپ کو جنت میں جگہ عطا فرمائے، میری اور آپ کی موت آسان کر دے۔“ وہ ولی اللہ فرماتے ہیں: ”پھر ہم وہاں سے لوٹ آئے اور ہمارے دل اس کے حسین الفاظ اور وعظ و نصیحت سے زندہ ہو گئے اور اس کے کلام اور محبت کی مٹھاس نے ہمیں بہت راحت و مسرت پہنچائی۔“

اے میرے اسلامی بھائیو! یہ دیوانوں کے حالات ہیں، پس اے غمگین و مسکین رونے والے! تیری عقل کہاں ہے؟

وزارت کیوں ترک کی؟

خليفة ہارون الرشيد کے وزیر حضرت سيدنا عبداللہ بن مشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن اُس کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے پوچھا: ”اے خلیفہ المسلمین! اگر کوئی شخص آپ کے دربار میں درخواست کرے کہ میرا غلام فرار ہو کر آپ کے پاس آ گیا ہے، لہذا آپ مجھے میرا غلام لوٹادیں، تو کیا آپ اس کو اس کا غلام واپس کر دیں گے؟“ تو خلیفہ نے کہا: ”کیوں نہیں۔“ تو انہوں نے فرمایا: ”جناب! میں بھی اللہ عزوجل کا غلام ہوں، جو اپنے مالک حقیقی عزوجل کی بارگاہ سے فرار ہو کر آیا ہے، آپ مجھے اس کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چھوڑ دیں، تاکہ میں دوبارہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں۔“ ہارون الرشید اور تمام حاضرین رودیئے پھر خلیفہ کہنے لگے: ”ہم میں سے یہ شخص نجات پا گیا، جبکہ ہم یہاں بیٹھے اس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔“ پھر خلیفہ ہارون الرشید نے انہیں جانے کی اجازت دے دی تو وہ اسی وقت احرام باندھ کر ”لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ“ کہتے ہوئے حرم پاک کی طرف چل پڑے۔ راستے میں حضرت سيدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے ملے اور دیکھا کہ وہ زمین پر محو خواب ہیں اور ہوا مٹی اڑا اڑا کر ان کے چہرے پر ڈال رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو سلام کرنے کے بعد دریافت فرمایا: ”اے عبداللہ! سب کچھ چھوڑنے کا عوض اللہ عزوجل نے تجھے کیا دیا؟“ وہ بولے: ”اے سفیان! اپنی وزارت وغیرہ چھوڑنے کا عوض اللہ عزوجل نے مجھے یہ دیا کہ اس نے مجھے اپنی رضا عطا فرمادی جس میں، میں اس وقت ہوں۔“ جب حرم پاک کے مشائخ کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ سلام پیش کرنے کے لئے نکل پڑے۔ ان کی لاغری اور غبار آلودگی کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا: ”بے آب و گیاہ چشیل میدان کا سفر آپ نے کیسے برداشت کر لیا؟“ حضرت سيدنا عبداللہ بن مشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ”جس مجرم غلام کا دل اُسے آقا کے دروازے کی طرف لے جا رہا ہو، وہ اپنے آقا کی بارگاہ میں کیسے آتا ہے؟ اگر مجھے قدرت ہوتی تو میں سر کے بل آتا۔“ اس کے بعد وہ رونے لگے، پوچھا گیا: ”کیوں رو رہے ہیں؟“ ارشاد فرمایا: ”میں نے اپنا شفیع آگے بھیج دیا ہے، شاید! اس کی شفاعت قبول ہو جائے۔“ اور جب ان کی نظر بیت اللہ شریف پر پڑی تو زوردار چیخ ماری اور ان کی روح جسم سے جدا ہو گئی۔

بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل نام غفار ہے تیرا یا رب عزوجل!

دنیا و آخرت کی پسندیدہ چیزیں:

حضرت سيدنا محمد بن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے سامنے شام کے ایک پہاڑ میں رہنے والے عابد کی تعریف کی گئی تو میں اس کے پاس چلا گیا اور سلام پیش کیا، اس نے سلام کا جواب دینے کے بعد مجھ سے پوچھا: ”اے ابن سماک! آپ کو اس جگہ کون لے کر آیا؟“ میں نے عرض کی: ”میں نے آپ کی تعریف سنی اور زیارت کے لئے حاضر ہو گیا۔“ یہ سن

کر اس عابد نے کہا: ”آپ کو میرے متعلق بتانے والے نے دھوکا دیا ہے، میں تو اپنے نفس کو غیر خدا میں مُعلق سمجھتا ہوں۔ اے ابن سماک! عقلمند تو وہ ہے جو ہلاکت سے پہلے خلاصی پانے اور نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔“ جب میں نے اس کا کلام سنا تو بے اختیار رو پڑا۔ جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو پوچھا: ”آپ کی کوئی حاجت ہو تو فرمائیے؟“ اس نے کہا: ”جو ایسے دیرانے میں رہتا ہو، اُسے کسی انسان سے کوئی حاجت نہیں ہو سکتی۔“ پھر وہ کہنے لگا: ”اے ابن سماک! اگر تمہیں کسی قسم کی حاجت ہو تو بتائیے؟“ میں نے کہا: ”میں آپ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ جو میں پوچھوں، آپ اس کا جواب دیں گے۔ آپ کو دنیا و آخرت کی کون سی چیز پسند ہے؟“ تو اس نے روتے ہوئے کہا: ”اگر آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم نہ دیتے تو میں کبھی بھی نہ بتاتا، مجھے دنیا کی یہ چیزیں پسند ہیں: اطاعت و عبادت پر قوت، زہد، قناعت، خواہشات سے دور رہنے والا نفس اور خوف خدا سے لبریز دل۔ اور آخرت میں مجھے یہ پسند ہے کہ میں بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے یہ اعلان سنوں کہ جا، تجھے بخش دیا گیا۔“

پھر اس نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور زمین پر تشریف لے آیا اور سفرِ آخرت پر روانہ ہو گیا۔ مجھے اس کے حال اور معاملے سے بڑی حیرت ہوئی۔ اور میں نے اس کو غسل و کفن دینے کا ارادہ کیا تو اپنے پیچھے سے ہاتفِ غیبی کی آواز سنی: ”اے ابن سماک! فکر نہ کر، کیونکہ اس کا معاملہ تیرے سپرد نہیں۔“ پھر اس کا جسم میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور اس کو غسل دیئے جانے کی آواز سنائی دی، لیکن کوئی دکھائی نہ دیا، اور میں نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دوست! تجھے مبارک ہو، قیامت کے دن تجھے خوف سے امن عطا کر دیا گیا ہے۔“

۔ امتحاں کے کہاں قابل ہوں میں پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ!

بے سبب بخش دے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ تیرا کیا جاتا ہے

شراب خانہ اور صدائے حق:

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ انفقار جو عراق کے مشہور مبلغ تھے، فرماتے ہیں کہ ”ایک رات عالمِ خواب میں میں نے آسمان میں ایک کھلا ہوا دروازہ دیکھا، اس سے ایک انتہائی نورانی فرشتہ اُترا اور مجھ سے کہنے لگا: ”اے ابن عمار! خدائے جبار و تبار، دن رات کا خالق عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلام فرماتا ہے اور حکم فرماتا ہے کہ کل اپنا منبر شراب خانے میں رکھ کر وہیں دل سے نصیحت بھرا بیان کرنا کہ اس میں ہمارے بہت سے راز پوشیدہ ہیں اور ہم تمہیں اپنی عجیب نشانیاں دکھائیں گے۔“ چنانچہ، میں گھبرا کر نیند سے بیدار ہوا اور سوچا کہ یہ عجیب معاملہ ہے، شاید! میرا وہم ہو۔ میں نے ”اَسْأَلُ اللّٰهَ وَ اَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھا۔ اور سوچنے لگا کہ صحیح احادیث نا اہلوں کے سامنے کیسے بیان کی جائیں؟ اور شراب کے منکوں اور پیالوں کے درمیان کس طرح قرآن کریم کی تلاوت کی جائے؟ نصیحتوں اور آیاتِ مقدّہ کو شرابیوں کے سامنے اور وہ بھی شراب خانے میں کیسے پیش کیا جائے؟ چنانچہ، میں

نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر دوبارہ سو گیا۔ وہی فرشتہ خواب میں دوبارہ نظر آیا اور کہنے لگا: ”اے منصور! میں اللہ عزوجل ہی کے حکم سے آیا ہوں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: تم اٹھو اور شراب خانے میں بیان کرو، تمہاری حفاظت ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔“ چنانچہ میں نیند سے بیدار ہوا، مجھے اس معاملے سے بڑا تعجب ہوا، سوچ و پچار کے بعد میں نے دل میں کہا: ”منبر اٹھانے کے لئے کسی کو لاتا ہوں۔“

یہ سوچ ہی رہا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا: ”کون؟“ جواب آیا: ”اے میرے محترم! میں منبر اٹھانے کے لئے حاضر ہوا ہوں، آپ چاہیں تو آپ کے لئے شراب خانے کے درمیان منبر رکھ دوں یا منکوں کے درمیان؟“ میں نے پوچھا: ”تجھ پر یہ راز کیسے منکشف (یعنی ظاہر) ہوا؟“ اس نے بتایا: ”یہ مجھ پر اسی نے ظاہر کیا ہے جو کسی شے کو ”کُن“ (یعنی ہو جا) فرماتا ہے تو وہ ہو جاتی ہے۔ حضور! جو فرشتہ آج رات آپ کے پاس آیا تھا، وہی آپ کے بعد میرے پاس بھی آیا تھا اور مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے لئے شراب خانے میں منبر بچھا دوں۔“ میں نے کہا: ”اے میرے دوست! اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسے تم کہہ رہے ہو تو وہی کرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔“ جب صبح خوب روشن ہو گئی، تو میں نے حکم کی بجا آوری میں جلدی کی، میں نے دیکھا کہ تمام شرابی حلقہ بنائے انتظار میں بیٹھے ہیں، بہر حال میں منبر پر بیٹھ گیا اور کچھ دیر کے لئے سر جھکا لیا پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور نصیحت بھرا بیان شروع کر دیا:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ! سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے محبوب بندوں کے دلوں کو اپنے قرب کی لذت عطا فرمائی اور انہیں اپنے مئے خانہ وصال میں داخل کیا اور اپنی شرابِ طہور سے سیراب کر کے اپنے غیر سے بے خبر کر دیا۔ اور محبت اپنے محبوب کے علاوہ کسی شے میں مشغول نہیں ہوتا۔ جب اس ربِّ جلیل عَزَّوَجَلَّ نے ان پر تجلّی فرمائی تو جمالِ قدرت کے مشاہدے کے وقت ان کے ہوش اڑ گئے۔ اے خواہشات کی شراب میں بدمست ہونے والو! اگر تم محبتِ الہی عَزَّوَجَلَّ کے مئے خانے میں داخل ہو جاؤ اور شراب کے منکوں کے بجائے قرب کے گھڑوں کا مشاہدہ کرو، بخشے والے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں صاحبِ وقار مردوں کو دیکھو کہ ان پر خوشی و مسرت کے جام گردش کر رہے ہیں، خالص شرابِ طہور کے پیالوں نے ان کو دنیا کی شراب سے بے پرواہ کر دیا ہے، ان کے پیالے اُن کی خوشی و مسرت ہے۔ ان کی شرابِ ذمکرِ الہی عَزَّوَجَلَّ ہے۔ ان کی خوشبو اُن کا قرآن ہے۔ ان کی شمع ان کی سماعت ہے۔ ان کے نغمے توبہ و استغفار ہیں۔ جب رات تاریک ہوتی ہے اور سب لوگ سو جاتے ہیں تو ربِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ ان پر تجلّی فرماتا اور پردے اٹھا دیتا ہے، اور اس کے محبوب بندے ایسے جہاں کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ جس کا تصور کسی کی عقل میں آیا، نہ کسی کے ذہن میں اس کا خیال گزرا۔

اے عقل مندو! ذرا غور تو کرو کہ اخروٹ اور اس کے چھلکے کے درمیان کتنا فاصلہ ہوتا ہے، دلوں کی ٹہنیوں کو حرکت دینے

والے اور حضرت سیدنا یعقوب و یوسف علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کو ملانے والے نے مجھے یہاں بیٹھنے کا اس لئے حکم فرمایا ہے تاکہ وہ تمہارے گناہوں اور نافرمانیوں کو بخش دے اور غفور و رضا کی دولت کا تاج تمہارے سر پر رکھ دے، ماضی کے گناہوں کو مٹا دے، مجرموں سے درگزر فرمائے اور دھتکارے ہوؤں اور نافرمانوں کی توبہ قبول فرمائے۔ (ارے! غور کرو کہ) محبوب حقیقی عَزَّوَجَلَّ موجود ہے، اُس کی رضا کی آنکھ تمہیں دیکھ رہی ہے، اور مصیبت تم سے نال دی گئی ہے، تو کیا تم میں توبہ کا عزمِ مصمم کرنے والا کوئی نہیں؟ بے شک صلح کے جام تمہارے ارد گرد گھوم رہے ہیں اور تم پر سخاوت کی ہوائیں چل رہی ہیں۔“

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ”میرا کلام و بیان ابھی مکمل نہ ہوا تھا کہ نشے میں مدہوش و مجنون ایک نوجوان ہاتھ میں شراب سے بھرا پیالہ لئے میرے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: ”اے ابن عمار! بتائیے، کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اس حالت میں بھی قبول فرمائے گا؟“ میں نے کہا: ”اے میرے دوست! کیسے نہیں قبول فرمائے گا حالانکہ وہ خود قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ

ترجمہ کنز الایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا۔

(ب ۲۵، الشوری: ۲۵)

یہ سن کر اُس نوجوان نے پیالہ اپنے ہاتھ سے پھینکا اور حیران و سرگرداں باہر نکل گیا اور اپنی غفلت کی نیند سے بیدار ہو گیا۔ اس کے بعد نشے میں پورا ایک بوڑھا شخص ہاتھ میں طنبورہ (ایک قسم کا باجا) لئے کھڑا ہو کر کہنے لگا: ”اے ابن عمار! کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کی توبہ قبول فرمائے گا جس کی تمام عمر نافرمانی اور گناہوں میں ضائع ہو گئی ہے؟“ میں نے کہا: ”اے محترم! وہ کیسے نہ بخشے گا، حالانکہ وہ خود فرماتا ہے: ”وَإِنِّي لَغَفَّارٌ“ (ب ۱۶، ظہ: ۸۲) ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں۔“ اس نے توبہ کرنے والوں کو خوشخبری دی ہے اور ان کے لئے رحم و کرم کا دروازہ کھول دیا ہے۔“

جب اس بوڑھے نے میرا کلام سنا تو طنبورہ پھینک دیا، اور غمگین حالت میں جدھر رخ تھا اُدھر نکل گیا۔ پھر میرے سامنے شراب سے کھیلتا ہوا ایک نوجوان کھڑا ہوا جس پر وجد اور مستی چھائی ہوئی تھی، وہ کہنے لگا: ”اے منصور! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ مجھ سے عہد لو، اب تو عہد کا زمانہ گزر چکا ہے اور وعدہ پورا ہونے والا ہے اور مطلوب و مقصود کے حصول کا وقت آچکا ہے۔“ میں نے پوچھا: ”اے نوجوان! تمہیں اس مقامِ قرب پر کس نے فائز کیا؟“ اس نے جواب دیا: ”میری ہی وجہ سے خواب میں آپ کو وعظ کا حکم دیا گیا اور آپ کے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے فرشتہ آیا۔“ میں نے کہا: ”اے میرے دوست! یہ تو بتاؤ کہ تم پر یہ راز کس نے منکشف کیا؟“ اس نے جواب میں یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:

﴿۳﴾ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں

(ب ۲۴، المؤمن: ۱۹)

چھپا ہے۔

پھر کہنے لگا: ”اے منصور! جس پر اللہ غزّوجلّ کے لطف و کرم کی خوشگوار ہوا کیں چلتی ہیں وہ صاحب کشف بن جاتا ہے۔“ میں نے پھر دریافت کیا: ”اے محترم! لطف و کرم کی یہ خوشگوار ہوا کیں تم پر کب چلیں؟“ وہ بولا: ”آج رات، جبکہ آپ سو رہے تھے۔“ پھر کہنے لگا: ”اے ابن عمار! آپ میری رہنمائی اور اس کی بارگاہ میں قرب کا سبب بنے ہیں، تو کیا اس کی بارگاہ میں آپ کو کسی قسم کی کوئی حاجت ہے؟“ میں نے پوچھا: ”تمہاری مراد کیا ہے؟“ کہنے لگا: ”اے منصور! اللہ غزّوجلّ کی بارگاہ قرب میں، ایسے دوستوں کے درمیان جن پر محبت و انس کے پیالے گردش کرتے ہیں، اور حجاب اٹھادیے جاتے ہیں، اگر آپ مجھے دیکھنا چاہتے ہیں تو کل وہاں مجھ سے ملاقات کیجئے گا۔“ وہ ہوا میں اڑتا ہوا میری نگاہوں سے غائب ہو گیا، اور میں اسے دیر تک ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے اُسے چند اشعار پڑھتے سنا، جن کا مفہوم یہ ہے:

”میرے محبوب حقیقی غزّوجلّ نے مجھے پکارا ہے، اس سے وصال کی گھڑیاں قریب آگئی ہیں۔ اب اگر اس نے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے تو میں کہہ دوں گا: تیری محبت کا ایسا جام کہ جس کے نشے میں عرصہ دراز تک حیران و سرگرداں رہوں۔ اے میری آنکھوں کے نور! میں تجھ کو ایسی نظر سے دیکھنا چاہتا ہوں جس میں دوری کے بجائے صرف قرب ہو کہ اب اس شوق میں تو میری عقل ختم ہو چکی ہے۔ اے میرے محبوب! میری زبان پر سوائے تیرے ذکر کے کچھ نہیں۔ اور جب سے تو نے مجھے وصال کی خوشخبری دی ہے اور میں نے اس پر ٹبیک کہا ہے تو اس کے بعد کبھی بھی حاضر ہونے میں سستی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ حالانکہ میری حالت تو یہ تھی کہ لگاتار گناہوں میں ڈوبا ہوا تھا لیکن تو نے مجھ پر کرم کیا اور میرے دل کی بیماریوں کا علاج اپنے وصال سے کیا۔ مجھے اپنی بارگاہ سے دور نہ کیا۔ میں گناہوں کے گڑھے کے کنارے پر تھا لیکن تو نے مجھے اس میں گرنے سے بچالیا۔ اور مجھے اس راستے کی پہچان کروادی جو تیری بارگاہ تک پہنچانے والا ہے۔ اب میں اس پر چل کر یقیناً اپنا مقصود پالوں گا۔

۔ رہوں مست و بے خود میں تیری ولا میں

پلا جام ایسا پلا یا الہی غزّوجلّ!

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ



صالحین کے فضائل

بیان 26:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو اپنی عظمت و جلال میں غالب و قوی ہے، اپنے کمال میں یکتا ہے، اپنے افعال کی ایجاد میں تنہا ہے جس نے حکمت کے جواہر کو اہل معرفت کے قلوب کے صندوق میں رکھا، اور ان پر اپنے پختہ تالے لگا دیئے، ان کو اپنی بارگاہ میں بلایا اور خود ان کی مدد کی تو وہ سب کو چھوڑ کر اس کی بارگاہ میں نکل پڑے، اور زندگی کے سفر میں معمولی شے پر قناعت کی اور رات کے وقت اس طرح نکلے جیسے قیدی قید سے نکلتا ہے، اور رات کی تاریکی میں اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں نماز تہجد میں قیام کیا، پھر جب صبح ہوئی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنا فضل و کرم عطا کر کے ان پر احسان فرمایا، انہوں نے محبوب حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر مشقتیں برداشت کیں، آفات کی کڑواہٹ پر صبر کیا، دھوکہ دہی اور دوری سے بچتے رہے، اور صبر پر استقامت کے ساتھ قائم رہے حالانکہ ہر کوئی اس پر قادر نہیں ہوتا، انہوں نے اپنا جان و مال اس کی محبت میں قربان کر دیا تو انہیں فرحت و مسرت حاصل ہوئی اور محبت تو ہمیشہ اپنے محبوب پر مال و جان لٹانے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنی ہم نشینی کے جام سے سیراب فرمایا تو وہ ایسے دیوانے ہو گئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرط محبت سے ان پر کیف و سرور طاری ہونے لگا، اور وہ سب اپنے آس پاس سے بے خبر ہو گئے، پس عارفین نے اپنی نیند کی لذت کو ترک کر دیا، خائفین نے عاجزی و انکساری اور خشوع و خضوع کی چادر اوڑھ لی، گنہگار و رور و کراشک برسانے لگے، دیوانگانِ عشق اپنی ٹھنڈی چھاؤں اور گہرے سائے سے نکل پڑے، ذلیل و حقیر اپنی دوری کی وجہ سے حسرت و افسوس میں غوطہ زن ہو گئے، نافرمان اپنے وجد (یعنی عشق و محبت) کی آگ میں جلنے لگے اور عشاق اپنی حد سے نکل کر زبانِ حال سے کہنے لگے: ”اے وہ ذات جس نے میرے دل کو اپنے وصال کا جام پلایا اور اپنے حسن و جمال کا جلوہ دکھانے کے لئے اس جام کو میرے لئے مباح فرمایا۔“

اے میرے اسلامی بھائیو! وہ لوگ کہاں گئے جن کے بارے میں فرمایا گیا: كَسَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ 0
بِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ 0 (ب ۲۶، الذریت: ۱۷، ۱۸) ترجمہ کنز الایمان: وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے۔ اور کہاں ہیں وہ لوگ جن کی شان یوں بیان کی گئی: تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (ب ۲۱، السجدة: ۱۶) ترجمہ کنز الایمان: ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگا ہوں سے۔

کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رکوع و سجود کرتے ہوئے راتیں گزارتے؟ اور کہاں ہیں وہ جنہیں ہدایت و توفیق کی دولت سے سرفراز کیا گیا؟

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

کامیاب نو مسلم:

حضرت سیدنا عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم فقراء کے ایک قافلے کی معیت میں سمندر کے سفر پر نکلے، تیز ہوا چلی اور ہمیں سمندر کے ایک جزیرے کی طرف بہا کر لے گئی۔ ہم نے وہاں ایک شخص کو بت پرستی کرتے ہوئے دیکھا۔ ہم نے اس سے پوچھا: ”تم کس کی عبادت کر رہے ہو؟“ اس نے اپنی انگلی سے بت کی طرف اشارہ کیا۔ ہم نے کہا: ”اے مسکین! ہمارے ساتھ کشتی میں ایک رفیق ہے جو اس طرح کی چیزوں کا بہت اچھا کاری گر ہے اور یہ بت اس لائق نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے۔“ تو وہ کہنے لگا: ”پھر تم لوگ کس کی عبادت کرتے ہو؟“ ہم نے جواب دیا: ”ہم تو اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہیں۔“ اس نے پوچھا: ”اللہ عزوجل کون ہے؟“ ہم نے کہا: ”جس کا عرش آسمان پر ہے، جس کی سلطنت زمین میں ہے، جو سمندر کو راستہ بنا دیتا، زندوں اور مردوں میں اسی کا فیصلہ نافذ ہوتا ہے۔“ اس نے پھر پوچھا: ”تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا؟“ ہم نے کہا: ”اس نے ہماری طرف اپنا ایک رسول بھیجا جس نے ہمیں یہ سب کچھ بتایا۔“ اس نے پھر پوچھا: ”رسول نے کیا کیا؟“ ہم نے جواب دیا: ”جب اس نے بادشاہ حقیقی عزوجل کا پیغام مکمل طور پر پہنچا دیا تو اس نے اپنے رسول کو اپنے پاس واپس بلا لیا۔“ اس نے پھر پوچھا: ”کیا اس رسول نے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی کوئی نشانی بھی چھوڑی ہے؟“ ہم نے کہا: ”کیوں نہیں، ہمارے پاس اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔“ اس نے کہا: ”تو پھر مجھے دکھاؤ کیونکہ بادشاہوں کی کتابیں بہت اچھی ہوتی ہیں۔“

ہم مصحف شریف لائے تو اس نے کہا: ”میں پڑھنا نہیں جانتا۔“ ہم نے ایک سورت پڑھ کر سنائی تو وہ رونے لگا حتیٰ کہ سورت ختم ہو گئی۔ پھر وہ بولا: ”ایسے کلام والے ہی کے لئے زیبا ہے کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔“ چنانچہ، وہ اسلام کی دولت سے سرفراز ہو گیا، ہم نے اس کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور اسے احکام شریعت اور قرآن کریم کی کچھ آیات سکھائیں۔ جب رات ہوئی تو ہم نماز عشاء پڑھ کر سونے کے لئے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے، اس نے پوچھا: ”اے لوگو! جس معبود کی طرف تم نے میری رہنمائی کی ہے، کیا وہ سوتا ہے؟“ ہم نے کہا: ”نہیں، وہ زندہ ہے، قیوم ہے، اُسے نہ اونگھ آتی ہے، نہ نیند۔“ اس نے کہا: ”تم کتنے بُرے لوگ ہو کہ تم سوتے ہو اور تمہارا مالک نہیں سوتا۔“ ہمیں اس کی یہ بات بڑی پسند آئی۔ پھر جب ہم آبادی تک پہنچ گئے اور جدا ہونے کا ارادہ کیا تو ہم نے چند درہم اکٹھے کر کے اسے دیئے اور کہا: ”یہ رکھ لیں، ضرورت کے وقت خرچ کر لیجئے گا۔“ تو اس نے ناراضگی کا اظہار کیا اور کہنے لگا: ”لا إله إلا الله یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم نے جس راستے کی طرف میری رہنمائی کی خود اس پر نہیں چلتے۔ میں سمندر کے ایک جزیرے میں اللہ عزوجل کو چھوڑ کر بت کی عبادت کرتا تھا، اس وقت اس نے مجھے ہلاکت میں نہ ڈالا تو اب کہاں ڈالے گا؟ اب تو مجھے اس کی معرفت بھی حاصل ہو چکی ہے۔“ ہم نے اسے چھوڑ دیا، اور وہ چلا گیا۔

حضرت سیدنا عبدالواحد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں: ”چند دن بعد کسی نے مجھے اس کے متعلق بتایا کہ وہ فلاں جگہ موت کی سختیوں سے دوچار ہے۔“ چنانچہ، میں اس کے پاس گیا اور پوچھا: ”آپ کو کسی قسم کی حاجت ہو تو فرمائیے؟“ اس نے جواب دیا: ”میری سب حاجتیں اس نے پوری کر دی ہیں جس کی میں نے معرفت حاصل کی ہے۔“ میں اس سے گفتگو کر رہا تھا کہ اس دوران مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ میں نے خواب میں ایک باغ دیکھا، جس میں ایک قبہ ہے، اور اس میں ایک ایسا تخت ہے جس پر سورج و چاند سے بھی زیادہ خوبصورت چہرے والی حور بیٹھی کہہ رہی ہے: ”میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتی ہوں کہ اسے جلدی سے میرے پاس بھیج دو۔“ میں بیدار ہوا اور دیکھا تو اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ میں نے اس کو کفن دے کر قبر میں دفن کر دیا اور جب میں سویا تو خواب میں اسی قبہ کو دیکھا جس کو پہلے دیکھا تھا۔ وہ نو مسلم بھی اس قبہ میں تھا۔ خوراس کی ایک جانب کھڑی ہوئی تھی اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کی تلاوت کر رہا تھا:

﴿۱﴾ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۝
 ترجمہ کنز الایمان: اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے
 سَلِّمْ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝
 سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔
 (ب: ۱۳، الرعد: ۲۳-۲۴)

اے میرے اسلامی بھائیو! فقر کی پوشاک زیب تن کئے رکھو، کیونکہ اس پر عزت و وقار کے انوار ہیں۔

﴿۲﴾ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝
 ترجمہ کنز الایمان: اور تمہارا ان میں تجل ہے جب انہیں شام کو واپس
 لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو۔
 (ب: ۱۱، النحل: ۶)

مدینے کے تاجدار، دو عالم کے مالک و مختار پازن پروردگار عَزَّوَجَلَّ وُصِّلِي اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”بہت سے پراگندہ سراور غبار آلود ایسے ہیں جنہیں کوئی حیثیت نہیں دی جاتی، اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر (کسی بات کی) قسم کھالیں تو وہ ان کی قسم پوری فرمادے۔“ (جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب البراء بن مالک، الحدیث ۳۴۵۴، ص ۲۰۴۷)

بکھرے بال، آزرده صورت ہوتے ہیں کچھ اہل محبت
 بدرمگر یہ شان ہے، اُن کی بات نہ ٹالے رب العزت

گدڑی میں لعل:

حضرت سیدنا محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں مسجد نبوی شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں رات کے وقت ایک ستون کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ ایک سال اہل مدینہ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ بارش کے لئے دعا کرنے سب شہر سے باہر نکل پڑے لیکن پھر بھی بارش نہ ہوئی۔ جب رات ہوئی تو میں عشاء کی نماز کے بعد حسب عادت ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اسی اثناء

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

میں ایک شخص جس کے چہرے پر زردی غالب تھی، چادر اوڑھے ہوئے ستون کی جانب بڑھا۔ میں اس ستون کے پیچھے ہو گیا اور اس کو خبر نہ ہوئی۔ اس نے دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد بیٹھ کر دعا مانگتے ہوئے عرض کی: ”یا اللہ غزُوْخَلْ! تیرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حرم والے بارش کی دعا کے لئے نکلے لیکن بارش نہ ہوئی، اے مولیٰ! تجھے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا واسطہ! بارش برسا دے۔“

حضرت سیّدنا ابن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نے ابھی اپنے ہاتھ نہ ہٹائے تھے کہ میں نے بجلی کے گرجنے کی آواز سنی اور ساتھ ہی آسمان سے بارش برسنے لگی تھی کہ میرا گھر واپس لوٹنا بھی مشکل ہو گیا۔ جب اس کو بارش کا علم ہوا تو اس نے اللہ غزُوْخَلْ کی ایسی حمد و ثناء کی جیسی میں نے آج تک نہ سنی تھی۔ پھر وہ کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھتا رہا حتیٰ کہ فجر کا وقت قریب ہو گیا۔ پھر اس نے وتر ادا کئے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر نماز کی اقامت کہی گئی۔ لوگوں نے نماز ادا کی۔ اس نے بھی ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ جب امام صاحب نے سلام پھیرا تو وہ جلدی سے باہر کی طرف چل پڑا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ وہ مسجد کے دروازے تک پہنچ گیا اور چادر ہٹا کر بارش کے پانی میں غوطہ زن ہو گیا۔ میں اسے حسرت و چاہت کی نگاہوں سے دیکھتا رہ گیا۔ معلوم نہیں کہ اس کے بعد وہ کہاں گیا۔“

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ہر مسافر حاجی نہیں ہوتا، نہ ہر گھر مکہ مکرمہ ہے، نہ ہر زاویراہ مقصود تک پہنچاتا ہے، نہ ہر پہاڑ عرفات ہے اور نہ ہی عرفات میں ٹھہرنے والا ہر شخص وقوفِ عرفہ کرتا ہے۔

ایک جلتی نوجوان:

حضرت سیّدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ایک سال میں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا، وقوفِ عرفہ کے دوران میں نے ایک نوجوان کو دیکھا، جس پر زردی، لاغری، پریشانی اور آنسو زدگی کے آثار نمایاں تھے۔ میں سمجھ گیا کہ اسے محبتِ الہی غزُوْخَلْ کا کچھ حصہ عطا کیا گیا ہے۔ میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا: ”میں تیری بارگاہ میں کیسے حاضری دوں؟“ کیا نافرمان زبان لے کر آؤں یا ایسا دل لے کر آؤں جو تیری بارگاہ سے دُور ہے؟ یا اللہ غزُوْخَلْ! یہ لمحات کتنے حسین ہیں جبکہ تو میرے ساتھ محو کلام ہے اور اس جگہ تو مجھے پکار رہا ہے۔“

حضرت سیّدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں اس کی طرف بڑھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: ”مرحبا! اے ذوالنون!“ میں نے پوچھا: ”آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا؟“ اس نے جواب دیا: ”آپ کے متعلق مجھے اس ذات نے خبر دی ہے جو مجھے پہچانتی اور مجھ سے محبت کرتی ہے۔“ پھر کہنے لگا: ”اے ذوالنون! اس کی محبت نے مجھے لاغر کر دیا ہے، معلوم نہیں، میں اس کا قرب حاصل کرنے میں کب کامیاب ہوں گا؟ اور کب محبوبِ حقیقی غزُوْخَلْ جو دو کرم کرتے ہوئے پردے اٹھائے

گا؟“ میں نے کہا: ”آپ کہاں سے آئے ہیں؟“ تو اس نے جواب دیا: ”دل کے شہر سے آیا ہوں اور بارگاہ رب العزت عزوجل میں حاضری کا ارادہ ہے۔“ میں نے پوچھا: ”آپ کے پاس کوئی زادراہ ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”جی ہاں، اس کی شراب انس و محبت کا ایک قطرہ ہے، مجھے امید ہے کہ میں اس سے مقدس بارگاہ میں پہنچ جاؤں گا۔“ میں نے پوچھا: ”آپ کے پاس کوئی سواری ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”جی ہاں! نیت کی صفائی، دنیا سے مکمل بے رغبتی اور محبوب حقیقی عزوجل کی پاکی و تسبیح کی سواری میرے پاس ہے۔“ پھر کہنے لگا: ”اے ذوالنون! مجھ سے دور ہو جائیں، وہ گھڑی کتنی بُری ہے جو اس کی اطاعت کے بغیر گزرے۔“ پھر وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ جب میں منیٰ میں پہنچا تو میں نے اس کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو اپنے جانوروں کی قربانیاں کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گیا اور اس کی ہچکیاں بڑھ گئیں، اس کے خوف و خشیتِ الہی عزوجل میں اضافہ ہو گیا تو وہ عرض گزار ہوا: ”یا الہی عزوجل! تیرا قرب حاصل کرنے کے لئے لوگ اپنی اپنی قربانیاں پیش کر رہے ہیں، میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، ایک نافرمان غافل جان ہے، تیرا قرب حاصل کرنے کے لئے اسی کو میں تیری بارگاہ میں بطور نذرانہ پیش کرتا ہوں، اگر تو اس کو قبول فرمائے تو اس کو جلد از جلد اٹھالے۔“ پھر اس نے چیخ ماری اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور زمین پر تشریف لے آیا۔ پھر میں نے ہاتفِ غیبی کی آواز سنی: ”تعب ہے! اس نوجوان کو جنت الفردوس جانے کی کتنی جلدی ہے۔“

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ”میں اس کے سرہانے کھڑا سوچ و بچار کر رہا تھا کہ اچانک ایک بڑھیا دکھائی دی کہ اس نے خود کو اس کے قریب گرا دیا، اور رنج و غم سے نڈھال ہو کر آنسو بہاتے ہوئے کہنے لگی: ”تجھے مبارک ہو! اے وہ شخص جس کی عادت قربانی دینا اور وفاداری کرنا تھی! جو اپنے مالک عزوجل کی بارگاہ سے کبھی غافل نہ رہا اور جو اطاعت کی چادر اوڑھ کر راتوں میں طویل قیام کرتا رہا، جو شامِ افسردگی میں گزارتا اور صبحِ بیماری میں۔“ حضرت سیدنا ذوالنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں نے اس سے پوچھا: ”اس نوجوان سے آپ کا کیا تعلق ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”یہ میرا بیٹا ہے، جنگلات میں زندگی کے ایام گزارتا، ہر سال یہاں میقات میں ہم ایک دوسرے سے ملاقات کرتے، پھر میں اگلے سال تک اس کو دیکھنے کے لئے واپس نہ آتی، اس مرتبہ جب میں عرفات میں ٹھہری اور حسبِ معمول اس کو تلاش کیا تو ہاتفِ غیبی نے آواز دی: ”تیرے بیٹے کا انتقال ہو چکا ہے اور اس کی روح کو اعلیٰ درجات پر پہنچا دیا گیا ہے۔“ اس کے بعد اس بوڑھی عورت نے دعا کی: ”اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! اس تعلق کی قسم جو تیرے اور میرے درمیان تنہائی میں طے ہوا! اور تیری اس محبت کی قسم جو تو نے میرے دل میں ڈال رکھی ہے! میری نافرمان جان کو اس دارِ فانی سے نجات دے کر اپنے بیٹے کے ساتھ باقی رہنے والے گھر میں پہنچا دے۔“ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ پھر اس نے ایک لمبا سانس لیا اور اپنے بیٹے کے پہلو میں گر گئی اور اس کی روح بھی خالقِ حقیقی عزوجل سے جا ملی۔

سلطنت دے کر رویشی خریدی:

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم خراسان کے بادشاہ تھے، ایک دن اپنے لشکر کے درمیان گھوڑے پر سوار تھے کہ آپ نے گھوڑے کی زین سے کسی پکارنے والے کی ندا سنی: ”اے ابراہیم! ہمارے بندے اس لئے نہیں پیدا کئے گئے، اور نہ ہی ہم سے محبت کرنے والوں کو اس کا حکم دیا گیا ہے، لہذا اپنی چاہت کو میری چاہت پر قربان کر دو، وگرنہ تم اہل عناد میں سے ہو جاؤ گے۔“ آپ فرماتے ہیں: ”اس آواز نے میرے دل میں تیر پیوست کر دیا، میں نے اپنے ملک و سلطنت اور اہل و عیال کو چھوڑا اور اسی کی طرف حیران و پریشان نکل گیا جس پر مجھے بھروسہ و اعتماد ہے۔“

جب حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اپنے ملک و سلطنت کو چھوڑ کر مالکِ حقیقی غزوجل کی بارگاہ میں حاضری کے لئے سفر کرتے ہوئے ایک گاؤں میں داخل ہوئے، تو آپ غم سے نڈھال ہو چکے تھے۔ راستے میں اپنے رفیق سے پوچھ گئے، سات دن تک نہ تو پانی کا گھونٹ پیا اور نہ ہی کوئی لقمہ کھایا۔ شیطان کو آپ کی صداقت پر غیرت آئی، کیونکہ وہ حقیقت کے بادشاہوں اور طریقت کے سلاطین، اکابرین پر غیرت کرتا ہے۔ اور اُسے غیرت آئی بھی چاہئے کیونکہ انہوں نے وہ مبارک لباس پہن لیا جو شیطان سے اتار لیا گیا تھا، اور انہوں نے اللہ غزوجل کے قرب کو حاصل کر لیا جس سے شیطان کو ڈھتکارا گیا تھا۔ چنانچہ، شیطان ایک نیک بزرگ کی شکل میں ظاہر ہوا اور کہنے لگا: ”اے ابراہیم! بات سنو، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ محبوب جس کی وجہ سے تم نے سلطنت چھوڑ دی اور جس کی محبت میں تم نے مصائب و آفات اور ہلاکت کے گھوڑوں پر سواری کی، اس نے تو تمہارا نقصان کیا اور تمہیں موت کے قریب کر دیا۔“ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”جب اپنے مقصود کے ضائع ہو جانے سے امان حاصل ہو جائے تو موت کے آنے میں کوئی نقصان نہیں۔“

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم ابھی اسی حیرانگی کے عالم میں تھے کہ ایک خوبصورت شخص آپ کے پاس آیا، جس کی خوشبو سب کو معطر کر رہی تھی اور کہنے لگا: ”اے ابراہیم! کیا آپ اسمِ اعظم سیکھنا چاہتے ہیں جس کی بدولت آپ کو پانی پلایا جائے اور کھانا بھی کھلایا جائے۔“ آپ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ تو اس نے آپ کو اسمِ اعظم سکھا دیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”آپ کون ہیں؟“ جواب دیا: ”میں آپ کا بھائی خضر (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) ہوں۔“ پھر حضرت سیدنا خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ”اگر آپ چاہیں تو میری صحبت اختیار کر سکتے ہیں۔“ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ انہوں نے پوچھا: ”کیوں؟“ تو ارشاد فرمایا: ”اس لئے کہ صحبت، شرکت سے حاصل ہوتی ہے اور میں جس کی محبت میں گرفتار ہوں، اس میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہتا، اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی کی صحبت اختیار کرنا چاہتا ہوں اور میں کسی غیر کی صحبت اختیار کرنے میں اس سے ڈرتا ہوں کیونکہ وہ بہت زیادہ غیرت مند ہے، لہذا مجھے اس کی حاجت نہیں۔“

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے جب اپنی زوجہ محترمہ کو چھوڑا تھا تو وہ حاملہ تھیں، ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا، جس کا نام گھر والوں نے دادا کے نام پر رکھا۔ جب وہ بڑا ہوا اور جوانی کی حدود میں قدم رکھا تو اپنی والدہ سے پوچھا: ”اے میری ماں! کیا میرے والد نہیں؟“ تو والدہ نے جواب دیا: ”کیوں نہیں، اللہ عزوجل کی قسم! تمہارے والد ہیں۔“ اس نے پھر پوچھا: ”وہ کہاں چلے گئے؟“ ماں نے جواب دیا: ”اللہ عزوجل کی رضا کی تلاش میں۔“ نو جوان بیٹے نے عرض کی: ”اے میری والدہ محترمہ! پھر آپ مجھے بھی جانے دیں، میں بھی اسی کو تلاش کرتا ہوں جسے میرے والد محترم تلاش کر رہے ہیں، شاید! میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔“ ماں نے کہا: ”تجھے اللہ عزوجل کی قسم! اے میرے بیٹے! تیرے باپ کی جدائی سے میرا دل بہت جلا ہے، اب تو اپنے فراق سے میرے دل کو مزید نہ جلا۔“ چنانچہ، وہ فرمانبردار بیٹا اپنی ماں کی خوشی کی خاطر رُک گیا حتیٰ کہ ماں کا انتقال ہو گیا تو وہ بہت غمگین رہنے لگا، کیونکہ اب نہ اس کی ماں تھی، نہ اسے باپ کا پتہ تھا۔ پھر وہ نو جوان ننگے پاؤں گھر سے نکل پڑا، لوگوں سے ڈرتے ڈرتے ویران مساجد میں راتیں گزارتا، دروازوں سے کھانے کے لقموں کا سوال کرتا، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم طواف میں مشغول تھے، اور آپ کے کچھ مرید بھی آپ کے ساتھ طواف کر رہے تھے۔ جب آپ کی نظر ایک نو جوان لڑکے پر پڑی تو بے ساختہ آپ کی نگاہیں اس پر جم گئیں، آپ کے ارادت مندوں نے عرض کی: ”حضور! اس عظیم مقام اور بابرکت وقت میں یہ کیسی غفلت ہے کہ آپ ایک خوبصورت نو جوان لڑکے کو غور سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ رونے لگے اور ایک مرید سے فرمایا: ”اس کے پاس جاؤ اور پوچھو، یہ کون ہے؟“ مرید نے اس کے پاس جا کر سلام کیا، اور بعد سلام پوچھا: ”اے نو جوان! کہاں سے آئے ہو؟“ اس نے جواب دیا: ”عجم کے شہر بلخ سے۔“ پھر پوچھا: ”کس کے بیٹے ہو؟“ جواب دیا: ”یہ تو مجھے معلوم نہیں، ہاں! میری والدہ محترمہ نے مجھے بتایا تھا کہ تمہارے باپ کا نام ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم ہے۔“ پھر اس کے رخسار پر موتیوں کی طرح آنسوؤں کی لڑی بن گئی۔

وہ مرید فرماتے ہیں: ”میں اپنے پیر و مرشد حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس لوٹا اور دیکھا کہ آپ بھی رورہے ہیں حتیٰ کہ آپ بیہوش ہو گئے، تو میں آپ کے سر اقدس کے پاس بیٹھ گیا اور جب آپ کو آفاقہ ہوا تو میں نے عرض کی: ”اے میرے مرشد! اللہ عزوجل آپ سے اس نو جوان بیٹے کا حق ضرور وصول کرے گا۔“ آپ نے فرمایا: ”خدا کی قسم! یہ میرا بیٹا ہے، اس کو میں نے اللہ عزوجل کے لئے چھوڑ دیا تھا، اب میں اس کو واپس لینا نہیں چاہتا۔“ میں نے عرض کی: ”حضور! میں آپ کو اللہ عزوجل کا واسطہ دیتا ہوں کہ اس کے پاس چلے۔“ چنانچہ، آپ تشریف لے گئے، اس نے پوچھا: ”آپ کون ہیں؟“ فرمایا: ”میں تمہارا باپ ابراہیم بن ادہم ہوں۔“ پھر آپ نے اس کو اپنے سینے سے لگا لیا اور بارگاہ رب العزت میں عرض گزار ہوئے: ”یا اللہ عزوجل! یہ میرا بیٹا، میرے جگر کا ٹکڑا میری تلاش میں آیا ہے، اور تو جانتا ہے کہ میرے دل میں اس کے لئے کتنی

جگہ ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ میں اس کے لئے وقت نہیں نکال سکتا، اور تو اپنے بندوں کی مصلحتوں کو بھی خوب جانتا ہے۔“ اس کے بعد سات دن نہ گزرے تھے کہ آپ کے بیٹے کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس کو غسل دیا، پھر ایک موٹی چادر میں کفن دیا۔ جب آپ اس کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ظاہر ہو جاتے، اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر سے چادر کم پڑ جاتی۔ آپ فرما رہے تھے: ”اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اللہ عزوجل کی قسم! میری اور تمہاری ملاقات بروز محشر ہوگی۔“

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ



”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ کے چار مدنی پھول

﴿۱﴾ جو کوئی سوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ 21 بار (اول آخر ایک بار درود شریف) پڑھے ان شاء اللہ عزوجل اس رات شیطان، چوری، اچانک موت اور ہر طرح کی آفت و بلا سے محفوظ رہے۔ ﴿۲﴾ جو کسی ظالم کے سامنے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ 50 بار (اول آخر ایک بار درود شریف) پڑھے اس ظالم کے دل میں پڑھنے والے کی ہیبت پیدا ہو اور اس کے شر سے بچا رہے۔ ﴿۳﴾ جو شخص طلوع آفتاب کے وقت سورج کی طرف رخ کر کے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ 300 بار اور (کوئی بھی) درود شریف 300 بار پڑھے اللہ عزوجل اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا اور (روزانہ پڑھنے سے) ان شاء اللہ عزوجل ایک سال کے اندر اندر امیر و کبیر ہو جائے گا۔ ﴿۴﴾ کند ذہن اگر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ 786 بار (اول آخر ایک بار درود شریف) پڑھے کر پانی پر دم کر کے پی لے تو ان شاء اللہ عزوجل اس کا حافظہ مضبوط ہو جائے اور جو بات سنے یاد رہے۔

(شمس المعارف مترجم ص ۷۳)

نیک عورتوں کا ذکر

بیان 27:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے کائنات اور اس کی ہر چیز کو مضبوط بنایا اور اس کی اکٹھی اور جدا جدا اشیاء کو پختہ بنایا۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں جس کے مجھ پر بہت احسانات ہیں اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں اس کے احسانات کا شکر ادا کرنے سے قاصر رہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی بادشاہ اور بہت زیادہ احسان فرمانے والا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو سراپا ہدایت بنا کر بھیجا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے معجزہ قرآنی کے ذریعے کفر کے اندھیروں میں حیرت زدہ لوگوں کو ہدایت عطا فرمائی اور تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے دین اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ عطا فرمایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل پر اور صحابہ کرام علیہم الرضوان پر ہر گھڑی اور ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی دائمی رحمت کا نزول ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں مومن عورتوں کا ذکر یوں فرماتا ہے: ”وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ (ب ۲۶، الفتح: ۲۵) ترجمہ کنز الایمان: اور اگر یہ نہ ہوتا کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں۔“

اور مزید ارشاد فرمایا: ”إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّبِرَاتِ وَالصَّبِرَاتِ وَالْحَشِيعَاتِ وَالْحَشِيعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمَاتِ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَفِظَاتِ وَالْحَفِظَاتِ وَالذَّكِرَاتِ وَالذَّكِرَاتِ لاَ اَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيمًا“ (ب ۲۲، الاحزاب: ۳۵) ترجمہ کنز الایمان: بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرمانبردار اور فرمانبرداریں اور سچے اور سچیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔“ (۱)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”شان نزول: اسماء بنت عمیس جب اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں۔ تو ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل کر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کے باب میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ تو اسماء نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ”حضور عورتیں بڑے ٹوٹے (یعنی خسارے) میں ہیں۔“ فرمایا: کیوں؟ عرض کیا کہ ”ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہوتا ہی نہیں جیسا کہ مردوں کا ہوتا ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کے دس مراتب مردوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور ان کے ساتھ ان کی مدح فرمائی گئی اور مراتب میں سے پہلا مرتبہ اسلام ہے جو خدا اور رسول کی فرمانبرداری ہے۔ دوسرا ایمان کہ وہ اعتقاد صحیح اور ظاہر و باطن کا موافق ہونا ہے۔ تیسرا مرتبہ قنوت یعنی طاعت..... بقیہ اگلے صفحہ پر

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزوجل نے نیک عورتوں کا ذکر نیک مردوں کے ساتھ کیا ہے۔ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی مختلف احوال ہیں، ان میں بھی زہد و تقویٰ اور خیر و بھلائی کی صفات مکمل طور پر پائی جاتی ہیں، ان میں بھی اوراد و وظائف کرنے والی اور جنگلات و کھنڈرات کی سیاحت کرنے والی عورتیں ہوتی ہیں۔ اور بعض کو اللہ عزوجل کشف وغیرہ کی خصوصیات بھی عطا فرماتا ہے جیسا کہ پہلے دور میں رابعہ عدویہ، شعوانہ، ریحانہ، اُمّ الخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہن اور ان کے علاوہ معروف اور غیر معروف پاکباز عورتیں گزری ہیں۔

تذکرہ حضرت سیدتنا رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا:

حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے بارے میں منقول ہے کہ آپ عشاء کی نماز پڑھ کر مکان کی چھت پر کھڑی ہو جاتیں اور اپنے دوپٹے اور چادر کو اچھی طرح اوڑھ کر بارگاہ رب العزت عزوجل میں یوں عرض گزار ہوتیں: ”یا اللہ عزوجل! ستارے چمک رہے ہیں، سب کی آنکھیں سوئی ہوئی ہیں، بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے ہیں، ہر محبت اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی میں ہے اور میں تیری بارگاہ میں تنہا کھڑی ہوں۔“ پھر آپ نماز ادا کرتی رہتیں، جب سحری کا وقت ہوتا اور فجر طلوع ہو جاتی تو بارگاہ رب العزت میں عرض کرتیں: ”یا اللہ عزوجل! یہ رات گزر گئی، دن خوب روشن ہو گیا۔ کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ کیا میری رات کی عبادت قبول ہوئی تو مجھے مبارک بادی جائے، یا اگر مردود ہوئی تو میری ڈھارس بندھائی جائے، تیری عزت کی قسم! جب تک تو مجھے زندہ رکھے گا اور میری مدد کرتا رہے گا میں اسی عادت پر قائم رہوں گی، اور تیری عزت کی قسم! اگر تو مجھے اپنی بارگاہ سے مردود کر دیتا پھر بھی میں اس سے دور نہ ہوتی کیونکہ میرے دل میں تیری محبت بس چکی ہے۔“

پھر آپ چند اشعار پڑھتیں، جن کا مفہوم یہ ہے:

بقیہ..... ہے۔ اس میں جو تھے مرتبہ کا بیان ہے کہ وہ صدق نیت و صدق احوال و انفعال ہے۔ اس کے بعد پانچویں مرتبہ صبر کا بیان ہے کہ طاعتوں کی پابندی کرنا اور منوعات سے احتراز رکھنا۔ خواہ نفس پر کتنا ہی شاق اور گراں ہو۔ رضائے الہی کے لئے اختیار کیا جائے۔ اس کے بعد پھر چھٹے مرتبہ خشوع کا بیان ہے۔ جو طاعتوں اور عبادتوں میں قلوب و جوارح کے ساتھ متواضع ہونا ہے۔ اس کے بعد ساتویں مرتبہ صدقہ کا بیان ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں بطریق فرض و نفل دینا ہے۔ پھر آٹھویں مرتبہ صوم کا بیان ہے۔ یہ بھی فرض و نفل دونوں کو شامل ہے۔ منقول ہے کہ ”جس نے ہر ہفتہ ایک درم صدقہ کیا وہ مٹھنہ قین میں اور جس نے ہر مہینہ ایام بیض کے تین روزے رکھے، وہ صائمین میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد نویں مرتبہ عفت کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی پارسائی کو محفوظ رکھے اور جو حلال نہیں ہے اس سے بچے۔ سب سے آخر میں دسویں مرتبہ کثرت ذکر کا بیان ہے۔ ذکر میں تسبیح، تہلیل، تکبیر، قراءت قرآن، علم دین کا پڑھنا، پڑھانا، نماز، وعظ، نصیحت، میلاد شریف، نعت شریف پڑھنا سب داخل ہیں۔ کہا گیا ہے کہ بندہ ذاکرین میں جب شمار ہوتا ہے جب کہ وہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرے۔“

”اے میرے سرور و اُمید اور مقصود! تو ہی میرے دل کی راحت اور تو ہی میرا محبوب ہے، اور تیری دید کا شوق ہی میرا ساز و سامان ہے۔ اے میری زندگی اور محبت کے مالک! اگر تیری محبت نہ ہوتی تو میں ان وسیع شہروں میں نہ بھٹکتی۔ کتنی ہی مرتبہ تیرے احسانات مجھ پر ظاہر ہوئے اور میں نے کتنی ہی نعمتیں تجھ سے حاصل کیں۔ پس اب تیری محبت ہی میری خواہش، میرا مقصود اور میرے جلتے ہوئے دل کی آنکھ کا نور ہے، میں جب تک زندہ رہوں، مجھے کوئی چین و سکون نہیں۔ رات کی تاریکی میں بھی میری اُمید صرف تو ہی تُو ہے۔ اے میرے دل کی اُمید! اب اگر تو مجھ سے راضی ہو گیا تو میں بھی خود کو سعادت مند سمجھوں گی۔“

دیدارِ الہی عَزَّوَجَلَّ کی طالب:

حضرت سیدنا سعد بن عثمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ اس چٹیل میدان سے گزر رہا تھا جہاں بنی اسرائیل ایک عرصے تک حیران و سرگرداں بھٹکتے پھرتے رہے۔ وہاں ہم نے کسی انسان کو آتے دیکھا۔ میں نے عرض کی: ”اے میرے استاذ محترم! کوئی شخص آ رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”جاؤ! دیکھو! کون ہے، یہاں تو کوئی صدیق ہی آ سکتا ہے؟“ میں نے دیکھا تو وہ کوئی عورت تھی۔ آپ نے فرمایا: ”رب کعبہ کی قسم! یہ تو کوئی صدیقہ ہے۔“ چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلدی سے اس کے پاس گئے، اور سلام پیش کیا تو کہنے لگی: ”مردوں کو کیا ہو گیا ہے کہ عورتوں کو مخاطب کرتے ہیں؟“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”میں آپ کا بھائی ذوالنون ہوں، تہمت والوں میں سے نہیں ہوں۔“ تو اس نے کہا: ”خوش آمدید! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو سلامت رکھے۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفسار فرمایا: ”آپ کو اس دیرانے میں آنے پر کس نے ابھارا؟“ اس نے جواب دیا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان نے:

﴿ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاَسِعَتْ فِتْهًا جِرْوًا ﴾ ترجمہ کنز الایمان: کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرے۔
فِيهَا ط (ب، ۵، النساء: ۹۷)

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”محبتِ الہی عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں کچھ بیان کیجئے؟“ تو وہ کہنے لگی: ”سُبْحَانَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ! آپ اس کو خوب جانتے ہیں، خود معرفت کی زبان میں کلام کرتے ہیں پھر بھی اس کے متعلق مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”سوال کرنے والا جواب کا حق دار ہے۔“ تو اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے شدید محبت کرتی ہوں کیونکہ تو ہی اس کا حق رکھتا ہے۔ محبت ایسا ذکر ہے جو تیرے علاوہ سب سے بے خبر کر دیتا ہے۔ تو ہی محبت کا اہل ہے لہذا میرے سامنے سے پردے اٹھا دے تاکہ میں تیرا دیدار کر سکوں۔ میرے نزدیک ادھر ادھر کی چیزوں کی کوئی تعریف نہیں بلکہ ہر چیز میں تیری ہی حمد و ثناء ہے۔“

پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

يَا حَيْبَ الْقَلْبِ مَا لِي سِوَاكَ فَاَرْحَمِ الْيَوْمَ مُذْنِبًا قَدْ آتَاكَ
يَا رَحْمَانِي وَرَاحَتِي وَسُرُورِي قَدْ أَبَى الْقَلْبُ أَنْ يُحِبَّ سِوَاكَ

ترجمہ: اے دل کے دوست! تیرے سوا میرا کوئی نہیں، اپنی بارگاہ میں حاضر اس گنہگار پر رحم فرما، اے میری امید، میری راحت اور اے میرے سرور! دل نے تیرے سوا کسی اور سے محبت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

حضرت سیدتنا رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے چار سوالات:

منقول ہے کہ جب حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے چند احباب کے ساتھ ان کے پاس آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دے دی اور ایک پردہ درمیان میں حائل کر کے اس کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے دوستوں نے استفسار کیا: ”آپ کے شوہر انتقال فرما چکے ہیں، لہذا اب آپ کو نکاح کر لینا چاہئے۔“ حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: ”میں تمہاری رائے کا احترام کرتے ہوئے بڑی محبت و عزت سے نکاح کر لوں گی، لیکن مجھے یہ بتائیے کہ آپ میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تاکہ میں اس سے نکاح کروں۔“ وہ بولے: ”حضرت سیدنا حسن بصری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)۔“ پھر کہنے لگیں: ”اگر آپ میرے چار سوالات کے جوابات دے دیں تو میں آپ سے نکاح کر لوں گی۔“ حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”پوچھو، اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو جواب دوں گا۔“

چنانچہ انہوں نے درج ذیل سوالات کئے:

(۱)..... فقہیہ عالم کیا کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گی تو کیا دنیا سے مسلمان جاؤں گی یا کافرہ؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا: ”یہ تو غیب ہے، جسے اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

(۲)..... جب مجھے قبر میں رکھا جائے گا اور منکر نکیر سوالات کریں گے تو میں جوابات دے پاؤں گی یا نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”یہ بھی غیب ہے۔“

(۳)..... جب لوگ قیامت میں اٹھیں گے، اور اعمال نامے کھول کر بعضوں کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور بعضوں کے بائیں ہاتھ میں، تو کیا میرا نامہ اعمال مجھے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا یا اٹلے میں؟ تو حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے پھر یہی جواب دیا کہ ”یہ بھی غیب ہے۔“

(۴)..... جب تمام مخلوق میں سے ہر جنسی اور دوزخی گروہ کو پکارا جائے گا اور بلایا جائے گا تو میں کس گروہ میں سے ہوں گی؟

تو اس کے جواب میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی فرمایا کہ ”یہ بھی غیب ہے، اور غیب کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔“ اس کے بعد حضرت سیدنا اربعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے ارشاد فرمایا: ”جب معاملہ ایسا ہے (یعنی جب دنیا سے مسلمان رخصت ہونے تکمیل کے سوالات کے جوابات دینے، نامہ اعمال کے دائیں ہاتھ میں ملنے اور چنتی گردہ میں شامل ہونے کا علم نہیں) تو میں اس کی وجہ سے سخت پریشان و مضطرب ہوں لہذا مجھے کیسے شوہر کی حاجت ہو سکتی ہے اور کیسے اس کے لئے فارغ وقت نکال سکتی ہوں۔“

ستار بجانے والی کی توبہ:

حضرت سیدنا صالح مری علیہ رحمۃ اللہ الہی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی کو دیکھا جو ستار بجاتی تھی۔ ایک دن وہ کسی قاری قرآن کے پاس سے گزری جو اس آیت مبارکہ کی تلاوت کر رہا تھا:

﴿۲﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

(پ۔ ۱۰، التوبة: ۴۹)

آیت مبارکہ سنتے ہی اس نے ستار پھینک دیا، ایک زوردار چیخ ماری اور بیہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔ جب افاقہ ہوا تو اس نے ستار کو توڑ دیا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئی، یہاں تک کہ عبادت کی وجہ سے معروف و مشہور ہو گئی۔ ایک دن میں اس کے پاس گیا، اور اسے کہا: ”اپنے نفس کے لئے نرمی اختیار کرو۔“ تو وہ رونے لگ گئی اور کہنے لگی: ”کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ جہنمی اپنی قبروں سے کیسے نکلیں گے؟ پل صراط کیسے عبور کریں گے؟ قیامت کی ہولناکیوں سے کیسے نجات پائیں گے؟ کھولتے ہوئے گرم پانی کو کیسے گھونٹ گھونٹ کر کے پیں گے؟ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ڈانٹ کو کیسے سن سکیں گے؟“ پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب افاقہ ہوا تو التجا کرنے لگی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے جوانی میں تیری نافرمانی کی اور اب کمزوری کی حالت میں تیری اطاعت کر رہی ہوں، کیا تو میری عبادت قبول فرمائے گا؟“ پھر اس نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا: ”آہ! کل قیامت کتنے ہی لوگوں کے عیب کھول دے گی۔“ پھر اس نے ایک چیخ ماری اور آہ و بکا کرنے لگی۔ مجلس کے سبھی لوگ اس کی شدت گریہ و زاری سے بے ہوش ہو گئے۔

زیارت بیت اللہ شریف کا انوکھا شوق:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اُمّ داب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا شمار بلند پایہ صالحات و عبادات میں ہوتا ہے۔ اُن کی عمر نوے (90) برس ہو چکی تھی۔ ہر سال مدینہ منورہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً سے مکہ معظمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و نکرینما پیدل چل کر حج کرنے آتی تھیں۔ اُن کی بینائی چلی گئی۔ جب حج کا موسم آیا، عورتیں ان کے پاس ان کی زیارت کے لئے

حاضر ہوئیں، ان کو آپ کی بینائی چلے جانے کا بہت غم ہوا، آپ نے گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے بارگاہ رب العزت میں یوں عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیری عزت کی قسم! میری آنکھوں کا نور چلا گیا تو کیا ہوا؟ تیری بارگاہ میں حاضری کے شوق کے انوار تو ابھی باقی ہیں۔“ پھر احرام باندھ کر ”لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ“ کہتے ہوئے اپنی رفقاء کے ساتھ چل پڑیں۔ آپ ان کے ساتھ چلتے ہوئے کبھی آگے نکل جاتیں۔ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ اولیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے حال پر بڑا تعجب ہوا تو ہاتھ غیبی سے آواز آئی: ”اے ذوالنون! کیا تم اس بڑھیا پر تعجب کرتے ہو جسے اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے گھر کا شوق تھا پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے لطف و کرم فرماتے ہوئے اسے اپنے گھر کی طرف چلا دیا اور اس کی طاقت عطا فرمائی۔“

چار مقبول لڑکیاں:

حضرت سیدنا محمد بن مروان علیہ رحمۃ اللہ النان، جو فقر و تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرنے والوں میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کعبہ مشرفہ زَاذَهَا اللَّهُ تَعَالَى شَرَفًا وَتَكْرِيمًا میں رُکنِ یمانی کے قریب طواف میں مشغول تھا کہ اچانک چار لڑکیوں کو آتے دیکھا، ان پر مقبولیت کے آثار نمایاں تھے۔ ان میں سب سے بڑی نے غلاف کعبہ سے لپٹ کر عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہِ الہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی:

إِلَيْكَ حَاجِي لَا لِيْلَيْتِ وَالْحَجْرُ وَلَا طَوَافٍ بِأَرْكَانٍ وَلَا جُدْرٍ

ترجمہ: میرا حج تو صرف تیرے لئے ہے، نہ بیت اللہ شریف کا، نہ حجرِ آسود کا، نہ ارکان کا طواف اور نہ ہی دیواروں کا۔

پھر اس نے اپنے سر کو بلند کر کے عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیری محبت نے مجھے مضطرب کر دیا ہے اور میں عشق و محبت میں گرفتار ہو گئی ہوں، اب میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میری لغزشوں نے مجھے تیری بارگاہ سے لوٹا دیا تو مجھے میری محبت تیرے دروازے پر کھینچ لائے گی۔ اگر میرے گناہوں نے مجھے تیرے دروازے سے دور کر دیا تو تیرے عفو و کرم کی امید مجھے تیرے قریب کر دے گی۔ اگر میری خطاؤں نے مجھے قید کر دیا تو تیری طرف رجوع میں میرا خلاص مجھے آزاد کرادے گا۔ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے تیرا وصال کب حاصل ہوگا، تیری بارگاہِ جمال تک کب پہنچوں گی؟ اے وحشت زدوں کے دوست! اے محبین کے محبوب! اے خالقین کو پناہ دینے والے! اے گنہگاروں پر رحم کرنے والے اور اے تائبین کی توبہ قبول فرمانے والے! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھ پر اپنی خاص رحمت کا نزول فرما اور میری مغفرت فرما۔“ پھر اس نے لمبا سانس لیا اور چند اشعار پڑھے:

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِمَّا كَانَ مِنْ زُلْمِي وَمِنْ ذُنُوبِي وَتَفْرِيطِي وَإِصْرَارِي
يَا رَبِّ هَبْ لِي ذُنُوبِي يَا كَرِيمٌ فَقَدْ أَمْسَكْتُ حَبْلَ الرَّجَاءِ يَا خَيْرَ غَفَّارِ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

ترجمہ: میں اپنے گناہوں، لغزشوں، خطاؤں اور گناہ پر اصرار سے مغفرت چاہتی ہوں، اے میرے رب عزوجل! اے کریم! میرے گناہوں کی مغفرت فرمادے، اے بخشنے والے مہربان! میں نے امید کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا ہے۔

پھر وہ غمگین و پریشان بیٹھ گئی۔ اور دوسری مضطرب و بے قرار ہو کر گریہ و زاری کرتے ہوئے پکارنے لگی: ”اے تمام امیدوں کی انتہاء! اے نیکیوں کو نیک اعمال پر ابھارنے والے! اے عارفین کے دلوں میں محبت کی قندیل روشن کرنے والے! اے وحشت زدوں کے انیس! اے دلوں کے طیب! اے گناہوں کو بخشنے والے! میرا جسم تیری محبت سے پگھل رہا ہے، مجھے تیری بارگاہ میں پیش ہونے سے شرم آتی ہے، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھ پر اپنی خاص رحمت کا نزول فرما اور مجھ سے درگزر فرما۔ پھر وہ ادھر ادھر گھومنے لگی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

أَتَيْتَكَ أَشْتَكِي سُقْمِي وَذَائِبِي وَعِنْدَكَ يَا مُنَى قَلْبِي دَوَائِي
فَلَا أَحَدٌ سِوَاكَ إِلَيَّ أَشْكُو فَيَرْحَمَ عَبْدِي وَيَرِي بُكَائِي
فِي أَمْوَالِي الْوَرَى جُدْلِي بِعَفْوٍ وَمَنْ يَنْظُرْهُ فِيهَا شِفَائِي

ترجمہ: میں تیری بارگاہ میں اپنی کمزوری و بیماری کی درخواست لے کر حاضر ہوئی ہوں، اے میرے دل کی آرزو! میرے مرض کی دوا تیرے پاس ہے۔ تیرے سوا کوئی نہیں جسے میں اپنی بیماری بتا سکوں اور وہ میری گریہ و زاری کو دیکھے اور میرے آنسوؤں پر رحم کرے۔ اے ساری مخلوق کے مالک و مولیٰ عزوجل! اپنی بخشش و کرم فرما کر مجھ پر احسان فرما، اور ایسی نظر رحمت فرمادے جس میں میری شفا ہو۔

پھر وہ بیٹھ گئی اور تیسری کھڑی ہوئی، وہ بھی کافی دیر تک روتی رہی۔ پھر عرض کرنے لگی: ”یا اللہ عزوجل! میرے گناہوں نے مجھے تیرے دروازے سے دھتکار دیا ہے اور ہمیشہ کی غفلت نے تیری بارگاہ سے دور کر دیا ہے، میں تیرے دروازے پر ذلت و محتاجی کے ساتھ گناہوں اور خطاؤں کی معافی کی آس لگائے کھڑی ہوں، میں تیرے عذاب سے فرار ہو کر تیری پناہ میں آگئی ہوں، پھر اس نے بھی چند اشعار پڑھے، جو یہ ہیں:

يَا بَكَ رَبِّي قَدْ أَنْحَتُ رَكَائِي وَمَالِي مَنْ أَرْجُوهُ يَا خَيْرَ وَاهِبِ
سِوَاكَ فَجُدْلِي بِالَّذِي أَنْتَ أَهْلُهُ لَا عَظِي مِنْ الْأَفْضَالِ أَسْنَى الْمَوَاهِبِ
إِذَا لَمْ أَمْسُ شَوْقًا إِلَيْكَ وَحَسْرَةً عَلَيْكَ فَلَا بَلَّغْتُ مِنْكَ مَارِي

ترجمہ: اے میرے مالک عزوجل! تیرے دروازے پر میں نے ڈیرہ لگا لیا ہے، اے بہتر عطا کرنے والے! تیرے علاوہ میرا کون ہے جس سے میں امید رکھوں، مجھ پر اپنی شان کے مطابق جو دکر م فرما اور مجھے اپنا بہترین فضل عطا فرما، اگر میں تیرے شوق دیدار اور حسرت دیدار میں نہ مری تو اپنے مقصود کو نہ پہنچی۔

اس کے بعد وہ اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہاتے ہوئے بیٹھ گئی۔ اور چوتھی لڑکی روتے ہوئے کھڑی ہوئی، وہ

حسرت کے عالم میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کر رہی تھی۔ چنانچہ، اس نے عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! تو نے عبادت و ریاضت کرنے والوں کو حکم دیا کہ وہ تیرے دروازے پر کھڑے ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں۔ یا اللہ عزوجل! اگر معاف کرنا تیری صفت نہ ہوتی تو عبادت و کوشش کرنے والے جب گناہوں میں مبتلا ہوتے تو تیری بارگاہ میں نہ آتے۔ یا اللہ عزوجل! اگر تو معاف نہ کر سکتا تو میں تجھ سے مغفرت کی امید نہ رکھتی۔ بے شک تیری ہی یہ شان ہے کہ تو مجھ پر اپنی وسیع رحمت کے ساتھ کرم فرما سکتا ہے۔ اے وہ ذات جس سے کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ شے بھی مخفی نہیں! اے وہ ذات جس کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں! تو میرے گناہوں کی پردہ پوشی فرما، تو ہی میرا مطلوب و مقصود ہے۔“ پھر اس نے درج ذیل اشعار پڑھے:

نَعَطَفْتُ بِفَضْلِ مَنِّكَ يَا مَالِكَ الزُّرَى
فَأَنْتَ مَلَاذِي سَيِّدِي وَمُعِينِي
لَبِنُ أَبْعَدْتَنِي عَنْ جَنَابِكَ زَلَّتِي
فَإِنَّ رَجَائِي فِيكَ حُسْنُ يَفِينِي
وَوَظَنِّي حَمِيلٌ إِنِّي مِنْكَ أَرْجِي
عَوَاطِفُكَ الْحُسْنَى فَخُذْ بِمِينِي

ترجمہ: اے مخلوق کے مالک عزوجل! اپنے فضل سے مجھ پر عنایت کی ہوا چلا دے۔ تو میری پناہ گاہ، میرا مالک اور میری مدد فرمانے والا ہے۔ اگر میری لغزشوں نے مجھے تیری بارگاہ سے دور کر دیا ہے تو کوئی غم نہیں کیونکہ تیرے متعلق مجھے حسن ظن ہے۔ میرا حسن ظن یہ ہے کہ میں تجھ سے تیرے انعام و اکرام کی امید رکھوں لہذا میری دستگیری فرما۔

حضرت سیدنا محمد بن مروان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کی گفتگو اور دعائیں بہت سکون ملا اور ان کے نصیحت بھرے بیانات سے میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

ایک خائفہ کا خوفِ خدا عزوجل:

منقول ہے کہ ایک عورت کعبۃ اللہ شریف زادہ اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً کے پاس رہتی تھی، جس کا نام حکیمہ تھا۔ جب کعبہ مشرفہ زادہ اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً کے دروازے کو کھلتا ہوا دیکھتی تو زوردار چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتی۔ ایک دن اس کی عدم موجودگی میں دروازہ کھولا گیا۔ جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا: ”اے حکیمہ! آج (تیری عدم موجودگی میں) بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولا گیا، اگر تو طواف کرنے والوں کو حالتِ احرام میں قلبیہ (لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ) کہتے ہوئے دیکھ لیتی تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا دل شوق سے زخمی تھا اور وہ اپنے رب کی طرف سے رحمت و مغفرت کا انتظار کرتے ہوئے عاجزی و انکساری سے گریہ کناں تھے۔“ یہ سنتے ہی اس نے ایسی چیخ ماری جس سے دل گھبرا جائیں، اور پھر کچھ دیر تڑپتی رہی یہاں تک کہ اس افسوس میں اس نے اپنی جان قربان کر دی کہ وہ اپنا مطلوب نہ پاسکی اور نیک بندوں کے گروہ میں کعبہ مشرفہ زادہ اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً کی زیارت نہ کر سکی اور دنیا میں کوئی چیز اس کے لئے اس نعمت کا عوض یا بدلہ نہ بنائی گئی لہذا اس نے اپنی جان قربان کر دی۔

ایک خدا شناس مجنونہ:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ جبل مقطم کے قریب ایک عابدہ لڑکی رہتی ہے۔ میں نے چاہا کہ اس کی زیارت کروں۔ چنانچہ، میں اس پہاڑ کے قریب جا کر تلاش کرتا رہا لیکن وہ دکھائی نہ دی، میری ملاقات عابدوں کی ایک جماعت سے ہوئی، میں نے ان سے اس کے متعلق دریافت کیا تو وہ کہنے لگی: ”تم ایک مجنونہ کے بارے میں پوچھتے ہو اور عقل مندوں کے متعلق نہیں پوچھتے؟“ میں نے کہا: ”مجھے اسی کے متعلق بتاؤ، اگرچہ وہ مجنونہ ہے۔“ وہ پھر کہنے لگی: ”ہم اسے اپنے قریب سے گزرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ وہ کبھی گرتی ہے تو کبھی کھڑی ہو جاتی ہے، کبھی چیخ و پکار کرتی ہے تو کبھی خاموش ہو جاتی ہے، کبھی روتی ہے تو کبھی ہنستی ہے۔“ میں نے کہا: ”مجھے اس کا پتہ بتاؤ۔“ تو ان میں سے ایک نے بتایا کہ ”آپ فلاں وادی میں چلے جائیں۔“ چنانچہ، میں اس کی تلاش میں چل پڑا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو دھیمی دھیمی آواز میں اُسے چند اشعار پڑھتے سنا، جن کا مفہوم یہ ہے:

”اے وہ ذات جس کے ذکر سے دل اُنس محسوس کرتے ہیں! مخلوق سے کنارہ کش ہو کر میری اُمید صرف تیری ہی ذات کریمانہ ہے۔ اے وہ ذات کہ تمام لوگ جس کے بندے ہیں! زمانہ گزر جائے گا مگر تیری محبت دلوں میں ہر دم تر و تازہ رہے گی۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس آواز کے پیچھے چل پڑا تو ایک لڑکی کو دیکھا، وہ بہت بڑی چٹان پر بیٹھی تھی۔ میں نے اسے سلام کیا تو وہ جواب دینے کے بعد کہنے لگی: ”اے ذوالنون! کیا ہوا کہ ایک مجنونہ کو ڈھونڈ رہے ہیں؟“ میں نے پوچھا: ”کیا تم مجنونہ ہو؟“ بولی: ”جی ہاں، اگر میں مجنونہ نہ ہوتی تو مجھے ایسا کیوں کہا جاتا؟“ پھر میں نے پوچھا: ”کس وجہ سے تم مجنونہ ہو گئی ہو؟“ تو اس نے جواب دیا: ”اے ذوالنون! محبوب حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی محبت نے مجھے باندھ رکھا ہے اور اسی کے عشق نے مجھے بے چین کر دیا ہے۔“ پھر میں نے پوچھا: ”تمہارے عشق و محبت کا مقام کیا ہے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”اے ذوالنون! محبت و عشق کا مقام دل ہے اور وجد کا مقام باطن ہے۔“ پھر وہ شدید گریہ کنناں ہوئی، یہاں تک کہ اس پر غشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو شدت محبت سے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچتے ہوئے کہا: ”اے ذوالنون! محبوب حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والوں کی موت یوں آتی ہے۔“ پھر ایک زوردار چیخ مار کر زمین پر گر گئی، میں نے اسے ہلا جلا کر دیکھا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔

ایک عارفہ کا عارفانہ کلام:

حضرت سیدنا جعفر خادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی کو فرماتے سنا کہ میں نے ایک سال تنہا حج کیا اور مکہ مکرمہ ذَا ذَا اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً میں ہی ٹھہر گیا۔ جب رات تاریک ہو گئی تو طواف کے لئے

مطاف (یعنی طواف کی جگہ) میں داخل ہوا۔ دوران طواف میں نے ایک لڑکی دیکھی جو بیت اللہ شریف کا طواف کر رہی تھی۔ وہ کچھ اشعار پڑھ رہی تھی، جن کا مفہوم یہ ہے: ”محبت الہی غزوہ خلد نے پوشیدہ رہنے سے انکار کر دیا۔ میں نے اسے بہت چھپایا مگر اس نے میرے پاس ڈیرے ڈال لئے۔ جب میرا عشق شدت اختیار کرتا ہے تو محبوب حقیقی غزوہ خلد کی یاد سے میرا دل دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اگر میں اپنے محبوب سے قرب حاصل کرنے کا ارادہ کروں اور وہ مجھے وصال کی دولت سے سرشار کر دے تو میرا دل مطمئن ہو جائے اور مجھ پر مدہوشی طاری ہو جائے یہاں تک کہ میں اس کے دیدار کی لذت اٹھاؤں اور خوشی سے جھوم جاؤں۔“

حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اے سعادت مند لڑکی! کیا تمہیں اللہ غزوہ خلد پر بھروسہ نہیں کہ اس عظیم مقام پر ایسا کلام کر رہی ہو، تو وہ میری طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی: ”اے جنید! اللہ غزوہ خلد اور اس سے محبت کرنے والے کے درمیان حائل نہ ہو۔“ پھر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”اگر محبوب حقیقی غزوہ خلد سے ملاقات کا معاملہ نہ ہوتا تو آپ مجھے میٹھی نیند چھوڑنے والا نہ دیکھتے۔ محبت الہی غزوہ خلد نے مجھے بے وطن کر دیا ہے جیسے آپ میرے وطن کے متعلق خیال کر رہے ہیں۔ میں نے اپنے محبوب حقیقی غزوہ خلد سے ملاقات کا پختہ ارادہ کر لیا ہے پس اس کی محبت نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہے۔“

پھر کہنے لگی: اے جنید! آپ کعبہ مشرفہ زاذھا اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریمًا کا طواف کر رہے ہیں کیا آپ نے کعبے کے رب غزوہ خلد کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ”آپ کو اس دعوے کی دلیل قائم کرنی ہوگی تو اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھالیا اور کہنے لگی: تو پاک ہے، تو پاک ہے، تیری شان کتنی بلند ہے! تیری بادشاہی کتنی عزت والی ہے! یہ لوگ پتھروں جیسے ہیں جو اہل معرفت کا انکار کرتے ہوئے طواف کر رہے ہیں۔“ پھر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”لوگ اللہ غزوہ خلد کا قرب حاصل کرنے کے لئے بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں جبکہ ان کے دل چٹانوں سے زیادہ سخت ہیں۔ اگر وہ تنہائی میں مخلص ہوتے تو ان کی صفات عمدہ ہو جاتیں اور ان کی ذات میں بیان کرنے کے لئے صفات حق قائم ہو جاتیں۔“ حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ اس کا عارفانہ کلام سن کر مجھ پر غشی طاری ہو گئی، جب افاقہ ہوا تو میں نے اسے بہت تلاش کیا مگر کہیں نہ پایا۔

ایک عابدہ کی نصیحت بھری باتیں:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میرے سامنے ایک عابدہ وزاہدہ کی تعریف کی گئی جو بہت باعمل اور کثرت سے عبادت کرنے والی تھی۔ میں نے اس کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ، میں نے دیکھا کہ وہ دن کو روزے رکھتی، رات کو قیام کرتی، نہ تو عبادت سے کبھی غافل ہوتی اور نہ ہی نیکیوں سے اسے کوئی اکٹاہٹ ہوتی۔ وہ ایک راہب

خانے میں رہتی تھی۔ رات کے وقت جب اندھیرا چھا گیا تو میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا: ”میرا مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ نہیں سوتا اور نیند اس کے شایانِ شان نہیں، تو پھر اس کی بندی کیسے سو جائے، تیری عزت و جلال کی قسم! آج رات میں نہیں سوؤں گی۔“ جب صبح ہوئی تو میں نے اسے سلام کیا اور اس نے جواب دیا۔ میں نے کہا: ”اے لڑکی! تو عیسائیوں کے ٹھکانے میں رہتی ہے جبکہ تو عبادت میں اس مقام پر ہے؟“ تو وہ کہنے لگی: ”اے ذوالنون! ایسی چھوٹی بات نہ کریں، آپ تو اس عظیم مقام پر فائز ہیں کہ آپ کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی کا خیال نہیں آتا، اور نہ ہی کوئی وہم پیدا ہوتا ہے۔“ میں نے اس سے کہا: ”کیا تم اس گرجے میں وحشت محسوس نہیں کرتی؟“ اس نے کہا: ”وہ ذات جس نے میرے دل کو اپنی لطیف حکمت سے بھر دیا اور مجھے اپنی محبت عطا کر دی، میں اپنے دل میں اس کے علاوہ کسی کے لئے کوئی جگہ نہیں پاتی اور نہ ہی میرے جسم میں کوئی ایسی رگ ہے جو اس کی محبت و معرفت سے لبریز نہ ہو، تو میں کیونکر اس کے ذکر سے مانوس نہ ہوں گی، میں تو ہمیشہ اس کی بارگاہ میں ہوتی ہوں۔“

پھر میں نے کہا: ”آپ نے راہِ سلوک کی طرف میری رہنمائی فرمائی ہے، پس مجھے بھی ایسی قوم کے راستے پر چلائیے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں گناہوں کے سمندر میں غرق ہوں۔“ تو اس نے نصیحت کرتے ہوئے کہا: ”اے ذوالنون! تقویٰ کو اپنا توشہ بنا لو اور آخرت کو اپنا مقصد بنا لو، زُہد و تقویٰ کو اپنی سواری بنا لو اور سب سے کٹ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ رہنے کو اپنی عادت بنا لو، اور اس دنیا کو اپنے دل سے نکال دو، یہ آپ کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کا سبب ہوگا۔ اور خائفین کے راستے کو اپنا کر، نافرمانوں کے راستے کو ترک کر دیجئے، موجدین کی فہرست میں آپ لکھے جائیں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں آپ کی حاضری اس حال میں ہوگی کہ آپ کے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوگا، اور نہ ہی کوئی دربان آپ کو روکے گا۔“

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اس کے کلام نے میرے دل پر بہت اثر کیا اور وہی میرے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کا سبب بنا، پھر اس نے مجھے وہیں چھوڑا اور چلی گئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ



صور پھونکنے کا بیان

بیان: 28:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَبَقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۗ

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۝﴾ (پ ۲۴، الزمر: ۶۸)

ترجمہ کنز الایمان: اور صور پھونکا جائے گا، تو بے ہوش ہو جائیں گے، جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں، مگر جسے اللہ چاہے، پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جیسی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔ (۱)

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں وہم وگمان جس کا ادراک نہیں کر سکتے، نہ آنکھیں اس کا احاطہ کر سکتی ہے۔ نہ اسے آفات آتی ہیں نہ موت۔ اس نے کتاب کو نازل فرمایا، بادل برسایا، تر پھلوں کو خشک ٹھہنیوں سے نکالا اور انسان کو خشک بجتی مٹی سے پیدا کیا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گار تھی۔ وہ خود اپنی قدرتِ کاملہ کو یوں بیان فرماتا ہے: وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ (ب ۱، البقرہ: ۱۱۷) ترجمہ کنز الایمان: اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا، وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ اس کی قدرت سے سب کچھ پیدا ہوا۔ اس کی رحمت سے لگا تار نعمتیں ملیں۔ اس کی حکمت سے زمین و آسمان شق ہوئے۔ اس کی مشیت و ارادے سے سعادت و شقاوت لکھی گئی۔

①..... مفتر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یہ پہلے نوح کا بیان ہے۔ اس نوح سے جو بے ہوش طاری ہوگی اس کا یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اور زمین والوں سے اس وقت جو لوگ زندہ ہوں گے، جن پر موت نہ آئی ہوگی، وہ اس سے مرجائیں گے اور جن پر موت وارد ہو چکی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات عنایت کی وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ جیسے کہ انبیاء و شہداء۔ ان پر اس نوح سے بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہوگی اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں اس نوح کا شعور بھی نہ ہوگا۔ (جمل وغیرہ)۔ اس استثناء میں کون کون داخل ہے۔ اس میں مفترین کے بہت اقوال ہیں: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نوح صحت سے تمام آسمان اور زمین والے مرجائیں گے سوائے جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت کے۔ پھر اللہ تعالیٰ دونوں نوحوں کے درمیان جو چالیس برس کی مدت ہے، اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ شہداء ہیں جن کے لئے قرآن مجید میں ”بَلْ أٰخِیَآءُ“ آیا ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے کہ وہ شہداء ہیں جو کواہر میں حائل کے گرد عرش حاضر ہوں گے۔ تیسرا قول حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”مستثنیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ چونکہ آپ طور پر بے ہوش ہو چکے ہیں اس لئے اس نوح سے آپ بے ہوش نہ ہوں گے۔ بلکہ آپ معیظہ، ہوشیار رہیں گے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ جنت کی حوریں اور عرش و کرسی کے رہنے والے ہیں۔ ضحاک کا قول ہے کہ ”مستثنیٰ رضوان اور حوریں اور وہ فرشتے جو جہنم پر مامور ہیں وہ اور جہنم کے سانپ بچھو ہیں۔ (تفسیر کبیر و جمل)۔ یہ نوح ثانیہ ہے جس سے مردے زندہ کئے جائیں گے اپنی قبروں سے اور دیکھتے ہوئے کھڑے ہونے سے یا تو یہ مراد ہے کہ وہ حیرت میں آ کر مہبت کی طرح ہر طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے۔ یا یہ معنی ہیں کہ ”وہ یہ دیکھتے ہوں گے کہ اب انہیں کیا معاملہ پیش آئے گا اور مؤمنین کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سواریاں حاضر کی جائیں گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے، ”یَوْمَ نَخْشُرُ الْمُتَشَبِّهِينَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَ لَقَدْ اٰ“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

قرآن پاک میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ وَالِيهِ تَقَلُّبُونَ 0 (ب ۲۰، العنکبوت: ۲۱) ترجمہ کنزالایمان: عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے۔ عقل مندوں کے سینوں کو شفا دیتا اور اپنی پختہ تخلیقات سے ہر شک و شبہ دور کرتا ہے۔ چنانچہ، خود ارشاد فرماتا ہے: وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا آتَيْتُمْ بِبَشَرٍ تَنْتَشِرُونَ 0 (ب ۲۱، الروم: ۲۰) ترجمہ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر جیسا تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے۔

اس نے اپنی حکمتِ کاملہ سے مختلف قسم کی اشیاء پیدا فرمائیں اور گزشتہ و آئندہ کی اشیاء کو ایک اندازے سے رکھا اور توبہ کرنے والے کے تمام گناہ معاف فرمادیے۔ چنانچہ، ارشاد فرماتا ہے: "وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ 0 (ب ۲۵، الشوری: ۲۵) ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔" (۱)

اللہ عزوجل نئے نئے زمانے ایجاد کرتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں مردوں، عورتوں کی صورتیں بناتا ہے۔ قبر والوں کو اٹھائے گا تو وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ "چنانچہ، قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ 0 (ب ۲۳، یس: ۵۱) ترجمہ کنزالایمان: اور پھونکا جائے گا صور جیسا وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے۔ اور اپنی قدرت کی نشانی، سورج کے متعلق فرماتا ہے: وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرًّا جَا 0 (ب ۲۹، نوح: ۱۶) ترجمہ کنزالایمان: اور سورج کو چراغ (کیا)۔ اللہ عزوجل نے بدلیوں سے زور کا پانی اُتارا اور اگر وہ چاہے تو اُسے کھاری کر دے پھر اس کا شکر کیوں نہیں کرتے جو کریم ہے، قدر فرمانے والا ہے، مہربان ہے، بخشنے والا ہے، اپنے فیصلوں میں ظلم و ستم سے پاک ہے، زمین و آسمان کا خالق ہے۔ خود قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ط ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ 0 (ب ۷، الانعام: ۱) ترجمہ کنزالایمان: جس نے آسمان اور زمین بنائے، اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی، اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ (۲)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "مسئلہ: توبہ ہر ایک گناہ سے واجب ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی بدی و معصیت سے باز آئے اور جو گناہ اس سے صادر ہوا اس پر نادم ہو اور ہمیشہ گناہ سے مجتنب رہنے کا پختہ ارادہ کرے اور اگر گناہ میں کسی بندے کی حق تلفی بھی تھی تو اس حق سے بطریق شرعی عہدہ برآ ہو۔"

②..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "توریت میں سب سے اوّل یہی آیت ہے۔ اس آیت میں بندوں کو شانِ استغناء کے ساتھ حمد کی تعلیم فرمائی گئی اور پیدائش آسمان و زمین کا ذکر اس لئے ہے کہ ان میں ناظرین کے لئے بہت عجائب قدرت و غرائب حکمت اور عبرتیں و منافع ہیں۔ یعنی ہر ایک اندھیری اور روشنی خواہ وہ اندھیری شب کی ہو یا کفر کی یا جہل کی یا جہنم کی اور روشنی خواہ دن کی ہو یا ایمان و ہدایت و علم و جنت کی۔ ظلمات کو جمع اور نور کو..... بقیہ اگلے صفحہ پر

اللہ عزوجل طول و عرض میں پھیلی ہوئی تمام اشیاء کا بھی مالک ہے، اپنے بندوں کے فرائض و سنن قبول فرماتا ہے، سب کو اسی کی طرف لوٹنا اور اسی کی بارگاہ پیش ہونا ہے۔ چنانچہ، اپنی وسیع قدرت کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: **وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ لَهٍ قِنْتُونَ** (ب: ۲۱، الروم: ۲۶) ترجمہ کنز الایمان: اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں، سب اسی کے زیر حکم ہیں۔ اللہ عزوجل نے انسان کو مضبوط و مستحکم پیدا فرمایا، اور اس میں طاقت و قوت کو ودیعت فرمایا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرماتا ہے: **وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَضَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُفْقَهُونَ** (ب: ۱۷، الانعام: ۹۸) ترجمہ کنز الایمان: اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر کہیں تمہیں ٹھہرانا ہے اور کہیں امانت رہنا ہے شک ہم نے مفصل آیتیں بیان کر دیں سمجھ والوں کے لئے۔

اس نے راہ ہدایت کو ظاہر فرمایا اور اس کے تمام راستوں کو بیان فرمایا، اور اپنے بندوں پر اپنی پے در پے ملنے والی نعمتوں کی تکمیل فرمائی، اور وحدانیت کا اقرار کرنے والوں کے چہرے روشن فرمائے تو ان کے چہرے مسکراتے اور کھلکھلاتے ہیں۔ چنانچہ، اللہ عزوجل قرآن پاک میں ایسوں کی شان یوں بیان فرماتا ہے: **لَا يَسْحَرُونَهُمْ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّهُمُ الْمَلَائِكَةُ ط هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ** (ب: ۱۷، الانبیاء: ۱۰۳) ترجمہ کنز الایمان: انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

اللہ عزوجل نے بدلیوں سے پانی اتارا، اور اپنے فضل و کرم سے کامل طور پر نعمتیں عطا فرمائیں، اپنے بندوں کے متعلق جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ کیونکہ، خود ارشاد فرماتا ہے: **لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ** (ب: ۱۷، الانبیاء: ۲۳) ترجمہ کنز الایمان: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

اللہ عزوجل نے تخلیق کائنات کی کاریگری کو مضبوط و مستحکم کیا، اپنی مخلوق کو وسیع رزق عطا فرما کر ان پر احسان و انعام فرمایا، اور ان کے مبہم رازوں کو جانتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: **لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسْرُونَ وَمَا يُغْلِبُونَ ط** (ب: ۱۱۴، النحل: ۲۳) ترجمہ کنز الایمان: فی الحقیقت اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ **رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ** (ب: ۲۷، الرحمن: ۱۷) ترجمہ کنز الایمان: دونوں پورب کارب اور دونوں پچھتم کارب۔

اللہ عزوجل نے کائنات کو دونوں روں کے ساتھ منور فرمایا یعنی ہر چیز کے دو جوڑے بنائے۔ چنانچہ، خود ارشاد فرماتا ہے: **وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ** (ب: ۲۷، الذریت: ۴۹) ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے کہ تم دھیان کرو۔

بقیہ..... واحد کے صیغہ سے ذکر فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ باطل کی راہیں بہت کثیر ہیں اور راہ حق صرف ایک دین اسلام۔ یعنی باوجود ایسے دلائل پر مطلع ہونے اور ایسے نشان ہائے قدرت دیکھنے کے، دوسروں کو کشتی کہ تھروں کو ہتھیار جتے ہیں۔ باوجودیکہ اس کے بقر ہیں کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔

مثلیت سے پاک ذات:

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عقل والوں پر پردے ڈال دیئے کہ وہ اس کا احاطہ کر سکیں تو وہ حیران و پریشان ہیں، اور انہیں اپنی توحید کی نشانیاں دکھائیں تو انہوں نے نہ مخالفت کی اور نہ ہی مثل ہونے کا دعویٰ کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی بزرگی و عظمت کا ذکر ان کے دلوں میں ڈالا تو وہ اس کی یاد میں مست ہو گئے اور کہنے لگے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں۔“ اس نے اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر فضل و کرم کرتے ہوئے انہیں بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائیں، اور اپنے دشمنوں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا۔ اور اپنا ادراک کرنے سے لوگوں کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے لہذا وہ کسی کے متعلق اس کے مثل یا مشابہ ہونے کا وہم تک نہیں کرتے۔ چنانچہ،

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی بے مثل و بے مثال شان یوں بیان فرماتا ہے:

﴿۱﴾ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ (پ ۱۱، یونس: ۱۸) ترجمہ کنز الایمان: اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے۔

﴿۲﴾ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ۝ (پ ۲۵، الشوری: ۱۱) ترجمہ کنز الایمان: اس جیسا کوئی نہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پھیلی ہوئی فضیلت سے بلند شے کوئی نہیں، اور اس کی راہ پر چلنے والے کو کوئی گمراہی نہیں آسکتی۔ اسی کا فرمان حقیقت نشان ہے:

﴿۳﴾ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمِیْتِ وَیُخْرِجُ الْمِیْتِ مِنَ الْحَیِّ وَیُحِیُّ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا ۝ وَکَذٰلِکَ تُخْرِجُوْنَ ۝ (پ ۲۱، الروم: ۱۹) ترجمہ کنز الایمان: وہ زندہ کو نکالتا ہے مردے سے اور مردے کو نکالتا ہے زندہ سے اور زمین کو جلاتا (یعنی زندہ کرتا) ہے اس کے مرے پیچھے اور یونہی تم نکالے جاؤ گے۔

میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایسی حمد و ثناء کرتا ہوں جس کے ذریعے مقرر بین اس کے مزید قرب کی لذت حاصل کرتے ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، یہ ایسی گواہی ہے جو گواہی دینے والے کو اس روز نفع بخشے گی جس دن مال نفع دے گا نہ اولاد، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور رسول ہیں، جو عربی نبی ہیں اور امین و مامون ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، پر، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل و اصحاب علیہم الرضوان، از و ارج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور پاک اولاد پر درود و سلام بھیجے جنہوں نے حق کے مطابق فیصلے کئے اور جو حق کے ساتھ عدل و انصاف کرتے ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کا ہولناک منظر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ
وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ط ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ
أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۝ (ب ۲۴، الزمر: ۶۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور صور پھونکا جائے گا، تو بے ہوش ہو جائیں گے،
جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں، مگر جسے اللہ چاہے، پھر وہ
دوبارہ پھونکا جائے گا جیسی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

حضرت سیدنا اسرائیل علیہ السلام (اللہ عزوجل کے حکم سے) صور پھونکیں گے، جبکہ صور سینگ نما ہوگا۔ اور بعض کے نزدیک
حضرت سیدنا حسن کی قراءت کے مطابق یہ ”صورۃ“ کی جمع ہے۔ انہوں نے ”وَنُفِخَ فِي الصُّورِ“ واو کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے۔
حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا اسرائیل علیہ السلام نے کبھی آنکھ نہیں جھپکائی۔“ یعنی
جب سے ان کے ذمہ یہ کام لگا ہے، وہ ایک پلک کو دوسری پر نہیں رکھتے کہ کہیں پلک جھپکنے سے پہلے انہیں (صور پھونکنے کا) حکم نہ
دے دیا جائے۔ اور اس فتح سے مراد نچھ اولیٰ ہے۔ ”صَعِقَ“ کا معنی ہے کہ وہ گھبراہٹ اور آواز کی شدت سے مر جائیں گے۔

”إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ“ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل جنہیں چاہے گا انہیں گھبراہٹ سے محفوظ رکھے گا۔ اور یہ کون لوگ
ہوں گے، اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ چنانچہ، ایک قول یہ ہے کہ وہ شہداء ہیں۔ بعض کے نزدیک ان سے مراد جبرائیل،
میکائیل و عزرائیل اور اسرائیل علیہم السلام ہیں۔ اور بعض نے کہا: ”وہ عرش اٹھانے والے فرشتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ تمام
فرشتے مراد ہیں، جبکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان سے حور عین مراد ہیں۔ پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا اور یہ دوبارہ اٹھائے
جانے کے لئے ہوگا۔ (المستدرک، کتاب الاحوال، باب ينتظر صاحب الصور متى يؤمر بنفخه، الحدیث ۸۷۱۹، ج ۵،
ص ۷۷۴۔ العظمة لابی الشیخ الاصبهانی، صفة اسرافیل علیہ السلام، الحدیث ۳۹۴/۳۹۳، ص ۱۴۵، بتغییر قلیل)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا
فرمان حقیقت نشان ہے: ”اجسام زمین سے اس طرح نکلیں گے جیسے سبزہ، اور روحمیں شہد کی مکھیوں کی طرح نکلیں گی اور ناک کے
بانسوں سے جسموں میں اس طرح سرایت کر جائیں گی جیسے زہر، زہر خوردہ کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے اور وہ سب ان
ہولناکیوں کو دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔“ (شعب الایمان للیہقی، باب فی حشر الناس
بعد ما یبعثون من قبورهم، فصل فی صفة یوم القیامة، الحدیث ۳۵۳، ج ۱، ص ۳۰۹، بتغییر قلیل)

اے میرے اسلامی بھائیو! غور کرو! تمہارے سب دوست، احباب اپنے حقیقی گھروں کی طرف کوچ کر گئے، عنقریب
تمہیں بھی یہ سفر طے کرنا اور قبر میں اترنا پڑے گا، وہ سب دنیوی مال و دولت اور اپنے وطن چھوڑ کر چل بے اور بہت جلد تمہیں بھی
یہ سب کچھ چھوڑ کر جانا پڑے گا، انہوں نے جدائی کا پیالہ گھونٹ گھونٹ کر کے پیاب تمہیں بھی پینا پڑے گا، جس طرح انہیں اپنے
اعمال کا سامنا کرنا پڑا تمہیں بھی کرنا پڑے گا، انہیں اپنے برے اعمال پر ندامت و شرمندگی اٹھانا پڑی عنقریب تمہیں بھی اٹھانا

پڑے گی، وقت کو فضولیات میں برباد کرنے پر وہ حسرت و افسوس کی آفت میں مبتلا ہیں عنقریب تمہیں بھی حسرت کی آفت میں مبتلا ہونا پڑے گا، وہ موت کی سختیوں سے ہمکنار ہوئے اور جلد ہی تمہیں بھی ان سختیوں کا شکار ہونا پڑے گا، انہوں نے اپنی آنکھوں سے ہولناکیوں کو دیکھا عنقریب تم بھی دیکھ لو گے۔ ان سے اُن کے اعمال کا حساب لیا گیا اور جلد ہی تم سے بھی لیا جائے گا، ان میں سے کوئی تمنا کرے گا کہ کاش! مال کے بدلے عذاب سے نجات مل جائے عنقریب تم بھی اس کی تمنا کرو گے، لہذا جلدی کرو! حساب کتاب کے دن اور خواہشوں کی ذلت سے پہلے پہلے توبہ کر لو، ابھی جوانی کی بہار ہے، بہت جلد اسے موت کے ہاتھوں فنا ہونا ہے، عنقریب تم اچانک آنے والی موت کے سائے میں ہو گے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي
الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ط ثُمَّ نَفِخَ فِيْهِ اٰخِرٰى فَاِذَا
هُمۡ قِيٰمًا يَنْظُرُوْنَ ۝ (ب ۲۴، الزمر: ۶۸)

ترجمہ کنز الایمان: اور صور پھونکا جائے گا، تو بے ہوش ہو جائیں گے،
جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں، مگر جسے اللہ چاہے، پھر وہ
دوبارہ پھونکا جائے گا جیسی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

اے ابن آدم! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب صور پھونکا جائے گا اور قبر والے منتشر ہو جائیں گے، جو سینوں میں ہوگا ظاہر ہو جائے گا، معاملات تنگ ہو جائیں گے، چھپا ہوا سب ظاہر ہو جائے گا اور ساری مخلوق قبروں سے اٹھ کھڑی ہوگی۔

فَاِذَا هُمۡ قِيٰمًا يَنْظُرُوْنَ ۝ (ب ۲۴، الزمر: ۶۸)

ترجمہ کنز الایمان: جیسی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

وہ سب سے بڑا کیسا عجیب دن ہوگا جس میں زلزلے ہوں گے اور پہاڑوں کو چلایا جائے گا، یکے بعد دیگرے ہولناکیوں کا سلسلہ ہوگا، امیدیں ختم ہو جائیں گی، حیلے کم ہو جائیں گے، بائیں جانب والے خسارے میں ہوں گے، جوں ہی صور پھونکا جائے گا سب لوگ کانپتے ہوئے اپنی قبروں سے نکلیں گے۔

فَاِذَا هُمۡ قِيٰمًا يَنْظُرُوْنَ ۝ (ب ۲۴، الزمر: ۶۸)

ترجمہ کنز الایمان: جیسی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

وہ ایسا دن ہے جس میں قدم پھسل رہے ہوں گے، عقلیں کمزور ہو جائیں گی، کچھ سمجھ نہ آئے گا، طویل عرصہ کھڑا رہنا پڑے گا، گناہ ظاہر ہو جائیں گے، کسی کو بولنے کی جرات نہ ہوگی اور موت کا جام پینے کے بعد لوگ قبروں سے زندہ نکلتے ہوں گے۔

فَاِذَا هُمۡ قِيٰمًا يَنْظُرُوْنَ ۝ (ب ۲۴، الزمر: ۶۸)

ترجمہ کنز الایمان: جیسی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

پس وہ قیامت کا دن ہے، حسرت و ندامت کا دن ہے، زلزلوں اور جھٹکوں کا دن ہے، اس دن گنہگار اور نافرمان اپنے گناہوں اور بدکاریوں کو دیکھ لے گا اور لوگ قبروں سے اٹھ کر وعدے کی جگہ پر جا رہے ہوں گے۔

فَاِذَا هُمۡ قِيٰمًا يَنْظُرُوْنَ ۝ (ب ۲۴، الزمر: ۶۸)

ترجمہ کنز الایمان: جیسی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

﴿۵﴾ يَوْمَ تُبٰلٰى السَّرٰٓئِرُ ۝ (ب ۳۰، الطارق: ۹)

ترجمہ کنز الایمان: جس دن چھپی باتوں کی جانچ ہوگی۔

جس دن سب راز فاش ہو جائیں گے، ظالموں کا ظلم ظاہر ہو جائے گا، آنکھیں اندھی ہو جائیں گی، لوگ حیران و پریشان ہوں گے، کبیرہ گناہ کرنے والے ذلیل و رسوا ہوں گے، قبروں سے مومن، کافر اور نیک و بد سب اٹھ کر میدان محشر میں لرزتے ہوئے جمع ہو جائیں گے۔ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ (ب ۲۴، الزمر: ۶۸) ترجمہ کنز الایمان: جیسی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

حضرت سیدنا محمد بن سماک علیہ رحمۃ اللہ الرزاق بہت زیادہ رویا کرتے تھے، جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: ”قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ نے مجھے رُلا دیا ہے:

﴿۶﴾ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ (ب ۲۴، الزمر: ۴۷)

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔

(پھر فرمایا) آنکھیں رونے کے درد کا ذائقہ کیسے نہ چکھتیں جبکہ وہ نہیں جانتیں کہ کون سی چیز اس رونے کو ختم کرے گی۔“

اے میرے اسلامی بھائیو! پرہیزگار چلے گئے اور ہم رہ گئے ہیں۔ انہوں نے وصال پایا جبکہ ہم نے جدائی اختیار کی۔ انہوں نے مقصود پایا جبکہ ہم نے اسے کھو دیا۔ انہوں نے شرک (خفی یعنی ریاکاری) سے اجتناب کیا جبکہ ہم اس میں مبتلا ہو گئے۔ آؤ! ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کریں اور اپنے گناہوں پر ندامت کے ساتھ آنسو بہائیں۔

اے میرے بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! تمہارے اعمال کی کھیتی کٹنے کے قریب ہے۔ زندگی کا توشہ ختم ہونے کو ہے اور تم بے خبر ہو اور سمجھتے ہو کہ موت بہت دور ہے۔ ہاں! ہاں! عنقریب اس دن تم ندامت و پشیمانی کے عالم میں ہو گے جب باپ اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ تمام معاملات منتشر ہو جائیں گے۔ صور پھونکا جائے گا۔ پھر ماضی پر حسرت و ندامت کوئی فائدہ نہ دے گی۔ قبر کی سخت تاریکی میں آنسو بہانا تمہارے لئے مفید نہ ہوگا۔ کہاں ہے وہ جو تم نے اس دن کے لئے تیار کیا جس دن کوئی جان کسی کا بدلہ نہ بنے گی۔ عنقریب تمہارے ہوش اڑ جائیں گے جب آوازیں پست ہو جائیں گی اور تم ہلکی آواز کے سوا کچھ نہ سنو گے۔ اعمال نامے سینوں پر لٹکا دیئے جائیں گے اور سینوں میں آگ بھڑکادی جائے گی اور صور پھونک دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۷﴾ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ جَمِيلًا لَا يُحْمَلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ (ب ۲۲، فاطر: ۱۸)

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ بٹانے کو کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ قریب رشتہ دار ہو۔ (۱)

①..... مفتر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”باپ یا ماں یا بھائی کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ”ماں باپ بیٹے کو پلٹیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے بیٹے! ہمارے کچھ گناہ اٹھالے۔ وہ کہے گا: میرے امکان میں نہیں، میرا اپنا بار کیا کم ہے؟“

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”بروزِ قیامت ماں اپنے بیٹے سے ملے گی اور کہے گی: ”اے میرے بیٹے! کیا تو میرے پیٹ میں نہ رہا اور میرا دودھ نہ پیا؟“ وہ کہے گا: ”کیوں نہیں، اے میری ماں!“ ماں بولے گی: ”آج میں گناہوں کے بھاری بوجھ تلے دبی ہوئی ہوں، تو ان میں سے صرف ایک گناہ کا بوجھ اٹھالے۔“ تو وہ کہے گا: ”مجھ سے دور ہو جا، مجھے اپنی فکر پڑی ہے، میں دوسروں سے بے پرواہ ہوں۔“

(تفسیر القرطبی، الفاطر، تحت الآیة ۱۸، الجزء الرابع عشر، ج ۷، ص ۲۴۷)

اے میرے اسلامی بھائیو! ہمارے دل غفلت کے سبب جسموں سے نکل چکے ہیں، میں کب تک تمہیں نصیحتیں کرتا ہوں، زندوں کو مکان بنانے کی پڑی ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہماری لغزشوں اور گناہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ اے میرے بھائیو! غلطی اور کوتاہی نے ہمیں قید کر دیا اور موت قریب آ پہنچی۔ ہم پر افسوس! ہمیں روزِ محشر کی ہولنا کیوں اور صور کے پھونکنے کا سامنا ہے۔ اے میرے بھائیو! آخر کب تک توبہ میں دیر کرتے رہو گے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بڑھاپا آ رہا ہے، جوانی جا رہی ہے، تم کب اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ سے صلح کرو گے؟ اور کب اس کی بارگاہ میں پیش ہونے کی تیاری کرو گے؟ کیا تمہیں دوستوں، عزیزوں کی موت اور اس کے بعد پیش آنے والے معاملات سے عبرت حاصل نہیں ہوتی؟ کیا تم صور کے پھونکنے جانے سے عبرت نہیں پکڑتے؟

روایت میں ہے کہ جب کوئی نوجوان اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو فرشتے ایک دوسرے کو خوشخبریاں دیتے ہیں۔ دیگر فرشتے پوچھتے ہیں: کیا ہوا؟ تو ان کو کہا جاتا ہے کہ ایک نوجوان نے خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر لی ہے۔ پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: ”اس نوجوان کی توبہ کے استقبال میں جنتوں کو سجادو۔“

حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی نوجوان گناہوں کی وجہ سے روتا ہے اور اپنے مالک و محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں خطاؤں کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے برائی کی۔“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ”میں نے پردہ پوشی کی۔“ پھر عرض کرتا ہے: ”میں نادیم ہوں۔“ جواب ملتا ہے: ”میں جانتا ہوں۔“ پھر عرض کرتا ہے: ”میں توبہ کرتا ہوں۔“ جواب آتا ہے: ”میں قبول کرتا ہوں، اے نوجوان! جب توبہ کر کے توڑ ڈالے تو ہماری طرف رجوع کرنے سے حیا نہ کرنا، اور جب دوسری مرتبہ توبہ توڑ دے تو تیسری مرتبہ ہماری بارگاہ میں حاضر ہونے سے شرمندگی تجھے نہ روکے، اور جب تیسری مرتبہ توبہ توڑ دے تو چوتھی مرتبہ بھی ہماری بارگاہ میں لوٹ آنا، (کیونکہ) میں ایساؤ ادھوں جو بخل نہیں کرتا، میں ایسا حلیم ہوں جو جلد بازی نہیں کرتا، میں ہی نافرمان کی پردہ پوشی کرتا اور تائبین کی توبہ قبول کرتا ہوں، میں خطائیں معاف کرتا، ندامت کرنے والوں پر سب سے زیادہ رحم کرتا ہوں کیونکہ میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔ کون ہے جو ہمارے دروازے پر آیا اور ہم نے اسے خالی واپس لوٹا دیا؟ کون ہے جس نے ہماری جناب میں التجا کی اور ہم نے اسے دھتکار دیا؟ کون ہے جس نے ہم سے توبہ کی اور ہم نے قبول نہ کی؟ کون ہے

جس نے ہم سے مانگا اور ہم نے عطا نہ کیا؟ کون ہے جس نے گناہوں سے معافی چاہی اور ہم نے اُسے دھتکار دیا؟ کیونکہ میں سب سے بڑھ کر خطاؤں کو بخشنے والا، سب سے بڑھ کر عیبوں کی پردہ پوشی کرنے والا، سب سے بڑھ کر مصیبت زدوں کی مدد کرنے والا، گریہ وزاری کرنے والے پر سب سے زیادہ مہربان اور سب سے زیادہ غیبوں کی خبر رکھتا ہوں۔ اے میرے بندے! میرے درپہ کھڑا ہو جا میں تیرا نام اپنے دوستوں میں لکھ دوں گا، سحری میں میرے کلام سے لطف اندوز ہو میں تجھے اپنے طلب گاروں میں شامل کر دوں گا، میری بارگاہ میں حاضری سے لذت حاصل کر میں تجھے لذیذ (پاکیزہ) شراب پلاؤں گا، غیروں کو چھوڑ دے، فقر کو لازم پکڑ لے، سحری کے وقت عاجزی و انکساری کی زبان کے ساتھ مناجات کر۔“

اے میرے اسلامی بھائیو! میزان پر کھڑے ہو کر اعمال کا حساب دینا بہت دشوار ہے، اور اللہ عزوجل کے سامنے اپنے گناہوں بھرے وجود کو لے کر کھڑا ہونا انتہائی مشکل ہے۔ پس تم کب تک کھیل کود میں وقت برباد کرتے رہو گے؟ زندگی تو بہت مختصر ہے۔ ابھی تو تم ان ہولناکیوں سے بے خبر ہو جن کا تمہیں سامنا کرنا پڑے گا۔ جب قبر والوں کو اٹھایا جائے گا اور صور پھونکا جائے گا اور جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے سب ظاہر ہو جائے گا تو اس وقت تمہیں سخت ندامت و شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اے میرے اسلامی بھائیو! جب دل گلے کے پاس آجائیں گے، اور حسرت و ندامت خنجر کی طرح کلیجے پھاڑ دے گی، اور نافرمانوں کی پیاس سخت گرمی کی وجہ سے جوش مارے گی۔ تو اے نافرمان شخص! گناہ ترک کر کے جلدی سے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو جا اور نفع کی بہاروں کو حاصل کر لے اس سے پہلے کہ وہ (بہاریں) گزر جائیں اور صور پھونک دیا جائے۔ افسوس ہے ان دلوں پر جو لوہے سے زیادہ سخت ہیں! افسوس ہے ان جانوں پر جو ہدایت کے راستے سے بھٹکی ہوئی ہیں! افسوس ہے ان آنکھوں پر جو چٹانوں کی سختی سے زیادہ جمی ہوئی ہیں (کہ اللہ عزوجل کے خوف سے آنسو نہیں بہاتیں)! عنقریب خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرنے والے پیپ کی شراب پیئیں گے، جب ان کے برے اعمال ظاہر ہوں گے تو ان کے ہوش و حواس اڑ جائیں گے۔

فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۝ (ب ۲۴، الزمر: ۶۸) ترجمہ کنز الایمان: جیسی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

کاہلی و سستی نے کتنے نوجوانوں کو خائب و خاسر کر دیا۔ اور کتنے غافلوں کے دل غفلت نے بیکار کر دیئے۔ اور کتنے امید باندھنے والوں کی آنکھوں پر ان کی امیدوں نے پردہ ڈال دیا۔ اور کتنے خوفِ الہی عزوجل رکھنے والوں کے دلوں کو اسباب نے کمزور کر دیا، ان کے اور ان کی خواہشات کے درمیان رکاوٹ بن گئے۔

فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۝ (ب ۲۴، الزمر: ۶۸) ترجمہ کنز الایمان: جیسی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

کیا موت کی تکالیف سن کر تمہاری آنکھیں نہیں بہتیں؟ کیا موت کی وحشت سے تمہارے دل نہیں گھبراتے؟ کیا وعظ و نصیحت کی طرف تمہارے کان متوجہ ہو کر کچھ نہیں سنتے؟ کیا فنا ہونے والی شے کی طلب سے تمہارے پیٹ سیر نہیں ہوتے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ”اور ضرورتاً تم سے تمہارے کام پوچھے جائیں گے۔“ جیسا کہ خود رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۸﴾ وَلْتَسْتَلْنَ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (ب ۱۴، النحل: ۹۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور ضرورتاً تم سے تمہارے کام پوچھے جائیں گے۔

فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۝ (ب ۲۴، الزمر: ۶۸)

ترجمہ کنزالایمان: جیسا کہ وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

ایک مرید کی توبہ:

منقول ہے کہ ایک مرید کو توبہ کی توفیق ملی لیکن وہ دوبارہ اپنی گناہوں بھری حالت پر لوٹ آیا۔ پھر اسے ندامت و شرمندگی ہوئی اور دل ہی دل میں کہنے لگا: ”اگر میں اپنے گناہوں سے توبہ کر لوں تو میرے رب عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ میرا کیا معاملہ ہوگا؟“ اچانک ایک آواز آئی: ”اے نوجوان! تو نے ہماری نافرمانی کی تو ہم نے پردہ پوشی کی، تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے مہلت دی، اب اگر تو ہماری طرف لوٹ آئے تو ہم قبول فرمائیں گے، اگر تو ہماری طرف متوجہ ہو تو ہم تیری طرف نظرِ رحمت فرمائیں گے، تو نے عرصہ دراز تک علانیہ ہماری نافرمانی کی لیکن ہم نے خطاؤں کو ڈھانپ دیا، تو نے ہم سے کتنی دوری اختیار کی پھر بھی ہم نے اپنے قریب کیا، تو نے نافرمانیوں کے ساتھ ہمارا مقابلہ کیا پھر بھی ہم نے درگزر کیا، اب بھی تو ہماری طرف لوٹ آئے اور ہم سے صلح کر لے تو ہم بھی صلح کر لیں گے۔“

حضرت سیدنا علی بن مؤثق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مناجات میں عرض کیا کرتے تھے: ”اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تیری عزت و جلال کی قسم! میں تیرے دروازے سے نہیں ہٹوں گا اگرچہ تو مجھے دھتکا دے۔ میں تیری بارگاہ سے نہیں پھروں گا اگرچہ تو مجھے دُور بھی کر دے۔ میں تیرے وصال سے دُوری اختیار نہیں کروں گا اگرچہ تو مجھ سے تعلق توڑ لے۔ میں تیری محبت کو دل سے نہیں نکالوں گا اگرچہ تو مجھے عذاب دے۔ اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو میری نگاہوں سے پوشیدہ ہے تو کیا ہوا تیری محبت تو میرے دل میں ہے۔ اگر تو مجھے چھوڑ دے اور دور کر دے تو پھر بھی تیری محبت میرے دل میں چھپی رہے گی۔“

رِقَّتِ اَنْكَبُوتِ دُعَا:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذلت و عاجزی کے ساتھ ہاتھوں کو بلند کر لو، اور اپنی آنکھوں سے موسلا دھار آنسو بہاتے ہوئے تنہائی میں اور اعلانیہ بلند آواز سے دعا کرو: اے ہمارے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تیرے گنہگار و نافرمان بندے گناہوں سے معافی کی آس لگائے تیری بارگاہ میں حاضر ہیں۔ ہم راہِ حق سے بہک چکے ہیں اور ہماری ہلاکت نے ہمیں جہنم کے قریب

کر دیا ہے۔ یا اللہ العَلَمِینُ عَزَّوَجَلَّ! ہم تیری بارگاہ میں اپنی عاجزی و انکساری، ندامت و شرمندگی اور آنسو کی کثرت بطور شفیع پیش کرتے ہیں۔ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگرچہ گناہ ہمیں تیرے عذاب سے ڈراتے ہیں لیکن ہمارا حسن ظن ہمیں تیرے غفو و کرم کی حرص دلاتا ہے۔ اگر تو معاف فرمائے تو تجھ سے زیادہ اس کے لائق کون ہے؟ اور اگر تو عذاب دے تو تجھ سے بڑھ کر عادل کون ہے؟

يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو صرف عبادت گزاروں پر رحم فرمائے گا تو عبادت میں کوتاہی کرنے والوں کا پُرسانِ حال کون ہوگا؟ اگر تو صرف مخلص لوگوں کا ہی عمل قبول فرمائے گا تو ریاکاروں کا کیا بنے گا؟ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری حسرت کتنی بڑی ہے کہ میں دوسروں کو نصیحت کرتا ہوں اور خود تجھ سے غافل ہوں۔ اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میری مصیبت کتنی شدید ہے کہ میں دوسروں کو بیدار کرتا ہوں اور خود غفلت کی نیند سو یا ہوا ہوں۔ اے میرے آقا و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میرا قصہ و ماجرا کتنا عجیب ہے کہ میں راہِ حق کی طرف دوسروں کی رہنمائی کرتا ہوں جبکہ خود ظالم ہوں۔ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! نصیحت کرنے والے کو بھی بخش دے اور سننے والے کی بھی بخشش فرمادے۔ اے میرے رحیم و کریم مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! جب میں کسی کو تیری بارگاہ کا راستہ دکھاؤں اور وہ وہاں تک رسائی حاصل کر لے تو کیا تو اسے قبول کر لے گا جس کی رہنمائی کی گئی اور رہنمائی کرنے والے کو دھتکار دے گا؟ اے اخلاص کی دولت عطا فرمانے والے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر میرا کلام خالص تیری رضا کے لئے نہیں تو میرے اس اجتماع میں کوئی شخص تو ایسا ہوگا جو صرف اور صرف تیری رضا کے لئے آیا ہوگا۔ اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس کے صدقے میری تفسیر و کوتاہی معاف فرمادے اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم سب پر اپنا خاص رحم و کرم فرما۔ (آمین)

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا



نیکوں کے واقعات

بیان 29:

حمد باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو اپنی بادشاہی میں اعلیٰ بصیرت سے نوازا اور انہیں اپنی انوکھی نشانیاں دکھائیں اور ان کی ارواح کو اپنے محلِ قرب کی سیر کرائی اور ان کو متقی اور پارسا لوگوں میں کیا اور اپنا مخلص بندہ بنا کر بزرگی اور اعلیٰ نسب سے مشرف فرمایا اور سخت تاریکی میں انہیں ثابت قدمی عطا فرمائی، اور ان پر تاریکی طویل کر دی گئی، اور قلموں کے لکھے ہوئے پر انہیں مطلع فرمایا جبکہ قلموں نے کوئی بات نہ چھوڑی، اور ان کے دلوں میں انوار داخل فرمائے جن کے ذریعے وہ عالمِ غیب کا مشاہدہ کرتے اور دور و نزدیک کی ہر چیز دیکھ لیتے ہیں، اور ان پر کشف و اطلاع کا بھی احسان فرمایا جس کے ذریعے وہ ہر چھپی چیز کو دیکھ لیتے ہیں، اور انہیں حسن و جمال، رعب و بدبہ، قرابت اور تہذیب و شائستگی کا لباس پہنایا، اور ان کے دل اپنی طرف متوجہ کر لیے۔ اور خوش بخت و سعید ہے وہ شخص جس کا دل اللہ عزوجل اپنی طرف مائل کر لے۔ اور انہیں اپنے پاکیزہ خطاب سے نوازا جس نے ان کے رنج و غم دور کر دیئے، بے چینوں اور پریشانیوں کو ختم کر دیا، اور جب یہ اس کی عبادت میں تھک گئے تو ان کو ایسی راحت پہنچائی کہ تھکن کا کوئی احساس ہی نہ رہا، اور اللہ عزوجل نے سحر کی خلوتوں میں انہیں اپنا ہم نشین بنایا تو انہوں نے اپنا پاکیزہ وقت شب بیداری میں بسر کیا، اور انہیں ”أَهْلًا وَسَهْلًا مَرْحَبًا“ کی بشارتوں کے ساتھ اپنی بارگاہ میں بلایا، اور سب سے لذیذ مشروب پلایا، ان پر محبوبِ حقیقی عزوجل نے تجلی فرمائی، اور اپنی محبت میں قید دلوں کو اپنا جمال دکھایا۔

وہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا محبوب، ان کا ہم نشین، ان کا ہم نوا اور ان کا دوست ہے۔ بے شک اللہ عزوجل نے اپنی بارگاہ میں ان کے مرتبوں کو بلند فرمایا، جب وہ لوگوں سے چھپ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل کی بارگاہِ اقدس میں قرب کی لذتیں پاتے ہیں، اور جب لوگوں کے پاس تشریف فرما ہوتے ہیں تو ان سے عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں، اللہ عزوجل ان کے طفیل اہل زمین پر بارش برساتا ہے اور ایسی زمین سے گھاس اگاتا ہے جو گھاس اگانے کے قابل نہیں ہوتی، خشک اور قحط زدہ زمین سے سبزہ اگاتا ہے، ان کے صدقے دعائیں قبول ہوتی اور بلائیں دور ہوتی ہیں، یہ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے ہیں، انہوں نے اپنے محبوبِ حقیقی عزوجل کی خاطر دنیا کو ترک کیا یہاں تک کہ ان کی نظر میں سونا اور پتھر یکساں ہو گئے اور انہوں نے ہر چیز کے بدلے رضائے الہی عزوجل کو اختیار کیا، یہ ارادہ کرتے ہی اپنا مقصد پالیتے ہیں، جب رات ہوتی ہے تو اپنے دامن کو پکڑ لیتے اور اپنا محاسبہ کرتے ہیں، اور جب رشوت خور غائب ہو جاتے اور پہرہ دار سو جاتے ہیں تو یہ اپنے محبوبِ حقیقی عزوجل کے قرب کے لئے بے چین و بے قرار ہو کر تڑپنے لگتے ہیں۔ اور جب صبح ہوتی ہے تو مسلسل آنسو بہاتے ہوئے کہتے ہیں: ”کاش! رات نہ جاتی، کاش!

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

وہ ٹھہر جاتی، اے کاش! مشرق مغرب بن جاتا۔“

غیبی اشرفیاں:

ایک مرد صالح کا بیان ہے کہ میں ایک دیہات میں تھا، جہاں ایک قافلہ آیا۔ میں نے اپنے سامنے ایک شخص کو پایا تو میں جلدی سے اس کے پاس گیا دیکھا تو وہ ایک عورت تھی، اس کے ہاتھ میں لٹھی تھی اور بہت آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ میں سمجھا کہ شاید یہ اپنا کچھ ساز و سامان ضائع کر چکی ہے۔ چنانچہ، میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور بیس درہم نکال کر کہا: ”یہ لو، اور میرے پاس ٹھہر جاؤ، جب قافلہ پہنچے تو اس کو کرایہ دے دینا اور رات کو آرام کرنے کے لئے میرے پاس آ جانا تاکہ میں تیری پریشانی دور کر دوں۔“ یہ سن کر اس نے اپنا ہاتھ ہوا میں لہراتے ہوئے کہا: ”پریشانی تو یوں دور ہو جائے گی۔“ میں نے دیکھا تو اس کی ہتھیلی میں غیب سے سونے کی اشرفیاں آچکی تھیں، اور کہنے لگی: ”تم نے جیب سے چاندی کی اشرفیاں لیں، جبکہ میں نے غیب سے سونے کی اشرفیاں لے لیں۔“

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی مخلوق میں سے کچھ بندوں کو خاص کیا۔ ان کے لئے ہدایت والی زمین کو پھوننا بنایا۔ ان کو توفیق و ہدایت عطا فرمائی اور توشہ سفر بھی فراہم کیا۔ ان کے لئے لطف و کرم کی کھڑکیاں نصب کر دیں اور ان کو اپنے راستوں پر چلایا اور ان کے گرد رحم و کرم کے پیالوں کو گردش دی۔ لہذا ان کے دل اس کی محبت میں دھڑکتے ہیں۔ ان کے جسم اس کی جدائی کے خوف سے لاغر و ناتواں ہیں۔ وہ وصال محبوب حقیقی عزوجل کے باغیچوں میں آسودہ حال رہتے اور انس الہی عزوجل کے باغات میں لطف اٹھاتے ہیں اور انہیں قیامت کی ہولناکیوں کا کوئی خوف نہیں، کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

﴿إِنَّا إِنَّا أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (ب ۱۱، یونس: ۶۲)

ترجمہ کنز الایمان: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

چورولی بن گیا:

منقول ہے کہ ایک چور رات کے وقت حضرت سیدنا رابعہ بصریہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے گھر داخل ہوا، اس نے دائیں بائیں ہر طرف پورے گھر کی تلاشی لی لیکن سوائے ایک لوٹے کے کوئی چیز نہ پائی۔ جب اس نے نکلنے کا ارادہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: ”اگر تم چالاک و ہوشیار چور ہو تو کوئی شے لئے بغیر نہیں جاؤ گے۔“ اس نے کہا: ”مجھے تو کوئی شے نہیں ملی۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: ”اے غریب شخص! اس لوٹے سے وضو کر کے کمرے میں داخل ہو جا اور دو رکعت نماز ادا کر، یہاں سے کچھ نہ کچھ لے کے جائے گا۔“ اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے کہنے کے مطابق وضو کیا اور جب نماز کے لئے کھڑا ہوا تو حضرت

سیدتنا رابعہ رضی اللہ تعالیٰ علیہا نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھا کر یوں دعا کی: ”اے میرے آقا و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! یہ شخص میرے پاس آیا لیکن اس کو کچھ نہ ملا، اب میں نے اسے تیری بارگاہ میں کھڑا کر دیا ہے، اسے اپنے فضل و کرم سے محروم نہ کرنا۔“ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس کو عبادت کی لذت نصیب ہوئی۔ چنانچہ، رات کے آخری حصے تک وہ نماز میں مشغول رہا۔ جب سحری کا وقت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اس کے پاس تشریف لے گئیں تو اسے حالتِ سجدہ میں اپنے نفس کو ڈانٹتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے پایا: ”جب میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ سے پوچھے گا: ”کیا تجھے حیا نہ آئی کہ تو میری نافرمانی کرتا رہا؟ اور میری مخلوق سے گناہ چھپاتا رہا اور اب گناہوں کی گھڑی لے کر میری بارگاہ میں پیش ہے، جب وہ مجھے عتاب کرے گا اور اپنی بارگاہِ رحمت سے دور کر دے گا تو اس وقت میں کیا جواب دوں گا؟“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے پوچھا: ”اے بھائی! رات کیسی گزری؟“ بولا: ”خیریت سے گزری، عاجزی و انکساری سے میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑا رہا تو اس نے میرے ٹیڑھے پن کو درست کر دیا، میرا عذر قبول فرمایا اور میرے گناہوں کو بخش دیا اور مجھے میرے مطلوب و مقصود تک پہنچا دیا۔“ پھر وہ شخص چہرے پر حیرانی و پریشانی کے آثار لئے چلا گیا۔ حضرت سیدتنا رابعہ رضی اللہ تعالیٰ علیہا نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کی: ”اے میرے آقا و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! یہ شخص تیری بارگاہ میں ایک گھڑی کھڑا ہوا تو تو نے اسے قبول کر لیا اور میں کب سے تیری بارگاہ میں کھڑی ہوں، تو کیا تو نے مجھے بھی قبول فرمایا ہے؟“ اچانک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے دل کے کانوں سے یہ آواز سنی: ”اے رابعہ! ہم نے اسے تیری ہی وجہ سے قبول کیا اور تیری ہی وجہ سے اپنا قرب عطا فرمایا۔“

يَا سَيِّدِي عَبْدُكَ الْمُسْكِينُ فِي بَابِكَ
يَرْجُو رِضَاكَ فَجِدْ بِالْعَفْوِ أَوْلَىٰ بِكَ
حَاشَاكَ تَسُدُّ جَنَابَكَ دُونَ طَلَابِكَ
أَوْ تَبْتَلِي بِعَذَابِكَ قَلْبَ أَحِبَّابِكَ

ترجمہ: (۱)..... اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تیرا مسکین بندہ تیری رضا کی امید لگائے تیرے در پر حاضر ہے پس معافی کے ساتھ جو دو

کرم کرنا تیرے شایانِ شان ہے۔

(۲)..... (یا الہی عَزَّوَجَلَّ!) تیری پناہ کہ تو اپنے طلبگاروں پر اپنے وصال سے پردہ ڈالے یا اپنے دوستوں کے دلوں کو عذاب میں مبتلا کرے۔

اے میرے اسلامی بھائی! پختہ عزم والے تجھ سے سبقت لے گئے اور تو غفلت کی نیند سویا ہوا ہے۔ اٹھ اور اپنے رب

عَزَّوَجَلَّ کے در پر ناؤم شخص کی طرح کھڑا ہو جا اور ذلت سے سر کو جھکا کر یوں کہہ کہ ”میں ظالم ہوں۔“ اور سحری کے وقت یوں عرض

کر کہ ”میں گنہگار و نافرمان ہوں، اے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے عفو و کرم کی امید لئے تیرے دربار میں حاضر ہوں، مجھے

معاف فرمادے۔“ اور اس کے نیک بندوں سے مشابہت اختیار کر اگرچہ عمل کے اعتبار سے تو ان میں سے نہیں پھر بھی ان کا

قرب اختیار کر۔ اے میرے اسلامی بھائی! عارفین بصیرت کی نگاہ سے دیکھتے اور اپنے علم پر عمل کرتے ہیں، انہوں نے نیند کو چھوڑ

کرتار یک راتوں میں قیام کیا اور آنسوؤں سے چہروں کو دھویا پس زبرد تو بیخ والی آیات کی تلاوت نے انہیں بے چین کر دیا۔
اسمائے حسنیٰ کا وسیلہ کام آ گیا:

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص شام کے شہروں سے مدینہ اور مدینہ سے شام تجارت کے لئے جایا کرتا۔ اللہ عزوجل پر توکل کرتے ہوئے قافلے کے بغیر ہی سفر کرتا۔ ایک مرتبہ وہ شام سے مدینہ آ رہا تھا کہ ایک گھوڑے سوار چور کی زد میں آ گیا۔ چور نے اسے رکنے کو کہا تو وہ رُک گیا اور کہنے لگا: ”تمہیں مال چاہئے تو مال لے لو اور میرا راستہ چھوڑ دو۔“ چور نے کہا: ”مال تو اب میرا ہی ہے، مگر مجھے تمہاری بھی ضرورت ہے، لہذا میرے ساتھ چلو۔“ تاجر نے کہا: ”میرا کیا کر دے گا، مال لے لو اور میرا راستہ چھوڑ دو۔“ چور نے دوبارہ وہی الفاظ کہے۔ تو تاجر نے کہا: ”پھر تھوڑی دیر میرا انتظار کرو، میں وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کر لوں اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کر لوں۔“ چور نے کہا: ”ٹھیک ہے، جو بہتر سمجھو کر لو۔“ چنانچہ تاجر اٹھا اور وضو کر کے چار رکعت نماز ادا کر لیس، پھر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر دیا اور تین مرتبہ یہ دعا مانگی: ”يَا وَدُّوْذَا يَا وَدُّوْذَا يَا وَدُّوْذَا يَا الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ يَا مُبْدِيْ يَا مُعِيْدُ يَا فَعَالًا لِمَا يُرِيْدُ اَسْأَلُكَ بِنُوْرٍ وَجْهِكَ الَّذِيْ مَلَأَ اَرْكَانَ عَرْشِكَ وَبِقُدْرَتِكَ الَّتِيْ قَدَّرْتَ بِهَا عَلٰى خَلْقِكَ وَبِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اَنْتَ الَّذِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ يَا مُغِيْبُ اَعْيُنِيْ يَعْنِيْ اے اپنے بندوں سے بہت زیادہ محبت کرنے والے! اے اپنے بندوں سے بہت زیادہ محبت کرنے والے! اے اپنے بندوں سے بہت زیادہ محبت کرنے والے! اے لوٹانے والے! اے ہمیشہ جو چاہے، کر لینے والے! میں تجھ سے تیرے نور کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جس نے تیرے عرش کو گھیر رکھا ہے اور تیری اس قدرت کے واسطے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ تو اپنی مخلوق پر قادر ہے اور تیری اس رحمت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے، تو نے رحمت اور علم کے اعتبار سے ہر شے کا احاطہ کیا، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اے مدد کرنے والے! میری مدد فرما۔“

جب وہ دعا سے فارغ ہوا تو سیاہ گھوڑے پر سوار ایک شخص دیکھا۔ جس نے سبز رنگ کے کپڑے زیب تن کر رکھے تھے، اس کے ہاتھ میں چمکتا ہوا نیزہ تھا۔ چور نے گھوڑے سوار کو دیکھا تو تاجر کو چھوڑ کر اس کی جانب بڑھا۔ جب اس کے قریب ہوا تو اس نے تیزی سے اپنا نیزہ مار کر چور کو گھوڑے سے گرا دیا اور پھر تاجر کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”اٹھو، اور جا کر اُسے قتل کر دو۔“ تاجر نے پوچھا: ”آپ کون ہیں؟ میں نے کبھی کسی کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی اسے قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔“ پھر گھوڑے سوار نے خود ہی چور کا کام تمام کر دیا اور تاجر کے پاس آ کر کہا: ”میں تیسرے آسمان کا فرشتہ ہوں۔ جب آپ نے پہلی مرتبہ دعا کی تھی تو ہم نے آسمان کے دروازوں کی کھٹکھاٹھ سنی۔ ہم نے کہا: آج کوئی نئی بات ہوئی ہے۔ پھر دوسری مرتبہ دعا کی تو آسمان کے دروازے

کھول دیئے گئے اور ان سے آگ کی چنگاریوں جیسی چنگاریاں ظاہر ہوئیں۔

پھر جب تیسری مرتبہ دعا کی تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ”اس غم زدہ کی مدد کون کرے گا۔“ میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی کہ مجھے اس چور کے قتل کی توفیق عطا کی جائے، لہذا اے شخص! جان لے کہ جو شخص کسی بھی رنج و غم اور مصیبت و تکلیف میں یہ دعا کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی مدد کرتے ہوئے اس سے مصائب و آفات دور فرمادے گا۔“

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس تاجر نے بخیر و عافیت مدینہ شریف پہنچ کر حضور سید المبعوثین، جناب رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور یہ واقعہ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے گوش گزار کیا تو آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے اپنے اسمائے حسنیٰ تلقین فرمائے ہیں کہ جب ان کے وسیلے سے دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور جب کچھ مانگا جائے تو عطا کیا جاتا ہے۔“

(الموسوعة لابن ابی الدنيا، کتاب مجاہدی الدعوة، الحدیث ۲۳، ج ۲، ص ۳۲۱، بتغییر و اختصار)

رِقَّتْ اَنْكِرُ دُعَا:

يا اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! عارفین معرفت کے ذریعے تجھ تک پہنچ گئے اور عبادت کی کثرت کرنے والے تیری بارگاہ میں کھڑے ہیں۔ يا اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! متکبرین تیرے جلال کی ہیبت سے لرزتے ہیں، ظالم و جابر تیرے کمال اقتدار سے کانپتے اور تیرے جمال کا مشاہدہ کر کے راحت پاتے ہیں۔ يا اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! سوالی تیرے دروازے پر کھڑے ہیں، محبت کرنے والوں کے جگر تیری طلب میں پاش پاش ہوئے جاتے ہیں، قیام کرنے والے تیری مناجات کی لذت سے کامیابی کا ہار پہنتے ہیں، باعمل لوگ تیرے ثواب سے نفع مند ہوتے ہیں اور ہر لمحہ تجھے پیش نظر رکھنے والے تیرے قرب میں حاضر ہوتے ہیں۔

يا اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! تیری بارگاہ میں گنہگار اپنے گناہوں پر نادیم ہیں، نافرمان شرمسار ہیں، تیری کڑی نگرانی سے حیا کے مارے سر جھکائے کھڑے ہیں۔ خطا کار تیری ہیبت سے خاموش ہیں۔ خائفین تیری عظیم طاقت سے پارہ پارہ ہو رہے ہیں۔ يا اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! اگر تو صرف عبادت گزاروں پر رحم فرمائے گا تو خواب غفلت میں سونے والوں پر رحم کون کرے گا؟ يا اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! اگر تو صرف باعمل بندوں پر ہی نظرِ رحمت فرمائے گا تو کوتاہوں کا کیا بنے گا؟ يا اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! محتاجوں کی نہروں کو اپنے انعام کے سمندر سے جاری کر دے۔ غم زدوں کے جگروں کو اپنے عفو و کرم کے پانی سے سیراب فرمادے۔ يا اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! اپنی بارگاہ سے بھٹکے ہوؤں کو اپنی معرفت کے دروازے کی طرف لوٹا دے۔ اور بھٹکے ہوؤں کے دلوں کو اپنی مہربانی اور لطف و کرم کے انوار سے

ہدایت عطا فرما اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ان سب کو اپنے سایہِ غفور و کرم میں داخل فرما دے اور ان کو اپنی مغفرت سے نواز دے۔ (آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ



بد نگاہی کی سزا

حضرت سپدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ”ایک شخص نبی مکرّم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کا خون بہہ رہا تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے استفسار فرمایا: ”تجھے کیا ہوا؟“ اس نے عرض کی: ”میرے پاس سے ایک عورت گزری تو میں نے اس کی طرف دیکھا اور میری نگاہیں مسلسل اس کا پیچھا کرتی رہیں کہ اچانک میرے سامنے ایک دیوار آگئی جس نے مجھے زخمی کر دیا اور میرا یہ حال کر دیا جسے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔“ تو نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دنیا ہی میں اس کی سزا دے دیتا ہے۔“

(مجمع الزوائد، کتاب التوبة، باب فیمن عوقب بذنبه فی الدنيا، رقم ۱۷۴۷۱، ج ۱۰، ص ۳۱۳)

اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے احوالِ زندگی

بیان 30:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے محبین کے دلوں کو اپنی محبت کے اسرار سے لبریز کیا۔ اور ان کے چہروں کو اپنے نور سے منور کیا۔ اور چمکتے دکتے تاجوں سے ان کو عزت و وجاہت عطا فرمائی۔ اور ان کے لئے واضح طور پر ولایت کا فیصلہ فرما دیا اور انہیں راہ معرفت کی ہدایت دی تو وہ ہمیشہ اس کی بارگاہ میں عبادت کرتے رہے۔ ان کے احوال میں تبدیلی نہ آئی۔ اللہ عزوجل نے انہیں اپنے بھیدوں پر آگاہ فرمایا اور ان کے دلوں پر تجلی فرمائی تو ان کے خالص جواہر کو پاک و صاف فرما کر انہیں مزید ہدایت و بصیرت عطا فرمادی۔ انہیں اپنے دیدار کی پاکیزہ شراب عطا فرمائی اور پردے اٹھا دیئے۔ اور فرمایا: ”میرے محبوب بندوں کو خوش آمدید! آج تم کسی غم سے نہ ڈرو۔“ تو کچھ خوشی سے جھوم اٹھے، کچھ ایسے تھے کہ جب ان پر تجلیات الہیہ کی مزید بارش ہوئی تو ان پر راز منکشف ہونے لگے اور بعض نے بارگاہ خالق عزوجل کا قرب پسند کر لیا۔ ایسوں کی ہی شان میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: **إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا** O (پ ۲۹، الدھر: ۵) ترجمہ کنز الایمان: بے شک نیک پیئیں گے اس جام میں سے جس کی ملونی کافور ہے۔

یہی لوگ بارگاہ رب العزت جل جلالہ میں قیام کر کے حضوری سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اس کی نعمتوں میں غوطہ زن رہتے ہیں، سرکشوں کو توڑتے اور ٹوٹے ہوؤں کو جوڑتے ہیں۔ اور اللہ عزوجل ان کی شان بیان فرماتا ہے: **يُوقِفُونَ بِاللَّيْلِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا** O (پ ۲۹، الدھر: ۷) ترجمہ کنز الایمان: اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔

ان کا اخلاق صبر و شکر اور شعار خشوع یعنی رگور گزانا ہے، ان کے افعال رکوع و سجود ہیں، ان کی پسلیاں بھوک سے لپٹ جاتی ہیں، وہ سائل اور فقیر کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ، اللہ عزوجل قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے: **وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا** O (پ ۲۹، الدھر: ۸) ترجمہ کنز الایمان: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔ ان کی نگاہیں جھکی جھکی، زبانیں خاموش اور چہرے غبار آلود ہوتے ہیں اور وہ فقراء و مساکین سے نرم لہجے میں بات کرتے اور کہتے ہیں: **إِنَّمَا نَطْعِمُكُمْ لَوَجْهِ اللَّهِ لَا لِنُؤَيْدٍ مِنْكُمْ جَزَاءً وَ لَا شُكُورًا** O (پ ۲۹، الدھر: ۹) ترجمہ کنز الایمان: ان سے کہتے ہیں، ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔

انہوں نے محبت الہی عزوجل کے جام پئے تو ان کے چہرے مشاہدہ خداوندی عزوجل کے انوار سے آفتاب کی طرح چمک

اٹھے اور ان کے سامنے دنیا کو ڈلہن کی طرح سجا کر پیش کیا گیا لیکن انہوں نے کہا: اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا غَمُّوْنَا قَمَطْرًا 0 (ب ۲۹، الدھر: ۱۰) ترجمہ کنزالایمان: بے شک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے۔

یہ وہ دن ہے جس کی ہولنا کیوں سے تمام لوگ متحیر و پریشان ہوں گے، اس کی شدت سے آنکھوں سے نینداڑ جائے گی۔

(مگر نیک لوگ شاداں و فرحاں ہوں گے) جیسا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: فَوْقَهُمْ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّهْمُ نَصْرًا وَّسُرُورًا 0 (ب ۲۹، الدھر: ۱۱) ترجمہ کنزالایمان: تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچالیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی۔

مقرّ بین بارگاہ الہی عزوجل نے انوار کے پردے پھاڑ ڈالے اور ایسے باغات میں عزیز و غفّار رب عزوجل کا قرب پانے

میں کامیاب ہو گئے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ملائکہ شب و روز ان کی خدمت کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا

ہے: وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنشُورًا 0 (ب ۲۹، الدھر: ۱۹) ترجمہ کنزالایمان: اور ان کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے، جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں بروز قیامت بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرے گی، نہ حسرت و ندامت پشیمان کرے گی، یہ بخیریت

طویل سفر کے بعد خوش و خرم بالا خانوں اور محلات میں سکونت پذیر ہوں گے، پھر انہیں جنت میں بشارت و خوشخبری دیتے ہوئے

کہا جائے گا: اِنَّ هٰذَا كَمَا نَ لَكُمْ جَزَاءٌ وَّكَمَا نَ سَعِيْكُمْ مَّشْكُورًا 0 (ب ۲۹، الدھر: ۲۲) ترجمہ کنزالایمان: ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔

ان کا مالک عزوجل ان کو اپنی بارگاہ میں حاضر کر کے اپنا قرب عطا فرمائے گا، پھر اپنی محبت و انس کے پیالے میں پاکیزہ

شراب سے ان کو سیراب کرے گا اور ارشاد فرمائے گا: ”اے میرے محبوب بندو! طویل عرصہ تم میرے دروازے پر کھڑے ہو کر

میری بارگاہ میں عبادت سے لطف اندوز ہوتے رہے، تم نے میری نازل کردہ مصیبتوں پر صبر کیا، میں تمہیں نعمتوں والے گھر یعنی

جنت میں ٹھکانہ عطا کروں گا اور تمہاری آنکھوں کو اپنے لازوال حسن و جمال کے دیدار سے سیراب کروں گا اور تمہیں بہت زیادہ

اجر و ثواب عطا کروں گا۔“

لکڑی کا بُرا دہ میدہ بن گیا:

حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صدقہ و ایثار کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔ بعض اوقات اپنی غذا بھی صدقہ کر

دیتے اور خود رات کو بھوکے سوتے۔ ایک صبح اس حالت میں کی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر سوائے ایک درہم کے کچھ نہ تھا۔ آپ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ محترمہ نے عرض کی: ”اس درہم سے آٹا خرید لائیں تاکہ ہم اسے گوندھ کر بچوں کے لئے روٹی پکالیں، بچے

مزید بھوک برداشت نہیں کریں گے۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک درہم اور توشہ دان (کھانے کا برتن) لیا اور بازار کی طرف چل

پڑے۔ سردی بہت شدید تھی، راستے میں آپ کو ایک سائل ملا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے ہٹ کر دوسری طرف سے جانے لگے تو اس نے آپ کو روک لیا اور اپنی تنگدستی بیان کرتے ہوئے آپ کو قسم دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ درہم اسے دے دیا۔ پھر یہ فکر لاحق ہو گئی کہ اپنے اہل و عیال کے پاس کیا لے کر جاؤں گا۔ چنانچہ، اسی فکر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مضبوط درخت کے قریب سے گزرے لوگ اس کو چیر رہے تھے۔ انہوں نے توشہ دان کھولا اور آرے سے چیرے جانے کے باعث جو برادہ گر رہا تھا اس سے توشہ دان بھر کر منہ بند کر دیا اور گھر جا کر بیوی کو کچھ بتائے بغیر رکھ دیا اور خود مسجد کی طرف چل پڑے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہلیہ محترمہ نے توشہ دان کھول کر دیکھا تو اس میں سفید باریک میدہ موجود تھا۔ اس نے گوندھ کر بچوں کے لئے کھانا پکایا۔ بچوں نے خوب سیر ہو کر کھایا اور پھر کھینے لگ گئے۔ جب سورج خوب بلند ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیوی، بچوں کی بھوک کا خوف محسوس کرتے ہوئے گھر تشریف لائے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھ گئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیوی نے دسترخوان اور کھانا لا کر سامنے رکھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو پوچھا: ”یہ کھانا کہاں سے آیا؟“ عرض کی: ”میرے سرتاج! اسی توشہ دان سے جو آپ لے کر آئے تھے۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت حیران ہوئے اور اللہ عزوجل کے لطف و کرم اور حسن کاریگری پر اس کا شکر ادا کیا۔

اے میرے اسلامی بھائیو! دیکھو! اللہ عزوجل اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر کیسا لطف و کرم فرماتا ہے اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بھی کیسا توکل کرتے ہیں پس دنیا کے معاملے میں اللہ عزوجل ان کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور انہیں اپنے فضل و کرم سے رزق عطا فرماتا اور ان کے ساتھ اپنے شایان شان معاملہ فرماتا ہے۔

حضرت سیدنا ابو معاویہ اسود علیہ رحمۃ اللہ الصمدنا بینا تھے۔ قراءت قرآن بہت زیادہ پسند تھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرآن کریم کھولتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بینائی لوٹ آتی اور جب قراءت سے فارغ ہوتے تو بینائی چلی جاتی۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ندا کی گئی: ”ہم نے تمہاری بینائی اس وجہ سے زائل نہیں کی کہ ہم تیرے معاملے میں بخیل ہیں بلکہ ہمیں اس پر غیرت آئی کہ تم ہمارے سوا کسی کو دیکھو۔“

دل ہوش میں نہ رہا:

حضرت سیدنا ابراہیم سائح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے طواف بیت اللہ شریف کے دوران ایک لڑکی کو کعبہ کے پردوں سے لپٹے ہوئے یہ کہتے سنا: ”ہائے! محبت الہی عزوجل کے بعد میں تنہا ہو گئی، ہائے! عزت پانے کے بعد میں ذلیل ہو گئی، ہائے! امیری کے بعد فقیری میں مبتلا ہو گئی، ہائے! اتنی بڑی مصیبت نازل ہو گئی۔“ میں نے پوچھا: ”اے لڑکی! تجھ پر کون سی مصیبت

نازل ہوئی؟“ اس نے کہا: ”میرا دل ہوش میں نہیں رہا۔“ میں نے کہا: ”یہ تو معمولی مصیبت ہے۔“ کہنے لگی: ”بھلا دل کی بے ہوشی اور محبوب کی جدائی سے بڑھ کر بھی کوئی مصیبت ہو سکتی ہے؟“ میں نے پوچھا: ”تم اپنی آواز پست کیوں نہیں کرتی؟“ تو وہ جواباً پوچھنے لگی: ”بتائیے! یہ گھر کس کا ہے، آپ کا یا اللہ عزوجل کا؟“ میں نے کہا: ”اللہ عزوجل کا۔“ کہنے لگی: ”یہ حرم آپ کا ہے یا خدا عزوجل کا؟“ میں نے کہا: ”اُسی کا ہے۔“ اس نے پھر پوچھا: ”اچھا! یہ بتائیے کہ کون ہمیں اس کی زیارت کی توفیق عطا فرماتا ہے؟“ میں نے کہا: ”اللہ عزوجل۔“ تو وہ کہنے لگی: ”پھر مجھے چھوڑ دو کہ میں اس کی بارگاہ میں عاجزی و انکساری کروں جیسا کہ اس نے ہمیں اپنے حرم شریف میں حاضری کی توفیق عطا فرمائی اور اس کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی۔“ پھر اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر لئے اور یوں دعا کی: ”یا اللہ عزوجل! تیری میرے ساتھ محبت کا واسطہ! میرے دل کو ہوش عطا فرما دے۔“ میں نے اسے کہا: ”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”وہ اس طرح کہ اس کی خاص عنایت نے ہمیشہ میری طرف سبقت کی کیونکہ اس نے میری تلاش میں لشکروں کو بھیجا، اس نے مال خرچ کئے اور اس کے بندوں نے جہاد کیا یہاں تک کہ مجھے شرک کے شہر سے نکال کر توحید کے شہر میں لاکھڑا کیا۔ اور پھر اس نے مجھے اپنے راستے کی معرفت عطا کی اور حسن توفیق کے ساتھ اپنی بارگاہ کی طرف رہنمائی کی، مجھے اس کا شعور بھی نہ تھا مگر اب میں اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔“

راہبوں کا قبول اسلام:

حضرت سیدنا شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلند مرتبہ کے مالک اور ابدال میں سے تھے، کم وقت میں طویل مسافت طے کر لیتے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر زباں زدِ عام تھا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحبِ کرامات و تصرفات بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُنڈلس کی جامع مسجد خضر میں نماز فجر کے بعد بیان فرمایا کرتے تھے۔ عیسائی راہبوں کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے پورے ملک کے گرجوں کی تعداد معلوم کی تو وہ ستر تھے۔ دس بڑے راہب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آزمانے کے لئے بھیجیں بدل کر مسلمانوں کے لباس میں لوگوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھ گئے اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان شروع کرنے لگے تو تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے، پھر ایک درزی حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفسار فرمایا: ”اتنی دیر کیوں لگا دی؟“ اس نے عرض کی، ”حضور! آپ کے حکم پر رات کو ٹوپیاں بناتے ہوئے دیر ہو گئی۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے ٹوپیاں لیں اور کھڑے ہو کر سب راہبوں کو پہنادیں۔ لوگوں کو اس سے بڑا تعجب ہوا لیکن معاملہ ابھی تک واضح نہ ہوا تھا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان شروع کر دیا، جس میں یہ جملہ بھی فرمایا: ”اے فقراء! جب اللہ عزوجل کی طرف سے توفیق کی ہو انیس سعادت مند دلوں پر چلتی ہیں تو وہ ہر روشنی کو بجھا دیتی ہیں۔“ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سانس لیا جس سے مسجد کی تقریباً تیس (30) قدیلیں بجھ

گئیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سر جھکائے ہوئے خاموش ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہیبت سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ کوئی بات یا حرکت کرے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا سر اٹھا کر فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، اے فقراء! جب عنایت کے انوار مردہ دلوں پر روشنی کرتے ہیں تو وہ راحت و سکون سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہر ظلمت ان کے لئے روشن ہو جاتی ہے۔“

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سانس لیا تو تمام قندیلوں کی روشنی لوٹ آئی، اور وہ اتنی بے چینی سے جلیں کہ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر گر پڑتیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیت سجدہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے جب سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا تو راہب بھی رسوائی کے خوف سے لوگوں کے ساتھ سجدہ میں گر گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سجدے میں یوں دعا کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو اپنی مخلوق کی تدبیر اور اپنے بندوں کی مصلحت بہتر جانتا ہے، یہ راہب مسلمانوں کے لباس میں مسلمانوں کے ساتھ تیری بارگاہ میں سجدہ کئے ہوئے ہیں، میں نے ان کے ظاہر کو تبدیل کر دیا، ان کے باطن کو تبدیل کرنے پر تیرے سوا کوئی قادر نہیں، میں نے انہیں تیرے دسترخوانِ کرم پر بٹھا دیا ہے تو ان کو کفر کی تاریکی سے نکال کر نورِ ایمان میں داخل فرمادے۔ راہبوں نے ابھی سر سجدے سے نہ اٹھائے تھے کہ ان سے کفر و شرک کی ناپاکی دور ہو گئی اور وہ اسلام میں داخل ہو گئے، اور اپنے مقصود کو حاصل کر لیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دستِ اقدس پر توبہ کر لی اور اپنے کئے پر ندامت سے آنسو بہانے لگے حتیٰ کہ ان کی چیخ و پکار کی آواز مسجد میں گونج اٹھی۔ وہ دن گواہ ہے کہ تین شخص اسی اجتماع میں انتقال کر گئے۔ جب بادشاہ تک یہ بات پہنچی تو اس نے ان سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور انعام و اکرام سے نوازا اور حضرت سیدنا شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان کے قبولِ اسلام سے بہت خوش ہوئے۔

رِقَّتِ اَنْكِيْرُ دَعَا:

يا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ عَزَّوَجَلَّ! سوالی تیرے دروازے پر کھڑے ہیں، گنہگار تیری بارگاہ میں پناہ لئے ہوئے ہیں، حاجت مند اپنی حاجت پیش کر رہے ہیں، عصیاں شعاروں نے تیرے سامنے عاجزی و انکساری سے اپنے سر جھکائے ہیں، کوتاہی کرنے والوں کے پاس عذر پیش کرنے کے لئے دلائل ختم ہو گئے ہیں، سائلین کی کشتی تیرے بحرِ کرم کے ساحل پر کھڑی ہے، سب اس اجازت نامے کی امید کئے ہوئے ہیں جو تیری رحمت کے کنارے تک پہنچادے، انہوں نے اپنے ہاتھ تیرے جو دو کرم کی موسلا دھار بارش کی طرف بڑھا دیئے ہیں، خائفین کے دل تیری وعیدوں کے خوف سے بے چین ہیں کہ وہ کیسے جواب دیں گے جبکہ تیرا غفور کرم تمام بندوں کو شامل ہے، یا الہی عَزَّوَجَلَّ! اگر سائلین کو تیری بارگاہ سے ہی مردود کر دیا گیا تو وہ کس کے پاس جائیں گے؟ اگر گنہگاروں کو تیرے ہی دروازے سے دھتکار دیا گیا تو ان کا والی کون ہوگا؟ اگر تیری بارگاہ سے دور رہنے والوں کو مایوس کر دیا گیا

تو ان کا سہارا کون ہوگا؟ یا الہی عَزَّوَجَلَّ! جب تائبین تیری بارگاہ میں رجوع کرتے ہیں تو تو ہی ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔
یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! عارفین معرفت کے ذریعے تجھ تک پہنچ گئے اور عبادت کی کثرت کرنے والوں کی تیری بارگاہ میں حاضری ہوگئی۔ **یا اللہ عَزَّوَجَلَّ!** متکبرین تیرے جلال کی ہیبت سے لرزتے ہیں، ظالم و جابر تیرے کمالِ اقتدار سے کانپتے ہیں اور تیرے دیدار کی تڑپ رکھنے والے تیرے جمال کا مشاہدہ کر کے راحت پاتے ہیں۔ **یا اللہ عَزَّوَجَلَّ!** محبین کے جگر تیری طلب میں پاش پاش ہوئے جاتے ہیں، قیام کرنے والے تیری مناجات کی لذت سے کامیابی کا ہار پہنتے ہیں، باعمل لوگ تیرے ثواب سے نفع مند ہوتے ہیں اور ہر لمحہ تجھے پیش نظر رکھنے والے تیرے قرب میں حاضر ہوتے ہیں۔

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیری بارگاہ میں گنہگار اپنے گناہوں پر نادم، نافرمان شرمندہ ہیں، تیری کڑی نگرانی سے حیاء کے مارے سر جھکائے کھڑے ہیں، خطا کار تیری ہیبت سے خاموش ہیں، خائفین تیری عظیم طاقت سے پارہ پارہ ہو رہے ہیں، **یا اللہ عَزَّوَجَلَّ!** اگر تو صرف عبادت گزاروں پر رحم فرمائے گا تو خوابِ غفلت میں سونے والوں پر رحم کون کرے گا؟ **یا اللہ عَزَّوَجَلَّ!** اگر تو صرف باعمل بندوں پر ہی نظرِ رحمت فرمائے گا تو کوتاہوں کا کیا بنے گا؟ **یا اللہ عَزَّوَجَلَّ!** اپنی بارگاہ سے بھٹکے ہوؤں کو اپنی معرفت کے دروازوں کی طرف لوٹا دے۔ اور بھٹکے ہوؤں کے دلوں کو اپنی مہربانی اور لطف و کرم کے انوار سے ہدایت عطا فرما اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ان سب کو اپنے سایہِ عفو و کرم میں داخل فرما کر ان کو اپنی مغفرت سے نواز دے۔ (آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ



حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ ”انسان کون ہیں؟“ ارشاد فرمایا: ”علماء۔“ پھر پوچھا گیا کہ ”بادشاہ کون ہیں؟“ فرمایا: ”آخرت کے لئے دنیا سے روگردانی کرنے والے۔“ پھر پوچھا گیا کہ ”بے وقوف کون ہیں؟“ فرمایا: ”اپنے دین کے بدلے دنیا کمانے والے لوگ۔“ (المحدث الفاضل، ج ۱، ص ۲۰۵)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

قرب حقیقی کا بیان

بیان 31:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے دلوں کے قفل (تالے) خوشی و مسرت کی چابیوں سے کھولے اور صبح کے وقت چلنے والی ہوا کے آراستہ پیراستہ خوشگوار جھونکوں سے دلوں کو زندگی اور رحوں کو راحت عطا فرمائی۔ اپنے اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں کے باغ اپنے جو دو کرم اور نعمتوں کے بادل سے سیراب کئے تو اس کی عظیم عطائیں پھیل کر عام ہو گئیں۔ اور تمجید کی بلبلوں کو تو حید کی ٹہنیوں پر چھوڑ دیا۔ اب وہ صبح و شام اپنے معبود کا شکر بجالاتے ہوئے اس کی حمد و ثناء میں مشغول ہیں۔ ان کے دلوں کی کلیوں کو ان کے پاکیزہ ذکر کے ساتھ معطر فرمایا تو ان کی خوشبوئیں خوب پھیل گئیں، انہیں اپنی بارگاہ قرب میں رات کے خیمے تلے جمع کیا اور اپنی محبت کا صاف و شفاف جام پلا کر سخاوت کے پیالوں سے سیراب کیا۔ جب درختوں کے پتوں نے تالیاں بجائیں، باد نسیم نے اشعار میں جوانی کے دنوں کا تذکرہ کیا اور ہزار داستان (۱) نے اپنی نرم و نازک سُر ملی آواز میں گیت گائے تو ہر عاشق صادق اپنے پرانے وعدے کا مشتاق ہو کر بے قرار ہو گیا۔ ان میں کچھ ایسے بھی تھے جو مدہوش ہونے کے بعد ہوش میں آگئے اور کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنے نشانات کو ہی ختم کر دیا۔ بعض جھومتے اور لڑکھڑاتے ہوئے حیران و سرگرداں پھرنے لگے، بعض نے عشقِ الہی عَزَّوَجَلَّ کو چھپایا، بعض ظاہر ہو گئے، کسی نے عاجزی و انکساری اور خشوع و خضوع کا لباس پہن لیا جبکہ بعض آوارہ ہو کر رسوا ہو گئے اور لباسِ شہرت پہن لیا یعنی ایسا لباس جس سے بندہ نیک ظاہر ہو۔ بہر حال یہ سب سحری کی خلوتوں میں پھٹے پرانے کپڑوں کی دھجیاں بکھیر ڈالتے اور محبتِ الہی عَزَّوَجَلَّ میں پردوں کو چاک کر دیتے، تو مالکِ دو جہاں، خالقِ انس و جان اللہ رَبُّ الْعَالَمِينَ عَزَّوَجَلَّ نے ان پر رحم فرماتے ہوئے انہیں معاف کر دیا اور ارشاد فرمایا:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ (ب ۲، البقرہ: ۱۹۸) ترجمہ کنز الایمان: تم پر کچھ گناہ نہیں۔

سیاہ فام غلام:

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ”ایک سال میں حج کے ارادے سے نکلا، جب میں مکہ مکرمہ پہنچا تو دیکھا کہ لوگ شہر سے باہر نمازِ استسقاء کے لئے جا رہے ہیں۔ میں بھی تین دن ان کے ساتھ جاتا رہا مگر بارش نہ ہوئی۔ میں انہیں اسی حالت میں چھوڑ کر حجرِ اسود کے پاس چلا آیا۔ اچانک میں نے سبز لبادے میں ملبوس ایک زرد چہرے والا سیاہ

①..... ایک خوش الحان پرندے کا نام ہے، اسے فارسی میں ہزار داستان کہتے ہیں۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

نام شخص دیکھا، اس پر دو چادریں تھیں، ایک تہبند کے طور پر اور دوسری جسم پر لپیٹی ہوئی تھی۔ وہ اس قدر رویا کہ آنسوؤں سے اس کے کپڑے بھیک گئے، پھر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہنے لگا: ”گناہوں اور عیبوں کی کثرت کی وجہ سے چہرے رسوا ہو گئے ہیں۔ اے میرے مالک عزوجل! نافرمانیوں کی کثرت کی وجہ سے تیرے بندوں سے بارش روک دی گئی ہے، تیری مخلوق قحط سے ہلاک ہو رہی ہے اور بھوک میں مبتلا ہے اور تو سب کچھ جاننے والا ہے، بچے مضطرب و پریشان ہیں، مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ میں تجھے تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و وجاہت کے وسیلے سے قسم دیتا ہوں کہ اسی لمحہ بادل سے سیراب فرمادے، میں تیری بارگاہ میں تیرا ہی وسیلہ پیش کرتا ہوں اور تجھ پر ہی میرا اعتماد و بھروسہ ہے لہذا اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کے گناہ معاف فرمادے اور ان کے جرموں کا مواخذہ نہ فرما۔ اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! اسی وقت بارش نازل فرمادے۔“

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی اس کی دعا مکمل نہ ہوئی تھی کہ بادل چھا گئے اور ہر طرف موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ میں بیٹھ کر روتا رہا یہاں تک کہ جب وہ شخص حجرِ اسود سے دور جانے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے ہولیا اور اس کے ٹھکانے کو پہچان لیا۔ میں اس کی قیام گاہ کا دروازہ دیکھ کر اپنے گھر لوٹ آیا لیکن ساری رات مجھے نیند نہ آئی۔ جب صبح ہوئی تو منہ اندھیرے ہی میں نے نمازِ فجر ادا کر لی اور اس مقام پر پہنچ گیا، اندر داخل ہوا تو ایک خوبصورت نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے پوچھا: ”اے ابو عبدالرحمن! کیا کسی کام سے آئے ہو؟“ میں نے کہا: ”ہاں، میں ایک غلام خریدنا چاہتا ہوں۔“ اس نے کہا: ”میرے پاس دس غلام ہیں، ان میں سے جو آپ کو پسند آئے لے جائیں۔“ پھر اس نے ایک موٹے سے غلام کو بلا کر اس کے اوصاف بیان کئے۔ میں نے کہا: ”مجھے اس کی ضرورت نہیں۔“ پھر اس نے ایک ایک کر کے دس غلام میرے سامنے پیش کر دیئے لیکن میں نے یہی کہا کہ ”مجھے ان میں سے کسی کی ضرورت نہیں۔“ اب وہ بولا: ”میرے پاس ایک زرد رنگ کے لاغر بدن، سیاہ فام غلام کے سوا کوئی بھی باقی نہیں بچا لیکن اس کی حالت یہ ہے کہ اگر لوگ ہنستے ہیں تو وہ رونے لگتا ہے اور اگر لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں تو وہ نماز پڑھنے لگتا ہے، ساری رات نہیں سوتا، ہاں! بعض اوقات حسرت و یاس سے کسی کو پکارتا رہتا ہے، اپنی کمزوری کی زیادتی کی وجہ سے کسی کی خدمت کے قابل نہیں، اس کے باوجود میرا دل اس کو پسند کرتا ہے اور اسے دیکھ کر میں برکت حاصل کرتا ہوں۔“

پھر اس نے میمون کو آواز دی۔ جب وہ غلام باہر آیا تو میں نے اسے دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہے۔ میں نے کہا: ”میں یہی غلام خریدنا چاہتا ہوں۔“ وہ نوجوان بولا: ”میں تو اس کو بیچنے کی کوئی وجہ نہیں پاتا۔“ میں نے پوچھا: ”تم اسے کیوں نہیں بیچنا چاہتے؟“ وہ نوجوان بولا: ”میں اس سے مانوس ہو گیا ہوں اور اس کو دیکھ کر برکت حاصل کرتا ہوں، اس کے ساتھ ساتھ مجھے اس پر کچھ خرچ بھی نہیں کرنا پڑتا۔ اللہ عزوجل کی قسم! یہ میرے پاس چراغ کی رسی کو بٹ کر اور کھجور کے پتوں سے کچھ بنا کر

اس کے عوض ہی کچھ کھاتا ہے اور اس کے بغیر کھانا بھی نہیں کھاتا۔ سارا دن نصف دانق (یعنی درہم کے چھٹے حصے) کے بدلے کام کرتا ہے۔ اگر کوئی چیز پک جائے تو کھانا کھا لیتا ہے ورنہ بھوکا ہی رات بسر کرتا ہے۔ میرے دوسرے غلاموں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ ساری رات عبادت کرتا ہے۔“ یہ سن کر میں نے کہا، ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر تم نے یہ غلام مجھے نہ بیچا تو میں حضرت سیدنا سفیان ثوری اور حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رَضِيَ اللهُ تَعَالَى كُوسَاتِهِ لَے آؤں گا۔“ تو وہ بولا، ”اگر ایسا ہے تو میں آپ کی ضرورت پوری کرتا ہوں۔“

چنانچہ، وہ غلام میں نے اس سے خرید لیا۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر راستے پر چلنے لگا راستے میں وہ میری جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا: ”اے میرے آقا!“ میں نے کہا، ”لبیک۔“ تو وہ بولا: ”آپ لبیک نہ کہیں کہ غلام اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ لبیک کہے۔“ پھر کہنے لگا، ”میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ تو بتائیں کہ آپ نے مجھ جیسے کمزور و ناتواں غلام کو کیوں خریدا حالانکہ میرے مالک نے مجھ سے زیادہ عمدہ غلام آپ کے سامنے پیش کئے تھے اور میں تو کسی کی خدمت کرنے سے بھی قاصر ہوں۔“ میں نے اسے کہا، ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تیرا خادم بن کر رہوں گا اور تجھ سے اپنا کوئی کام نہیں لوں گا۔“ تو وہ بولا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام پر آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے مجھے کس وجہ سے خریدا۔“ تو میں نے اس کو گزشتہ واقعہ بتا دیا اس پر وہ کہنے لگا: ”یقیناً آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے ہیں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں ستودہ صفات کے مالک اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ موجود ہیں اور وہ ان کا مقام و مرتبہ اپنے بندوں میں سے انہیں پر ظاہر فرماتا ہے جنہیں وہ پسند فرمائے۔“

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: پیدل چلتے چلتے ہمارا گزر ایک مسجد کے پاس سے ہوا تو اس غلام نے مجھ سے کہا، ”اے میرے آقا! اگر آپ کی اجازت ہو تو اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کر لوں۔“ میں نے کہا، ”ابھی تو ہم حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر جا رہے ہیں، وہاں جا کر جتنی چاہے رکعتیں پڑھ لینا۔“ وہ بولا، ”مجھے کیا معلوم کہ میں ان کے گھر پہنچنے تک زندہ بھی رہوں گا یا نہیں؟ جبکہ شہنشاہ خوش نہال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و مکالم، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس کے لئے بھلائی کا دروازہ کھولا جائے تو اُسے چاہئے کہ بھلائی کا کام مکمل کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کب دروازہ بند ہو جائے۔“

(الزهد لابن المبارک، باب ما جاء فی فضل العبادۃ، الحدیث ۱۱۷، ص ۳۸ ”فلیتم بدله“ فلیستہزہ“)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں داخل ہو گئے اور دونوں نے نماز ادا کی لیکن اس کی نماز طویل ہو گئی، میں اس کا انتظار کرنے لگا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو کہنے لگا: ”اے میرے آقا! میری موت کا وقت قریب آچکا ہے، اے میرے آقا! میرے اور پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے درمیان بڑا عمدہ معاملہ ہے، جس کو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور

اب آپ دوسروں کو بھی بتائیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ میرا راز کسی پر ظاہر ہو۔“ پھر وہ سجدہ میں گر کر مسلسل رونے اور کلمہ شہادت پڑھنے لگا یہاں تک کہ اس کے جسم کی حرکت رُک گئی۔ میں نے اسے حرکت دی تو واصل بَحَقُّ پایا (یعنی اس کی روح نفسِ غنْضَری سے پرواز کر چکی تھی)۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں اس کو وہیں چھوڑ کر حضرت سیدنا فضیل اور حضرت سیدنا سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو بلا لایا، ہم نے مل کر اس کی تجھیز و تکفین کی۔ اس کے بعد میں گھر آیا تو میرے دل میں اک آگ سی لگی ہوئی تھی۔ جب رات ہوئی تو میں اپنے اور دو وظائف سے فارغ ہو کر سو گیا۔ خواب میں اچانک وہی غلام میمون ریشم کے دو شملوں میں بلبوس میرے پاس آیا، وہ مسکرارہا تھا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی۔ مجھے سلام کر کے کہنے لگا: ”اے میرے آقا! جب میں تمام آقاؤں کے آقا غزّو زحل کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے کھل کر اپنا حال بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ آپ نے بغیر کسی نفع و خدمت کے مجھے خریدا تو میرے پروردگار غزّو زحل نے ارشاد فرمایا: ”اے میمون! میں پوشیدہ و مخفی باتوں کو جانتا ہوں اور دلوں میں چھپی باتوں سے بھی باخبر ہوں، عبداللہ بن مبارک نے محض میری رضا کی خاطر تجھے خریدا تھا۔ لہذا میں نے تیرے سبب اور میری بارگاہ میں تیرے مقام و مرتبے کی وجہ سے اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔“ (پھر غلام نے کہا) اے میرے آقا! آپ نے میری جو قیمت ادا کی تھی، یہ لیں۔“ حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں رونے لگا اور جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ درہم میرے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ غزّو زحل کی قسم! جب بھی مجھے میمون کی یاد آتی ہے تو اس کی جدائی پر رونے لگتا ہوں۔“

چٹان سے چشمہ بہہ نکلا:

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران مجھے سخت پیاس لگی تو میں پانی کی تلاش میں اپنے راستے سے ہٹ کر ایک وادی کی جانب چل پڑا۔ اچانک میں نے ایک خوفناک آواز سنی، میں نے سوچا: شاید! یہ کوئی درندہ ہے جو میری طرف آرہا ہے۔ چنانچہ، میں بھاگنے ہی والا تھا کہ پہاڑوں سے کسی پکارنے والے نے مجھے پکار کر کہا: ”اے انسان! ایسا کوئی معاملہ نہیں جس طرح تم سمجھ رہے ہو، یہ تو اللہ غزّو زحل کا ایک ولی ہے جس نے شدتِ حسرت سے ایک لمبی سانس لی تو اس کی آواز بلند ہو گئی۔“ جب میں اپنے راستے کی جانب واپس مڑا تو ایک نوجوان کو عبادت میں مشغول پایا۔ میں نے اسے سلام کیا اور اپنی پیاس کا بتایا تو اس نے کہا: ”اے مالک! اتنی بڑی سلطنت میں تجھے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ملا۔“ پھر وہ چٹان کی طرف گیا اور پاؤں کی ٹھوک مار کر کہا: ”اس ذات کی قدرت سے ہمیں پانی سے سیراب کر جو بوسیدہ ہڈیوں کو بھی زندہ فرمانے پر قادر ہے۔“ اچانک چٹان سے پانی ایسے بہنے لگا جیسے چشمہ سے بہتا ہے۔ میں نے جی بھر کر پینے کے بعد عرض کی: ”مجھے ایسی چیز

کی نصیحت فرمائیے جس سے مجھے نفع ہوتا رہے۔“ تو اس نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”تہائی میں اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول ہو جائیے، وہ آپ کو جنگلات میں پانی سے سیراب کر دے گا۔“ اتنا کہہ کر وہ اپنے راستے پر چلا گیا۔

فنا فی اللہ نو جوان:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نو جوان کو آبادی اور لوگوں سے الگ تھلگ تنہا جنگل میں مصروف عبادت دیکھا۔ میرے سلام کرنے پر اس نے جواب دیا، تو میں نے کہا: ”اے نو جوان! تم ایسی ویران جگہ میں ہو جہاں تمہارا کوئی مددگار ہے، نہ رفیق۔“ اس نے کہا: ”کیوں نہیں، میرے رب عزوجل کی قسم! میرا مددگار بھی ہے اور رفیق بھی۔“ میں نے پوچھا: ”کہاں ہے؟“ جواب دیا: ”وہ اپنی عزت کے ساتھ میرے اوپر، علم و حکمت سے میرے ساتھ، ہدایت کے ساتھ میرے سامنے اور نعمت و عظمت کے ساتھ میرے دائیں بائیں ہے۔“ جب میں نے یہ کلام سنا تو عرض کی: ”کیا آپ مجھے اپنی صحبت اختیار کرنے کی اجازت دیں گے؟“ تو وہ کہنے لگا: ”آپ کی رفاقت مجھے عبادت سے غافل کر دے گی اور میں اس کو پسند نہیں کرتا، مشرق سے مغرب تک کا بادشاہ میرے لئے کافی ہے۔“ میں نے پھر پوچھا: ”آپ کو یہاں وحشت محسوس نہیں ہوتی؟“ اس نے جواب دیا: ”جس کا حبیب و انیس اللہ عزوجل ہو اُسے کیونکر وحشت ہوگی۔“ میں نے مزید پوچھا: ”کھانا کہاں سے کھاتے ہیں؟“ جواب دیا: ”جب میں چھوٹا تھا تو اس نے اپنے لطف و کرم سے ماں کے تاریک پیٹ میں مجھے غذا دی اور اب جبکہ میں بڑا ہو گیا ہوں تو کیا وہ میری کفالت نہیں فرمائے گا، میرے لئے اس کے پاس مقرر رزق ہے اور اس کا وقت بھی لکھا ہوا ہے۔“

پھر میں نے اُسے دعا کی درخواست کی تو اس نے مجھے یوں دعادی: ”اللہ عزوجل آپ کی آنکھوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ فرمائے، آپ کے دل کو اپنے خوف سے بھر دے اور آپ کو ان لوگوں سے نہ بنائے جو اس کے غیر میں مشغول ہو کر عبادت سے غافل ہو جاتے ہیں۔“ اس کے بعد جب وہ جانے کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے اس کے قریب جا کر عرض کی: ”پھر کب آپ سے ملاقات ہوگی؟“ تو وہ مسک کر کہنے لگا: ”آج کے بعد دنیا میں تو آپ سے ملاقات نہ ہوگی اور بروز قیامت جب سب لوگ جمع ہوں گے تو اگر آپ مجھ سے ملنا چاہیں تو دیدار الہی عزوجل کرنے والوں میں مجھے تلاش کیجئے گا۔“ میں نے پوچھا: ”آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا؟“ جواب دیا: ”اُس کی عزت کی قسم! اسی کے سبب معلوم ہوا کیونکہ میں نے اپنی آنکھ کو محرمانہ سے بچا کر رکھا، اپنے نفس کو خواہشات کے حصول سے باز رکھا اور تاریک راتوں میں اس کی عبادت کے لئے تہائی اختیار کی لہذا اس کے بدلے وہ مجھے اپنا دیدار کرائے گا۔“ پھر وہ غائب ہو گیا۔ اس کے بعد کبھی بھی اس سے ملاقات نہ ہوئی۔

﴿اللہ ﷻ کی اُن پر رحمت ہو، اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ﴾

ہمیشہ دیدارِ الہی عَزَّوَجَلَّ کرنے والا لڑکا:

حضرت سیدنا ابراہیمؑ خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں شدید گرمی والے سال حج کے ارادے سے نکلا۔ ایک دن جبکہ ہم حجازِ مقدّس میں تھے، میں قافلے سے پھڑ گیا اور مجھے ہلکی سی نیند آنے لگی، مجھے اتنا ہی علم تھا کہ میں جنگل میں تنہا ہوں۔ اچانک ایک شخص میرے سامنے ظاہر ہوا، میں جلدی سے اسے جاملا، وہ ایک کم سن لڑکا تھا جس کا چہرہ چودہویں کے چاندیا دوپہر کے سورج کی طرح چمک رہا تھا، اس پر خوشحالی و رہنمائی کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے یوں جواب دیا: ”وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ، یا ابراہیم!“ مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا، میں نے پوچھا: ”تم مجھے کیسے پہچانتے ہو حالانکہ اس سے پہلے تم نے مجھے کبھی نہیں دیکھا؟“ تو وہ کہنے لگا: ”اے ابراہیم! جب سے مجھے معرفت نصیب ہوئی ہے تب سے میں ناواقف نہ رہا اور جب سے مجھے اللہ تعالیٰ کے وصال کی دولت ملی ہے تب سے میں جدائی سے نہ آزمایا گیا۔“ میں نے پوچھا: ”اتنی شدید گرمی والے سال اس جنگل میں کیسے آگئے ہو؟“ تو اس نے جواب دیا: ”اے ابراہیم! میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کبھی کسی سے محبت نہ کی، نہ اس کے غیر سے کبھی ملاقات کی ہے اور مکمل طور پر اسی کی طرف متوجہ رہتا ہوں اور اس کا بندہ ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔“ میں نے اس سے پوچھا: ”کھاتے پیتے کہاں سے ہو؟“ تو بولا: ”میرا محبوب میری کفالت کرتا ہے۔“ جب اس نے مجھے یہ جواب دیا تو اس کے آنسوؤں کی لڑی رخسار پر موتیوں کی طرح اُمڈ آئی۔ پھر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

”کون ہے جو مجھے چنیل میدان میں جانے سے ڈرارہا ہے، میں تو ضرور اس زمین سے گزر کر اپنے محبوب تک پہنچوں گا اور میں اس پر پہلے ہی ایمان لا چکا ہوں، محبت و شوق مجھے مضطرب کئے ہوئے ہیں اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محبت ہو وہ کسی انسان سے نہیں ڈرتا، کیا آج آپ میری کم سنی کی وجہ سے مجھے حقیر جان رہے ہیں، میرے ساتھ جو بیٹی ہے اس کی وجہ سے مجھ پر ملامت کرنا چھوڑ دیں۔“

اس کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا: ”اے ابراہیم! کیا تم قافلے سے پھڑ گئے ہو؟“ میں نے جواب دیا: ”جی ہاں۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کم سن لڑکے کو دیکھا کہ وہ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھا کر کچھ پڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا، اسی وقت مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے آپ کو قافلے میں پایا اور مجھے میرا رفیق کہہ رہا ہے: ”اے ابراہیم! خیال رکھنا، کہیں سواری سے گرنہ جاؤ۔“ مجھے معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ کم سن لڑکا کہاں گیا، آسمان پر چڑھ گیا یا زمین میں اتر گیا۔ جب میں میدانِ عرفات پہنچا اور حرمِ پاک میں داخل ہوا تو اس لڑکے کو کعبہ شریف کے پردوں سے لپٹ کر روتے ہوئے یہ

مناجات کرتے دیکھا: ”میں کعبہ مکرمہ زادۃ اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً کے غلاف سے چمٹا ہوا ہوں، اے میرے اللہ عزوجل! تو دلوں کے بھید اور پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے، میں تیری بارگاہ میں بیدل چل کر حاضر ہوا ہوں کیونکہ میں تیری محبت میں مبتلا ہوں، میں تو بچپن سے ہی تیری محبت و چاہت میں گرفتار ہو گیا تھا جس وقت مجھے محبت کا صحیح مفہوم بھی معلوم نہ تھا۔ اے لوگو! مجھے ملامت نہ کرو کیونکہ میں تو ابھی محبت کے اصول سیکھ رہا ہوں اور اے میرے محبوب حقیقی عزوجل! اگر میری موت کا وقت قریب آچکا ہے تو پھر مجھے اُمید ہے کہ میں تیرا وصال پا کر اپنی محبت کا حصہ حاصل کر لوں گا۔“ پھر وہ سجدے میں گر گیا۔ میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ جب اس کا سجدہ بہت طویل ہو گیا تو میں نے اس کو حرکت دی تو معلوم ہوا کہ اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ مجھے بہت افسوس ہوا، میں اپنی سواری کے جانور کی طرف گیا اور کفن کے لئے ایک کپڑا لیا اور غسل دینے والے کی مدد طلب کی۔ جب واپس اس لڑکے کے پاس پہنچا تو وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ اس کے متعلق تمام حاجیوں سے پوچھا مگر مجھے کوئی ایسا شخص نہ ملا جس نے اُسے زندہ یا مردہ دیکھا ہو تو میں سمجھ گیا کہ وہ لڑکا مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ تھا اور اُسے میرے علاوہ کسی نے نہ دیکھا، میں اپنی قیام گاہ میں آ کر سو گیا۔

خواب میں، میں نے اُسے ایک بہت بڑی جماعت کے آگے آگے دیکھا کہ اس پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے اس سے پوچھا: ”کیا تم میرے ساتھ نہ تھے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”یقیناً میں آپ کے ساتھ ہی تھا۔“ میں نے اس سے پوچھا: ”کیا تم مر نہیں گئے تھے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”ایسا ہی ہے۔“ میں نے کہا: ”میں تو تمہیں کفن دینے کے لئے تلاش کر رہا تھا تا کہ تجھیں و تکفین کے بعد تمہاری تدفین عمل میں لاؤں، مگر جب میں واپس آیا تو تم موجود ہی نہ تھے۔“ تو اس نے جواب دیا: ”اے ابراہیم! جس ذات نے مجھے شہر سے نکالا اور اپنی محبت کا شوق عطا کیا اور میرے گھر والوں سے مجھے دور کر دیا، اسی نے مجھے سب کی نظروں سے چھپا کر کفن بھی دے دیا۔“

پھر میں نے پوچھا: ”اللہ عزوجل نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ اس نے جواب دیا: ”مجھے میرے اللہ عزوجل نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا: ”تجھے کیا چاہئے؟“ میں نے عرض کی: ”یا الہی عزوجل! تو خوب جانتا ہے۔“ اس نے ارشاد فرمایا: ”تو میرا سچا بندہ ہے، میرے نزدیک تیرا مقام یہ ہے کہ میرے اور تیرے درمیان کبھی حجاب نہ ہوگا۔“ پھر مزید ارشاد فرمایا: ”اور بھی کچھ چاہئے؟“ میں نے عرض کی: ”میں جس بستی میں رہتا تھا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔“ ارشاد فرمایا: ”میں نے اس بستی کے حق میں تیری شفاعت بھی قبول فرمائی۔“ حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا اور ارکان حج ادا کرنے کے بعد قافلے والوں کے ساتھ چل پڑا۔ جس

سے بھی میری ملاقات ہوتی وہ یہی کہتا: ”آپ کے ہاتھوں کی پاکیزہ خوشبو سے سب لوگ حیران ہیں۔“ اس واقعہ کے ناقل کا کہنا ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کے ہاتھ سے مرتے دم تک وہ خوشبو آتی رہی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ .



علم طب کی دلچسپ حکایت

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی منفرد تالیف ”گھریلو علاج“ صفحہ 9 پر تفسیر نعیمی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: ”حضرت علی بن حسین واقعہ علیہ رحمۃ اللہ الواحد سے ایک نصرانی (یعنی کرجین) ڈاکٹر نے کہا: تمہارے دین میں ”علم طب“ بالکل نہیں لہذا تمہارا دین ناقص ہے۔ انہوں نے جواب دیا: ہمارے پیارے پیارے اللہ عزوجل نے سارے کا سارا علم طب قرآن پاک کی اس آیت **كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا** (ترجمہ کنز الایمان: کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو۔ پ ۸، الاعراف: ۳۱) میں بیان فرما دیا ہے۔ وہ ڈاکٹر بولا: تمہارے نبی نے بھی کیا کہیں علم طب کا تذکرہ کیا ہے؟ فرمایا: طبیبوں کے طبیب، اللہ کے حبیب، حبیب لیب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چند لفظوں میں سارا طب جمع فرما دیا ہے، ارشاد فرمایا ہے: ”معدہ ساری بیماریوں کا گھر اور پرہیز سارے علاجوں کا سر ہے، بدن کے ہر حصہ کو اس کا حق دو۔“ یہ سن کر نصرانی ڈاکٹر حیران ہو کر کہنے لگا: ”واقعی تمہارے قرآن اور تمہارے رسول نے جالینوس (جو کہ دنیا کا بہت بڑا طبیب گزرا ہے) کے لئے طب کا کوئی مسئلہ چھوڑا ہی نہیں، سب کچھ بیان کر دیا۔“

(تفسیر نعیمی پارہ ۸ ص ۳۹۳)

بیان 32: تذکرہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سِرَاجُ الْأُمَّةِ، إِمَامُ الْأَئِمَّةِ، كَانِشَفُ الْعَمَّةِ، فَفِيهِهِ أَفْخَمُ حَضْرَتِ سَيِّدِنَا إِمَامِ أَعْظَمِ أَبُو حَنِيفَةَ نَعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو قدیم کی صفت سے متصف ہے، ہر موجود شے کے وجود سے پہلے ہے، فضل و کرم اور جو دو عطا اس کے اوصاف ہیں، وہ اپنی وحدانیت میں اولاد اور آباؤ اجداد سے پاک ہے۔ نہ اس کی بیوی ہے، نہ شوہر، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ وہ کسی کی اولاد۔ وہ ریت کے ذروں، پانی کے قطروں اور بالیوں اور انگور کے خوشوں وغیرہ کے دانوں کی تعداد بھی جانتا ہے۔ وہ سخت اندھیری و تاریک راتوں میں خشکی و تری کے ہر ذرے کی حرکت کو ملاحظہ فرما رہا ہے۔ ایسا حکمت والا ہے جو سخت مضبوط چٹانوں سے نہریں نکالتا ہے۔ خشک درختوں سے تر و تازہ پھل پیدا کرتا ہے۔ فکریں اس کی تصویر کشی نہیں کر سکتیں۔ سمیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ تقدیر اس کے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ زمانے اسے فنا نہیں کر سکتے۔ آنکھوں میں اس کے ادراک کی طاقت نہیں۔ وہ یکتا معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عطا کرنے والا ہے، اس کی عطا میں کوئی رکاوٹ ڈالنے والا نہیں۔ اس کے فیصلے کو ٹالنے والا کوئی نہیں۔ وہ ایسا کریم ہے کہ بندہ کتنی ہی مرتبہ اس کے دروازے سے اعراض کرے پھر بھی اسے بڑے بڑے انعامات عطا فرماتا ہے۔ وہ ایسا حلیم ہے کہ انسان کو گناہوں میں مبتلا دیکھتا ہے پھر بھی اپنے حلم اور مہربانی سے اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ وہ ایسا غفار ہے جو گناہوں کو بخشتا، عیبوں کو چھپاتا اور پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ وہ ایسا قہار ہے جو سب جاہروں، ظالموں پر غالب ہے، سب شکست دینے والوں کو شکست دیتا ہے اور بغض و عناد کی تلوار سونٹنے والوں کو شدت و سختی کی مار مارتا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے انسانی فکروں کو اپنے عظمت و جلال اور انوار و تجلیات کے ادراک سے گم گشتہ راہ کر دیا اور عقلوں کو اپنی قدیم ذات کی حقیقت تک پہنچنے سے عاجز کر دیا۔ اس نے وضاحت اور کلام کے بعد اپنے اسرار کو اشاروں سے تعبیر کرنے سے زبانوں کو گونگا کر دیا اور اپنا احاطہ کرنے سے دلوں کو حیرت زدہ کر دیا اور اس کا مقصد وہم میں مبتلا کرنا نہیں۔ وہ کریم ہے، عظمت و بزرگی والا ہے، ہمیشہ سے ہے، تنہا ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ وہ کسی کی اولاد، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، وہ ہر طرح کے مماثل، مشابہ، ضد اور نقیض سے پاک ہے۔ تمام احسانات پر شکر اور تمام تعریفوں کا مستحق وہ ہے جس نے اپنے گنہگار و ذلیل بندوں پر اپنا خوبصورت پردہ ڈال رکھا ہے۔ وہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ ان کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ ربوبیت اس کی پہچان ہے۔ الوہیت اس کی صفت ہے۔ وہ اپنی حقیقت و وحدانیت میں منفرد ہے۔ خیال و گمان سے پاک ہے۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

اپنی بقاء میں فنا اور مثلثیت (یعنی ہم مثل ہونے) سے پاک ہے۔ ہر ظاہر و پوشیدہ شے سے باخبر ہے۔ عقلیں اس کی عظمت میں حیران و ششدر ہیں اور نہیں جان سکیں کہ وہ کہاں ہے؟ فکریں اس کی بے نیازی کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں، کیونکہ اسے علوم عقلیہ سے نہیں جانا جاسکتا۔ پاک ہے وہ معبودِ عظیم جو مماثل و مناسب چیزوں پر غالب ہے اور مشارک و مصاحب سے پاک و بری ہے۔ تائب کی توبہ قبول فرماتا ہے، اس کے دربار کا کوئی دربان نہیں۔ جو اس کے غیر سے اُمید رکھے وہ بد بخت و نامراد ہے اور جو اس کے دروازہ رحمت پر پڑا و ڈال لے وہ اپنے مقصد کو پانے میں کامیاب ہے۔ جو اس کے اُنس کا مزہ چکھ لیتا ہے وہ اس کے لطف و کرم سے عجیب و غریب چیزیں ملاحظہ کر لیتا ہے اور جو اس کے علاوہ ہر چیز سے منہ موڑ لیتا ہے تو وہ نہ صرف اسے بلندی عطا فرماتا ہے بلکہ ترقی عطا فرما کر اعلیٰ ترین مراتب تک پہنچا دیتا ہے۔ اس سے ضرر و نقصان کو دور کرتا اور ٹوٹے دلوں کو جوڑ دیتا ہے۔ اور رات کے آخری حصے میں ندا فرماتا ہے: ”ہے کوئی بخشش مانگنے والا؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا؟“ وہ سالکین کی حاجات پوری فرماتا ہے اور قبولیت و عنایت کی پوشاکوں کے ساتھ تائبین پر جو دو کرم فرماتا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس کی پاکیزگی کی گواہی تمام آسمان اور اس میں موجود عجائباتِ قدرت دیتے ہیں۔ جس کی ربوبیت کا اقرار مشارق و مغارب کی زمینیں کرتی ہیں۔ اس نے اپنا قائم و دائم دین لے کر آنے والے اور خصائلِ حمیدہ اور اوصافِ جمیلہ سے متصف نبی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب فرمایا اور کائنات کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ باجود سے مشرف فرمایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سعادتِ کاملہ عطا فرمائی اور بلند و بالا مراتب پر فائز فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام و خلفاءِ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو چنا اور پھر ان کی صحبت میں رہنے والوں کو تابعین بنایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے بطور خاص تابعین پر احسان فرمایا جو زمانہ گزر جانے کے باوجود شریعتِ اسلام پر قائم رہے۔ پھر ان میں سے چار ہستیوں کا انتخاب فرمایا جنہوں نے ایمان کے ستونوں کی بنا ڈالی اور بندوں کو اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف بلایا پس ان کے علوم سے ساری کائنات بھر گئی۔ ان میں سے ایک حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا نسب شریف بنو عدنان سے جا ملتا ہے۔ دوسرے حضرت سیدنا امام مالک بن انس اصحبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو بلند شان و مرتبہ کے مالک ہیں۔ تیسرے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اپنے علم کے ذریعے ظاہری و باطنی طور پر قابلِ تعریف راستے پر چلے۔ چوتھے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان چاروں بزرگوں اور ان کے علوم سے لوگوں کو نفع دیا اور ان سے تکلیف، جہالت اور گمراہی و سرکشی دور فرمائی۔

﴿اللہ تعالیٰ کی اُن پر رحمت ہو۔ اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ﴾

تعارفِ امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم:

سراج الامم، امام الائمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا نام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 80 سن ہجری انبار میں پیدا ہوئے، 150ھ میں وفات پائی اور 70 سال کی عمر پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک دور میں ہوئی اور تابعین کے دور میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عظیم فقیہ بن گئے۔ حضرت سیدنا ابو بکر بن ثابت مؤرخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا ابو ثابت نے حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نوروز (یعنی آتش پرستوں کے قومی تہوار) کے دن ہدیہ میں فالودہ پیش کیا۔ بعض نے کہا: وہ مہرجان (یعنی آتش پرستوں کے سب سے بڑے قومی تہوار) کا دن تھا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت سیدنا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی اس دعا کی برکت سے ہوں جو انہوں نے میرے حق میں فرمائی۔“ حضرت سیدنا ضمری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیئت و حالت، چہرہ، لباس اور جوتے اچھے ہوتے تھے اور اپنے پاس آنے والے ہر شخص کی مدد فرماتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قد درمیانہ تھا، نہ زیادہ لمبا تھا، نہ پست۔ تمام لوگوں سے زیادہ احسن انداز میں کلام فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سانپ گر گیا۔ لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سانپ کو ہٹا دیا اور خود وہیں بیٹھے رہے اور بالکل ادھر ادھر نہ ہوئے۔ حضرت سیدنا ابو نعیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم فرمایا کرتے: ”امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوبصورت چہرے اور ستھرے کپڑوں والے، اچھی خوشبو والے، بہت گرم فرمانے والے اور اپنے بھائیوں کی مدد فرمانے والے تھے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے عابد و زاہد، اللہ عزوجل کی معرفت اور اس کا خوف رکھنے والے تھے، اپنے علم سے ہمیشہ رضائے الہی عزوجل تلاش کرتے۔“

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفۃ التیمی، ج ۱۳، ص ۳۲۷-۳۳۱-۳۳۷)

عبادتِ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے نوافل پڑھنے والے اور بائزوت تھے۔

حضرت سیدنا حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات بیدار رہ کر گزارتے۔ حضرت سیدنا علی بن یزید صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ ماہ رمضان میں ساٹھ بار قرآن پاک ختم فرماتے روزانہ دن رات میں ایک ایک بار۔ حضرت سیدنا ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا حماد بن سلیمان، سیدنا علقمہ بن مرشد، سیدنا محارب بن دثار اور سیدنا ناعون بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی صحبت اختیار کی اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں بھی رہا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ شب بیداری کرنے والا کوئی نہیں دیکھا، میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں چھ ماہ رہا مگر کسی رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سوتے ہوئے نہ دیکھا۔ منقول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف رات جاگا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے دوسرے شخص کو بتایا کہ یہی وہ ہیں جو تمام رات جاگ کر گزارتے ہیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات عبادت میں بسر کرنے لگے۔ اور فرمایا: ”مجھے اللہ عزوجل سے حیا آتی ہے کہ اس عبادت کے ساتھ میری تعریف کی جائے جو میں نہیں کرتا۔“ (المرجع السابق، ج ۱۳، ص ۳۵۳ تا ۳۶۰۔ التذکرۃ الحمدونیۃ، باب اول، فصل رابع

فی أخبار تابعین و سائر طبقات الصالحین رضی اللہ عنہم و کلامہم و مواعظہم، ج ۱، ص ۵۴)

زہد و تقویٰ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیدنا بشر بن ولید علیہ رحمۃ اللہ الوحید سے منقول ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف قاصد بھیجا اور عہدہ قضاء آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کرنے کا ارادہ کیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار فرما دیا۔ ابو جعفر نے قسم کھائی کہ تمہیں یہ کام ضرور کرنا پڑے گا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قسم کھائی کہ میں ہرگز نہیں کروں گا۔ حضرت سیدنا ربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ”آپ دیکھتے نہیں کہ خلیفہ قسم کھا رہا ہے۔“ تو فرمایا: ”خلیفہ اپنی قسم کا کفارہ دینے پر مجھ سے زیادہ قادر ہے۔“ چنانچہ، خلیفہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔ قید خانہ میں ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیزران کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابو حنیفۃ النیمی، ذکر قدوم ابی حنیفۃ بغداد و موتہ بہا، ج ۱۳، ص ۳۲۹/۴۲۴)

دوسری روایت میں ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت سیدنا سفیان ثوری اور حضرت سیدنا شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو بلوایا۔ تینوں تشریف لے گئے۔ اس نے حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ آپ بصرہ میں عہدہ قضاء سنبھال لیں۔ حضرت سیدنا شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ وہ کوفہ میں قضا کا عہدہ سنبھال لیں اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرے شہر اور اس کے قرب و جوار کی قضا کا منصب آپ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ آپ تینوں اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ پھر اپنے دربان سے کہا کہ ان کے ذمہ دار بن کر ساتھ جاؤ، اگر ان میں سے کوئی انکار کرے تو اس کو سو کوڑے لگانا۔ چنانچہ، حضرت سیدنا شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو منصب قضا قبول کر لیا لیکن حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یمن تشریف لے گئے اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قبول نہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو کوڑے لگائے گئے اور پھر

قید کر دیا گیا یہاں تک کہ وہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

(مناقب الامام الاعظم للکردری، الفصل السادس في وفاة الامام، وذكر الشيخ عبد الله بن نصر الزاغوني، ج ٢، ص ٢١، بتغير)
 حضرت سپیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے حضرت سپیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تم اس شخص کی بات کرتے ہو جس کے سامنے ساری دنیا پیش کی گئی پھر بھی اس نے ٹھکرا دی۔“
 (التذكرة الحمدونية، باب اول، فصل رابع في اخبار تابعين وسائر طبقات صالحين رضی اللہ عنہم..... الخ، ج ١، ص ٥٤)
 حضرت سپیدنا محمد بن شجاع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سپیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ”خليفة ابو جعفر نے آپ کو دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا ہے۔“ مگر آپ اس پر راضی نہ ہوئے۔ جب مال دینے کا دن آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر پڑھتے ہی خود کو اپنے کپڑوں سے ڈھانپ لیا اور کسی سے کوئی بات نہ کی۔ جب حسن بن قحطبة کا قاصد مال لے کر آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے بھی کوئی کلام نہ فرمایا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”جو شخص ہمارے پاس آیا ہے وہ ہم سے یوں کلام کرے گا کہ ایک کلمہ کے بعد دوسرا کلمہ بولے گا یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی عادت بتائی۔ پھر فرمایا: ”اس مال کو جراب میں ڈال کر گھر کے کسی کونے میں پھینک آؤ۔“ اس کے بعد جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کے سامان کے متعلق وصیت کی تو بیٹے کو ارشاد فرمایا: ”جب میری وفات ہو اور لوگ مجھے دفن کر دیں تو یہ تھیلی حسن بن قحطبة کو دے دینا اور کہنا: ”یہ آپ کی امانت ہے جو آپ نے ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس رکھی تھی۔“ صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم کے حکم پر عمل کیا۔ یہ دیکھ کر حسن بن قحطبة کہنے لگا: ”تمہارے والد پر اللہ عزوجل کی رحمت ہو، وہ اپنے دین پر کس قدر حریص تھے۔“
 (المرجع السابق، ص ٥٥)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی مقام:

حضرت سپیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اخروی اور دینی معاملات کا علم اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرفت الہی فسزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شدید خوف الہی فسزوجل اور دنیا سے بے رغبتی پر دلالت کرتی ہے۔
 حضرت سپیدنا ابن جریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے فرمایا: ”میں نے تمہارے اس کو فی امام نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سنا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوف الہی فسزوجل کے پیکر ہیں۔“ (تاریخ بغداد، الرقم ٧٢٩٧، ج ١٣، ص ٣٥٥)
 حضرت سپیدنا شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”حضرت سپیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ خاموش اور ہمیشہ متفکر رہتے اور لوگوں سے بہت کم بات کرتے۔“

(التذكرة الحمدونية، باب اول، فصل رابع في اخبار تابعين وسائر طبقات الصالحين رضی اللہ عنہم..... الخ، ج ١، ص ٥٤)

یہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باطنی علم رکھتے اور اہم دینی مقاصد میں مصروف رہتے تھے اور جسے خاموشی اور زہد دیا گیا اسے سارا علم عطا کر دیا گیا۔

خارجی گروہ تائب ہو گیا:

منقول ہے کہ ایک دن حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ خوارج کے کچھ سرغنئے اپنی تلواریں لہراتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ”اے ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ہم تم سے دو مسئلے پوچھتے ہیں، اگر تم نے جواب دے دیا تو بیچ جاؤ گے ورنہ تمہیں قتل کر دیں گے (معاذ اللہ عزوجل)۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”اپنی تلواریں میان میں ڈال لو کیونکہ انہیں دیکھ کر میرا دل مشغول ہو جائے گا۔“ وہ کہنے لگے: ”ہم ان کو کیسے چھپالیں حالانکہ ہم تمہاری گردن میں ڈال کر بہت زیادہ اجر و ثواب پائیں گے۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”چلو، جو پوچھنا ہے پوچھو۔“ انہوں نے پوچھا: ”دروازے پر دو جنازے ہیں: ان میں ایک شرابی ہے، اس کو اٹھو (۱) لگا اور نشہ کی حالت میں مر گیا اور دوسرا جنازہ زنا سے حاملہ عورت کا ہے جو توبہ سے قبل ہی بچے کی ولادت سے مر گئی تو کیا وہ دونوں کافر مرے یا مسلمان؟“ ان سوال کرنے والے خارجیوں کا مذہب یہ تھا کہ اگر کوئی مسلمان ایک گناہ بھی کر لے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اب اگر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں کو مسلمان کہتے تو وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار فرمایا: ”ان کا تعلق کس فرقے سے تھا؟ کیا یہودی تھے؟“ انہوں نے کہا، ”نہیں۔“ پھر پوچھا، ”کیا عیسائی تھے؟“ تو کہنے لگے، ”نہیں“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا: ”کیا مجوسی یعنی آگ کی پوجا کرنے والے تھے؟“ جواب ملا، ”نہیں“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ”بت پرست تھے؟“ پھر بھی جواب نشی میں پایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا: ”آخر وہ کون تھے؟“ انہوں نے کہا: ”وہ مسلمان تھے۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”جواب تو تم نے خود ہی دے دیا ہے۔“ کہنے لگے، ”وہ کیسے؟“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”تم نے اعتراف کیا ہے کہ وہ مسلمان تھے۔ لہذا تم کسی مسلمان کو کیسے کافر قرار دے سکتے ہو؟“ انہوں نے پھر پوچھا: ”کیا وہ جنتی ہیں یا دوزخی؟“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”میں ان کے متعلق وہی کہوں گا جو حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کے شریر و نافرمان لوگوں کے متعلق اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی تھی کہ،

﴿ اَلَمْ يَنْتَهِبْ مَنِّيْ جَ وَّمَنْ عَصَانِيْ ۝

ترجمہ کنز الایمان: تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشتے والا مہربان ہے۔

فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (ب ۱۳، ابراہیم: ۳۶)

①..... پانی پینے کے دوران بعض اوقات گلے میں پھندا سا گلہ ہے اور کھانسی اٹھتی ہے اس کو ”اٹھو گلنا“ کہتے ہیں۔

اور وہی کہوں گا جو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ خداوندی میں اپنے نافرمان اُمتیوں کے متعلق عرض کی تھی:

﴿۲﴾ اِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ جَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ
فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (پ۷، المائدہ: ۱۱۸)

ترجمہ کنز الایمان: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

چنانچہ، وہ خوارج تابع ہوئے اور آپ سے معذرت کی۔

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ للامام الموفق بن احمد المکی رحمۃ اللہ، ج ۱، ص ۴۲۱)

منقول ہے کہ ایک عورت حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد میں حاضر ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رفقاء کے درمیان تشریف فرما تھے۔ اس نے ایک سیب نکالا جو ایک طرف سے سرخ اور دوسری جانب سے زرد تھا۔ اس نے بغیر کوئی بات کہے سیب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے، عورت چلی گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احباب اس ماجرے کو نہ سمجھ سکے۔ چنانچہ، انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”اس عورت کو کبھی سیب کی ایک جانب کی طرح سرخ خون آتا ہے اور کبھی دوسری جانب کی طرح زرد خون آتا ہے گویا وہ پوچھ رہی تھی کہ وہ خون حیض کا ہے یا طہر کا۔ تو میں نے سیب کو توڑ کر اس کا اندرونی حصہ دکھایا جس سے میری مراد یہ تھی کہ جب تک اس سیب کی اندرونی سفیدی کی طرح سفیدی دکھائی نہ دے، طہر نہیں ہوگا تو وہ چلی گئی۔“

سراج الائمہ، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ میں داخل ہوا۔ سوچا تھا کہ جو بھی مجھ سے سوال کرے گا میں اس کو جواب دوں گا لیکن بصرہ والوں نے مجھ سے ایسے سوالات کئے کہ میرے پاس ان کا کوئی جواب نہ تھا۔ پھر میں نے عزم کر لیا کہ آئندہ اپنے استاذ حضرت سیدنا حماد علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کی صحبت کبھی نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ، بیس سال ان کی صحبت میں رہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”میں ہر نماز میں اپنے والدین، تمام اساتذہ اور بالخصوص حضرت سیدنا حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔“ (تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفہ التیمی، ذکر خیر ابتداء ابی حنیفہ بالنظر فی العلم، ج ۱۳، ص ۳۳۴۔ بتغییر)

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں سرکارِ والا مبارک، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار یا ذن پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ اقدس کھود کر ہڈیاں نکال رہا ہوں اور ان کو صاف کر رہا ہوں۔ اس سے مجھے بہت زیادہ ڈر محسوس ہوا۔ میں نے حضرت سیدنا امام ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے اپنا خواب بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ”اگر یہ خواب سچا ہے تو آپ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو زندہ کریں گے۔“

(مناقب الامام الاعظم للموفق بن احمد المکی، الباب الخامس فی ابتداء جلوسہ للفتیاء والتدریس، ج ۱، ص ۶۷، بتغییر)

حضرت سیدنا یوسف بن صباح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی نے بتایا کہ میں نے خواب میں حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رب العزت، محسنِ انسانیت عزوجل و سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کو کھودتے ہوئے دیکھا تو کسی کو بتائے بغیر حضرت سیدنا ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے فرمایا: ”یہ شخص حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو زندہ کرے گا۔“

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷ النعمان بن ثابت ابو حنیفة التیمی، ذکر خبر ابتداء ابی حنیفة بالنظر فی العلم، ج ۱۳، ص ۳۳۵۔ بتغییر) حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: ”ہمیں حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو بات پہنچے ہم اُسے سر آنکھوں پر قبول کریں گے اور جو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملے اس میں سے اختیار کریں گے اور ان کے قول سے باہر نہیں نکلیں گے اور جو بات تابعین عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ملے تو وہ بھی ہماری طرح انسان ہیں اور ان کے علاوہ کو بالکل نہیں سنیں گے۔“ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۹۹۴۔ ابو حنیفة النعمان بن ثابت، ج ۶، ص ۵۳۶۔ بدون ”عن التابعین“)

مجالس علماء کا ادب:

حضرت سیدنا عبدالعزیز در اوروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عشاء کے آخری وقت کے بعد مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بحث و مباحثہ کرتے ہوئے دیکھا۔ جب ان میں سے ایک اپنا موقف پیش کر کے خاموش ہو جاتا تو دوسرا بھی ڈانٹے، جھڑکے یا دوسرے کو غلط قرار دیئے بغیر چپ ہو جاتا۔ پھر وہ دونوں اسی مجلس میں صبح تک نوافل پڑھتے رہتے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انصاف اور اعتراف حق کا عالم یہ ہے کہ ارشاد فرمایا کرتے: ”ہمارا یہ قول ایک رائے ہے اور یہ ہمارے قیاس میں سے بہترین رائے ہے۔ اب جس نے اس سے بھی اچھی رائے پیش کی تو وہی زیادہ بہتر ہے۔“

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷ النعمان بن ثابت ابو حنیفة التیمی، ما قبل فی فقہ ابی حنیفة، ج ۱۳، ص ۳۵۱)

قیام حق کے لئے کوششیں:

جب حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی برائی دیکھتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نرمی سختی میں بدل جاتی، آنکھیں سُرخ ہو کر چڑھ جاتیں، ترگیں بھول جاتیں اور جب بھی کوئی خلافِ شرع کام دیکھتے تو اس کا قلع قمع کر دیتے۔ ایک دن ایک شخص کے پاس کچھ آلاتِ لہو و لعب دیکھے تو اس سے لے لئے۔ اس نے اُنجانے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زوردار ضرب لگائی، اس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان آلات کو توڑ دیا اور گھر لوٹ آئے۔ اور اس شدتِ ضرب کی وجہ سے دو ماہ تک گھر میں تنہا رہے۔

حضرت سیدنا خطیب بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الباہی ارشاد فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیبت سے اتنے دُور رہتے ہیں کہ میں نے کبھی ان کو دشمن کی غیبت کرتے ہوئے بھی نہیں سنا۔ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ اس معاملے میں بہت سمجھ دار ہیں کہ کسی ایسی چیز کو اپنی نیکیوں پر مُسَلِّط کریں جو انہیں (دوسرے کے نامہ اعمال میں) منتقل کر دے۔“ حضرت سیدنا علی بن عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”اگر نصف اہل زمین کی عقلوں سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل کا موازنہ کیا جائے تو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل زیادہ ہوگی۔“ (تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفۃ التیمی، ما ذکر من وفور عقل ابی حنیفۃ و فطنتہ و نلطفہ، ج ۱۳، ص ۳۶۱) منقول ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت سیدنا علقمہ اور حضرت سیدنا اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے افضل کون ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس مقام پر نہیں کہ ان کا موازنہ کروں سوائے اس کے کہ ان کی عزت و عظمت کے پیش نظر ان کے لئے دُعا و استغفار کرتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ ان میں افضل کون ہے۔“ (ربیع الابرار، باب التفاضل و التفاوت و الاختلاف و الاشتباه و ما قارب ذلك و وفاء، ج ۱، ص ۳۵۳)

جو دو کرم امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیدنا قیس بن ربیع علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کمائی سے مال تجارت جمع کرتے پھر اس سے کپڑے خرید کر مشائخ، محدثین اور حاجت مندوں کو پیش کرتے اور فرماتے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثناء کرو کہ اسی نے تمہیں یہ عطا فرمایا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے اپنے مال میں سے کچھ بھی نہیں دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کوئی شخص حاضر ہوتا تو اس کے متعلق دریافت کرتے، اگر وہ محتاج ہوتا تو کچھ عطا فرماتے۔ چنانچہ، ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس کے کپڑے بوسیدہ تھے، جب لوگ چلے گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا جب وہ تہوارہ گیا تو ارشاد فرمایا: ”اس مُصلے کو اٹھاؤ اور نیچے سے ہزار درہم لے کر اپنی حالت اچھی کر لو۔“ اس نے عرض کی: ”حضور! میں تو خوشحال ہوں، نعمتوں میں ہوں۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تمہیں یہ حدیث نہیں پہنچی کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ پسند فرماتا ہے کہ وہ اپنی نعمت کا اثر بندے پر دیکھے۔“ (جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ما جاء ان اللہ عَزَّوَجَلَّ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ، الحدیث ۲۸۱۹، ص ۱۹۳۴) تجھے اپنی حالت بدنی چاہئے تاکہ تیرا دوست تیری حالت سے غمگین نہ ہو۔“ (تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفۃ التیمی، ما ذکر من جود ابی حنیفۃ و سماحہ و حسن عہدہ، ج ۱۳، ص ۳۵۷-۳۵۸، بتغییر)

جو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی حاجت کا سوال کرتا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پورا فرما دیتے۔

کپڑوں کی قیمت صدقہ کر دی:

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر شبہ والی چیز سے مکمل اجتناب فرماتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شریک تجارت حضرت سیدنا حفص بن عبدالرحمن علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ساتھ تجارت کرتے تھے اور مجھے مال تجارت بھیجتے ہوئے فرمایا کرتے: ”اے حفص! فلاں کپڑے میں کچھ عیب ہے۔ جب تم اسے فروخت کرو تو عیب بیان کر دینا۔ حضرت سیدنا حفص نے ایک مرتبہ مال تجارت فروخت کیا اور بیچتے ہوئے عیب بتانا بھول گئے۔ جب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام کپڑوں کی قیمت صدقہ کر دی۔ (المرجع السابق، ص ۳۵۶)

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقویٰ کی ایک اور مثال یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک بکری چوری ہو گئی تو اندازاً جتنا عرصہ وہ بکری زندہ رہ سکتی تھی اس مدت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی بکری کا گوشت نہ کھایا۔

منقول ہے کہ خلیفہ وقت (ابوجعفر منصور) نے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف کچھ مال بھیجا تو حضرت سیدنا ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”میں خلیفہ کے لئے اس مال پر راضی نہیں تو اپنے لئے کیسے راضی ہو جاؤں؟“ اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”اگر مجھے مارا جائے کہ ان میں سے ایک درہم کو صرف ہاتھ لگا دو پھر بھی میں اسے نہ چھوؤں گا۔“ (مناسب الامام الاعظم للامام البزازی الکردری، الفصل الخامس، جمع المنصور مالکاوا ابن ابی ذئب والامام ومقاتلہم لہ، ج ۲، ص ۱۶)

منقول ہے کہ خلیفہ وقت نے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا کر دریاقت کیا: ”اے ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آزاد مرد کے لئے کتنی آزاد عورتیں حلال ہیں؟“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ”چار۔“ تو خلیفہ نے اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ”اے آزاد عورت! میری بات سن۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ارشاد فرمایا: ”اے خلیفہ! مسلمان! مگر آپ کے لئے صرف ایک حلال ہے۔“ تو خلیفہ نے غضبناک ہو کر کہا: ”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ چار حلال ہیں۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”اے خلیفہ! مسلمان! اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیویوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو۔

﴿۳﴾ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنِي وَثُلَّةٍ وَرُبْعٍ فَاِنْ حِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاجِدَةٌ (ب، ۴، النساء: ۳)

جب میں نے آپ کو اپنی بیوی سے یہ کہتے سنا: ”اے آزاد عورت! میری بات سن۔“ تو میں نے جان لیا کہ آپ عدل نہیں

کریں گے۔ لہذا میں نے کہہ دیا کہ آپ کے لئے صرف ایک حلال ہے۔“ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے رخصت ہوئے تو خلیفہ کی زوجہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہزار درہم بھجوائے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکر یہ ادا کیا اور تعریف بھی کی لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درہم قبول نہ کئے اور واپس بھیج دیئے اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ میں نے یہ بات تجھے خوش کرنے کے لئے نہیں کی تھی بلکہ رضائے الہی عزوجل کے لئے کی تھی پس اس کا ثواب بھی اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خشیت الہی عزوجل کے پیکر اور کثرت سے صدقہ کرنے والے تھے۔ حضرت سیدنا خطیب بغدادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی نقل فرماتے ہیں کہ ”اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل و عیال پر کچھ خرچ کرتے تو اسی قدر صدقہ بھی کر دیتے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اسی قیمت کا کپڑا علماء کو بھی خرید کر دیتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب کھانا لگایا جاتا تو جتنا خود کھاتے اتنا ہی چھوڑ دیتے پھر وہ کھانا کسی فقیر کو کھلا دیتے یا گھر میں کسی کو ضرورت ہوتی تو اسے کھلا دیتے۔ رضائے رب الا نام عزوجل کو ہر چیز پر ترجیح دیتے اور حکم الہی عزوجل کے معاملے میں اگر تلوار کا وار بھی کیا جاتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت کر لیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ یہ دو اشعار پڑھا کرتے تھے:

عَطَاءُ ذِي الْعَرْشِ خَيْرٌ مِنْ عَطَائِكُمْ وَفَضْلُهُ وَاسِعٌ بُرْجِي وَيُتَنَظَّرُ
تَكْدُرُونَ الْعَطَاءِ مِنْكُمْ بِمِثْلِكُمْ وَاللَّهُ يُعْطِي فَلَامَنْ وَلَا تَكْدُرُ

ترجمہ: (۱)..... عرش کے مالک کی عطا تمہاری عطا سے بہتر ہے۔ اور اس کا فضل و کرم وسیع ہے جس کی امید اور انتظار کیا جاتا ہے۔

(۲)..... تم اپنی عطا کو احسان جتانے سے ملا دیتے ہو جبکہ اللہ عزوجل احسان جتلائے اور گدلائے بغیر عطا فرماتا ہے۔

حضرت سیدنا محمد بن حسین لیشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا اور اہل کوفہ سے وہاں کے سب سے بڑے عابد کے متعلق دریافت کیا تو مجھے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بتایا گیا۔ پھر میں دوبارہ بڑھاپے میں یہاں آیا اور سب سے بڑے فقیہ کے بارے میں پوچھا تو مجھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی نام بتایا گیا۔“ (تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفہ النیسی، ما ذکر من عبادۃ ابی حنیفہ وورعہ، ج ۱۳، ص ۳۵۱-۳۵۶-۳۵۷، بتغییر)

مشہور زاہد و متقی حضرت سیدنا مسعر بن کدام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتماع پاک میں حاضر ہوا تو میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز فجر میں پایا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ظہر تک محفل علم میں تشریف فرما رہے، نماز ظہر پڑھ کر عصر تک محفل جاری رہی، نماز عصر پڑھ لی تو مغرب تک بیٹھے رہے، نماز مغرب کے بعد عشاء تک پھر بیٹھے گئے۔ میں نے دل میں کہا کہ اس شخص کی مصروفیت یہ ہے تو عبادت کے لئے کب فارغ ہوتا ہوگا، آج رات میں ضرور دیکھ بھال کروں گا۔ چنانچہ، میں نے نگرانی شروع کر دی۔ جب سب لوگ رخصت ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف لے گئے اور طلوع فجر

تک نماز ادا کرتے رہے پھر گھر تشریف لائے۔ کپڑے پہن کر مسجد کی طرف چل دیئے۔ دوسرے دن اور رات بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی معمول رہا۔ میں نے تہیہ کر لیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں ہی رہوں گا یہاں تک کہ میں مر جاؤں یا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو جائے۔“ حضرت سیدنا ابن ابی معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت سیدنا مسعر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد میں حالت سجدہ میں ہوا۔ (المرجع السابق، ج ۱۳، ص ۳۵۴)

حضرت سیدنا قاسم بن معن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی: ”بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَبِي وَأَمْرٌ ۝ (ب ۲۷، النسر: ۴۶) ترجمہ کنز الایمان: بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی۔“ اور طلوع فجر تک یہی آیت طیبہ دہراتے رہے اور گریہ وزاری کرتے رہے۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم: ۹۹، ابوحنیفہ النعمان بن ثابت، ج ۶، ص ۵۳۵۔ تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، ما ذکر من عبادۃ ابی حنیفہ..... الخ، ج ۱۳، ص ۳۵۲۔ ۳۵۶)

حضرت سیدنا حفص بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیس سال تک ساری رات ایک رکعت میں قرآن کریم کی تلاوت فرماتے رہے۔ حضرت سیدنا اسد بن عمرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر پڑھی۔ رات کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آہ و بکا کی اتنی شدید آواز سنائی دیتی کہ پڑوسیوں کو آپ پر ترس آجاتا۔ کہا جاتا ہے کہ جس جگہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی اس مقام پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ ہزار مرتبہ قرآن کریم ختم کیا۔ حضرت سیدنا ابن ابی زائد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز عشاء ادا کی۔ نماز کے بعد لوگ چلے گئے اور میں مسجد میں ہی ٹھہر گیا۔ میرا ارادہ تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مسئلہ دریافت کروں گا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں میری موجودگی کا علم نہ ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی اور اس آیت کریمہ پر پہنچے، ”فَمَنْ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَرَقْنَا عَذَابِ السَّمُومِ ۝ (ب ۲۷، الطور: ۲۷) ترجمہ کنز الایمان: تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچالیا۔“ تو طلوع فجر تک اسے دہراتے رہے۔ منقول ہے کہ ایک رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں کسی قاری قرآن کو یہ آیت مبارکہ تلاوت کرتے ہوئے سنا، اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ (ب ۳۰، الزلزال: ۱) ترجمہ کنز الایمان: جب زمین تھر تھرا دی جائے جیسا اس کا تھر تھرا نا ٹھہرا ہے۔“ تو شدت خوف سے فجر تک اپنی داڑھی مبارک ہاتھ میں پکڑے یہی کہتے رہے: ”ہمیں ذرہ بھر گناہ کی بھی سزا دی جائے گی۔“ (تاریخ بغداد، ص ۳۵۲ تا ۳۵۵، بتغیر قلیل)

وصال امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

احمد بن کامل اور عبدالباقی بن قانع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا بیان ہے کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال

باکمال رَجَبُ الْمُرَجَّبِ ياشعْبَانُ الْمُعْظَمُ کے مہینے 150ھ بغداد میں ہوا، اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ستر (70) برس تھی۔ (تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابو حنیفہ التیمی، ذکر ما قالہ العلماء..... الخ، ج ۱۳، ص ۴۲۴)

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دیا گیا جس کے اثر سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت واقع ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ قاضی القضاة حضرت سیدنا حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت بڑی جماعت کے ساتھ پڑھائی۔

(مناقب الامام الاعظم للموفق بن احمد المکی، الباب الثامن والعشرون، سبب آخر فی وفاة الامام رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۱۸۳)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخش دیا گیا:

حضرت سیدنا جعفر بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: "مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ لِيَعْنِيَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نِيَّتِي أَنْ آتِيكَ بِمَا كُنْتَ تَتَوَقَّعُ؟" جواب دیا: "مجھے بخش دیا گیا۔"

(مناقب الامام الاعظم للموفق بن احمد المکی، الباب الثامن والعشرون، ج ۲، ص ۱۸۶)

حضرت سیدنا عبد الحمید بن عبد الرحمن جہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں دیکھا گویا کہ ایک ستارہ آسمان سے گر پڑا ہے، اور کہا گیا: یہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر دوسرا ستارہ گرا تو کہا گیا: یہ حضرت سیدنا مسعر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ پھر تیسرا ستارہ گرا تو کہا گیا: یہ حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ چنانچہ تینوں میں سب سے پہلے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا، پھر حضرت سیدنا مسعر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور آخر میں حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہوا۔

حضرت سیدنا صدقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستجاب الدعوات بزرگ تھے، فرماتے ہیں کہ جب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیزران کے قبرستان میں دفن کیا گیا تو میں نے تین رات مسلسل یہ آواز سنی:

ذَهَبَ الْفِئْتَةُ فَلَا فِئْتَةَ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا حَلَافًا
مَاتَ النُّعْمَانُ فَمَنْ هَذَا الَّذِي بَعْدُ يُحْيِي لَيْلَةَ إِنْ سَحَفَا

ترجمہ: (۱)..... فقیہہ چلا گیا، اب تمہارے پاس ایسا فقیہہ کوئی نہیں، لہذا اللہ عزوجل سے ڈرو اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہترین

جانشین بنو۔

(۲)..... امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔ تو اب کون ہے جو ان کے بعد تاریک راتوں میں بیدار رہے۔

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



کرامات اولیاء رحمہم اللہ

بیان 33:

حمد باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو دلیل کے ساتھ غالب ہوا اور اپنے مُجْتَبِیْنَ پر تجلّی فرمائی۔ ساری کائنات میں تصرف فرماتا ہے، والی مقرر کرتا اور معزول کرتا ہے۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے راہِ خدا عزوجل میں بڑھ چڑھ کر جہاد کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے پھر وہ پیٹھ نہیں پھیرتا، اور اپنے بندے کو قیام اللیل کی توفیق عطا فرماتا ہے تو وہ اس کی اطاعت و عبادت میں خوب کوشش کرتا ہے اور اللہ عزوجل سے سرگوشیوں میں لذت حاصل کرتا ہے۔ اور خوش بخت وہ ہے جو مالک و مولیٰ عزوجل کے مشاہدے سے کیف و سرور میں راتیں گزارتا ہے۔ رب تعالیٰ اسے محبت کے پیالوں سے قرب کے جام بھر بھر کر پلاتا ہے تو عاشق صادق کا دل غلبہ شوق سے بے چین ہو جاتا ہے پس وہ زبانِ ذوق سے پکار اٹھتا ہے:

”سحری کے وقت ساقی نے جامِ محبت کے ساتھ تجلّی فرمائی۔ اس کے قرب سے وحشت دور ہو گئی اور کہا گیا: ”اے وہ شخص جو وصالِ الہی کی طلب میں بے چین ہے، سن لے! ہجر و فراق کا زمانہ گزر گیا، جدائی کا وقت ختم ہو گیا اور دور کئے ہوئے کو قرب مل گیا۔ اے میرے محبوب بندو! اب وقت ہے، اگر تمہارا عزم پختہ ہے تو رات کی اُن تنہائیوں میں روحوں کو تھکاؤ جن میں کوئی ملامت کرنے والا بھی نہ ہو اور محبتِ حقیقی کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا۔“

پاک ہے وہ ذات جس نے نظرِ حسنِ انتخاب سے اپنے اولیاء کو دیکھا اور انہیں اپنی عطا سے نعمتوں اور فضیلتوں سے نوازا۔ اس نے ان پر عطائیں اور احسانات فرمائے پھر انہیں مصائب میں مبتلا کیا اور انہیں آزمائش میں ڈالا تو انہوں نے اس کی عطاؤں پر شکر اور آزمائشوں پر صبر کا دامن تھامے رکھا۔ ارادہ ازلی میں ان کے لئے سعادت مندی سے سرفرازی لکھ دی گئی۔ چنانچہ وہ ان بھلائی والوں میں سے ہو گئے جن کے لئے بھلائی (یعنی جنت) اور اس سے بھی زائد نعمت (یعنی دیدارِ الہی عزوجل) ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے انہیں اس کا اہل بنا دیا ہے۔

اللہ عزوجل نے اس گروہ میں سے حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو بھلائی کے ساتھ خاص فرمایا تو وہ اس کی محبت میں صفوں کی صفیں چیر کر آگے نکل گئے اور ہلاکتوں کی جولان گاہ میں گھومتے رہے۔ مگر اس کی محبت سے پیچھے ہٹے نہ ہی پیٹھ پھیری۔ اللہ عزوجل نے انہیں اپنی محبت کی توفیق دی اور اپنی پاک بارگاہ کا قرب و وصال بخشا۔ اور جب ان کو مرتبہ اتصال کی طرف ترقی دی تو جام وصال سے سیراب فرمایا پس وہ اس کا قرب پانے میں کامیاب ہو گئے اور کیف سرور میں زبانِ حال سے کچھ یوں گویا ہوئے:

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

”جب سے میں نے اپنے محبوب کے زیورِ حسن سے آراستہ جلوؤں کو آشکار دیکھا تو اپنے شوق کی بے چینی کو بڑھا دیا اور قرب و وصال کو پالیا پس اسی لئے اس معاملہ میں وجودِ محبت کے سبب مجھے کھلی معرفت حاصل ہو گئی اور میرا پیمانہ بھر گیا۔“

اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا ابو یزید علیہ رحمۃ اللہ الجید پر دوسروں سے بڑھ کر کرم فرمایا تو انہوں نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور بیٹھے چشمے کے ہر متلاشی و مرید پر اپنے احوال کو ڈال دیا اور اپنے وجد کی ترجمانی کرتے ہوئے، اپنی زندگی کے حاصل پر حیرت کرتے ہوئے اور اپنے احوال سے آگاہی دیتے ہوئے زبانِ حال سے کہنے لگے:

”کتنا بد نصیب ہے وہ شخص جو تیرے وصال کا اہل نہیں ہے۔ وہ اپنے مقصد سے دور اور بے خبر ہے اگر وہ حقیقی عشق و محبت کا مزہ چکھ لیتا تو عشق و محبت کی آگ سے بے چین و بے قرار ہو جاتا۔“

عنایت الہی عزوجل کی کریم حضرت سیدنا شیخ ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے لئے روشن ہوئیں تو وہ ہدایت کے انوار اور محبت کے اسرار کے خواہش مند ہوئے کیونکہ انہیں لوگوں کے درمیان جامِ محبت پلایا گیا تھا اور خلوت و تنہائی میں محبت الہی عزوجل نے ان کو مخاطب کیا تھا اور وہ اپنے دل میں اس سے کہنے لگے: ”مَرْحَبًا أَهْلًا وَسَهْلًا“

اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر خاص فضل فرمایا تو وہ اس کی عبادت میں مستعد ہو گئے اور راہِ طریقت کو طے کر کے حق آشنائی کے لئے ثابت قدم ہو گئے اور حقیقی منفعت کے عوض اپنے قلبی رازوں کو ظاہر فرما دیا۔

اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا منصور حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر مزاج کی تبدیلی کو دافر فرمایا تو وہ عشقِ حقیقی کے نشے میں مست ہو گئے۔ اور ظاہر شریعت سے نکل گئے اور شوقِ الہی عزوجل کی آگ میں راتوں کو اُلٹ پلٹ ہونے لگے اور جب انہوں نے ساقی شہود کو اپنے وجود میں تجلی فرما دیکھا تو زبانِ وجد سے ایسی بات ظاہر ہوئی کہ ظاہری حدود سے باہر ہو گئے۔ (اس پر حاشیہ 166 صفحہ پر دیکھیں)

تذکرہ اور لیس بن ابی خولہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے ایک ولی شدید بیمار ہو گئے۔ جب لوگوں نے دیکھا تو اکثر کہنے لگے: ان کو تو جنون ہو گیا ہے۔ جب یہ بات لوگوں میں عام ہو گئی تو کچھ لوگوں نے عرض کی: ”ہم آپ کا علاج کرنا چاہتے ہیں۔“ تو انہوں نے فرمایا: ”اے لوگو! جان لو! میرے پاس ایسا طبیب ہے کہ اگر میں اسے علاج کے لئے عرض کروں تو وہ میرا علاج کر دے لیکن میں اس سے درخواست نہیں کروں گا۔“ ان سے دریافت کیا گیا: ”آپ علاج کیوں نہیں کراتے حالانکہ آپ کو دوا کی شدید حاجت ہے؟“ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ”میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں اس بیماری سے شفا پا گیا تو کہیں سرکشی میں نہ پڑ جاؤں۔“ لوگوں نے عرض کی: ”ہمارے ہاں ایک پاگل رہتا ہے، آپ اپنے اس طبیب سے پوچھیں کہ کیا وہ

اس کا علاج کر سکتا ہے؟“ تو اللہ تعالیٰ کے اس نیک بندے نے جواب دیا: ”ہاں! وہ کر سکتا ہے۔ تم اس مجنون کو لے آؤ۔“ لوگ اس کو لے آئے، اس کی گردن میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور بہت بھاری زنجیروں سے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ اس کی بیماری شدید تھی۔ اس اللہ عزوجل کے ولی نے لوگوں سے فرمایا: ”مجھے اور اسے تنہا چھوڑ دو۔“ چنانچہ، اُن جاہل لوگوں نے مجنون کے ہاتھوں کو کھول دیا اور اُس گھر میں اکیلا داخل کر دیا جس میں اللہ عزوجل کے ولی رہتے تھے۔ پھر دروازہ بند کر دیا اور گمان کرنے لگے کہ یہ پاگل ان کے ساتھ کوئی ناپسندیدہ حرکت کرے گا۔ تھوڑی دیر بعد جب لوگوں نے آواز دی تو مجنون نے ان کو جواب دیا اور باہر نکل کر سلام کیا اور ایک سمجھ دار آدمی کی طرح گفتگو کی اس حال میں کہ وہ شدید رو رہا تھا۔ لوگوں نے پوچھا: ”بتاؤ، کیا معاملہ ہوا؟“ تو وہ کہنے لگا: ”میں اس شخص کے پاس گیا اور تم لوگ جانتے ہو کہ میں پاگل تھا۔ اس نے مجھے اپنے بالکل قریب کیا اور ایک ہاتھ میرے سینے پر پھیرا اور دوسرا میرے سر پر پھیرا۔ پھر میں نے عافیت محسوس کی اور میرا جنون ختم ہو گیا۔“

لوگوں نے کہا: ”چلو، ہمیں اس کے پاس لے چلو تا کہ ہم اس سے دعا کی درخواست کریں۔“ جب وہ لوگوں کو لے کر اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ بزرگ وہاں موجود ہی نہ تھے، اللہ عزوجل نے ان کو لوگوں کی نظروں سے چھپا لیا تھا۔ حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ بزرگ بیت المقدس سے تشریف لائے تھے اور ان کا نام ادریس بن ابی خولہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔

(صِفَةُ الصَّفْوَةِ، ذَكَرَ الْمُصْطَفِينَ مِنْ عِبَادِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ، الرَّقْمُ ٧٧٢، اَدْرِيسُ بْنُ أَبِي خَوْلَةَ الْاَنْطَاكِي، ج ٤، ص ٢٠٦)

سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اور کالے رنگ کا آدمی:

حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کے لئے حاضر ہوا اور مکہ مکرمہ زائفا اللہ شرفاً و تعظیماً میں ہی رہنے لگا۔ ایک دن زمزم شریف کے کنوئیں کی طرف گیا تا کہ پانی سے سیراب ہو جاؤں لیکن وہاں پر کوئی رسی، ڈول یا مشکیزہ نہ تھا۔ میں اسی حالت میں کھڑا تھا کہ ایک سیاہ رنگ کا آدمی آیا، اس کے ہاتھ میں ڈول اور رسی تھی۔ اس نے ڈول کو رسی باندھ کر کنوئیں میں لٹکا دیا لیکن وہ پانی تک نہ پہنچ سکا۔ تو وہ ڈول، رسی اٹھا کر کہنے لگا: ”تیری عزت کی قسم! اگر تو نے مجھے پانی نہ پلایا تو میں ضرور تجھ سے ناراض ہو جاؤں گا۔“ یکا یک پانی کنوئیں کے کناروں سے بہنے لگا، اس نے وضو کیا اور خود پینے کے بعد اپنے ڈول کو بھی بھر لیا، پانی دوبارہ کنوئیں کے پیندے تک پہنچ گیا۔ جب وہ شخص روانہ ہوا تو میں بھی اس کے پیچھے ہولیا اور عرض کی: ”اے میرے دوست! تم کس پر غصہ ہو رہے تھے؟“ اس نے جواب دیا: ”اے جنید! ایسی بات نہیں جیسے تم سمجھ رہے ہو، میں تو اپنے نفس پر غضب ناک ہو رہا تھا کہ (اگر مجھے پانی نہ ملتا تو) قیامت تک اُسے پیسا رکھتا۔ لیکن جب میرے مالک عزوجل نے مجھے اپنے دعویٰ میں سچا دیکھا تو میرے لئے پانی کو جاری کر دیا۔“ اس کے بعد وہ شخص میری نظروں سے اوجھل ہو گیا پھر کبھی نظر نہ آیا۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

مقام معروف علیہ رحمۃ اللہ الرؤوف:

حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ انہی کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ”حضور! آپ کیسے معروف ہوئے اور آپ محبت کی کس صفت سے متصف ہیں؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! تم پر تعجب ہے، کیا معروف کو جاہل رکھا جاتا ہے؟ کیا محبوب کو ناپسند کیا جاتا ہے؟ کیا نابینے کے علاوہ چاند کسی پر پوشیدہ ہوتا ہے؟ کیا تم میرے دل کو گرفتار محبت نہیں پاتے؟ کیا میرے دماغ کو مشتاق دیدار اور میری عقل کو کھویا ہوا نہیں دیکھتے؟ میں نے محبت الہی میں کتنے ہی اونی چبے پھاڑ ڈالے اور موت کے کتنے پیالے لگھونٹ لگھونٹ کر کے پئے اور کتنی ہی بار محبت کے مشکل رُموز کو پڑھا یہاں تک کہ میں اہل محبت کے درمیان معروف ہو گیا۔ اگر میں معروف نہ ہوتا تو سعادت کے راستے سے پھرا ہوا ہوتا۔ کیونکہ غرور کی چادر میں چھپنے والا سب پر ظاہر ہو جاتا ہے اور جھوٹا دعویٰ کرنے والے کا دعویٰ رد کر دیا جاتا ہے۔“

سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توبہ:

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ”اے فضیل! آپ ڈکیتی سے راہ ہدایت پر کیسے آئے؟ اور بد بختوں کے گروہ سے نکل کر خوش بختوں کے گروہ میں کیسے شامل ہوئے؟“ تو آپ نے جواب دیا: ”میں توفیق سے بہت دور اور راہ ہدایت سے بھٹکا ہوا تھا۔ مگر اللہ عزوجل نے مجھے گناہوں کے سمندر سے نکال کر نوازشات و انعامات سے ڈھانپ دیا۔“ عرض کی گئی: ”یہ کیسے ہوا اور کس طرح راہ حق آپ کے قریب ہوئی؟“ جواب میں فرمایا: ”حسب معمول ایک دن میں رہزنی کرنے کے لئے نکلا، میرے (برائی پر ابھارنے والے) نفس نے مجھے شرکی بیڑیاں ڈال رکھی تھیں، زمانے نے مجھے دھوکے میں ڈالا ہوا تھا، شیطان مجھ پر غالب تھا۔ چنانچہ، میں قتل و غارت گری اور سوار یوں کو پریشان کرنے چل پڑا۔ میں تاریکی کے پردوں میں ٹھپا ہوا آ رہا تھا اور راہ ہدایت کا کوئی دروازہ مجھے معلوم نہ تھا کہ اچانک ہدایت کی توفیق کی جگہ مجھ پر ظاہر ہوئی، وہ یوں کہ ایک قاری قرآن اس آیت مبارکہ کی تلاوت کر رہا تھا:

﴿ اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ
لِذِكْرِ اللّٰهِ ﴾ (پ ۲۷، الحدید: ۱۶)

ترجمہ کنزالایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لئے۔

میں نے اس کی طرف اپنے کان لگا دیئے۔ سنتے ہی میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میرے دل کے ہوش اُڑ گئے۔ اسی کا اثر ہے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کی طرف رجوع کر لیا اور کلام باری تعالیٰ کا جواب دیتے ہوئے عرض کی: ”کیوں نہیں، اللہ عزوجل کی قسم! وہ وقت آچکا ہے، میرے رخصن کی طرف رجوع کرنے اور نافرمانی سے خوفزدہ ہونے کا وقت آچکا ہے۔“

لیکن ڈرنے والے کے لئے امان بھی ضروری ہے۔ پس قرآن کریم نے مجھے دائمی امان کی خوشخبری دی:

﴿۲﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ ۝ ترجمہ کنز الایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ (ب، الرحمن: ۴۶)

پھر میں ڈکیتی سے مُصلّے پر آ گیا، راہِ شقاوت ترک کر کے سعادت کے راستے پر پلٹ آیا، اس کے قہرِ قدرت کا قیدی بن گیا اور اس کے دروازہ رحمت پر فقیر بن کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے دروازہ عزت پر عاجزی و انکساری کا سر جھکا دیا اور میں نے عرض کی: ”یا اللہ غزوّ خُلّ! تیرا بندہ بھاگے ہوئے غلام کی طرح تیری بارگاہ میں لوٹ آیا ہے اور تیرے گذشتہ فضل و کرم کا طلبگار ہے، صبح میں شکاری بن کر نکلا تھا اب خود شکار ہو گیا ہوں، قائد بن کر نکلا تھا اب مطیع و فرمانبردار بن کر تیرے دروازے پر لوٹ آیا ہوں۔“ (عیون الحکایات، الحکایة الخامسة عشرة بعد العائین، توبة الفضیل بن عیاض، ص ۲۱۲)

راضی برضائے الہی رہنے والا عابد:

بنی اسرائیل میں ایک عابد کسی پہاڑ کے ایک غار میں رہا کرتا تھا۔ نہ لوگ اس کو دیکھتے نہ وہ لوگوں کو دیکھتا تھا۔ اس کے ہاں پانی کا ایک چشمہ بھی تھا، وہ اس سے وضو کرتا اور پانی پیتا۔ زمین میں اُگے ہوئے پھلوں سے غذا حاصل کیا کرتا تھا۔ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا۔ عبادت میں بالکل سستی نہ کرتا۔ اس پر سعادت کے آثار نمایاں تھے۔ جب حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا شہرہ سنا تو اس سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا۔ جب دن میں تشریف لے گئے تو وہ عابد نماز اور ذکر و اذکار میں مشغول تھا اور جب رات کو جانا ہوا تو وہ اللہ غزوّ خُلّ کی بارگاہ میں مناجات میں مستغرق تھا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے سلام کرنے کے بعد فرمایا: ”اے شخص! اپنی جان پر زمی کرو۔“ اس نے عرض کی: ”اے اللہ کے نبی علیہ السلام! مجھے ڈر ہے کہ کہیں غافل نہ ہو جاؤں، موت کا وقت آ جائے اور میں عبادتِ الہی غزوّ خُلّ میں کوتاہی کرنے والوں میں نہ ہو جاؤں۔“ پھر حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے استفسار فرمایا: ”کیا کوئی حاجت و ضرورت ہے؟“ اس نے عرض کی: ”بارگاہِ الہی غزوّ خُلّ میں عرض کیجئے کہ وہ مجھے اپنی رضا و خوشنودی عطا فرمادے اور تادمِ آخر اپنے علاوہ کسی کی طرف مائل نہ کرے۔“ چنانچہ، جب حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جبلِ طور پر مناجات کے لئے حاضر ہوئے اور کلامِ باری تعالیٰ کی لذت میں مستغرق ہو گئے تو آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس عابد کی بات یاد نہ رہی۔ اللہ غزوّ خُلّ نے خود ہی ارشاد فرمایا: ”اے موسیٰ! تجھے میرے عابد بندے نے کیا کہا؟“ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”یا الہی غزوّ خُلّ! تو خوب جانتا ہے، اس نے مجھے کہا ہے کہ میں تجھ سے دعا کروں کہ اسے اپنی رضا و خوشنودی عطا فرمادے اور اپنے علاوہ کسی میں مشغول نہ کر یہاں تک کہ وہ تجھ سے آٹلے۔“ اللہ غزوّ خُلّ نے ارشاد فرمایا: ”اے موسیٰ! اسے جا کر کہہ دو کہ وہ دن رات میری

جنتی چاہے عبادت کر لے، پھر بھی اپنے گذشتہ گناہوں اور برائیوں کی وجہ سے جہنمی ہے اور مجھے اس کی ایسی ذلیل و رسوا گن باتوں کا بھی علم ہے جو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔“ چنانچہ، حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے پاس تشریف لائے، اُسے رب عَزَّوَجَلَّ کا فرمان سنایا اور اس کے گذشتہ بڑے بڑے گناہوں کے متعلق بتایا تو اس نے کہا: ”مرحبا! میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا فیصلہ اور حکم دل و جان سے تسلیم کرتا ہوں، وہ ہر شے کو دیکھنے والا ہے، اسے ہر شے کا علم ہے، اس کے حکم کو رد کرنے والا کوئی نہیں، اس کے فیصلہ کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔ یہ کہہ کر وہ بہت زیادہ رونے لگا اور عرض کی: ”اے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام! اس کی عزت و جلال کی قسم! وہ اگر مجھے اپنے دروازے سے دھتکار بھی دے تو بھی میں اسی کے دروازے پر پڑا رہوں گا، کبھی نہ ہٹوں گا، اور اگر مجھے جلا دے یا میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دے، تو بھی میں اس کی بارگاہ سے کبھی نہ پھروں گا۔“

جب حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مناجات کے لئے جبل طور پر تشریف لے گئے تو عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو خوب جانتا ہے تیرے عابد بندے نے کیا جواب دیا ہے۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! اس کو خوشخبری سنا دو کہ وہ اہل جنت میں سے ہے اور اسے میری رحمت و احسان نے گھیر لیا ہے اور اسے یہ بھی کہنا کہ تو نے میرے فیصلے کو صبر و رضا سے گلے لگا لیا اور میرے سخت حکم و فیصلے کے باوجود راضی رہا۔ اب اگر تیرے گناہوں سے زمین و آسمان اور درمیانی فضا بھی بھر جائے اور تمام سمندر بھی بھر جائیں تو بھی میں تیری مغفرت فرما دوں گا کیونکہ میں بہت کریم اور بخشنے والا مہربان ہوں۔“ جب حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عابد کو یہ خوش خبری دی تو وہ سجدے میں گر پڑا اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی حمد کی اور سجدے میں پڑا رہا یہاں تک کہ اس کا طائر روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا۔

اے شک میں پڑنے والو! کب تک تمہیں تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ بلاتا رہے گا اور تم جواب دینے سے اعراض کرتے رہو گے، اس نے تمہیں کس قدر احسانات سے نوازا پھر بھی تم نافرمانیوں سے اس کا مقابلہ کرتے ہو، حالانکہ تم پر اس کی طرف سے محافظ فرشتہ مقرر ہے۔ جلدی سے توبہ کر لو کہ وہ تمہارے بہت قریب ہے اور اسی سے ہدایت و توفیق کا سوال کرو اور غم و تنگدستی کو دور کرنے کے لئے اسی کا قصد کرو۔ بے شک اس کا قصد کرنے والا خسارے میں نہیں رہتا اور اسے راضی کرنے والے اعمال کرو اور اس کی نافرمانی کے کاموں سے بچو، وہ (علم و قدرت کے ساتھ) ہر جگہ موجود ہے، غائب نہیں۔

مناجات کے وقت اس کی بارگاہ میں دعا کرو اس لئے کہ وہ دعا کرنے والے کی دعا قبول فرمالیتا ہے۔ اسی وقت اس کے سامنے گریہ و زاری اور گڑگڑاتے ہوئے صدق دل سے توبہ کر لو۔ ممکن ہے کہ وہ اپنی عنایت کے لئے تمہیں سُن لے اور تمہیں ہدایت سے بہرہ ور کر دے، کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہے اپنے قرب کے لئے چن لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ اسے اپنی راہ دکھاتا ہے۔

نصیحت بھری باتیں:

اے میرے اسلامی بھائی! تیرا رب غزوہ خندق چاہتا ہے کہ تو اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جا اور تو ہے کہ غائب رہتا ہے۔ کب تک اپنی لغزشوں اور خطاؤں کی بیماری میں مبتلا رہے گا۔ تو اپنی بیماری بیان نہیں کرتا کہ طبیب تیرا علاج کرے۔ اے گناہوں اور خطاؤں کے سمندر میں غرق! اے برائیوں اور عیبوں میں مشہور! اے علماُ الغیوب غزوہ خندق کی عبادت سے اعراض کرنے والے! اگر تو گناہوں سے وحشت زدہ ہو چکا ہے تو جان لے کہ رب کریم غزوہ خندق کا دروازہ اس بندے کے لئے کھلا ہے جو اس کی بارگاہ کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے۔ اے محبتِ الہی غزوہ خندق کی رسی کو چھوڑنے والے! راہِ حق کو مشکل سمجھ نہ تو فیتق کو دور خیال کر۔ بہت سے کمزوروں کو اٹھالیا گیا اور بہت سے بھٹکے ہوؤں کو منزل تک پہنچا دیا گیا، تو بھی اپنے ہمت کے گھوڑے پر سوار ہو جا اور پختہ ارادے کی رکابوں پر قدم رکھ لے۔ اگر تیرے پاس تقویٰ کا توشہ نہیں تو اپنے شکوے کو توشہ بنا لے اور اسے جلتے دل کی جلن پر انڈیل اور دل پر بہتے آنسوؤں کا بادل برسا۔ جب بھڑکتے دل کا دُھواں بلند ہو جائے اور تیری حسرتوں کی سانسیں گرم ہو جائیں تو جواب کے انتظار میں اس کے دروازے پر کھڑا ہو جا اور جب عتاب کرتے ہوئے تجھے کہا جائے کہ کون اجنبی دروازے پر کھڑا ہے؟ تو یوں عرض کرنا:

”تیرا بندہ ایک بھکاری کی طرح سر جھکائے، آنسو بہاتے ہوئے کھڑا ہے، جس کا اصل مال اس کا دل ہے جو خراب ہو چکا ہے، ہائے! حسرت و لا پرواہی نے میرے اصل مال کو چھین لیا۔“ پھر اگر تجھے جواب میں کہا جائے: ”تو نے اپنا مطلوب حاصل کرنے میں تاخیر کیوں کی؟ کس چیز نے تجھے تیرے محبوبِ حقیقی غزوہ خندق سے دور کر دیا؟“ تو تم یوں کہنا: ”میں جہالت و نادانی کے سبب اپنے دوستوں سے ملاقات کے وقت کی قلت نہ جان سکا یہاں تک کہ میں ہجر و فراق کا شکار ہو گیا تو میرے دل پر ان کے وصال سے پردے ڈال دیئے گئے، میری عمر گزرتی جا رہی ہے، نہ جانے کب تک یہ رکاوٹ برقرار رہے گی۔ اے میرے دوستو! واپس آ جاؤ، تمہاری زندگی کی قسم! میں توبہ کرتا ہوں۔“

پھر اگر تجھ سے کہا گیا، ”کب تک توبہ کرتا اور توڑتا رہے گا، کب تک ہم تجھ پر نظرِ کرم کرتے رہیں گے اور تو ہماری بارگاہ سے منہ موڑتا رہے گا۔“ تو تم عرض کرنا، ”اگر اب تو مجھے معاف کر دے تو میرا دل سدھ جائے گا اور میری حالت ہر طرح کی پراگندگیوں سے صاف ستھری ہو جائے گی اور ناراضگی کے بعد ہماری صلح ہو جائے گی۔“ پھر تم تنہائی کو ختم ہوتا پاؤ گے اور دیکھو گے کہ جدائی کے بعد وصال کیسا ہوتا ہے اور مقصود تک رسائی کیسے ہوتی ہے۔ میں حیران و پریشان رہوں گا یہاں تک کہ وہ دن آجائے جب میں اپنے محبوب کے حسن و جمال کا دیدار کروں اور اس کی ملاقات سے میرا شکستہ دل جُوجائے، میں ہادیِ مکرّم،

شفیعِ مُعَظَّم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے روضہ اطہر پر حاضری دوں۔ اُن پر بلند و بالا آسمانوں کا مالک عَزَّوَجَلَّ خوب دُرود بھیجے اور میرا دل ہمیشہ اُن کی طرف متوجہ ہو کر جھومتا رہے۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



آسمانوں میں شہرت رکھنے والے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیب، مُنَزَّهٌ مِّنَ الْعُيُوبِ عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”دنیا میں بھوکے رہنے والے لوگوں کی ارواح کو اللہ عَزَّوَجَلَّ قبض فرماتا ہے اور ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اگر غائب ہو جائیں تو انہیں تلاش نہیں کیا جاتا، اگر موجود ہوں تو پہچانے نہیں جاتے، دنیا میں پوشیدہ ہوتے ہیں مگر آسمانوں میں ان کی شہرت ہوتی ہے، جب جاہل و بے علم شخص انہیں دیکھتا ہے تو ان کو بیمار گمان کرتا ہے جبکہ وہ بیمار نہیں ہوتے بلکہ انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف دامن گیر ہوتا ہے، قیامت کے دن یہ لوگ عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔“ (مسند فردوس الاخبار، الحدیث: ۱۶۵۹، ج ۱، ص ۲۳۵)

تذکرہ معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الفنی

بیان 34:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جو رُءُوف، رحیم، کریم اور انتہائی مہربان ہے۔ بھلائی کے بدلے بھلائی (یعنی جنت) عطا فرمانے والا۔ وہ ایسا واحد و یکتا ہے کہ وحدت اس پر اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ ہی بندوں سے انتہائی محبت پر فخر ہے۔ وہ اپنی بادشاہت میں وزیر، مشیر اور قریبی سے بے نیاز ہے۔ ستاروں سے اوپر اور زمین کی سرحدوں سے آگے جو کچھ ہے اسی کے علم میں ہے۔ پردہ نجیب اس پر کھلا ہوا ہے۔ اس نے اپنی شان کے لائق عرش پر استواء فرمایا جو حرکت، جلوس اور ٹھہرنے سے پاک ہے۔ میں اللہ عزوجل کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے خوفناک چیزوں کو دور فرما دیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ایسی گواہی جیسی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سچائی کی انتہا کو پہنچی ہوئی اپنی مبارک زبان سے دی۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اطہر کو غیر حق اور بے جا کی طرف جانے سے روک دیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک ہمارے سردار حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے معزز لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس جنت کی خوشخبری دی جس کے (پھلوں کے) خوشے جھکے ہوئے ہیں اور اس آگ سے ڈرایا جو سخت بھڑکتی اور شعلے مارتی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُون کا لباس پہنا اور پیوند لگے نعلین مبارک استعمال فرمائے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بلند و بالا مرتبے پر فائز اور تمام خوبیوں سے موصوف ہیں۔ اے اللہ عزوجل! اس نبی کریم، ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور ان کے آل و اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر جو سردارانِ زمانہ ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آل و اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر سلامتی بھیج جب تک باجماعت نمازوں میں قطار در قطار صفیں قائم ہوتی رہیں۔

ابتدائی حالات:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نامی، اسم گرامی معروف علیہ رحمۃ اللہ رُءُوف اور کنیت ابو کثیر ہے، والد ماجد کا نام مبارک فیروز ہے۔ (بعض نے "فیروزان" لکھا ہے) بغداد کے علاقے کرخی کی نسبت سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کرخی کہلاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدین عیسائی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھلائی کی صفت سے متصف تھے، بچپن ہی سے مسلمان بچوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھا کرتے اور والدین کو دعوتِ اسلام پیش کرتے رہتے لیکن وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ڈانٹتے ہوئے اُلجھ پڑتے۔ ایک دن انہوں نے

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عیسائی مذہب کی تعلیم سیکھنے کے لئے ایک پادری کے سپرد کر دیا۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سامنے بٹھایا اور پوچھا: ”اے بیٹے! تم، تمہارا باپ اور تمہاری ماں تینوں مل کر کتنے ہوئے؟“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، ”تین۔“ تو کہنے لگا، ”اب کہو! خدا تین ہیں۔“ فوراً صدائے غیرت بلند ہوئی: ”اللہ واحد عزوجل کے سوا کسی کا ذکر کرنے سے بچ کہہیں تو حیرت کے گڑھے میں نہ جا پڑے اور خدائے احد عزوجل سے کسی دوسرے کی طرف تجاوز کرنے سے بچ، کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے ہجر و فراق کے کوڑے مارے جائیں۔“ حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ انہی فرماتے ہیں: ”مجھے وہ آواز بہت پسند آئی۔“ پھر میرے سامنے سے حجاب اٹھادیئے گئے اور میں نے محبت و اخلاص کا جام دیکھا، جس کی ایک طرف قبولیت و اختصاص کے قلم سے لکھا تھا:

﴿۱﴾ وَالْهُكْمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ ج (ب، البقرة: ۱۶۳) ترجمہ کنز الایمان: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے۔

اور دوسری جانب لکھا تھا:

﴿۲﴾ لَا تَتَّخِذُوا إِلَهَيْنِ اثْنَيْنِ ج إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ ج (ب، النحل: ۵۱) ترجمہ کنز الایمان: دو خدا نہ ٹھہراؤ وہ تو ایک ہی معبود ہے۔

اور تیسری سمت لکھا تھا:

﴿۳﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثَةٌ م وَامِنُ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهٌ وَاحِدٌ ط (ب، المائدہ: ۷۳) ترجمہ کنز الایمان: بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا۔

جبکہ چوتھی طرف لکھا تھا:

﴿۴﴾ إِنْسِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي لَا (ب، اظہار: ۱۴) ترجمہ کنز الایمان: بے شک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر۔

جب میں نے وہ جام پیا تو خوف، مجھ سے دُور ہو گیا اور شکوک و شبہات اور اطاعت نہ کرنے کی فضا بھی چھٹ گئی تو میں اپنی ہی ہستی میں کھو گیا اور حضوری ملنے پر خوش ہو کر میں نے اپنی سوچ کی زبان سے پکارا:

”میرا جسم تو ہمیشہ سے کمزور و ناتواں ہے اور آنکھیں آنسو ہی بہا رہی ہیں، جبکہ دل تمہاری حفاظت و رضامندی کے تابع ہے اور صدق و صفا کے قدموں پر سعی اور طواف کر رہا ہے اور کتنی ہی دفعہ مجھے عرفان کی دولت مل چکی پس اب کیونکر میری حالت کا انکار کیا جاسکتا ہے؟ فضل یہی ہے کہ معروف کا انکار نہ کیا جائے۔“

پادری نے پھر کہا: ”کہو! خدا تین ہیں۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”نہیں، خدا واحد لا شریک ہے۔“ تو پادری نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مارنا شروع کر دیا اور پھر کہنے لگا، ”اب کہو! خدا تین ہیں۔“ مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر

قائم رہے، تو اس نے پہلے سے زیادہ سخت مارا، پیٹا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدین سے کہا: ”اس کو جیل خانے میں قید کر دو۔“ چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین دن جیل خانے میں رہے، روزانہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ایک روٹی پھینکی جاتی اور پینے کو ایک گھونٹ پانی دیا جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ نے روتے روتے آپ کے والد سے کہا: ”آپ کا بیٹا بہت چھوٹا ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں پاگل نہ ہو جائے، اس کو جیل سے رہا کر دو۔“ چنانچہ، جب دروازہ کھولا گیا تو تینوں روٹیاں ویسی کی ویسی پڑی تھیں، والدین نے چلنے کو کہا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کر دیا پھر انہوں نے پوچھا، ”تم قید خانے میں کیوں قید رہنا چاہتے ہو؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”جس محبوب کی وجہ سے تم نے مجھے قید کیا میں نے اسی کو یہاں اپنے پاس پایا اور وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے۔“ جب جیل والوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قید سے آزاد کر دیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر سے کہیں دور چلے گئے۔ کئی دن تک نہ کچھ کھایا پیا، نہ ہی کسی دیوار کے سائے میں بیٹھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدین رورور کر کہتے: ”کاش! ہمارا بیٹا لوٹ آئے، چاہے کسی بھی دین پر ہو، ہم اس کی پیروی کریں گے اور اُس کے مذہب کو اپنانے کے لئے تیار ہیں۔ کچھ عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، آواز آئی، ”کون؟“ فرمایا، ”معروف۔“ والدین نے پوچھا: ”تمہارا دین کون سا ہے؟“ فرمایا، ”اسلام۔“ والدین نے باہر نکل کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گلے سے لگالیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کر لیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرویات:

﴿1﴾..... حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ انہی اپنی سند کے ساتھ حضرت سیدنا انس بن مالک اور حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ ”ایک شخص نے سرکارِ مدینہ، قراری قلب سینہ، باعثِ نزولِ سلیمان علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سرِ پا رحمت و برکت میں حاضر ہو کر عرض کی: ”یا رسول اللہ غزوہِ خندقِ رسولی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”غصہ چھوڑ دو۔“ اس نے عرض کی: ”اگر یہ نہ ہو سکے تو؟“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”روزانہ بعد نمازِ عصر ستر مرتبہ اللہ غزوہِ خندق سے استغفار کرو تو وہ تیرے ستر برس کے گناہ بخش دے گا۔“ عرض کی: ”اگر میرے ستر برس کے گناہ نہ ہوں تو؟“ ارشاد فرمایا: ”پھر تیری والدہ کے ستر برس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“ پھر عرض کی: ”اگر میری ماں دنیا سے کوچ کر چکی ہو اور اس پر بھی ستر سال کے گناہ نہ ہوں تو؟“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تیرے قریبی رشتے داروں کے ستر برس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“ (تاریخ بغداد،

الرقم ۷۷۸۰، ابو علی المفلوج، ج ۱۴، ص ۴۲۵۔ حلیۃ الاولیاء، معروف الکرخی، الحدیث ۱۲۷۱۹، ج ۸، ص ۴۱۱)

﴿2﴾..... حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ انہی اپنی سند کے ساتھ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ ”جس نے اپنے مسلمان بھائی کی کسی حاجت کو پورا کیا اس کے لئے حج و عمرہ کرنے والے کی مثل ثواب ہے۔“

(تاریخ بغداد، الرقم ۲۸۷۴، احمد بن محمد ابو الحسن النوری، ج ۵، ص ۳۳۹)

﴿3﴾..... حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی سند کے ساتھ حضرت سیدنا عمرو بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الثقفار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”جس نے سوتے وقت یہ دعا پڑھی: ”اللَّهُمَّ اَمْنَا مِنْ مَّكْرِكَ وَلَا تُنْسِنَا ذِكْرَكَ وَلَا تَكْشِفْ عَنَّا سُرُوكَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْغَافِلِينَ، اللَّهُمَّ ابْعَثْنَا فِي أَحَبِّ السَّاعَاتِ إِلَيْكَ حَتَّى نَذْكُرَكَ فَتَذْكُرَنَا وَنَسْأَلَكَ فَتُعْطِينَا وَنَدْعُوكَ فَتَسْتَجِيبَ لَنَا وَنَسْتَغْفِرُكَ فَتَغْفِرَ لَنَا“ یعنی اے اللہ عزوجل! ہمیں اپنی خفیہ تدبیر سے محفوظ فرما، ہمیں اپنا ذکر نہ بھلا، ہمارے گناہوں کو چھپائے رکھ، ہمیں غفلوں میں سے نہ کر، اے اللہ عزوجل! ہمیں اپنے پسندیدہ لمحات میں بیدار فرما کہ ہم تیرا ذکر کریں تو تو ہمارا چراغ کر، ہم تجھ سے سوال کریں تو تو ہمیں عطا کر، ہم تجھ سے دعا کریں تو تو ہماری دعا قبول کر، ہم تجھ سے مغفرت چاہیں تو تو ہمیں بخش دے۔“

تو اللہ عزوجل اس کے پاس اپنی پسندیدہ ساعت میں (یعنی تہجد کے وقت) بیدار کرنے کے لئے ایک فرشتہ بھیجتا ہے اگر وہ بیدار ہو جائے تو فہما (یعنی ٹھیک ہے)، ورنہ وہ فرشتہ آسمان پر چلا جاتا ہے اور دوسرا فرشتہ بھیجا جاتا ہے، وہ بیدار کرتا ہے اگر وہ اٹھ کر نماز ادا کر لے تو فہما، ورنہ وہ فرشتہ بھی اپنے رفیق کے ساتھ جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ پھر اگر وہ شخص اٹھ کر نماز تہجد پڑھے اور دعا کرے تو اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے اور اگر نماز نہ پڑھے تو بھی اللہ عزوجل اس کے لئے ان ملائکہ کا ثواب لکھ دیتا ہے۔“

(کنز العمال، کتاب المعیشتہ و العادات قسم الاقوال، باب رابع، فصل اول، الحدیث ۴۱۳۱۹، ج ۱۵، ص ۱۴۹۔ بتغییر قلبیل)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات:

حضرت سیدنا ابن مردودیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے، اس دن میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ مبارک کھلا ہوا دیکھ کر عرض کی: ”اے ابو محفوظ! مجھے پتا چلا ہے کہ آپ پانی پر چلتے ہیں؟“ تو ارشاد فرمایا: ”میں کبھی پانی پر نہیں چلا بلکہ جب میں پانی عبور کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کی دونوں طرفیں اکٹھی ہو جاتی ہیں اور میں اس پر قدم رکھ کر چلنے لگ جاتا ہوں۔“

حضرت سیدنا محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اذانِ مغرب کے وقت حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے پاس تھا اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرے پر کسی چوٹ کا نشان نہ تھا لیکن جب اگلے دن حاضر ہوا تو چوٹ کا نشان دیکھا۔ میں نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے بزرگ جو کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خاصے مانوس تھے، سے عرض کی کہ ”آپ ان سے اس کی وجہ پوچھئے۔“ چنانچہ، انہوں نے پوچھا: ”اے ابو محفوظ! کل تک تو آپ کے چہرے پر کوئی نشان نہ تھا، پھر آج یہ نشان کیسے بنا؟“ ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل تمہیں معاف فرمائے! فضول باتوں کے متعلق سوال مت کرو۔“ لیکن اس بزرگ نے پھر عرض

کی: ”میں آپ کو اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ہمیں ضرور بتائیے؟“ حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے پوچھا: ”اللہ عزوجل تم پر رحم کرے، تمہیں کس نے یہ بات پوچھنے پر ابھارا؟“ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر ارشاد فرمایا: ”رات نماز عشاء کے بعد میرے دل نے بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کی خواہش کی تو میں مکہ شریف جا پہنچا۔ طواف کر کے زمزم شریف کی طرف پانی پینے گیا تو اچانک ایک حسین صورت دکھائی دی۔ میری نظر اس پر جم گئی تو اچانک میرا پاؤں دروازے میں پھسل گیا جس سے میرے چہرے پر چوٹ لگ گئی۔ پھر میں نے کسی کی آواز سنی: ”اگر تم مزید دیکھتے تو مزید چوٹیں کھاتے۔“ حضرت سیدنا علی حسن بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی پانی پر چلتے ہیں، اگر مجھے کہا جائے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوا میں اڑتے ہیں تو میں اس بات کی بھی تصدیق کروں گا۔“

حضرت سیدنا عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے بڑا زاہد کوئی نہیں دیکھا۔ (تاریخ بغداد، الرقم ۷۱۷۷ معروف بن الفیرزان ابو محفوظ العابد المعروف بالکرخی، ج ۱۳، ص ۲۰۷)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات عالیہ:

حضرت سیدنا ابراہیم بکاء علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو ارشاد فرماتے سنا: ”جب اللہ عزوجل کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے اور بحث و مباحثہ کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور جب اللہ عزوجل کسی بندے سے شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے عمل کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور بحث و مباحثہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔“ (حلیۃ الاولیاء، معروف الکرخی، الحدیث ۱۲۶۹۰، ج ۸، ص ۴۰۵)

حضرت سیدنا یحییٰ بن معین اور حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت سیدنا یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں ان سے سجدہ سہو کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خاموش رہنے کا حکم دیا لیکن وہ خاموش نہ رہے اور عرض کی: ”اے ابو محفوظ! آپ سجدہ سہو کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟“ حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے ارشاد فرمایا: ”یہ دل کے لئے سزا ہے کہ وہ نماز سے غافل ہو کر دوسری طرف کیوں متوجہ ہوا۔“ یہ سن کر حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”یہ بات آپ کی ذہانت پر دلالت کرتی ہے۔“ (تاریخ بغداد، الرقم ۷۱۷۷ معروف بن الفیرزان ابو محفوظ العابد المعروف بالکرخی، ج ۱۳، ص ۲۰۱)

ایک دن حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز کے لئے اقامت کہی۔ پھر حضرت سیدنا محمد بن ابی توبہ علیہ رحمۃ اللہ سے ارشاد فرمایا: ”آگے بڑھ کر ہمیں نماز پڑھائیے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امامت نہیں کراتے تھے، بلکہ صرف

اذان و اقامت کہتے تھے جبکہ امامت کوئی اور کرتا تھا۔“ حضرت سیدنا محمد بن ابی توبہ علیہ رحمۃ اللہ نے عرض کی: ”اگر میں تمہیں یہ نماز پڑھاؤں تو دوسری نماز کی امامت نہیں کروں گا۔“ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تم دوسری نماز کی امید کرتے ہو؟ ہم لمبی امیدوں سے اللہ عزوجل کی پناہ طلب کرتے ہیں کیونکہ یہ بہترین عمل سے روک دیتی ہے۔“

(حلیۃ الاولیاء، معروف الکرخی، الحدیث ۱۲۶۸۸، ج ۸، ص ۴۰۵)

حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرمایا کرتے تھے: ”دُنیا چار چیزوں کا نام ہے: (۱)..... مال (۲)..... کلام (۳)..... سونا اور (۴)..... کھانا۔ کیونکہ مال سرکشی کا سبب ہے، کلام لہو و لعب میں مبتلا کر دیتا ہے، نیند غافل کر دیتی ہے اور کھانا دل کی سختی کا باعث ہے۔“

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ”جس نے اللہ عزوجل کے مقابلے میں بڑائی چاہنے کا ارادہ کیا تو وہ اُسے بری طرح پچھاڑ دے گا، جس نے اس سے لڑائی کا ارادہ کیا تو وہ اسے ذلیل کر دے گا، جس نے اس کو دھوکا دینا چاہا تو وہ اسے اس کی سزا دے گا اور جس نے اس پر بھروسہ کیا تو وہ اسے نفع دے گا اور جس نے اس کے لئے عاجزی کی تو وہ اُسے بلند رتبہ عطا فرمائے گا۔“

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۴۲۵ معروف الکرخی، ج ۸، ص ۲۱۸)

حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ”دل سے دنیا کی محبت نکالنے کا نسخہ کیا ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل سے سچی محبت اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ اور خالص محبت کی علامات تین ہیں: (۱)..... وعدہ پورا کرنا (۲)..... بغیر سوال کے عطا کرنا اور (۳)..... کوئی سخاوت نہ کرے پھر بھی اس کی تعریف کرنا۔ اور مُحَبِّین کی علامات بھی تین ہیں: (۱)..... رضائے الہی عزوجل کی جستجو میں رہنا (۲)..... اسی کی ذات میں مشغول رہنا اور (۳)..... ہمیشہ اسی کی پناہ طلب کرنا۔“

(حلیۃ الاولیاء، معروف الکرخی، الحدیث ۱۲۷۱۸، ج ۸، ص ۴۱۱)

مصائب پر صبر قرب الہی عزوجل کا ذریعہ ہے:

ایک شخص حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ”یاسیدی! مجھے بتائیے کہ میں اللہ عزوجل کی بارگاہ تک کیسے رسائی حاصل کر سکتا ہوں؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک امیر کے دروازے پر لے گئے۔ دروازے پر ایک غلام کھڑا ہوا تھا جس کی ایک ٹانگ ٹوٹی ہوئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس غلام کی طرف اشارہ کیا اور اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ”اس کی مثل ہو جاؤ، خود ہی اللہ عزوجل تک رسائی حاصل کر لو گے۔“ (یعنی جس طرح یہ غلام ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے باوجود اپنے آقا کے دروازے پر حاضر ہے اس طرح تو بھی ہر حال میں اپنے رب عزوجل کی رضا پر راضی رہو اور اس کی عبادت کرتا رہو۔)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خوف خدا عزوجل:

حضرت سیدنا ابوبکر بن ابی طالب علیہ رحمۃ اللہ الخالق فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی مسجد میں داخل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر میں تشریف فرما تھے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم قافلے کی صورت میں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمیں سلام کیا ہم نے بھی جو اباسلام پیش کیا۔ پھر ہمیں دعا دیتے ہوئے فرمایا: ”اللہ عزوجل آپ سب کو اسلامی مملکت میں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھے اور دنیا میں ہم سب کو احسان کی نعمت سے نوازے اور آخرت میں ہماری مغفرت فرمائے۔“ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اذان دینی شروع کی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پر پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر شدت اضطراب سے لرزہ طاری ہو گیا اور اُبڑ و اور داڑھی کے بال کھڑے ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس قدر بے چین ہوئے کہ مجھے خوف ہوا کہ اذان مکمل نہ کر سکیں گے پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس قدر جھک گئے کہ قریب تھا کہ گر جاتے۔

(حلیۃ الاولیاء، معروف کرخی، الحدیث ۱۲۶۸۵، ج ۸، ص ۴۰۴)

حضرت سیدنا عبداللہ بن محمد وراق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں کہ کبھی کبھار ہم حضرت سیدنا ابو محفوظ علیہ رحمۃ اللہ وود کی مجلس میں ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھ کر غور و فکر کر رہے ہوتے، پھر اچانک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بے چینی طاری ہو جاتی اور بارگاہ الہی عزوجل میں عرض گزار ہوتے: ”وَاعْوِثَا“ اے میرے مددگار! (یعنی اپنے حقیقی مددگار کو پکارتے)۔“ (المرجع السابق، الحدیث ۱۲۷۰۹، ص ۴۰۹)

حضرت سیدنا قاسم بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ”میں حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا پڑوسی تھا، ایک رات میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گریہ و زاری کرتے اور درج ذیل اشعار پڑھتے سنا:

أَيُّ شَيْءٍ تُرِيدُ مِنِّي الذُّنُوبُ شَغَفَتْ بِي فَلَيسَ عَنِّي تَغِيبُ
مَا يَضُرُّ الذُّنُوبُ لَوْ اعْتَقَنِي رَحْمَةً لِي فَقَدْ عَلَانِي الْمَشِيبُ

ترجمہ: (۱)..... کون سی چیز مجھ سے گناہ کرانا چاہتی ہے، مجھے گناہوں میں مشغول رکھتی ہے اور مجھ سے دور نہیں ہوتی۔

(۲)..... اگر تو مجھے رحم فرماتے ہوئے بخش دے تو گناہ مجھے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے، اب تو مجھ پر بڑھاپا آچکا ہے۔

(صفة الصفوة، ذکر المصطفين من اهل بغداد، الرقم ۲۶۰ معروف بن الفيرزان الكرخي، ج ۲، ص ۲۱۲)

ایک نوجوان کی حکایت:

حضرت سیدنا یحییٰ بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو فرماتے سنا: ”میں نے ایک بستی میں خوبصورت اور صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک نوجوان دیکھا، اس نے زلفیں رکھی ہوئی تھیں، سر پر اونی چادر، جسم پر سوتی کپڑے کی قمیص اور پاؤں میں لکڑی کا جوتا تھا۔ مجھے اس کو اس جگہ دیکھ کر بڑی حیرانگی ہوئی۔ پھر میں نے

اسے سلام کیا اور اس نے بھی سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا: ”کہاں سے آرہے ہو؟“ کہنے لگا: ”دمشق سے آرہا ہوں۔“ میں نے پھر پوچھا: ”وہاں سے کب چلے تھے؟“ جواب دیا: ”دوپہر کے وقت وہاں سے چلا تھا۔“ مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا کیونکہ دمشق اور اس بستی کے درمیان بہت زیادہ مسافت اور کئی منزلیں تھیں۔ بہر حال میں نے پھر پوچھا: ”کہاں کا ارادہ ہے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”مکہ مکرمہ اذھا اللہ شرفاً و تکریماً جانے کا ارادہ ہے۔“ میں سمجھ گیا کہ اس پر اللہ عزوجل کا خاص لطف و کرم ہے۔ خیر میں نے اسے الوداع کہا اور وہ چلا گیا۔ تین سال کے بعد ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھا سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہی شخص تھا۔ میں نے سلام کرنے کے بعد کہا: ”خوش آمدید! اور اسے اپنے گھر آنے کی اجازت دے دی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ حسرت زدہ، پریشان اور غمگین ہو۔ میں نے پوچھا: ”کیا ہوا؟“ تو اس نے بتایا: ”اے استاذ محترم! اللہ عزوجل کا مجھ پر خاص کرم ہے یہاں تک کہ پہلے اس نے مجھے مصیبت میں مبتلا کیا پھر اس سے نجات دی۔ وہ مجھ پر کبھی تو اپنے لطف و کرم کی بارش برساتا ہے اور کبھی خوف میں مبتلا کر دیتا ہے۔ کبھی بھوکا رکھتا ہے اور کبھی معزز بنا دیتا ہے۔ کاش! ایک مرتبہ وہ مجھے اپنے کسی خاص بندے کے بھیدوں پر آگاہ فرمادے پھر میرے ساتھ جو چاہے کرے۔“ حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اس کے اس کلام سے مجھے رونا آ گیا۔ میں نے مزید پوچھا: ”جب سے تم مجھ سے جدا ہوئے اس وقت سے تمہارے ساتھ کیا کیا معاملات پیش آئے؟“ اس نے کہا: ”میں تو ان کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ مخفی رکھنا چاہتا ہے۔“ پھر وہ رونے لگا۔ تو میں نے اس سے پوچھا: ”بتاؤ تو سہی کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا؟“ چنانچہ، اس نے بتانا شروع کیا: ”آپ سے ملاقات کے بعد میں تیس (30) دن تک بھوکا رہا۔ ایک وادی میں پہنچا جہاں کلڑیاں کاشت کی ہوئی تھیں۔ میں پتوں کو توڑ کر کھانے بیٹھ گیا۔ مالک نے جب دیکھا تو مجھے پکڑ لیا اور میری پشت اور پیٹ پر مٹے مارتے ہوئے کہنے لگا: ”اے چور! تیرے علاوہ میری کلڑیاں کسی نے نہیں توڑیں، میں کب سے تیری تاک میں تھا کہ تو آئے اور میں تجھے پکڑ لوں، اللہ عزوجل کی قسم! اب تو میں تجھے سخت سزا دوں گا۔“ وہ ابھی مجھے مار رہی رہا تھا کہ ایک گھوڑے سوار بڑی تیزی سے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا، اس کے سر پر کوڑا برسایا اور کہنے لگا: ”تم اللہ عزوجل کے ایک دوست کو چور کہہ رہے ہو اور اس کو مارتے اور ڈانٹتے ہو حالانکہ اس نے تو پتوں کے علاوہ کوئی چیز نہیں کھائی۔“ یہ سن کر وہ مالک میرے پاس آیا اور میرے ہاتھوں اور سر کو چومنے لگا۔ پھر مجھ سے معذرت کی اور اپنے گھر لے جا کر بہت عزت کی اور حسن سلوک سے پیش آیا۔ میرے لئے اپنی کلڑیاں فقراء و مساکین کو صدقہ کر دیں۔ پھر جب میں نے بتایا کہ میں حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوستوں میں سے ہوں تو اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کچھ بیان کرنے کو کہا۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کچھ اوصاف بیان کئے تو اس نے پہچان لیا۔ ”ابھی اس نوجوان کی گفتگو پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ کلڑیوں کے مالک نے دروازے پر دستک دی اور ہمارے پاس آ گیا۔ وہ

بہت خوشحال تھا۔ اور اپنا سارا مال فقراء پر صدقہ کر کے ایک سال اس نوجوان کی صحبت میں رہا۔ پھر وہ دونوں حج کے لئے روانہ ہوئے، حج و عمرہ کیا اور دونوں کا وہیں انتقال ہو گیا اور مکہ مکرمہ کے قبرستان ”جَنَّةُ الْمَعْلَى“ میں مدفون ہوئے۔

(صِفَةُ الصَّفْوَةِ، ذَكَرَ الْمُصْطَفِينَ مِنْ عِبَادِ أَهْلِ الشَّامِ الْمَجْهُولِي الْأَسْمَاءِ، الرَّقْمُ ٨١٣، عَابِدٌ آخِرٌ، ج ٤، ص ٢٤٠)

حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس طرح دعا کیا کرتے تھے: ”اللَّهُمَّ يَا مَنْ وَقَّفَ أَهْلَ الْخَيْرِ لِلْخَيْرِ وَأَعَانَهُمْ

عَلَيْهِ وَقَفْنَا لِلْخَيْرِ وَأَعَانَا عَلَيْهِ لِعَنَى أَلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ! اے وہ ذات جس نے نیک بندوں کو امور خیر کی توفیق دی اور اس پر ان کی مدد بھی فرمائی! ہمیں بھی بھلائی کی توفیق عطا فرما اور اس پر ہماری مدد بھی فرما۔“

دُعَائے معروف علیہ رحمۃ اللہ الرؤوف کی برکات:

ایک شخص نے حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ”دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل

میرے دل کو نرم کر دے۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اس دعا کی تلقین فرمائی: ”يَا مُلَيِّنَ الْقُلُوبِ! لِيُنْزِلْ قَلْبِي قَبْلَ أَنْ تَلْبِسَهُ عِنْدَ الْمَوْتِ لِعَنَى أَلِ دُلُوبِ كُوزِمِ فَرْمَانِ وَالِ! میرے دل کو بھی نرم کر دے اس سے پہلے کہ تو موت کے وقت اسے نرم کرے۔“ (آمین)

﴿1﴾..... حضرت سیدنا سقظی علیہ رحمۃ اللہ العلی فرماتے ہیں کہ میں دل کی سختی کے مرض میں مبتلا تھا اور مجھے حضرت سیدنا

معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی دعا کی برکت سے چھٹکارا مل گیا۔ ہوا یوں کہ میں نماز عید پڑھنے کے بعد واپس لوٹ رہا تھا کہ

حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا جس کے بال اُلجھے ہوئے

تھے۔ دل ٹوٹنے کے سبب روئے جا رہا تھا۔ میں نے عرض کی: ”یا سیدی! کیا ہوا؟ آپ کے ساتھ یہ بچہ کیوں روئے جا

رہا ہے؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ”میں نے چند بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا لیکن یہ بچہ ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔ ان بچوں

کے ساتھ نہ کھیلنے کی وجہ سے اس کا دل ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے بچے سے پوچھا تو اس نے بتایا: ”میں یتیم ہوں، میرا باپ انتقال کر

گیا ہے، میرا کوئی سہارا نہیں اور میرے پاس کچھ رقم بھی نہیں کہ میں اخروٹ خرید کر ان بچوں کے ساتھ کھیل سکوں۔“ چنانچہ، میں

اس کو اپنے ساتھ لے آیا ہوں تاکہ اس کے لئے گٹھلیاں اکٹھی کروں، جن سے یہ اخروٹ خرید کر دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل

سکے۔“ میں نے عرض کی: ”آپ یہ بچہ مجھے دے دیں تاکہ میں اس کی حالت بدل سکوں۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے،

تم اسے لے جاؤ، اللہ عزوجل تمہارا دل ایمان کی برکت سے غنی کرے اور اپنے راستے کی ظاہری و باطنی پہچان عطا فرمادے۔“

حضرت سیدنا سقظی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں اس بچے کو لے کر بازار چلا گیا اور اچھے کپڑے پہنائے،

اخروٹ خرید کر دیئے اور وہ عید کے دن دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے چلا گیا۔ دوسرے بچوں نے پوچھا: ”تجھ پر یہ احسان کس نے

کیا؟“ اس نے جواب دیا: ”حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی اور سقظی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے۔“ جب بچے کھیل کود

کے بعد چلے گئے تو وہ بچہ خوشی خوشی میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے پوچھا: ”بتاؤ! عید کا دن کیسا گزرا؟“ اس نے کہا: ”اے میرے محترم! آپ نے مجھے اچھا کپڑا پہنایا، مجھے خوش کر کے بچوں کے ساتھ کھینے کے لئے بھیجا، میرے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑا، اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو اپنی بارگاہ میں حاضری کی کمی پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے لئے اپنا راستہ کھول دے۔“ حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ مجھے بچے کے اس کلام سے بے حد خوشی ہوئی جس نے عید کی خوشیاں دو بالا کر دیں۔ (تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، حصہ اول، حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی، ص ۲۴۲-۲۴۳، ملخصاً)

عیسائی والدین کا قبولِ اسلام:

﴿2﴾..... حضرت سیدنا عامر بن عبد اللہ کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک عیسائی رہا کرتا تھا۔ ایک دن میں اپنے گھر میں موجود تھا کہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ”اے ابو عامر! پڑوسی ہونے کی حیثیت سے میرا آپ پر حق ہے، میں آپ کو رات اور دن کے خالق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ”مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی ولی کے پاس لے چلے تاکہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے میرے لئے بیٹے کی دعا کرے۔ میرے دل میں اولاد کی بہت خواہش ہے اور میرا جگر جلتا رہتا ہے۔“ چنانچہ، میں اس کو ساتھ لے کر حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں اس عیسائی کا معاملہ عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اسلام کی دعوت دی تو کہنے لگا: ”اے معروف! جب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے ہدایت نہ دے آپ نہیں دے سکتے، میں آپ کے پاس صرف دعا کے لئے حاضر ہوا ہوں۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تیری بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ اسے ایسا لڑکا عطا فرما جو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور وہ اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو جائیں۔“ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور اس کو ایک ایسا لڑکا عطا فرمایا جو اپنی عقلِ کامل کے سبب تمام اہل زمانہ پر فوقیت لے گیا، وہ اپنی شرافت کی بلندی کے باعث اپنے جیسے تمام لڑکوں پر بلند مقام رکھتا تھا۔ جب وہ کچھ بڑا ہوا تو باپ اسے عیسائیت کی تعلیم دلانے کے لئے ایک پادری کے پاس چھوڑ آیا۔ پادری نے اُسے سامنے بٹھایا اور ہاتھ میں تختی پکڑا کر ابھی ”بولو“ ہی کہا تھا تو وہ بچہ کہنے لگا: ”کیا بولوں؟ میری زبان تمہارے تین خدا ماننے کے عقیدے سے روک دی گئی ہے اور میرا دل میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں مشغول ہے۔“ پادری کہنے لگا: ”اے بیٹے! میں نے تجھے یہ تو نہیں کہا تھا۔“ تو بچے نے کہا: ”پھر تم نے مجھے کیا کہا تھا؟“ پادری نے کہا: ”تم میرے پاس جس تعلیم کے لئے آئے ہو میں تو تمہیں وہ سکھا رہا ہوں جبکہ تم نے مجھے پڑھانا شروع کر دیا۔“ یہ سن کر بچہ کہنے لگا: ”پھر مجھے کوئی ایسی بات بتلائیے، جسے میری عقل بھی قبول کرے اور میرا ذہن بھی تسلیم کرے۔“

استاد نے کہا: ”ٹھیک ہے، تو پھر کہو! الف۔“ بچے نے کہا: ”الف تو وصلی یعنی ملانے والا ہے، جس نے ہر دل کو اس محبوب حقیقی عزوجل کا گرویدہ کر دیا جس کی صفات آزی ہیں۔“ استاد نے کہا: ”اے بیٹے! کہو! باء۔“ بچے نے کہا: ”باء سے مراد حقیقی بقاء ہے، جس نے دلوں کو زندہ کیا اور ان میں محبت الہی عزوجل کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔“ استاد نے کہا: ”اے بیٹے! کہو! ثاء۔“ تو بچے نے کہا: ”ثاء سے مراد دل کا جذبہ و شوق ہے جو ذات باری تعالیٰ کے متعلق دل میں کھلنے والے تمام شکوک و شبہات کو دور کرتا ہے۔“ پادری نے کہا: ”اے بیٹے! کہو! ثاء۔“ تو بچے نے کہا: ”ثاء سے مراد اس نورانی لباس کے لئے پردہ ہے جو مقام قرب پانے والوں کو ثابت رکھے ہوئے ہے۔“ استاد نے کہا: ”اے بیٹے! کہو! جیم۔“ تو بچے نے کہا: ”جیم تو نور جمال الہی عزوجل کا نام ہے، جو انسانوں پر صبح و شام اپنے انوار و تجلیات ڈالتا ہے۔“ استاد نے کہا: ”اے بیٹے! پڑھو! حاء۔“ تو بچے نے کہا: ”حاء سے مراد اللہ عزوجل کی حمد ہے، جس نے دلوں کی حفاظت کی اور بری خصلتوں سے پاک و صاف کر دیا۔“ استاد نے کہا: ”اے بیٹے! کہو! خاء۔“ تو بچے نے کہا: ”حاء سے مراد خوف خدا عزوجل ہے، جس نے برگزیدہ بندوں کی تمام تکالیف اور دکھ درد دور کر دیئے۔“

یہاں تک کہ پادری بچے کو ایک ایک حرف پڑھنے کے لئے کہتا رہا اور بچہ اس حرف کے متعلق ہم وزن و منظوم کلام سے جواب دیتا رہا۔ پادری کی عقل دنگ رہ گئی اور ایسی گفتگو سن کر اس کا دل زندہ ہو گیا اور اس نے جان لیا کہ دین اسلام ہی سچا دین ہے۔ پھر کہنے لگا: اے وحدانیت الہی عزوجل کو ماننے والے پیارے بچے! میں تجھے شاباش دیتا ہوں۔“ اس کے بعد بچے نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے:

”کیا وہی برحق نہیں جو رلاتا و ہنساتا، زندگی و موت دیتا اور مخلوق کے لئے کھیتی اُگاتا ہے؟ یقیناً وہی معبود حقیقی عزوجل ہے لہذا جو اس کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور کے دروازے پر جاتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے اور جو اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کی عبادت کرتا ہے گمراہ ہو جاتا ہے۔ اے خائب و خاسر کوشش کرنے والے! جب بندے کا مقصود حقیقی وہی ذات ہے تو اب کون اس مقصد کے غیر کی طرف کامیاب کوشش کر سکتا ہے؟ پس وہی برتر، غالب اور رحیم ہے کہ اس کی طاقت کے بغیر کوئی کسی کو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ اپنے بندے کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے پھر بھی اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے اور اس کو بن مانگے عطا کرتا ہے۔ عاصیوں اور گنہگاروں سے بخشش کا معاملہ کرتا ہے اور ہجر و فراق کے ماروں کو وصال کی دولت سے نوازتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کے علاوہ حقیقی پروردگار کوئی نہیں، وہ اپنے اس بندے کو پسند کرتا ہے جو اس کا حکم توجہ سے سنتا ہے۔“

راوی کہتے ہیں کہ جب پادری نے بچے کا ایسا کلام سنا جس نے اس کے ہوش اڑا دیئے اور اسے رنج و غم میں مبتلا کر دیا تو اس نے جان لیا اور اسے یقین ہو گیا کہ اس بچے کو قوت گویائی عطا کرنے والا وہی ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ، اس نے دل ہی دل میں کلمہ شہادت ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ پڑھا۔ پھر بچے کو اس کے باپ کے پاس

لے آیا۔ جب باپ نے ان دونوں کو آتے دیکھا تو اس کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا۔ اس نے پادری سے پوچھا: ”آپ نے میرے بچے کی ذہانت کو کیسا پایا؟“ تو وہ کہنے لگا: ”ذرا اس کا عارفانہ کلام تو سنیں۔“ پھر اس نے ساری گفتگو بچے کے باپ کو سنا دی۔ یہ سن کر باپ بولا: ”اس خدا کی قسم جو ہر لاچار و بے بس کی مدد فرماتا ہے! میرا بیٹا محض حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دُعا کی برکت سے اس مقام و مرتبے تک پہنچا ہے۔“ پھر کہنے لگا: ”اے میرے بیٹے! سب خوبیاں خدائے واحد عزوجل کے لئے ہیں جس نے تیرے سبب ہم سب کو گمراہی سے نجات عطا فرمائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں۔“ اس کے بعد بچے کی ماں اور تمام گھروالے اسلام لے آئے اور اپنے گلے سے (عیسائیوں کے نشان) صلیب کو اتار پھینکا۔ (سُبْحَانَ اللَّهِ) اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الخ کی دعا کی بدولت ان سب کو جہنم سے چھٹکارا دے دیا۔

مزارات اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی برکات:

حضرت سیدنا احمد بن عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد سے حج کے ارادے سے نکلا تو ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جس پر عبادت کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے پوچھا: ”آپ کہاں سے آرہے ہیں؟“ میں نے جواب دیا: ”بغداد سے بھاگ کر آ رہا ہوں کیونکہ میں نے وہاں فساد دیکھا ہے، مجھے خوف ہے کہ اہل بغداد کو چاند گرہن نہ لگ جائے۔“ اس بزرگ نے فرمایا: ”آپ واپس چلے جائیے اور ڈریئے مت، کیونکہ بغداد میں چار ایسے اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبریں ہیں جن کی برکت سے اہل بغداد تمام بلاؤں اور مصائب سے محفوظ ہیں۔“ میں نے پوچھا: ”وہ کون ہیں؟“ جواب دیا: ”وہ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل، حضرت سیدنا معروف کرخی، حضرت سیدنا بشر حافی اور حضرت سیدنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔“ چنانچہ، میں واپس آ گیا اور ان مردانِ حق کی قبروں کی زیارت کی تو مجھے بہت کیف و سرور حاصل ہوا۔

(تاریخ بغداد، باب ما ذکر فی مقابر بغداد المخصوصة بالعلماء والزهاد، ج ۱، ص ۱۲۳)

جس کا عمل ہو بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے:

حضرت سیدنا ابوالفتح بن بشر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں نے عالمِ خواب میں حضرت سیدنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ کانفی کو ایک باغیچہ میں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ایک دسترخوان بچھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: ”مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ لَعْنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: ”اس نے رحم فرماتے ہوئے مجھے بخش دیا اور تخت پر بٹھا کر فرمایا: ”اس دسترخوان پر موجود پھلوں میں سے جو چاہو کھاؤ اور لطف اٹھاؤ کیونکہ تم دنیا میں اپنے نفس کو خواہشات سے

روکتے تھے۔“ میں نے پوچھا: ”آپ کے بھائی حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہاں ہیں؟“ فرمایا: ”وہ جنت کے دروازے پر کھڑے اہل سنت کے ان افراد کی شفاعت کر رہے ہیں جن کا عقیدہ تھا کہ اللہ عزوجل کا کلام قرآن کریم غیر مخلوق ہے۔“ میں نے پھر پوچھا: ”اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا: ”افسوس! مجھے معلوم نہیں کیونکہ ہمارے اور ان کے درمیان پردے حائل ہیں۔ انہوں نے جنت کے شوق یا جہنم کے ڈر سے اللہ عزوجل کی عبادت نہ کی تھی بلکہ ان کی عبادت تو محض دیدار الہی عزوجل کے لئے تھی۔ چنانچہ، اللہ عزوجل نے انہیں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمایا اور اپنے اور ان کے درمیان سب پردے اٹھادیئے۔ اب جس نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کوئی حاجت پیش کرنی ہو تو اُسے چاہئے کہ حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر دعا کرے، اِنْ شَاءَ اللہُ عزوجل اس کی دعا قبول کی جائے گی۔“

(صفة الصفوة، ذکر المصطفین من اہل بغداد، الرقم ۱۲۶۰، ج ۲، ص ۲۱۴)

حضرت سیدنا محمد بن عبدالرحمن زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے باپ حضرت سیدنا عبدالرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے سنا کہ ”حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی قبر انور پر تمام حاجات پوری ہوتی ہیں۔“

حضرت سیدنا یحییٰ بن سلیمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں کہ مجھے ایک حاجت تھی اور میں کافی تنگدست تھا۔ حضرت معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی قبر انور پر میری حاضری ہوئی، میں نے تین بار سورۃ اخلاص کی تلاوت کی اور اس کا ثواب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تمام مسلمانوں کی ارواح کو پہنچایا۔ پھر اپنی حاجت بیان کی۔ جوں ہی وہاں سے واپس گیا میری حاجت پوری ہو چکی تھی۔

حضرت سیدنا ابو بکر خياط علیہ رحمۃ اللہ الخیر فرماتے ہیں کہ میں نے عالم خواب میں خود کو قبرستان میں دیکھا۔ قبر والے اپنی قبروں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے سامنے پھولوں کے پودے ہیں۔ اچانک حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو ان کے درمیان کھڑا پایا کہ کبھی ادھر جاتے ہیں اور کبھی ادھر۔ میں نے پوچھا: ”اے ابو محفوظ! مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ اور کیا آپ اس دنیا سے کوچ نہیں کر چکے؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا: ”کیوں نہیں، پھر چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے:

”مَتَّحِي انساں کی موت درحقیقت حیاتِ جاودانی ہے یعنی ایسی زندگی ہے جو ختم ہونے والی نہیں۔ کئی لوگ اس جہانِ فانی سے کوچ کر چکے ہیں لیکن ان کا نام ابھی تک لوگوں میں (اچھائی کے ساتھ) زندہ ہے۔ فخر کرنا صرف اہل علم کو روا ہے کیونکہ وہ ہدایت پر ہوتے ہیں اور جو بھی ان سے ہدایت حاصل کرنا چاہے، یقیناً ہدایت پا جاتا ہے۔ وہ خود تو اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے لیکن ان کے چاہنے والے ان کے وصال کے بعد بھی ان کا نام زندہ رکھے ہوئے ہیں اور ہم بھی انہی مرنے والوں کی صف میں ہیں جو زندہ ہیں۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال باکمال:

حضرت سیدنا ابو بکر عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت سیدنا ثعلب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی وفات 200ھ میں ہوئی۔“ حضرت سیدنا ابوالقاسم نصری علیہ رحمۃ اللہ القوی جن کا تعلق قبیلہ بنو نصر بن معین سے ہے، فرماتے ہیں کہ ”مجھے یہ خبر ملی ہے کہ حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی نماز جنازہ میں تین لاکھ افراد نے شرکت کی۔“

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن محمد وراق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں کہ ایک شامی شخص حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا، سلام عرض کرنے کے بعد کہنے لگا: ”مجھے خواب میں حکم ہوا ہے کہ حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کرو کیونکہ وہ زمین و آسمان والوں میں مشہور و معروف ہیں۔“

ایک بزرگ سے منقول ہے کہ میں نے اپنے بھائی کو مرنے کے ایک سال بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: ”اے میرے بھائی! مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ يَعْنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ تو اس نے جواب دیا: ”اب مجھے آزاد کر دیا گیا ہے کیونکہ جب حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی ہمارے پاس مدفون ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دائیں، بائیں، آگے، پیچھے سے عذاب میں گرفتار تیس تیس ہزار گنہگاروں کو نجات دے دی گئی۔“

﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مَنْ بَدَأَ الْإِسْلَامَ﴾ اور... اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوتِ اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے

إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

نیک لوگوں کی نرالی شانیں

بیان 35:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جس نے اپنے حسن انتخاب سے نیکو کار اولیاء میں خواص کو خاص فرمایا۔ اس نے حصول مقاصد والی رات میں ان میں سے افضل و اعلیٰ ہستیوں کو عالم اسرار کی سیر کرائی۔ اور وہ اس کے حقوق کی ادائیگی کے لئے کمر بستہ ہو گئے تو اُس نے انہیں اپنے آزاد اور غلام سب بندوں پر امین بنا دیا۔ ان کے ہاتھوں مانگنے والوں کو مرادیں ملتی اور ان کی برکتوں سے خطا کاروں کی خطائیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ یہ شہریوں اور دیہاتیوں کو نفع پہنچانے کے لئے اللہ عزوجل کے حکم سے دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔ ان میں کچھ نقباء ہیں تو کچھ ابدال، بعض نجباء ہیں تو بعض رجال، بعض اقطاب ہیں اور کوئی غوث کہ اس کے وسیلہ سے بارشیں برستی، اس کی برکت سے (چوپایوں کے) تھن دودھ سے بھرتے اور پھل اور کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوتی ہیں۔ ☆..... نقباء 70 ہیں اور یہ مصر میں ہیں، کسی دوسرے شہر میں نہیں ہوتے۔ ☆..... ابدال 40 ہیں اور یہ شام میں ہیں اور معرفت و بصیرت رکھنے والوں کو نظر آتے ہیں۔ ☆..... نجباء 300 ہیں۔ اللہ عزوجل نے انہیں مغرب میں (شیاطین و کفار سے) جنگ کے لئے مقرر فرمایا۔ یہ اللہ عزوجل کے دین کے محافظ و مددگار ہیں۔ ☆..... رجال الغیب 10 ہیں اور یہ عراق میں ہیں۔ اور ان کا جام محبت ہر طرح کی آمیزش سے پاک و صاف اور شفاف ہے۔ ☆..... اقطاب 7 ہیں۔ جنہیں اللہ عزوجل نے شہروں اور اطراف عالم میں بسنے والوں کے نفع کے لئے سات ملکوں میں پیدا فرمایا۔ ☆..... اور غوث (ہر زمانے میں) صرف ایک ہوتا ہے۔ جسے اللہ عزوجل عزت و عظمت والے شہر مکہ المکرمہ (زَادَهَا اللَّهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا) پر مامور فرماتا ہے۔ (۱)

①..... مجتہد و اعظم، امام اہلسنت، حضرت سیدنا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: ”غوث بالیقین اس (یعنی ولی مشی بالخضر) سے افضل ہوتا ہے کہ وہ اپنے دورے میں سلطان کل اولیاء ہے۔ یونہی امامین، یونہی افراد، یونہی اوتاد، یونہی بدلاء، یونہی ابدال کہ یہ سب یکے بعد دیگرے باقی اولیائے دورہ (یعنی زمانہ) سے افضل ہوتے ہیں۔ امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب ”الیواقیت والجوہر فی بیان عقائد الاکابر“ میں فرماتے ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد سب سے بڑا ولی قطب ہوتا ہے، پھر افراد، اس میں اختلاف ہے، پھر امامان، پھر اوتاد، پھر ابدال اہم میں کہتا ہوں: ابدال سے مراد سات بدلاء ہیں، اس دلیل کی وجہ سے جو اس کے بعد مذکور ہے کہ بے شک ابدال سات ہیں، نہ زیادہ ہوتے ہیں نہ کم، اور یہی بدلاء ہیں۔ رہے ابدال تو وہ چالیس بلکہ ستر ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے۔ (ت)..... بقیہ اگلے صفحہ پر.....

إِنَّ أَكْبَرَ الْأَوْلِيَاءِ بَعْدَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ الْقُطْبُ ثُمَّ الْأَفْرَادُ عَلَى خِلَافٍ فِي ذَلِكَ ثُمَّ الْإِمَامَانِ ثُمَّ الْأَوْتَادُ ثُمَّ الْأَبْدَالُ أَهْلُ قَوْلٍ: وَالْمُرَادُ بِالْأَبْدَالِ الْبَدَلَاءُ السَّبْعَةُ لِمَا ذُكِرَ بَعْدَهُ أَنَّ الْأَبْدَالَ السَّبْعَةَ لَا يَزِيدُونَ وَلَا يَنْقُصُونَ وَهَؤُلَاءِ هُمُ الْبَدَلَاءُ أَمَا الْأَبْدَالُ فَارْبَعُونَ بَلْ سَبْعُونَ كَمَا فِي الْأَحَادِيثِ. (الفتاوى الرضوية، ج ۳۰، ص ۸۷)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

پس یہ برگزیدہ بندے اللہ عزوجل کے محفوظ راز اور پوشیدہ علم کے خزانوں پر امین ہیں حتیٰ کہ عمریں ختم ہو جائیں۔ اگر ان ہستیوں کا وجود نہ ہو تو چشمے اور نہریں خشک ہو جائیں۔ اگر ان کے رکوع و سجود نہ ہوں تو بارشیں بند ہو جائیں، زمین کھیتی اگانا اور درخت پھل دینا چھوڑ دیں۔ یہ ارادہ الہی عزوجل کے دائرے میں رہتے ہیں۔ انہیں بارگاہ الہی عزوجل میں حاضر ہونے سے نہ تو غفلت روکتی ہے، نہ ہی اس سے دوری میں قرار آتا ہے۔ جب بادشاہوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے پردوں کو اٹھا دیا جاتا ہے۔ جب سلاطین کے پردے آویزاں (آ۔ وے۔ زان) ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے اللہ واحد و تبار عزوجل تجلی فرماتا ہے۔ پس اگر وہ تجلی ان میں سے کسی سے پلک جھپکنے کی دیر چھپ جائے تو پہاڑ ٹوٹ کر زمیں بوس ہو جائیں اور دنیا میں زلزلہ آجائے۔

بقیہ حاشیہ..... اور حضرت سیدنا امام، محقق، علامہ محمد یوسف نبھانی قدس سرہ النورانی اپنی کتاب ”جامع کرامات اولیاء“ میں ان مبارک ہستیوں کی اقسام کی وضاحت یوں کرتے ہیں: ”اقطاب: یہ حضرات اصالتاً یا نبیاً سب احوال و مقامات کے جامع ہوتے ہیں..... مشائخ کی اصطلاح میں جب یہ لفظ بغیر اضافت استعمال ہو تو ایسے عظیم انسان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو زمانہ بھر میں صرف ایک ہی ہوتا ہے، اسی کو غوث بھی کہتے ہیں۔ یہ مقرر بین خدا سے ہوتے ہیں اور اپنے زمانے میں گروہ اولیاء کے آقا ہوتے ہیں..... اوتاد: یہ صرف چار حضرات ہوتے ہیں۔ کسی دور میں ان میں کی بیشی نہیں ہوتی..... ان چار میں سے ایک کے ذریعے اللہ عزوجل مشرق کی حفاظت فرماتا ہے اور ایک کی ولایت مشرق میں ہوتی ہے، دوسرا مغرب میں، تیسرا جنوب اور چوتھا شمال میں ولایت کا مرکز ہوتا ہے۔ ان کے معاملات کی تقسیم کعبہ (معظمہ) سے شروع ہوتی ہے..... ان چاروں کے القاب اور صفاتی نام یہ ہیں: عبدالحی، عبدالعظیم، عبدالقادر اور عبد المرید..... ابدال: یہ سات سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ اللہ عزوجل ان کے ذریعے اقلیم سبعہ کی حفاظت فرماتا ہے۔ ہر بدل کی ایک اقلیم ہوتی ہے جہاں اس کی ولایت کا سکہ چلتا ہے..... نقباء: ہر دور میں صرف بارہ نقیب ہوتے ہیں۔ آسمان کے بارہ ہی برج ہیں اور ہر ایک نقیب ایک ایک برج کی خاصیتوں کا عالم ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل نے ان نقبائے کرام کے ہاتھوں میں شریعتوں کے نازل کئے ہوئے علوم دے دیئے ہیں۔ نفوس میں چھپی اشیاء اور آفات نفوس کا انہیں علم ہوتا ہے۔ نفوس کے مکرو خداع کے استخراج پر یہ قادر ہوتے ہیں۔ اہلبیس ان کے سامنے یوں منکشف ہوتا ہے کہ اس کی مخفی قوتوں کو بھی یہ جانتے ہیں جنہیں وہ خود نہیں جانتا۔ ان کے علم کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اگر کسی کا نقش پازمین پر لگا دیکھ لیں تو انہیں اس کے شقی و سعید ہونے کا پتہ چل جاتا ہے..... نجباء: ہر دور میں آٹھ سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ ان حضرات کے احوال سے ہی قبولیت کے علامات ظاہر ہوتی ہیں حالانکہ ان علامات پر ضروری نہیں کہ انہیں اختیار بھی ہو۔ بس حال کا ان پر غلبہ ہوتا ہے، اس حال کے غلبہ کو صرف وہ حضرات پہچان سکتے ہیں جو رتبہ میں ان سے اوپر ہوتے ہیں۔ ان سے کم مرتبہ لوگ نہیں پہچان سکتے..... رجال الغیب: یہ دس حضرات ہوتے ہیں۔ کم و بیش نہیں ہوتے۔ ہمیشہ ان کے احوال پر انوار الہی کا نزول رہتا ہے لہذا یہ اہل خشوع ہوتے ہیں۔ اور سرگوشی میں بات کرتے ہیں..... یہ مستور (یعنی نظروں سے اوجھل) رہتے ہیں۔ زمین و آسمان میں چھپے رہتے ہیں، ان کی مناجات صرف حق تعالیٰ سے ہوتی ہیں اور ان کے شہود کا مرکز بھی وہی ذات بے مثال ہوتی ہے..... وہ جسمہ حیا ہوتے ہیں، اگر کسی کو بلند آواز سے بولتا سنتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں اور ان کے پٹھے کا پنے لگتے ہیں، اہل اللہ جب بھی لفظ رجان الغیب استعمال فرماتے ہیں تو ان کا مطلب یہی حضرات ہوتے ہیں۔ کبھی اس لفظ سے وہ انسان بھی مراد لئے جاتے ہیں جو ننگا ہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ کبھی رجان الغیب سے نیک اور مومن جن بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ کبھی ان لوگوں کو بھی رجان الغیب کہہ دیا جاتا ہے جو علم اور رزق محسوس حسی دنیا سے نہیں لیتے بلکہ غیب کی دنیا سے علم و رزق انہیں ملتا ہے۔“ (جامع کرامات اولیاء (منرحم) ج ۱، ص ۲۳۰ تا ۲۳۹ ملخصاً)

پاک ہے وہ ذات جس نے بعض بندوں کو اپنی بارگاہ کے قریب فرمایا اور انہیں اپنے ماسوا سے چھپا لیا۔ اور کچھ بندوں کو دُور کیا اور دُوری و فاصلے کی تلوار ان پر چلا دی۔ اس نے سید (یعنی حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی) کے لئے دامِ محبت کو نصب کر لیا۔ اور طنابِ محبت سے حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی کو وابستہ کر دیا تو وہ قابلِ عزت و باعثِ فخر مقام پر فائز ہو گئے۔ اس نے تیز نگاہ توفیق کو حضرت سیدنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ اللہ الولی کی طرف بھیجا تو انہوں نے شکستگی اور فقر کی رسی سے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اُس نے حضرت سیدنا ابو یزید علیہ رحمۃ اللہ الجدید پر دوسروں سے بڑھ کر کرم فرمایا تو انہوں نے دنیا سے کنارہ کشی کو لازم کر لیا اور مزید فضل و کرم کے طلب گار ہوئے۔ اُس نے حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی پر بھلائی کی سخاوت فرمائی تو ان کا دل معرفت و بصیرت سے آباد ہو گیا۔ اُس نے حضرت سیدنا فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر فضلِ خاص فرمایا تو وہ انتہا درجہ کی عبادت کے لئے مُستَعِدِّ (مُس۔ ت۔ عِد۔ یعنی آمادہ و تیار) ہو گئے اور قربِ الہی غزوِ جَلِّ کے حصول کے لئے شب بیداریاں شروع کر دیں۔ اور اُس نے حضرت سیدنا منصور حلاج علیہ رحمۃ اللہ الوہاب کو مزاج کی تبدیلی کا جام پلایا تو وہ عشقِ حقیقی کے نشے میں مست ہو گئے، جوش بڑھ گیا، اسرارِ الہی غزوِ جَلِّ کو ظاہر کر دیا، زبانِ وجد سے ایسی بات ظاہر ہوئی کہ ظاہری حدود سے باہر ہو گئے اور صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ﴾ (ب ۱۱ بونس: ۶۲)

ترجمہ کنز الایمان: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفسرِ قرآن، جبرُّ الأئمہ حضرت سپدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر دُنیا میں کوئی خوف نہیں، نہ ہی وہ آخرت میں غمگین ہوں گے بلکہ رب تعالیٰ خوشی و عزت کے ساتھ ان کا استقبال فرمائے گا اور انہیں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں عطا کرے گا۔“

شانِ اولیاءِ بَرِّ بانِ امامِ الانبیاءِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سپدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ”اللہ غزوِ جَلِّ کے ایسے اولیاء کون ہیں جنہیں نہ کچھ خوف ہے، نہ غم؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ غزوِ جَلِّ کے اولیاء وہ ہیں کہ جب لوگ دنیا کا ظاہر دیکھتے ہیں تو وہ اس کا باطن دیکھتے ہیں اور جب لوگ دُنیا کی جلد آنے والی شے کا اہتمام کرتے ہیں تو وہ اس کی دیر سے آنے والی شے کا اہتمام کرتے ہیں۔ وہ دنیا کی ہر اس چیز کو ختم

کردیتے ہیں جس کے متعلق انہیں خوف ہو کہ وہ انہیں ختم کر دے گی اور دنیا کی ہر اس چیز کو چھوڑ دیتے ہیں جس کے متعلق معلوم ہو کہ عنقریب وہ انہیں چھوڑ دے گی۔ دنیا کے عطیّات میں سے کوئی چیز ان کے آڑے آئے تو وہ اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس کی رفعتوں میں سے کوئی چیز انہیں دھوکا دے تو وہ اسے ترک کر دیتے ہیں۔ دنیا ان کے نزدیک پرانی ہو چکی ہے، وہ دوبارہ اسے نیا نہیں کرتے۔ یہ ان کے سامنے ویران ہو چکی ہے، وہ اسے آباد نہیں کرتے۔ یہ ان کے سینوں میں مر چکی ہے، وہ اسے زندہ نہیں کرتے بلکہ سرے سے گرا دیتے ہیں۔ دنیا سے اپنی آخرت کی بنیاد رکھتے ہیں اور اسے بچ کر باقی رہنے والی چیز خریدتے ہیں۔ ان کی نظر میں دنیا دار وہ نیم مردہ لوگ ہیں جن کے لئے عبرت ناک سزا لکھ دی گئی ہے۔ لہذا دنیا دار جس چیز کی امید رکھتے ہیں وہ اسے امان نہیں سمجھتے اور جس چیز سے اہل دنیا ڈرتے ہیں وہ اس سے خوف زدہ نہیں ہوتے۔“

(الفتوحات المکیة لمحی الحق والدين المعروف بابن عربی، الباب الموفی ستین..... الخ، ج ۸، ص ۴۶۱)

سیدنا ابو یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید کا ذوق عبادت:

حضرت سیدنا ابن ظفر علیہ رحمۃ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ ”حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی قدس سرہ الشوریٰ کو بچپن میں جب مدرسہ داخل کیا گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتے ہوئے اس آیت مبارکہ پر پہنچے: ”يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ قُلْ ۝ اَلَيْسَ اَلْاٰ قَلِيْلًا ۝ (پ ۲۹، المزمّل ۱-۲) ترجمہ کنز الایمان: اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے۔“ تو اپنے والد محترم حضرت سیدنا طیفور بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کی: ”یہاں اللہ عزوجل کس سے مخاطب ہے؟“ تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: ”اے میرے بیٹے! یہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔“ پوچھا: ”اے میرے ابا جان! پھر آپ بھی حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کیوں نہیں کرتے۔“ تو انہوں نے جواب دیا: ”پیارے بیٹے! یہ حکم خاص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا گیا پھر سورہ طہ میں اس میں تخفیف کر دی گئی۔“

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سبق اس آیت مبارکہ پر پہنچا: ”اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنْتَ تَقُوْمُ اَذْنٰی مِنْ ثُلُثِيْ الْاَيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطٰلٰتِنْفَهٗ مِنَ الْاَيِّنِ مَعَكَ ط (پ ۲۹، المزمّل ۲۰) ترجمہ کنز الایمان: بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی۔“ تو پھر پوچھنے لگے: ”اے میرے والد محترم! میں سن رہا ہوں کہ اس میں ایک ایسے گروہ کا ذکر خیر بھی ہے جو راتوں کو قیام کرتا ہے۔“ تو والد محترم نے بتایا: ”جی ہاں! وہ ہمارے پیارے آقا، دو عالم کے داتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ”اس چیز کو

ترک کرنے میں کوئی بھلائی نہیں جو رسول اللہ ﷺ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیا کرتے تھے۔ چنانچہ، اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم ساری ساری رات قیام کرنے لگے۔ ایک رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیدار ہوئے اور اپنے والد محترم سے عرض کی: ”مجھے بھی سکھائیے، میں بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کروں گا۔“ والد صاحب فرمانے لگے: ”بیٹے! ابھی تم چھوٹے ہو۔“ عرض کی: ”اے میرے ابا جان! جس دن لوگ الگ الگ اپنے رب غزوہ جمل کے حضور حاضر ہوں گے تاکہ اپنے اعمال دیکھیں، اور اگر میرے رب غزوہ جمل نے مجھ سے پوچھ لیا، اے ابو یزید! تم نے کیا کیا؟“ تو میں جواب دوں گا: ”میں نے اپنے والد محترم سے عرض کی تھی کہ مجھے سکھائیے تاکہ میں بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھا کروں تو انہوں نے مجھے کہا تھا، ”ابھی تم چھوٹے ہو۔“ یہ سن کر فوراً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم کہنے لگے: ”نہیں، خدا غزوہ جمل کی قسم! میں نہیں چاہتا کہ تم ایسی بات کہو۔“ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو والد صاحب نے نماز سکھائی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی رات کا اکثر حصہ نماز ادا کرتے رہتے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ غَزْوَةُ جَمَلٍ! کیا شان ہے ان لوگوں کی جن کے ذوق و شوق کی سواری مقصد کے حصول کے لئے راتوں کو چلتی رہتی یہاں تک کہ وہ اپنی منزل مراد پر پہنچ جاتے اور انہیں عنایتِ خداوندی حاصل ہو جاتی۔

جہنم کی آگ سے براءت نامہ:

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت غیر آباد مساجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں نماز ادا کرتے رہتے جس سے اللہ غزوہ جمل خوش ہوتا۔ جب سحری کا وقت ہوتا تو پیشانی زمین پر رکھ کر زخار مٹی پر گر گرتے ہوئے طلوع فجر تک روتے رہتے۔ ایک رات حسب معمول جب آپ نے ایسا کیا اور پھر جب فارغ ہو کر سر اٹھایا تو ایک سبز پرچہ ملا جس کا نور آسمان تک پھیلا ہوا تھا۔ اس پر لکھا تھا: ”هَذِهِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ مِنَ الْمَلِكِ الْعَزِيزِ لِعَبْدِهِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ“ یعنی خدائے مالک وغالب اللہ غزوہ جمل کی طرف سے یہ ”جہنم کی آگ سے براءت نامہ“ ہے جو اس کے بندے عمر بن عبدالعزیز کو عطا ہوا ہے۔“

(تفسیر روح البیان، الدُّخَان، تحت الآية ۳، ج ۸، ص ۴۰۲)

ایک نوجوان کی توبہ:

منقول ہے، ”ایک دن حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ انظار لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے کے لئے منبر پر تشریف لائے اور انہیں عذابِ الہی غزوہ جمل سے ڈرانے اور گناہوں پر ڈانٹنے لگے۔ قریب تھا کہ لوگ شدتِ اضطراب سے تڑپ تڑپ کر مر

جاتے۔ اس محفل میں ایک گنہگار نوجوان بھی موجود تھا جو اپنے گناہوں کی وجہ سے قبر میں اترنے کے متعلق کافی پریشان تھا۔ جب وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتماع سے واپس گیا تو یوں لگتا تھا جیسے بیان اس کے دل پر بہت زیادہ اثر انداز ہو چکا ہو۔ وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ”اے میری امی جان! تم چاہتی تھی کہ میں شیطانی لہو و لعب اور خدائے رحمن عزوجل کی نافرمانی چھوڑ دوں لہذا آج سے میں اسے ترک کرتا ہوں۔“ اور اس نے اپنی امی جان کو یہ بھی بتایا کہ میں حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کے اجتماع پاک میں حاضر ہوا اور اپنے گناہوں پر بہت نادم ہوا۔ چنانچہ، ماں نے کہا: ”اے میرے بیٹے! تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے تجھے بڑے اچھے انداز سے اپنی بارگاہ کی طرف لوٹایا اور گناہوں کی بیماری سے شفا عطا فرمائی اور مجھے قوی امید ہے کہ اللہ عزوجل میرے تجھ پر رونے کے سبب تجھ پر ضرور رحم فرمائے گا اور تجھے قبول فرما کر تجھ پر احسان فرمائے گا، پھر اس نے پوچھا: اے بیٹے! نصیحت بھرا بیان سنتے وقت تیرا کیا حال تھا؟“ تو اس نے جواب میں چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”میں نے توبہ کے لئے اپنا دامن پھیلا دیا ہے اور اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے مطیع و فرمان بردار بن گیا ہوں۔ جب بیان کرنے والے نے میرے دل کو اطاعتِ خداوندی کی طرف بلایا تو میرے دل کے تمام قفل (یعنی تالے) کھل گئے۔ اے میری امی جان! کیا میرا مالک و مولیٰ عزوجل میری گناہوں بھری زندگی کے باوجود مجھے قبول فرمائے گا۔ ہائے افسوس! اگر میرا مالک مجھے ناکام و نامراد واپس لوٹا دے یا اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے سے روک دے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔“

پھر وہ نوجوان دن کو روزے رکھتا اور راتوں کو قیام کرتا یہاں تک کہ اس کا جسم لاغر و کمزور ہو گیا، گوشت جھڑ گیا، ہڈیاں خشک ہو گئیں اور رنگ زرد ہو گیا۔ ایک دن اس کی والدہ محترمہ اس کے لئے پیالے میں ستولے کر آئی اور اصرار کرتے ہوئے کہا: ”میں تجھے اللہ عزوجل کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ یہ پیو، تمہارا جسم بہت مُشقت اٹھا چکا ہے۔“ چنانچہ، ماں کی بات مانتے ہوئے جب اس نے پیالہ ہاتھ میں لیا تو بے چینی و پریشانی سے رونے لگا اور اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان کو یاد کرنے لگا:

﴿ ۲ ﴾ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ (ب ۱۳، ابراہیم: ۱۷) ترجمہ کنزالایمان: بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے

نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی۔

پھر اس نے زور زور سے رونا شروع کر دیا اور زمین پر گر گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا طائرِ روح قفسِ عُصْرٰی سے پرواز کر گیا۔

اللہ عزوجل کی قسم! یہ ہے حقیقتِ الہی عزوجل کا اعلیٰ مقام۔ اے وہ شخص جس نے اپنی ساری زندگی یہ کہتے ہوئے ضائع کر دی کہ عنقریب توبہ کر کے نیک اعمال شروع کر دوں گا۔

اے رات کی تاریکیوں میں اپنے رب غزوّٰ خَلّ سے تعلق جوڑنے والے پاک باز بندو! اے گروہ تائبین! تمام خوبیاں اسی کے لئے ہیں جس نے تمہیں اپنی عبادت کی توفیق عطا کی اور ہمیں پیچھے رکھا، سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں جس نے تمہیں اپنا قرب عطا فرمایا اور ہمیں دُور رکھا۔ (کیونکہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:)

﴿۳﴾ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللّٰهَ
يَمُنُّ عَلٰی مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ط (ب ۱۳، ابراہیم: ۱۱)

ترجمہ کنز الایمان: ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے۔

سارنگی بجانے والی لڑکی کی توجہ:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ”ایک دن میرا دل کچھ بے چینی سی محسوس کر رہا تھا۔ چنانچہ، میں دریائے نیل کے کنارے سیر کرنے کے لئے نکلا۔ میرے دل میں اسے عبور کرنے کا خیال آیا تو میں نے کشتی میں سوار ہو کر اپنا سر گھٹنوں میں چھپا لیا اور پھر نہ اٹھایا۔ جب کشتی دریا کے درمیان پہنچی تو میں نے اپنا سر گھٹنوں سے اٹھایا تو اپنی دائیں جانب ایک حسین لڑکی دکھائی دی جس کی گود میں سارنگی پڑی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے شراب اور دائیں جانب صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک خوبصورت نوجوان کھڑا تھا۔ میں نے دل میں کہا: اے نفس! تو ستر سال کی عبادت کے بعد بھی اس کشتی میں ایک ایسی شرابی قوم کے درمیان پھنس گیا ہے جو اعلانیہ اللہ غزوّٰ خَلّ کی نافرمانی کرتی ہے۔ اتنے میں وہ لڑکی میری طرف متوجہ ہوئی اور بولی: ”اے بزرگ انسان! کیا آپ کچھ پینا چاہیں گے؟“ میں نے جواب دیا: ”اگر میرے اللہ غزوّٰ خَلّ نے مجھے کچھ پلایا تو پی لوں گا۔“ چنانچہ، اس لڑکی نے اپنے غلام کو اشارہ کیا کہ وہ میرے لئے شراب کا پیالہ بھر دے، اس نے حکم کے مطابق شراب کا جام بھر کر مجھے پیش کر دیا۔ جب پیالہ میرے ہاتھ میں آیا تو مجھ پر کچھی طاری ہو گئی۔ لڑکی نے پوچھا: ”اے شیخ! شراب کیوں نہیں پیتے؟ کیا تم چاہتے ہو کہ میں گانا گاؤں تاکہ تم شراب پیو یا پھر تم گانا گانا تاکہ ہم شراب پییں؟“ میں نے کہا: ”میں نغمہ سناتا ہوں، تم شراب پیو۔“ وہ بولی: ”ٹھیک ہے، تم سناؤ، ہم تمہارا نغمہ سنتے ہیں۔“ پھر میں نے کچھ اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”قرآنِ پاک پڑھنے والے قاری کی تلاوت رات کی تاریکی میں گانا گانے والی لڑکی اور بانسری سے بڑھ کر خوبصورت ہے۔ اے قرآن مجید کو دلکش آواز سے پڑھنے والے! تیری کیا شان ہے! اس خوبصورت قراءت کو ربّ جلیل غزوّٰ خَلّ سماعت فرما رہا ہے، تیرے آنسو بہ رہے ہیں، رُخسار مٹی میں لت پت ہیں اور دل محبتِ الہی غزوّٰ خَلّ میں مگن، یہ کہہ رہا ہے: اے میرے مالک و مولیٰ غزوّٰ خَلّ! مجھے گناہوں کے بوجھ نے تجھ سے غافل رکھا۔ میرے گناہ بخش دے کیونکہ اب یہ بہت بڑھ چکے ہیں۔ اے میرے ربّ

جلیل عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیشہ میرے عیبوں پر پردہ ڈالا۔ پس ایسے قاری قرآن کا ٹھکانہ کل بروز قیامت جنت میں ہوگا اور وہ قرب الہی عَزَّوَجَلَّ پائے گا اور اپنی رفیقہ جنت کے ساتھ رہے گا۔ اے اس کے لئے بہترین اختیار کرنے والے جو تجھے اختیار کرتا ہے!“ جب اس لڑکی نے ایسے پُر اثر اشعار سنے تو بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب افاتہ ہو تو ریشمی لباس تبدیل کر کے سارنگی توڑ دی اور شراب دریا میں بہادی اور پھر عرض کرنے لگی: ”اے محترم بزرگ! اگر میں توبہ کر لوں تو کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے قبول فرمائے گا؟“ میں نے کہا: ”کیوں نہیں، جبکہ وہ اپنی مقدّس کتاب میں خود ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ (پ ۲۵، الشوری: ۲۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔

پھر اس نے منہ سے نقاب ہٹایا اور کہنے لگی: ”اے محترم بزرگ! آپ میری اصلاح کا سبب بنے ہیں لہذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں میرے گذشتہ گناہوں کی معافی اور درگزر کا سوال کریں۔“ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”پھر ہم سب کشتی سے اتر کر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اس کے بعد وہ لڑکی مجھے کہیں نظر نہ آئی۔ پھر ایک دفعہ میں حج کی سعادت سے بہرہ مند ہوا تو وہاں ایک پراگندہ بالوں والی لڑکی دیکھی۔ وہ کعبۃ اللہ شریف رَاذَهَا اللَّهُ شَرَفًا وَتَكْرِيمًا کے غلاف سے لپٹ کر رو کر عرض کر رہی تھی: ”اے میرے معبود! میری رات کی مدہوشی اور نشے کا واسطہ! آج میرے گناہوں کو بخش دے۔“ میں نے کہا: ”رُک جا! ایسے عزت والے مقام پر کیسا کلام کر رہی ہو؟“ اس نے جواب دیا: ”اے ذوالنون! مجھ سے دُور ہو جاؤ! کیونکہ جب میں نے گذشتہ رات خوشی و مسرت سے محبتِ حقیقی کا جام پیا تو آج یوں صبح کی کہ اپنے آقا و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں مدہوش تھی۔“ میں نے پوچھا: ”تمہیں میرا نام کس نے بتایا۔“ کہنے لگی: ”میں وہی لڑکی ہوں جو مصر کے دریائے نیل میں آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئی تھی۔“ میں نے پوچھا: ”تمہارا حسن و جمال کہاں گیا؟“ تو اس نے جواب میں درج ذیل اشعار پڑھے:

ذَهَبَتْ لَذَّةُ الصَّبَابِ فِي الْمَعَاصِي وَبَقِيَ بَعْدَ ذَلِكَ أَخَذُ النَّوَاصِي
وَمَضَى الْحُسْنَ وَالْحَمَالَ وَمَالِي عَمَلٌ أَرْتَجِيهِ يَوْمَ الْخَلَاصِ
غَيْرَ ظَنِّي بِاللَّهِ وَهُوَ جَمِيلٌ فِيهِ أَخْلَصْتُ غَايَةَ الْإِخْلَاصِ

ترجمہ: (۱)..... بچپن کی لذت گناہوں میں ختم ہو گئی اور اس کے بعد صرف افسوس سے پیشانی پکڑنا باقی رہ گیا ہے۔

(۲)..... سب حسن و جمال چلا گیا اور میرے پاس کوئی ایسا عمل بھی نہیں جس کی وجہ سے بروز قیامت نجات کی امید کر سکوں۔

(۳)..... البتہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حسن ظن کی دولت ہے اور اس میں میری نیت بالکل خالص ہے۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

اس کے بعد کہنے لگی: ”اے ذوالنون! میرے واپس آنے تک اسی جگہ ٹھہریے۔“ پھر وہ ایک لمحہ میں غائب ہو گئی۔ جب واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک پلیٹ تھی جس میں ایک طرف تر کھجوریں اور دوسری طرف انجیر اور انگور رکھے ہوئے تھے۔ اس نے پلیٹ میرے سامنے رکھ دی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ستر سال عبادت کرنے کے باوجود میں اس مقام تک نہ پہنچ سکا جہاں یہ لڑکی چند دنوں میں پہنچ گئی۔ پھر کہنے لگی: ”اے شیخ! جب میں نے بارگاہِ الہی غزُو خُلِّی میں حاضر ہو کر سنا ہوں کا اعتراف کیا اور سچی توبہ کی تو اس نے مجھے سچا توکل عطا فرمایا۔ پھر اس نے مزید اشعار پڑھے:

عِشْ غَرِيْبًا وَلَا تَذُلْ لِخَلْقٍ وَأَطْلُبِ الرِّزْقَ فِي بِلَادِ الْحَبِيْبِ
لَمْ يَسْرِ فِي الْبِلَادِ شَرْقًا وَغَرْبًا وَتَوَكَّلْ عَلَى الْقَرِيْبِ الْمُجِيْبِ
فَعَسَى أَنْ تَسْأَلَ مَا تَرْجُوهُ يَدِ الْكَلْبِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبِ

ترجمہ: (۱)..... دنیا میں اجنبی کی سی زندگی گزار، مخلوق کے سامنے کبھی نہ بھگ اور اپنا رزق محبوب حقیقی غزُو خُلِّی کی بارگاہ میں تلاش کر۔

(۲)..... پھر مشرق و مغرب کے ممالک میں سیر و سیاحت کر اور ہمیشہ شہ رگ سے زیادہ قریب اور دعائیں قبول کرنے والے پر ہی بھروسہ کر۔

(۳)..... قریب ہے کہ تو اپنے نزدیک سے ہی اللہ غزُو خُلِّی۔ کہ دستِ فضل و احسان سے اس نیر کو پالے جس کی تجھے امید ہے۔

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ اتوی فرماتے ہیں: ”پھر میں اس لی طرف متوجہ ہوا لیکن وہ آنکھوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔“

اللہ غزُو خُلِّی کی قسم! یہ ہیں تائبین کی صفات اور مقررین کی علامات۔ اے بھائی! اپنے مولیٰ کی بارگاہ سے کبھی مت ہٹنا

اگر چہ وہ تجھے دھتکار دے اور اس کے باپ رحمت سے کبھی قدم نہ ہٹانا اگر چہ وہ تجھے قبول نہ کرے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ:

منقول ہے، جب حضرت سیدنا آدم علی نبی وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ممنوعہ درخت سے کھایا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

رب غزُو خُلِّی سے کیا ہوا وعدہ بھلا دیا گیا تو جنتی لباس علیحدہ ہو گیا۔ وہاں کی ہر چیز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نامانوس ہو گئی۔ چنانچہ،

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جلدی سے بھاگتے ہوئے جنتی درختوں کے پتوں میں چھپ گئے۔ اللہ غزُو خُلِّی نے پوچھا: ”اے آدم! کیا

تم مجھ سے بھاگتے ہو؟“ عرض کی: ”نہیں، اے میرے رب غزُو خُلِّی! بلکہ مجھے تجھ سے حیا آتی ہے۔“ تو اللہ غزُو خُلِّی نے ارشاد

فرمایا: ”کیا میں نے تجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا نہیں کیا؟ کیا میں نے تیرے لئے ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم نہ دیا؟ کیا میں

نے تجھ میں اپنی طرف کی خاص روح نہ پھونکی؟ کیا میں نے تجھے اپنے قرب میں جگہ عطا نہ فرمائی؟ کیا میں نے تیرے لئے اپنی

جنت مباح نہ کی؟ پس یہاں سے الگ ہو جا کیونکہ لغزش والا یہاں نہیں رہتا۔“ اس پر حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جس

قد ر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا، روتے رہے۔ پھر عرض کی: ”اے میرے معبود! اگر تو مجھ پر رحم نہ کرے گا تو کون کرے گا؟“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی کہ یوں دعا کر: ”سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَمَلْتُ سُوءًا وَأَظْلَمْتُ نَفْسِي فَبَسْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ“ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو ہر عیب سے پاک ہے اور تعریف کے لائق تیری ہی ذات ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، مجھ سے لغزش ہوئی اور میں نے اپنی جان پر زیادتی کی پس تو میری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بہت توبہ قبول فرمانے والا اور مہربان ہے۔“ (مذکورہ کلمات کے متعلق) حضرت سیدنا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد اور مفسرین کے ایک گروہ کا قول ہے کہ ”یہ وہ کلمات ہیں جو حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے سیکھے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ والسلام کی توبہ قبول فرمائی۔“

رحمتِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ماں کی محبت سے بڑھ کر ہے:

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں: ”بروز قیامت جب عدن کے سمندر کی گہرائی سے آگ نکلے گی تو تمام لوگ میدانِ محشر کی طرف ہانکے جائیں گے۔ میدانِ قیامت کی ہولناکیوں سے لوگ متحیر، پیاسے، مدہوش اور کانپتے ہوں گے کہ اسی دوران اللہ عَزَّوَجَلَّ تجلّی فرمائے گا تو اس کے نور سے زمین روشن ہو جائے گی اور مخلوق ایک دوسرے کو دیکھ لے گی اور ماں اپنے بیٹے کو دیکھے گی جس سے دنیا میں وہ بہت محبت کرتی تھی۔ وہ اسے پہچان کر کہے گی: ”اے میرے بیٹے! کیا میرا پیٹ تیری پناہ گاہ نہ تھا؟ کیا میری گود تیرے لئے نرم بستر نہ تھی؟ کیا میرا دودھ تیرے لئے سیرابی کا باعث نہ تھا؟“ تو بیٹا پوچھے گا: ”اے میری ماں! تو کیا چاہتی ہے؟“ وہ کہے گی: ”میرے گناہ مجھ پر بھاری ہو گئے ہیں تو ان میں سے صرف ایک گناہ اٹھالے۔“ تو وہ کہے گا: ”یہ بات ناممکن ہے! آج ہر جان اپنے عملوں میں گروی (یعنی رہن) ہے۔ اے میری ماں! اگر میں تیرا بوجھ اٹھالوں تو میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟“ اسی دوران اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے ایک منادی اعلان کرے گا: ”اے فلاں بن فلاں! آؤ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہو جاؤ۔“ یہ اعلان سنتے ہی اس شخص کا رنگ متغیر ہو جائے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا کے سبب اس کے اعضاء بے چین ہو جائیں گے۔ جب ماں اپنے بیٹے کی گھبراہٹ ملاحظہ کرے گی تو پوچھے گی: ”اے میرے بیٹے! کیا ہوا؟“ وہ جواب میں کہے گا: ”اے میری ماں! مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لئے بلایا گیا ہے، اب میں اس سے بھاگ کر کہاں چھپوں یا میرا چھکارا کیسے ہو؟“ اسی دوران دو فرشتے اس کی طرف بڑھیں گے اور اسے پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیں گے۔ جب اس کی ماں دیکھے گی تو اسے سینے کی طرف کھینچے گی اور اپنے بالوں سے چھپائے گی اور اپنی پوری طاقت سے فرشتوں کو اس سے دور کرنے کی کوشش کرے گی لیکن دور نہ کر سکے گی۔ جب دیکھے گی کہ وہ ان سے اپنا بیٹا نہیں لے سکتی

تو روتے ہوئے فرشتوں سے کہے گی: ”اس ذات کی قسم جس نے مجھے میری قبر سے اٹھایا ہے! اگر میرے بس میں ہوتا تو میں تم دونوں کو اپنا بیٹا نہ لے جانے دیتی۔“ پھر وہ اسے روتے ہوئے الوداع کرے گی اور کہے گی: ”اے میرے بیٹے! میں تجھے اس ذات کی قسم دیتی ہوں جس نے اپنی بارگاہ میں پیشی اور حساب کتاب کے لئے تجھے بلایا! اگر تجھے نجات ملے تو مجھے مت بھولنا۔ میں بہت دیر سے کھڑی ہوں، بہت حسرت زدہ ہوں اور میری تکلیف اور پیاس بہت شدت اختیار کر گئی ہے۔“

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”پھر دو فرشتے اس کے بیٹے کو ”بِسْمِ اللّٰهِ الْمُنْتَهٰی“ پر مقرر فرشتے کے سپرد کر دیں گے۔“ وہ پوچھے گا: ”تمہارا تعلق کس اُمت سے ہے؟“ تو لڑکا جواب میں کہے گا: ”میں حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی ہوں۔“ فرشتہ کہے گا: ”خوشخبری ہے تیرے لئے اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے۔“ پھر وہ فرشتہ اسے نور میں داخل کر دے گا۔ کوئی اندازے سے نہیں جان سکتا کہ وہ کہاں جائے گا، دائیں یا بائیں، آگے یا پیچھے۔ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصُّرٰتِ) اچانک اسے اللہ عزوجل کی طرف سے ایک آواز سنائی دے گی: ”ٹھہر جا! میں تیرا رب ہوں، اپنے اعضاء کو پرسکون رہنے دے اور اپنے دل کو اطمینان دے۔ میرے عزت و جلال کی قسم! تجھے تیری ماں اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور اپنے سینے سے چمٹا رہی تھی تو میں تجھ پر اس سے بھی بڑھ کر شفیق ہوں۔“ پھر ارشاد ہوگا: ”اے میرے بندے! اپنا نامہ اعمال پڑھ۔“ تو وہ اسے پڑھے گا لیکن جب کوئی گناہ پائے گا تو آواز آہستہ کر لے گا اور جب کوئی نیکی پائے گا تو آواز بلند کر لے گا۔ تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ”اے میرے بندے! اپنی نیکی کو بلند آواز سے اور برائی کو پست آواز سے کیوں پڑھتا ہے؟“ تو وہ روتے ہوئے عرض کرے گا: ”یا اللہ عزوجل! مجھے معلوم ہے کہ تو اچھائی کو ظاہر کرتا ہے اور برائی کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔“

پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: ”اے میرے بندے! میں نے تیرے گناہوں اور عیبوں کو مخلوق سے کیسے پوشیدہ رکھا جبکہ تو نے ان کے ذریعے میرا مقابلہ کیا۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میں تجھ سے باخبر تھا اور تجھے دیکھ رہا تھا؟“ وہ عرض کرے گا: ”اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! مجھ میں تیری ڈانٹ ڈپٹ سننے کی طاقت نہیں تو مجھے جہنم میں جانے کا حکم دے دے۔“ اللہ عزوجل فرمائے گا: ”اگر میں تجھے جہنم میں جانے کا حکم دے دوں تو میرا جو دو کرم اور غفور و درگزر کس کے لئے ہوگا؟ (پھر اللہ عزوجل فرمایا) اے فرشتو! میرے بندے کو میرے فضل و رحمت سے جنت میں لے جاؤ۔“ وہ پھر عرض کرے گا: ”اے میرے معبود و مالک عزوجل! میری والدہ دنیا میں مجھے بہت چاہتی تھی اور مجھ پر بہت شفقت کرتی تھی اور آج اس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے مدد مانگی اور چاہا کہ میں اس کی مدد کروں۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! اگر تو نے مجھے معاف کر دیا ہے تو میرا ٹھکانا میرے بجائے میری والدہ کو بخش دے، اب وہ جس عذاب میں ہے اس سے برداشت نہیں ہو رہا۔“ تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ”میرے عزت و جلال کی

قسم! میں تم دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کرتا بلکہ میں تم پر رحم کر چکا ہوں۔“ (پھر فرمائے گا:) ”اے میرے فرشتو! ان دونوں کو میری جنت میں لے جاؤ اور میں سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہوں۔“

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



دردِ سر کا علاج

قیصر روم نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے دانہ دردِ سر کی شکایت ہے اگر آپ کے پاس اس کی دوا ہو تو بھیج دیجئے! حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ایک ٹوپی بھیج دی۔ قیصر روم اس ٹوپی کو پہنتا تو اس کا دردِ سر کا فوراً ہو جاتا اور جب سر سے اتارتا تو دردِ سر پھر لوٹ آتا۔ اسے بڑا تعجب ہوا۔ آخر کار اس نے اس ٹوپی کو اُدھیڑا تو اس میں سے ایک کاغذ برآمد ہوا جس پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھا تھا۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۰۵)

مبارک دریا "نیل" کا ذکر خیر

بیان 36:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جس نے ظالموں کو ہلاک کیا۔ بندوں کو ستانے والوں کا رعب و دبدبہ خاک میں ملا دیا۔ اس نے دانے کو پھاڑ کر اس سے گندم کو اُگایا۔ اس نے خشک و تر گھاس اُگایا اور جانوروں کے لئے مقرر فرمایا۔ اور (اس کا فرمان عالیشان ہے) "وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ط (پ ۱۹، الفرقان: ۵۴) ترجمہ کنز الایمان: اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی۔"..... ساری کائنات اس کے فضل کے گن گار ہی ہے۔ پس یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ زبانیں اس کے شکر میں اس کے ذکر سے تر ہیں۔ اور (فرمان الہی عزوجل ہے) "فَسَلِّكُمُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ (پ ۲۳، الزمر: ۲۱) ترجمہ کنز الایمان: پھر اس سے زمین میں چشمے بنائے۔"..... اور انہیں اپنی حکمت کے مطابق لمبائی اور چوڑائی میں تقسیم فرمادیا تو ان سے نہریں بہہ نکلیں اور کچے تالابوں سے پانی زور و جوش کے ساتھ نکلنے لگا۔ اور اس نے تمہارے لئے "دریائے نیل" کو ایک بڑی نشانی بنایا۔ اس کی مضبوطی تعجب خیز، بہاؤ خوشگوار اور خوشبو نہایت پاکیزہ ہے۔ عظمت و شان کا حامل ہے۔ اللہ عزوجل نے اسے اپنی قدرت و حکمت کے عجائب و غرائب پر دلیل بنایا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اس دریا کو مصر کے ساتھ خاص فرمایا۔ یہ عظیم دریا بڑا تعجب خیز ہے کہ گرمیوں میں بھر جاتا ہے، سردیوں میں اتر جاتا ہے، جب دوسرے پانی رک جاتے ہیں تو یہ بہنے لگتا ہے اور جب سردی ظاہر ہونے لگتی ہے تو یہ دریا حاجات و مقاصد بڑھاتا ہے۔ دلوں کو فرحت و مسرت سے لبریز کرتا ہے۔ پس جب کسی لمبی جدائی کے سبب اس میں اضطراب و بے قراری پیدا ہوتی ہے تو غیرت کی زیادتی والے کی طرح اس کی بھی خواہش بڑھ جاتی ہے اور خشکی و تری کی خوشیوں کی مثل موجیں مارتا ہے۔ تو غور کرو کہ موجیں مارنے کے ایام میں اس کی مقدار کی حالت کیسی ہوگی۔ اس کا بند دہانہ (دہانہ) کھلنے سے قبل ہی کوئی تدبیر کر لو۔ کیونکہ یہ جب بھی کوئی لمبا سانس لیتا ہے تو لمبائی و چوڑائی میں گڑھوں کو بھر دیتا ہے۔ شہروں کو اندر باہر، چہار طرف سے گھیر لیتا ہے۔ ہر بندے کو اس کے اثرات پہنچتے ہیں۔ تو اس سے نکلنے والی چھوٹی نہر ٹوٹنے سے کتنے تکبر ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور یہ دریا اپنی روانی سے تمہارے غم دور کر دیتا ہے اور اپنے بہاؤ سے تمہارا گرم کلیجہ ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

جب باغات خالی ہو جاتے ہیں اور کنوئیں کثرت کے بعد کمی کی شکایت کرتے ہیں اور ان کی پیاس اطراف میں نرمی و سختی سے ہنگامہ کرتی ہے تو توبہ کرنے پر فریادیں کرم فرماتا ہے۔ (اور ارشاد باری تعالیٰ ہے) "إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ (پ ۳۰، الم نشرح: ۶)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔..... اور اس نے اپنی طرف رجوع کرنے والے پر نرم چلنے والی ہواؤں کے ساتھ اپنی عطا و بخشش بھیجی۔ چنانچہ، زمین خشک ہو جانے کے بعد تروتازہ اور سرسبز و شاداب ہو گئی۔ اور اس نے اپنی مفلسی و ناداری کے بعد سبز چلے پالنے (یعنی سبزہ زار ہو گئی)۔

پاک ہے وہ ذات جس کی قدرت کی مثال نہیں۔ اس کی حکمت کا کوئی مقابل نہیں۔ اس کی نعمت کا شمار نہیں۔ وہ گنہگاروں کو بہت زیادہ معاف فرمانے والا اور فرمانبرداروں کو بہت زیادہ اجر و ثواب عطا فرمانے والا ہے۔ اس کی بارگاہ سے منہ موڑنے والا نقصان و خسارہ ہی اٹھاتا ہے اور اس کے در سے پھرنے والا اپنے شیریں مشروب کو بھی کڑوا پاتا ہے۔ تو اے سرکشی و نافرمانی کی چراگاہ میں بھٹکنے والے! بے شک تو نے بہت بری بات کا ارتکاب کیا۔ اور اے کفر و بے دینی کے بیابان میں سرگرداں! بے شک تو ایسی بات پر اڑا ہوا ہے جس کی تجھے خبر نہیں۔ کیا تجھے ہلاکت کا ڈر نہیں؟ (سُن اوہ کیا فرما رہا ہے:)" وَمَكْرُؤًا مَّكْرًا وَمَكْرُؤًا مَّكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ 0 (پ ۱۹، النمل: ۵۰) ترجمہ کنز الایمان: اور انہوں نے اپنا سا کر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے۔" قسم بخدا! اس نے تیرے لئے ہدایت کا راستہ بالکل واضح فرما دیا ہے تو اب کسی گنہگار کو عذر کی گنجائش نہیں۔ اور اس نے یہ بات قرآن حکیم میں واضح فرمادی ہے: "وَلَا تَسْرُدُوا زُورًا وَذُرُّوا خُرُوبًا ط (پ ۲۲، فاطر: ۱۸) ترجمہ کنز الایمان: اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔" (۱)..... عارفین (اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) کی خوبی و کمال، اللہ عزوجل کی عطا و مہربانی ہے کہ وہ اپنے مالک و مولیٰ عزوجل کی عبادت کے لئے دنیا کی فریب کاریوں سے بیدار و ہوشیار رہے اور انہوں نے اپنے اوقات (یعنی رات دن) کو اس کی تسبیح و ذکر میں فنا کر ڈالا۔ اللہ عزوجل نے ان کے دلوں کو اپنی محبت میں گرما کر انگارہ کر دیا۔ اور ان پر اپنی محبت کے جاموں سے بار بار شرابِ محبت کو گھمایا۔ پس جب ساقی نے شرابِ محبت کو گھما دیا اور گانے والوں نے ذکر الہی عزوجل کے نعمات گائے تو عارفین (اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) ان آوازوں کی طرف مائل ہو گئے کہ کوئی طرب و مدہوشی میں اللہ عزوجل کو یاد کر رہا ہے۔ تو اے سننے والے! نگاہِ فکر سے دیکھ کہ مخلوق کے عام نفع کے لئے قدرت نے کس طرح دریائے نیل کو مصر کے بالائی شہروں سے گزارا۔ یہ تمام اشیاء سے زیادہ تعجب خیز اور انوکھا ہے، اس کا منظر حسین تر اور عمدہ ترین ہے اور اس کا پانی سب پانیوں

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "معنی یہ ہیں کہ روزِ قیامت ہر ایک جان پر اسی کے گناہوں کا بار ہوگا، جو اُس نے کئے ہیں اور کوئی جان کسی دوسرے کے عوض نہ پکڑی جائے گی۔ البتہ! جو گمراہ کرنے والے ہیں ان کے گمراہ کرنے سے جو لوگ گمراہ ہوئے، ان کی تمام گمراہیوں کا بار ان گمراہوں پر بھی ہوگا اور ان گمراہ کرنے والوں پر بھی جیسا کہ کلام کریم میں ارشاد ہوا: "وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ. (العنکبوت: ۱۳) اور درحقیقت یہ ان کی اپنی کمائی ہے دوسرے کی نہیں۔"

سے زیادہ ٹھنڈا اور میٹھا ہے۔ پاکی ہے اسے جس نے اس کے ذریعے خیالات کو پختہ کیا، آنکھوں کو قرار بخشا اور ارواح کے لئے حیات کا سامان کیا۔ پس یہ قدرت الہی غزوجل سے پھیل گیا۔ پودوں اور درختوں کو اگانے کے لئے جہتوں اور اطراف میں بنے لگا۔ اور اس کے انعام کے دریا سے اکرام کی نہروں کی طرف چلنے لگا۔ (چنانچہ، وہ فرماتا ہے:)"هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۝ يُنبِثُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝" (ب ۱۴، النحل: ۱۱۰، ۱۱۱) ترجمہ کنزالایمان: وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا اس سے تمہارا پینا ہے اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو اس پانی سے تمہارے لئے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو۔"

تو وہی ذات ہے جس نے اس دریا کو اپنی حکمت سے جاری اور اپنی قدرت سے ظاہر فرمایا۔ اس نے بندوں کے گمانوں کو ناکام نہیں کیا۔ اور اس نے حقوق و حدود کی پاسداری کے سبب اس کی چمکتی موجوں کو حسن نظام و قانون کے تحت رکاوٹ کے خاتمے اور اس کا دہانہ (دہانہ) کھولنے کی اجازت دے دی۔ اور اس نے رکاوٹ کو توڑ کر ہر غمگین کے دل کو جوڑ دیا۔ اور اس دریا کی برکتیں کچے تالابوں اور نہروں کو عام ملنے لگیں۔ اور وہ حکم الہی شہروں کی طرف بہنے لگا۔ پس پیا سے اس سے سیراب ہونے لگے اور پیٹا سے دیکھ کر بھرنے لگے۔ (چنانچہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:)"أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ ط أَفَلَا يُبْصِرُونَ ۝" (ب ۲۱، السجده: ۲۷) ترجمہ کنزالایمان: اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں تو کیا انہیں سوچتا نہیں۔"

دریائے نیل کے متعلق حکایت:

منقول ہے کہ فرعون زمین میں سرکشی کے ساتھ ساتھ خدائی کا بھی دعوے دار تھا۔ اس نے اپنی قوم کو دریائے نیل کے ذریعے گمراہ کر رکھا تھا وہ یوں کہ جب "یَوْمَ نَبْرُؤُز" (یعنی آتش پرستوں کی عید کا دن) آتا اور دریائے نیل انتہائی ٹھاٹھیں مارنے لگتا تو لوگوں میں یہ اعلان کر دیا جاتا کہ تمہارے لئے فرعون نے دریائے نیل کو پُر جوش کر دیا ہے لہذا تم اسے سجدہ کرو تو جاہل لوگ اس کی بات پر یقین کرتے ہوئے اُسے سجدہ کرتے۔ ایک سال دریائے نیل کا پانی کم ہونا شروع ہوا تو اللہ غزوجل نے اسے پُر شور موجیں مارنے کی اجازت نہ دی۔ لوگ بھوک کے سبب ٹھہال ہو گئے اور قحط میں مبتلا ہو گئے۔ چنانچہ، پوری قوم اکٹھی ہو کر فرعون کے پاس گئی اور اس سے مطالبہ کیا، "ہمارے اہل و عیال، اولاد اور جانور سب ہلاک ہوئے جا رہے ہیں، اگر تم ہمارے خدا ہو تو دریائے نیل کا پانی جاری کر دو۔" تو اس لعین نے جواب دیا: "ایسا ہی ہوگا۔" پھر وہ اونی لباس، بالوں کی بنی ہوئی ٹوپی اور راکھ

بھری تھیلی لے کر ایک ویران جزیرے کی طرف چلا گیا جو اب تک ”مقیاس“ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اور حکم دیا کہ اس کی رعایا اور قوم میں سے کوئی شخص اس کے پیچھے نہ آئے۔ اس نے جزیرے میں داخل ہوتے ہی شاہی لباس اور سر کا تاج اتار کر اونی لباس اور بالوں سے بنی ہوئی ٹوپی پہن لی اور راکھ زمین پر بکھیر کر اس پر لوٹ پوٹ ہونے لگا اور روتے ہوئے بارگاہِ الہی عزوجل میں سجدہ ریز ہو گیا اور اپنا چہرہ راکھ پر لت پت کرتے ہوئے کہنے لگا:

”اے میرے مالک و مولیٰ! میں جانتا ہوں کہ تو ہی زمین و آسمان کا مالک اور اولین و آخرین کا معبود ہے۔ لیکن مجھ پر بدبختی غالب آگئی، میں تیری نافرمانی و سرکشی میں بہت آگے بڑھ گیا۔ تو میرا معبود ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، تو نے میرے متعلق جو فیصلہ فرمادیا، فرمادیا۔ مولیٰ! اب مجھے میری قوم میں ذلیل و رسوا نہ کر اور تو ہی سب سے بڑھ کر کرم فرمانے والا ہے۔“

ابھی فرعون کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ اللہ عزوجل نے اسی وقت دریائے نیل کو جاری ہونے کا حکم دے دیا اور اسے فرمایا کہ جہاں تک فرعون جائے وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چلے۔ چنانچہ فرعون اپنی قوم میں اس حالت میں جا رہا تھا کہ دریا کا پانی اس کے دامن کو تر کرتے ہوئے ساتھ ساتھ جا رہا تھا اور لوگ اپنی آستینوں کو پانی اور کپڑوں میں ڈبو کر خوشی سے ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔ اس وقت سے اب تک مصر میں خوشی منانے کا یہ طریقہ رائج ہے اور اہل مصر اسے یوم نوروز یعنی دریائے نیل کی طغیانی کا دن کہتے ہیں۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! فرعون اللہ عزوجل کا دشمن تھا جو لمحہ بھر اس کے لئے مخلص ہوا تو اسے بارگاہِ الہی عزوجل سے طلب کے مطابق عطا کیا گیا، اس کی پردہ پوشی کی گئی اور قوم میں اس کو ذلیل و رسوا ہونے سے بچالیا گیا۔ تو جو شخص ساری زندگی اخلاص سے اللہ عزوجل کی اطاعت و عبادت کرتا رہے تو وہ اسے کس قدر انعامات سے نوازے گا اور اسے آخرت میں کیا کچھ عطا نہ فرمائے گا۔ اسی طرح جب نافرمان بندہ اپنے گناہوں سے تائب ہو جائے اور اپنی خامیوں اور گناہوں کا اعتراف کر لے۔ بارگاہِ الہی عزوجل میں اونچی اور آہستہ آواز سے گڑ گڑائے تو اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ بروز قیامت اسے عذاب دے یا سب کے سامنے ذلیل و رسوا کرے۔

روزے دار پر خاص عنایتِ خداوندی عزوجل:

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ عزوجل کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرمائے گا تو اسے اعلانیہ طور پر نامہ اعمال دے کر فرمائے گا: ”اسے آہستہ آواز میں پڑھ۔“ تاکہ وہ مخلوق میں ذلیل

دخوار نہ ہو۔ پس وہ اپنا نامہ اعمال اس قدر پست آواز میں پڑھے گا کہ کوئی بھی نہ سن سکے گا۔ فرشتے عرض کریں گے: ”اے ہمارے معبود برحق! یہ ایسی عنایت ہے جو پہلے کسی نافرمان پر نہیں کی گئی جبکہ تو نے اپنے نافرمان کو عذاب دینے اور جہنم میں جلانے کی وعید فرمائی ہے۔“ اس پر اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ”اے میرے فرشتو! میں نے دنیا میں اسے ماہ رمضان کی شدید گرمی میں بھوک اور پیاس کی آگ سے جلایا تو آج اسے جہنم کی آگ میں نہیں جلاؤں گا۔ میں نے اسے بخش دیا اور اس کے سابقہ گناہوں اور نافرمانیوں کو معاف فرما دیا اور میں ہی کرم و احسان فرمانے والا ہوں۔“

دریائے نیل کے نام ایک خط:

منقول ہے: ”فرعون کا طریقہ یہ تھا کہ جب دریائے نیل کا پانی کم ہو جاتا تو وہ اہل مصر کو حکم دیتا کہ وہ اپنی ایک نوجوان دو شیزہ کو طرح طرح کے زیورات سے آراستہ کریں، رنگ برنگے ننگے فخریہ لباس پہنائیں اور ہر طرح کی زیب و زینت سے اس دلہن کی طرح مزین کریں جو شب زفاف (یعنی شادی کی پہلی رات) اپنے شوہر کے پاس آراستہ پیراستہ ہو کر جاتی ہے۔ پھر اس کو دریائے نیل میں ڈال دیں۔ چنانچہ، لوگ ہر سال ایسا ہی کرتے۔ اکثر جاہل لوگوں کا یہ باطل عقیدہ تھا کہ دریائے نیل کی سطح آب تب تک بلند نہیں ہوتی جب تک کہ اس میں دلہن کی طرح سجا سنوار کر کوئی لڑکی نہ ڈال دی جائے۔ یہی طریقہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت تک رائج رہا۔ مصر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گورنر حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جب ان کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے اہل مصر کی اس بری عادت کو انتہائی ناپسند کیا اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا جس میں ساری صورت حال بیان کی۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً خط کا جواب لکھا اور ایک رقعہ بھی لکھا جس میں لکھا تھا: اللہ تعالیٰ کے بندے عمر بن خطاب کی جانب سے مصر کے دریا ”نیل“ کی طرف!

أَمَّا بَعْدُ!

”اے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر خدائے واحد و قہار عزوجل کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو ہم اس کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری فرمادے۔“

حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رقعہ دریائے نیل میں ڈال دیا اور اہل مصر نے یقین کر لیا کہ اب یہ ٹھانٹھیں مارنے لگ جائے گا۔ چنانچہ، جب لوگوں نے صبح کی تو دیکھا کہ اللہ عزوجل نے دریائے نیل کو جاری ہونے کا حکم فرما دیا ہے اور وہ ایک ہی رات میں سولہ گز بلند ہو گیا۔ (العظمة لابی الشیخ الاصبہانی، باب صفة النيل ومنتہا، الحدیث ۹۴۰، ص ۳۱۸)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کا یا ہی پلٹ دیں دُنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہو گا

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! یہ سب کچھ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکات اور حسن ایمان کی وجہ سے
تھا کہ اللہ عزوجل نے مصر کے مسلمانوں کو اس بری بدعت سے نجات عطا فرمائی۔ حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اللہ عزوجل کا شکر ادا کریں، اسی کی تعریف و توصیف کریں اور گناہوں سے سچی توبہ کریں۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے تمام برے افعال اور لڑکیوں کو دریا میں پھینکنے کی عادت بد ختم کر دی۔

قبیطیوں کی مکروہ چال:

جب قبطیوں (یعنی مصر کے قدیم عیسائی باشندوں) نے دیکھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط ڈالنے
سے دریا موجزن ہو گیا تو انہیں بڑی تکلیف ہوئی اور وہ اپنے مذہب کو مضبوط کرنے کے لئے مختلف حیلے کرنے لگے تاکہ یہ واقعہ ان
کی طرف منسوب ہو جائے۔ لہذا انہوں نے یہ مکروہ چال چلی کہ جب دریا کی خاص طغیانی کا وقت قریب آتا تو کسی کو شہید قرار دے کر
اُس کا تابوت دریا میں پھینک دیتے اور انہوں نے اس دن کو ”عمید“ بنا لیا جو آج تک (یعنی صاحب کتاب کے زمانے تک) اسی طرح ہے۔
اسی طرح اہل مصر نے سال کے ایام میں پانچ دنوں کی زیادتی کر رکھی تھی جس کو وہ ”النسیء“ کہتے۔ چنانچہ اللہ عزوجل
نے قرآن پاک میں اس کا ردِ بلیغ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿۸﴾ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ
الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا
لِيُؤْاطِنُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيَحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ط
زَيْنَ لَهُمْ سُوءَ أَعْمَالِهِمْ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْكَافِرِينَ ۝ (ب، ۱۰، التوبة: ۳۷)

ترجمہ کنز الایمان: ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا اس
سے کافر بہکائے جاتے ہیں ایک برس اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور
دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ
نے حرام فرمائی، اور اللہ کے حرام کئے ہوئے حلال کر لیں ان کے برے
کام ان کی آنکھوں میں بھلے لگتے ہیں اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔ (۱)

۱..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے
ہیں: ”نسیء کفت میں وقت کے مؤخر کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں شہر حرام کی حرمت کا دوسرے مہینے کی طرف ہٹا دینا مراد ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب اشہر حرم
(یعنی ذوالقعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب) کی حرمت و عظمت کے معتقد تھے۔ تو جب کبھی لڑائی کے زمانے میں یہ حرمت والے مہینے آجاتے تو ان کو بہت شاق
گزرتے۔ اس لئے انہوں نے یہ کیا کہ ایک مہینے کی حرمت دوسرے کی طرف ہٹانے لگے، محرم کی حرمت صفر کی طرف ہٹا کر محرم میں جنگ..... بقیا گلے صفحہ پر

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

یہ دین میں ان کی سرکشی کی علامت ہے۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں سب سے زیادہ شرف والے دین کے ساتھ خاص فرمایا اور اس میں ہمارے لئے ایمان کے بہت سے راستے واضح کئے اور بالخصوص بنی عدنان کے سردار، سرکار ابد قرار، شافع روز شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند فرمایا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



دعوت اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے
 اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

بقیہ حاشیہ..... جاری رکھتے اور بجائے اس کے صفر کو ماہ حرام بنا لیتے اور جب اس سے بھی تحریم ہٹانے کی حاجت سمجھتے تو اس میں بھی جنگ حلال کر لیتے اور ربیع الاول کو ماہ حرام قرار دیتے۔ اس طرح تحریم سال کے تمام مہینوں میں گھومتی اور ان کے اس طرز عمل سے ماہ ہائے حرام کی تخصیص ہی باقی نہ رہی۔ اس طرح مختلف مہینوں میں گھماتے پھرتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا کہ نبی کے مہینے گئے گزرے ہوئے۔ اب مہینوں کے اوقات کی وضع الہی کے مطابق حفاظت کی جائے اور کوئی مہینہ اپنی جگہ سے نہ ہٹایا جائے اور اس آیت میں کسی کو ممنوع قرار دیا گیا اور کفر پر کفر کی زیادتی بتایا گیا۔ کیونکہ اس میں ماہ ہائے حرام میں تحریم قتال کو حلال جاننا اور خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کر لینا پایا جاتا ہے۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

بیان 37: فضائلِ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جو اپنی وحدانیت (یعنی ایک ہونے) میں مضبوط و طاقتور ہے۔ پس وہ واحد و غالب ہے۔ وہ اپنی ازلت (یعنی ہمیشہ سے ہونے) میں یکتا و بے مثل ہے۔ اس نے سارے جہان کو حیرت و بے بسی کے سمندر میں غرق کر دیا۔ اس نے موجودات کو حکمت سے بنایا اور اس کے بنانے کی حکمت میں کوئی عیب ہے نہ کمزوری۔ اس نے آسمانی پوشاک کو خوبصورتی اور عمدہ و احسن طریقے کے ساتھ چمکتے ستاروں سے زینت بخشی۔ اس کے سامنے چاند اور سورج کے نقش بنائے گویا کہ خالص چاندی اور خالص سونا ہے۔ شہابِ ثاقب (یعنی ٹوٹنے والے چمکدار ستارے) کے ذریعے چوری چھپے سننے سے مکمل حفاظت فرمائی اور اسے نگاہِ عبرت رکھنے والے عقلمندوں کے لئے نشانی بنایا۔ اس نے پانی کی تہہ پر زمین کو بچھایا اور اسے اپنی قدرتِ کاملہ سے بہترین طریقہ پر نمایاں فرمایا اور پہاڑوں کی میخوں کے ذریعے اسے قرار بخشا۔ اور مردانِ غیب (اولیاء کی ایک قسم)، اقطاب اور مخلص نیکوکاروں کا اُسے مسکن بنایا۔ اور ان خاص بندوں کو عزت و کرامت کی خلعت (خل - عت: یعنی عطیہ) عطا فرمائی۔ دنیا کو ان سے پھیر دیا تو وہ نہیں جانتے کہ ”مال بچانا اور جمع کرنا“ کے کہتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے انہیں، اشارہ و کنایہ کو سمجھ جانے والوں کے لئے حق کو قائم کرنے والے خلفاء بنایا۔ اور ان میں سے بعض کو اپنی مملکت میں نرمی و آسانی اور اپنے بندوں کو نصیحت کرنے کے لئے خاص فرمایا جیسا کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام جیسے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام و نسب:

حضرت سیدنا محمد بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”آپ کا پورا نام ”عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابی عاص بن امیہ بن عبدالمطلب“ اور والدہ ماجدہ کا نام ”اُمّ عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اور کنیت ”ابو حفص“ ہے۔

ولادت باسعادت:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت سن تریسٹھ (63) ہجری مدینہ شریف میں ہوئی۔ اسی سال اُمّ المؤمنین حضرت سیدنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تھا۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم ۹۹۵ عمر بن عبد العزیز، ج ۵،

ص ۲۵۳-۲۵۴۔ تاریخ الاسلام للذہبی، حرف العین، عمر بن عبد العزیز، ج ۲، ص ۳۲۶)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

زمانے کا بہترین شخص:

حضرت سیدنا عباس بن راشد علیہ رحمۃ اللہ الواجد فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور جب واپس جانے لگے تو میرے آقا نے مجھے حکم فرمایا: ”تم بھی ان کے ساتھ جاؤ۔“ چنانچہ، میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جانے کے لئے سوار ہوا۔ جب ہمارا گزرا ایک وادی سے ہوا تو اس میں راستے پر ایک مردہ سانپ پڑا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری سے نیچے اترے اور سانپ کو دفن کر کے پھر سوار ہو گئے اور ہم اپنی منزل کی طرف چل پڑے۔ اتنے میں ایک غیبی آواز آئی: ”یا خرقاء! یا خرقاء!“ ہم آواز تو سن رہے تھے لیکن کوئی نظر نہ آ رہا تھا۔ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”اے غیبی آواز دینے والے! میں تجھے اللہ عزوجل کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر تم سامنے آسکتے ہو تو آ کر ہمیں بتاؤ کہ یہ خرقاء کیا ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”خرقاء وہی سانپ ہے جس کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دفن کر دیا ہے۔ میں نے ایک دن حضور پر نور، شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس سانپ سے یہ فرماتے سنا تھا، ”اے خرقاء! تم چٹیل زمین میں مرو گے اور زمانے کا سب سے بہتر مومن تمہیں دفن کرے گا۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ”اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے! یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟“ اس نے بتایا، ”میں ان سات جنات میں سے ہوں جنہوں نے اس وادی میں رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی تھی۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ پوچھا: ”کیا واقعی تم نے یہ بات اللہ کے رسول عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے؟“ اس نے کہا: ”جی ہاں۔“ یہ سننا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے چل دیئے۔“

(تاریخ دمشق لابن عساکر، الرقم ۵۲۴۲، عمر بن عبد العزیز، ج ۴۵، ص ۱۴۵-۱۴۶)

(حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۴۶۰، ج ۵، ص ۳۷۵)

حضرت سیدنا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں: ”خلفائے راشدین اور ہدایت یافتہ امام سات ہیں۔ جن میں سے پانچ دنیا سے رخصت ہو گئے اور دو باقی ہیں۔ حضرت سیدنا خارجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”ان پانچ کے نام یہ ہیں: (۱)..... امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲)..... امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳)..... امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴)..... امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جہنۃ الکریم اور (۵)..... امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی التفضیل، الحدیث ۴۶۳۱، ص ۱۵۶۳)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاسبہ نفس:

حضرت سیدنا زید بن اسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں ایک اونٹنی جبہ اور طوق ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مکان کے درمیان ایک کمرہ مخصوص تھا جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اس کمرے میں کوئی داخل نہ ہوتا تھا۔ جب رات کا آخری وقت ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹوکری کو کھولتے اور جبہ پہن کر طوق اپنی گردن میں ڈال لیتے اور طلوع فجر تک بارگاہِ الہی عزوجل میں مناجات اور گریہ و زاری میں مشغول رہتے۔ پھر اس جبہ اور طوق کو ٹوکری میں رکھ دیتے۔ ساری زندگی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی معمول رہا۔“

(حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۲۶۸، ج ۵، ص ۳۲۴)

دُنیا کو تین طلاقیں:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑوسی حضرت سیدنا حارث بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”خدا عزوجل کی قسم! جب رات کی تاریکی چھا جاتی اور ستارے روشن ہو جاتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مریض کی طرح بے چین و مضطرب ہو جاتے اور غم زدہ انسان کی طرح رونے لگتے۔ گویا میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے سن رہا ہوں کہ ”اے دُنیا! تو کیوں میرا پیچھا کرتی ہے یا مجھ میں دلچسپی کیوں لیتی ہے؟ جا، مجھ سے دور ہو جا، کسی اور کو دھوکا دے، میں تو تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں، اب دوبارہ تجھ سے رجوع نہیں ہو سکتا۔ تیری عمر کم، لذات حقیر اور خطرات زیادہ ہیں۔ ہائے افسوس! ز اوراہ کم، سفر طویل اور راستہ پر خطر ہے۔“

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز فجر پڑھ لیتے تو قرآن حکیم کو (پڑھنے کے لئے) اپنی گود میں رکھ لیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسوؤں سے داڑھی شریف تر ہو جاتی پھر جب کسی آیت خوف کی تلاوت فرماتے تو بار بار اس کو دہراتے رہتے اور بہت زیادہ رونے کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت سے آگے نہ بڑھ سکتے اور طلوع آفتاب تک یہی کیفیت رہتی۔ سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! اُن نورانی چہروں کو دیکھنے کا کتنا شوق ہے؟ اُن کی باتیں سن کر کتنی خوشی ہوتی ہے؟ اور ان کی نشانیاں مٹ جانے پر کس قدر غم ہوتا ہے؟

حضرت سیدنا زید بن خوشب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں نے حضرت سیدنا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر خوف کھانے والا کوئی نہیں دیکھا گویا جہنم ان ہی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب موت کو یاد کرتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن کے جوڑ لرنے لگ جاتے۔“ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد،

الرقم ۹۹۵، عمر بن عبد العزیز، ج ۵، ص ۳۱۱۔ حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۳۵۲، ج ۵، ص ۳۴۹)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی:

منقول ہے کہ ایک دن حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی: "وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ط (ب ۱۱، یونس: ۶۱) ترجمہ کنز الایمان: اور تم کسی کام میں ہو اور اس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھو اور تم لوگ کوئی کام کرو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کو شروع کرتے ہو۔" تو اس شدت سے گریہ وزاری کرنے لگے کہ گھر والوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سن لی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت سیدنا فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا حاضر ہوئیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کے سبب بیٹھ کر خود بھی رونے لگیں۔ پھر ان دونوں کے رونے کی وجہ سے تمام گھر والے بھی رونے لگے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبدالملک نے آ کر دیکھا کہ سب رو رہے ہیں تو عرض کی: "اے ابا جان! کس چیز نے آپ کو رولا دیا ہے؟" تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: "اے میرے بیٹے! تیرے باپ کی خواہش تھی کہ نہ وہ دنیا کو پہچانے اور نہ ہی دنیا اس کو پہچانے لیکن اللہ عزوجل کی قسم! اب تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں جہنمیوں میں نہ ہو جاؤں۔" (موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الرقة والبكاء، الحدیث ۹۱، ج ۳، ص ۱۸۷)

اے اسلامی بھائی! حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ عادل ہونے کے باوجود اللہ عزوجل سے اس قدر ڈرتے تھے اور تو ظلم و ستم کرنے کے باوجود اس قدر نڈر ہو چکا ہے۔ اے وہ شخص جو تقدیر سے بے خوف ہے اور جس کے پاس اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے کوئی عذر نہیں! غور سے سن! وصال کے بارہ سال بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: "ابھی ابھی حساب سے فارغ ہوا ہوں۔"

حضرت سیدنا عطاء علیہ رحمۃ رب العلی فرماتے ہیں کہ "حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر رات فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو اکٹھا کرتے اور موت، قیامت اور آخرت کی باتیں ہوتی رہتیں اور سب اس طرح روتے رہتے گویا ان کے سامنے کوئی جنازہ حاضر ہے۔" (تاریخ دمشق، الرقم ۵۲۴۲ عمر بن عبد العزیز، ج ۴۵، ص ۲۳۹۔ تاریخ الخلفاء للسیوطی، عمر بن عبد العزیز، ص ۱۹۱)

حضرت سیدنا ابن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صبح کی نماز ادا کی۔ آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: "وَقِفُّوهُمْ إِنَّهُمْ مُسْتَوْفُونَ ۝ (ب ۲۳، الطفت: ۲۴) ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں ٹھہراؤ ان سے پوچھنا ہے۔" (۱) پھر اس کو دہراتے رہے یہاں تک کہ بہت زیادہ رونے کی وجہ سے اس سے تجاوز نہ فرما سکے۔"

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الرقة والبكاء، الحدیث ۹۴، ج ۳، ص ۱۸۸)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت..... بقیہ اگلے صفحہ پر

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فکرِ آخرت:

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش بیٹھے تھے جبکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست گفتگو میں مشغول تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی، ”اے امیر المؤمنین! آپ کو کیا ہوا کہ آپ کلام نہیں فرما رہے؟“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”میں اہل جنت کے متعلق سوچ رہا ہوں کہ وہ جنت میں کیسے ایک دوسرے کی زیارت کریں گے؟ اور اہل دوزخ کے بارے میں سوچ رہا ہوں کہ وہ جہنم میں کیسے چلا آئیں گے؟“ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لگے۔“ (الموسوعة لابن ابی الدنيا، کتاب الرقة والبكاء، الحدیث ۶۴، ج ۳، ص ۱۸۲)

آنسوؤں سے پرنا لہ بہہ پڑا:

خراسان کے ایک بزرگ کا بیان ہے کہ جب خلیفہ ابو جعفر منصور نے بیت المقدس جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے ایک ایسے راہب کے پاس پڑاؤ کیا جہاں حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ اس نے راہب سے پوچھا: ”اے راہب! مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں سب سے عجیب بات کون سی دیکھی؟“ تو اس نے جواب دیا: ”جی ہاں! اے خلیفہ! ایک رات حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے اس کمرے کی سنگ مرمر سے بنی ہوئی چھت پر تھے اور میں اس کے نیچے گدی (یعنی گردن کے پچھلے حصے) کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک پرنا لے سے پانی کے قطرے میرے سینے پر گرنے لگے۔ میں نے سوچا، ”اللہ عزوجل کی قسم! نہ میرے پاس پانی ہے اور نہ ہی آسمان سے برس رہا ہے۔“ چنانچہ حقیقت حال سے آگاہی کے لئے میں چھت پر چڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سجدہ ریز ہیں اور آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے آنسو پرنا لے سے نیچے گر رہے ہیں۔“ (المرجع السابق، الحدیث ۱۲۷، ج ۳، ص ۱۹۶)

حضرت سیدنا حسن بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خون کے آنسو روتے دیکھا ہے۔“ (الزهد للامام احمد بن حنبل، اخبار عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۱۶۸۹، ص ۲۹۸)

منقول ہے کہ جب سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عہدہ خلافت سپرد کیا گیا تب سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمارت میں اضافہ ہوا، نہ جانوروں میں اور نہ ہی بیویوں یا لونڈیوں میں۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کو پیارے ہو گئے۔

بقیہ..... مبارک کے تحت فرماتے ہیں: ”حدیث شریف میں ہے کہ ”روز قیامت بندہ جگہ سے بل نہ سکے گا جب تک چار باتیں اس سے نہ پوچھ لی جائیں۔ ایک اس کی عمر کہ کس کام میں گزری، دوسرے اس کا علم کہ اس پر کیا عمل کیا، تیسرے اس کا مال کہ کہاں سے کمایا؟ کہاں خرچ کیا؟ چوتھے اس کا جسم کہ اس کو کس کام میں لایا؟“

حضرت سیدنا عمر بن مہاجر علیہ رحمۃ اللہ الناصر فرماتے ہیں: حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حکم فرمایا کہ جب مجھے حق سے ہٹا پاؤ تو اپنے ہاتھ میرے گریبان میں ڈال کر جھڑکتے ہوئے کہنا، ”اے عمر! کیا کر رہے ہو؟“

(حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۲۷۲، ج ۵، ص ۳۲۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انتہائی تعجب کی بات ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامل ہونے کے باوجود اس قدر خوف رکھتے تھے اور تم ناقص ہونے کے باوجود کتنے بے خوف ہو؟ دنیا آخرت کا آئینہ ہے، جو دنیا میں کرو گے آخرت میں دیکھو گے، آج عمل کرو گے کل دیکھو گے، اگر تم عقل مند ہو تو اپنے برے اعمال پر رویا کرو اور اگر غفلت کی نیند میں ہو تو عنقریب نیند کی یہ لذت تم سے دُور چلی جائے گی۔

اے میرے اسلامی بھائیو! دنیا جب سلف صالحین کے پاس آتی ہے تو وہ اسے آخرت کے لئے آگے بھیج دیتے ہیں۔ ہمارا اُن سے کیا موازنہ ہے؟ ہم میں سے کتنے شب بیداری کرتے اور کتنے خوابِ غفلت میں رات گزار دیتے ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ:

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یمن کا (مال) خراج آتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے بیت المال میں جمع کر دیتے اور خود تاریکی میں رات گزارتے اور ارشاد فرمایا کرتے، ”جب میں عوام کے معاملات پٹانے کے لئے بیدار رہتا ہوں تو بیت المال کا چراغ جلاتا ہوں اور جب اپنے کام کے لئے جاگتا ہوں تو ذاتی مال سے چراغ جلاتا ہوں۔“

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۹۹۵ عمر بن عبد العزیز، ج ۵، ص ۳۱۱-۳۱۲۔ بتغییر)

منقول ہے کہ ایک مرتبہ یمن کا خراج آیا۔ جس میں بارہ (۱۲) خچروں پر لدا ہوا عنبر (نم۔ ز) بھی تھا۔ پہلے مال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال میں جمع کرانے کا حکم دیا پھر عنبر لانے کا حکم دیا۔ جب عنبر لایا گیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ناک بند کر لی اور حکم دیا کہ اس کو بھی بیت المال میں جمع کر دو۔ عرض کی گئی: ”حضور! یہ عنبر ہے، یہ خوشبو سونگھنے سے کم نہیں ہوتا۔“ تو ارشاد فرمایا: ”اس کی خوشبو ہی سے نفع اٹھایا جاتا ہے۔“ (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد

العزیز، الحدیث ۷۳۹۸، ج ۵، ص ۳۶۰، بتغییر۔ تاریخ دمشق لابن عساکر، الرقم ۵۲۴۲، عمر بن عبد العزیز، ج ۵، ص ۲۱۷،

بتغییر۔ سیر اعلام النبلاء، الرقم ۶۶۲، عمر بن عبد العزیز، ج ۵، ص ۵۹۲۔ بتغییر)

منقول ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک چمک دار موتی بھیجا اور عرض کی کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس قسم کا ایک اور موتی مجھے بھیج دیں تاکہ میں ان کو اپنے دونوں کانوں میں ڈال سکوں۔ تو

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو انگارے اپنی بیٹی کی طرف بھیجے اور ارشاد فرمایا: ”اگر تم اپنے کانوں میں ان دو انگاروں کو ڈالنے کی طاقت رکھتی ہو تو میں تمہاری طرف موتی بھیج دوں گا۔“

حضرت سیدنا عیسیٰ بن سنان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں کہ ”حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی گھر تعمیر نہیں کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: ”یہ نبی مکرمؐ، نور مجسم، رسول اکرمؐ، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں دنیا سے پردہ فرما گئے کہ اینٹ پر اینٹ رکھی نہ سرگنڈے (یعنی کانے) پر سرگنڈا (یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی عمارت نہ بنائی)۔“

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الزهد وقصر الامل، فصل فی ذم بناء ما لا..... الخ، الحدیث ۱۰۷۲۶، ج ۷، ص ۳۹۵)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقر:

حضرت سیدنا ابوداؤد وصی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں ”کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک سیڑھی تھی جس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چڑھا کرتے تو اس سے آوازیں آتی تھیں اور کمزور ہونے کے سبب وہ ہلنے لگتی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوستوں میں سے کسی نے اس کو گارے سے مضبوط کر دیا۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر چڑھے تو دیکھا کہ اب کی بار آواز نہیں آرہی۔ دریافت کرنے پر عرض کی گئی: ”فلاں نے اسے ٹھیک کر دیا ہے۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”اس کو واپس اپنی حالت پر کر دو۔ کیونکہ جب سے مجھے خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی میں نے اللہ عزوجل سے عہد کر رکھا ہے کہ کوئی دیوار بناؤں گا نہ عمارت۔“

اے تعمیر دنیا میں عمر برباد کرنے والے! غور سے سن! اس کا نفع بہت کم اور نقصان بہت زیادہ ہے۔ ہمارے اسلاف کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دنیا برباد کر کے آخرت آباد کرتے تھے جبکہ تم دنیا آباد کر کے آخرت برباد کرتے ہو۔

اے عمارتوں اور گھروں کے دلدادہ! موت کے جام تجھ پر گردش کر رہے ہیں۔ اے تاریک دل والے! دل میں نور کہاں سے آئے جبکہ تیرا باطن خراب ہے اور ظاہر آباد ہے۔ اگر تو قبروں کو یاد کرتا تو دنیا آباد کرنے کی فکر نہ کرتا۔ اے مغرور! عنقریب تجھ سے دنوں اور مہینوں کا حساب لیا جائے گا۔ اے وہ شخص جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر نماز پڑھتا ہے اور جس کا روزہ غیبت میں چھپا ہوا ہے! اللہ عزوجل کب تک تجھ پر لطف و کرم کرتا رہے گا اور تو اس سے دُوری اختیار کرتا رہے گا۔ اے ناشکرے! کب تک وہ تجھ پر احسان فرماتا رہے گا اور تو چھپ چھپ کر گناہوں سے اس کا مقابلہ کرتا رہے گا اور کب تک وہ تجھے مہلت دیتا رہے گا کہ تو توبہ کر لے کیونکہ وہ تو غفور و رحیم ہے اور جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے (یعنی نگاہوں کی خیانت اور چوری نامحرم کو دیکھنا اور ممنوعات پر نظر ڈالنا۔ بحوالہ خزائن العرفان)۔

ہدیہ قبول کرنے سے اجتناب:

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبزی سے سحری اور افطاری کرتے۔ اکثر اوقات روٹی کو نمک سے ملا کر تناول فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک پلیٹ بطور ہدیہ پیش کی، اس میں سیب اور مختلف پھل رکھے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں سے کچھ کھائے بغیر واپس لوٹا دیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی: ”کیا نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے؟“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”کیوں نہیں، لیکن رسول اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیجا ہوا ہدیہ، ہدیہ تھا جبکہ ہمارے اور ہمارے بعد والوں کے لئے رشوت ہے۔“ (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۲۷۷، ج ۵، ص ۳۲۷)

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نفس کو خواہشات سے باز رکھتے اور لوگوں کو عطیات سے نوازتے تھے۔ حضرت سیدنا خزیمہ ابو محمد عابد علیہ رحمۃ اللہ الواحد کا بیان ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”میں کسی کو مال دیتا ہوں تو اسے کم خیال کرتا ہوں کیونکہ مجھے حیا آتی ہے کہ اللہ عزوجل سے اپنے بھائی کے لئے جنت مانگوں اور خود اس پر (مال) دنیا میں بخل کروں۔“ (موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الاخوان، باب فی سخاء..... الخ، الحدیث ۱۶۰، ج ۸، ص ۱۸۱)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو غنی کر دیا:

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن زید بن خطاب علیہ رحمۃ اللہ الوہاب فرماتے ہیں کہ ”حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اڑھائی سال منصب خلافت پر فائز رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے پہلے ایک شخص کثیر مال لے کر ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا: ”جہاں مناسب سمجھو یہ مال فقراء میں تقسیم کر دو۔“ مگر اسے اپنا مال لے کر واپس جانا پڑا کیونکہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عطیات سے لوگوں کو غنی کر دیا تھا۔“ (دلائل النبوة للبیہقی، باب ما جاء فی اخبارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالشہر الذی... بعمر بن عبد العزیز... الخ، ج ۶، ص ۴۹۳)

نوکرانی کو پنکھا جھلنے والا خلیفہ:

حضرت سیدنا نصر بن سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد محترم کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن اپنی نوکرانی سے فرمایا: ”مجھے پنکھے سے ہوا دوتا کہ میں سو سکوں۔“ تو وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پنکھا جھلنے لگی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو گئے اور نیند کے غلبہ سے اس کی بھی آنکھ لگ گئی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے تو اسے پنکھا

جھلنے لگے۔ جب کثیر بیدار ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پنکھا جھلتے ہوئے دیکھا تو اس کی چیخیں نکل گئیں۔ اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”تو بھی میری طرح انسان ہے، تجھے بھی میری طرح گرمی لگتی ہے۔ لہذا میں نے چاہا کہ تجھے پنکھا جھلوں جیسے تو مجھے جھل رہی تھی۔“ (البدایة والنہایة لابن کثیر، عمر بن عبد العزیز، ج ۶، ص ۳۴۸، مختصراً)

سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے سلف صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عاجزی و انکساری کو اپنا شعار بنایا، تقویٰ کو اپنی چادر بنایا اور دنیا کے لہو و لعب اور دھوکوں سے بچے رہے۔ دنیا ان کے سامنے مزین ہو کر آئی مگر جب انہوں نے اسے عاریتاً دئیے ہوئے کپڑے کی طرح پایا تو ٹھکر اڈیا، اس دنیا نے کتنوں کو فکر آخرت سے روک رکھا، کتنی آنکھیں اندھی کر دیں اور کتنوں نے اس کے ڈر سے اس کا لحاظ رکھا پھر بھی اس نے دن رات ان سے کوئی رعایت نہ برتی۔

پس اے اسلامی بھائی! اپنے پختہ عزم کے ساتھ اس سے دوری اختیار کر لے اور آخرت کو اپنا ٹھکانہ بنا لے اور اس کے تکلیف دہ لباس سے اجتناب کر کیونکہ ایسا لباس پہننے والے کتنے ہی لوگوں نے شرمندگی کا لباس پہنا۔

حضرت سپدناہلال بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”حضرت سپدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن 101 ہجری ماہ رجب المرجب کی ابتداء میں مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مرض بیس دن تک رہا۔“ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۹۹۵ عمر بن عبد العزیز، ج ۵، ص ۳۱۶)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دیا گیا:

ولید بن ہشام کا بیان ہے: ”میری ایک یہودی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے حضرت سپدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ بننے سے پہلے ہی مجھے بتا دیا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنیں گے اور عدل کریں گے۔ میں نے حضرت سپدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر انہیں یہ بات بتادی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بن گئے اور چند روز بعد دوبارہ اسی یہودی سے میری ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگا: ”کیا میں نے تمہیں بتایا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنقریب خلیفہ بن جائیں گے؟ اور وہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔“ میں نے کہا: ”ہاں، ایسا ہی ہوا۔“ پھر اس نے مجھے بتایا کہ اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زہر پی لیا ہے، لہذا انہیں کہو کہ اپنا علاج معالجہ کر کے جان کی حفاظت کریں۔ ولید بن ہشام کا کہنا ہے کہ ”پھر میری ملاقات حضرت سپدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، میں نے زہر کا معاملہ ذکر کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں وہ گھڑی جانتا ہوں جس میں مجھے زہر دیا گیا تھا، اگر میری شفا اپنے کانوں کی لُوٹھو نے یا خوشبو سونگھنے میں ہوتی تو بھی میں انکار ہی کرتا رہتا۔“

(حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۴۶۸، ج ۵، ص ۳۷۷، بتغییر)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

زہر پلانے والا غلام آزاد:

حضرت سیدنا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض الموت میں مجھ سے دریافت فرمایا: ”لوگ میرے متعلق کیا کہتے ہیں؟“ میں نے عرض کی: ”لوگ کہتے ہیں کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے۔“ تو ارشاد فرمایا: ”مجھ پر کوئی جادو نہیں کیا گیا، ہاں! مجھے زہر پلایا گیا ہے۔“ پھر غلام کو بلوایا اور استفسار فرمایا: ”تو نے مجھے زہر کیوں دیا تھا؟“ وہ کہنے لگا: ”مجھے ایک ہزار دینار دیئے گئے اور آزادی کا بھی وعدہ کیا گیا۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”وہ ہزار دینار لاؤ۔“ پس وہ رقم لے آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بیت المال میں جمع کروادیا اور غلام سے فرمایا: ”جہاں جی چاہے چلے جاؤ، آج سے تم آزاد ہو۔“ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۶۶۲ عمر بن عبد العزیز، ج ۵، ص ۵۹۵۔ بتغییر)

خواب میں اچھے خاتمہ کی بشارت:

حضرت سیدنا ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الناصر فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک بار حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی تکلیف پہنچنے کے فوراً بعد محو خواب تھے، پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے، پھر مسکرانے لگے۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے عرض کی، ”اے امیر المؤمنین! خواب میں کیسا معاملہ پیش آیا کہ آپ رو پڑے، پھر مسکرانے لگے۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ”کیا تم نے دیکھ لیا تھا؟“ میں نے عرض کی: ”جی ہاں! اور ارد گرد کے تمام لوگوں نے بھی دیکھ لیا تھا۔“ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: ”میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، قبروں سے اٹھنے کے بعد لوگوں کی ایک سو بیس صفیں ہیں، جن میں سے اسی (80) اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ہیں۔ اچانک منادی نے ندا دی: ”(حضرت سیدنا) عبداللہ بن ابی قحافہ (ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہاں ہیں؟“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تو فرشتوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہِ خداوندی غزوہِ خلد میں کھڑا کر دیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آسان حساب لیا گیا۔ فارغ ہونے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا گیا کہ دائیں جانب والوں (یعنی جنتیوں) کی طرف آ جاؤ۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حساب کتاب بھی باسانی مکمل ہو گیا پھر دونوں حضرات (یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دخولِ جنت کا حکم دیا گیا۔ اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ویسا ہی حساب لیا گیا پھر جنت میں جانے کا حکم دیا گیا۔“ پھر امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ویسا ہی حساب لیا گیا اور دخولِ جنت کا حکم دیا گیا۔“

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ”جب پکارا گیا کہ ”عمر بن عبدالعزیز کہاں ہے؟“ تو مجھے پسینہ آ گیا اور ملائکہ نے مجھے پکڑ کر بارگاہِ الہی عزوجل میں کھڑا کر دیا۔ اللہ عزوجل نے مجھ سے معمولی معمولی چیزوں اور میرے تمام فیصلوں کے متعلق پوچھ گچھ فرمائی، پھر مجھے بخش دیا اور جنت میں جانے کا حکم ہوا۔ پھر میرا گزرا ایک نیم مردہ شخص پر ہوا۔ میں نے ملائکہ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ خود اس سے پوچھیں یہ جواب دے گا۔ میں نے اپنے پاؤں سے اسے ٹھوک ماری تو اس نے سراٹھا کر اپنی آنکھیں کھول دیں۔ میں نے پوچھا، ”تم کون ہو؟“ تو وہ کہنے لگا، ”آپ کون ہیں؟“ میں نے اپنا نام بتایا۔ اس نے پھر پوچھا، ”اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ میں نے جواب دیا: ”اس نے مجھ پر اپنا رحم و کرم فرمایا اور میرے ساتھ بھی وہی معاملہ فرمایا جو گذشتہ خلفاء (یعنی چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جمعین کے ساتھ فرمایا۔“ یہ سن کر اس نے مجھے مبارک باد دی۔ میں نے پھر اپنا سوال دہراتے ہوئے پوچھا، ”تم کون ہو؟“ جواب ملا، ”میں حجاج بن یوسف ثقفی ہوں، مجھے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو میں نے اسے شدید غضب میں پایا۔ مجھے میرے ہر مقتول کے بدلے قتل کیا گیا اور حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدلے ستر مرتبہ قتل کیا گیا اور اب میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں اسی چیز کا انتظار کر رہا ہوں جس کا تمام کلمہ گوا انتظار کر رہے ہیں یعنی جنت یا جہنم۔“ حضرت سیدنا ابو حازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ خواب سننے کے بعد میں نے اللہ عزوجل سے عہد کر لیا کہ آئندہ کسی بھی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ پڑھنے والے کو آگ کی تکلیف نہیں دوں گا۔“

(حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۲۹۸، ج ۵، ص ۳۳۲، بتغییر)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! گناہوں کے بوجھ کی وجہ سے ظالموں کے لئے ہلاکت ہے، ان کو دنیا بھر میں برے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے لئے بطور ننگ و عاری یہی کافی ہے کہ انہیں ”اششرار“ یعنی برے لوگ کہا گیا۔ ان کے ظلم کی لذت ختم ہو گئیں اور صرف شرمندگی باقی رہ گئی۔ انہوں نے عذاب کے گھر میں ٹھکانہ بنا لیا اور ان کے گھروں پر غیروں نے قبضہ جما لیا۔ ان ظالموں کو جہنم کے کنوؤں اور پتھروں میں عذاب کے لئے تہا چھوڑ دیا گیا۔ اب ان کے لئے راحت ہے نہ سکون اور نہ ہی قرار۔ یہ کثرت سے نہروں کی مثل آنسو بہائیں گے۔ انہوں نے لمبی امیدوں کی عمارت کو بہت مضبوط بنایا تھا مگر وہ اچانک گر گئی۔ حجاج بن یوسف نے کتنے قتل کئے۔ ظلم کے کتنے پہاڑ توڑے۔ کیا اُسے معلوم نہ تھا کہ اللہ عزوجل ظلم و ستم کرنے والوں سے انتقام لے گا؟ بروز قیامت جب وہ اُنھیں گے تو ان کا حشر فاجروں کے ساتھ ہوگا۔ اللہ عزوجل قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

﴿۱﴾ سَرَابِيلُهُمْ مِّنْ قِطْرَانٍ وَتَغَشَىٰ وُجُوهُهُمْ
النَّارُ ۝ (پ ۱۳، ابراہیم: ۵۰)

ترجمہ کنزالایمان: ان کے گرتے رال کے ہوں گے اور ان کے
چہرے آگ ڈھانپ لے گی۔ (۱)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کا وصی:

مسلمہ بن عبد الملک حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرض الموت میں ان کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: ”یا امیر المؤمنین! آپ اپنے خاندان کا وصی کس کو مقرر کرتے ہیں؟“ ارشاد فرمایا: ”میرا وصی وہ ہے کہ جب میں ذکر الہی سے غافل ہو جاؤں تو وہ مجھے یاد دلائے۔“ مسلمہ نے دوبارہ پوچھا: ”اپنے خاندان کا وصی کس کو بنائیں گے؟“ تو ارشاد فرمایا: ”ان کا والی اللہ عزوجل ہے اور وہی صالحین کا والی ہے۔“ (الطبقات الکبریٰ، الرقم ۹۹۵، عمر بن عبد العزیز، ج ۵، ص ۳۱۷)

بعد وصال چہرہ جگمگا اٹھا:

حضرت سیدنا رجا بن حیوۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض وصال میں مجھے حکم فرمایا: ”اے رجا! تم مجھے غسل دینے، کفن پہنانے اور لحد میں اتارنے والوں میں رہنا۔ جب لوگ مجھے لحد میں اتار دیں تو کفن کی گرہ کھول کر میرا چہرہ دیکھنا کیونکہ میں نے تین خلفاء کو دفن کیا ہے۔ جب انہیں قبر میں اتار کر کفن کی گرہ کھولی اور چہرہ دیکھا تو وہ قبلہ سے پھر کر سیاہ ہو چکا تھا۔“ حضرت سیدنا رجا علیہ رحمۃ رب العلیٰ کا بیان ہے: ”جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا تو میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دینے والوں میں شامل تھا۔ تدفین کے بعد جب میں نے گرہ کھول کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ انور دیکھا تو وہ قبلہ رخ تھا اور چودھویں کے چاند کی طرح چمک دمک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔“ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۹۹۵، عمر بن عبد العزیز، ج ۵، ص ۳۱۸۔ بتغییر قلیل)

حضرت سیدنا عبیدہ بن حسان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت وصال قریب آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”سب میرے پاس سے چلے جاؤ، یہاں کوئی شخص نہ رہے۔ مسلمہ بن عبد الملک بھی وہاں موجود تھے۔ چنانچہ سب لوگ باہر چلے گئے جبکہ مسلمہ بن عبد الملک اور ان کی بہن حضرت سیدنا فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا جو

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”سیاہ رنگ، بدبودار جن سے آگ کے شعلے اور زیادہ تیز ہو جائیں۔ (مدارک و خازن) تفسیر بیضاوی میں ہے کہ ان کے بدنوں پر رال لپ دی جائے گی۔ وہ مثل گرتے کے ہو جائے گی، اس کی سوزش اور اس کے رنگ کی وحشت و بدبو سے تکلیف پائیں گے۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ تھیں، دروازے کی دہلیز پر بیٹھ گئے۔ پھر لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا: ”ان مبارک چہروں کو مرحبا! یہ پیاری صورتیں نہ انسانوں کی ہیں، نہ جنوں کی۔“ راوی کا بیان ہے کہ ”ہم نے گھر کے ایک کونے سے اس آئیہ کریمہ کی تلاوت سنی:

﴿٢﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ
عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فُسَادًا ط وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ٥
ترجمہ کنز الایمان: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین
میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پر ہیزگاروں ہی کی ہے۔
(پ ۲۰، القصص: ۸۳)

پھر جب لوگ کمرے میں آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفرِ آخرت پر روانہ ہو چکے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ اقدس قبلہ رو تھا اور آنکھیں اور منہ بند تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۶۶۲ عمر بن عبد العزیز، ج ۵، ص ۵۹۶۔ الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم ۹۹۵ عمر بن عبد العزیز، ج ۵، ص ۳۱۸)

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”میں پسند نہیں کرتا کہ مجھ پر موت کی سختیوں کو آسان کر دیا جائے کیونکہ یہی تو وہ آخری چیز ہے جو بندہ مؤمن کو اجر و ثواب عطا کرتی ہے۔“
(حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۳۵۵، ج ۵، ص ۳۵۰، بتغییر)
یہ بھی منقول ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”میں پسند نہیں کرتا کہ مجھ سے موت کی سختیاں آسان کر دی جائیں کیونکہ یہی تو وہ آخری چیز ہے جس کے ذریعے بندہ مؤمن کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔“

(الزهد للامام احمد بن حنبل، اخبار عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۱۷۱۸، ص ۳۰۴، بتغییر)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کفن کی قیمت:

منقول ہے کہ جب حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری بڑھ گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمہ بن عبدالملک کو حکم فرمایا: ”میرے مال میں سے دو دینار لے کر میرے لئے کفن خرید لاؤ۔“ اُس نے عرض کی: ”اے امیر المؤمنین! آپ جیسی قد آور شخصیت کا کفن دو دینار میں نہیں مل سکتا۔“ تو ارشاد فرمایا: ”اے مسلمہ! اگر اللہ عز و جل مجھ سے راضی ہو تو اس کم قیمت کفن کو اس سے بہتر سے بدل دے گا اور اگر ناراض ہو تو یہ آگ کا ایندھن بن جائے گا۔“

منقول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچے دھاگے سے بنے ہوئے کپڑے کا کفن پہنایا گیا۔ ایک قول کے مطابق وہ یکنی چادر کا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقبرہ سرزمینِ حُصص، دیرِ سَمْعان میں ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام و فن کی قیمت:

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس زمین کے مالک کو اپنی قبر کی جگہ کی قیمت بھیجی تو اس نے عرض کی: ”اے امیر المؤمنین! اللہ عزوجل کی قسم! میں آپ کی قبر انور سے برکت حاصل کروں گا، میں نے یہ جگہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مباح کر دی ہے۔“ لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلا قیمت جگہ لینے سے انکار کر دیا۔

(الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم ۹۹۵ عمر بن عبد العزيز، ج ۵، ص ۳۱۶ - بتغییر)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین کے مالکوں سے اپنی قبر کی جگہ دو دینار کے عوض خریدی تھی۔ پھر ان سے ارشاد فرمایا: ”مجھے اپنی زمین کے درمیان میں جگہ دو اور جب میں دفن کر دیا جاؤں تو تم اپنی زمین میں اہل چلانا اور کھیتی باڑی کرنا اور عمارت بنانا چاہو تو وہ بھی بنا سکتے ہو بلکہ اس زمین سے جس طرح چاہو نفع اٹھاؤ کہ مجھے ان میں سے کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے گی۔“

(الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم ۹۹۵ عمر بن عبد العزيز، ج ۵، ص ۳۱۶)

مدتِ خلافت اور وصال با کمال:

منقول ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدتِ خلافت دس دن کم تیس مہینے تھی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات پینتالیس (45) سال کی عمر میں ہوئی۔ (الطبقات الكبرى، الرقم ۹۹۵، ج ۵، ص ۳۱۹، بتغییر)

حضرت سیدنا خالد ربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”تورات میں لکھا ہوا ہے کہ زمین و آسمان حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر چالیس دن تک آہ و فغاں کرتے رہیں گے۔“

(حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزيز، الحدیث ۷۴۶۵، ج ۵، ص ۳۷۷)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر اہل بصرہ کا غم و الم:

منقول ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد جب بھی بصرہ پہنچتا تو لوگ خوشی اور مسرت سے اس کا استقبال کرتے کیونکہ جب بھی وہ آتا تو فقراء کی خبر گیری کر کے ان پر بخشش و عطا اور مال و دولت نچھاور کرتا۔ چنانچہ، جب قاصد موت کی خبر لے کر بصرہ پہنچا تو لوگ اپنی عادت کے مطابق خوش و خرم اس کے پاس آئے۔ لیکن جب اس نے انہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر سنائی تو سب لوگ بھوٹ بھوٹ کر رونے لگے۔ اہل بصرہ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرنے کا غم اس لئے زیادہ تھا کیونکہ یہ ان کے لئے بہت بڑی مصیبت تھی۔

منقول ہے کہ ایک جن نے ان الفاظ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرثیہ کہا (یعنی اظہارِ غم کے اشعار کہے):

عَنَّا جَزَاكَ مَلِيكُ النَّاسِ صَالِحَةً فِي جَنَّةِ الْخُلْدِ وَالْفِرْدَوْسِ يَا عُمَرُ!
أَنْتَ الَّذِي لَا نَرَى عَذْلًا نَسْرُبُهُ مِنْ بَعْدِهِ مَا جَرَى شَمْسٌ وَلَا قَمَرُ

ترجمہ: (۱)..... اے سپہِ ناعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ! لوگوں کا عظیم بادشاہ عَزَّوَجَلَّ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہماری طرف سے جنت الخلد اور جنت الفردوس میں بہترین جزاء عطا فرمائے۔ (آمین)

(۲)..... جب تک سورج چاند طلوع ہوتے رہیں گے، ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ایسا عادل خلیفہ کبھی نہ پائیں گے جسے ہم فریاد کر سکیں۔
(اخبار مکة للفاکیہ، ذکر السمر والحديث فی المسجد الحرام، الحديث ۱۳۳۹، ج ۲، ص ۱۵۱)
جب حضرت سپہِ ناعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا تو مشہور عربی شاعر جریر نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرثیہ ان الفاظ میں لکھا:

تَنْعَى النَّعَاةَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَنَا مُفْضَلًا حَجَّ يَبْتَ اللَّهُ وَاعْتَمَرَ
حَمَلَتْ أَمْرًا عَظِيمًا فَاسْتَطَعَتْ لَهُ وَسِرَّتْ فِيهِ بِأَمْرِ اللَّهِ مُؤْتَمَرًا

ترجمہ: (۱)..... خبر دینے والوں نے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر کو حج و عمرہ کے ساتھ ملا دیا۔ انہوں نے ایک بہت بڑی بات کو برداشت کیا اور میں نے اس الم ناک خبر کو محض اس وجہ سے برداشت کر لیا کہ میں احکامِ الہی عَزَّوَجَلَّ کی بجا آوری میں مگن تھا۔
(حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحديث ۷۳۷۴، ج ۵، ص ۳۵۵۔ بتغییر)

ائمہ ہدٰی کے ساتھ ٹھکانہ:

مسلمہ بن عبدالملک کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سپہِ ناعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ”اے امیر المؤمنین! کیسے حالات پیش آئے؟“ ارشاد فرمایا: ”اے مسلمہ! اب میں فارغ ہوں، بخدا میں نے دنیا میں کبھی آرام نہ کیا۔“ میں نے عرض کی: ”اے امیر المؤمنین! آپ اس وقت کہاں ہیں؟“ جواب دیا: ”میں ہدایت یافتہ اماموں کے ساتھ جنتِ عدن میں ہوں۔“ (تاریخ دمشق، الرقم ۵۲۴۲، عمر بن عبد العزیز، ج ۴۵، ص ۲۶۲)

سبز پرچہ:

حضرت سپہِ ناعمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات کے وقت غیر آباد مساجد میں تشریف لے جاتے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتے رہتے۔ جب سحری کا وقت ہوتا تو پیشانی زمین پر رکھ دیتے اور مٹی پر اپنے رخسار ملنے

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

لگتے اور پھر طلوع فجر تک روتے رہتے۔ اسی طرح جب ایک رات اپنی عادت کے مطابق انہوں نے کیا اور پھر جب فارغ ہو کر سرائٹھایا تو ایک سبز پرچہ ملا جس کا نور آسمان تک پھیلا ہوا تھا۔ اس پر لکھا تھا:

”هَذِهِ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ مِنَ الْمَلِكِ الْعَزِيزِ لِعَبْدِهِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ“ یعنی خدائے مالک وغالب اللہ عزوجل کی طرف سے

یہ ”جہنم کی آگ سے براءت نامہ“ ہے جو اس کے بندے عمر بن عبدالعزیز کو عطا ہوا ہے۔“

(تفسیر روح البیان، سورة الدخان، تحت الاية ۳، ج ۸، ص ۴۰۲)

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



قبر کی ڈانٹ

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ، سلطانِ باقرینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: ”اے انسان! تیری ہلاکت ہو، تجھے میرے بارے میں کس نے دھوکے میں ڈالا؟ کیا تجھے معلوم نہ تھا، کہ میں فتنوں کا گھر، اندھیری کوٹھڑی، تنہائی اور وحشت کی جگہ اور کیڑوں مکوڑوں کا ٹھکانہ ہوں۔ تجھے میرے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں ڈالا کہ تو میرے اوپر اکڑا کر چلتا تھا، اگر مردہ نیک ہو تو اس کی طرف سے کوئی جواب دینے والا قبر کو جواب دیتا ہے اور کہتا ہے: ”کیا تجھے معلوم نہیں کہ یہ شخص نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے منع کرتا تھا۔“ تو قبر کہتی ہے: ”اگر یہ بات ہے تو میں اس پر سر سبز و شاداب ہو جاتی ہوں، اور اس کا جسم نور میں بدل جائے گا اور روح اللہ عزوجل کی طرف پرواز کر جائے گی۔“

(المعجم الكبير، الحديث ۹۴۲، ج ۲۲، ص ۳۷۷۔ المعجم الاوسط، الحديث ۸۶۱۳، ج ۶، ص ۲۳۲)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

تذکرہ امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی

بیان 38:

حمد باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے جس نے علماء کو اعلیٰ اور بلند مراتب پر فائز فرمایا۔ اور اس نے جب اپنے اسماء و صفات کے اسرار کی سمجھ کے لئے انہیں چن لیا تو مراتب کو ان کے لئے پست کر دیا اور انہیں احوال معرفت کے لئے جھکا دیا۔ ان کی عقلوں کے موتیوں کو (کھرے کھوٹے کی) تمیز کے دھاگے میں مضبوطی سے پرو دیا۔ ان کی نشانیاں تمام عالم میں پھیلا دیں۔ ان کی قلموں سے حکمتوں کے چشمے جاری کر دیئے۔ تو ان میں سے ہر کوئی اپنے مذہب (یعنی فقہ) کے مطابق لکھتا ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعمت الہی عزوجل اور علم و فہم میں اس گروہ علماء کے بادشاہ ہیں۔ اور حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس گروہ میں فضل و کمال میں فائق ہیں، انہوں نے حدیث پاک کی راہ ہموار کی اور اپنے حصے کے احکام مرتب فرمائے۔ اور حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ کافی علم کی بہت زیادہ چاہت رکھنے والے ہیں اور انہوں نے علماء کو علم سے بڑا حصہ پہنچایا۔ اور حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ علماء کے سردار ہیں، ان پر اعتماد کیا جاتا ہے پس وہ اپنے پاس کسی غم سے نہیں گھبراتے۔ اور یہ تمام اہل علم اپنے مالک و مولیٰ عزوجل سے اپنی نیک طلب کے پورا ہونے کے انتہائی خواہش مند اور اس فرمانِ ذیشان کی عملی تفسیر ہیں جو اللہ عزوجل نے اپنے حبیب، حبیبِ لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے: ”وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا“ (ب: ۱۶، طہ: ۱۱۴) ترجمہ کنز الایمان: اور عرض کرو کہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے۔“

میں اللہ عزوجل کی ایسی حمد بجالاتا ہوں جس کے ذریعے اخلاص کا کچھ حصہ پانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ اور میں اس کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ“ (یعنی اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں) کی گواہی دیتا ہوں تاکہ اس کے ذریعے اپنے گناہوں کو مثالوں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ جن کی شریعت کے طفیل اللہ عزوجل نے دلوں سے غم دور فرمادینے۔ آپ پر درود و سلام ہو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل و اصحاب، ازواجِ مطہرات اور اولادِ امجاد پر رحمت و سلامتی نازل ہو جن کو اللہ عزوجل نے فضل و شرف کے آسمان پر ستاروں کی مانند طلوع فرمایا۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

تعارف امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی:

مؤرخین (تاریخ لکھنے والے) فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی فلسطین کے ایک قصبے میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر دو سال تھی کہ والد محترم انتقال فرما گئے۔ والدہ ماجدہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مکہ مکرمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً لے آئیں۔ وہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پرورش پائی اور اہل علم کے اجتماعات میں شرکت فرمائی۔ پس اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر علم کا وہ دروازہ کھولا جو کسی پر نہ کھولا تھا۔ یہاں تک کہ جب عمر مبارک پندرہ برس ہوئی تو مکہ مکرمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً کے مفتی اعظم حضرت سیدنا مسلم بن خالد زنجی علیہ رحمۃ اللہ الکانی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتویٰ کی ترغیب دینے لگے۔ (کتاب الثقات لابن حبان، باب المیم، الرقم ۲۹۹۷ محمد بن ادریس الشافعی، ج ۵، ص ۴۰۶)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام و نسب:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا نام محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع ہے اور نسب مبارک عبد مناف سے جا کر نبی پاک، صاحب لولاک مٹی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد شریف کا سفر کیا اور دو سال وہاں قیام فرمایا۔ پھر مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور یہاں چند ماہ قیام فرمایا۔ پھر مصر تشریف لے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے: ”تہائی علم کے لئے، تہائی نماز کے لئے اور تہائی نیند کے لئے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامہما واحکامہما، ج ۱، ص ۴۴)

حضرت سیدنا ریج علیہ رحمۃ اللہ الکانی کا بیان ہے کہ ”حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی روزانہ ایک قرآن عظیم ختم کیا

کرتے تھے۔“ (تاریخ بغداد، الرقم ۴۵۴ محمد بن ادریس الشافعی، ج ۲، ص ۶۱)

مزید فرماتے ہیں کہ ”حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی ماہ رمضان المبارک کے نوافل میں ساٹھ (60) بار قرآن پاک

ختم کرتے تھے۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامہما واحکامہما، ج ۱، ص ۴۴)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاوت:

حضرت سیدنا حسن کراہی علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”میں نے کئی بار حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی کی معیت

میں رات گزاری۔ میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک تہائی رات نماز پڑھتے اور کبھی پچاس آیات سے زیادہ تلاوت نہ

کرتے، اگر کبھی زیادہ پڑھتے تو بھی سو (100) آیات تک پہنچتے۔ جب کسی آیت رحمت کی تلاوت کرتے تو بارگاہ الہی عزوجل میں

اپنے لئے اور تمام مؤمنین کے لئے اطاعت پر قائم رہنے کی دعا کرتے اور جب آیت عذاب پڑھتے تو اس سے پناہ طلب کرتے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے لئے اور تمام اہل ایمان کے لئے نجات کی دعا کرتے۔“

(تاریخ بغداد، الرقم ۴۵۴، محمد بن ادريس الشافعي، ج ۲، ص ۶۱)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”سولہ سال سے میں نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا کیونکہ یہ بدن کو بھاری کرتا، دل کو سخت کرتا، ذہانت کو ختم کرتا، نیند کو غالب کرتا اور بندے کو عبادت میں سُست کرتا ہے۔“

(حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۳۸۶، ج ۹، ص ۱۳۵)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”میں نے ساری زندگی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نہ سچی قسم کھائی، نہ جھوٹی۔“

(حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۳۹۱، ج ۹، ص ۱۳۶، بدون ”فی عمری“)

ایک بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جواب نہ دینے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”تا کہ میں جان سکوں کہ خاموش رہنے میں بہتری ہے یا جواب دینے میں۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامہما واحکامہما، ج ۱، ص ۴۴)

امام مالک علیہ رحمۃ اللہ الخالق سے اکتساب فیض:

حضرت سیدنا امام مزنی علیہ رحمۃ اللہ الخانی اور حضرت سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں کہ ”حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ”میں آپ سے موطاء پڑھنا چاہتا ہوں۔“ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میرے کاتب حبیب کے پاس چلے جاؤ، وہ اس کی قراءت کرتا ہے۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ سے راضی ہو! مجھ سے ایک صفحہ سن لیجئے، اگر میرا پڑھنا اچھا لگے تو میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پڑھ کر سناؤں گا ورنہ چھوڑ دوں گا۔“ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”پڑھئے!“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صفحہ پڑھا اور خاموش ہو گئے۔

حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”مزید پڑھئے۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صفحہ پڑھ کر پھر خاموش ہو گئے۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر ارشاد فرمایا: ”مزید پڑھئے!“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پڑھا تو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت اچھا لگا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پوری موطاء پڑھی اور جب دوبارہ حاضر خدمت ہوئے تو

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو تمہیں پڑھائے۔“ تو حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے عرض کی: ”حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ خود میرا پڑھنا سماعت فرمائیں، اگر اچھا نہ پڑھ سکوں تو کوئی پڑھانے والا تلاش کر لوں گا۔“ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”اچھا! ٹھیک ہے، پڑھئے!“ تو حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے از اول تا آخر پوری موطا شریف زبانی پڑھ ڈالی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”اس پر حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دُعادی اور انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا۔“

(حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۱۷۷/۱۳۱۷۸/۱۳۱۸۰، ج ۹، ص ۷۸، بتغیر)

حضرت سیدنا ربیع بن سلیمان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے ارشاد فرمایا: ”ایک بار میں نے محمد بن حسن رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے لدا ہوا بخشی اونٹ لیا جس پر میرے ان سے سنے ہوئے علم کے سوا کچھ نہ تھا۔“

(حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۱۹۸، ج ۹، ص ۸۶)

حضرت سیدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم رضی اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے ارشاد فرمایا: ”میں نے بچپن ہی میں علم کی تلاش شروع کر دی تھی جبکہ میرے پاس کوئی مال نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ، میں مکتب جاتا اور تیر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لے کر ان پر احادیث مبارکہ لکھ لیا کرتا تھا۔“

(حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۱۹۵، ج ۹، ص ۸۵۔ بدون ”فی الصغر“)

اے میرے اسلامی بھائیو! لگاتار محنت کر کے یہ لوگ مراد کو پہنچے، سچی طلب کی بدولت ان کو توفیق کی دولت ملی اور عظیم ہمت کی وجہ سے لوگوں کے پیشوا بن گئے۔ اے سننے والے! یاد رکھ! بلند ہمتیں انسان کو اہم درجات کے قریب کر دیتی ہیں۔ جو اپنے آپ کو تھکاتا ہے وہی آرام پاتا ہے۔ اے فضول کاموں میں عمر برباد کرنے والے! تو ہلاک ہوا جبکہ باقی لوگ اپنا مقصد پا کر کامیاب ہو گئے۔ اے برے انجام سے اپنی نگاہیں ہٹانے والے! فضائل و مناقب کو ضائع کرنے سے بچ۔ تو نے کھیل کود میں جو عمر گزاری وہ تجھے کافی نہ ہوئی اور اپنی حالت کی تبدیلی سے بھی تو نے کوئی وعظ و نصیحت حاصل نہ کی اور تیری ساری عمر نقصان کی کمائی میں گزر گئی اور تو آخرت میں اس حالت میں آئے گا جو تجھے خوش نہ کرے گی۔

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: ”جس نے دعویٰ کیا کہ میں نے دنیا اور خالق دنیا کی محبت اپنے

دل میں جمع کر لی تو اس نے جھوٹ بولا۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم و اقسامہما و احکامہما، ج ۱، ص ۴۵)

سخاوتِ امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی:

حضرت سیدنا حمیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی اپنے کسی کام کے سلسلے میں یمن تشریف لے گئے۔ جب واپس مکہ مکرمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دس ہزار درہم تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ شریف سے باہر ہی خیمہ نصب کر لیا۔ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آتے رہے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیمے سے باہر نکلے تو سارا مال راہِ خدا عزوجل میں تقسیم کر چکے تھے۔“

ایک دفعہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی حمام سے باہر نکلے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بہت سا مال تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا مال حمای کو دے دیا۔ (المرجع السابق، ج ۱، ص ۴۵، بتغییر قلیل)

ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار تھے کہ کوڑا ہاتھ سے گر گیا۔ ایک شخص نے اٹھا کر پیش کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے سونے کے پچاس دینار عطا فرمائے۔ (المرجع السابق، ج ۱، ص ۴۵۔ بتغییر قلیل)

مذاق کرنے والے درزی کو بھی دُعا ہے خیر:

منقول ہے کہ ایک بار حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی نے کسی درزی سے قمیص سلوائی۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام و مرتبہ سے ناواقف تھا۔ اس نے مذاق کرتے ہوئے دائیں آستین اتنی تنگ کر دی کہ اس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ بمشکل داخل ہوتا اور بائیں اتنی کشادہ کر دی کہ اس میں سر بھی داخل ہو سکتا تھا۔ جب قمیص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل تجھے جزائے خیر عطا فرمائے! تنگ آستین وضو میں اوپر چڑھانے کے لئے بہتر ہے اور کھلی آستین کتاب رکھنے کے لئے موزوں ہے۔“ اسی دوران خلیفہ وقت کا قاصد دس ہزار درہم لے کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ درزی کے پاس ہی اس کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاصد کو فرمایا: ”اس درزی کو کپڑوں کی سلوائی دے دو۔“ جب درزی نے قاصد سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا: ”یہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی ہیں۔“ یہ سنتے ہی وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ہولیا اور قدم بوسی کر کے معذرت کی پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ہی رہنے لگا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ احباب میں شامل ہو گیا۔

حضرت سیدنا ربیع علیہ رحمۃ اللہ الکانی فرماتے ہیں: ”جب میرا نکاح ہوا تو حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی نے دریافت فرمایا: ”تو نے کتنا مہر مقرر کیا؟“ عرض کی: ”تیس (30) دینار۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا: ”اپنی اہلیہ کو کتنی رقم دی؟“

میں نے عرض کی: ”چھ دینار۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ایک تھیلی بھجوائی جس میں چوبیس (24) دینار تھے اور 201 سن ہجری مجھے جامع مسجد میں مؤذن لگوا دیا۔“ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی الجود والسخاء، الحدیث ۱۰۹۶۲، ج ۷، ص ۴۵۲)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد پاک ہے کہ ”اپنی جان پر سب سے زیادہ ظلم کرنے والا وہ ہے کہ جب وہ کوئی مرتبہ حاصل کر لے تو اپنے عزیز واقارب پر ظلم کرے، شناسا و واقف کار لوگوں کو نہ پہچانے، شرفاء کو حقیر جانے اور صاحب فضل پر تکبر کرے۔“

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوفِ خداوندی اعز و اجل:

ایک دن کسی نے حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے سامنے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی:

﴿۲﴾ هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ ۚ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ

ترجمہ کنز الایمان: یہ دن ہے کہ وہ بول نہ سکیں گے۔ اور نہ انہیں

اجازت ملے کہ عذر کریں۔ (۱)

فَيُعْتَذِرُونَ ۚ (ب ۲۹، المرسل: ۳۵-۳۶)

تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ متغیر ہو گیا، رونگٹے کھڑے ہو گئے اور جسم کے جوڑ کپکپانے لگے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے۔ جب افاقہ ہوا تو عرض کی: ”یا الہی اعز و اجل! میں جھوٹوں کے ٹھکانے اور غافل لوگوں کے منہ پھیرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ یا اللہ اعز و اجل! اہل معرفت کے دل تیرے لئے جھک گئے اور مشتاق لوگوں کی گردنیں تیری ہیبت کے سامنے جھک گئیں۔ اے میرے مالک و مولیٰ اعز و اجل! مجھے اپنا فضل و کرم عطا فرما اور اپنے پردہ بخشش میں چھپالے اور اپنے لطف و کرم سے میری کوتاہیاں معاف فرمادے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامہما واحکامہما، ج ۱، ص ۴۵)

اے میرے اسلامی بھائی! دیکھ! جب حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا اتنے علم کے باوجود یہ حال ہے تو تو بے علم ہونے کے باوجود کیسے بے خوف ہے۔ غافل جاہلوں کے لئے بربادی ہے! ان کی عمریں چھین لی جائیں گی۔ زندگی کے شب و روز ختم ہو جائیں گے اور گناہ لکھ دیئے جائیں گے۔ اب وہ نصیحت حاصل کرنے سے بہرے یا اندھے ہیں جبکہ نصیحتیں تو واضح ہیں۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”نہ کوئی ایسی حجت پیش کر سکیں گے جو انہیں کام دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ”روز قیامت بہت سے موقع ہوں گے، بعض میں کلام کریں گے، بعض میں کچھ بول نہ سکیں گے۔ اور درحقیقت ان کے پاس کوئی عذر ہی نہ ہوگا کیونکہ دنیا میں جتنی تمام کردی گئیں اور آخرت کیلئے کوئی جائے عذر باقی نہیں رکھی گئی۔ البتہ انہیں یہ خیال ناسد آئے گا کہ کچھ حیلے بہانے بنائیں۔ یہ حیلے پیش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”اس کو عذر ہی کیا ہے، جس نے نعمت دینے والے سے روگردانی کی، اس کی نعمتوں کو جھٹلایا، اس کے احسانوں کی ناسپاسی کی۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

جیسا کہ اللہ عزوجل قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ
ترجمہ کنز الایمان: تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں
ہوتے۔
حدیثنا 0 (پ ۵، النساء: ۷۸)

سخت دل والے ذکر کے اجتماعات سے ایسے ہی نکلتے ہیں جیسے داخل ہوئے تھے۔ چنانچہ،

رب عظیم عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ
ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں ایک سا ہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ
ایمان لانے کے نہیں۔
لا يُؤْمِنُونَ 0 (پ ۲۲، بقرہ: ۱۰)

نصیحتیں ان کے دلوں کے گرد گھومتی رہتی ہیں مگر داخل ہونے کا راستہ نہیں پاتیں۔

اللہ قدیر عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ ط
ترجمہ کنز الایمان: اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی اور
ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے۔ (۱)
وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ز (پ ۱، البقرة: ۷)

اس کے باوجود مایوس نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ شراب ایک رات میں سرکہ بن جاتی ہے۔ چنانچہ، مُقَلِّبُ الْقُلُوبِ رَبُّ

عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۶﴾ يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ط (پ ۱۸، النور: ۴۴)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ بدلی کرتا ہے رات اور دن کی۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے سے پہلے گھر سے نکلے تو سخت دل تھے لیکن جب
ایمان لائے تو دل صاف ہونے پر زرم پڑ گئے۔

اے اسلامی بھائی! اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے! اگر تجھے اندھیرے ڈھانپ لیں تو علمائے اسلام رَحِمَهُمُ اللَّهُ السَّلَامُ کی
پیروی کر۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے
ہیں: "خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کفار ضلالت و گمراہی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ حق کے دیکھنے، سننے، سمجھنے سے اس طرح محروم ہو گئے جیسے کسی کے دل اور

کانوں پر مہر لگی ہو اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہو۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندوں کے افعال بھی تحت قدرت الہی عزوجل ہیں۔"

ایک نوجوان کو نصیحت:

حضرت سیدنا عبداللہ بن محمد بلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے ساتھ بغداد کے کسی علاقے میں تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کو دیکھا جو اچھے طریقے سے وضو نہ کر رہا تھا۔ تو اُسے ارشاد فرمایا: ”اے لڑکے! اپنا وضو ٹھیک کر، اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں تجھ پر احسان فرمائے گا۔“ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے۔ نوجوان نے جلدی سے وضو مکمل کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملا۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانتا نہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور استفسار فرمایا: ”کیا کوئی کام ہے؟“ عرض کی: ”جی ہاں! مجھے بھی وہ علم سکھائیے جو اللہ عزوجل نے آپ کو سکھایا ہے۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”جان لے! جس نے اللہ عزوجل کی معرفت پالی وہ نجات پا گیا۔ جس نے اپنے دین کے معاملے میں خوف کیا وہ تباہی سے بچ گیا۔ جس نے دنیا میں زہد اختیار کیا تو کل (بروز قیامت) جب وہ اللہ عزوجل کی طرف سے اس کا ثواب دیکھے گا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔“

(پھر فرمایا) ”کیا تجھے کچھ مزید نہ بتاؤں؟“ اس نے عرض کی: ”جی ہاں! ضرور بتائیے۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”جس میں تین خوبیاں جمع ہو گئیں اس کا ایمان مکمل ہو گیا: (۱)..... جو نیکی کا حکم دے اور خود بھی اس پر عمل کرے (۲)..... جو برائی سے منع کرے اور خود بھی اس سے باز رہے اور (۳)..... جو حدودِ الہی عزوجل کی حفاظت کرے۔“ پھر ارشاد فرمایا: ”کیا کچھ اور بھی بتاؤں؟“ عرض کی: ”کیوں نہیں، ضرور بتائیے۔“ تو ارشاد فرمایا: ”دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا شوق رکھنے والا ہو جا اور اپنے ہر کام میں اللہ عزوجل سے سچ کا معاملہ کر نجات پانے والوں کے ساتھ نجات پا جائے گا۔“ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل دیئے۔ بعد میں اس نوجوان نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو اسے بتایا گیا: ”یہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی تھے۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم..... الخ، ج ۱، ص ۴۵، بتغییر)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ”میں چاہتا ہوں کہ لوگ (میرے) اس علم سے فائدہ اٹھائیں اور میری طرف اس میں سے کسی شے کو منسوب نہ کریں۔“ (المرجع السابق، ج ۱، ص ۴۶)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے جس سے بھی مناظرہ کیا تو یہی خواہش رہی کہ اُسے حق کی توفیق ملے، وہ سیدھے راستے پر رہے، اُس کی مدد کی جائے اور اُسے اللہ عزوجل کی حفاظت و رعایت حاصل ہو۔ میں نے جس سے بھی کلام کیا تو یہی پسند کیا کہ اس کے سامنے حق ظاہر ہو اور اس کی قطعاً کوئی پروا نہ کی کہ اللہ عزوجل میری زبان پر حق واضح کرتا ہے یا

دوسرے کی زبان پر۔“ (حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۳۴۱، ج ۹، ص ۱۲۵۔ المرجع السابق، ج ۱، ص ۴۶، بتغییر)
 آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ”میں نے جس پر حق اور دلیل قائم کی اور اس نے میری بات مان لی تو میں نے اس
 کی تعظیم و توقیر کی اور اس کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی۔ اور جس نے حق بات میں میرا انکار کیا اور میری دلیل کی (بے جا) مخالفت
 کی تو وہ میری نگاہوں سے گر گیا اور میں نے اُسے چھوڑ دیا۔“ (حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۳۳۷، ج ۹، ص ۱۲۵)
 حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”میں چالیس سال سے جو بھی نماز پڑھتا ہوں اس میں حضرت
 سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی کے لئے دُعا ضرور کرتا ہوں۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے نے عرض کی: ”اے والدِ محترم! یہ
 شافعی کون شخص ہے جس کے لئے آپ دُعا کرتے ہیں؟“ تو حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”اے
 میرے بیٹے! حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی دُنیا کے لئے سورج کی طرح اور لوگوں کے لئے عافیت کا باعث تھے تو اب بتاؤ!
 کیا ان دو صفات میں کوئی اُن کا نائب ہے؟“ (احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم، ج ۱، ص ۴۶)
 بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! ایسے ہی صالح و پاک باز علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَامُ دُنیا کے لئے سورج کی طرح اور لوگوں
 کے لئے عافیت کا باعث ہیں۔ ان کا نائب بھی کوئی نہیں۔ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ان کی برکت سے بلائیں دور کرتا اور آسانیاں نازل فرماتا
 ہے۔ برکت عام ہوتی ہے اور رحمت بٹی ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ! یہ کیسے عظیم لوگ تھے۔ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے بارگاہِ الہی عَزَّوَجَلَّ میں حاضر ہو جاتے تھے
 جبکہ تم اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ کر دنیا کی طرف بھاگتے ہو۔ اسلافِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَامُ شیطان کو نامراد کرتے تھے جبکہ تم سے
 شیطان مسخری کرتا ہے۔ تمہارے اور ان کے درمیان کتنی دُوری ہے؟ دُنیا تم پر حکمرانی کر رہی ہے جبکہ وہ دنیا پر حکمرانی کرتے
 تھے۔ پس تم دُنیا کے غلام ہو جبکہ وہ اس کی غلامی سے آزاد تھے۔ ان کے پاس سفرِ آخرت کا ذرا راہ تھا اس لئے انہیں شرمندگی نہ
 اٹھانی پڑی۔ انہوں نے زمانے کی قدر جانی تو زندگی میں ہوشیار رہے۔ اگر تم سحری کے وقت ان کا دیدار کرو تو انہیں ہدایت کے
 ستارے پاؤ گے۔ نہیں، بلکہ وہ تو ہدایت کے چاند ہیں جو رات کی تاریکی میں بارگاہِ الہی میں کھڑے ہو کر عذر پیش کرتے رہتے
 ہیں جبکہ تم نیند اور غفلت کے طوفانی سمندروں میں ڈوبے ہوئے ہو۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دُنیا سے بے رغبتی:

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی کو دُنیا سے کوئی رغبت نہ تھی۔ لغو اور بے ہودہ باتوں سے اجتناب فرماتے تھے۔

چنانچہ، ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کسی عالم کی برائی کر رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”اپنے کانوں کو غیبت سننے سے پاک رکھو جیسے اپنی زبان کو غیبت کرنے سے بچاتے ہو۔ اس لئے کہ غیبت سننے والا بھی کرنے والے کا شریک ہوتا ہے۔ بلاشبہ بے وقوف شخص جب اپنے برتن میں گندگی دیکھتا ہے تو اسے تمہارے برتنوں میں انڈیلنا چاہتا ہے۔ اگر بے وقوف کی بات کا سختی سے انکار کر دیا گیا تو انکار کرنے والا اسی طرح خوش بختی سے سرفراز ہو جیسے بے وقوف بد بختی کا مستحق بنتا ہے۔“

(حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۳۶۴، ج ۹، ص ۱۳۰)

منقول ہے کہ حضرت سیدنا عبدالقادر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ الکریم ایک متقی اور نیک شخص تھے۔ وہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی سے تقویٰ کے مسائل دریافت کرتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے تقویٰ کی وجہ سے ان کی طرف توجہ فرماتے۔ ایک بار انہوں نے عرض کی: ”صبر، آزمائش اور طاقت و قدرت میں سے کون سی چیز افضل ہے؟“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ”طاقت، کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا درجہ ہے اور آزمائش کے بعد ہی طاقت ملتی ہے۔ جب کسی کی آزمائش ہوتی ہے اور وہ صبر کرتا ہے تو اسے طاقت دی جاتی ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو آزمائش میں ڈالا پھر انہیں طاقت عطا فرمائی۔ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو آزمائش میں مبتلا فرمایا پھر انہیں قوت عطا فرمائی۔ اسی طرح حضرت سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتحان لیا پھر انہیں بھی طاقت دی اور حضرت سیدنا سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی آزمائش میں مبتلا فرمایا کہ عظیم بادشاہت عطا فرمائی۔ پس طاقت کا درجہ سب سے بلند ہے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامہما واحکامہما، ج ۱، ص ۴۶)

حضرت سیدنا عبدالملک بن عبدالحمید میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”میں حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی کا ذکر خیر ہوا تو میں نے دیکھا کہ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بہت تعظیم کر رہے تھے۔ پھر ارشاد فرمایا: ”مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وسلم اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ”اللہ عزوجل اس امت میں ہر سو سال کے سرے پر ایک ایسا شخص بھیجے گا جو اس (امت) کے لئے اس کے دین کو قائم کرے گا۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب ما یذکر فی قرن المائۃ، الحدیث ۴۲۹۱، ص ۱۵۳۵)

(پھر فرمایا) حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز پہلی صدی کے مجدد تھے اور میں امید کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ

رحمۃ اللہ الکانی دوسری صدی کے مجدد ہیں۔“ (المستدرک، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر بعض المجتہدین فی ہذہ

الامۃ، روایۃ استاذ ابی الولید، تحت الحدیث ۸۶۳۹، ج ۵، ص ۷۳۰)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

حضرت سیدنا ہارون بن سعید بن ہشیم اہلی علیہ رحمۃ اللہ الہی نے ارشاد فرمایا: ”میں نے حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی جیسا کوئی نہ دیکھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر میں ہمارے پاس تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: ”ایک قریشی فقیہ ہمارے پاس آئے ہیں۔“ پس ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ خوبصورت چہرے والا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ ہم انتظار کرتے رہے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا کر لی تو گفتگو کا آغاز فرمایا۔ ہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھا کلام کرنے والا بھی کوئی نہ دیکھا۔“

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی عام طور پر حقیقت، دنیا سے بے رغبتی اور دلوں کے بھیدوں کے متعلق کلام فرمایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: ”وہ شخص دنیا سے کیسے بے رغبت ہو سکتا ہے جو آخرت کی معرفت نہیں رکھتا؟ وہ کیسے دنیا سے خلاصی پاسکتا ہے جو خود کو جھوٹی طمع سے خالی نہ کرے؟ وہ کیسے سلامتی پاسکتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ نہ ہوں؟ وہ کیسے حکمت پاسکتا ہے جس کا کلام رضائے الہی عزوجل کے لئے نہ ہو؟“

کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: ”ریا کیا ہے؟“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”جب تجھے اپنے عمل میں خود پسندی کا ڈر ہو تو دیکھ! تو کس کی رضا کا طالب ہے؟ کس ثواب کی طرف رغبت رکھتا ہے؟ کس عذاب سے ڈرتا ہے؟ کس عافیت کا شکر ادا کرتا ہے؟ اور کس مصیبت کو یاد کرتا ہے؟“ (جب تو ان میں سے کسی چیز میں غور و فکر کرے گا تو اپنے اعمال کو حقیر پائے گا۔)

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامہما واحکامہما، ج ۱، ص ۴۶)

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند اشعار

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے بہت سے اشعار ہیں جو حکمت و نصیحت پر مشتمل ہیں۔ ہم یہاں پر ان کا ذکر کریں گے جو ہم تک پہنچے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح طور پر ثابت ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام حقائق اور دقیق معانی پر بھی مشتمل ہے۔ جس میں سے کچھ حضرت سیدنا سوید بن سعید علیہ رحمۃ اللہ الحمید نے نقل فرمائے ہیں۔ چنانچہ، فرماتے ہیں کہ ”حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی مدینہ منورہ میں نماز فجر کے بعد بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی: ”میں گناہوں کے سبب اس بات سے خوفزدہ ہوں کہ اپنے رب عزوجل کے حضور پیشی کے وقت میرے پاس سوائے توحید کے کوئی عمل نہ ہوگا۔“ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے ارشاد فرمایا: ”اے بندہ مؤمن! اگر اللہ عزوجل تجھے معافی سے مایوس کرنے کا ارادہ بھی کر لے تو بھی تیرے گناہ بخشا اس کے لئے ناممکن

نہیں۔ کیونکہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے:

﴿۷﴾ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ترجمہ کنز الایمان: اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے۔

(پ ۱، ال عمران: ۱۳۵)

اور اگر اللہ عزوجل نے تجھے جہنم کی سزا اور ہمیشہ اس میں ٹھہرانے کا ارادہ فرمایا ہوتا تو تجھے تو حید و معرفت کی توفیق نہ

دیتا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند اشعار پڑھے، جو یہ ہیں:

إِنْ كُنْتَ تَعْدُو فِي الذُّنُوبِ جَلِيدًا
فَلَقَدْ أَتَاكَ مِنَ الْمُهَيَّبِينَ عَفْوَةٌ
لَا تَبَاسُنُ مِنْ لُطْفِ رَبِّكَ فِي الْحَشَا
لَوْ شَاءَ أَنْ تَصْلِيَّ جَهَنَّمَ خَالِدًا
وَتَخَافُ فِي يَوْمِ الْمَعَادِ وَعَيْدًا
وَأَتَاخُ مِنْ نِعَمِ عَلَيْكَ مَزِيدًا
فِي بَطْنِ أُمَّكَ مُضْغَةً وَوَلِيدًا
مَا كَانَ إِلَهُمْ فَلَيْتَ الشُّرَجِيدًا

ترجمہ: اگر تو گناہوں میں پھل کر برف بن چکا ہے اور اب قیامت کے دن کی سزا سے ڈر رہا ہے تو یاد رکھ! حفاظت فرمانے والا خدا

عزوجل تجھ پر عفو و کرم فرمائے گا اور تجھے اپنی مزید نعمتیں فراہم کرے گا۔ اے شخص! تو اپنی ماں کے پیٹ کے اندر لو تھڑے اور نوزائیدہ بچے کی طرح تھا تو تب بھی اس نے اپنے لطف و کرم سے تجھے مایوس نہ کیا۔ اگر وہ تجھے ہمیشہ جہنم میں جلانا چاہتا تو تیرے دل میں اپنی وحدت پر ایمان داخل نہ کرتا۔

یہ سن کر وہ آدمی رو پڑا اور عبادت شروع کر دی۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے بہت مسرور ہوا۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند دعائیں

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی اشعار اور دعائیں ارشاد فرمائی ہیں۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مروان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:

میں حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکانی کے علمی حلقہ میں بیٹھتا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھ کر لکھا کرتا۔ ایک صبح میں آپ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں موجود پایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں بیٹھ گیا حتیٰ

کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو دعائیں فرمائیں۔ ان میں سے کچھ میں نے یاد کر لیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے:

”اللَّهُمَّ اٰمَنُ عَلَيْنَا بِصَفَاءِ الْمَعْرِفَةِ وَهَبْ لَنَا تَصْحِيحَ الْمَعَامَلَةِ فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ عَلَي السُّنَّةِ وَاِرْزُقْنَا صِدْقَ التَّوَكُّلِ

عَلَيْكَ وَحُسْنِ الظَّنِّ بِكَ وَاٰمَنُ عَلَيْنَا بِكُلِّ مَا يَقْرَبُنَا إِلَيْكَ مَقْرُونًا بِعَوَاقِبِ الدَّارَيْنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ یعنی

اے اللہ عزوجل! ہم پر احسان فرماتے ہوئے خالص معرفت عطا فرما۔ ہمیں ان معاملات کی درستگی عطا فرما جو ہمارے اور تیرے درمیان ہیں۔ اور

اپنی ذات پر سچا توکل اور حسن یقین عطا فرما۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اپنی خاص رحمت سے ہمیں ہر وہ بھلائی عطا فرما جو دنیا

و آخرت کی عافیتوں کے ساتھ ساتھ تیرا قرب بخشے۔“ (آمین)

حضرت عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا سے فارغ ہوئے تو مسجد سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ہولیا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھہر گئے اور آسمان کو دیکھ کر زیر لب کچھ اشعار پڑھنے لگے۔

مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انگوٹھی عطا فرمائی:

حضرت سیدنا ربیع علیہ رحمۃ اللہ التوی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کو فرماتے سنا: ”قیام یمن کے دوران میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں طواف کی جگہ بیٹھا ہوں۔ اسی دوران شیر خدا، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و جہۃ الکریم تشریف لائے۔ میں جلدی سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لپکا، سلام عرض کیا اور مصافحہ کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے سینے سے لگا لیا اور اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال کر میری انگلی میں پہنادی۔“ صبح کے وقت جب میں نیند سے بیدار ہوا تو مِعْبَر (یعنی خواب کی تعبیر بتانے والے) سے اپنا خواب بیان کیا تو اس نے مجھے بتایا: ”اے ابو عبداللہ! آپ کو خوش خبری ہو! آپ کا مسجد حرام میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و جہۃ الکریم کا دیدار کرنا عذابِ نار سے نجات کی بشارت ہے۔ آپ کا ان سے مصافحہ کرنا یومِ حساب میں امان ہے اور رہا ان کا آپ کی انگلی میں انگوٹھی پہنانا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عنقریب ساری دنیا میں آپ کی شہرت ایسی ہوگی جیسی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و جہۃ الکریم کی ہے۔“

(تاریخ بغداد، الرقم ۴۵۴، محمد بن ادریس الشافعی، ج ۲، ص ۵۸، بتغییر)

امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی دُعا:

يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ عَزَّوَجَلَّ! میں تیری پاکیزگی کے نور و عظمت اور تیرے جلال کی برکت کی پناہ مانگتا ہوں ہر آفت و مصیبت اور شریر جن و انس کے پیش آنے سے، سوائے اس کے جو خیر لائے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو ہی میری پناہ گاہ اور جائے قرار ہے لہذا میں تجھی سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے وہ ذات جس کے آگے بڑے بڑے جاہروں کی گردنیں جھک جاتی ہیں اور بڑے بڑے سرکشوں کی گردنیں خم ہو جاتی ہیں۔ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے سامنے رسوا ہونے، عیبوں کا پردہ چاک ہونے، تیری یاد بھول جانے اور تیرے شکر سے منہ موڑنے سے تیرے جلال و کرم کی پناہ میں آتا ہوں۔ میرے دن رات، آرام و سکون، اور سفر تیرے حفظ و امان میں ہیں۔ تیری حمد و ثناء میرا اوڑھنا بچھونا ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں ہر عیب سے تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیرے وجہ کریم کی تکریم کرتا ہوں۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھے رسوائی اور اپنے بندوں کے شر سے محفوظ فرما اور بری خفیہ تدبیر سے محفوظ فرما۔ مجھ پر اپنی حفاظت کے خیمے اوڑھادے اور مجھے اپنی عنایت کی حفاظت میں داخل فرمادے۔ (آمین)

(حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۲۰۲/۱۳۲۰۳، ج ۹، ص ۸۷)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

اے میرے اسلامی بھائیو! سلف صالحین، علماء کرام اور مجتہدین عظام رزقہم اللہ السلام اس دنیائے فانی سے تو کوچ کر گئے لیکن ان کی نشانیاں باقی ہیں، ان کے طریقے مٹا دیئے گئے مگر ان کی خوبیاں اور اچھی باتیں نہیں مٹائی جاسکیں۔

امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا سونا ہماری عبادت سے بہتر ہے:

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی بہت زیادہ عزت کرتے تھے۔ کثرت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر کرتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرتے۔ حضرت سیدنا امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نیک سیرت بیٹی تھی جو رات شب بیداری میں اور دن روزے میں گزارتی۔ وہ صالحین کے واقعات کو بہت پسند کرتی تھی اور حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کو دیکھنا چاہتی تھی کیونکہ ان کے والد محترم امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بہت زیادہ عظمت و شان بیان کرتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاقاً حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں رات گزاری۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی بہت خوش ہوئی۔ اُسے اُمید تھی کہ آج امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افعال یعنی ان کی عبادت، اور کلام کو دیکھنے اور سننے کا خوب موقع ملے گا۔ جب رات ہوئی تو حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز اور یاد الہی عزوجل کے لئے کھڑے ہو گئے جبکہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی چت لیٹے رہے۔ سچی فجر تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی حالت میں دیکھتی رہی اور صبح اپنے باپ سے عرض کی: ”میں نے دیکھا کہ آپ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی بہت تعظیم کرتے ہیں لیکن میں نے تو ان کو آج رات نماز، ذکر یادگیر اور ادو وظائف میں مشغول نہیں پایا۔“ ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی تشریف لے آئے۔ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: ”رات کیسی گزری؟“ ارشاد فرمایا: ”اس سے زیادہ برکت و نفع والی اور اچھی رات میں نے پہلے کبھی نہ دیکھی۔“ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ”وہ کیسے؟“ تو فرمانے لگے: ”وہ یوں کہ میں نے آج رات پیٹھ کے بل لیٹے لیٹے سو مسائل اُخذ کئے، جو تمام کے تمام مسلمانوں کے نفع کے لئے ہیں۔“ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رخصت لی اور تشریف لے گئے۔ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا: ”یہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا آج رات کا عمل تھا۔ وہ سوئے ہوئے اس سے افضل عمل کر رہے تھے جو میں نے کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہوئے کیا۔“

اے میرے اسلامی بھائی! ان برگزیدہ بندوں کی حرکات و سکنات اللہ عزوجل کے لئے تھیں۔ ان کے افعال و احوال اسی کے لئے تھے۔ ان کا ذکر و فکر بھی اللہ عزوجل ہی کے لئے تھا۔ ان کا قیام اطاعت الہی عزوجل تھا۔ ان کی نیند صدقہ تھی۔ ان کا ذکر رب

عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح کرنا تھا۔ ان کا سکوت فکرِ آخرت تھا۔ ان کا علم امت کے لئے شفا اور رحمت تھا۔ بلاشبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں بہت کچھ عطا فرمایا، ان کی تعریف و توصیف فرمائی اور انہیں اسلام کا امام اور لوگوں کا پیشوا بنایا۔

منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی علمی معاملات اور ذکرِ الہی عَزَّوَجَلَّ میں رات گزارتے، حقائق و اسرار کی سرزمین میں گھومتے اور فکرِ آخرت کے پاکیزہ باغات میں سیر و سیاحت کرتے۔ جب سحری کی ہلکی ہلکی ہوا کے جھونکے محسوس ہوتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے چین ہو جاتے، رنگ متغیر ہو جاتا اور محبت کی آگ بھڑک اٹھتی اور ایسی حالت طاری ہو جاتی جسے اربابِ احوال (یعنی اہل معرفت) کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: ”اگر سحری کے وقت تم پر وہ باتیں ظاہر ہوں جو مجھ پر ہوتی ہیں تو دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اور آخرت کی تیاری پر کمر بستہ ہو جاؤ۔“

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوتِ اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے
 اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

تذکرہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیان: 39

حمد باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جس نے علماء کے لئے علم کو دلیل و ثبوت بنایا اور انہیں اس کے ذریعے غنی کر دیا اگرچہ وہ مال و نسب میں کم ہوں۔ اور اسی علم کے ذریعے حضرت سیدنا اور لیس غلی نَبِيْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ جنت سے سرفراز ہوئے اور اللہ عزوجل نے انہیں رفعت و بلندی عطا فرمائی اور منتخب فرمایا۔ اسی علم کی طلب میں حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ غلی نَبِيْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور حضرت سیدنا یوشع بن نون غلی نَبِيْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے پختہ عزم کر کے سفر اختیار فرمایا یہاں تک سفر میں مشقت اٹھائی۔ (قرآن پاک میں بیان فرمایا: "وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا" (پ ۱۵، الکہف: ۶۰) ترجمہ کنز الایمان: اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرونوں (مدتوں تک) چلا جاؤں۔" (۱)۔ اسی علم کے سبب اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم غلی نَبِيْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو تمام انسانوں کا باپ بنایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو سجدہ کریں۔ تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (یعنی شیطان) نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا (اور لعنت کا مستحق ٹھہرا)۔

اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم غلی نَبِيْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی اولاد سے مختلف قبیلے اور خاندان بنائے اور تقدیر کا فیصلہ ان پر جاری فرمایا۔ اور اُس نے ہر شے کے لئے ایک ذریعہ بنایا۔ علماء کو اپنی عنایت سے توفیق بخشی تو وہ رغبت و شوق سے خدمت علم میں لگ گئے۔ اُس نے انہیں اپنے احکام کی سمجھ اور پہچان عطا فرمائی جس کے ذریعے انہوں نے قدر و منزلت اور مراتب حاصل کئے۔ اس نے انہیں دنیا میں مخلوق کے لئے سردار اور راہنما بنایا جس کے ذریعے انہوں نے بزرگی و اخلاق حاصل کیا۔ اس نے ان کے دلوں میں ایسے انوار داخل فرمادئے جن کی روشنی میں وہ ایسی بعید باتوں تک پہنچ جاتے ہیں جن تک رسائی مشکل ہو۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "جن (یعنی خادم) کا نام یوشع ابن نون ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت و صحبت میں رہتے تھے اور آپ سے علم اخذ کرتے تھے اور آپ کے بعد آپ کے ولی عہد ہیں۔ بحر فارس و بحر روم جانب مشرق میں اور مَجْمَعُ الْبَحْرَيْنِ وہ مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اس لئے آپ نے وہاں پہنچنے کا عزم مصمم کیا اور فرمایا کہ میں اپنی سستی جاری رکھوں گا جب تک کہ وہاں پہنچوں۔ اگر وہ جگہ دور ہو (تو مدتوں چلتا رہوں گا) پھر یہ حضرات روٹی اور نمکین بھنی مچھلی زمیل میں توشہ کے طور پر لے کر روانہ ہوئے۔"

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

اس نے انہیں علم کے ذریعے عزت و جلالت اور رُعب و ہیبت کا لباس پہنایا تو وہ برگزیدہ و منتخب بندے ہو گئے۔ اس نے انہیں اپنے احکام کی حلاوت عطا فرمادی لہذا انہیں طلب علم کے سفر میں کوئی تھکن نہ ہوئی اور جب وہ قیامت کے دن گروہ درگروہ حاضر ہوں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں کرامت کے تاج پہنائے گا اور ان کے لئے یہ ندا ہوگی: ”أَهْلًا وَسَهْلًا مَرْحَبًا“

میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایسی حمد کرتا ہوں جسے نجات کا وسیلہ بنا سکوں۔ اور میں اس کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ“ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں) کی گواہی دیتا ہوں تاکہ خوش کرنے والی عزت و رفعت کا سامان ہو جائے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خاص بندے اور رسول ہیں اور جو خاص نبی اور پسندیدہ پیغمبر ہیں۔ آپ پر درود و سلام ہو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آل و اصحاب، ازواج مطہرات اور نیک و پسندیدہ اولاد پر ہمیشہ رحمت و سلامتی نازل ہو جب تک آسمان بادل ظاہر کرتا رہے اور موسلا دھار بارش برساتا رہے۔ (آمین)

تعارفِ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیدنا حافظ ابو عمر بن عبدالبر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر نے اپنی کتاب ”الانساب“ میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت سیدنا امام مالک بن انس بن ابی عامر اَصْبَحِيّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینۃ الرسول علیٰ صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے امام ہیں۔ یہیں سے حق ظاہر اور غالب ہوا۔ یہیں سے دین کی ابتدا ہوئی اور اسے شہرت ملی۔ یہیں سے شہر فتح کئے گئے اور مسلسل مدد ملی۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”عالمِ مدینہ“ کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کی شہرت ہر طرف پھیلی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکتسابِ علم کے لئے لوگوں نے دور دراز کے سفر طے کئے۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۱۸۰، مالک الامام، ج ۷، ص ۲۸۸، مفہوماً)

فتاویٰ نویسی:

حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سترہ (۱۷) برس کی عمر میں تدریسِ علم کی مسند پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مسائل کے حل کے لئے آتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً نوے (۹۰) سال کی عمر پائی اور ستر سال تک فتویٰ نویسی فرمائی اور لوگوں کو علم سکھاتے رہے۔

جلیل القدر تابعین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ اور حدیث کا علم حاصل کرتے رہے۔ مشہور ائمہ حدیث اور علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث روایت کیں۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: ”(۱)..... امام

السنہ حضرت سیدنا محمد بن شہاب زہری (۲)..... فقیہ اہل مدینہ، حضرت سیدنا ربیعہ بن عبدالرحمن (۳)..... حضرت سیدنا یحییٰ بن سعید انصاری اور (۴)..... حضرت سیدنا موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہ تمام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ کرام زجنہم اللہ السلام ہیں اور ان سب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث روایت کیں۔“

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۱۸۰، مالک الامام، ج ۷، ص ۳۸۵، مفصلاً)

عالمِ مدینہ کون ہیں؟

تابعین و تبع تابعین علیہم رحمۃ اللہ البین فرماتے ہیں کہ امام مالک علیہ رحمۃ اللہ الازق وہ عالم ہیں جن کی بشارت حضور سیدنا المبلغین، جناب رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی۔ چنانچہ، حضرت سیدنا امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی کتاب ”جامع ترمذی“ میں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں: ”علم منقطع ہو جائے گا تو عالمِ مدینہ سے زیادہ علم والا باقی نہ رہے گا۔“ (جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی عالم المدینة، الحدیث ۲۶۸۰، ص ۱۹۲۲، مختصراً)

دوسری حدیث پاک میں ہے: ”دُنیا میں اس (عالمِ مدینہ) سے بڑھ کر کوئی عالم نہ ہوگا، لوگ اس کی طرف سفر کر کے آئیں

گے۔“ (ترتیب المدارک و تقریب المسالك، الفصل الاول فی ترجیحہ من طریق النقل، ج ۱، ص ۱۸)

ایک حدیث پاک میں یوں ہے: ”عنقریب لوگ (علم کے لئے) سفر کریں گے تو عالمِ مدینہ سے زیادہ علم والا کوئی نہ پائیں

گے۔“ (المستدرک، کتاب العلم، باب یوشک الناس..... الخ، الحدیث ۳۱۴، ج ۱، ص ۲۸۰)

حضرت سیدنا ابن عمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”محدثین کرام کے نزدیک ”عالمِ مدینہ“ سے مراد حضرت سیدنا امام

مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔“ (التمہید لابن عبد البر، زید بن ربیع، تحت الحدیث ۱۲۲، ج ۲، ص ۶۷۴)

حضرت سیدنا عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”ہماری رائے یہ ہے کہ حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے علاوہ کوئی بھی ”عالمِ مدینہ“ کے نام سے معروف نہیں۔ لوگوں نے حصولِ علم کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جتنا سفر کیا اتنا کسی

کی طرف نہیں کیا۔“ (جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی عالم المدینة، تحت الحدیث ۲۶۸۰، ص ۱۹۲۲، مختصراً)

حضرت سیدنا ابو مصعب علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر

لوگوں کا ہجوم لگا رہتا اور لوگ بہت زیادہ بھیر کی وجہ سے طلبِ علم کے شوق میں ایک دوسرے سے لڑ پڑتے۔“

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۱۸۰، مالک الامام، ج ۷، ص ۴۲۲، بتغییر قلیل)

حضرت سیدنا یحییٰ بن شعبہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”میں مدینہ منورہ میں سن 144 ہجری میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی اور سر کے بال سیاہ تھے۔ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرد خاموش بیٹھے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رعب کی وجہ سے کسی کو بات کرنے کی ہمت نہ تھی۔ مسجد نبوی شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی فتویٰ نہ دیتا تھا۔ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیٹھ گیا اور ایک سوال کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حدیث پاک سے جواب دیا۔ میں نے پھر سوال کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر جواب ارشاد فرمایا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوستوں نے مجھے جھجھوڑا تو میں خاموش ہو گیا۔“

(ترتیب المدارک و تقریب المسائل، باب صفة مجلس مالک للعلم، ج ۱، ص ۴۸)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”میں افتاء اور حدیث کے لئے اس وقت تک مسند نشین نہ ہوا جب تک کہ ستر (70) علماء کرام و مشائخ عظام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَامُ نے میری اہلیت کی گواہی نہ دے دی۔“

(ترتیب المدارک و تقریب المسائل، باب فی ابتداء ظهورہ فی العلم و فعودہ للفتویٰ و التعلیم، ج ۱، ص ۳۴)

حضرت سیدنا حماد بن زید علیہ رحمۃ اللہ الواحد کی خدمت میں ایک شخص کوئی مسئلہ پوچھنے آیا جس میں لوگوں کا اختلاف تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”اے بھائی! اگر تو اپنے دین کی سلامتی چاہتا ہے تو عالم مدینہ سے پوچھ اور ان کی بات توجہ سے سن کیونکہ وہ حجت (یعنی دلیل) ہیں اور لوگوں کے امام ہیں۔“

(المرجع السابق، ص ۳۷)

حضرت سیدنا حماد بن سلمہ علیہ رحمۃ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: ”اگر مجھے کہا جائے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے کوئی امام اختیار کرو جس سے لوگ علم دین حاصل کریں تو میں حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا حق دار اور اہل سمجھتا ہوں۔ اور میری یہ رائے امت کی بہتری کے لئے ہے۔“

(المرجع السابق، ص ۳۶)

حضرت سیدنا لیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ احد فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم پرہیزگاری کا علم ہے اور اس کے لئے حفظ و امان کا باعث ہے جو اسے حاصل کرے۔“

(ترتیب المدارک و تقریب المسائل، باب شهادة السلف الصالح و اهل العلم له بالامامة فی العلم، ج ۱، ص ۳۶)

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن قاسم رضی اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے: ”میں اپنے دین میں دو آدمیوں کی پیروی کرتا ہوں: عمل میں حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور تقویٰ میں حضرت سیدنا سلیمان بن قاسم رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی۔“

(حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، الحدیث ۸۸۷۸، ج ۶، ص ۳۵۰)

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ! یہ کیسے عظیم لوگ تھے، جنہوں نے اپنی جانیں لوگوں کے نفع کے لئے راہِ خدا عز و جل میں وقف کر

دیں، انہیں مشکلات میں ڈالا اور طلب علم میں خوب جدوجہد کی تو اللہ رحمٰن عزوجل نے انہیں کامیابی عطا فرمائی۔
 شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ”جو شخص طلب علم کے لئے کسی راستہ پر چلے اللہ عزوجل اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر، الحدیث ۲۶۹۹، ص ۱۱۴۷)

حدیثِ پاک میں ہے، ”ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔“

(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادۃ، الحدیث ۲۶۸۱، ص ۱۹۲۲ ”العالم“ بدلہ ”فقیہ“)

اگر اسلام میں ایک عابد فوت ہو جائے تو اس میں صرف ایک شخص کی کمی ہوگی اور اگر ایک عالم چل بے تو گویا لوگوں میں سے ایک قبیلہ فوت ہو گیا۔ روئے زمین پر جب کوئی عالم انتقال کر جائے تو اسلام میں ایک ایسا شگاف پڑتا ہے جسے اس وقت تک کوئی بند نہیں کر سکتا جب تک دن رات آتے جاتے رہیں گے۔

جان لو! ”طالب علم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لئے ملائکہ اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔“

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین وغیرہما، الحدیث ۱۳۱۶، ج ۲، ص ۳۰۷)

علماء کے قلموں کی سیاہی اللہ عزوجل کے ہاں شہداء کے خون سے افضل ہے۔

(الجامع الصغیر، الحدیث ۹۶۱۹، ص ۵۷۱۔ مفہوماً)

بروزِ قیامت جب راہِ خدا عزوجل میں شہید ہونے والے علماء کی فضیلت دیکھیں گے تو تمنا کریں گے، کاش! اللہ عزوجل ہمیں بھی علماء میں اٹھاتا۔ جس نے علم کو پایا تحقیق اس نے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کو پایا اور جس نے علماء کو اذیت دی اس نے اللہ عزوجل سے اعلانِ جنگ کیا۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کرم:

حضرت سیدنا محمد بن رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”میرے بچپن کا واقعہ ہے جبکہ میں ابھی نابالغ تھا۔ میں اپنے والد محترم کے ساتھ حج کو گیا۔ میں مسجد نبوی غلیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مزارِ اقدس اور منبر شریف کے درمیان جنت کی کیاری (۱) میں آرام کر رہا تھا کہ مجھے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔

①..... شیخ شریعت و طریقت، امیر اہل سنت حضرت علامہ ابو بلال مولا نا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کتاب ”رفیق الحرمین“ کے صفحہ ۲۱۸ پر تحریر فرماتے ہیں: تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارکہ (جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مزار پرانوار ہے) اور..... بقیہ اگلے صفحہ پر

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہلو میں لئے مزار پر انوار سے باہر تشریف لائے۔ میں نے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جواب مرحمت فرمایا۔ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟“ ارشاد فرمایا: ”مالک کے لئے سیدھی راہ قائم کر رہا ہوں۔“ بیدار ہونے کے بعد جب میں اور میرے والد محترم باہر آئے تو لوگوں کو حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع دیکھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موٹا شریف نکالی ہوئی تھی اور یہ موٹا شریف کی پہلی آمد تھی۔“

(ترتیب المدارک و تقریب المسالك، باب ذکر المؤطا و تالیف مالک اباء، ج ۱، ص ۶۰، بتغیر قلیل)

موٹا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شان:

حضرت سیدنا محمد بن عبدالحکم علیہ رحمۃ اللہ المکرم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیدنا محمد بن ابوسری عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا کہ میں خواب میں سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مجھے علم کی ایسی بات ارشاد فرمائیے جسے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے بیان کروں۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں نے مالک کو ایک خزانہ عطا فرمایا ہے جو وہ تم میں تقسیم کرے گا۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جانے لگے تو میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چل پڑا اور دوبارہ عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کچھ علم عطا فرمائیے جسے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے بیان کروں۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی جواب ارشاد فرمایا: ”میں نے مالک کو ایک خزانہ عطا فرمایا ہے جو وہ تم میں تقسیم کرے گا۔“ پھر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جانے لگے تو میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہولیا اور تیسری بار بھی عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی علم کی بات ارشاد فرمادیجئے جسے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے بیان کروں۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے ابن سری! میں نے مالک کو ایک خزانہ دیا ہے جو وہ تم میں تقسیم کرے گا۔ سن لے! وہ موٹا ہے اور

بقیہ حاشیہ..... منبر اقدس (جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تھے) کے درمیان کا حصہ ”جنت کی کیاری“ ہے۔ چنانچہ، ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ”میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“

(الصحيح البخاری، کتاب فضل الصلوة فی مسجد مکة والمدینة، باب فضل ما بین القبر والمنبر، الحدیث: ۱۱۹۵، ص ۹۳)

قرآن مجید اور میری سنت کے بعد مسلمانوں کے گروہ میں ”مَوْطًا“ (امام مالک) سے زیادہ صحیح کتاب کوئی نہیں۔ لہذا تو اسے سن کر اس سے نفع حاصل کر۔“ (موطا امام محمد مع التعليق الممجد علی الموطا، ج ۱، ص ۷۲)

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علم کی قدر:

حضرت سیدنا عقیق بن یعقوب زبیری علیہ رحمۃ اللہ التوی فرماتے ہیں: ”ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید مَدِينَةُ مَنَوْرَةَ زادها اللہ تعظيماً وتكریماً حاضر ہوئے اور انہیں یہ خبر پہنچی کہ حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس احادیث کی ”مَوْطًا“ نامی کتاب ہے جو وہ لوگوں کو پڑھ کر سنااتے ہیں۔ تو خلیفہ ہارون الرشید نے (اپنے وزیر) بَسْمَکِی کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ کہتے ہوئے بھیجا کہ امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ وہ کتاب لے کر میرے پاس آئیں اور مجھے پڑھ کر سنا لیں۔ برکی نے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”جاؤ، خلیفہ کو میرا سلام کہو اور پھر کہو: ”علم کے پاس جانا پڑتا ہے، یہ خود کسی کے پاس نہیں آتا اور علم حاصل کرنا پڑتا ہے، یہ خود حاصل نہیں ہوتا۔“ برکی نے خلیفہ ہارون الرشید کے پاس آ کر جب یہ سب بیان کیا تو اس وقت دربار میں قاضی ابو یوسف بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگے: ”اے امیر المؤمنین! اہل عراق کو یہ بات پہنچ سکتی ہے کہ آپ نے امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا مگر انہوں نے نافرمانی کی لہذا آپ ان پر سختی کریں۔“

ابھی یہ گفتگو چل رہی تھی کہ حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے پوچھا: ”اے ابن ابی عامر! میں نے آپ کو پیغام بھیجا تھا اور آپ نے انکار کر دیا۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”اے امیر المؤمنین! حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ”میں رسول اللہ ﷺ جُلُّ وَجَلِّ وُصِّلِي اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں وحی لکھا کرتا تھا، میں نے یہ آیت مبارکہ لکھی: ”لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ تَرَجِمَ: برابر نہیں وہ مسلمان کہ جہاد سے بیٹھے رہیں اور وہ کہ جہاد کرتے ہیں۔“ اس وقت حضرت سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، خزانِ جوہر و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رَبِّ العزت، محسنِ انسانیت ﷺ و جُلُّ وَجَلِّ وُصِّلِي اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ سراپا عظمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ و جُلُّ وَجَلِّ وُصِّلِي اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں ایک نابینا و معذور شخص ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے جہاد کی بہت فضیلت ارشاد فرمائی ہے۔“ تو حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک مثل اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں اپنے اندازے سے نہیں جانتا (کہ معذور کیا کریں)۔“ حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں۔ میرا قلم ابھی روشنائی سے تر تھا، خشک بھی نہیں ہوا تھا کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلبِ سینہ، باعثِ نزولِ سیکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ران مبارک (وحی کے بوجھ سے) مجھ پر بھاری ہونے لگی۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا: ”اے زید! اب لکھو: ”غَيْرُ اُولَى الضَّرْرِ.“ (یعنی آیتِ مبارکہ کی ترتیب اس طرح ہوگی: ”لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ اُولَى الضَّرْرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط (ب، ۵، النساء: ۹۵) ترجمہ کنز الایمان: برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔)

(پھر فرمایا) اے امیر المؤمنین! جب ایک حرف کے لئے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اور دیگر فرشتوں نے پانچ ہزار سال کی مسافت برداشت کی تو کیا مجھ پر اس کی عزت و جلالت کا پاس رکھنا ضروری نہیں؟ اور آپ کو تو اللہ عزوجل نے بلند مرتبہ عطا فرمایا اور مسندِ خلافت پر فائز کیا ہے۔ پس آپ علم کا مرتبہ گھٹانے والے سب سے پہلے شخص نہ بنیں ورنہ اللہ عزوجل آپ کی قدر و منزلت کم کر دے گا۔“ راوی فرماتے ہیں کہ خلیفہ ہارون الرشید اٹھے اور حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کے گھر کی طرف چل پڑے تاکہ آپ سے موطا سنوں۔ آپ نے خلیفہ کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا۔ جب خلیفہ نے آپ سے موطا پڑھنے کا ارادہ کیا تو کہنے لگے: ”آپ مجھے پڑھ کر سنائیں۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”اے خلیفہ! مسلمان! میں نے آج تک کسی کو پڑھ کر نہیں سنایا۔“ ہارون الرشید نے کہا: لوگ باہر چلے جائیں تو میں پڑھ کر سناتا ہوں۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”جب خاص لوگوں کی وجہ سے عام لوگوں سے علم کو روک دیا جائے تو اللہ عزوجل خاص لوگوں کو بھی اس سے نفع نہ دے گا۔“ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا: ”معن بن عیسیٰ قزاز کو پڑھ کر سناؤ۔“ جب خلیفہ نے پڑھنا شروع کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”اے امیر المؤمنین! میں نے اپنے ملک کے علماء کو دیکھا ہے کہ وہ علم کے لئے عاجزی کرنا پسند کرتے ہیں۔“ یہ سن کر ہارون الرشید مسند سے نیچے اترے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیٹھ گئے۔“

(تاریخ دمشق لابن عساکر، الرقم ۴۱۲، عبد العزیز بن عبد القریب ابو یعلیٰ، ج ۳۶، ص ۳۱۱-۳۱۲)

حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حصولِ علم کے متعلق سوال ہوا تو ارشاد فرمایا: ”علم سیکھنا بہت اچھا ہے۔

لیکن یہ خیال رکھو کہ جو شخص صبح سے شام تک تمہارے ساتھ رہے تم بھی اسے لازم پکڑو۔“

(حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، الحدیث ۸۸۷۰، ج ۶، ص ۲۴۹)

حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم دین کی حد درجہ تعظیم فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ جب حدیثِ پاک

بیان کرنے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر کے دو نفل پڑھتے پھر داڑھی میں کنگھی کرتے، خوشبو لگاتے اور عزت و وقار کے ساتھ اپنی مسند

کے صدر مقام پر تشریف فرما ہو کر حدیث پاک بیان کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: ”مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب غزوہ جمل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک کی تعظیم کروں۔“ (حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، الحدیث ۸۸۵۸، ج ۶، ص ۳۴۷)

یوں ہی علم کی تعظیم کی جاتی ہے۔ علماء کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَامُ جب علم کی تعظیم کرتے ہیں تو اللہ غزوہ جمل لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت ڈال دیتا ہے اور بادشاہوں اور دوسرے افراد کے دلوں میں اُن کا رعب و دبدبہ بٹھادیتا ہے۔ اے علم کے طلب گار! علم کے لئے عاجزی اختیار کر۔ جو اس کے لئے عاجزی کرتا ہے حقیقہً وہ اللہ غزوہ جمل کے لئے عاجزی کرتا ہے اور جو اللہ غزوہ جمل کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ غزوہ جمل اس کا مرتبہ بلند فرمادیتا ہے۔ بلاشبہ مٹی قدموں کے نیچے آ کر حقیر ہوتی ہے تو چہرے کے لئے پاکی کا باعث بن جاتی ہے۔ چنانچہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿۳﴾ فَأَمْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ؕ

ترجمہ کنز الایمان: تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس (مٹی) سے مسح کرو۔

(پ ۶، السائدہ: ۶)

اے میرے اسلامی بھائی! علم کے اجتماع میں حاضری کو اس طرح یقینی بنالے جس طرح بچہ ہر وقت دودھ کا محتاج ہوتا ہے مگر جب وہ بڑا ہوتا ہے تو اسے چھوڑنے پر صبر کر لیتا ہے۔ یاد رکھ! فضائل کا راستہ مصیبتوں سے بھرا ہوا ہے تاکہ نا پختہ ارادے والا راستے ہی سے لوٹ آئے۔ اے نوجوان! تیرے نفس کا موتی علم سیکھنا ہے اور اس کا زیور عمل ہے۔ اگر تو نے میری نصیحت مان لی تو تیرے لئے مسندِ صدارت ہے یا منبر کی اونچائی۔

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوهُ صَانَهُمْ	وَلَوْ عَظَّمُوهُ فِي النُّفُوسِ لَعَظَّمْنَا
أَعْرُسُهُ عِزًّا وَأَجْنِيَهُ ذِلَّةً	إِذَا فَاتَبَعَ الْحَهْلُ قَدْ كَانَ أَحْزَمًا
تَعْلَمَ فَلَيْسَ الْمَرْءُ يَخْلُقُ عَالِمًا	وَلَيْسَ أَحْوَعِلِمٌ كَمَنْ هُوَ جَاهِلٌ
وَإِنْ كَثِيرَ الْقَوْمِ لَا عِلْمَ عِنْدَهُ	صَغِيرٌ إِذَا التَّفَتَ عَلَيْهِ الْمُحَافِلُ

ترجمہ: اگر علماء کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَامُ کی حفاظت کریں گے تو یہ ان کی حفاظت کرے گا۔ اگر وہ دل سے اس کی تعظیم کریں گے تو یہ

بھی ان کو عزت دے گا۔ کیا میں عزت کا بیج بو کر ذلت کا پھل توڑوں گا؟ اگر ایسا ہے تو جاہل کی اتباع میں ہی احتیاط ہے۔ اے بھائی! علم حاصل کر کیونکہ انسان پیدائشی طور پر عالم نہیں ہوتا اور علم والا جاہل کی طرح نہیں ہو سکتا۔ قوم کا بے علم سردار چھوٹا ہے جبکہ لوگ اس سے منہ موڑ لیں۔

منقول ہے کہ جب حضرت سپذنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کا شہرہ ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر اور

فضیلت دوسرے ممالک تک پھیل گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں علم کی ترویج و اشاعت کے لئے مال و دولت حاضر کیا جاتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو اپنے دوست و احباب میں تقسیم فرمادیتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی میں اسے بھلائی کے کاموں میں خرچ کر ڈالتے۔ اس میں سے کچھ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچا کر نہ رکھتے اور فرمایا کرتے:

”زُہد (یعنی دنیا سے بے رغبتی) مال نہ ہونے کا نام نہیں بلکہ زُہد تو یہ ہے کہ دل اس سے فارغ ہو۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامہما واحکامہما، ج ۱، ص ۴۸)

مزید ارشاد فرمایا: ”جو بندہ حدیث کے بیان میں سچا ہوتا ہے اور جھوٹ نہیں بولتا اللہ عزوجل اسے اس کی عقل سے نفع

عطا فرماتا ہے اور بڑھاپے میں اسے کوئی آفت نہیں پہنچتی اور نہ ہی اس کی عقل خراب ہوتی ہے۔“ (المرجع السابق، ص ۴۷)

حضرت سیدنا عمر بن ابوسلمہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”جب میں نے موطا امام مالک پڑھی تو خواب میں ایک آنے والا آیا

اور کہنے لگے: ”بلاشبہ یہ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر سینہ، باعث نزول سیکنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہے۔“

(التمہید لابن عبد البر، مقدمة المصنف، باب ذکر عیون من اخبار مالک و ذکر فضل موطئہ، ج ۱، ص ۶۰)

منقول ہے کہ جب حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب ”موطأ“ تالیف کرنے کا ارادہ فرمایا تو

اس میں غور و فکر کرنے لگے کہ اس کا نام کیا رکھا جائے؟ فرماتے ہیں کہ ایک دن جب میں سویا تو سرکار مدینہ، قرار قلب سینہ، باعث

نزول سیکنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے فیض یاب ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وَطَيَّ هَذَا الْعِلْمَ

لِلنَّاسِ یعنی اس علم کو لوگوں کے لئے آسان (یا تیار) کر دو۔“ لہذا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا نام ”موطأ“ رکھا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”ہم حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت

میں حاضر تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں حدیث پاک بیان فرما رہے تھے۔ اچانک ایک بچھونے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سولہ (16)

مرتبہ ڈنگ مارا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کا رنگ بدل کر زرد پڑ گیا۔ اس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث پاک بیان

کرتے رہے۔ جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کی: ”اے ابو عبداللہ! آج میں نے آپ کی عجیب حالت دیکھی ہے؟“ تو

ارشاد فرمایا: ”ہاں! میں نے حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک کی تعظیم کرتے ہوئے صبر کیا ہے۔“

(ترتیب المدارک و تقریب المسالك، باب صفة مجلس مالک للعلم، ج ۱، ص ۴۵)

حضرت سیدنا مصعب بن عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور نبی

پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی، اسم گرامی لیتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ بدل جاتا اور

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کچی طاری ہو جاتی یہاں تک کہ حاضرین اجتماع پر برداشت مشکل ہو جاتی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: ”اگر تم بھی اسے دیکھ لیتے جو میں دیکھتا ہوں تو تم پر گراں نہ گزرتا۔“

(ترتیب المدارك و تقرب المسالك، باب فی ذکر عبادۃ مالک و ورعہ و عزلتہ و اجابۃ دعائہ، ج ۱، ص ۵۵)

حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں یا کھڑے کھڑے یا جلدی میں حدیث پاک بیان کرنے کو ناپسند فرماتے اور ارشاد فرمایا کرتے: ”مجھے یہ پسند ہے کہ حضور نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک کی تعظیم کروں۔“

(حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، الحدیث ۸۸۵۸، ج ۶، ص ۳۴۷۔ بتقدم و تأخر)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنائی:

حضرت سیدنا امام ذراؤزی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں نے خواب میں اپنے آپ کو مسجد نبوی میں یوں حاضر پایا کہ میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلوہ نور بار سے ضیا بار ہو رہا ہوں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے سامنے بیان فرما رہے ہیں۔ اسی دوران حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ارشاد فرمایا: ”ادھر میرے پاس آؤ۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریب ہوئے تو سرکارِ دو عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلی سے انگوٹھی اتاری اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھنگلیا میں پہنادی۔ میرے خیال میں اس سے مراد علم ہے جو حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں عطا فرمایا۔ علم کے سبب علمائے کرام دجنہم اللہ السلام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرتے۔ امراء آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے روشنی پاتے۔ عام لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان دل و جان سے تسلیم کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم بغیر دلیل کے نافذ ہوتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی سوال کا جواب ارشاد فرمادیتے تو اس میں مزید مشورے کی ضرورت نہ رہتی۔“

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۱۸۰، مالک الامام، ج ۷، ص ۴۰۲، بتغییر۔ حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، الحدیث ۸۸۶۳، ج ۶، ص ۳۴۸)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! خدائے ذوالجلال عزوجل کی قسم! یہ ان علماء کی صفات ہیں جن کے وصال پر زمین و آسمان روتے ہیں۔ جن کے صدقے بندوں پر کرم ہوتا ہے۔ جن کی برکت سے شہر آفات سے محفوظ رہتے ہیں۔ یہ وہ علماء ہیں جن کی سیرت میں دنیا سے بے رغبتی جھلکتی ہے۔ جو اخلاص و صداقت کے زیور سے آراستہ ہوتے ہیں۔ لوگوں کے دل ان کے دیدار کے مشتاق ہوتے ہیں۔ لوگ ان کے سامنے سر تسلیم خم کر لیتے ہیں۔ ان کے سامنے بڑی بڑی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور بڑے

بڑے جابروں کے سر جھک جاتے ہیں۔ یہ دنیا کے تمام گوشوں میں سورج چاند کی طرح اپنے علم کی روشنی پھیلاتے ہیں۔ بلاشبہ ان کا ذکر خیر کتابوں میں لکھا جا چکا ہے۔ البتہ! جو اپنے عمل میں ریا کاری کرتا ہے اور اہل دنیا کے لئے اچھے اعمال کرتا ہے۔ اسے جھوٹی امیدوں نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ وہ ایسی خوبیوں پر اپنی تعریف چاہتا ہے جو اس میں نہیں پائی جاتیں (یعنی اپنی جھوٹی تعریف کی خواہش کرتا ہے) تو یہ ان لوگوں میں سے ہے جو اٹلے دماغ اور گھٹیا سوچ کے مالک ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جب کوئی ایسی بات سنتے ہیں جو ان کی سمجھ میں نہیں آتی اور ان کا علم اس سے قاصر ہوتا ہے تو ان کے اصول و قواعد بگڑ جاتے ہیں۔ ان کے لئے اپنے مقصد کا حصول مشتبہ ہو جاتا ہے۔ نیکیوں کی صورت میں گناہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ برائیوں کو اچھائیاں سمجھ کر ان کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اور یوں عمل میں خیانت کرتے اور حصولِ مراد میں ناکام و بے مراد ہو جاتے ہیں۔

تعجب اس پر نہیں جو ناواقف ہے اور جہالت کی وجہ سے مرتکبِ گناہ ہو اور نافرمانی کا اعتراف بھی کر چکا ہے کیونکہ اس کے لئے تو بخشش ہے۔ جیسا کہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا آ إِنَّ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ ج (پ ۹، الانفال: ۳۸)

ترجمہ کنز الایمان: تم کافروں سے فرماؤ! اگر وہ باز رہے تو جو ہوگا رادہ انہیں معاف فرما دیا جائے گا۔

بلکہ تعجب تو اس پر ہے جو علم کا دعویٰ کرے مگر اس کا مقصد حصولِ دنیا ہو۔ ایسے شخص کی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ملامت کی جائے گی۔ یہ لوگوں کے نزدیک قابلِ مذمت اور اجر و ثواب سے محروم ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین کو ہنسی مذاق اور کھیل کود بنا لیا۔ انہوں نے اپنے مواعظ و بیانات کو خوش کن اور تیز تر کر لیا لیکن ان کی بات دل سے نہیں سنی جاتی۔ یہ وعظ و نصیحت کرتے ہیں مگر ان کا بیان لوگوں کے دل پر اثر نہیں کرتا اور نہ ہی آنکھوں سے اشک زاری ہوتی ہے۔

چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔

جب یہ کوئی حکم سنتے ہیں تو اس میں تبدیلی اور تحریف کر لیتے ہیں اور جب کوئی چیز ناپ تول کر دیتے ہیں تو کمی کر دیتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ سب شریعت میں حرام ہے۔ چنانچہ، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔

یہ لوگ بغیر عزم و حوصلے کے اظہارِ غم کرتے ہیں، بغیر علم کے بحث مباحثہ کرتے ہیں اور بلا سوچے سمجھے سوال کرتے ہیں۔ یقیناً یہی وہ لوگ ہیں جو جہالت کی تلوار سے پچھاڑ کھائے ہوئے ہیں۔ ربِّ عظیمِ جَلِّ جَلَلًا ارشاد فرماتا ہے:

وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ ترجمہ کنزالایمان: اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔ (ب ۱۶۱۷، المکھف: ۱۰۴)

حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سحری کے وقت کثرت کے ساتھ نماز، ذکرِ الہی اور اوراد و وظائف کا اہتمام فرماتے۔ پھر درس و تدریس میں مشغول ہو جاتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے خوش بخت ہیں جن کی تعریف اللہ عزوجل کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے ہوئی مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر کبھی فخر نہ کیا یہاں تک کہ حصولِ علم کے لئے مشکل ترین راستوں کا سفر کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم حاصل کرنے کی خاطر تمام مشکلات کا سامنا کیا۔ اے غافل انسان! تو جہالت کے گڑھے میں گر رہا ہے اور اللہ عزوجل کے احکام کو چھوڑ بیٹھا ہے۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تعظیمِ خاکِ مدینہ:

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ اکافی فرماتے ہیں: ”میں نے حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر خراسان یا مصر کے گھوڑے بندھے ہوئے دیکھے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور ہدیہ پیش کئے گئے تھے۔ ان سے زیادہ عمدہ گھوڑے میں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ چنانچہ، میں نے عرض کی: ”یہ کتنے عمدہ گھوڑے ہیں۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میں یہ سب آپ کو تحفے میں دیتا ہوں۔“ میں نے عرض کی: ”ایک گھوڑا آپ اپنے لئے رکھ لیں۔“ تو فرمایا: ”مجھے اللہ عزوجل سے حیا آتی ہے کہ اس مبارک زمین کو اپنے گھوڑے کے قدموں تلے روندوں جس میں اس کے پیارے رسول، رسولِ مقبول، نبیِ آمنہ کے گلشن کے مہکتے پھول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روضہ انور ہے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامہما واحکامہما، ج ۱، ص ۴۸)

حضرت سیدنا یحییٰ بن سعید علیہ رحمۃ اللہ الجید فرماتے ہیں: ”حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امت کے لئے رحمت ہیں۔“

حضرت سیدنا ابو قتادہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے ”حافظ الحدیث“ تھے۔“

(ترتیب المدارک و تقریب المسالك، باب شهادة السلف الصالح و اهل العلم له بالامامة فی العلم، ج ۱، ص ۳۷)

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ منقاب علیہ رحمۃ اللہ التواب فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لاکھ (1,00,000) احادیث یاد تھیں۔“ (شرح الزرقانی علی موطأ الامام مالک، ج ۱، ص ۳۵)

حضرت سیدنا لیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحقر فرماتے ہیں: ”اللہ عزوجل کی قسم! مجھے روئے زمین پر سب سے زیادہ محبت حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دعا فرمایا کرتے: ”یا اللہ عزوجل! میری عمر بھی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لگا دے۔“

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت تعظیم کیا کرتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کرتے تو عظیم القابات سے یاد فرماتے ہوئے یوں گویا ہوتے: ”عالم العلماء نے یوں کہا، عالم مدینہ نے یہ فرمایا اور مفتی حرمین کا فرمان یہ ہے۔“ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۱۸۰، مالک الامام، ج ۷، ص ۴۱۲۔ ترتیب المدارک و تقریب المسالك، الفصل الاول فی ترجیحه من طریق النقل، ج ۱، ص ۱۹)

حضرت سیدنا ثنی بن سعید قصیر علیہ رحمۃ اللہ القدر فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا: ”میں ہر رات سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کرتا ہوں۔“

(حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، الحدیث ۸۸۵۵، ج ۶، ص ۳۴۶)

جہنم سے نجات کی بشارت:

حضرت سیدنا ابن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرض وصال میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت سیدنا ابن دراوردی حاضر ہوئے اور عرض کی: ”اے ابو عبد اللہ! گذشتہ رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے، کیا آپ سننا پسند فرمائیں گے؟“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”سنائیے۔“ تو انہوں نے خواب بیان کرتے ہوئے کہا: ”میں نے سفید لباس میں ملبوس ایک آدمی دیکھا جو آسمان سے اتر آیا اس کے ہاتھ میں ایک ایسا رجسٹر تھا جو زمین و آسمان کے درمیان پھیلا ہوا تھا۔ اس نے تین مرتبہ کہا: ”هَذَا بَرَاءَةٌ لِمَالِكٍ مِنَ النَّارِ“ یعنی یہ حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دوزخ سے براءت نامہ ہے۔“ ابھی یہ گفتگو چل ہی رہی تھی کہ خلیفہ کا قاصد حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ”اے ابو عبد اللہ! مسجد نبوی شریف زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کے مؤذن نے گذشتہ رات ایک خواب دیکھا ہے جو میں نے اس سے سنا ہے۔ چنانچہ، اس نے بھی پہلے خواب کی مثل خواب سنایا۔“ اس پر حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل ہی حقیقی مددگار ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔“

روئے زمین کا سب سے بڑا عالم:

حضرت سیدنا ابو زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے سنا: ”جب ہم مکہ میں مقیم تھے تو مجھے میری پھوپھی نے بتایا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے۔ میں نے کہا: ”سنائیے، کیا خواب ہے؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”میں نے فلاں کو یہ کہتے سنا کہ آج رات اہل زمین کا سب سے بڑا عالم فوت ہو گیا ہے۔“ جب ہم نے حساب لگایا تو وہ حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کا دن تھا۔ (حلیۃ الاولیاء،

مالک بن انس، الحدیث ۸۹۳۴، ج ۶، ص ۳۶۰۔ ترتیب المدارک و تقریب المسالك، باب ذکر وفاة مالک، ج ۱، ص ۷۸)

حضرت سیدنا یونس بن عبدالاعلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا بشر بن بکر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علماء کرام رَجَمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے ایک گروہ کے ساتھ جنت میں دیکھ کر پوچھا: ”حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں؟“ تو انہوں نے بتایا: ”ان کے درجات بہت بلند ہیں۔“ میں نے پوچھا: ”وہ کیسے؟“ جواب ملا: ”اُن کی سچائی کی بدولت۔“

(التمہید لابن عبد البر، مقدمة المصنف، باب ذکر عیون من اخبار مالک و ذکر فضل موطنه، ج ۱، ص ۵۶)

ایک کلمے کے سبب بخشش:

کسی نیک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعد وصال خواب میں دیکھ کر پوچھا: ”مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ لِعِنِّي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نِيْلًا لِّعِيْنِكَ“ آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ ارشاد فرمایا: ”اس نے مجھے بخش دیا۔“ پوچھا: ”کس سبب سے؟“ فرمایا: ”ایک کلمہ کے سبب جو میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کسی سے سنا تھا کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی مردے کو دیکھتے تو پڑھتے: ”اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ، سُبْحٰنَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ“ یعنی وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ آپ زندہ ہے، دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے، پاک ہے وہ ذات جو خود زندہ ہے کہ اسے کبھی موت نہیں۔“ تو میں بھی اپنی زندگی میں جب کسی مردے کو دیکھتا تو ہمیشہ یہ کلمہ پڑھا کرتا جس کی برکت سے اللہ عزوجل نے مجھے جنت میں داخل فرمادیا۔“

(ترتیب المدارک و تقریب المسالك، باب ذکر وفاة مالک، ج ۱، ص ۷۸)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال و تجہیز و تکفین:

حضرت سیدنا عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال 10 ربیع

الاوّل سن 179 ہجری میں ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہفتے کے دن بیمار ہوئے اور اسی دن اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوے (90) برس کی عمر پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے میرے اپنے کپڑوں میں ہی کفن دیا جائے اور جنازہ گاہ میں نمازِ جنازہ ادا کی جائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ کثیر لوگوں نے ادا کی جن میں حضرت سیدنا ابن عیاش، حضرت سیدنا ہاشم، حضرت سیدنا ابن کنانہ، حضرت سیدنا شعبہ بن داؤد، آپ کے کاتب حضرت سیدنا حبیب اور ان کے بیٹے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جمعین جیسی شخصیات بھی شامل تھیں۔ کئی لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک میں بھی اترے۔“

(التمہید لابن عبد البر، مقدمة المصنف، باب ذکر عیون من اخبار مالک و ذکر فضل موطئه، ج ۱، ص ۶۷)

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۱۸۰، مالک الامام، وفاة مالک، ج ۷، ص ۴۳۵)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر اہل عراق کا صدمہ:

جب حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر عراق پہنچی تو گویا عراق کی سرزمین لرزنے لگی۔ وہاں کے لوگوں کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر بہت صدمہ پہنچا۔ ایک آدمی نے حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی: ”اے ابو محمد! ایک شخص کی خواہش ہے کہ وہ کسی ایسے عالم سے مسئلہ دریافت کرے جو اس کے اور اللہ عزّوجلّ کے درمیان دلیل ہو۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”ایسے عالم تو حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں کہ جنہیں آدمی اپنے اور اللہ عزّوجلّ کے درمیان دلیل بنا سکتا ہے۔“ لیکن جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتایا گیا کہ وہ تو وصال فرما چکے ہیں تو بصد حسرت و افسوس کہنے لگے: ”ہائے! اچھے لوگ دنیا سے چلے گئے۔“

آدمی کا نسب ہی اس کا مکان ہے:

حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا سے بہت زیادہ بے رغبت رہتے اور امورِ آخرت میں غور و فکر کرتے رہتے تھے۔ حصولِ علم میں بہت کوشاں رہتے اور مؤمنین کی خیر خواہی کرتے تھے۔ ”خلیفۃ المسلمین مہدی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: ”کیا آپ کا کوئی مکان ہے؟“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا: ”نہیں۔ لیکن میں آپ کو ایک حدیثِ پاک سناتا ہوں، میں نے حضرت سیدنا ربیعہ بن ابی عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا: ”آدمی کا نسب ہی اس کا مکان ہے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، الباب الثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامہما واحکامہما، ج ۱، ص ۴۷)

(ترتیب المدارک و تقریب المسالك، باب فی مجلسہ وطیبہ..... الخ، ج ۱، ص ۳۰)

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکان نہ بنایا:

حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلیفہ ہارون الرشید نے پوچھا: ”کیا آپ کا کوئی مکان ہے؟“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”نہیں۔“ اس نے تین ہزار دینار پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان سے مکان خرید لیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دینار لے لئے لیکن انہیں خرچ نہ کیا۔ جب ہارون الرشید نے بغداد روانگی کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ”آپ بھی میرے ساتھ چلیں، میں نے عزم کیا ہے کہ لوگوں کو اسی طرح موٹا کی ترغیب دلاؤں جس طرح امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو قرآن کی ترغیب دلائی۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”لوگوں کو موٹا شریف کی ترغیب دلانے کی حاجت نہیں کیونکہ حضور نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے (پردہ فرمانے کے) بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان مختلف شہروں میں پھیل گئے اور لوگوں کو احادیث مبارکہ بیان کرتے رہے جس کی بدولت آج ہر شہر میں کثیر علم حدیث موجود ہے۔“ (احیاء علوم الدین، ج ۱، ص ۴۷۔ حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، الحدیث ۸۹۴۲، ج ۶، ص ۳۶۱) اور حضور سید المبلغین، جناب رَحْمَةُ لِّلْعَالَمِیْنَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ”اِخْتِلَافٌ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ لِّعِیْرِ اُمَّتِیْ“ (شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الوصیة، باب ترک الوصیة..... الخ، ج ۱۱، ص ۹۱) اور تمہارے ساتھ بغداد جانے کی بھی ضرورت نہیں، کیونکہ حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، ”ان (لوگوں) کے لئے مدینہ بہتر تھا اگر وہ جانتے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب المدینہ تنفی خبثہا..... الخ، الحدیث ۱۳۸۱، ص ۹۰۷) اور سرکار عالی وقار، شافعِ روزِ شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے، ”مدینہ منورہ میل کچیل کو یوں دُور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کا میل دُور کرتی ہے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب المدینہ تنفی خبثہا وتسمی طابۃ وطیبة، الحدیث ۱۳۸۱ / ۱۳۸۳، ص ۹۰۷) اور یہ ہیں تمہارے دینار، جیسے تم نے دیئے تھے ویسے ہی ہیں۔ اگر چاہو تو لے لو اور چاہو تو چھوڑ دو یعنی تم نے یہ دینار دے کر مجھے مدینہ منورہ چھوڑنے پر مجبور کیا ہے۔ لہذا اب تم انہیں واپس لے لو کیونکہ میں مدینۃ الرسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر دُنْیَا وَمَا فِیْہَا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) کو ترجیح نہیں دوں گا۔“

(حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، الحدیث ۸۹۴۲، ج ۶، ص ۳۶۱۔ احیاء علوم الدین، کتاب العلم، ج ۱، ص ۴۷)

ائمہ اربعہ اور مذاہب اربعہ حق ہیں:

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے، میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں پایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے درمیان

ایک نورانی ستون ہے۔ اس کی چاروں سمتوں میں چار افراد ہیں جو چار زنجیروں سے اسے اپنی اپنی طرف کھینچ رہے ہیں لیکن وہ اتنی مضبوطی کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم ہے کہ ذرہ برابر حرکت نہیں کرتا۔ میں نے کہا: ”کتنے تعجب کی بات ہے! اگر یہ لوگ ایک ہی سمت سے کھینچتے تو ان کو آسانی ہوتی۔“ پھر میں نے ایک فرشتے سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا: ”یہ ستون دین اسلام ہے اور یہ چار زنجیریں مذاہب اربعہ (یعنی حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی) ہیں اور جو حضرات اس کو کھینچ رہے ہیں وہ ائمہ اسلام ہیں: حضرت سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی، حضرت سیدنا امام مالک بن انس، حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت اور حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جس بات پر یہ متفق ہو جائیں وہ فرض ہے، ان کے اقوال حق ہیں اور ان کا اختلاف مسلمانوں کے لئے رحمت ہے۔“

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ



مدینہ منورہ کی فضیلت و عظمت

مکہ مکرمہ کے بعد مدینہ منورہ سے افضل کوئی زمین نہیں۔ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر پینٹھ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ فضیلت نشان ہے: ”میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب فضل الصلاة فی

مسجد مکة و المدينة، باب فضل الصلاة فی مسجد..... الخ، الحدیث: ۱۱۹۰، ص ۹۲)

تذکرہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیان 40:

حمد باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے راہ سلوک پر چلنے والے ہر شخص کے لئے اپنی معرفت کے راستے واضح فرمائے۔ وہ عظمت و کبریائی اور اقتدار میں یکتا ہے۔ وہ ایسا معبود برحق ہے جس کا کوئی وزیر ہے نہ بیوی اور نہ ہی کوئی شریک۔ وہ بے نیاز ہے۔ جسم و جوہر اور عرض سے پاک ہے۔ اس کے لئے فنا ہے نہ موت۔ جو ہو چکا یا آئندہ ہوگا اور جو بات سینے میں ہے اور جو تیرے لئے لکھ دیا گیا ہے وہ سب کو جانتا ہے۔ وہ ایسا بصیر ہے کہ انتہائی سیاہ رات میں رحم کی تاریکی میں بچے کی غذا دیکھ لیتا ہے۔ وہ ایسا سمیع ہے جو ہر ایک کی پکار بھی سنتا ہے اور الفاظ و اقوال ادا کرتے وقت جو ہونٹ ہلتے ہیں اس کو بھی سنتا ہے۔ خیر و شر اسی کے ارادہ کے تابع ہے۔ وہ عرش پر اپنی شان کے مطابق مسکن ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا، نہ کہ جیسے تیرے دل میں کھنکے۔ اس کے لئے اترنا، چڑھنا اور حرکت کرنا نہیں اور جو دل میں گمان گزرتا ہے وہ اس سے پاک ہے۔ یہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ اسی پر امام اعظم ابوحنیفہ، امام احمد، امام شافعی اور امام مالک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین متفق ہیں۔

اے بندہ خطا کار! اٹھ اور اپنے مالک حقیقی کے حضور جبین نیاز جھکا دے اور اپنی محتاجی میں اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کی بارگاہ میں اپنی بگڑی ہوئی حالت سنوارنے کی درخواست کر کہ وہ تیری حالت خوب جانتا ہے۔ تنگی و خوشحالی میں اس کی تعریف کر اور مصیبت و کشادگی میں اس کا شکر ادا کر۔ اور اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ عزت والا اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور یہ بھی گواہی دے کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ اللہ عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آل و اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

تعارف امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیدنا اور لیس حداد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث پاک میں صاحب روایت تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی نہ تھا۔“

(طبقات الحنابلة، مقدمة المصنف، الرقم ۱، احمد بن محمد بن حنبل، ج ۱، ص ۱۰)

پیش کش: مجلس المدینة العلمیہ (دعوت اسلامی)

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی صالح و متقی تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سچے ایمانداروں کی علامات پائی جاتی تھیں۔ چنانچہ، حضرت سیدنا اور لیس حداد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں: ”آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت سیدنا عبد اللہ علیہ رحمۃ اللہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے روٹی اور کچھ سالن دینا اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ جب وہ قاضی بن گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روٹی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل کی قسم! میں اس سے کبھی کھانا نہ کھاؤں گا۔“ اور مرتے دم تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس قول پر کاربند رہے۔“ (تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۹۷)

حضرت اور لیس حداد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں: ”میں نے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ نماز پڑھتے، تلاوت قرآن کرتے یا کوئی کتاب پڑھتے دیکھا اور کبھی کسی دنیوی معاملے میں مشغول نہ پایا۔ اور جب ان مذکورہ کاموں میں شدت آجاتی تو ایک، دو یا تین دن تک کچھ نہ کھاتے۔ جب اپنے گھر والوں کو دیکھتے تو پانی پی لیتے جس سے وہ سمجھتے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹ بھرا ہوا ہے۔“

حضرت سیدنا مروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جب حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن پاک کو غیر مخلوق ماننے پر خلیفہ واثق کے قید خانہ میں ڈالا گیا۔ تو ایک دن داروغہ جیل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا: ”اے ابو عبد اللہ! کیا وہ حدیث صحیح ہے جو ظالموں اور ان کے مددگاروں کے متعلق ہے؟“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ”جی ہاں! صحیح ہے۔“ اس نے کہا، ”پھر تو میں بھی ظالموں کے مددگاروں میں سے ہوں۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”نہیں (تو ظالموں کا مددگار نہیں)۔“ اس نے کہا، ”کیوں نہیں؟“ فرمایا: ”ظالموں کا مددگار تو وہ ہے جو تیرے بال سنوارے، کپڑے دھوئے اور تیرے لئے کھانا لائے جبکہ تو خود ظالم ہو۔“ (صید الخاطر لابن الجوزی، فصل التطلع بلا عمل، ص ۱۴۲)

حضرت سیدنا اور لیس حداد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں: ”جب حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابتلا و آزمائش کی گھڑیاں ختم ہوئیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر لایا گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کثیر مال بھیجا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضرورت کے باوجود سارا مال واپس کر دیا اور اس میں سے کچھ نہ لیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا حضرت سیدنا اسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لوٹائے ہوئے مال کا حساب لگایا تو وہ پچاس ہزار دینار کا تھا۔ اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چچا سے فرمایا: ”اے چچا! میں آپ کو ایسے حساب میں مشغول پاتا ہوں جو آپ کے لئے بے فائدہ ہے۔“ چچا نے کہا: ”آج تم نے اتنا مال واپس کر دیا حالانکہ تمہیں ایک ایک دانہ کی ضرورت ہے۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”اگر ہم اسے طلب کرتے تو یہ نہ ملتا اور جب ہم نے اسے چھوڑ دیا ہے تو یہ ہمارے پاس آیا ہے۔“

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۸۷۶، احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج ۹، ص ۵۱۱)

حضرت سیدنا علی بن سعید رازی علیہ رحمۃ اللہ القاضی فرماتے ہیں: ”ایک دن ہم حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خلیفہ متوکل کے دروازے پر پہنچے۔ جب درباریوں نے آپ کو خاص دروازے سے اندر داخل کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں ارشاد فرمایا: ”واپس لوٹ جاؤ! اللہ عزوجل تمہیں عافیت عطا فرمائے۔“ چنانچہ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی برکت سے آج تک ہم میں سے کوئی بیمار نہ ہوا۔“ (المرجع السابق، ص ۵۱۲)

حضرت سیدنا ہلال بن علاء علیہ رحمۃ رب العلیٰ فرماتے ہیں: ”چار شخصیات ایسی ہیں جن کا اسلام پر احسان ہے: (۱)..... حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو اذیت و تکلیف پر ثابت قدم رہے اور قرآن عظیم کو مخلوق نہ کہا (۲)..... حضرت سیدنا ابو عبد اللہ شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنہوں نے کتاب و سنت پر فقہ کی بنیاد رکھی (۳)..... حضرت سیدنا ابو عبد اللہ قاسم بن سلام علیہ رحمۃ اللہ السلام، جنہوں نے حضور نبی پاک، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی تشریح فرمائی اور (۴)..... حضرت سیدنا ابو زکریا علیہ رحمۃ اللہ الکبریٰ، جنہوں نے صحیح اور غیر صحیح احادیث میں فرق واضح کیا۔“

حضرت سیدنا محمد بن موسیٰ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا حسین بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز کی طرف مصر سے بہت سامان وراثت بھیجا گیا تو انہوں نے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تین تھیلے پیش کئے۔ ہر تھیلے میں ہزار دینار تھے اور عرض کی: ”اے ابو عبد اللہ! اسے اپنے گھر والوں پر خرچ کر لیجئے۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”مجھے اس مال کی کوئی ضرورت نہیں، مجھے میرا اللہ عزوجل کافی ہے۔“ اور سارا مال لوٹا دیا۔

(حلیۃ الاولیاء، الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث ۱۳۶۳۶، ج ۹، ص ۱۸۷)

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت سیدنا عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”میرے والد محترم ہر رات ایک منزل قرآن حکیم پڑھتے اور سات دن میں قرآن مجید ختم فرماتے پھر صبح تک کھڑے ہو کر عبادت کرتے رہتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر دن تین سو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کوڑے برسائے گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمزور پڑ گئے۔ اور پھر ہر دن ایک سو پچاس (150) رکعت ادا فرماتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین بار سکون میں آتے اور تین بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چیخ بلند ہوتی۔“ (حلیۃ الاولیاء، الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث ۱۳۶۵۸، ج ۹، ص ۱۹۲)

سیدنا شیبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جواب لا جواب:

حضرت سیدنا عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”ایک روز میرے والد محترم حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے قریب سے حضرت سیدنا شیبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

گزر ہوا۔ انہوں نے اونی جبہ پہن رکھا تھا۔ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے فرمایا: ”اے ابو عبد اللہ! کیا میں اس ناواقف کو اس کی ناواقفیت پر آگاہ نہ کروں؟“ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے فرمایا: ”چھوڑیے! اسے اپنے حال پر رہنے دیجئے۔“ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”نہیں، اسے سمجھانا بہت ضروری ہے۔“ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا شیبان علیہ رحمۃ اللہ العتقان کو اپنے پاس بلا کر استفسار فرمایا: ”اے شیبان! اس شخص کے متعلق کیا کہتے ہو جو کسی دن اپنی نماز بھول گیا اور نہیں جانتا کہ کون سی نماز تھی تو اب اس پر کیا واجب ہے؟“ تو حضرت سیدنا شیبان علیہ رحمۃ اللہ العتقان نے جواباً ارشاد فرمایا: ”اے احمد! ایسے شخص کا دل یاد الہی عَزَّوَجَلَّ سے غافل ہے اور وہ بھولا ہوا غافل ہے۔ لہذا اس پر لازم ہے کہ وہ دیکھے تاکہ دوبارہ کبھی نماز سے غافل نہ ہو اور اس دن کی ساری نمازیں بھی قضا کرے۔ پھر وہ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”کیا آپ دونوں میرے جواب کا رد کر سکتے ہیں؟“ یہ سن کر حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشی سے چلا اٹھے اور فرمایا: ”نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہی جواب صحیح ہے۔“ پھر ان کو وہیں چھوڑ کر حضرت سیدنا شیبان علیہ رحمۃ اللہ العتقان تشریف لے گئے۔“

حضرت سیدنا اور لیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلا ہوا لباس نہ پہنتے تھے بلکہ کچی سلانی کر کے درمیان سے گول کاٹ لیتے اور سر میں داخل کر لیتے اور فرماتے: ”جو مر جائے گا اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ تر خود روزی سبزی تناول کرتے اور فرماتے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ وہ حلال چیز ہے جس میں کوئی حساب و کتاب نہیں۔“

مشعل کی روشنی میں سوت نہ کا تو:

حضرت سیدنا اور لیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رفقاء کی عورتوں کا ایک گروہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عورت آگے بڑھ کر عرض کرنے لگی: ”یا سیدی! ہم اپنے گھروں میں سوت کات رہی ہوتی ہیں تو قریب سے سپاہی مشعل لے کر گزرتے ہیں تو کیا ہمارے لئے ان مشعلوں کی روشنی میں اُون کاتنا جائز ہے؟“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ”تم کون ہو؟“ اس نے عرض کی: ”حضرت سیدنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی بہن۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”تمہارے گھر سے تقویٰ کا ظہور ہو اس لئے تم اس کی روشنی میں اُون مت کا تو۔“

(وفیات الاعیان لابن خلکان، حرف الباء، الرقم ۱۱۴، الحافی، ج ۱، ص ۲۶۸، بتغییر)

حضرت سیدنا اور لیس حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے

مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتَعْظِيماً حاضر ہوئے۔ وہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تنگ دستی غالب آگئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک بالٹی تھی۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی چیز کے بدلے ایک سبزی فروش کے پاس گروی رکھ دی۔ جب اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنگ دستی دور فرمادی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سبزی فروش کے پاس آئے اور اسے رقم دے کر اپنی بالٹی کا مطالبہ کیا۔ سبزی فروش کھڑا ہوا اور ایک جیسی دو بالٹیاں حاضر کر دیں اور کہنے لگا: ”مجھ پر آپ کی بالٹی مشتبہ ہو گئی ہے، آپ ان میں سے جو چاہیں لے لیں۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”مجھ پر بھی معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے کہ کون سی بالٹی میری ہے؟ اللہ عزوجل کی قسم! میں اسے بالکل نہ لوں گا۔“ سبزی فروش نے کہا: ”اللہ عزوجل کی قسم! میں بھی اس کو دیئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔“ آخر کار دونوں اس کو فروخت کر کے رقم صدقہ کرنے پر رضامند ہو گئے۔

(حلیۃ الاولیاء، الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث ۱۳۶۰۱ ج ۹، ص ۱۸۱، بنغین)

حضرت سیدنا ادریس حداد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں: ”جب بھی حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی جنازہ میں جاتے تو اس دن نہ کھانا کھاتے، نہ اس رات سوتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی قبر دیکھتے تو اس طرح روتے جیسے وہ عورت روتی ہے جس کا بچہ فوت ہو چکا ہو۔“

امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آنکھوں کا قفل مدینہ: (۱)

ایک روز حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچانک گھر سے باہر نکلے تو ایک عورت پر نظر پڑی جس کا چہرہ گھلا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً پڑھا: ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ“ یعنی بلند و برتر پروردگار کے سوا کوئی طاقت و قوت نہیں۔“ اور قسم کھائی کہ آئندہ جب بھی نکلوں گا چہرہ ڈھانپ کر نکلوں گا تاکہ کسی عورت پر نظر نہ پڑے۔

جب بھی کوئی نیا واقعہ یا مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو اس وقت تک نہ لکھتے جب تک علماء کرام زِحْمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی خدمت میں پیش نہ فرما لیتے۔ اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے ان کی رائے کے مطابق ہوتی تو لکھ لیتے ورنہ چھوڑ دیتے اور دل میں آنے والی بات پر استغفار کرتے۔

حضرت سیدنا ادریس حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زہد و ورع کا یہ عالم تھا کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلم خشک ہو جاتا تو اسے اپنے سر سے پونچھتے، اپنے کپڑے سے نہ پونچھتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

①..... دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں آنکھوں کو بدنگاہی سے بچانے کو ”آنکھوں کا قفل مدینہ“ کہتے ہیں۔

سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: ”یہ روشنائی علم کا باقی ماندہ حصہ ہے، لہذا میں اسے کپڑوں سے صاف نہیں کرتا کہ ہو سکتا ہے وہ کپڑا گندگی میں ڈال دیا جائے۔“

آٹھ لاکھ، ساٹھ ہزار شرکائے جنازہ:

حضرت سیدنا محمد بن موسیٰ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن 164 ہجری میں پیدا ہوئے اور بوقت وصال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک 77 برس تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمعہ کی نماز کے بعد دفنایا گیا۔ کثیر لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ میں اکٹھے ہوئے۔ حضرت سیدنا محمد بن طاہر علیہ رحمۃ اللہ لظاہر نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جب نماز جنازہ میں حاضرین کو شمار کیا گیا تو آٹھ لاکھ (8,00,000) مرد اور ساٹھ ہزار (60,000) عورتیں تھیں۔ جس جگہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی وہ چونٹھ (64) جریب (1) تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعزیت کے لئے خلیفہ متوکل یا خلیفہ واثق بیٹھا تو حکماء و امراء اور خاص لوگوں سے کہا گیا کہ خلیفہ سے تعزیت کریں۔ (حلیۃ الاولیاء، الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج ۹، ص ۱۷۴۔ الطبقات الکبریٰ للشعرانی، الرقم ۹۴، الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج ۱، ص ۸۰) الحدیث ۱۳۵۶۳، ج ۹، ص ۱۷۴۔

دس لاکھ احادیث لکھنے والا امام:

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے زاہد، متقی، فقیہ اور پرہیزگار تھے۔ حدیث پاک کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحیح احادیث کو غیر صحیح احادیث سے علیحدہ کر کے نشان دہی کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجال حدیث (یعنی حدیث کے راویوں) اور ان میں سے سچے راویوں کے متعلق بھی سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس لاکھ (10,00,000) احادیث تحریر فرمائیں۔ جن میں سند اور متن والی احادیث کی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار (1,50,000) ہے۔

منقول ہے کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تشدد کیا گیا اور مصائب و آلام ڈھائے گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت قدم رہے۔ جس کی وجہ سے اہل مشرق و مغرب کے محبوب بن گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ لوگوں کی نگاہوں میں باعزت رہے یہاں تک کہ جب لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تو گویا وہ کسی شیر کو دیکھ رہے ہوتے۔

①..... جریب: زمین کی اس معلوم مقدار کو کہتے ہیں جو دس قفیز کے برابر ہوتی ہے اور ہر قفیز چالیس ہاتھ کا ہوتا ہے (لسان العرب، ج ۱، ص ۵۶۵)

حضرت سیدنا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرض وصال میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریب المرگ تھے۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر رونے لگے اور عرض کی: اے ابو عبد اللہ! مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿لِيَمِثِلَ هَذَا فَلَيعْمَلِ الْعَمَلُونَ﴾ (۲۳، الطہ: ۶۱) ترجمہ کنز الایمان: ایسی ہی بات کے لئے کامیوں کو کام کرنا چاہئے۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور آپ کا طائر روح قفسِ عُضْرَى سے پرواز کر گیا۔
اللہ عزوجل کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحمت ہو اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ (آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



حفاظت زبان کی فضیلت

شہنشاہ نبوت، ہیکرِ جوہر و حکمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: مَنْ يَتَكْفَلُ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَرِجْلَيْهِ أَتَكْفَلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ تَرْجَمَةً: جو شخص مجھے دو جبروں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی شرمگاہ) کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، الحدیث ۶۴۷۴، ص ۵۴۳، مفہوماً)

چند حکایات

بیان 41:

حمد باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے آسمان کو اپنی قدرت سے بلند فرمایا۔ افلاک کو ان کے مدار میں گھمایا۔ اپنی مشیت سے زمین کو پھیلایا اور اسے چلنے کے لئے آسان کیا۔ آسمان کو قابلِ تسخیر بنایا۔ اس نے سلطنت بنائی اور مخلوق کو اس میں بسایا۔ وہ خود زندہ ہے اور اوروں کو قائم رکھنے والا ہے، اُسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اس نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا۔ نجات اور ہلاکت کو مقرر فرمایا، وہ ہمیشہ سے ہے اور سب کو پیدا کرنے والا ہے، پیدا کرنے اور حکم دینے کا مختارِ حقیقی وہی ہے، معاف کرنا اور سزا دینا اسی کے دستِ قدرت میں ہے، اسی نے لوح و قلم پیدا فرمائے۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا، اسے عقلِ کامل، سمجھ بوجھ اور فہم و فراست عطا فرمائی۔ وہی دریا کی گہرائیوں میں غرق ہونے والوں کو ہلاکت کا یقینی مشاہدہ کر لینے کے بعد بچانے والا ہے اور تمام حیلوں کے ختم ہونے کے بعد ہلاک ہونے والے کو بچانے والا بھی وہی ہے اور سخت بیڑیوں میں بندھے قیدیوں کو آزاد کرنے والا اور قید سے چھٹکارا عطا کر کے ان کی حاجت روائی فرمانے والا بھی وہی ہے، وہ بندوں سے بے پروا ہے، انہیں فرمانبرداری اور ایمان کا حکم دیتا ہے اور ان کے لئے کفر و شرک پر راضی نہیں، اطاعت اسے نفع دے سکتی ہے نہ ہی نافرمانی نقصان دے سکتی ہے۔

اے گنہگار! بے شک وہ تجھے فرمانبرداری کا حکم دیتا اور نافرمانی سے منع فرماتا ہے تاکہ تجھے یقین کی آنکھ سے اپنی قدرت کا مشاہدہ کرائے اور تیرے لئے دین و دنیا کا معاملہ واضح فرمائے۔ ہر وقت اُس کی طرف متوجہ رہ، اُس سے ڈرتا رہ اور اُس کی نافرمانی سے بچ۔ اگر تو اُسے نہیں دیکھ پاتا تو یہ یقین رکھ کہ وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ نمازوں کی پابندی کر جن کا اس نے تجھے تاکیدِ حکم دیا ہے اور سحری کے وقت عاجزی و انکساری سے اس کی بارگاہ میں کھڑا ہو، بے شک وہ تجھ پر اپنی روشن نعمتیں نچھاور فرمائے گا اور تجھے اپنے مقصود تک پہنچا کر تجھ پر احسان فرمائے گا۔ کیا اس نے ماں کے پیٹ میں تیری حفاظت نہیں کی اور اپنے لطف و کرم سے تجھے خوراک نہ بتا نہیں کی؟ کیا اس نے تجھے کمزور پیدا کر کے پھر رزق فراہم کرتے ہوئے تجھے قوی نہیں کیا؟ کیا اس نے تیری پیدائش اور پرورش اچھی طرح نہ کی؟ کیا تجھے عزت و اکرام نہیں بخشا؟ کیا تجھے ہدایت و تقویٰ جیسی عظیم دولت سے مزین نہیں کیا؟ کیا تجھے عقل دے کر ایمان کی طرف تیری رہنمائی نہیں فرمائی؟ کیا تجھے اپنی نعمتیں عطا نہیں فرمائیں؟ کیا تجھے اپنی فرمانبرداری کا حکم نہیں دیا اور تاکید نہیں کی اور تجھے اپنی نافرمانی سے نہیں بچایا؟ کیا تجھے ندا دے کر اپنے درِ رحمت پر نہیں بلایا؟ کیا سحری کے وقت تجھے اپنے مکرّم خطاب سے بیدار نہیں کیا اور تجھ سے راز کی باتیں نہ کیں؟ کیا تجھ سے آخرت میں کامیابی اور جزا کا وعدہ نہیں

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

فرمایا؟ کیا تو نے سوال کیا اور دعا کی تو اس نے تیرے سوال کا جواب نہیں دیا اور تیری دعا قبول نہیں کی؟ جب تو نے مصیبتوں میں مدد مانگی تو کیا اس نے تیری مدد نہیں فرمائی اور تجھے نجات عطا نہیں کی؟ اور جب تو نے نافرمانی کی تو کیا اس نے اپنی بردباری سے تیری پردہ پوشی نہیں فرمائی اور تجھے اپنی رحمت سے نہیں ڈھانپا؟ کیا تو نے کئی مرتبہ اپنے رب عزوجل کے غضب کو دعوت نہیں دی لیکن پھر بھی اس نے تجھے راضی رکھا؟ تو کیا تجھے زیب دیتا ہے کہ تو گناہوں اور نافرمانیوں سے اس کا مقابلہ کرے؟ اس نے تجھ پر اپنا رزق کشادہ کیا اور تو اس کی نافرمانی میں اضافہ کرتا ہے۔ تو لوگوں سے تو چھپ جاتا ہے مگر اللہ عزوجل سے نہ چھپ سکے گا۔ وہ تجھے دیکھ رہا ہے، کب تک تو گمراہی اور خواہشات کے سمندر میں غرق رہے گا؟ اگر تو نجات چاہتا ہے تو ندامت کی کشتی پر سوار ہو جا اور اپنے مولیٰ عزوجل کی بارگاہ میں سچی توبہ کر کے فائدہ اٹھا۔ اپنے آپ کو اخلاص کے ساحل پر ڈال دے وہ تجھے نجات اور خلاصی عطا فرمائے گا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندوں پر خاص نظر کرم فرمائی۔ ان کے دلوں کو اپنی توحید کا گھر بنایا اور اپنی وحدانیت کا اقرار کرنے والا بنایا اور ان کے سینوں کو اپنے ذکر اور اپنی بزرگی کی جگہ بنایا۔ جب کبھی انفق توفیق سے کوئی ستارہ طلوع ہوتا ہے یا تحقیق کی بجلیوں سے کوئی نور چمکتا ہے تو ان کے دل محبوب کے ذکر سے کشادہ اور شرابِ محبت سے سیراب ہو کر خوش ہو جاتے ہیں اور ان کے سامنے سے پوشیدہ رازوں سے پردے اٹھائیے جاتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابو زید علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں: ”میں جب بھی اپنے نفس کو عبادتِ الہی عزوجل کی طرف راغب کرتا تو وہ رونے لگتا لیکن میں اسے مسلسل رغبت دلاتا رہا یہاں تک کہ وہ اس پر خوش ہو گیا۔ جو اللہ عزوجل کی معرفت پالیتا ہے ہر شے اس کے تابع ہو جاتی ہے۔“

شیر سے پردہ کرنے والی ولیہ:

حضرت سیدنا اسمعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”ایک دفعہ میں شام کے راستے حج بیت اللہ شریف زادھا اللہ شرفاً وتَعْظیماً کے ارادے سے نکلا۔ دورانِ سفر ایک بہت بڑا خوفناک شیر نمودار ہوا اور راستے میں حائل ہو گیا۔ میں نے برابر والے شخص سے پوچھا: ”کیا قافلے میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو تلوار لے اور اس شیر کو یہاں سے ہٹا دے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا، البتہ! ایک عورت ہے جو اسے بغیر تلوار کے بھی ہٹا سکتی ہے۔“ میں نے اس کے متعلق پوچھا اور ہم دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب ہی ایک سواری کے کجاوہ کے پاس پہنچے تو اس نے پکارا: ”اے بیٹی! نیچے اتر اور ہم سے اس شیر کو دور کر دو۔“ اندر سے آواز آئی: ”اے میرے والد محترم! کیا آپ کا دل برداشت کرتا ہے کہ مجھے شیر دیکھے، وہ مذکر ہے اور میں

مؤنث۔ لیکن اے ابا جان! شیر کو جا کر کہہ دیجئے کہ میری بیٹی فاطمہ تجھے سلام کہتی ہے اور اس ذات کی قسم دیتی ہے جسے نہ نیند آتی ہے، نہ اُدگھ۔ تو ہمارے راستے سے ہٹ جا۔“ حضرت سیدنا امام اصبغی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”اللہ عزوجل کی قسم! ابھی اس کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ شیر سامنے سے جا رہا تھا۔“

اللہ عزوجل کی قسم! یہ صالحین کی علامتیں اور عارفین کی نشانیاں ہیں۔

آب زمزم سٹو، دودھ اور شہد بن گیا:

حضرت سیدنا سعید بن اسحاق بصری علیہ رحمۃ اللہ اغنی فرماتے ہیں: ”میں سحری کے وقت آب زمزم شریف کے کنوئیں کے پاس تھا کہ اچانک ایک بزرگ تشریف لائے، ڈول بھرا اور پانی پی کر چل دیئے۔ میں نے ان کا جوٹھا پانی پیا تو وہ بیٹھے سٹو کی طرح تھا۔ ایسا شربت میں نے پہلے کبھی نہ پیا تھا۔ جب میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو وہ جا چکے تھے۔ میں دوسرے دن دوبارہ زمزم کے کنوئیں کے پاس آ گیا۔ وہ بزرگ پھر تشریف لائے اور ڈول بھر کر پانی نوش فرمایا۔ اب میں نے ان کا بچا ہوا پانی پیا تو وہ خوشبودار بیٹھے شہد کی طرح تھا۔ ایسا لذیذ مشروب میں نے پہلے کبھی نہ چکھا تھا۔ میں دوبارہ متوجہ ہوا تو وہ بزرگ تشریف لے جا چکے تھے۔ تیسرے روز میں سحری کے وقت زمزم شریف کے کنوئیں پر موجود تھا کہ وہ بزرگ پھر تشریف لائے اور ڈول بھر کر پانی پیا۔ میں نے ان کا جوٹھا پانی پیا تو بیٹھے دودھ کی طرح تھا۔ ایسا لذیذ دودھ میں نے کبھی نہ پیا تھا۔ میں نے عرض کی، ”اس گھر کی حرمت کی قسم! یہ بتائیے! آپ کون ہیں؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”کیا میری موت تک اسے ظاہر تو نہ کرو گے؟“ میں نے عرض کی، ”جی ہاں۔“ تو انہوں نے بتایا: ”میں سفیان ثوری ہوں۔“

تین چیزوں کے سبب بخشش ہو گئی:

حضرت سیدنا ابو یوسف غسلسونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”ایک دن میں شام کی ایک مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم تشریف لائے اور مجھے فرمایا: ”اے غسلسونی! آج میں نے ایک عجیب بات دیکھی۔“ میں نے پوچھا، ”وہ کیا ہے؟“ فرمانے لگے: ”میں قبرستان میں ایک قبر کے پاس کھڑا تھا کہ اچانک ایک سفید ریش بوڑھے کی قبر شق ہوئی۔ اس نے مجھ سے کہا: ”اے ابراہیم! مجھ سے کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ لو کہ اللہ عزوجل نے مجھے آپ کے لئے زندہ کیا ہے۔“ تو میں نے پوچھا: ”اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ اس نے جواب دیا: ”میں اللہ عزوجل کے حضور گناہوں کا بوجھ لئے حاضر ہوا لیکن اس نے مجھ سے فرمایا: ”میں نے تجھے تین چیزوں کے سبب بخش دیا: (۱)..... تو میرے پاس اس حال میں آیا کہ تجھے اس سے محبت ہے جو میرا محبوب ہے (۲)..... تیرے سینے میں ذرہ برابر حرام شراب نہیں اور (۳)..... تیرے بال سفید

ہیں اور مجھے حیا آتی ہے کہ کسی سفید بالوں والے بوڑھے کو آگ کا عذاب دوں۔ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں: ”پھر بوڑھے کی قبر بند ہوگئی۔“ حضرت سیدنا غسلونی نے عرض کی، ”اے ابواسحاق! کیا آپ مجھے اس قبر کی زیارت نہ کروائیں گے؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے غسلونی! اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے! اس کے ساتھ اپنا معاملہ درست رکھ تو وہ تجھے اپنی قدرت کے عجائبات دکھائے گا اور اس کی محبت میں تمام غیروں سے غافل و بے نیاز ہو جا۔“

انگوروں کی غیبی ٹوکری:

حضرت سیدنا لیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ میں جب حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ میں اذہا اللہ شرفنا و نعتینا حاضر ہوا۔ میں نے نماز عصر ادا کی پھر جبل ابی قیس کی طرف چل پڑا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھایا دعا کر رہا تھا: ”یارب عزوجل! یارب عزوجل!“ یہاں تک کہ اس کی سانس پھول گئی۔ پھر کہنے لگا: ”یا اللہ عزوجل! یا اللہ عزوجل!“ یہاں تک کہ اس کی سانس پھول گئی۔ پھر کہا: ”یا حی، یا قیوم!“ یہاں تک کہ اس کی سانس پھول گئی۔ پھر کہنے لگا: ”یا رحمن عزوجل! یا رحمن عزوجل!“ یہاں تک کہ اس کی سانس پھول گئی۔ پھر ”یا ارحم الراحمین“ کا ورد کرتا رہا حتیٰ کہ اس کی سانس پھول گئی۔“ جب وہ دعا سے فارغ ہوا تو عرض کرنے لگا: ”یا اللہ عزوجل! انگور کھانے کی خواہش ہے مجھے انگور کھلا دے اور میری چادر پھٹ گئی ہے مجھے نئی چادر عطا کر دے۔“ حضرت سیدنا لیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: ”اللہ عزوجل کی قسم! اس کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ میں نے ایک ٹوکری دیکھی جو انگوروں سے بھری ہوئی تھی حالانکہ ان دنوں انگوروں کا موسم نہ تھا۔ ساتھ ہی دو چادریں بھی تھیں۔ جب اس نے کھانے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: ”میں بھی آپ کا شریک ہوں۔“ اس نے پوچھا: ”وہ کیسے؟“ میں نے عرض کی، ”جب آپ نے دعا کی تھی تو میں نے آمین کہا تھا۔“ اس نے کہا: ”تو آؤ، اللہ عزوجل کا نام لے کر کھاؤ اور کوئی چیز بچا کر نہ رکھنا۔“ میں نے آگے بڑھ کر انگور کھانا شروع کر دیا۔ وہ انگور بیچ کے بغیر تھا۔ میں نے ایسا عمدہ انگور پہلے کبھی نہ کھایا تھا۔ پس میں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ مگر ٹوکری میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ پھر اس نے کہا: ”ان چادروں میں سے جو پسند ہو لے لو۔“ میں نے کہا: ”مجھے چادر کی ضرورت نہیں۔“ پھر وہ کہنے لگا: ”تم تھوڑی دیر چھپ جاؤ تا کہ میں چادریں پہن لوں۔“ میں اوث میں ہو گیا۔ اس نے ایک چادر کو تہ بند کے طور پر استعمال کیا اور دوسری اوپر اوڑھ لی پھر دوسری دو چادریں اپنے ہاتھ میں لیں جو پہلے سے اس کے پاس موجود تھیں اور چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ جب وہ صفا و مروہ کے مقام پر پہنچا تو اسے ایک آدمی ملا اور کہنے لگا: ”اے اللہ کے پیارے رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد! مجھے لباس پہنائیے، اللہ عزوجل آپ کو پہنائے۔“ اس نے دونوں چادریں مانگنے والے کے حوالے کر دیں۔ میں نے اس آدمی سے پوچھا: ”اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، یہ کون تھے؟“ اس نے

جواب دیا: ”یہ حضرت سیدنا جعفر بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد تھے۔“ حضرت سیدنا لیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”اس کے بعد میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت تلاش کیا مگر کہیں نہ پایا۔ مجھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جدائی پر بہت صدمہ ہوا۔“

ہم اپنے آپ کو کھلاتے تو یہ مچھلی نہ نکلتی:

حضرت سیدنا ابونصر صیاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا بشر خانی علیہ رحمۃ اللہ اکافی ایک دفعہ میرے پاس سے گزرے جبکہ میں جامع مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا۔ لوگ نمازِ جمعہ پڑھ کر واپس آرہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفسار فرمایا: ”کیا بات ہے میں تمہیں اس وقت یہاں دیکھ رہا ہوں؟“ میں نے عرض کی: ”حضور! گھر میں نہ آتا ہے، نہ روٹی، نہ درہم اور نہ کوئی دوسری چیز جو بیچی جاسکے۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل مددگار ہے۔ اپنا جال اٹھاؤ اور آؤ! وادی کی طرف چلتے ہیں۔“ حضرت سیدنا ابونصر علیہ رحمۃ اللہ اکبر فرماتے ہیں: ”میں نے جال اٹھایا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ چل دیا۔ جب ہم وادی کے پاس پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو۔“ میں نے ایسا ہی کیا تو اس کے بعد مجھے فرمایا: ”اللہ عزوجل کا نام لے کر جال ڈال دو۔“ میں نے اللہ عزوجل کا نام لیا اور جال ڈال دیا۔ اس میں کوئی بھاری چیز پھنس گئی۔ میں نے اس کو کھینچا تو مجھے بہت دشواری ہوئی۔ میں نے حضرت سیدنا بشر خانی علیہ رحمۃ اللہ اکافی سے عرض کی کہ میرا ہاتھ پکڑیں اور میری مدد کریں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ جال پھٹ جائے گا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگے بڑھے اور میرے ساتھ مل کر جال کھینچا تو دیکھا کہ اس میں ایک بہت بڑی مچھلی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”اسے لو، بیچو اور اس کی قیمت سے گھر والوں کے لئے ضرورت کی اشیاء خریدو۔“ حضرت سیدنا ابونصر علیہ رحمۃ اللہ اکبر فرماتے ہیں: ”میں اسے لے کر شہر کے دروازے پر آیا۔ وہاں مجھے ایک آدمی ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا، ”یہ مچھلی کتنے کی ہے؟“ میں نے کہا، ”دس درہم کی۔“ اس نے کہا، ”میں اس کو خریدتا ہوں۔“ چنانچہ، اس نے تول کر دس درہم کی خرید لی۔ میں نے گھر والوں کی اشیاء ضروریات خرید لیں۔ پھر دو چپاتیوں میں حلوہ رکھا اور انہیں لے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی، ”کون ہے؟“ میں نے عرض کی، ”ابونصر۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”دروازہ کھولو اور جو پاس ہے وہ دروازے پر ہی رکھ کر اندر آ جاؤ۔“ میں اندر داخل ہوا اور جو کچھ کیا تھا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”اس انعام خداوندی عزوجل پر اس کا شکر ہے۔“ میں نے عرض کی: ”میں نے گھر میں کچھ تیار کیا تھا۔ ہم سب گھر والوں نے کھا لیا ہے، یہ میرے پاس دو روٹیاں ہیں جن میں حلوہ رکھا ہوا ہے (آپ قبول فرمائیے)۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”اے ابونصر! اگر ہم اپنے آپ کو کھلاتے تو یہ مچھلی نہ نکلتی۔ تم جاؤ اور اس میں سے خود بھی کھاؤ اور گھر والوں کو بھی کھلاؤ۔“

دریا پر چلنے والا قطب:

حضرت سیدنا محمد بن ابی حواری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ”موصل شہر میں ایک غمزہ عاشق الہی غزوجل رہا کرتا تھا جس کا نام سعدون تھا۔ میں اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا: ”تمہارے غم اور محبت کا سبب کیا ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”ایک دن میں سیر و سیاحت کرتے ہوئے نکلتا کہ کسی ایسے بندے سے ملوں جو میرے دل کو پاک کر دے اور مجھے رب غزوجل کے راستے کی معرفت کرا دے۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو شیر پر سوار تھا۔ میں اس سے خوفزدہ ہوا تو اس نے مجھے پکارا: ”کیا تم اپنے جیسی مخلوق سے ڈرتے ہو؟“ پھر اس نے شیر کو بھگا دیا اور پیدل چلنے لگا۔ میں اس کے پیچھے ہولیا اور اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے عرض کی: ”اس ذات کی قسم جس نے آپ کو یہ مرتبہ اور قرب عطا فرمایا ہے! مجھے بھی اس راستے کی رہنمائی فرمائیے۔“ اس نے فرمایا: ”دنیا کو قید خانہ اور آخرت کو ٹھکانہ اور قلعہ جانو، اپنی آنکھوں کو گریہ وزاری اور بیداری کا عادی کرو، سحری کے وقت بارگاہِ خداوندی غزوجل میں حاضری کو لازم پکڑو اور اس ذات سے خوفزدہ رہو۔“ میں نے عرض کی: ”یاسیدی! مزید کچھ فرمائیے۔“ تو ارشاد فرمایا: ”اے سعدون! تو عقل مند ہے یا مجنون؟ اللہ غزوجل کی قسم! جب تجھے راہِ خداوندی غزوجل کی معرفت مل جائے تو تیرا وجود تابع ہو جائے گا اور سیاہی دور ہو جائے گی۔“ میں نے عرض کی: ”یاسیدی! اس ذات کا واسطہ جس نے آپ کو بھیدوں پر آگاہ فرمایا اور آپ کا دل اپنے انوار سے معمور فرمایا! مجھے اجازت دیجئے کہ دن کا بقیہ حصہ آپ کی صحبت میں گزاروں۔“ تو فرمانے لگے: ”اس شرط پر کہ تم جو دیکھو گے اسے میرے زندہ رہنے تک چھپائے رکھو گے۔“ میں نے حامی بھری۔ پھر فرمایا: ”میرے ساتھ چلو، ہم کسی کے جنازے پر حاضر ہوں گے۔“

پھر ہم چلتے چلتے ایک دریا پر جا پہنچے۔ انہوں نے دریا پر اپنی چادر بچھائی اور میرے ہاتھ کو تھام لیا۔ ہم چادر پر بیٹھ گئے یہاں تک کہ ہم دریا کے درمیان ایک جزیرے پر پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے ایک آدمی کو دیکھا جو چت لیٹا ہوا تھا، وہ سکرات موت میں تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو ہم نے اس کے غسل و کفن کا اہتمام کیا، اس پر نمازِ جنازہ پڑھی پھر اسے قبر میں دفن کر دیا۔ میں نے عرض کی: ”یاسیدی! یہ کون ہیں اور ان کا نام کیا ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”یہ حضرت سیدنا عبدالوہاب علیہ رحمۃ اللہ الثواب ہیں جو سات قطبوں میں سے ایک تھے، اب مجھے ان کی جگہ دی گئی ہے۔“ میں نے ان سے ان کے اپنے متعلق بھی پوچھنا چاہا مگر انہوں نے بتانے سے انکار کر دیا اور مجھے چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ میں جزیرے میں اکیلا رہ جانے کی وجہ سے شدت سے رو پڑا۔ پھر میں نے اس قبر پر تلاوتِ قرآن کریم کی آواز سنی لیکن پڑھنے والا نظر نہ آ رہا تھا۔ میں اس سے مانوس ہو گیا اور قبر کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ میں سونے اور جاگنے کی کیفیت میں تھا کہ مجھے خواب میں ایک حسین و جمیل بزرگ کا دیدار ہوا۔ میں نے عرض کی: ”یاسیدی! اس

ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنی رضا اور قبولیت کی پوشاک عطا فرمائی ہے! اس بزرگ کا نام کیا ہے جو مجھے اس جزیرے میں تنہا چھوڑ گئے ہیں؟“ انہوں نے ارشاد فرمایا: ”یہ صاحب علم ربانی حضرت سیدنا عبداللہ یونانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے، وہ میری جگہ قطب بنائے گئے ہیں، کل وہ تمہارے پاس آئیں گے اور تجھے واپس پہنچادیں گے، لیکن جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو میری طرف سے کہنا کہ ”میرے اور اپنے درمیان کئے ہوئے وعدے کو نہ بھولنا۔“

حضرت سیدنا سعدون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں بیدار ہوا تو فجر ہو چکی تھی۔ میں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور قرآن حکیم کی تلاوت کرنے کے بعد کچھ دیر کے لئے لیٹ گیا تو اچانک مجھے اونگھ آگئی اور مجھے تب پتہ چلا جب وہ بزرگ مجھے بیدار کر رہے تھے۔ میں نے ان کی دست بوسی کرتے ہوئے معذرت کی۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور دریا کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ ہم خشکی پر پہنچ گئے۔ جب میں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے فرمایا: ”شیخ کی وصیت کہاں ہے؟“ میں نے عرض کی: ”یا سیدی! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کے اور ان کے درمیان کیا وعدہ ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ اسے نہ بھولنا۔“ تو آپ نے فرمایا: ”میں وعدہ بھولنے والا نہیں۔“ میں نے عرض کی: ”یا سیدی! مجھے ارشاد فرمائیے! آپ کے اور ان کے درمیان کون سا وعدہ ہے۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”انہوں نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں ہر روز ان کی زیارت کے لئے آیا کروں گا۔“ میں نے عرض کی: ”یا سیدی! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنی معرفت عطا فرمائی اور اپنی ولایت سے مشرف فرمایا! مجھے ایسا تو شہ سفر عطا فرمادیں جو میرے لئے دنیا و آخرت میں نفع بخش ہو۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”ہدایت کے راستے پر چلتے رہو، گمراہ مردود لوگوں سے کنارہ کش رہو، آج کے رزق پر قناعت کرو اور کل کی فکر نہ کرو، رضائے الہی عزوجل پر راضی رہو اور آزمائش اور قضائے الہی عزوجل پر صبر کرو۔“ پھر مجھے وہیں چھوڑ کر وہ رخصت ہو گئے۔ پھر حضرت سیدنا سعدون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”یہی واقعہ میری محبت، دیوانگی اور شوق دیدار الہی عزوجل کا سبب ہے۔“

تمام خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جس نے دور کو قریب اور قریب کو دور کیا۔ دشمن کو دور کیا اور دوست کو قریب کیا۔ نافرمان کو ذلیل کیا اور فرمانبردار، توبہ کرنے والے کو عزت سے نوازا۔ وہ مالک حقیقی کہ جو بھی اسے پکارے وہ لبیک کہتے ہوئے جواب دیتا ہے اور جو بھی اس سے مانگے وہ اپنے فضل و کرم سے اس کے سوال سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ پس اے گنہگار انسان! اپنے قبر میں ٹھہرنے کو یاد کرو اور اپنے نفس کی کڑی نگرانی کرو اور جب تک تیری جوانی کی ٹہنی تروتازہ اور شگفتہ رہے روز جزا اور اپنی آخرت کے لئے عمل کرتا رہو۔ کب تک تو اپنی لغزش کی بیماری میں مبتلا رہے گا اور اس کے لئے شفا بخش دوا یا حکیم نہ پائے گا۔ رات کی تاریکی میں بیدار ہو اور اس ذات سے مناجات کرو جو ہمیشہ سبوح و قریب ہے۔ اپنے مولیٰ عزوجل کے حضور گڑگڑاؤ، دنیا میں اجنبی بن کر رہو، صبح و شام اس کے سایہ رحمت کی پناہ طلب کرو اور اس کے باب کرم پر کھڑا ہو جاؤ اس کے دروازے کو کھلا اور اس کی بارگاہ

کو کشادہ پائے گا۔ اور سحری میں معذرت خواہانہ انداز سے اس کو پکارا اور اس شخص کی طرح دعا کر جو اپنے گناہوں پر غم زدہ اور دل شکستہ ہے۔

اے میرے اسلامی بھائیو! اس شخص کا حال کتنا اچھا ہے جس نے اپنے رب عزوجل کے حضور فریاد کی! اس شخص کا حال کتنا پاکیزہ ہے جس نے اولیائے کرام رحمہم اللہ السلام کو وسیلہ بنایا! محبین الہی عزوجل کی گفتگو کتنی پیاری ہے! پرہیزگاروں کی باتیں کتنی عمدہ ہیں! باعمل لوگوں کا ساز و سامان کتنا نفع بخش ہے! کوشش کرنے والوں کے چہرے کتنے روشن ہیں! ذکر الہی عزوجل کرنے والوں کی سانسیں کتنی خوشبودار ہیں! شوق الہی عزوجل رکھنے والوں کا جھڑکنا بھی کتنا کیف و سرور رکھتا ہے! غمزدوں کی گریہ و زاری کتنی نفع بخش ہے! قیام کرنے والوں کی مناجات کتنی میٹھی ہیں! روکے ہوؤں کی زندگی کتنی کڑوی ہے! خطا کاروں کی جانیں کتنی ذلیل ہیں! محروموں کا حال کتنا برا ہے! غافلوں کا پچھتاوا کتنا سنگین ہے! دھتکارے ہوؤں کی زندگی کتنی بری ہے! ظالموں کے دل کتنے اندھے ہیں! اور نافرمانوں اور گناہگاروں کے چہرے کتنے برے ہیں۔

بنی اسرائیل کا ایک گنہگار:

بنی اسرائیل میں ایک گنہگار شخص تھا۔ جوں جوں اس کے گناہوں اور نافرمانیوں کا سلسلہ بڑھتا جاتا اللہ عزوجل اس پر اپنا رزق اور احسان بھی بڑھاتا جاتا۔ جب اس نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے گناہوں اور برائیوں میں ملوث رہنے والے کے لئے عذاب کا بیان سنا تو کہنے لگا: ”اے موسیٰ (علیہ السلام)! میرا رب عزوجل کیا چاہتا ہے؟ کیونکہ میں جب بھی گناہوں میں زیادتی کرتا ہوں تو وہ مجھے اپنا مزید فضل و نعمت عطا فرماتا ہے۔“ اس کی اس بات سے آپ علیہ السلام بہت حیران ہوئے۔ جب آپ علیہ السلام کو یہ طور پر مناجات کے لئے حاضر ہوئے تو عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! تو جانتا ہے جو تیرے نافرمان بندے نے کہا ہے کہ جب بھی وہ گناہ کرتا ہے تو تو اس پر مزید احسان فرماتا ہے۔“ تو اللہ عزوجل نے فرمایا: ”اے موسیٰ! میں اس کو عذاب دیتا ہوں لیکن وہ جانتا نہیں۔“ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: ”مولیٰ! تو اسے کیسے عذاب دیتا ہے حالانکہ تو اس کے رزق کو کشادہ کرتا اور اسے ڈھیل دے دیتا ہے۔“ جواب ملا: ”میں اسے اپنی بارگاہ سے دوری اور اپنے فضل و کرم سے محرومی کا عذاب دیتا ہوں، اپنی اطاعت سے غافل کر دیتا ہوں، اپنے حضور مناجات کی لذت سے سلائے رکھتا ہوں اور سحری میں اپنے عتاب اور اپنے دلنواز خطاب کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔ میرے عزت و جلال کی قسم! میں اسے ضرور اپنا دردناک عذاب چکھاؤں گا اور اپنے انعام و اکرام کی زیادتی سے محروم کر دوں گا۔“

پیارے اسلامی بھائی! گناہوں میں مقابلہ کرنے والوں کو دیکھ کہ ان کو بہت زیادہ مہلت دے دی گئی اور ان کو عذاب

دینے میں جلدی نہ کی گئی بلکہ انہیں ڈھیل دے دی گئی مگر وہ گناہوں کی لذات پر خوش ہیں حالانکہ یہی لذات ان کے لئے غم کا باعث بن جائیں گی۔ چنانچہ، ربِّ عظیم عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ اَيْحَسِبُونَ اَنْمَّا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَّالٍ وَبَيْنَ ۰
نَسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ط بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۰
(پ ۱۸، المؤمنون: ۵۶، ۵۵)

ترجمہ کنز الایمان: کیا یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے۔ یہ جلد جلد ان کو بھلائیاں دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی سامانِ زینت سے مزین روگردانی کو واضح کر دیا (اور اس کی مثال یوں بیان فرمائی):

﴿۲﴾ فَجَعَلْنَهَا حَصِيدًا كَانُ لَمْ تَعْنِ بِالْأَمْسِ ط كَذَلِكَ
نَفْصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۰ (پ ۱۱، یونس: ۲۴)

ترجمہ کنز الایمان: تو ہم نے اسے کر دیا کائی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں، ہم یونہی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لئے۔ (۱)

دنیا کی لذتوں میں مشغول رہنے والو! تمہارا رب اکبر عَزَّوَجَلَّ واضح طور پر فرما رہا ہے:

﴿۳﴾ اِنَّا اَنْذَرْنَكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا (پ ۳، النبا: ۴۰)

ترجمہ کنز الایمان: ہم تمہیں ایک عذاب سے ڈراتے ہیں کہ نزدیک آ گیا۔

اس دن انہیں کس قدر رسوائی ہوگی جب اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں ان کی بد اعمالیوں پر خبردار فرمائے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

اے میرے اسلامی بھائیو! گناہوں کے بھیانک انجام پر غور کرو۔ کیسے لذتیں ختم ہو جائیں گی اور خامیاں باقی رہ جائیں گی۔ میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ گناہ کی طلب سے بچو کہ یہ بہت بری طلب ہے اور اس کے اثرات چہروں اور دلوں پر کتنے برے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ! وہ بندہ کتنا خوش بخت ہے جس نے اپنے دل کو صاف ستھرا کر لیا، اپنے نامہ اعمال کو گناہوں سے پاک کر لیا اور اپنے ظاہر و باطن کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے خالص کر لیا۔

خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے سبب آنکھ نکال دی:

منقول ہے، ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ بن مریم علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام شہر سے باہر تشریف لائے تاکہ لوگوں

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یہ ان لوگوں کے حال کی ایک تمثیل ہے جو دنیا کے شیفٹہ (یعنی دلدادہ) ہیں اور آخرت کی انہیں کچھ پروا نہیں۔ اس میں بہت دل پذیر طریقہ پر خاطر گزریں کیا گیا ہے کہ دنیوی زندگی امیدوں کا سبز باغ ہے، اس میں عمر کھو کر جب آدمی اس غایت پر پہنچتا ہے جہاں اس کو حصول مراد کا اطمینان ہو اور وہ کامیابی کے نشے میں مست ہو، اچانک اس کو موت پہنچتی ہے اور وہ تمام نعمتوں اور لذتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ قنادہ نے کہا کہ دنیا کا طلب گار جب بالکل بے لنگر ہوتا ہے اس وقت اس پر عذاب الہی عَزَّوَجَلَّ آتا ہے اور اس کا تمام سرو سامان جس سے اس کی امیدیں وابستہ تھیں، غارت ہو جاتا ہے۔ تاکہ وہ نفع حاصل کریں اور ظلماتِ شکوک وادہام سے نجات پائیں اور دنیائے ناپائیدار کی بے ثباتی سے باخبر ہوں۔“

کے لئے بارش طلب کریں لیکن اللہ عزوجل نے وحی فرمائی: ”اے عیسیٰ! بارش کا مطالبہ نہ کرو کیونکہ تمہارے ساتھ خطا مہر ہیں۔“ حضرت سیدنا عیسیٰ بن مریم علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اس بات کی خبر دی اور اعلان فرمایا: ”ہمارے ساتھ جو بھی گنہگار ہے وہ جدا ہو جائے۔“ راوی فرماتے ہیں: ”سوائے ایک شخص کے تمام لوگ چلے گئے۔ اس کی دائیں آنکھ خراب تھی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے پوچھا: ”تم لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے۔“ اس نے عرض کی: ”اے روح اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! میں نے ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ ایک دن بلا ارادہ ایک عورت کے پاؤں پر نظر پڑی تھی تو میں نے اس آنکھ کو نکال دیا۔ اگر میری دوسری آنکھ پڑتی تو اسے بھی نکال پھینکتا۔“ راوی فرماتے ہیں: ”یہ سن کر حضرت سیدنا عیسیٰ بن مریم علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام رونے لگے یہاں تک کہ آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہو گئی۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نیک بندے سے ارشاد فرمایا: ”ہمارے لئے بارگاہ الہی عزوجل میں دعا کریں۔“ اس نے عرض کی: ”اللہ عزوجل کی پناہ کہ (آپ کے ہوتے ہوئے) میں دعا کروں حالانکہ آپ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔“ پھر حضرت سیدنا عیسیٰ بن مریم علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ بلند کر لئے اور عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! تو نے ہمیں پیدا فرمایا اور تو ہی ہمارے رزق کا کفیل ہے لہذا اب ہم پر موسلا دھار بارش نازل فرما۔“ ابھی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ بارانِ رحمت برسنے لگی اور تمام شہروں اور مخلوق پر کھل کر برسی۔ (عیون الحکایات، الحکایۃ خامس و الاربعون، ص ۶۴)

اے میرے اسلامی بھائی! دنوں اور مہینوں کے گزرنے کے ساتھ زمانے نے ہمیں نصیحت کی، ہم نے مسرت کے بعد غم دیکھ لیا اور جان لیا کہ زمانہ اپنے اہل کو مصائب و آلام میں مبتلا کرتا ہے اور ہمیں یقین ہو گیا کہ بالآخر قبروں کا منہ دیکھنا ہے۔ پس پرہیزگار ہی حقیقی شکر گزار ہے۔ دنیا نے کتنے چاند جیسے حسینوں کو چھپا دیا اور کتنے محلات و مکانات ویران ہو گئے۔ تو کیا اب بھی ہماری آنکھیں نابینا یا اندھی ہیں۔ بلکہ، اللہ بصیر عزوجل تو ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (ب، ۱۷، الحج: ۴۶)

ترجمہ کنز الایمان: تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

ندامت ہو تو ایسی ہو:

بصرہ میں ایک نوجوان رہتا تھا جس کا نام رضوان تھا۔ وہ اکثر کھیل کود اور نافرمانیوں میں مبتلا رہتا، آوارہ گردی اور سرکشی میں مبتلا رہتا، رات بھر شراب کے نشے میں مست رہتا۔ اس پر بدبختی غالب تھی اور شیطان نے اسے گمراہ کر رکھا تھا۔ ایک دن جب وہ شراب کے نشے میں مدہوش تھا اور نافرمان دوست بھی اس کے ساتھ تھے کہ اس نے ایک فقیر دیکھا جو راستے پر چلتے چلتے

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

چند اشعار گنگنا رہا تھا، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے:

”جب تو کسی دن اہل زمانہ سے تنہائی میں ہو تو یوں نہ کہہ کہ میں خلوت میں ہوں بلکہ یوں کہہ کہ مجھ پر ایک نگہبان ہے اور

اللہ عزوجل کو لمحہ بھر بھی غافل نہ جان اور نہ یہ گمان کر کہ اس پر کوئی چھپی بات پوشیدہ ہے۔“

یہ نصیحت بھرا کلام سنتے ہی نوجوان رونے لگ گیا، اس نے فقیر کو اللہ عزوجل کا واسطہ دے کر کہا کہ وہ یہ اشعار دوبارہ

پڑھے۔ فقیر نے دوبارہ پڑھے۔ نوجوان نے اسے اپنی مجلس میں آنے کا اصرار کیا۔ چنانچہ، وہ چلا آیا، نوجوان کہنے لگا: ”یاسیدی!

اللہ عزوجل کی قسم! آپ کی زیارت ہمارے لئے باعث سعادت ہے، ہمیں آپ کی آواز اور نعمت بھلا لگا۔ لہذا اپنے نعموں سے

ہماری زندگی کو پاکیزہ کر دو۔“ چنانچہ، فقیر نے چند اشعار پڑھنا شروع کر دیئے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

”اللہ عزوجل کا رزق کھا کر بھی تو اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ جب تو اس کی مخلوق سے چھپتا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا

ہے۔ اے انسان! اللہ عزوجل کی نافرمانی سے بچ۔ تو جو بھی گناہ کرتا ہے وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے اور جانتا ہے۔“

نوجوان پھر رونے لگا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اسے ہوش آیا تو اُس نے شراب کے برتن توڑ ڈالے اور فقیر کی طرف

متوجہ ہو کر عرض کی: ”یاسیدی! کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی؟“ اُس نے جواب دیا: ”یہ رب عزوجل سے صلح کی گھڑی ہے،

اللہ عزوجل نے تجھے نیکی کے دروازے پر لوٹنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، آج تیرے گناہ معاف کر دیئے جائیں تو تیرے لئے

کتنی بڑی سعادت ہے! (لہذا تم بارگاہ الہی عزوجل میں سچی توبہ کر لو)۔“ نوجوان نے پھر چیخ ماری، اس پر غشی طاری ہو گئی اور زمین پر گر

گیا۔ جب افاقہ ہوا تو عرض کرنے لگا: ”یاسیدی! کیا مجھ سے گذشتہ گناہوں کا مواخذہ ہوگا؟“ فقیر نے کہا: ”نہیں، اللہ عزوجل

کی قسم! خالص محبت کتنی عمدہ ہے! محبت کے لئے دوری کے بعد لذتِ قرب کتنی اچھی ہے! پھر قرب کے بعد ہجر و فراق کی گھڑی

کتنی شدید ہے! اے (اللہ عزوجل سے کئے ہوئے) عہدِ محبت کو بھولنے والے! تو نے اپنے رب عزوجل سے معاملہ کیا پھر غفلت کی

میٹھی نیند سو گیا۔ تو کس فضول کام میں مشغول ہے؟ اس سے تو نے کیا پایا؟ نہیں، بلکہ تُو نے تو اپنا مقصود ضائع کر دیا۔ آج ہی نیکیوں

پر کمر بستہ ہو جا اور گذشتہ گناہوں کو ترک کر دے اور درویشی اختیار کر لے۔ تیرے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“ اس پر

نوجوان کے آنسو بہہ پڑے اور اس کے دوست بھی رونے لگے پھر انہوں نے توبہ کی اور لباسِ زیب و زینت اتار پھینکا۔ نوجوان

نے رب عزوجل کے حضور سچی توبہ کی اور اپنے پچھلے بُرے افعال پر بے حد شرمسار ہوا۔ اس نے ساری رات آہ و بکا، گریہ و زاری

اور حسرت و ندامت سے پچھاڑیں کھاتے ہوئے فقیر کے پاس گزاری۔ جب سحری کا وقت ہوا تو اسے پھر اپنے گناہ اور نافرمانیاں

یاد آ گئیں۔ چنانچہ، اس کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ جب

فقیر نے اُسے حرکت دے کر دیکھا تو وہ دنیا سے فانی سے رخصت ہو چکا تھا۔

اے میرے اسلامی بھائیو! کب تک تم سنتوں اور فرضوں کو ضائع کرتے رہو گے؟ کب تک مٹی سے تیم کرتے رہو گے حالانکہ پانی بہہ رہا ہے؟ اے اطاعتِ الہی عزوجل میں سستی کرنے والے! وہ تیری نافرمانی پر خبردار ہے۔ خدا عزوجل کی قسم! جس کا دل خود وعظ و نصیحت کرنے والا نہ ہو اسے وعظ بھی نفع نہیں دیتا۔

حضرت سپید ناسفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایک رُقعے کا اثر:

منقول ہے: ”حضرت سپید ناسفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں کے سامنے نصیحت آمیز بیان فرماتے اور ان کو بارگاہِ الہی عزوجل کا شوق دلاتے۔ اس کے انعامات کی رغبت دلاتے اور اس کے عذاب سے ڈراتے۔ یوں لوگوں کا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آنا جانا لگا رہتا۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسبِ عادت منبر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور بیان شروع کرنے کا ارادہ کیا تو ایک عورت نے ایک رُقعہ بڑھایا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے پڑھا تو چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شدت سے آہ و بکا اور گریہ و زاری کرنے لگے اور پھر منبر شریف سے اتر آئے اور کوئی گفتگو نہ کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوستوں نے پوچھا: ”اس رُقعہ میں کیا لکھا ہے؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو پڑھ کر سنایا۔ اس میں اس مفہوم کے چند اشعار تھے:

”اے دوسروں کو تعلیم دینے والے! تو اپنے آپ کو یہ تعلیم کیوں نہیں دیتا؟ تو بیماروں اور کمزوروں کے لئے تو دوا تجویز کرتا ہے مگر وہ کیسے شفا پائیں گے جبکہ تو خود بیمار ہے۔ ہم نے دیکھا کہ تو ہمیں رُشد و ہدایت کرتا ہے جبکہ خود اس سے دُور رہتا ہے۔ پہلے اپنے نفس سے ابتداء کر اور اسے سرکشی سے روک۔ جب تو نے اسے روک لیا تو سمجھ لے کہ تو صاحبِ حکمت ہے۔ پھر تیری بات قبول کی جائے گی، تیرا بیان نفع بخش ہوگا اور اس پر عمل کیا جائے گا۔ لوگوں کو ایسے کام سے نہ روک جو تو خود کرتا ہے۔ اگر تو نے ایسا کیا تو تجھ پر بہت بڑا طعنہ ہے۔“

رُقعہ پڑھنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شدت سے رونے دھونے لگ گئے یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو دوستوں نے عرض کی: ”آپ کا کلام بہتر اور دامن پاک ہے، آپ کے بیان سے دل شفا پاتے اور غمزدہ تسلی پاتے ہیں، ایسا کلام آپ کے دل پر کیسے اثر نہ کرے جبکہ آپ تو امام ہیں اور امام بھی کیسے ہیں (جن کی عظمت دُنیا جانتی ہے)؟“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پھر رونا آ گیا اور ارشاد فرمایا: ”میرے لئے یہ درست نہیں کہ لوگوں کے سامنے بیان کروں جبکہ میں اپنے آپ کو اس مقام پر نہیں پاتا۔“ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنسو چھلک پڑے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عشقِ الہی عزوجل اور سوزِ غم میں مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد نہ کسی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام سنا، اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

اے میرے اسلامی بھائیو! کیا تم ان برگزیدہ بندوں کے دل نہیں دیکھتے؟ جو صاف شفاف شیشے کی مانند نرم تھے جن میں نصیحت بھرا بیان اثر کرتا تھا اور وعظ و نصیحت ان کی عشق الہی عَزَّوَجَلَّ کی آگ کو مزید بھڑکا دیتی تھی۔ اور تم بھی بیانات سنتے ہو مگر تمہارے دلوں پر اثر نہیں ہوتا۔ تم اپنے گناہوں کی میل کچیل آنسوؤں سے نہیں دھوتے بلکہ نفع مند چیزیں پس پشت ڈال دیتے ہو اور کھیل کود اور بے ہودہ باتوں کی طرف پیش قدمی کرتے ہو۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! تمہارے دل و دماغ پر غفلت نے قبضہ جما لیا اور مہلت کے دنوں نے تمہیں دھوکا دیا۔ تو اے اپنے ظلم کے سبب دھوکے میں مبتلا ہونے والو! سنو! قرآن پاک و اشکاف الفاظ میں فرما رہا ہے:

﴿٥﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ط ترجمہ کنز الایمان: اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جانتا ظالموں کے کام سے۔ (پ ۱۳، ابراہیم: ۴۲)

اور یہ مہلت مکمل طور پر نہیں بلکہ رب قدیر عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿٦﴾ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ۝ ترجمہ کنز الایمان: انہیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لئے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ (پ ۱۳، ابراہیم: ۴۲)

جب یہ ڈھیل ختم ہو جائے گی تو وہ مزید مہلت مانگتے ہوئے کہیں گے:

﴿٧﴾ أَخِّرْنَا إِلَىٰ آجَلٍ قَرِيبٍ ۙ (پ ۱۳، ابراہیم: ۴۴) ترجمہ کنز الایمان: تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے۔

پھر ان کو ڈانٹ ڈپٹ کا سامنا ہوگا اور کہا جائے گا:

﴿٨﴾ أَوْلَمْ نَعْمِّرْكُمْ (پ ۲۲، فاطر: ۳۷) ترجمہ کنز الایمان: اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی۔

روزِ محشر تم انہیں دیکھو گے کہ وہ اپنی قبروں سے بوکھلائے ہوئے نکلیں گے۔ جس دن پہلا صور پھونکا جائے گا تو وہ خدائے

قہار و جبار عَزَّوَجَلَّ جَلَّالَتِہٖ کے حضور اس طرح حاضر ہوں گے کہ ان کے پہلوکانپ رہے ہوں گے اور بدبختی کی علامات ان پر واضح ہوں گی۔ چنانچہ، رب العباد عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿٩﴾ يُعْرِفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ (پ ۲۷، الرحمن: ۴۱) ترجمہ کنز الایمان: مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے۔

جب ان کی بھوک بڑھے گی تو،

﴿١٠﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ ۝ ترجمہ کنز الایمان: ان کے لئے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے۔

(پ ۳۰، الغاشیہ: ۶)

جب پیاس کی شدت جوش مارے گی تو،

﴿ ۱۱ ﴾ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ۝
ترجمہ کنزالایمان: اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے کہ آنتوں کے ٹکڑے
ٹکڑے کر دے۔ (۱)

ننگے بدن اُن کے لباس سے بہتر ہیں کیونکہ اُن کے لباس تار کول کے ہوں گے اور جب وہ پانی مانگیں گے:

﴿ ۱۲ ﴾ يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهُ ۝
ترجمہ کنزالایمان: تو ان کی فریاد رسی ہوگی اس پانی سے کہ چرخ دیئے
ہوئے (کھولتے ہوئے) دھات کی طرح ہے کہ ان کے منہ بھون دے گا۔ (۲)

کیا تُو نے نافرمانوں کو نہیں دیکھا کہ وہ سنتے ہی نہیں؟ حالانکہ قرآن پاک واضح طور پر فرما رہا ہے کہ،

﴿ ۱۳ ﴾ إِنَّ يَوْمَ الْفُصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝
ترجمہ کنزالایمان: بے شک فیصلہ کا دن ان سب کی میعاد ہے۔
(ب) ۲۵، المدخان: ۴۰)

جب ان مجرموں کو آگ دیکھے گی جنہوں نے ایک لمحہ کی لذت کے بدلے برسوں کا عذاب خرید اتو،

﴿ ۱۴ ﴾ تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۝ (ب) ۲۹، الملك: ۸۰
ترجمہ کنزالایمان: معلوم ہوتا ہے کہ شدت غضب میں پھٹ جائے گی۔

لہذا جو عذابِ نار سے چھٹکارا چاہتا ہے اُسے چاہئے کہ توبہ کر لے،

﴿ ۱۵ ﴾ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَّمَاسَاجَ (ب) ۲۸، المحادله: ۴۰
ترجمہ کنزالایمان: قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔

اے میرے اسلامی بھائیو! جب پاکیزہ بیانات تمہارے میلے دل پر اثر نہیں کرتے اور عذاب و خوف کی دھمکیاں

تمہارے دلوں کو حیران و پریشان نہیں کرتیں تو رب غزوّ جَلّ کے پاکیزہ کلام کی آیات پینات تم پر تلاوت کی جاتی ہیں:

﴿ ۱۶ ﴾ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ
ترجمہ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو
يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ (ب) ۳۰، الزلزال: ۷-۸
ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔ (۳)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "عذاب طرح طرح کا ہوگا اور جو لوگ عذاب دیئے جائیں گے اُن کے بہت طبقے ہوں گے۔ بعض کو زقوم کھانے کو دیا جائے گا، بعض کو غسلیسن (یعنی دوزخیوں کی پیپ)، بعض کو آگ کے کانٹے۔"

②..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: "وہ غلیظ پانی ہے روغن زیتون کی تلچھٹ کی طرح۔" ترمذی کی حدیث میں ہے کہ "جب وہ منہ کے قریب کیا جائے گا تو منہ کی کھال اس سے جل کر گر پڑے گی۔" بعض مفسرین کا قول ہے کہ وہ پچھلایا ہوا رانگ (یعنی سیسہ یا زہر دھات) اور پتیل ہے۔"

③..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ "ہر مؤمن و کافر کو روز قیامت اس کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں گے۔ مؤمن..... بقدر اگلے صفحہ پر

اے احکامِ الہی عَزَّوَجَلَّ کی بجا آوری میں غفلت برتنے والے! اے عمر عزیز کو بیکار گنوانے والے! کب تک اہو و لعب میں مبتلا رہے گا جبکہ تیرے گناہ لکھے جا رہے ہیں۔ سفرِ آخرت میں تیری حالت کیسی ہوگی جبکہ تیرا راستہ پر خطر ہے۔ عنقریب تو اس ترازو کو دیکھ لے گا جو معمولی سی بات بھی ظاہر کر دے گا: فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۖ اے غافل انسان! موت تیرا پیچھا کئے ہوئے ہے۔ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو آسمان کو پھٹتا ہوا دیکھے گا اور تجھ پر مقرر فرشتہ تیری اچھائیوں اور برائیوں کو جمع کر کے ان کا دفتر بند کر چکا ہوگا۔ تجھ پر حجت قائم ہو چکی ہوگی۔ کوئی عذر یا بہانہ نہ چلے گا۔ وہاں ہر انسان اپنی آگے بھیجی ہوئی نیکی یا بدی کو ملاحظہ کرے گا: فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۖ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوتِ اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے
 اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابند سنت بنے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

بقیہ..... کو اس کی نیکیاں اور بدیاں دکھا کر اللہ تعالیٰ بدیاں بخش دے گا اور نیکیوں پر ثواب عطا فرمائے گا اور کافر کی نیکیاں رد کر دی جائیں گی کیونکہ کفر کے سبب اکارت ہو چکیں اور بدیوں پر اس کو عذاب کیا جائے گا۔ ”محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ ”کافر نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی تو وہ اس کی جزا دُنیا ہی میں دیکھ لے گا یہاں تک کہ جب دُنیا سے نکلے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی اور مومن اپنی بدیوں کی سزا دُنیا میں پائے گا تو آخرت میں اس کے ساتھ کوئی بدی نہ ہوگی۔“ اس آیت میں ترغیب ہے کہ ”نیکی تھوڑی سی بھی کارآمد ہے اور ترہیب ہے کہ ”گناہ چھوٹا سا بھی وبال ہے۔“ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ ”پہلی آیت مومنین کے حق میں ہے اور پچھلی کفار کے (حق میں)۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

عاشوراء کے فضائل

بیان 42:

حمید باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو ابتداء سے انتہاء تک غالب ہے، اس کی نعمت مؤمن و کافر دونوں کی کفالت کرتی ہے اور اس کی قدرت روشنی اور تاریکی ظاہر کرتی ہے، اس کی رحمت اسے بھی شامل ہے جس نے اپنی زندگی نافرمانیوں میں ضائع کر دی، کتنے ہی امیروں کو اس نے فقیر بنایا اور کتنے ہی فقیروں کو غنی کر دیا، مسکین پر رحم فرمایا، ٹوٹے ہوئے کو جوڑا، گناہوں کو معاف کیا، ویران دلوں کو آباد کیا، سینوں کو کشادگی عطا فرمائی، مظلوموں کی خاطر اپنا درِ رحمت کھول دیا، فرشتے بھی اس کی ہیبت سے تھر تھر کانپتے ہیں پس وہ کثرت سے اس کی تکبیر و تہلیل کرتے ہیں، اسی کے حکم سے کشتی چلتی ہے، اس نے اپنی رحمت کو ثابت کر دیا ہے اور فرشتوں کو اپنی اس بات پر گواہ بنا لیا ہے کہ وہ ہمیشہ خطاؤں کو بخشنے والا ہے، عظمت و تقدیس والا ہے، اسی کو یاد کیا جاتا ہے، وہی معبودِ عظیم ہے، اسی کا حمد و شکر کیا جاتا ہے، وہ نیچے سے نیچی چیز کو بھی ملاحظہ فرماتا ہے کیونکہ وہ سمیع و بصیر (یعنی سنے، دیکھنے والا) ہے، ذہن میں پیدا ہونے والی سوچ کو بھی جانتا ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر (یعنی جاننے والا اور باخبر) ہے، سب کچھ فنا ہو جائے گا مگر وہ باقی رہے گا اور وہ اس پر قدرت رکھتا ہے، زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور اس نے ہر شے کو پیدا فرمایا اور اس کا ایک خاص اندازہ رکھا اور اے انسان! تیرے گناہوں کو جاننے کے باوجود تجھے عطا کیا۔ چنانچہ خود ارشاد فرمایا: "وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا" (ب ۱۰ بنی اسرائیل: ۲۰) ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں۔

اس پر نہ تو کسی قسم کا حجاب ہے کہ وہ چھپا ہوا ہو اور نہ ہی وہ جسم رکھتا ہے کہ مقید ہو، اس نے ذمہ دار لوگوں کا انتخاب فرمایا، ان کے چہروں کو نور عطا فرمایا، ان کے دلوں کو اپنی محبت اور کیف و سرور سے بھر دیا اور انہیں اپنی معرفت کا دافر حصہ عطا فرمایا۔ جب اہل معرفت نے ہجر و فراق کا شکوہ (جک۔ وہ) کیا تو اس نے ان کے لئے امان نامہ لکھ دیا۔ ان کو غافل لوگوں کے درمیان بیدار کئے رکھا اور ان کے اور غافلوں کے درمیان پردہ حائل کر دیا۔ جب انہوں نے اس کی عبادت میں اپنے آپ کو تھکایا اور اپنے چہروں کو تاریکیوں کے پردوں میں چھپایا تو اس نے بعض کو مخلوق کے درمیان (دلایت کا) سورج اور بعض کو (دلایت کا) چاند بنا دیا، انہیں اپنے خطاب کی اچھی طرح سمجھ عطا فرمائی اور اپنے عتاب کی لذت سے لطف اندوز کیا، اپنے قرب کے جام سے شرابِ طہور پلا کر انہیں مقامِ قرب عطا فرمایا اور پھر بند روازے کھول کر ان کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا دیئے۔

پاک ہے وہ معبود جس نے سالوں اور زمانوں کو پھیرا اور کچھ دنوں اور مہینوں کو دوسروں پر شرف عطا فرمایا اور اوقات عبادت کو دوسرے تمام اوقات پر فضیلت عطا فرمائی اور یومِ عاشوراء کو خصوصی فضیلت و برکت والا بنایا، اس دن اپنے نبی حضرت

سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطاب فرمایا اور اپنے خطاب کی پاکیزہ شراب کا جام پلایا، ان کی مناجات کی سماعت کے لئے مقام طور کا انتخاب فرمایا پھر انہیں اپنے قرب سے نواز کر اسی عاشوراء کے دن ان سے خطاب فرمایا اور انہیں بہت زیادہ فضل سے نوازا۔ بنی اسرائیل پر اس دن کا روزہ فرض کیا اور روزے دار کے لئے بہت زیادہ اجر تیار فرمایا۔ اسی دن حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ قبول فرمائی اور ان کو تازگی اور سرور عطا فرمایا۔ اسی دن حضرت سیدنا نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو سفینہ میں طوفان سے نکالا اور انہیں حد درجہ چین و سکون عطا فرمایا۔ اسی دن حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناریمرود کے شعلوں سے نجات عطا فرمائی۔ اسی دن حضرت سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے قید سے رہائی پائی جبکہ آپ بہت زیادہ صبر کرنے والے تھے۔ اسی دن حضرت سیدنا یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بصارت کا ضعیف جاتا رہا۔ حضرت سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکلیف دور ہوئی اور حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی لغزش معاف ہوئی۔ زبان قدرت قرآن پاک میں اس فرمانِ عالیشان سے انہیں بشارت دے رہی ہے: "إِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيَكُمْ مَشْكُورًا" (پ: ۲۹، النمر: ۲۲) ترجمہ کنز الایمان: ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔"

حضرت سیدنا ابوقحادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزّہ عن العیوب، عزّوجلّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "یوم عاشوراء کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔"

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۱۰۳۸/۷۱، عبد اللہ بن معبد، ج ۵، ص ۳۷۲)

یا حسین، یا شہیدِ کربلا ہو دور ہر رنج و بلا کے اکتیس

حروف کی نسبت سے یوم عاشوراء کی اکتیس خصوصیات

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ برکت نشان ہے (۱): "﴿1﴾..... اللہ عزّوجلّ نے بنی اسرائیل پر سال میں ایک دن کا روزہ فرض کیا اور وہ یوم عاشوراء کا روزہ ہے اور اس سے مراد ماہ محرم کا دسواں دن ہے۔ لہذا تم بھی اس دن کا روزہ رکھو اور اپنے گھر والوں پر کھلا خرچ کرو (فحسب الایمان میں ہے): "جو اس دن اپنے اہل و عیال پر مال میں فراخی و کسادگی کرتا ہے اللہ عزّوجلّ اس پر تمام سال رزق وافر فرمائے گا۔" (شعب الایمان، باب فی الصیام، صوم التاسع مع العشر، الحدیث ۳۷۹۵، ج ۳، ص ۳۶۶) پس تم اس دن کا روزہ

①..... اس روایت کو علامہ ابن جوزی، علامہ جلال الدین سیوطی اور علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ نے موضوع قرار دیا ہے۔ (الموضوعات، ج ۲، ص ۲۰۰۔ الالی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعية، ج ۲، ص ۹۲-۹۳۔ مائت بالسنۃ مترجم، ص ۲۴) اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "اس کے راوی ثقہ ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بعد والوں نے اس کو وضع کر کے ان سندوں کے ساتھ ترتیب دے دی۔" لہذا اسے حدیث کہہ کر بیان نہ کیا جائے۔ نوٹ: اس روایت میں بیان کردہ بعض باتیں دیگر احادیث سے ثابت ہیں۔ (علمیہ)

رکھو کہ ﴿2﴾..... اسی دن اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ قبول فرما کر انہیں صفی اللہ کے مقام پر فائز فرمایا ﴿3﴾..... اسی دن حضرت سیدنا ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا ﴿4﴾..... اسی دن حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کشتی میں طوفان سے نکالا ﴿5﴾..... اسی دن حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ سے نجات ملی ﴿6﴾..... اسی دن حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تورات نازل فرمائی ﴿7﴾..... اسی دن حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قید سے رہائی ملی ﴿8﴾..... اسی دن حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بینائی کا ضعف دور ہوا ﴿9﴾..... اسی دن حضرت سیدنا یوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکلیف رفع کی گئی ﴿10﴾..... اسی دن حضرت سیدنا یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے ﴿11﴾..... اسی دن دریائے پھٹ کر بنی اسرائیل کو راستہ دیا ﴿12﴾..... اسی دن حضرت سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لغزش معاف ہوئی ﴿13﴾..... اسی دن اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مملکت عظیم عطا فرمایا اور ﴿14﴾..... یہی وہ دن ہے جس دن نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے سبب آپ کے انگوں پچھلوں کے گناہ معاف کرنے کا مزدہ جاں فزا سنایا گیا ﴿15﴾..... یہی وہ پہلا دن ہے جس میں اللہ عزوجل نے دنیا کو پیدا کیا ﴿16﴾..... اسی دن آسمان سے پہلی بارش برسی اور ﴿17﴾..... زمین پر سب سے پہلی رحمت بھی اسی دن اتری ﴿18﴾..... جس نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا گویا اس نے سارا زمانہ روزہ رکھا کہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا روزہ ہے ﴿19﴾..... جس نے شب عاشوراء کو شب بیداری کی گویا اس نے ساتوں آسمان والوں کے برابر اللہ عزوجل کی عبادت کی ﴿20﴾..... جس نے اس رات چار رکعات اس طرح ادا کیں کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور اکاؤن (51) بار سورہ اخلاص پڑھی تو اللہ عزوجل اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرمادے گا ﴿21﴾..... جس نے عاشوراء کے دن کسی کو پانی پلایا اللہ عزوجل بڑی پیاس کے دن (یعنی بروز قیامت) اسے ایسا جام پلائے گا کہ اس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اور وہ ایسا ہو جائے گا گویا اس نے لمحہ بھر بھی اللہ عزوجل کی نافرمانی نہیں کی ﴿22﴾..... جس نے اس دن کچھ صدقہ کیا گویا اس نے کسی سائل کو کبھی خالی نہیں لوٹایا ﴿23﴾..... جس نے عاشوراء کے دن غسل کیا تو وہ مرض موت کے سوا کسی مرض میں مبتلا نہ ہوگا ﴿24﴾..... جس نے اس دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھا یا اس سے حسن سلوک کیا گویا وہ تمام اولاد آدم کے یتیموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا ﴿25﴾..... جس نے اس دن کسی مریض کی عیادت کی گویا اس نے بنی آدم کے تمام مریضوں کی عیادت کی ﴿26﴾..... اسی دن عرش ﴿27﴾..... لوح اور ﴿28﴾..... قلم پیدا کئے گئے ﴿29﴾..... اسی دن اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کو پیدا فرمایا ﴿30﴾..... اسی دن حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں کی طرف

اُٹھایا گیا اور ﴿31﴾..... اسی دن قیامت قائم ہوگی۔“ (الموضوعات لابن الجوزی، کتاب الصیام، باب فی ذکر عاشوراء، ج ۲، ص ۲۰۰۔ الالی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة، کتاب الصیام، ج ۲، ص ۹۲-۹۳۔ حاشیة اعانة الطالبین، باب الصوم، فصل فی صوم التطوع، ج ۲، ص ۴۴۴-۴۴۵)

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مقدَّس میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ (ب ۱۶، ظ: ۵۹)

ترجمہ کنز الایمان: تمہارا وعدہ میلے کا دن ہے۔ (۱)

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”یہاں ”یَوْمَ الزَّيْنَةِ“ سے مراد دسویں محرم کا دن ہے۔“

وہ بندہ مبارک باد کا مستحق ہے جو اس مبارک دن میں عملِ صالح کرے اور نیکی کے کام کر کے آخرت کے لئے نفع مند تجارت کرے، اپنے گناہوں اور خطاؤں سے توبہ کرے، نیک بن کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو جائے اور دوسروں سے نصیحت حاصل کرے، ناصح (یعنی نصیحت کرنے والے) کی بات قبول کرے، تکبر اور دعوے چھوڑ دے اور تقویٰ کے راستے پر چلے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور سیدنا الْمُبَلِّغِينَ، جنابِ رَحْمَةَ لِّلْعَالَمِينَ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ فضیلت نشان ہے: ”ماہِ رمضان کے بعد افضل روزے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مہینے محرم کے روزے ہیں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، الحدیث ۱۱۶۳، ص ۸۶۶)

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یومِ عاشوراء کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”میں نہیں جانتا کہ اللہ کے پیارے رسول عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے باقی دنوں پر فضیلت کے طور پر یومِ عاشورہ کے علاوہ کسی دن کا اور باقی مہینوں پر فضیلت کے طور پر رمضان کے علاوہ کسی مہینے کا روزہ رکھا ہو۔“

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صوم یومِ عاشوراء، الحدیث ۱۱۳۲، ص ۸۵۹)

حضرت سیدنا حمید بن عبدالرحمن علیہ رحمۃ الرحمن روایت کرتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جس سال انہوں نے حج کیا تھا، برسرِ منبر یہ فرماتے سنا: اے اہلِ مدینہ! تمہارے علماء کرام کہاں ہیں؟ میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اس میلہ سے فرعونوں کا میلہ مراد ہے جو ان کی عید تھی، اور اس میں وہ زینتیں کر کے جمع ہوتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ”یہ دن عاشوراء یعنی دسویں محرم کا تھا۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

فرماتے سنا: ”یہ عاشوراء کا دن ہے، اللہ عزوجل نے تم پر اس کا روزہ فرض نہ کیا جبکہ میں خود روزے سے ہوں، اب تم میں سے جس کا جی چاہے وہ روزہ رکھے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث ۲۰۰۳، ص ۱۵۶)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر کئی راویوں سے مروی ہے، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، خزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربِّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اگر میں آئندہ سال تک حیات رہا تو ضرور نویں اور دسویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔“ لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے قبل ہی وصال فرما گئے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب ای یوم یصام فی عاشوراء، الحدیث ۱۱۳۴، ص ۸۶۰، شعب الایمان للبیہقی، باب فی الصیام/صوم التاسع مع العاشر، الحدیث ۳۷۸۷، ج ۳، ص ۳۶۴)

یہاں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دیگر روزوں کو دس محرم کے روزے کے ساتھ ملانے کا ارادہ فرمایا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مراد دسویں کے ساتھ نویں محرم کا روزہ رکھنا ہو۔ لہذا حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ اکافی اور دیگر ائمہ کرام ریحتم اللہ السلام نے احتیاطاً دونوں (یعنی نویں اور دسویں محرم) کا روزہ مستحب قرار دیا ہے۔ چنانچہ، حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ”نویں اور دسویں (محرم) کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔“ (جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی عاشوراء ای یوم هو، الحدیث ۷۵۵، ص ۱۷۲۱)

اُمُّ المؤمنین حضرت سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، اللہ کے محبوب، دانائے غیب، منزہ عن العیوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: ”جس نے یومِ عاشوراء تک محرم کے دس روزے رکھے وہ فردوسِ اعلیٰ کا وارث ہوگا۔“ (نزہۃ المجالس، کتاب الصوم، باب فضل صیام عاشوراء..... الخ، ج ۱، ص ۲۳۱)

اللہ عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں ان دس دنوں کی طرف اشارہ فرمایا:

﴿۴﴾ وَوَعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتَمَّمْنَاهَا

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور ان میں دس اور بڑھا کر پوری کیں۔

بِعَشْرِ. (ب ۱۹، الاعراف: ۱۴۲)

محرم الحرام کے پہلے عشرہ کے بہت زیادہ فضائل و برکات ہیں۔ انہی میں سے ایک یہ بھی ہے جو حضرت سیدنا معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ”حضرت سیدنا نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کشتی میں سوار لوگوں نے اللہ عزوجل کا شکر بجالاتے ہوئے یومِ عاشوراء کا روزہ رکھا کیونکہ جس دن اللہ عزوجل نے انہیں طوفان سے

نجات عطا فرمائی اور ان کی کشتی بوجی پہاڑ پر ٹھہری تو وہ بھی عاشوراء کا دن تھا۔“

(المعجم الكبير، الحديث ۵۵۲۸، ج ۶، ص ۶۹، بتغییر)

حضرت سیدنا یعقوب علی نبینا وعلیه الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ط (پ ۱۳، یوسف: ۹۸) ترجمہ کنز الایمان: جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا۔

اس آیت مبارکہ کے تحت حضرت سیدنا طاووس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا یعقوب علی نبینا وعلیه الصلوٰۃ والسلام نے اس دعائے مغفرت کرنے کو شبِ جمعہ تک مؤخر فرمایا جو کہ شبِ عاشوراء بھی تھی۔“

(تفسیر البغوی، سورۃ یوسف، تحت الآیۃ ۹۸، ج ۲، ص ۳۷۷)

حضرت سیدنا ابن شہاب علیہ رحمۃ اللہ الوہاب ارشاد فرماتے ہیں: ”ہمیں صحابہ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سیدنا علی بن ابی طالب، حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری، حضرت سیدنا علی بن حسین اور حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یومِ عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔“

(المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحديث ۱۰۶۹، ج ۱، ص ۲۷۳، مختصراً)

یومِ عاشوراء کے مستحبات:

یومِ عاشوراء کے مستحبات پہلے بیان کئے جا چکے ہیں۔ اب کچھ ایسے امور ذکر کئے جاتے ہیں جو پہلے بیان نہیں ہوئے۔ اس دن غسل کرنا مستحب ہے۔ منقول ہے: ”اللہ عزوجل محرم کی دسویں رات آبِ زمزم شریف کو دنیا کے تمام پانیوں میں ملا دیتا ہے لہذا جو شخص اس دن غسل کرے تمام سال بیماری سے محفوظ رہے گا۔“

اس دن یہ امور بھی مستحب ہیں: صدقہ کرنا، یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنا، روزہ دار کو افطار کرانا، پانی پلانا، رضائے الہی عزوجل کے لئے اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرنا، مریضوں کی عیادت کرنا، روزہ رکھنا، گھر والوں پر خرچ میں کشادگی کرنا، والدین کے ساتھ عزت و اکرام سے پیش آنا، جنازوں میں شرکت کرنا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا، غصہ پی جانا، ظالم کو معاف کر دینا، نفل پڑھنا اور ذکر الہی عزوجل کی کثرت کرنا۔

نیز یہ بھی مستحب ہے جو کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و بھجہ الکریم سے مروی ہے، ”جس نے عاشوراء کے دن ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی خدائے رحمن عزوجل اس پر نظرِ رحمت فرمائے گا اور جس پر رحمن عزوجل نظرِ رحمت فرمائے گا تو وہ اُسے کبھی عذاب نہ دے گا۔“

(نزہۃ المجالس، کتاب الصوم، باب فضل صیام عاشوراء..... الخ، ج ۱، ص ۲۳۱، مختصراً)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ”حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر غزوہ جمل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان جنت نشان ہے: ”اللہ غزوہ جمل نے حضرت سیدنا موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تورات میں نازل فرمایا کہ جس نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا گویا اس نے سارا سال روزہ رکھا۔“

(نزہۃ المجالس، کتاب الصوم، باب فضل صیام عاشوراء..... الخ، ج ۱، ص ۲۳۳)

حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ”شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر پینہ، باعث نزول سیکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کر دے: ”جس نے کچھ کھالیا ہے وہ بقیہ دن کچھ نہ کھائے اور جس نے کچھ نہیں کھایا وہ روزہ رکھ لے کیونکہ آج عاشوراء کا دن ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث ۲۰۰۷، ص ۱۵۶)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ”جب سرکار مدینہ، قرار قلب سینہ، باعث نزول سیکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: ”یہ کیسا روزہ ہے؟“ تو انہوں نے جواب دیا: ”یہ برکت والا دن ہے، اسی دن اللہ غزوہ جمل نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بنی اسرائیل کو دشمن سے نجات عطا فرمائی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ غزوہ جمل کا شکر ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا اور اسی وجہ سے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔“ اس پر حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہم تم سے زیادہ موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے تعلق کے حق دار ہیں۔“ چنانچہ، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔“ (صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث ۲۰۰۴، ص ۱۵۶)

عاشوراء صدقہ کا دن ہے:

عاشوراء کے دن صدقہ و خیرات، نیکی، ایثار، رشتے داروں پر احسان، صلہ رحمی، رحمت اور فقراء و مساکین پر نرمی و شفقت کرنا و گنے اجر کا باعث ہے۔ چنانچہ،

عاشوراء میں صدقہ کی برکت سے یہودی مسلمان ہو گیا:

منقول ہے، ایک عیال دار فقیر نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ مل کر عاشوراء کے دن روزہ رکھا۔ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا لہذا وہ خوراک کی تلاش میں گھر سے نکلتا کہ انظار کی کا اہتمام کر سکے لیکن کچھ نہ ملا۔ پھر وہ ساروں کے بازار میں داخل ہوا اور ایک آدمی کو دیکھا کہ اپنی دکان میں قیمتی چیزے کے ٹکڑے بچھا کر ان پر سونے چاندی کے ڈھیر الٹ رہا ہے۔ وہ اس کے

پاس گیا اور سلام کر کے کہا: ”جناب! میں حاجت مند ہوں، ممکن ہو تو مجھے ایک درہم قرض دے دو تا کہ میں اپنے گھر والوں کے لئے افطاری کا سامان خرید سکوں، میں آج کے بابرکت دن آپ کے لئے دعا کروں گا۔“ لیکن سار نے اپنا منہ پھیر لیا اور فقیر کو کچھ نہ دیا، فقیر کا دل ٹوٹ گیا۔ وہ واپس آ رہا تھا اور اس کے آنسو خسار پر بہ رہے تھے کہ سار کے ایک یہودی پڑوسی نے اسے دیکھ لیا اور دکان سے نکل کر اس فقیر کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”میں تجھے دیکھ رہا تھا کہ تو میرے فلاں پڑوسی سار سے کچھ بات کر رہا تھا؟“ فقیر نے بتایا: ”میں نے اس سے ایک درہم مانگا تھا تا کہ اپنے گھر والوں کی افطاری کا بندوبست کر سکوں لیکن اس نے مجھے خالی لوٹا دیا، میں نے اسے یہ بھی کہا تھا کہ میں آج کے بابرکت دن تمہارے حق میں دعا کروں گا۔“ یہودی نے پوچھا: ”آج کون سا دن ہے؟“ فقیر نے اسے بتایا: ”آج عاشوراء کا دن ہے اور پھر اس کے بعض فضائل بیان کئے۔ تو یہودی نے اس فقیر کو دس درہم دیئے اور کہا: ”اس دن کی عظمت کی خاطر یہ قبول کر لو اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔“ فقیر وہاں سے روانہ ہوا تو اس کا دل خوشی سے پھولا ہوا تھا۔ اس نے گھر والوں پر اچھی طرح خرچ کیا۔ جب رات ہوئی تو اس مسلمان سار نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے۔ پیاس اور مصائب شدت اختیار کر چکے ہیں۔ پھر اس نے اچانک ایک سفید موتیوں کا محل دیکھا جس کے دروازے یا قوت کے تھے۔ اس نے سراٹھا کر کہا: ”اے اس محل کے مالک! مجھے تھوڑا سا پانی پلا دے۔“ تو اسے ایک آواز سنائی دی: ”کل شام تک یہ محل تیرا تھا لیکن جب تو نے فقیر کا دل توڑا اور اسے کچھ نہ دیا تو اس محل سے تیرا نام مٹا کر تیرے اُس یہودی پڑوسی کا نام لکھ دیا گیا ہے جس نے اس فقیر کی حاجت پوری کی اور اس کو دس درہم دیئے۔“ چنانچہ، بیدار ہونے کے بعد سار گھبراتے ہوئے اور خود کو ملامت کرتے ہوئے اپنے یہودی پڑوسی کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”تم میرے پڑوسی ہو، میرا تم پر حق ہے اور مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے۔“ یہودی نے پوچھا: ”بتاؤ! کیا حاجت ہے؟“ اس نے کہا: ”کل شام تم نے جو دس درہم فقیر کو دیئے تھے ان کا ثواب سو درہم کے بدلے مجھے دے دو۔“ تو اس نے جواب دیا: ”اللہ عزوجل کی قسم! میں ایک لاکھ دینار کے بدلے بھی نہ دوں گا بلکہ اگر آپ نے اس محل کے دروازے میں بھی داخل ہونے کی خواہش کی جو آپ نے کل رات خواب میں دیکھا تھا تو میں اس کی بھی اجازت نہ دوں گا۔“ مسلمان سار نے پوچھا: ”آپ کو اس راز کی خبر کیسے ہوئی؟“ تو یہودی نے جواب دیا: ”اس کی خبر مجھے اس ذات نے دی ہے جو کسی بھی چیز کو کہتی ہے: ”ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔“ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔“

(حاشیہ اعانة الطالبین، باب الصوم، فصل فی صوم التطوع، ج ۲، ص ۴۴۵)

اے میرے اسلامی بھائیو! یہ تو یہودی تھا جس نے یوم عاشوراء کے متعلق حسن ظن رکھا حالانکہ وہ عاشوراء کی فضیلت

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

نہیں جانتا تھا تو اللہ عزوجل نے اسے بے شمار عطا کیا اور اسلام کی دولت سے نوازا۔ تو وہ مسلمان کتنا بد بخت ہے جو اس دن کی فضیلت و ثواب کو جاننے کے باوجود عمل میں سستی کرے۔ اے میرے اسلامی بھائیو! تم نے قدرت و طاقت کے اوقات کو ضائع کر دیا، آخرت کو بھول گئے اور اس فانی دنیا سے دل لگا بیٹھے۔ صالحین سے کنارہ کش ہو کر فجار کے ہم مجلس بن گئے۔ اخلاص پر میلے گھیلے دلوں کو ترجیح دی۔ آزاد ہونے کے باوجود خواہش کے غلام بن گئے اور شہوات کی لذت میں گناہوں کی کڑواہٹ کو یاد نہ کیا۔

شبِ عاشوراء کا وسیلہ کام آگیا:

منقول ہے، بصرہ میں ایک مال دار آدمی رہتا تھا۔ ہر سال شبِ عاشوراء کو اپنے گھر میں لوگوں کو جمع کرتا جو قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرتے۔ اسی طرح رات بھر تلاوتِ قرآن اور ذکرِ الہی عزوجل کا سلسلہ جاری رہتا۔ پھر وہ شخص سب کو کھانا پیش کرتا۔ مساکین کی خبر گیری کرتا۔ بیواؤں اور یتیموں سے بھی اچھا سلوک کرتا۔ اس کا ایک پڑوسی تھا جس کی بیٹی اپنا بیچ تھی۔ اس لڑکی نے اپنے باپ سے پوچھا: ”اے میرے والد محترم! ہمارا پڑوسی ہر سال اس رات لوگوں کو کیوں جمع کرتا ہے؟ اور پھر سب مل کر تلاوتِ قرآن اور ذکر کرتے ہیں۔“ باپ نے بتایا: ”یہ عاشوراء کی رات ہے، اللہ عزوجل کے ہاں اس کی بہت حرمت ہے اور اس کے بہت زیادہ فضائل ہیں۔“ جب سب گھر والے سو گئے تو بچی سحری تک بیدار رہ کر قرآن عظیم کی تلاوت اور ذکرِ الہی عزوجل سنتی رہی۔ جب لوگوں نے قرآن حکیم ختم کر لیا اور دعائے مانگنے لگے تو اس لڑکی نے بھی اپنا سر آسمان کی جانب اٹھا دیا اور عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! تجھے اس رات کی حرمت کا واسطہ اور ان لوگوں کا واسطہ جنہوں نے ساری رات تیرا ذکر کرتے ہوئے جاگ کر گزاری ہے! مجھے عافیت عطا فرما دے، میری تکلیف دور کر دے اور میرے دل کی شکستگی دور فرما دے۔“ ابھی اس کی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ اس کی تکلیف اور بیماری ختم ہو گئی اور وہ اپنے پاؤں پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ جب باپ نے اس کو پاؤں پر کھڑے ہوئے دیکھا تو پوچھا: ”اے میری بیٹی! کس نے تجھ سے اس رنج و غم اور مصیبت کو دور کیا ہے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”اللہ عزوجل نے مجھ پر اپنی رحمت کا بادل برسایا اور انعامات و نوازشات میں ذرہ بھر بخل نہ کیا۔ اے میرے والد محترم! میں نے اپنے پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں اس رات کا وسیلہ پیش کیا تو اس نے میری تکلیف دور فرمادی اور میرے جسم کو صحیح فرمادیا۔“

اے میرے اسلامی بھائیو! نفع حاصل کرنے کے زمانے کو غنیمت جانو کہ ایسے اہم دن گنتی کے ہیں۔ فرصت کو غنیمت جانو کہ سلامتی کے اوقات موجود ہیں۔ جلد از جلد خوب کوشش کرنے والے کی طرح اچھے اعمال کر لو۔ دنیا کی فضولیات سے کنارہ کش ہو جاؤ اور اس کی غلامی سے چھٹکارا حاصل کر لو، اس سے پہلے کہ تم حسرت کی گھڑی سے دوچار ہو جاؤ۔ اس کے بعد تم قبر کے تاریک گڑھے میں چلے جاؤ گے۔ کتنے ہی لوگ یومِ عاشوراء سے پہلے تندرست تھے لیکن آج وہ بیمار ہیں۔ کتنے ہی افراد مطمئن

تھے کہ اچانک موت کا قاصد آیا تو وہ کوچ کر گئے اور لمحہ بھر بھی نہ ٹھہر سکے۔ کتنے ہی ستونوں جیسے لوگ تھے جنہیں شہوات و لذات کے ساتھ مضبوط کیا گیا تھا مگر وہ بھی گر گئے۔ کتنے ہی موجود تھے جو اس دن کے آنے سے پہلے پہلے فنا ہو گئے۔

اے میرے اسلامی بھائی! عنقریب تیرا بھی یہی حال ہوگا لیکن دنیا کا دھوکا اسے تجھ سے چھپاتا ہے اور تیرا بھی یہی انجام ہوگا۔ لہذا غور و فکر کر کہ تو کس ڈگر پر چل رہا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری تندرستی بیماری میں بدل گئی ہے، عافیت ختم ہو چکی ہے، قلم نے تیری تقدیر میں مصیبتیں لکھ دی ہیں، اللہ عزوجل کی قضا و قدر کے مطابق تیری عمر ختم چکی ہے، تیری موت کا وقت قریب آچکا ہے اور روح ہنسی کی ہڈی تک پہنچ چکی ہے اور تو نعمتوں کی لذت بھول چکا ہے، دل دوستوں کی جدائی پر حسرت کا شکار ہے اور چھپے ہوئے آنسو بہہ نکلے ہیں۔ تیری یہ حالت محض ایک لمحہ ہوگی پھر روح پرواز کر جائے گی اور دکھ ڈیرے ڈال لے گا اور تو انتہائی وحشت ناک تاریک گھر میں قیام کرے گا۔ افسوس ہے تجھ پر! اگر تجھے تیرے پروردگار عزوجل نے گناہوں کی سزا دی اور تجھ سے اپنی نافرمانیوں کا انتقام لیا۔ افسوس ہے تجھ پر! اگر پیل صراط سے تیرے قدم پھسل گئے۔ ہائے! اس پر حسرت و افسوس! جس کی حالت ایسی ہوگی، وہ کب تک خواہشات کی اس غفلت میں مبتلا رہے گا؟

سیب سے جلتی پوشاک برآمد ہوئی:

منقول ہے کہ مصر میں کھجوروں کا ایک تاجر رہتا تھا جس کا نام عطیہ بن خلف تھا۔ وہ بہت مال دار تھا پھر اچانک فقیر ہو گیا کہ اس کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے ایک کپڑے کے سوا کچھ بھی باقی نہ بچا۔ جب عاشوراء کا دن آیا تو اس نے جامع مسجد عمرو بن عاص میں نماز فجر ادا کی۔ عام طور پر اس مسجد میں عاشوراء کے دن ہی عورتیں دعا کے لئے آتی تھیں۔ وہ تاجر بھی باقی لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو کر دعا مانگنے لگا۔ وہ عورتوں سے ہٹ کر ایک طرف کھڑا تھا کہ ایک عورت اپنے ساتھ یتیم بچوں کو لے کر اس کے پاس آئی اور عرض کی: ”جناب! میں اللہ عزوجل کے نام پر سوال کرتی ہوں کہ آپ میری مشکل آسان کر دیجئے، مجھے کچھ عنایت فرمائیے جس سے میں ان بچوں کی غذا حاصل کر سکوں کیونکہ ان کا باپ مر چکا ہے اور اس نے ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔ میں ایک عزت دار خاتون ہوں۔ میرا کوئی واقف کار بھی نہیں کہ اس کے پاس جاسکوں۔ آج محض اس ضرورت و حاجت کی وجہ سے مجھے ذلیل ہو کر گھر سے نکلنا پڑا اور نہ ہی مجھے مانگنے کی عادت ہے۔“ تاجر نے اپنے دل میں سوچا کہ میں تو کسی چیز کا مالک نہیں اور اس لباس کے سوا میرے پاس کوئی چیز بھی نہیں۔ اب اگر میں یہ لباس اس کو دیتا ہوں تو خود برہنہ ہو جاؤں گا اور اگر اس کو خالی لوٹا ہوں تو اللہ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کیا عذر پیش کروں گا۔ بہر حال اس نے عورت سے کہا: ”میرے ساتھ چلو، میں تمہیں کچھ دوں گا۔“ وہ عورت اس کے ساتھ اس کے گھر گئی۔ تاجر نے اس کو

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

دروازے پر کھڑا کر دیا اور خود گھر میں داخل ہو کر اپنے کپڑے اتار کر ایک پھٹا پرانا کپڑا لپیٹ لیا اور پھر دروازے کی دراز میں سے وہ لباس اس عورت کو دے دیا۔ عورت نے اس کے حق میں دعا کی: ”اللہ غزّوٰ جَلْ آپ کو جنتی پوشاک پہنائے اور آپ کو بقیہ عمر کسی کا محتاج نہ کرے۔“ تاجر عورت کی دعا سن کر بہت خوش ہوا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر گھر میں داخل ہو کر رات گئے تک ذکرِ الہی غزّوٰ جَلْ میں مشغول ہو گیا۔ جب رات کو سویا تو خواب میں ایک ایسی حسین و جمیل خور و یکھی جس کی مثل دیکھنے والوں نے نہ دیکھی ہوگی۔ اس کے ہاتھ میں ایک سیب تھا جس کی خوشبو آسمان وزمین کے درمیان پھیلی ہوئی تھی۔ حور نے وہ سیب تاجر کو دیا تو اس میں سے ایک جنتی حَلّہ نکلا جس کی قیمت ساری دنیا بھی نہ بن سکے۔ اس نے وہ لباس تاجر کو پہنایا اور خود اس کے قریب بیٹھ گئی۔ تاجر نے پوچھا: ”تم کون ہو؟“ بولی: ”میرا نام عاشوراء ہے اور میں تیری جنتی بیوی ہوں۔“ تاجر نے پوچھا: ”مجھے یہ مقام و مرتبہ کیسے ملا؟“ تو اس نے جواب دیا: ”اس بیوہ اور یتیم بچوں کی دعا کی وجہ سے جن پر تو نے کل احسان کیا تھا۔“ جب تاجر بیدار ہوا تو وہ اتنا خوش تھا جسے اللہ غزّوٰ جَلْ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کا سارا گھر جنتی لباس کی خوشبو سے معطر تھا۔ اس نے وضو کر کے اللہ غزّوٰ جَلْ کا شکر بجالاتے ہوئے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر آسمان کی جانب منہ اٹھا کر عرض کی: ”اے میرے پروردگار غزّوٰ جَلْ! اگر میرا خواب سچا ہے اور جنت میں میری بیوی عاشوراء ہوگی تو مجھے اپنی بارگاہ میں واپس بلا لے۔“ ابھی اس کی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ اللہ غزّوٰ جَلْ نے اس کی روح کو جنت میں بھیج دیا۔

(نزہة المجالس، کتاب الصوم، باب فضل صیام عاشوراء..... الخ، ج ۱، ص ۲۳۳)

اے میرے اسلامی بھائیو! یہ چند ایک بشارتیں ہیں جو بندہ مؤمن کو موت کے وقت ملتی ہیں تو اب اس کی تیاری کرنے والے کہاں ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے دنیا میں بھلائی کا بیج بویا اور آخرت میں تعریف کی فصل کاٹیں گے؟ صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ زیادہ ہوتا ہے۔ وہ لوگ کہاں گئے جنہوں نے خزانے جمع کئے اور شہروں کو آباد کیا؟ اور وہ کہاں ہیں جنہوں نے لشکروں کی قیادت کی اور لوگوں کو اپنا غلام بنایا؟ وہ کہاں ہیں جنہوں نے پختہ محلات بنائے؟ ان کے آباء و اجداد کہاں ہیں؟

سُبْحَانَ اللّٰهِ غَزّوٰ جَلْ! وہ لوگ کتنے عظیم ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں اچھے اعمال میں جلدی کی اور حیا و وقار کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا اور اس دن کے لئے اچھے اعمال کئے جس کے بارے میں ہے:

﴿۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝ (پ ۲۹، مدثر: ۳۸) ترجمہ کنز الایمان: ہر جان اپنی کرنی (اعمال) میں گروی ہے۔

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا معجزہ:

اس دن کی قدر و منزلت معروف ہے کہ اسی دن اللہ غزّوٰ جَلْ نے حضرت سیدنا نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو طوفان سے نجات عطا فرمائی۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رفقاء کے ساتھ کشتی سے باہر تشریف لائے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

کے رفقاء نے بھوک کی شکایت کی کیونکہ ان کا تمام کھانے کا سامان ختم ہو چکا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بچا ہوا کھانا لانے کا حکم فرمایا۔ کوئی مٹھی بھر گندم لے آیا تو کوئی مٹھی بھر مسور کی دال، کوئی لوبیا کی مٹھی لایا تو کوئی بھنے ہوئے چنے لے آیا یہاں تک کہ مختلف اناجوں کی سات مٹھیاں جمع ہو گئیں۔ اور وہ عاشوراء کا دن تھا۔ حضرت سیدنا نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اناج پر بسم اللہ شریف پڑھی اور اسے پکا کر سب نے کھایا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے سب کا پیٹ بھر گیا۔ اور اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

﴿٤٧﴾ قِيلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ
عَلَيْكَ وَعَلَىٰ اٰمَمٍ مِّمَّنْ مَعَكَ ط (پ ۱۲، ہود: ۴۸)

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا گیا اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے کچھ گروہوں پر۔

اور یہ وہ پہلا کھانا تھا جو طوفان کے بعد روئے زمین پر پکایا گیا۔ پھر لوگوں نے اسے یوم عاشوراء کی سنت بنا لیا۔ پس جو اس دن کھانا پکائے اور فقراء و مساکین کو کھلائے تو اس کے لئے اجر عظیم ہے۔ (تفسیر روح البیان، سورۃ ہود، تحت الآیۃ ۴۸، ج ۴، ص ۱۴۲)

منقول ہے، جب اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا کہ وہ اس سے مخاطب ہوگا اور کلام فرمائے گا نیز اسے تختیوں کی صورت میں تورات عطا فرمائے گا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تیس روزے رکھنے کا حکم دیا۔ آپ علیہ السلام نے روزے رکھے اور وہ ذوالحجۃ الحرام کا مہینہ تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معدہ خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والی منہ کی بوکونا گوار جانا اور خسر و ب (یعنی کیرب، یہ ایک درخت کا نام ہے) کی لکڑی کی مسواک فرمائی۔ ایک قول کے مطابق وہ زیتون کی تھی جبکہ ایک قول یہ ہے کہ کسی دوسری لکڑی کی تھی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا گیا: ”اے ہمارے حکم سے روزے رکھنے والے اتونے اپنی رائے سے کیسے افطار کر لیا؟ کیا تو نہیں جانتا کہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاک ہے؟“ پھر آپ علیہ السلام کے اس فعل پر بطور کفارہ مزید دس روزے رکھنے کا حکم دیا۔

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری ہے:

﴿٨٧﴾ وَوَعَدْنَا مُوسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاتَمَمْنٰهَا
بِعَشْرِ (پ ۹، الاعراف: ۱۴۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور ان میں دس اور بڑھا کر پوری کیں۔

ایک قول کے مطابق ”بعشر“ سے مراد محرم کا پہلا عشرہ تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ذوالحجۃ الحرام کا پہلا عشرہ تھا۔ پہلے قول کے مطابق آخری دن یوم عاشوراء کا تھا اور یہی وہ دن ہے جس میں اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور ان پر اپنی کتاب تورات نازل فرمائی۔

یہ ایسا عظیم دن ہے کہ اس میں نیکیوں کا اجر دگنا کر دیا جاتا ہے اور ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ اسی دن اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ قبول فرمائی۔ اسی روز حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیہ السلام نے نینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ علیہ السلام کے قلیل زاد راہ والے رفقاء کو کشتی میں نجات عطا فرمائی۔ اسی دن حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نازمرد سے نجات عطا فرمائی۔ اسی دن حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کو مصیبت سے چھڑکا عطا فرمایا۔ اسی روز حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کے طویل دکھ درد کے بعد حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو ان سے ملا یا۔ اسی دن حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا۔ اسی دن بنی اسرائیل کے لئے دریا میں راستے بنائے گئے تاکہ وہ اسے پار کر کے فرعون سے نجات پائیں۔ اسی دن حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کی لغزش معاف ہوئی۔ اسی دن حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کو سلطنت عظیم عطا کی گئی۔ اسی دن اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف بخشا اور حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔ اسی دن حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کی رحمت باری تعالیٰ لے کر نازل ہوئے۔ اور یہی وہ عظیم دن ہے جس میں حضور سید المرسلین، جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انگوٹوں پچھلوں کے گناہ معاف فرمانے کی خوشخبری سنائی گئی۔

اس دن کی عظمت و شرافت کے لئے تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جس نے اس دن کا روزہ رکھا گویا اس نے ساری زندگی روزہ رکھا اور جس نے عاشوراء کی رات قیام کیا تو وہ بڑا اجر اور بڑی عطا پا کر کامیاب ہو اور جس نے اس دن کسی بے لباس کو کپڑے پہنائے یا بھلائی کا کوئی کام کیا اللہ عزوجل اس کو دردناک عذاب سے محفوظ فرمادے گا۔ جس نے اس دن کسی یتیم کی حاجت پوری کی یا کسی بھوکے کو کھانا کھلایا یا کسی کو پانی کا ایک گھونٹ پلایا اللہ عزوجل اس کو جنت کے دسترخوان پر کھانا کھلائے گا اور مہر لگی ہوئی شراب طہور اور سلسبیل (یعنی چستی چشمے) کا پانی پلائے گا۔ جس نے اس دن صدقہ کیا بروز قیامت وہ اپنے صدقے کے گھنے سائے میں ہوگا۔ جس نے اس دن اپنے گھروالوں پر خرچ میں فراخی کی اس کے رزق میں کشادگی کر دی جائے گی اور اس کی سیرت و صورت کو اچھا کر دیا جائے گا۔ پس اس دن اللہ عزوجل کی خوب پائی بولوا اور کلمہ طیبہ شریف کی کثرت کرو اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں جلدی جلدی توبہ کرو اور اعمال صالحہ کے ذریعے طویل سفر کے لئے زاد راہ تیار کر لو۔ اس دن کی فضیلت پر انعامات و اکرامات کی روایات اس کثرت سے آئی ہیں کہ ان کے اظہار سے ہر زبان قاصر ہے۔

(نزہة المجالس، کتاب الصوم، باب فضل صیام عاشوراء..... الخ، ج ۱، ص ۲۳۲)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں اس فضیلت والے مہینے میں اپنے مقبول بندوں میں شمار کر اور بہت زیادہ اجر و ثواب مرحمت فرما، ہمارے تمام گناہ کبیرہ معاف فرما، ہماری پشتوں کو تمام بوجھل گناہوں سے ہلکا کر کے ہماری چھوٹی چھوٹی نیکیاں بھی اپنی عالی بارگاہ میں قبول فرما۔ بے شک تو تھوڑے عمل کو بھی قبول فرما لیتا ہے۔ عاشوراء کے دن ہمارے ہر اچھے عمل پر اپنی مشیت کے مطابق اجر عطا فرما اور بروز محشر ہمیں اس ہستی کے جھنڈے تلے اکٹھا فرما جس پر تو نے قرآن پاک میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

﴿۹﴾ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ (ب ۴۰۴ ال عمران: ۱۷۳) ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز۔

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



..... چھ افراد پر لعنت ﴿

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: ”چھ طرح کے لوگوں پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللہ عزوجل بھی ان پر لعنت فرماتا ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے، چھ اشخاص یہ ہیں (۱) کتاب اللہ عزوجل میں اضافہ کرنے والا (۲) تقدیر کو جھٹلانے والا (۳) میری امت پر ظلم کے ساتھ تسلط کرنے والا کہ اس شخص کو عزت دیتا ہے جس کو اللہ عزوجل نے ذلیل کیا اور اس کو ذلیل کرتا ہے جس کو اللہ عزوجل نے عزت عطا فرمائی (۴) اللہ عزوجل کے حرم (یعنی حرم مکہ) کو حلال ٹھہرانے والا (۵) میرے اہل بیت کی حرمت جس کا اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے اس کو پامال کرنے والا اور (۶) میری سنت کو چھوڑنے والا۔“

(الاحسان بترقیب صحیح ابن حبان، الحدیث: ۵۷۱۹، ج ۷، ص ۵۰۱)

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

بیان 43:

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ایسا "احد" ہے جو اپنی صفت سز مندیت (یعنی ازلی وابدی ہونے) میں یکتا ہے۔ وہ ایسا "فرد" ہے جو اپنی صفت ربوبیت (یعنی رب ہونے) میں یکتا ہے۔ وہ ایسا "شکور" ہے جس کے علاوہ حقیقتہً کسی کا شکر کیا جاتا ہے نہ کسی کی حمد۔ وہ ایسا "غفور" ہے جو سچی توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ وہ ایسا بادشاہ حقیقی ہے جس نے سب ممالک اور بادشاہوں کو فنا کیا جبکہ اس کی سلطنت کو کبھی زوال نہ آئے گا۔ وہ ایسا بلندرتبہ ہے جس کی طرف پاکیزہ کلمات بلند ہوتے ہیں۔ وہ ایسا حاکم مطلق ہے جس نے تمام اہل دنیا کی موت کا اہل فیصلہ فرمادیا ہے لہذا کوئی بھی اس دنیا میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ اس نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ قابلِ حمد و ستائش راہِ حق کی طرف لوگوں کی راہنمائی فرمائیں اور انہیں اس ہستی کے سامنے پردہ بنائے رکھا جس کے لئے بروز قیامت شفاعت اور لسواء الحمد (یعنی حمد کے جھنڈے) کا وعدہ ہے اور اس ہستی کو خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنا کر بھیجا تاکہ وہ لوگوں کے لئے راہِ ہدایت واضح فرمائیں۔ اسی لئے اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: "وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ط فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ 0 (ب ۲۸، الصف: ۶) ترجمہ کنز الایمان: اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام احمد ہے، پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے۔"

اللہ عزوجل نے اپنے حبیبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قدر و منزلت کا اظہار اور تعظیم و توقیر کرتے ہوئے ان کا ذکر بلند فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے مشرکین کی شرک کی آگ کو بجھایا اور مومنین کے لئے نورِ ایمان ظاہر فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے آپ کی امت کو کامل فرحت و سرور عطا فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساری انسانیت کے لئے بشیر و نذیر (یعنی خوش خبری دینے والا اور ڈرسانے والا) بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکادینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر موجود شے کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک نور سے ساری کائنات کو متور فرمایا۔ چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا 0 وَذَاعِبًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّبِينًا 0 (ب ۲۲، الاحزاب: ۴۵-۴۶) ترجمہ کنز الایمان: اے نبی

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

اسلام ہمیشہ بلند و مضبوط ہوتا رہے گا اور کفر و شرک کمزور و ذلیل ہوتا رہے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اصول و فروع کے اعتبار سے طیب و طاہر ہیں۔ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر شاہ ایران کے محل ”کسریٰ“ میں زلزلہ آگیا، اس کی بنیادیں کمزور پڑ گئیں اور وہ گرنے کے قریب ہو گیا۔ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتِ شان کی خاطر آپ کو امت کے گنہگاروں کا شفیع بنایا۔ امت کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین توجہ سے سننے اور احکام کی بجا آوری کا حکم فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں اس امت کا رسول اور آخرت میں شفیع بنایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں کے سامنے اپنی عظمت و شرف بیان کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا“ (ب ۹۹، الاعراف: ۱۰۸) ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔“ (۱)

اللہ عزوجل نے حضور پر نور، شاہِ غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عزت کا تاج پہنایا اور ساری کائنات کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے متور فرمایا۔ دیہاتی اور شہری لوگوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے عزت عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر قسم کے گدلے پن سے محفوظ رکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک نور سے فارس کا صدیوں سے جلنے والا آتش کدہ بجھا دیا۔ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی برکت سے حنّادس (یعنی آخر ماہ کی تین انتہائی سیاہ راتوں) کی تاریکیوں کو روشنی عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہیبت و جلال کی پوشاک عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلہ نبوت و رسالت کو ختم فرمایا۔ قرآن کریم میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان یوں بیان فرمائی: ”مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اَشْهَدُوْا عَلٰى الْكُفْرٰى (ب ۲۶، النّٰح: ۲۹) ترجمہ کنز الایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔“ (۲)

حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی ہیں کہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شاندار عزت و مقام

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عموم رسالت کی دلیل ہے کہ آپ تمام خلق کے رسول ہیں اور کل جہاں آپ کی امت۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے، حضور فرماتے ہیں ”پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں: ہر نبی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے نہیں ہوئی تھیں۔ میرے لئے زمین پاک اور پاک کرنے والی (قابل تیمم) اور مسجد کی گئی جس کسی کو کہیں نماز کا وقت آئے وہیں پڑھ لے۔ دشمن پر ایک ماہ کی مسافت تک میرا رب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی۔ اور مجھے شفاعت عنایت کی گئی۔“ مسلم شریف کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ”میں تمام خلق کی طرف رسول بنایا گیا اور میرے ساتھ انبیاء ختم کئے گئے۔“

②..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”صحابہ کا تشدد و کفار کے ساتھ اس حد پر تھا کہ وہ لحاظ رکھتے تھے کہ ان کا بدن کسی کافر کے بدن سے نہ چھو جائے اور ان کے کپڑے سے کسی کافر کا کپڑا نہ گٹنے پائے۔“ (مدارک)

پرفائز فرمایا اور بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائیں۔ عیسائی پادریوں اور یہودی راہبوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی بشارت دی اور کاہنوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشخبری دی۔ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عمدہ اوصاف اور اچھی تعریف ساری کائنات میں عام کر دی۔ رب کائنات نے ربیع الاول جیسے مبارک مہینے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ نمائی فرمائی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساری مخلوق سے افضل بنایا اور عزت و وقار کے عظیم جئے پہنائے۔ لوگوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے ذریعے متنبہ فرمایا۔ اور اپنی لاریب کتاب قرآن مجید، فرقان حمید میں ارشاد فرمایا: "إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا لَا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا (پ ۲۹، مزمل: ۱۵) ترجمہ کنزالایمان: بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے کہ تم پر حاضر ناظر ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے۔

اے میرے دانش مند اسلامی بھائیو! ذرا دیکھو تو سہی کہ اللہ عزوجل نے اپنے اس محترم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کیسے کیسے اعلیٰ انعامات، اعزاز اور عظیم فضائل تیار کر رکھے ہیں۔ پس یہی وہ رسول ہیں جو خلق عظیم اور عزت و عظمت کی صفت سے متصف ہیں۔ اللہ عزوجل نے آپ کی شان بیان کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: "لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (پ ۱۱، النوبة: ۱۲۸) ترجمہ کنزالایمان: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول، جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔" (۱)

بے شک انسان نے سب سے پہلے جس کلام سے ابتداء کی اور زبان نے قوت گویائی حاصل کی وہ اس ذات کا کلام ہے جس نے ساری مخلوق کو پیدا کیا اور قوت گویائی عطا فرمانا محض اس خالق کائنات جل جلالہ کا مخلوق پر فضل و احسان ہے۔ اسے کسی حاجت نے مخلوق کی پیدائش پر مجبور نہیں کیا تھا اور نہ ہی کوئی ضرورت ایسی تھی جس کی وجہ سے وہ محتاج تھا کہ مخلوق اس کی اطاعت کرے کیونکہ وہ تو مطلقاً غنی و بے پرواہ ہے اور وہ تو ایسی ذات ہے جس کے خزانے بہت زیادہ خرچ کرنے کے باوجود ختم نہیں ہوتے اور اس کا اپنے بندوں پر سب سے بڑا فضل و احسان یہ ہے کہ اس نے ان کے پاس اپنے مخلص و مہربان، عظمت و جلال

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "(یعنی) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربی قرشی، جن کے حسب و نسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے عالی نسب ہیں اور تم ان کے صدق و امانت زہد و تقویٰ، طہارت و تقدس اور اخلاق حمیدہ کو بھی خوب جانتے اور ایک قراءۃ میں انفسیکم بفتح فا آیا ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ تم میں سب سے نیش تر اور اشرف و افضل اس آیت کریمہ میں سپد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری یعنی آپ کے میلاد مبارک کا بیان ہے۔ ترمذی کی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیدائش کا بیان قیام کر کے فرمایا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد مبارک کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دونوں سے مشرف فرمایا۔ یہ کمال تکرم ہے اس سرور نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔"

والے نبی اور سچے اور امانت دار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا جن کے پیغامِ ربانی پہنچانے کی خوبی بیان کرتے ہوئے وہ خود ارشاد فرماتا ہے: "وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ" (پ ۳۰، الشکور: ۲۴) ترجمہ کنز الایمان: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔" اللہ عزوجل نے احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نوری وجود سے کفر کی تاریکیاں دور فرمادیں، آسمانِ ایمان پر ستاروں کو چمکایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انوار و تجلیات سے مہینے کی آخری انتہائی تاریک تین راتوں کو روشن فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر ایران کا شعلہ زن آتش کدہ بجھا دیا۔ شاہِ ایران کو اس کے سلطنت کے زوال سے ڈراتے ہوئے اس کے محل "کسریٰ" میں شکاف ڈال دیئے۔ شاہِ روم قیصر نے اپنی ہلاکت پر دلالت کرنے والا خواب دیکھ لیا۔

اللہ عزوجل نے اس امت کو اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے تمام امتوں پر فضیلت و رفعت عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہختہ ارادوں کی تلوار کی برکت سے اس امت کے سامنے بلند و بالا چوٹیوں کو سرنگوں کر دیا۔ اس لئے امت پر لازم ہے کہ شبِ میلادِ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (یعنی بارہ ربیع النور شریف) کو اپنی سب سے بڑی عید بنا لیں اور سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر حد درجہ خوشیاں منائیں اور غرباء و مساکین پر صدقہ و خیرات کر کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں اور قیموں، بیواؤں اور کمزوروں کی امداد کر کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت پر عمل کریں۔ علماء کرام امت برکاتِ عالیہ اور مبلغین لوگوں کے سامنے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات بیان کریں۔ اور اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ مسعود کی برکت سے لوگوں پر جو مہربانیاں فرمائیں ان کو اور آپ کے خصائل حمیدہ کو لوگوں کے سامنے ثابت کریں تاکہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جس مقام و مرتبہ اور قدرت و طاقت سے نوازا ہے وہ ان کے دلوں میں راسخ ہو جائے نیز وہ یہ بات بھی جان لیں کہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی انسان پیدا نہیں فرمایا۔

ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بیان:

ٹیٹھے ٹیٹھے اسلامی بھائیو! آؤ! میں تمہارے سامنے حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے متعلق سچے ائمہ حدیث سے مروی چند احادیث بیان کرتا ہوں اور اس کا آغاز قرآن مجید، فرقانِ حمید کی اس آیت مبارکہ کی تلاوت سے کرتا ہوں۔ چنانچہ، اللہ عزوجل قرآنِ عظیم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ فَتَبَرَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ﴾ (پ ۱۸، المؤمنون: ۱۴) ترجمہ کنز الایمان: تو بڑی برکت والا ہے اللہ، سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

حضرت سیدنا مخزوم بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے جن کی عمر ڈیڑھ سو (150) سال تھی، روایت کرتے ہیں:

”حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارہ (12) ربیع النور شریف بروز پیر عام الفیل (1)، شاہ ایران، نوشیرواں سے بیالیس (42) سال اور بادشاہ عمرو بن ہند سے ساڑھے آٹھ سال بعد اس جہان فانی میں جلوہ گر ہوئے۔“

(السیرة النبویة لابن ہشام، ولادة رسول اللہ ﷺ، ج ۱، ص ۱۶۱)

ایک رات حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادی اَبْطَحْ میں محو آرام تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں اپنے جسم اطہر سے ایک سفید زنجیر نکلتی دیکھی، اس کے چار کنارے تھے۔ ایک کنارہ مشرق میں جا پہنچا، دوسرا مغرب میں، تیسرا آسمان تک اور چوتھا کنارہ واپس لوٹ آیا یہاں تک کہ وہ ایک سبز درخت بن گیا۔ جب صبح ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تعبیر معلوم کی تو بتانے والوں نے بتایا: ”اگر آپ کا خواب سچا ہے تو یقیناً آپ کی مبارک پشت سے ایک ایسی ہستی کا ظہور ہوگا جس پر تمام زمین و آسمان والے ایمان لائیں گے۔“

(السیرة النبویة لابن کثیر، کتاب مبعث رسول اللہ ﷺ، ذکر اخبار غریبہ، ج ۱، ص ۳۱۰، بتغییر)

نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صوفشائیاں:

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ”جب اللہ عزوجل نے موجودات کو پیدا فرمانے کا ارادہ کیا اور زمین کو بچھایا اور آسمان کو بلند فرمایا تو اپنے فیض ذات سے مٹھی بھر لے کر اس سے ارشاد فرمایا: ”اے نور! محمد بن جا۔“ اُس نور نے ایک نوری ستون کی صورت اختیار کر لی اور اس قدر روشن ہوا کہ عظمت کے پردے تک جا پہنچا اور رب کائنات عزوجل کو سجدہ کیا اور کہا: ”الْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ! یعنی سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں۔“ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”میں نے تجھے اسی لئے پیدا فرمایا اور تیرا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رکھا ہے، تجھی سے اپنی مخلوق کی ابتدا کروں گا اور تجھی پر اپنی رسالت کا سلسلہ ختم کروں گا۔“ پھر اللہ عزوجل نے اس نور کے چار حصے کر کے ایک حصے سے لوح محفوظ اور دوسرے سے قلم کو پیدا فرمایا پھر قلم سے ارشاد فرمایا: ”لکھ!“ تو قلم پر ایک ہزار سال تک ہیبت الہی عزوجل سے لرزہ طاری رہا۔ اس کے بعد قلم نے عرض کی: ”اے میرے رب عزوجل! کیا لکھوں؟“ ارشاد فرمایا: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لکھ۔“ پس قلم نے لکھا اور مخلوق کے متعلق علم الہی عزوجل پر رسائی پائی۔ پھر اس نے یہ باتیں لکھیں: (۱)..... حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک میں موجود اولاد کی تعداد (۲)..... جو اطاعت الہی عزوجل بجالائے گا اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا اُسے دوزخ میں ڈال دے گا۔ اسی طرح (۳)..... حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام،

①..... ”عام الفیل“ وہ سال ہے جس میں ابراہیم بادشاہ نے ہاتھیوں کا لشکر لے کر خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی۔ المدینة العلمیة

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی امتوں کے متعلق بھی لکھا یہاں تک کہ جب حضور نبی مکرمؐ، نور مجسمؐ، رسول اکرمؐ، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے متعلق لکھا کہ جس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی، قلم یہ جملہ ”وہ اُسے جہنم میں ڈال دے گا“ ابھی لکھنا ہی چاہتا تھا کہ اللہ عزوجل کی طرف سے ندا آئی: ”اے قلم! ذرا ادب سے۔“ تو وہ ہیبت و جلال الہی عزوجل سے شق ہو گیا پھر دستِ قدرت سے تراشا گیا۔ تب سے قلم میں یہ بات جاری ہو گئی کہ تراشے بغیر نہیں لکھتا۔ پھر اللہ عزوجل نے قلم سے ارشاد فرمایا: اس امت کے متعلق لکھ، ”یہ امت گنہگار ہے اور رب عزوجل غمخوار (یعنی بہت بخشنے والا) ہے۔“ پھر اللہ عزوجل نے تیسرے حصے سے عرش کو پیدا کیا۔ پھر چوتھے حصے کے مزید چار حصے کر کے پہلے حصے سے عقل، دوسرے سے معرفت، تیسرے سے سورج، چاند اور آنکھوں کا نور اور دین کی روشنی پیدا فرمائی اور یہ سب حقیقۃً نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے انوار ہیں۔ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام کائنات کی اصل ہیں۔ اس کے بعد اللہ عزوجل نے نور کی اس چوتھی قسم کے چوتھے حصے کو بطور امانت عرش کے نیچے رکھ دیا۔ پھر جب اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو وہ نور ان کی پشت مبارک میں رکھا۔ پھر فرشتوں سے آپ علیہ السلام کو سجدہ کروایا اور جنت میں داخل کر دیا۔ فرشتے صرف در صف آپ علیہ السلام کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑے ہو کر نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیا کرتے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! یہ فرشتے میری پشت کے پیچھے صف باندھ کر کیوں کھڑے رہتے ہیں؟“ ارشاد فرمایا: ”اے آدم! یہ فرشتے میرے حبیب، خاتم الانبیاء، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی زیارت کرتے ہیں، جسے میں تیری پشت سے پیدا فرماؤں گا۔“ حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”یا الہی عزوجل! اس مبارک نور کو میری پیشانی میں رکھ دے تاکہ یہ فرشتے میرے سامنے رہیں، پشت کی طرف نہ جائیں۔“ تو اللہ عزوجل نے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آپ علیہ السلام کی پیشانی میں رکھ دیا۔ فرشتے حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے رہتے۔ حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”یا الہی عزوجل! میں بھی اس مبارک نور کی زیارت کرنا چاہتا ہوں، لہذا اسے میری پیشانی سے نکال کر کسی ایسی جگہ رکھ دے جہاں میں اس کی زیارت کر سکوں۔“ تو اللہ عزوجل نے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکشت شہادت میں منتقل فرما دیا۔ فرشتے تسبیح پڑھتے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکشت مبارک میں وہ نور بھی تسبیح خوانی کرتا۔ اسی وجہ سے اس انگلی کو ”المُسْبِحَةُ“ (یعنی تسبیح والی انگلی) کہتے ہیں۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! کیا اس مبارک نور میں سے کچھ میری پشت میں بھی باقی ہے؟“ جواب ملا:

”ہاں! میرے محبوب کے صحابہ کا نور ابھی باقی ہے۔“ عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس بقیہ نور کو میری بقیہ انگلیوں میں رکھ دے۔“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور درمیان والی انگلی میں، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور بِنَصْر (یعنی درمیانی کے ساتھ والی انگلی) میں، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور حَنْصَر (یعنی سب سے چھوٹی انگلی) میں اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور انگوٹھے میں رکھ دیا۔ جب تک حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں رہے تو یہ نور ان کی انگلیوں میں چمکتا رہا۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام درخت کی آزمائش سے دوچار ہوئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس نور کو دوبارہ واپس پشت میں رکھ دیا۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس ودیعت کئے گئے نور کے راز کی قدر و منزلت کی پہچان کرائی اور فرمایا: ”پاک صاف ہو کر تسبیح و تقدیس کرو پھر دونوں طاہر ہو جاؤ اور اپنی اہلیہ حواء کا حق زوجیت ادا کرو کہ میں تم دونوں سے اپنے اس فیض آثار نور کا ظہور فرمانے والا ہوں۔“ پس آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم الہی عَزَّوَجَلَّ کے مطابق عمل کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت سیدنا حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں منتقل فرما دیا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نور کو حضرت سیدنا حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیشانی میں سورج کی مانند دائرے کی صورت میں دیکھا کرتے۔

(مصنّف عبد الرزّاق، الجزء المفقود من الجزء الاوّل، کتاب الايمان، باب فی تخلیق نور محمد ﷺ، الحدیث ۱۸، ص ۶۳۔ بالفاظ مختلفہ)

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ نسب: (۱)

جب حضرت سیدنا شعیث علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں منتقل کر دیا گیا۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے ہوئے اور جوانی کی حدود میں قدم رکھا تو حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد و پیمان لیا کہ وہ اس خدائی راز کو کسی پاک باز بی بی میں ہی منتقل فرمائیں گے تاکہ یہ کسی پاک باز مرد تک ہی منتقل ہو۔“ اس کے بعد نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا شعیث علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اَوْش، اُن سے قَیْنان، اُن سے مَہْلا تَیل، اُن سے یَزْد، اُن سے اَخْوَج، اُن سے مَتُو شَلْخ، اُن سے لَمْک، اُن سے حضرت سیدنا نوح صلی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، اُن سے سَام، اُن سے اَرْفَخْشَد، اُن سے شَاخ، اُن سے عَمیر، اُن سے

①..... حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیارح افلاک کے سلسلہ نسب کے متعلق حضرت علامہ سیدنا یوسف بن اسماعیل نبھانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معد بن عدنان تک کے سلسلہ نسب پر امت کا اجماع ہے اور اس سے اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک مذکور نسب قابل اعتماد نہیں (یعنی ناموں میں اختلاف ہے)۔“ (وسائل الرسول الی شمائل الرسول، ص ۴۸)

فالح، أن سے ارغو، أن سے ساروغ، أن سے ناخور، أن سے تاریخ (۱) أن سے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، أن سے حضرت سیدنا اسماعیل علی نبیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، أن سے قیزار، أن سے نبت، أن سے سلمان، أن سے ہمسع، أن سے مسع، أن سے اذہ، أن سے اذہ، أن سے عدنان، أن سے معدہ، أن سے زرار، أن سے مضر، أن سے الیاس، أن سے مذرکہ، أن سے خزیمہ، أن سے کنانہ، أن سے نضر، أن سے مالک، أن سے فہر، أن سے غالب، أن سے لوی، أن سے کعب، أن سے مرہ، أن سے کلاب، أن سے قصی، أن سے عبدمناف، أن سے ہاشم، أن سے حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور أن سے حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا جو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد محترم ہیں۔“ (الروض الأنف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ج ۱، ص ۲۳ تا ۲۷)

کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

مَا زَالَ نُورُ مُحَمَّدٍ مُشْتَقِلًا فِی الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ أُولَى الْعُلَا

①..... یہاں اصل کتاب میں تاریخ کے بعد آزر کا ذکر ہے۔ اس کے متعلق فقیر العصر، حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ”حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ علمائے اہل سنت کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ تھا اور آزر آپ علیہ السلام کے چچا کا نام تھا۔“ (فتاویٰ فیض الرسول، ج ۲، ص ۵۶۸) نیز مفتی شہیر، حکیم الامت، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس فرمان باری تعالیٰ ”وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ (ب) ۷، الانعام: ۷۴“ کے تحت تفسیر نعیمی میں تحریر فرماتے ہیں: ”(آزر) کون تھا؟ اس میں گفتگو ہے۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ”مسائل الحنفیاء“ میں فرمایا اور ”مفردات امام راغب، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی“ وغیرہ میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا چچا تھا، آزر بت پرست تھا۔ آپ (علیہ السلام) کے والد کا نام ”تاریخ“ ہے، جو مؤمن موجد تھے۔ ”تفسیر ابن کثیر“ نے بھی یہی کہا۔ بعض نے فرمایا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کوئی اور خاندانی بزرگ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ ہے۔ (مزید فرماتے ہیں) خیال رہے کہ عربی میں ”اب“ اور ”والد“ دونوں کے معنی ہیں، باپ۔ مگر ”اب“ عام ہے کہ گئے باپ کو بھی ”اب“ کہتے ہیں اور سوتیلے باپ، دادا، چچا، بلکہ سارے اصول خاندان کو، بلکہ استاد کو، بلکہ شیخ کو، بلکہ ”مربی“ کو بھی ”اب“ کہہ دیتے ہیں۔ دیکھو! ”لَا تَسْكِبْ خُورًا مَّا نَكَّحَ آبَاؤُكُمْ“ یہاں ”آباء“ سے مراد سارے اصول ہیں۔ باپ، دادا، پردادا کہ ان سب کی منکوحہ بیویاں ہم پر حرام ہیں۔ اَبَاؤُكُمْ اِبْرَاهِيمَ وَاسْمَعِيلَ وَاسْحَقَ“ یہاں ”آباء“ میں چچا بھی داخل ہیں۔ حضرت اسمعیل جناب یعقوب کے چچا تھے۔ ”مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اَبَاءَ نَا“ میں ”آباء“ سے مراد استاد بھی ہیں۔ سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ”رَدُّوْا عَلٰی اَبِي (یعنی) میرے باپ عباس کو میرے پاس لاؤ۔“ یہاں ”اب“ سے مراد چچا ہے۔ بہر حال ”اب“ بہت عام ہے مگر ”والد“ اکثر گئے باپ کو کہتے ہیں، ”وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا“۔ یونہی لفظ عام ہے سگی ماں۔ سوتیلی ماں، دودھ کی ماں، دادی، نانی، چچی، ساس سب کو ”اُم“ کہہ دیتے ہیں۔ دیکھو! ”اُمَّهَاتِكُمْ اللّٰمِي اَوْضَعْنَكُمْ“ میں دائی دودھ پلانے والی کو ”اُم“ فرمایا۔ ”حَوَمَتْ عَلَيَكُمْ اُمَّهَاتِكُمْ“ میں سگی ماں، سوتیلی ماں، دادی، نانی کو ”اُم“ فرمایا۔ مگر والدہ کو عموماً سگی ماں کہتے ہیں۔ ”وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ“ یا جیسے ”وَبِرَّامِ بَوَالِدَيْهِ“ جب یہ سمجھ لیا تو سمجھو کہ قرآن کریم نے ہر جگہ آزر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ”اب“ فرمایا ہے، کہیں ”والد“ نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ وہ آپ کا سگا باپ نہ تھا۔“ (تفسیر نعیمی، ج ۷، ص ۴۹۵)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

حَتَّىٰ لِعَبْدِ اللَّهِ جَاءَ مُطَهَّرًا وَ مَكْرَمًا وَمُعَظَّمًا وَ مَبْجَلًا

ترجمہ: حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک نور ہمیشہ طیب و طاہر اور برتر و بالا لوگوں میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ پاک و صاف اور معزز و مکرم حالت میں حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا۔

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی منتقلی پر جشن کا سماں:

جب اللہ عزوجل نے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فریض الشان صلبوں سے بلندرتبہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر کی طرف منتقل فرمایا تو اس منتقلی کے ساتھ ہی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں۔ ساری مخلوق ایک دوسرے کو بشارتیں دینے لگی، زمین و آسمان میں اعلان کر دیا گیا: ”اے عرش! وقار و سنجیدگی کا نقاب اوڑھ لے۔ اے کرسی! فخر کی زرہ پہن لے۔ اے سدرۃ المنتہی! خوشی سے جھوم جا۔ اے ہیبت اور رعب و دبدبہ کے انوار! تم بھی خوب روشن ہو جاؤ۔ اے جنت! خوب آراستہ پیراستہ ہو جا۔ اے محلات کی خورو! تم بھی بلندی سے دیکھو۔ اے رضوان (باغبانِ جنت)! جنت کے دروازے کھول دے اور خورو غلماں کو سامانِ زینت سے آراستہ پیراستہ کر کے کائنات کو خوشبوؤں سے معطر کر دے۔ اے مالک (داروغہ جہنم)! جہنم کے دروازے بند کر دے۔ کیونکہ آج کی رات میری قدرت کے خزانوں میں چھپا ہوا نور اور راز عبد اللہ سے جدا ہو کر آمنہ کے بطن میں منتقل ہونے والا ہے اور جس گھڑی یہ نور منتقل ہوگا اسی لمحے میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مکمل صورت دے دوں گا اور یہ لوگوں کے سامنے انسانِ کامل ظاہر ہوگا۔“

ہر چو پاپیہ بولنے لگا:

اللہ عزوجل نے یکم رجب المرجب شبِ مجتہ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی منتقلی کا اعلان فرمایا۔ جبکہ حضرت سیدنا امامِ واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ جمادی الآخر کی پندرہویں رات تھی۔ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی منتقلی کی رات ہر گھر اور مکان میں نور داخل ہو گیا اور ہر چو پاپیہ جو کلام ہو گیا۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رسولِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حاملہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس رات قریش کے ہر چو پاپیہ نے (بزبانِ فصیح) کلام کرتے ہوئے کہا: ”رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکمِ اطہر میں جلوہ فرما ہو چکے ہیں، ربِّ کعبہ کی قسم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے لئے امان اور اہل دنیا کے چراغ ہیں۔“

(رسائل میلادِ مصطفیٰ ﷺ، رسالۃ مولد النبی ﷺ لابن حجر مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی، ص ۱۹)

حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ”جب حمل کو چھ ماہ ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ محترم میرے سر تاج حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جہانِ فانی سے گویا فرما گئے۔ اور کسی نے خواب میں آ کر مجھے پاؤں کی

جنبش سے اٹھایا اور ارشاد فرمایا: ”اے آمنہ! تجھے بشارت ہو کہ تیرے شکم اطہر میں پرورش پانے والی ذات تمام جہانوں سے بہتر ہے، جب ان کی ولادت ہو جائے تو ان کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھنا اور اپنے اس معاملے پر کسی کو آگاہ نہ کرنا۔“

(البدایة والنہایة لابن کثیر، کتاب الشمائل، باب ما اعطی رسول اللہ ﷺ... الخ، ج ۴، ص ۷۲۰)

ولادت مبارک اور عجائبات ولادت:

حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ”جب تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے شکم میں تشریف فرما رہے میں نے کبھی درد و الم، بوجھ یا پیٹ میں مروڑ محسوس نہ کیا۔ حمل ٹھہرنے کے کامل نو (9) ماہ بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہو گئی۔ جب وقت ولادت قریب آیا تو عام عورتوں کی طرح مجھ پر بھی گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ میرے خاندان والے میری اس کیفیت سے واقف نہ تھے، میں گھر میں تنہا تھی۔ حضرت سیدنا عبدالمطلب طوافِ خانہ کعبہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں مشغول تھے۔ لہذا میں نے دست طلب اس ذات کے سامنے دراز کر دیا جس پر کوئی پوشیدہ چیز بھی مخفی نہیں۔ اچانک میں نے دیکھا کہ میری غم گسار بہن فرعون کی بیوی حضرت سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے آئیں۔ پھر میں نے ایک نور دیکھا جس سے سارا مکان روشن ہو گیا۔ یہ حضرت سیدتنا مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ پھر میں نے چودہ بویں کے چاند جیسے چمکتے دکتے چہرے دیکھے، یہ حوروں کا قافلہ تھا۔ جب دروازہ کی تکلیف زیادہ ہوئی تو میں نے ان خواتین سے ٹیک لگالی۔ پھر عالم الغیب والشہادہ عزوجل نے مجھ پر ولادت آسان فرمادی اور میرے بطن سے حبیبِ خدا عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور عالم یہ تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے تکلمی باندھے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ حضرت سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر شفقت کرنے لگیں، حضرت سیدتنا مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی جلدی جلدی حاضر ہو گئیں۔ حوروں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین کے بوسے لئے۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام بھی کا شانہ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ حضرت سیدنا میکائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیا، حضرت سیدنا اسرافیل علیہ السلام بھی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ پھر فرشتے آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار، حبیب پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نگاہوں سے اوجھل لے گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساری کائنات کی سیر کرانے لگے، تمام جنتی نہروں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غسل فرمانے سے فیض یاب کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی جنتی درختوں کے پتوں پر رقم کر دیا۔ پھر لمحہ بھر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو واپس بھی لے آئے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساری کائنات پر فضیلت دی گئی۔ حضرت سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سرمہ لگانا چاہا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پشمین کرم میں اچھی طرح سرمہ لگا ہوا تھا۔ حضرت سیدتنا

مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناف مبارک کا ٹٹا چاہی تو دیکھا کہ وہ پہلے سے کٹی ہوئی تھی اور اس سے اضافی حصہ زائل ہو چکا تھا۔ پھر حورِ عین (یعنی بڑی بڑی آنکھوں والی حور) نے حبیبِ خدا عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مختلف خوشبوئیں لگائیں۔ اس کے بعد تین فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کی جانب جلدی جلدی بڑھے۔ ایک کے پاس سرخ سونے کا تھال، دوسرے کے پاس موتیوں سے بنا ہوا جگ اور تیسرے کے پاس سبز ریشمی رومال تھا۔ انہوں نے حبیبِ خدا عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی چہرے کو جگ کے پانی سے دھویا۔ پھر چونے سے حتم نبوت و تصدیق کی مہر نکالی جو انتہائی روشن و چمک دار تھی اور اس مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر لگادی۔ پس یوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سعادت و توفیق کی تکمیل ہوئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا: ”مقرب فرشتوں سے پہلے دنیا میں سے کسی کو محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے نہ بلائیں۔“

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر عرشِ خوشی سے جھوم اٹھا اور کرسی بھی خوشی سے اترانے لگی اور جنوں کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ”بے شک ہمیں اپنے راستے میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا ہے۔“ اور فرشتے انتہائی خوشی و رعب سے تسبیح خوانی کرنے لگے، ہوائیں جھوم جھوم کر چلنے لگیں اور انہوں نے بادلوں کو ظاہر کر دیا، باغات میں ٹہنیاں جھکنے لگیں اور کائنات کے گوشے گوشے سے ”أَهْلًا وَسَهْلًا مَرْحَبًا“ کی صدائیں آنے لگیں۔“

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فیروز بختیوں کے ستارے کائنات میں ظاہر فرمائے تو کائنات روشن ہوگئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جو دو عطا کی بجلیوں کو چمکایا تو وہ چمکنے و مکنے لگیں۔ اور رسالتِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چاند نما دلائل کے انوار کو پھیلایا تو وہ خوب جگمگانے لگے۔ اور کفار کی امیدوں کو ختم کر دیا پس وہ خاک میں مل گئیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غلبہ عطا فرما کر کفار بادشاہوں کو ذلت و رسوائی سے دوچار کیا پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رعب و دبدبے سے ان کے سر پست ہو گئے اور انہیں گردنیں جھکانی پڑیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے انسانیت مانوس ہوگئی اور اس نے رفعت و بلندی پالی۔ جن چوری چھپے سننے سے روک دیئے گئے۔ آسمانی فرشتے رکوع و سجود کرنے لگے۔ حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسین و جمیل حبیبِ خدا عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دے کر کامیابی و کامرانی کے مقام پر فائز ہو گئیں اور حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی دانش مند خاتون آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے سے مشرف ہوئی اور کائنات بھر میں مداحین (یعنی تعریف کرنے والوں) کی زبانیں شکر ادا کرتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف میں مگن ہو گئیں۔

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ



اللہ والوں کی باتیں

بیان 44:

حمد باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے جس کے فضل و کرم کا ہر دیہاتی و شہری نے اعتراف کیا۔ ہر صبح و شام آنے والا اس کے دریائے کرم سے سیراب ہوا۔ اسی کے فضل و کرم سے صبح کے بادل برسے۔ چمکتے دن اور رہنمائی کرنے والی رات نے اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کی۔ اس کی حکمت سے کائنات نے اہل عقل و دانش کے لئے گفتگو کی۔ چنانچہ آسمان کہتے ہیں: ”پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی قدرت سے ہمیں بلند کیا اور اپنی قدرت سے رو کے رکھا، وہی ہمارا سہارا ہے۔“ زمین کہتی ہے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے ہر شے کو علم کے اعتبار سے وسعت دی اور فرش زمین کو پانی پر بچھایا اور اسے چلنے کے لئے نرم کیا۔“ پہاڑ کہتا ہے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے میرے پہلوؤں کو قوت دی اور میری بنیادیں اور جڑیں مضبوط کیں۔“ دریا کہتا ہے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے اپنی مرضی سے چلایا، مجھ سے نہریں جاری کیں اور مجھے سیراب کرنے کی قوت عطا کی جو میرا قصد کر کے میرے پاس آئے۔“ عارف کہتا ہے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی طرف میری رہنمائی فرمائی اور اپنی ذات کو میری پناہ گاہ بنایا۔“ عالم کہتا ہے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے میرے فہم کے دروازے کھولے اور دین کے احکام سیکھنے اور محنت کی توفیق عطا فرمائی۔“ عابد کہتا ہے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے اپنا مقصود پانے کے لئے راتوں کو بیدار رکھا اور مجھے ذکر و اذکار اور وظائف کے لئے قیام کی توفیق عطا فرمائی۔“ گنہگار کہتا ہے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے میرے گناہوں پر باخبر ہونے کے باوجود میری پردہ پوشی فرمائی اور مجھے ”رحمت“ سے ڈھانپنے رکھا۔ جب میں نے توبہ کی تو ”رحمت“ سے متوجہ ہوا اور مجھے ہدایت دی اور میرے برے حال کے بعد مجھے نیک بننے کی سعادت عطا فرمائی۔

پاک ہے وہ جو معبود ہے، وہ ہر رات آسمان دنیا پر (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتا ہے اور ندا دیتا ہے: ”ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ کہ میں اس کی توبہ قبول کروں اور اس کی طرف نظر رحمت فرماؤں۔ ہے کوئی استغفار کرنے والا؟ کہ میں اس کی مغفرت کروں اور اسے ہدایت کا راستہ دکھاؤں۔ ہے کوئی دعا کرنے والا؟ کہ میں اس کی دعا قبول کروں اور اس کے لئے اپنے فضل کا وعدہ پورا فرماؤں۔ ہے کوئی مانگنے والا؟ کہ میں اسے منہ مانگا عطا کروں اور اس پر اپنے انعام و اکرام کی بارش برساؤں۔“ اے غافل انسان! کب تک اس غفلت اور سرکشی میں رہے گا؟ ندامت اور معذرت کے قدموں پر کھڑا ہو جا اور اپنے پیاسے دل کا علاج مسلسل ذکر الہی عزوجل سے کر اور سحری کے وقت عاجزی و انکساری کے ساتھ اللہ عزوجل کے حضور کھڑا ہو جا۔ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ”حضور سید المبلغین، جناب رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ سَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

رسول کا فرمان جنت نشان ہے: ”میرا حوض عدن سے عمان بلقاء تک پھیلا ہوا ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کے پیالے آسمانی ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔ جس نے اس سے ایک بار پی لیا اس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ اس پر لوگوں میں سب سے پہلے فقراء و مہاجرین حاضر ہوں گے۔“ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم! وہ کون لوگ ہیں؟“ ارشاد فرمایا: ”ان کے بال غبار آلود اور کپڑے میلے ہوتے ہیں، وہ عیش پسند عورتوں سے نکاح نہیں کرتے اور ان کے لئے دروازے نہیں کھولے جاتے۔“

(المسند للإمام احمد بن حنبل، حدیث ثوبان، الحدیث ۲۲۴۳، ج ۸، ص ۳۲۱)

یہی لوگ اولیائے کرام رَحْمَتُهُمُ اللَّهُ السَّلَامُ اور اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کے خاص بندے ہیں۔

ہم نے تیری خاطر شرابی کا دل دھو دیا:

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ النبی ایک شخص کے پاس سے گزرے جو نشے کی حالت میں زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے منہ سے شراب بہ رہی تھی۔ اس حالت میں بھی اس کے منہ سے اللہ، اللہ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی نگاہ اوپر اٹھائی اور عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! یہ بندہ ایسی حالت میں تیرا ذکر کر رہا ہے جو تیرے شایان شان نہیں۔“ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانی منگوا لیا، اس کا منہ دھویا اور اس کو چھوڑ کر چلے گئے۔ جب اس کو ہوش آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ النبی تشریف لائے تھے۔ تجھے اس حالت میں دیکھا تو تیرا منہ دھو کر چلے گئے۔ وہ سخت پشیمان و شرمسار ہوا اور اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگا: ”اے نفس! تیری بربادی ہے، اگر تو اللہ عزوجل اور اس کے اولیاء کرام رَحْمَتُهُمُ اللَّهُ السَّلَامُ سے بھی حیا نہیں کرے گا تو کس سے کرے گا؟“ پھر اس نے نام ہو کر اپنے گناہوں سے توبہ کر لی۔ رات کو جب حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ النبی محو آرام ہوئے تو خواب میں کسی کی آواز سنی: ”اے سری! تو نے ہماری رضا کے لئے اس شرابی کا منہ دھویا تو ہم نے تیرے لئے اس کا دل دھو دیا ہے۔“ جب حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ النبی صبح بیدار ہوئے تو اس آدمی کے متعلق معلوم کیا۔ آخر کار اسے ایک مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفسار فرمایا: ”اے میرے بھائی! کیسے ہو؟“ اس نے عرض کی: ”یا سیدی! آپ میرا حال کیوں پوچھتے ہیں؟ حالانکہ اس کریم ذات جل جلالہ نے آپ کو آگاہ فرما دیا ہے کہ اس نے آپ کی وجہ سے میرا دل دھویا اور میری حالت سدھاری۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ”تمہیں کس نے بتایا؟“ جواب دیا: ”جس نے اپنے غیر سے میرا دل پاک کیا اور مجھ پر اپنے غفور کرم اور رضامندی کی بارش برسائی۔“

ایک عاشق الہی عَزَّوَجَلَّ:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الخ فرماتے ہیں: ”میں نے ایک کمزور، زرد رنگ اور دُلی ٹانگوں والا نوجوان دیکھا جو راہ اور پانی کے بغیر سفر کر رہا تھا، نہ ہی اس نے جوتے پہن رکھے تھے۔ میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا: ”کیا بات ہے تمہیں اس حال میں دیکھ رہا ہوں؟“ تو وہ رونے لگ گیا۔ پھر اُس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

”میرے دل میں جو موجود تھا اس سے میرا بدن کچھل گیا اور میرے بدن میں جو کچھ تھا اس سے میرا دل کچھل گیا۔ اب چاہو تو میری رسی کاٹ دو اور چاہو تو جوڑ دو۔ میری نظر میں تمہاری طرف سے ہر عمل اچھا ہے۔ لوگوں کا مجھے ”دیوانہ“ کہنا صحیح تو ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ میں کس کی محبت میں دیوانہ ہوں۔“

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الخ فرماتے ہیں: ”پھر میں نہ جان سکا کہ وہ نوجوان کہاں گیا۔“

اے بھائی! دیکھ! ان ہستیوں کا معاملہ بہترین ہے، ان کی منزل کتنی عمدہ ہے! ان کا انجام کتنا اچھا ہے! ان کا میل کچیل بھی کتنا صاف شفاف ہے! بے شک لوگوں کی زندگی اس وقت تک بے غبار نہیں ہوتی جب تک انہیں ابتلاء و آزمائش کے کنوئیں میں ڈال نہ دیا جائے۔ ان کے دل غربت و افلاس میں مطمئن دکھائی دیتے ہیں اور یہ لمبی اُمیدیں نہیں رکھتے۔ اور انہیں (بروز قیامت) تمام مخلوق کے سامنے شوق (یعنی دیدار الہی عَزَّوَجَلَّ) کے بازار میں پکارا جائے گا، ”کیا تم آزمائش میں صبر کرتے رہے؟“ تو یہ جواب دیں گے: ”جی ہاں!“ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں توفیق کی پاکیزہ شراب کے جام پلائے گا جن پر تصدیق کی مہر لگی ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نفس کی مذمت کرتے ہیں اور تحقیق کے چیل میڈانوں میں غائب رہتے ہیں۔ راہِ حق عَزَّوَجَلَّ میں فقر و فاقہ سے لذت حاصل کرتے ہیں اور بیابانوں میں خلوتوں سے اُنس حاصل کرتے ہیں۔ محبوب اکبر عَزَّوَجَلَّ کے ذکر خیر پر ٹوٹ کر گر جاتے ہیں اور جب پراگندہ حال فقراء کے لئے آخرت میں عظیم انعامات کا مژدہ جاں فزا سنتے ہیں تو ان پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔

حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب بھوک لگتی تو بستی کی طرف نکل جاتے۔ ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو ایک کتا بھونکنے لگا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”اے کتے! اسے تکلیف نہ دے جو تجھے تکلیف نہیں دیتا۔ تو وہی کھاتا ہے جو تجھے ملے اور میں بھی وہی کھاتا ہوں جو مجھے ملے۔ اگر میں جنت میں داخل ہو گیا تو میں تجھ سے بہتر ہوں اور اگر دوزخ میں داخل ہوا تو تو مجھ سے بہتر ہے۔“

حضرت سیدنا بہلول وانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دانش مندانہ جواب:

حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”ایک بار مجھے قبرستان جانا ہوا۔ وہاں میں نے حضرت سیدنا بہلول

دانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ ایک قبر کے قریب بیٹھے بیٹھے میں لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: ”آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟“ جواب دیا: ”میں ایسی قوم کے پاس ہوں جو مجھے اذیت نہیں دیتی اور اگر میں غائب ہو جاؤں تو میری غیبت نہیں کرتی۔“ میں نے عرض کی: ”روٹی مہنگی ہو گئی ہے؟“ تو فرمانے لگے: ”اللہ عزوجل کی قسم! مجھے کوئی پرواہ نہیں، اگرچہ ایک دانہ دینار کا ملے۔ ہم پر اس کی عبادت فرض ہے جیسا کہ اس نے ہمیں حکم دیا ہے اور ہمارا رزق اس کے ذمہ کرم پر ہے جیسا کہ اس نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے۔“

ایسی جنت قید خانہ ہے جس میں قرب الہی عزوجل نہ ہو:

منقول ہے کہ حضرت سیدنا اربعہ عدویہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ایک آدمی کے پاس سے گزریں جو جنت اور اللہ عزوجل کی اس میں تیار کی گئی نعمتوں کو یاد کر رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے اُسے فرمایا: ”اے شخص! کب تک خدائے واحد عزوجل کو چھوڑ کر اس کے غیر میں مشغول رہے گا؟ ارے! اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے! تجھے چاہئے کہ پہلے قرب الہی عزوجل کو دیکھ پھر جنت کو دیکھ۔“ اس نے کہا: ”اے پاگل عورت! یہاں سے چلی جا۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: ”میں پاگل نہیں۔ پاگل تو وہ ہے جو میری بات نہ سمجھ سکا۔ اے جنت کے محتاج! ایسی جنت تو ایک قید خانہ ہے جس میں قرب الہی عزوجل حاصل نہ ہو اور ایسی دوزخ بھی اس کے لئے تو ایک باغ ہے جس کا مونس و غم گسار اللہ تعالیٰ ہو۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ جب حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں تھے تو کھاتے پیتے اور مسرور تھے۔ جب درخت کا پھل کھانے سے منع کیا گیا تو وہی جنت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے قید بن گئی۔ اور حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنے پروردگار عزوجل کا راز محفوظ رکھا تو اللہ عزوجل نے انہیں اپنا مقرب و پسندیدہ بنا لیا اور جب آپ علیہ السلام کو آگ میں داخل کیا گیا تو وہ آپ علیہ السلام پر سلامتی اور ٹھنڈک بن گئی۔“

سیدنا حبیب نجار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کی ایمان افروز حکایت:

حضرت سیدنا حبیب نجار علیہ رحمۃ اللہ الغفار متقی پرہیزگار، اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم السلام میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات بھر عبادت کرتے اور دن بھر روزہ رکھتے اور افطار کے لئے جو کھانا حاضر کیا جاتا وہ دوسروں کو دے دیتے اور خود ساری رات اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بھوکے ہی قیام میں گزار دیتے۔ جب صبح قریب ہونے کو آتی تو عاجزی و انکساری بھرے الفاظ میں عرض کرتے: ”میں غفلت کے سمندروں میں ڈوب رہا اور گناہ کے میدانوں میں چلتا رہا۔ اپنی رسوائی کے دامن کو کھینچتا رہا۔ بدبختی کے جنگلوں میں حیران و سرگرداں بھٹکتا رہا۔ یا اللہ عزوجل! تیرے سوا میرا کوئی سہارا نہیں، میں تیرے در کے علاوہ کوئی در نہیں

پاتا کہ جہاں التجا کروں۔ یا الہی عزوجل! یہ تیرا ذلیل، گنہگار اور بیمار بندہ تیرے باب کرم پر حاضر ہے اور تجھ سے پناہ کا طلب گار ہے۔ ہائے میری ہلاکت و بربادی! اگر تو نے مجھ پر رحم نہ فرمایا اور ہائے میری طویل حسرت! اگر تو نے مجھے معاف نہ فرمایا۔“ پھر آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سجدہ کرتے اور طلوع فجر تک سر نہ اٹھاتے۔ جب نماز پڑھ لیتے تو تلاوت شروع کر دیتے اور باقی دن میں پورا قرآن پڑھ لیتے۔ جب آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے انتقال فرمایا تو سورہ یسین کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرما رہے تھے:

﴿۱﴾ اِنِّیْ اِذَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (پ ۲۳، یس: ۲۴) ترجمہ کنز الایمان: بے شک جب تو میں کھلی گمراہی میں ہوں۔ (۱)

تدفین کے بعد جب فرشتوں نے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایمان کے متعلق سوال کیا تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے اگلی آیت مبارکہ تلاوت کی:

﴿۲﴾ اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاَسْمَعُوْنِ ۝ قِیْلَ اَدْخُلِ الْجَنَّةَ ۗ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا عَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ۝ (پ ۲۳، یس: ۲۷ تا ۲۵) ترجمہ کنز الایمان: مقرب رہیں تمہارے رب پر ایمان لایا تو میری سنو۔ اس سے فرمایا گیا کہ جنت میں داخل ہو۔ کہا: کسی طرح میری قوم جانتی جیسی میرے رب نے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں کیا۔ (۲)

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ! یہ کیسے عظیم لوگ ہیں جو اپنے محبوب حقیقی عزوجل کے حضور مناجات کرتے رہتے ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں، یہ عشق و محبت کا بھاری بوجھ اٹھاتے ہیں۔ جب رات کی تاریکی چھا جائے تو خوش ہوتے ہیں۔ یہی لوگ کل جنت الخلد میں نعمتیں لوٹیں گے اور اپنے محبوب حقیقی عزوجل کے وجہ کریم کا جلوہ دیکھیں گے۔

ان کی شان قرآن پاک یوں بیان فرماتا ہے:

﴿۳﴾ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پ ۱۱، یونس: ۶۲) ترجمہ کنز الایمان: بن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (۳)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”جب حبیب نجار نے اپنی قوم سے ایسا نصیحت آمیز کلام کیا تو وہ لوگ ان پر یکبارگی ٹوٹ پڑے اور ان پر پتھراؤ شروع کیا اور پاؤں سے گچلا یہاں تک کہ قتل کر ڈالا۔ قبر ان کی اٹا کیے میں ہے۔ جب قوم نے ان پر حملہ شروع کیا تو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرستادوں سے بہت جلدی کر کے یہ کہا۔“

②..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”جب وہ جنت میں داخل ہوئے اور وہاں کی نعمتیں دیکھیں۔ حبیب نجار نے یہ تمنا کی کہ ان کی قوم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حبیب کی مغفرت کی اور اکرام فرمایا تاکہ قوم کو مرسلین کے دین کی طرف رغبت ہو۔ جب حبیب قتل کر دیئے گئے تو اللہ رب العزت کا اس قوم پر غضب ہوا اور ان کی عقوبت دسرا میں تاخیر نہ فرمائی گئی۔ حضرت جبریل کو حکم ہوا اور ان کی ایک ہی ہولناک آواز سے سب کے سب مر گئے۔“

③..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے..... بقیہ اگلے صفحہ پر

قرآن سن کر رُوح نکل گئی:

حضرت سیدنا ابو بکر بن عبد اللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”ایک دفعہ میں عراق کے جنگلوں میں کئی دن تک حیران و سرگرداں گھومتا پھرتا رہا۔ میں نے کوئی انسان نہ پایا جس کو اپنا دوست بنا سکوں۔ اسی دوران چلتے چلتے میری نظر کسی عربی کے بالوں والے خیمے پر پڑی تو میں اس کی طرف بڑھا۔ جب میں دروازے کے پاس پہنچا تو اس پر پردہ لٹک رہا تھا۔ میں نے سلام کیا۔ اندر سے نقاب پوش بوڑھی خاتون نے پوچھا: ”کہاں سے آئے ہو؟“ میں نے کہا: ”مکہ سے۔“ پوچھا: ”کہاں کا ارادہ ہے؟“ میں نے کہا: ”شام کا۔“ یہ سن کر وہ کہنے لگی: ”میں دیکھتی ہوں کہ تمہارا اس طرح گھومنا بیکار لوگوں کے گھومنے کی طرح ہے۔ ایک گوشے میں ٹھہر کر اللہ عزوجل کی عبادت کیوں نہیں کرتے یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے۔ پھر تم اس کھانے کے ٹکڑے کو دیکھو جو تم نے کھایا ہے، اگر یہ حلال ہے تو تیرے باطن کو روشن کر دے گا۔“ پھر اس نے پوچھا: ”کیا تم قرآن پاک پڑھتے ہو؟“ میں نے جواب دیا: ”جی ہاں۔“ تو اس نے مجھے سورہ فرقان کی آخری آیات پڑھنے کی فرمائش کی۔ جب میں نے تلاوت کی تو ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو مجھے کہنے لگی: ”جب تم نے ان آیات پینات کی تلاوت کی تو ان کی قراءت کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔“ پھر اس نے دوبارہ پڑھنے کا کہا تو اس کی وہی حالت ہو گئی جیسے

بقیہ..... تحت فرماتے ہیں: ”ولی کی اصل ولاء سے ہے جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے۔ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قرب الہی حاصل کرے اور اطاعت الہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال الہی کی معرفت میں مستغرق ہو۔ جب دیکھے دلائل قدرت الہی کو دیکھے اور جب سے اللہ کی آیتیں ہی سے اور جب بولے تو اپنے رب کی شاہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعت الہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعہ قرب الہی ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے۔ یہ صفت اولیاء کی ہے۔ بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔ متکلمین کہتے ہیں: ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح معنی بردلیل رکھتا ہو اور اعمال صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ”ولایت نام ہے قرب الہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ”ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طہری کی حدیث میں بھی ہے ابن زید نے کہا کہ ”ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے۔“ ”الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ“ یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ”ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے محبت کریں۔ اولیاء کی یہ صفت احادیث کثیرہ میں وارد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا: ولی وہ ہیں جو طاعت سے قرب الہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی خلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جدا گانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے جسے قرب الہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتی ہیں۔ ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔“

پہلے ہوئی تھی۔ کافی دیر اس پر یہی حالت طاری رہی۔ میں نے دل میں کہا کہ دیکھوں تو سہی یہ فوت ہوگئی ہے یا زندہ ہے؟ لیکن پھر میں واپس پلٹ گیا اور ابھی نصف میل ہی چلا تھا کہ مجھے وادی میں کچھ عرب نظر آئے۔ دوڑ کے میری طرف دوڑتے ہوئے آئے، ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی۔ ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا: ”کیا آپ فلاں جنگل میں بالوں والے خیمہ سے ہو کر آئے ہو؟“ میں نے کہا، ”ہاں۔“ کہنے لگا، ”کیا آپ نے بوڑھی عورت کے پاس قرآن کریم پڑھا؟“ میں نے جواب دیا، ”ہاں۔“ تو وہ بولا: ”ربِّ کعبہ کی قسم! وہ انتقال کر چکی ہے۔“ میں ان لڑکوں کے ساتھ چل دیا اور خیمہ کے پاس آیا۔ لڑکی اندر داخل ہوئی اور بوڑھی عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو وہ وصال فرما چکی تھیں۔ میں اس لڑکے کے اندازے سے بہت حیران ہوا اور اس لڑکی سے پوچھا: ”یہ دو لڑکے کون ہیں؟“ تو اس نے بتایا: ”یہ دونوں قبیلہ جعفر کے معززین میں سے ہیں۔ اور یہ مرنے والی ان کی بہن ہے۔ تیس سال سے اس نے کسی سے کلام نہیں کیا۔ جب یہ اس وادی میں تھے تو یہ علیحدہ ہو گئی اور جنگل میں تنہا اپنا خیمہ بسالیا اور تین دن میں صرف ایک بار کھانا کھاتی تھی۔“

اے میرے بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! کب تک تم فانی لذات میں کھوئے رہو گے اور باقی رہنے والی نیکیوں سے غافل رہو گے؟ غنیمت کے اوقات میں جلدی کرو، لغزشوں کو سمجھو اور شبہات سے کنارہ کشی اختیار کرو۔ کیا بار بار موت کا اعلان کرنے والوں نے تمہیں بیدار نہ کیا؟ کیا نیک مردوں اور عورتوں کے واقعات نے تمہیں جھنجھوڑا نہیں؟ جب دن آتا ہے تو وہ (نیک مرد اور عورتیں) لذات (دنیا) کا بایکاٹ کرتے ہوئے گزارتے ہیں اور جب رات آتی ہے تو محبت بھری آوازوں سے آہ و فغاں کرتے ہیں اور اپنے محبوب حقیقی غزوہِ خل کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ یہی لوگ حقیقی سردار ہیں۔

برگد کے درخت سے کھجوریں اتار لیں:

حضرت سیدنا عبدالرحمن قرشی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: ایک بار میں حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ ہم حجاز کے راستے پر تین دن تک سفر کرتے رہے اور ہمیں کھانے پینے کو کچھ نہ ملا۔ میں بھوک سے بے چین ہو گیا۔ میرے چہرے پر بھوک کے تاثرات دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھ گئے۔ میں بھی پہلو میں بیٹھ گیا۔ اچانک ایک تازہ روٹی میری گود میں گری۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اٹھایا اور مجھے فرمایا: ”کھاؤ۔“ میں نے آدھی روٹی کھائی اور خوب سیر ہو گیا اور پھر سفر شروع کر دیا۔ دوران سفر ہم ایک قافلے کے پاس پہنچے۔ شیر نے ان کا راستہ روک رکھا تھا۔ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ اعظم آگے بڑھے اور شیر سے فرمایا: ”اے شیر! اگر ہمارے متعلق تجھے کوئی حکم ہے تو اس کو کر گزر، ورنہ یہاں سے چلا جا۔“ یہ سنتے ہی شیر پیچھے مڑ کر بھاگ گیا۔ قافلے والے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: ”یا سیدی! ہمیں

کوئی دعا ارشاد فرمائیے جو ہم پڑھا کریں کیونکہ ہم سفر میں بہت خوف محسوس کرتے ہیں۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں یہ دعا ارشاد فرمائی: ”اللَّهُمَّ احْرُسْنَا بِعَيْنَيْكَ الَّتِي لَا تَنَامُ وَانْكُفْنَا بِكُنُفِكَ الَّذِي لَا يُضَامُ وَازْحَمْنَا بِقُدْرَتِكَ عَلَيْنَا لَا نُهْلِكُ وَأَنْتَ رَجَاؤُنَا لِعِنِّي اَللَّهُ عَزَّوَجَلَّ! اپنی نظر رحمت سے ہماری حفاظت فرما جو کبھی سوتی نہیں اور ہمیں اپنے سایہ رحمت کی پناہ میں رکھ کہ جس پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جاسکتا اور ہم پر اپنی قدرت کے شایان شان رحم و کرم فرما کہ ہم ہلاک نہ ہوں، ہماری اُمیدوں کا مرکز و محور تیری ہی ذات ہے۔“

حضرت سیدنا عبدالرحمن علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”کچھ عرصے بعد میری اہل قافلہ میں سے ایک شخص سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے بتایا: ”اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب سے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے ہم اسے پڑھتے ہیں تو کوئی درندہ، چور اور خوفزدہ کرنے والی چیز ہمارے قریب نہیں آتی۔“

حضرت سیدنا عبدالرحمن علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”پھر وہ شخص دریائی سفر میں ہمارے ساتھ کشتی پر سوار ہو گیا۔ اچانک تیز ہوا چل پڑی، پانی کی موجیں بلند ہونا شروع ہو گئیں، کشتی ڈولنے لگی اور ہمیں ڈوبنے کا خوف لاحق ہو گیا۔ لوگ رونے دھونے اور آہ و بکا کرنے لگے۔ تو اس شخص نے کہا: ”اے لوگو! ہمارے ساتھ اس کشتی میں ایک پرہیزگار شخص موجود ہے، اور اس میں فلاں فلاں خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ آؤ! اس سے دعا کروائیں۔“ چنانچہ ہم حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ الاعظم کے پاس حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کشتی کے ایک کونے میں چادر سے سر ڈھانپنے لیٹے ہوئے ہیں۔ ہم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیدار کیا اور عرض کی: ”حضور! دیکھئے تو سہی، لوگ کس قدر مشکل میں ہیں۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا سراٹھایا اور عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیں اپنی قدرت دکھادی، اب اپنی مہربانی بھی دکھا دے۔“ ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ہوا تھم گئی، موجیں پرسکون ہو گئیں اور کشتی اپنی معمول کی رفتار سے چلنے لگی۔“

حضرت سیدنا عبدالرحمن علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”جب ہم کشتی سے اترے تو چند دن پیدل چلتے رہے۔ میں بھوک کی شدت سے مرنے کے قریب ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھوک کی شکایت کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک تھیلا لیا اور برگد کے درخت پر چڑھ کر تھیلا بھر لیا۔ پھر جب نیچے آئے تو وہ خوبصورت کھجوریں تھیں۔ میں نے ایسی لذیذ کھجوریں پہلے کبھی نہ کھائی تھیں۔ رات کے سفر میں مجھے پیاس لگی تو میں نے پھر عرض کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”پیو۔“ میں نے دیکھا کہ ایک ڈول ہوا میں لٹکا ہوا تھا۔ اس میں ایسا پانی تھا کہ جسے پی کر میں نہ صرف اس وقت سیراب ہوا بلکہ اس کے بعد شدید گرمیوں میں روزہ رکھتا تو مجھے کوئی بھوک پیاس نہ لگتی۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے چنے ہوئے بندے ہیں۔

سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! کیا شان ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اپنے دل میں محبوب حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کے لئے کوئی جگہ نہ چھوڑی، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے اپنے رخساروں پر آنسو بہائے اور اپنی سانسوں کو حسرتوں کے ساتھ ملا دیا اور بارگاہ ربِّ

العزت میں یوں عرض گزار ہوئے: ”اے وہ ذات! صفات جس کا احاطہ نہیں کر سکتیں! آفات کے ظلم سے ہماری حفاظت فرما۔“
 اگر تم انہیں دیکھو گے تو پاؤ گے کہ انتہائی محبت نے انہیں تراش دیا ہے اور سوزِ عشق نے انہیں کمزور و نڈھال کر دیا ہے
 مگر انہوں نے کسی تکلیف یا نقصان کی شکایت نہ کی۔ ان کا محبوب حقیقی غزوہِ خلد ان سے سرگوشی کرتا ہے اور سحری کی پُر کیف گھڑیوں
 میں ان کا خیر مقدم کرتا ہے۔ وہ رات کے گھوڑے پر سوار ہو کر (معرفت کے میدان میں) چل پڑتے ہیں اور صبح کو رات کے سفر کی
 تعریف کرتے ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



کھانے کو شیطان سے بچاؤ

کھانے سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھنے سے کھانے میں بے برکتی ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا ابوالیوب
 انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”ہم نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا رحمت میں حاضر تھے۔ کھانا پیش کیا گیا ابتداء میں اتنی برکت ہم نے کسی کھانے
 میں نہیں دیکھی مگر آخر میں بڑی بے برکتی دیکھی۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ غزوہ خلد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسا
 کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا: ”ہم سب نے کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی۔ پھر ایک شخص بغیر بسم اللہ
 پڑھے کھانے کو بیٹھ گیا، اُس کے ساتھ شیطان نے کھانا کھالیا۔“

(شرح السنۃ، الحدیث: ۲۸۱۸، ج ۶، ص ۶۲)

مَحَبَّتِ الْمَهِ عَزَّوَجَلَّ كَا بِيَان

بیان 45:

حمد باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو اپنا ذکر کرنے والے کا چرچا کرتا ہے اور اپنا شکر کرنے والوں کا شکر قبول کرتا ہے۔ اس کی رحمت اول و آخر سب کو شامل ہے۔ اس کی نعمت مومن و کافر سب کی کفالت کرتی ہے۔ اس نے اپنی عبادت کے لئے اہل محبت کی آنکھیں بیدار فرمائیں۔ پس سعادت مند وہ ہے جس نے اس کی اطاعت میں شب بیداری کی۔ اس نے اہل محبت کو اپنی محبت میں مشغول کیا اور اس کی مشقت و تکلیف کو ان کے لئے لطف کا سامان کر دیا اور ان کے تقویٰ کی مہمک نے دنیا کو خوشبودار اور معطر کر دیا۔ رات کے وقت جب لوگ غافل ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے قرب کی تنہائیوں میں اپنے پیاروں سے کلام فرماتا ہے۔ کتنی بڑی کامیابی ہے ان کی جن سے ان کا محبوب رات کی تنہائی میں ہم کلام ہوتا ہے۔ وہ اپنی خواہشات کے باغات کو اپنے غم کے بہتے آنسوؤں سے سیراب کرتے ہیں تو ان کے ایمان کی کیاریاں چمکدار اور ہری بھری ہو جاتی ہیں۔ وہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں رغبت کر کے اپنی خواہشات کی کھیتی برباد کرتے ہیں تو ان کا باغ تقویٰ آباد ہو جاتا ہے۔ اللہ عزوجل انہیں اپنے جمال کا مشاہدہ کرنے کے لئے بلاتا اور اپنے جو دو نوال سے وافر حصہ عطا فرماتا ہے۔

پاکی ہے اسے جو ہمیشہ سے عظمت و قدرت والا، حلم والا اور بخشنے والا ہے، مہربان ہے، اپنے بندوں کے گناہ چھپاتا اور اپنی غالب قوت سے نافرمان بندوں پر قہر و غضب فرماتا ہے۔ اپنے فیصلوں میں عدل و انصاف کرتا ہے، کسی سے ڈرتا نہیں، کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ جو اس کے ساتھ نیکیوں کا معاملہ کرتا ہے وہ اسے نفع بخشتا ہے حالانکہ وہ پہلے ناکام تھا۔ جو اپنی ذلت و محتاجی میں اس کی پناہ طلب کرتا ہے تو وہ اس کی کمزوری پر رحم فرماتا ہے اور اس کی محتاجی کو دور فرما دیتا ہے اور جو لاعلمی میں اس کی نافرمانی کر بیٹھتا ہے اور پھر اس کی بارگاہ میں اپنے اس برے فعل سے توبہ کرتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ جو اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہے وہ اسے اپنے فرشتوں کی مقدس جماعت میں یاد کرتا ہے۔ ”مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شَبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا لِحْنِي جَوْجُجِي“ (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی حسن الظن باللہ، الحدیث ۳۶۰۳، ص ۲۰۲۲) جو شخص سختی و مصیبت میں اس کو پکارتا ہے تو وہ اسے مشکل دور فرمانے والا اور ذلت و رسوائی میں مدد کرنے والا پاتا ہے۔

میں اذل و آخر اللہ عزوجل کی حمد کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، یہ ایسی خالص گواہی ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ایسے رسول کہ جن کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ اللہ عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آل و اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اس وقت تک اپنی رحمت نازل فرمائے جب تک حدی خواں گنگنا تار ہے اور رات کو سفر کرتا رہے۔“ (آمین یا رب العالمین)

محبت کیا ہے؟

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! جان لیجئے! بے شک محبت فکروں سے کٹ جانے اور رازوں سے چھپ جانے کا نام ہے۔ یہ خواص کے لئے نور اور عوام کے لئے نار (یعنی آگ) ہے۔ جس دل میں محبت داخل ہو جاتی ہے اُسے بے چین و مضطرب اور پریشان کر دیتی ہے۔ حُب (یعنی محبت) دو حروف کا مجموعہ ہے، حاء اور باء، حاء ”حُف“ سے ہے یعنی کاٹنا اور باء ”باء“ سے ہے یعنی آزمائش۔ یہ حقیقت ایک بیماری ہے جس سے دوا اور شفا نکلتی ہے۔ اس کی ابتداء ”فنا“ اور انتہاء ”بقا“ ہے۔ اس میں بظاہر مشقت و کلفت ہے مگر باطنی طور پر سرور و لذت۔ یہ نادانوں کے لئے بدبختی و بیماری ہے جبکہ عارفوں کے لئے شفاء و تندرستی۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءً وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِىٓ اٰذَانِهِمْ وَقُفْرًا وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ط
ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ وہ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے اور وہ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ٹینٹ (روٹی) ہے اور وہ ان پر اندھا پین ہے۔
(ب ۲۴، خم السجدة: ۴۴)

کافر اور مؤمن کی محبت کا موازنہ:

محبت کرنے والوں کی کئی اقسام ہیں لیکن محبتیں الہی عزوجل ہی خالص و مخلص لوگ ہیں۔

اللہ عزوجل کافر مان محبت نشان ہے:

﴿۲﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ط (ب ۲، البقرة: ۱۶۵) ترجمہ کنز الایمان: اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت سپیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”اَشَدُّ“ سے مراد پختگی اور ہمیشگی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین جب کسی بت کی پوجا کرتے اور پھر کوئی اس سے اچھی چیز دیکھ لیتے تو اس بت کو چھوڑ کر اس سے اچھی چیز کی پوجا پاٹ شروع کر دیتے (یعنی کافر اپنی محبتیں بدلتے رہتے تھے جبکہ مؤمن صرف اللہ عزوجل سے محبت کرتے ہیں)۔“

(التفسیر الکبیر للامام فخر الدین الرازی، سورة البقرة، تحت الآية: ۱۶۵، ج ۲، ص ۱۷۸)

حضرت سپیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں: اہل ایمان آخرت میں اللہ عزوجل سے بہت محبت کریں گے۔

حضرت سیدنا قنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”بے شک کافر مصیبت کے وقت اپنے (باطل) معبود سے منہ موڑ لیتا ہے اور

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔“ (التفسیر البغوی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۶۵، ج ۱، ص ۹۴)

چنانچہ، اس بارے میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ فَإِذَا رَكَبُوا فِي الْفُلِكِ دَعَوْا اللَّهَ

ترجمہ کنز الایمان: پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لاکر۔

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ط (ب ۲۱، العنکبوت: ۶۵)

مزید ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ

ترجمہ کنز الایمان: اور جب تمہیں دریا میں مصیبت پہنچتی ہے تو اس کے سوا جنہیں پوجتے ہیں سب گم ہو جاتے ہیں۔

تَدْعُونَ إِلَّا آيَاهُ ج (ب ۱۵، بنی اسرائیل: ۶۷)

مومن مصیبت و خوشحالی اور آزمائش وغیرہ کسی حال میں بھی بارگاہِ خداوندی عزوجل سے اعراض نہیں کرتا اور اس پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔“ حضرت سیدنا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”کافر واسطے کے ساتھ اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے بتوں کے متعلق کہتے تھے، جسے اللہ عزوجل قرآن میں یوں بیان فرماتا ہے:

﴿۵﴾ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى ط

ترجمہ کنز الایمان: کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں۔

(ب ۲۳، الزمر: ۳)

اور وہ یہ بھی کہتے تھے:

﴿۶﴾ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ ط (ب ۱۱، بونس: ۱۸)

ترجمہ کنز الایمان: یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

اس کے برعکس اہل ایمان کسی واسطے کے بغیر اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہیں، جسے اللہ عزوجل یوں بیان فرماتا ہے:

﴿۷﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ط (ب ۲، البقرۃ: ۱۶۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔

منقول ہے، ”کیونکہ مشرکین اپنے بہت سے (باطل) معبودوں سے محبت کرتے ہیں اس لئے ان کی محبت مشترک ہے جبکہ مومنین کی محبت غیر مشترک ہے کیونکہ وہ صرف خدائے واحد عزوجل سے محبت کرتے ہیں۔“

اور ایک قول یہ ہے کہ ”کفار کے معبودان کے اپنے ہی بنائے ہوتے ہیں جبکہ مومنین اللہ عزوجل ہی کو ہر چیز کا بنانے والا اور ہر مخلوق کا خالق مانتے ہیں۔“

اور بعض نے کہا کہ ”کافر بتوں کو دیکھ کر ان سے محبت کرتے ہیں جبکہ مسلمان بن دیکھے اللہ عزوجل سے محبت کرتے ہیں بلکہ اللہ عزوجل پر ایمان بھی بن دیکھے لاتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان سے آخرت میں دیدار الہی عزوجل کا وعدہ فرمایا گیا۔“

ایک قول یہ بھی ہے کہ ”اللہ عزوجل نے ”وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ط“ اس لئے فرمایا کیونکہ پہلے اللہ عزوجل نے ایمان والوں سے محبت کی پھر مومنین نے اس سے محبت کی اور جس کی محبت کی گواہی معبود برحق عزوجل دے یقیناً اس کی محبت زیادہ کامل اور زیادہ صحیح ہے۔“ (تفسیر البغوی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۶۵، ج ۱، ص ۹۵)

چنانچہ، اللہ عزوجل ان کی شان میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۸﴾ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ لَا (ب، المائدة: ۵۴) ترجمہ کنز الایمان: کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالی شان: ”رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ج (ب، ۳، البقرۃ: ۲۸۶) ترجمہ کنز الایمان: اے رب ہمارے! اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار (برداشت) نہ ہو۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”یہاں بوجھ سے مراد محبت ہے۔“ (تفسیر البغوی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۸۶، ج ۱، ص ۹، ”سفیان“ بدلہ ”ابراہیم“)

حضرت سیدنا ابوورداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضور سید المبلغین، جناب رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں دعا کیا کرتے: ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ“ یعنی اے میرے اللہ عزوجل! میں تجھ سے تیری محبت اور اس کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کی محبت کا سوالی ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے میرے رب عزوجل! مجھے اپنی جان، گھر والوں اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ اپنی محبت عطا فرما۔“ (آمین)

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب دعاء داؤد علیہ السلام..... الخ، الحدیث ۳۴۹۰، ص ۱۱، ۲۰)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ محبت نشان ہے: ”جو اللہ عزوجل سے محبت کرتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ مجھ سے محبت کرے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ میرے صحابہ سے محبت کرے اور جو میرے صحابہ سے محبت کرتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ قرآن پاک سے محبت کرے اور جو قرآن پاک سے محبت کرتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ مساجد سے محبت کرے۔ کیونکہ یہ ایسی عمارتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بنانے اور پاک رکھنے کا حکم دیا اور ان میں برکت رکھی۔ پس یہ خیر و برکت والی جگہیں ہیں اور ان کے رہنے والے بھی خیر و برکت میں ہیں۔ یہ پسندیدہ جگہیں ہیں اور ان میں رہنے والے بھی پسندیدہ ہیں۔ یہ لوگ اپنی نمازوں میں ہوتے ہیں تو اللہ عزوجل ان کی ضرورت پوری فرماتا ہے۔ یہ مساجد میں ہوتے ہیں تو اللہ عزوجل ان کو اپنے مقاصد میں کامیابی عطا فرماتا ہے۔“ (المحرو حین لابن حبان، الرقم ۱۲۷۱، ابو معمر، ج ۲، ص ۵۱۰، بتغی)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، شہنشاہِ خوشِ جمال، ہیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جو دو

نوال، رسول بے مثال، نبی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اللہ عزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے۔“ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے: ”زمین و آسمان والوں میں اعلان کر دے کہ اللہ عزَّوَجَلَّ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے لہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔“ پھر اس کی محبت زمین میں اُتاری جاتی ہے۔ وہ پانی میں پڑتی ہے تو اسے نیک و بد سبھی پیتے ہیں تو وہ بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اور جب اللہ عزَّوَجَلَّ کسی بندے کو ناپسند کرتا ہے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو اس کے برعکس حکم فرماتا ہے پس نیک و بد سبھی اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔“ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب تعالیٰ..... الخ، الحدیث ۷۴۸۵، ص ۶۲۴۔ صحیح مسلم، کتاب البر، باب اذا احب اللہ تعالیٰ عبداً..... الخ، الحدیث ۲۶۳۷، ص ۱۱۳۷، مفہوماً)

محبوبانِ خدا عزَّوَجَلَّ محبوبانِ اولیاءِ رحمہم اللہ تعالیٰ:

مذکورہ حدیثِ پاک کی روشنی میں حضرت سیدنا ثابت بنانی قَدِسَ سِرُّهُ النُّورَانِیُّ کے متعلق ایک حکایت منقول ہے: ”ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی خلیفہ کے پاس تشریف لے گئے۔ خلیفہ نے پوچھا: ”آپ کے دوست حضرت سیدنا صالح یمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا دعا مانگتے ہیں؟“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، ”اُن کی دعا یہ ہے: ”اللَّهُمَّ حَبِّبْنِي إِلَى قُلُوبِ عِبَادِكَ يَسِّرْ لِي أَعْلَى اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ! اپنے بندوں کے دلوں میں میری محبت ڈال دے۔“ خلیفہ نے اس دعا کو کم تر سمجھتے ہوئے کہا: ”یہ اُن کی دعا ہے۔“ تو حضرت سیدنا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”کیا تم اس کو معمولی خیال کرتے ہو؟ میں نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: اللہ عزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ندا فرماتا ہے کہ ”میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو۔“ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر تک حدیث بیان فرمائی۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب المقعة من اللہ، الحدیث ۶۰۴۰، ص ۵۱۰) حدیثِ پاک سنتے ہی خلیفہ کہنے لگا: ”میں اللہ عزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔“ حضرت سیدنا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”دوسرے دن جب میں حضرت سیدنا صالح یمانی قَدِسَ سِرُّهُ النُّورَانِیُّ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہو گئے اور معانقہ فرما کر (یعنی گلے کر) میرے سر کا بوسہ لیا اور ارشاد فرمایا: ”اللہ عزَّوَجَلَّ تجھے خوش کرے جیسے مجھے خوش کیا۔ گذشتہ رات میں نے خواب میں دیکھا گویا میں مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں: ”اپنی اس دعا ”اللَّهُمَّ حَبِّبْنِي إِلَى قُلُوبِ الْعِبَادِ“ پر قائم رہو۔ کیونکہ اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللَّهُ السَّلَامُ کسی بندے سے تبھی محبت کرتے ہیں جبکہ اللہ عزَّوَجَلَّ بھی اس سے محبت کرتا ہو۔“ پھر میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلام کیا اور واپس لوٹ آیا۔“

حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی قدس سرہ الزبانی یوں دُعا مانگا کرتے تھے: ”یا اللہ غزُوْ جَلْ! مجھے اس بات پر تعجب نہیں کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں تو تیرا ایک حقیر بندہ ہوں۔ بلکہ تعجب تو اس بات پر ہے کہ تو مجھ سے محبت فرماتا ہے حالانکہ تو مالک اور قدرت والا ہے۔“

حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رازی علیہ رحمۃ اللہ القاضی یوں مناجات کرتے تھے: ”یا اللہ غزُوْ جَلْ! یہ بات عجیب نہیں کہ ایک حقیر بندہ اپنے رب جلیل غزُوْ جَلْ سے محبت کرتا ہے۔ بلکہ عجیب بات تو یہ ہے کہ رب جلیل غزُوْ جَلْ اپنے ذلیل بندے سے محبت کرتا ہے۔“ بعض عارفین رَجْنَهُمُ اللّٰهُ الثَّيْبُ فرماتے ہیں: ”محبت ایک دانہ ہے جو دلوں کی زمین میں کاشت کیا جاتا اور عقلوں کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ پس وہ پانی کی صفائی اور زمین کی عمدگی کے مطابق پھل دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ غزُوْ جَلْ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۹﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرِجُ نَبَاتَهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ج
 وَالدِّيُّ خَبِيثٌ لَا يَخْرِجُ إِلَّا نَكِدًا ط (ب، ۸، الاعراف: ۵۸)

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا بمشکل۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”تین خصلتیں جس شخص میں ہوں گی وہ اسلام کی حلاوت پائے گا: (۱)..... اللہ غزُوْ جَلْ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں (۲)..... کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ غزُوْ جَلْ کے لئے کرے اور (۳)..... اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفر میں لوٹنے کو اس طرح ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من..... الخ، الحدیث ۱۶۵، ص ۶۸۷)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار غزُوْ جَلْ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ راحت نشان ہے: اللہ غزُوْ جَلْ بروزِ قیامت فرمائے گا: ”میری خاطر باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سایہ (رحمت) میں جگہ عطا فرماؤں گا، آج میرے سایہ (رحمت) کے سوا کوئی سایہ نہیں۔“ (صحیح مسلم، کتاب البر، باب فضل الحب فی اللہ تعالیٰ، الحدیث ۲۵۶۶، ص ۱۱۲۷)

حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ غزُوْ جَلْ ارشاد فرماتا ہے: ”میرے لئے آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے (بروزِ قیامت) نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔“ (جامع الترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی الحب فی اللہ، الحدیث ۲۳۹۰، ص ۱۸۹۲)

عظیم خادمہ:

حضرت سیدنا عبداللہ بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میرے پاس ایک عجمی خادمہ تھی۔ ایک رات وہ مجھ کو آرام تھی پھر

میں نے دیکھا کہ اس نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑی ہو گئی۔ جب نماز سے فارغ ہوئی تو سر بسجود ہو گئی اور عرض کرنے لگی: ”اے میرے مولیٰ! اس محبت کی قسم جو تجھے مجھ سے ہے! میری بخشش فرما دے۔“ میں نے کہا: ”اللہ عزوجل تجھ پر رحم کرے! یوں نہ کہہ، بلکہ یوں کہہ: اس محبت کی قسم جو مجھے تجھ سے ہے! کیونکہ ہو سکتا ہے اللہ عزوجل تجھ سے محبت نہ کرتا ہو۔“ کہنے لگی: ”اے میرے آقا! اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو وہ آپ کو سلا کر مجھے اپنے حضور کھڑا نہ کرتا۔ اس کی محبت ہے کہ مجھے مشرکین کے ملک سے نکالا اور مؤمنین میں داخل فرما دیا۔“ یہ سن کر میں نے کہا: ”جا، میں نے تجھے رضائے الہی عزوجل کے لئے آزاد کیا۔“ تو وہ کہنے لگی: ”اے میرے آقا! آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا، پہلے میرے لئے دوا جرتھے، اب صرف ایک رہ گیا۔“ پھر اس کی زوردار چیخ بلند ہوئی اور کہنے لگی: ”یہ تو میرے چھوٹے مالک کا آزاد کرنا ہے، حقیقی مالک عزوجل کا آزاد کرنا کیسا ہوگا۔“ پھر وہ نیچے گری اور اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

اللہ عزوجل کی قسم! یہ محبتیں کی صفات ہیں جن کے دل رب العالمین عزوجل کی محبت میں معلق (یعنی اٹکے) رہتے ہیں۔ کسی محبت سے پوچھا گیا: ”تو نے محبت کو کیسا پایا؟“ جواب دیا: ”میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کے ساحل پر کھڑا ہوا جس کا دوسرا کنارہ نہیں ملتا، تو مجھے اس ذات نے قرب بخشا جو فرماتا ہے: ”مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شَبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا“ یعنی جو مجھ سے ایک باشت قریب ہو، میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔“ (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی حسن الظن باللہ، الحدیث ۳۶۰۳، ص ۲۰۲۲) پس میں اس کے حکم سے سواری محبت پر سوار ہو گیا تو روح نے پکارنے والے کو جواب دیا:

﴿۱۰﴾ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَهَا وَمُرْسَهَا (ب ۱۲، ہود: ۴۱) ترجمہ کنز الایمان: اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا۔ (۱)

جب میں بحرِ محبت کے درمیان اتھاہ گہرائیوں میں پہنچا تو میں اس کے راستوں میں پریشان ہو گیا۔ مجھ پر یہی کیفیت طاری رہی یہاں تک کہ محبوبِ حقیقی عزوجل نے مجھے ”يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ“ یعنی وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔ کے پاکیزہ اجتماع میں پہنچا دیا۔ اور اب میں مقام ”بقا“ اور مقام ”فنا“ کے درمیان ہوں یہاں تک کہ فنا کو پالوں۔“

انوکھی مناجات:

حضرت سپدنا ابوسلیمان دارانی قدس سرہ النورانی اپنی مناجات میں عرض کرتے: ”اے میرے مولیٰ عزوجل! اگر تو نے میرے گناہوں کا مواخذہ کیا تو میں تجھ سے بخشش طلب کروں گا۔ اگر تو نے میرے بخل کے سبب پوچھ گچھ کی تو میں تجھ سے جو دو

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اس میں تعلیم ہے کہ بندے کو چاہئے جب کوئی کام کرنا چاہے تو اس کو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے تاکہ اس کام میں برکت ہو اور وہ سبب فلاح ہو۔ ضحاک نے کہا کہ ”جب حضرت نوح علیہ السلام چاہتے تھے کہ کشتی چلے تو بسم اللہ فرماتے تھے کشتی چلے لگتی تھی اور جب چاہتے تھے کہ ٹھہر جائے بسم اللہ فرماتے تھے ٹھہر جاتی تھی۔“

کرم کا سوال کروں گا۔ اگر تو نے نافرمانی پر میرا حساب کتاب لیا تو میں تجھ سے احسان طلب کروں گا۔ اگر تو نے مجھے آگ میں داخل کیا تو میں اہل دوزخ سے کہوں گا کہ میں رب عزوجل سے محبت کرتا ہوں۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آواز آئی: ”اے ابو سلیمان! ہم تجھے جہنم میں نہیں بلکہ جنت میں داخل کریں گے کہ تو اہل جنت کو ہماری محبت کے متعلق بتائے، اہل دوزخ کو ہماری محبت سے آگاہ نہ کرے کیونکہ محبت کرنے والوں کا ٹھکانہ جنت اور دشمنوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔“

اے میرے اسلامی بھائیو! محبت دلہنوں کی مانند ہے اور اس کا حق مہر جانوں کی قربانی ہے۔ اس کی وجہ سے گردنیں اور سر جھکے رہتے ہیں۔ یہ دلوں پر اپنی تجلی ڈالتی اور گدلا پن دور کرتی ہے۔ یہ عارف کے لئے نور ہے تو جاہل کے لئے آگ۔ جب محبت کی پاکیزہ شراب اہل صفا کو کساتی ہے تو اہل وفا کے دل حاضر ہو جاتے ہیں۔ پس ذکر الہی عزوجل اس کا ساز ہے تو توحید باری تعالیٰ اس کا گلدستہ ہے۔ شکر اس کا ترجمان ہے تو ہیبت اس کی پہچان۔ اہل محبت کے لئے باغ وصال یار کے دروازے کھولے جائیں گے، وہ صبح و شام اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے، محبوب حقیقی عزوجل بلا حجاب ان پر تجلی فرمائے گا اور خوش روملا نکہ ہر دروازے سے ان کے پاس حاضر ہوں گے۔ پس قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والوں کے لئے خوشخبری اور اچھا ٹھکانہ ہے۔ اور خوف خدا عزوجل رکھنے والے اور برے حساب سے ڈرنے والے جنت میں آراستہ پیراستہ صوفوں سے ٹیک لگائے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا ثواب ہے ان کا۔

جنت میں یا قوت کا گھر:

حضرت سیدنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو فرماتے سنا: ”میں مصر کی ایک سڑک سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک خاتون پر میری نظر پڑی جو چادر اوڑھے ہوئے نہ تھی۔ میں نے اسے کہا: ”اے عورت! کیا تجھے بغیر چادر گھومتے ہوئے حیا نہیں آتی؟“ تو اس نے کہا: ”اے ذوالنون! جب چہرے پر زردی غالب ہو تو چادر کا کیا کام؟“ میں نے پوچھا: ”تیرے چہرے پر کس چیز کی زردی چھائی ہوئی ہے؟“ جواب دیا: ”محبت الہی عزوجل کی۔“ میں نے کہا: ”اے عورت! تیرے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ تو نے شراب پی رکھی ہے۔“ اس نے جواب دیا: ”اے فضول بات کرنے والے! چپ رہ۔ میں نے اس کی محبت کا جام پیا، سرور ہو کر سوئی اور محبت الہی عزوجل کے نشے میں پور ہو کر صبح کی۔“ میں نے کہا: ”اے خاتون! کیا میں تجھ سے کچھ مفید باتیں یا وصیت حاصل کر سکتا ہوں؟“ تو وہ کہنے لگی: ”اے ذوالنون! خاموشی کو لازم پکڑ یہاں تک کہ لوگ تجھے پریشان سمجھنے لگیں اور اللہ عزوجل کے دیئے ہوئے رزق پر راضی رہ، جنت میں تیرے لئے یا قوت کا گھر بنایا جائے گا۔“

اے معرفت حق کے طالب! جب محبت کی ہوا دل کے خانوں میں چلتی ہے تو یہ محبوب کی ملاقات سے ہی راحت پاتی ہے۔ اور تو سحری کے وقت اہل معرفت کی مناجات سنے گا تو ان میں سے ہر ایک زبان حال سے اسی کے مطابق جواب دے گا جو احوال اس پر گزر رہے ہوں گے۔ پس اگر اس سے پوچھا جائے کہ ”اے غمگین انسان! تو ہم تک کیسے پہنچا؟“ تو وہ جواب میں کہے گا: ”میں نے توکل اور عشق الہی عزوجل کو اپنایا تو مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ مجھے اس کی حضوری مل گئی۔“ اور اگر اس سے سوال کیا جائے کہ ”اے موت سے خوف کھانے والے! تو نے موت کو کیسا پایا؟“ تو وہ کہے گا: ”میں نے محبوب حقیقی عزوجل کی رضا میں تکلیف کو خوشگوار جانا۔ پس میں نے اس کے فضل کو سبقت لے جانے والا اور اپنے حوصلے کو پیچھے رہ جانے والا پایا۔ مجھے اس سے کامیابی کی امید کیونکر نہ ہو حالانکہ میں اس کی رحمت پر یقین رکھتا ہوں۔“ اور اگر اس سے پوچھا جائے کہ ”اے زاہد! اللہ عزوجل کے لئے خرچ کرنے والی جگہوں کے متعلق تیرا عہد کیسا ہے؟“ تو اس کا جواب ہوگا: ”میں نے خیر کے کاموں میں خرچ کرنے کے متعلق اس کا یہ فرمان عالی شان سنا:

﴿ مَا عِنْدَكُمْ يَنْقُذُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ط ﴾ ترجمہ کنز الایمان: جو تمہارے پاس ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا۔ (ب ۱۴، النحل: ۹۶)

تو جو کچھ میرے پاس تھا میں نے اسے اس کے لئے چھوڑ دیا جو رب عزوجل کے پاس ہے۔ میں نے فنا ہو جانے والی چیزوں سے توجہ ہٹا کر باقی رہنے والی چیزوں پر توجہ دی۔“ اور اگر اس سے سوال کیا جائے کہ ”اے ہم سے محبت کرنے والے! تیری ہماری بارگاہ تک کیسے رسائی ہوئی؟“ تو وہ کہے گا: ”میں نے بارگاہ خداوندی عزوجل سے ”يُحِبُّهُمْ“ کا جام پیا جس کے نشے سے ”وَيُحِبُّونَهُ“ کی خلوت میں کھو گیا اور اس جام عشق کی وجہ سے مجھ پر غشی طاری ہو گئی پھر جلوہ محبوب سے ہی افاقہ ہوا۔“

بھیڑیے بکریوں کے محافظ بن گئے:

حضرت سیدنا ربیع بن خثیم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے متعلق منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ شب بیداری کرتے تھے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی نے عرض کی: ”اے ابا جان! اللہ عزوجل کی مخلوق میں سب سے افضل کون ہے؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”ہمارے آقا و مولیٰ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔“ یہ سن کر وہ کہنے لگی: ”حرمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ! آج رات آپ سو جائیں۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہ خداوندی عزوجل میں عرض کی: ”اے میرے رب عزوجل! تو جانتا ہے کہ مجھے شب بیداری نیند سے زیادہ پیاری ہے لیکن میری بیٹی نے مجھے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیا ہے اس بناء پر آج مجھے سونا پڑے گا۔“ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محو آرام ہو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ بصرہ میں ایک میمونہ نامی خادمہ ہے جو جنت میں ان کی بیوی ہوگی۔ صبح ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بصرہ روانہ ہو گئے۔ جب اہل

بصرہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد کا شہرہ سنا تو شاندار استقبال کیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہر میں داخل ہوئے تو لوگوں سے پوچھا: ”کیا یہاں کوئی میمونہ نامی عورت ہے؟“ لوگوں نے عرض کی: ”آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دیوانی میمونہ کا پوچھتے ہیں جو دن میں بکریاں چراتی ہے اور اس کی مزدوری سے کھجور خریدتی ہے۔ اسے فقراء میں صدقہ کر دیتی ہے۔ رات کو چھت پر چڑھ جاتی ہے اور پھر کثرت گریہ وزاری اور چیخ و پکار سے کسی کو سونے نہیں دیتی۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ”وہ اپنی آہ وزاری میں کیا کہتی ہے؟“ تو انہوں نے جواب دیا: وہ کہتی ہے:

عَجَابًا لِلْمُحِبِّ كَيْفَ يَنَامُ كُلُّ نَوْمٍ عَلَى الْمُحِبِّ حَرَامٌ

ترجمہ: تعجب ہے محبت کرنے والے پر! وہ کیسے سو جاتا ہے۔ حالانکہ محبت پر تو نیند حرام ہو جاتی ہے۔

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ دیوانوں کا کلام نہیں، مجھے اس کے پاس لے چلو۔“ لوگوں نے عرض کی: ”وہ جنگل میں بکریاں چرا رہی ہے۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی طرف تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اس نے ایک محراب بنا رکھا ہے اور اس میں نماز پڑھ رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کہ بکریاں چرا رہی ہیں اور بھیڑیے ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ منظر دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”جب وہ نماز سے فارغ ہوئی تو میں نے کہا: ”السَّلَامُ عَلَيْكَ، اے میمونہ!“ اس نے جواب دیا: ”وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، اے ربیع!“ میں نے پوچھا: ”تم میرا نام کیسے جانتی ہو؟“ اس نے کہا: ”سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اس ذات نے آپ کا نام بتایا ہے جس نے گذشتہ رات خواب میں آپ کو خبر دی کہ میں آپ کی زوجہ ہوں۔ لیکن یہ وعدہ کی جگہ نہیں بلکہ ہمارے درمیان وعدہ کی جگہ جنت ہے۔“ میں نے پوچھا: ”یہ بھیڑیوں اور بکریوں کے اکٹھے رہنے کا معاملہ کیسا ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”جب میرے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت پیدا ہوئی اور میں نے دل سے دنیا کی محبت نکال دی تو اس ذات نے بھیڑیوں اور بکریوں میں صلح کروادی۔“ پھر اس نے کہا: ”اے ربیع! مجھے میرے مالک حقیقی عَزَّوَجَلَّ کا کلام تو سنائیے، مجھے اس کے سننے کا بہت شوق ہے۔“ تو میں نے تلاوت قرآن شروع کر دی:

﴿١٢﴾ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمْ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ ترجمہ کنز الایمان: اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سوا

کچھ رات کے۔ (۱)

(ب، ۲۹، مزمل: ۱-۲)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یعنی اپنے کپڑوں سے لپٹنے والے۔ اس کے شان نزول میں کئی قول ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ ”ابتداء زمانہ وحی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوف سے اپنے کپڑوں میں لپٹ جاتے تھے۔ ایسی حالت میں آپ کو حضرت جبریل نے يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ کہہ کر ندا کی۔ ایک قول یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر شریف میں لپٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے، اس حالت میں آپ کو ندا کی گئی يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔ بہر حال یہ نداء بتاتی ہے کہ محبوب کی ہر ادائیگی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ رداؤ نبوت و چادر رسالت کے حامل دلائق۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

وہ سنتی رہی اور رو کر تڑپتی رہی یہاں تک کہ جب میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ عالیشان پر پہنچا:

﴿۱۳﴾ اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَالًا وَجَحِيْمًا ۝ وَطَعَامًا

ترجمہ کنز الایمان: بے شک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب۔

ذَاغُصَّةٍ وَعَذَابًا اَلِيْمًا ۝ (پ ۲۹، مزمل: ۱۲ تا ۱۳)

تو اس نے زوردار چیخ ماری اور نیچے گر گئی اور اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ میں اس کی اس حالت پر پریشان تھا کہ اچانک خواتین کا ایک قافلہ آیا۔ انہوں نے کہا: ”ہم اس کے غسل و کفن کا اہتمام کریں گی۔“ میں نے پوچھا: ”تمہیں اس کے انتقال کی اطلاع کس نے دی؟“ انہوں نے بتایا: ”ہم اس کی دعا سنا کرتی تھیں کہ ”یا اللہ عزوجل! مجھے حضرت سیدنا ربیع علیہ رحمۃ اللہ السبع کے سامنے موت دینا۔“ جب ہم نے سنا کہ آپ اس کے پاس تشریف لائے ہیں تو ہم نے جان لیا کہ اللہ عزوجل نے اس کی دعا قبول فرمائی ہے۔“

اے میرے اسلامی بھائیو! جب اللہ عزوجل بندوں کے دل کی زمین سنوارتا ہے تو اسے خشیت کے بل سے اکتاپلٹتا ہے اور اس میں محبت کا بیج بو کر آنسوؤں کے پانی سے سیراب کرتا ہے تو جو فصل اُگتی ہے، وہ یہ ہے:

ترجمہ کنز الایمان: کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔

﴿۱۴﴾ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَہُ لَا (پ ۶، المائدہ: ۵۴)

اولیائے کرام رِجْنَهُمُ اللّٰهُ السَّلَامُ محبتِ الہی عزوجل کے دریا میں تیرتے ہیں۔ اس کے بابِ کرم کو لازم پکڑ لیتے ہیں۔ اس کی بارگاہ میں کھڑے رہتے ہیں۔ اس کے احکام کی بجا آوری پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں اور اس سے والہانہ پیار کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ راتوں کو آرام نہیں کرتے بلکہ بیدار رہتے ہیں۔ پس جب وہ اس کی محبت میں دنیا سے جاتے ہیں تو انہیں کوئی ملامت نہیں ہوتی۔

میں تیری محبت میں کمزور نہیں:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جب حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رازی علیہ رحمۃ اللہ الباقی کا انتقال ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ”اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ جواب دیا: ”اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا۔“ پوچھا گیا: ”کس سبب سے؟“ فرمایا: ”میں اپنی دعا میں عرض کرتا تھا، ”یا اللہ عزوجل! اگرچہ میں تیری عبادت میں کمزور ہوں مگر تیری محبت میں کمزور نہیں۔“

روحانی بدن اور آسمانی عقلیں:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں نے یمن کے ایک بزرگ کے متعلق سنا کہ وہ محبت کرنے والوں میں بلند مرتبہ اور کوشش کرنے والوں پر فوقیت رکھتے ہیں اور وہ علم و حکمت کا سرچشمہ ہیں۔ چنانچہ، میں حج کے ارادے سے

نکلا اور جب ارکان حج ادا کر لئے تو ان کی طرف چل پڑا تا کہ ان کی گفتگو سنوں اور ان کے بیان سے نفع اٹھاؤں۔ ہم کئی لوگ یہی سوچ لے کر گئے۔ ہمارے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا جس میں نیک لوگوں کی نشانیاں اور محبت کرنے والوں کی علامتیں پائی جاتی تھیں۔ وہ بزرگ ہمیں ملے۔ ہم ان کے پاس بیٹھ گئے۔ اسی نوجوان نے سلام و کلام سے ابتداء کی۔ بزرگ نے اس سے مصافحہ کیا اور اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ نوجوان نے عرض کی: ”یاسیدی! اللہ عزوجل نے آپ کو بیمار دلوں کا طبیب بنایا ہے، مجھے ایک ایسی بیماری ہے کہ طبیب اس کے علاج سے عاجز آچکے ہیں۔ اگر آپ مجھ پر اپنا لطف و کرم فرمائیں تو میرا علاج فرما دیجئے۔“ بزرگ نے پوچھا: ”جو معاملہ تجھ پر ظاہر ہوا ہے اس کے مطابق پوچھ۔“ اس نے عرض کی: ”محبت الہی عزوجل کی علامت کیا ہے؟“ بزرگ نے جواب دیا: ”اس کی علامت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو بیمار جان، کیا تو نے دیکھا نہیں کہ بیمار مرض کے خوف سے کھانا نہیں کھاتا؟“ یہ سنتے ہی نوجوان نے باواز بلند چیخ ماری۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ اس کی روح پرواز کر گئی ہے۔ جب اسے افاقہ ہوا تو پھر عرض کی: ”اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے! محبت کرنے والوں کی علامت کیا ہے؟“ فرمایا: ”محبت کرنے والوں کا درجہ بہت بلند ہے۔“ نوجوان نے پھر عرض کی: ”مجھے ان کے اوصاف بتائیے؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”اللہ عزوجل سے محبت کرنے والے اس کے نور جلال کو دیکھتے ہیں تو ان کے جسم روحانی اور عقلیں آسمانی ہو جاتی ہیں جو ملائکہ کی صفوں کے درمیان واضح طور پر چلتی پھرتی ہیں اور تمام امور آخرت کا یقینی طور پر مشاہدہ کرتی ہیں۔ پس وہ حسب استطاعت اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کو جنت کی طمع ہوتی ہے نہ دوزخ کا خوف۔“ اس پر اس نوجوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ وہ بزرگ رو کر اسے بوسے دینے لگے۔ پھر فرمانے لگے: ”اللہ عزوجل کی قسم! یہ خائفین کی موت ہے اور یہ جہنم کا مقام ہے۔“

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ”اے داؤد! مجھ سے محبت کرو اور میرے جہنم سے بھی محبت کرو اور میرے بندوں کے دلوں میں میری محبت ڈالو۔“ انہوں نے عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور تیرے جہنم سے بھی محبت کرتا ہوں لیکن تیرے بندوں کے دلوں میں تیری محبت کیسے داخل کروں؟“ تو ارشاد فرمایا: ”ان کو میری نعمتیں اور عطائیں یاد دلاؤ کیونکہ وہ مجھے احسان کرنے والا ہی جانتے ہیں۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان فضیلة الرجاء والترغیب فیہ، ج ۴، ص ۱۷۸)

منقول ہے، ”اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ”تو میرا خلیل ہے اور میں تیرا خلیل ہوں۔ لہذا اس بات سے بچنا کہ میں تیرے دل کو اپنے غیر میں مشغول پاؤں، اگر ایسا ہوا تو میں تیری محبت ختم کر دوں گا۔ کیونکہ میں اپنی محبت کے لئے ایسے بندے کا انتخاب کرتا ہوں کہ اگر میں اسے آگ میں بھی جلاؤں تو بھی اس کا دل میرے علاوہ کسی میں مشغول نہ ہو۔ جب وہ ایسا ہو تو میں اپنی محبت اس کے دل میں ڈال دیتا ہوں اور اس پر مسلسل اپنا لطف و کرم فرماتا

ہوں پھر اسے اپنا قرب اور اپنی محبت عطا کرتا ہوں۔ تو میرے نزدیک کوئی نعمت اس کے برابر ہو سکتی ہے اور میرے نزدیک کون سا شرف و مرتبہ اس سے بڑھ کر ہو سکتا ہے۔ میری عزت و جلال کی قسم! اپنی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے میں اپنے محبت کے سینے کو ضرور شفا بخشوں گا اور یہ اس لئے کہ میں اپنے محبت سے محبت کرتا ہوں۔“

(حلیۃ الاولیاء، الحارث بن اسد المحاسبی، الحدیث ۱۴۶۴۸، ج ۱۰، ص ۸۶، بتغییر)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! جب اللہ عزوجل کی محبت اپنی قدیم عنایت کے ساتھ بندے پر سبقت لے جاتی ہے تو پھر بندہ سیدھے راستے پر کیوں نہیں چلتا؟“ (حکم ہوتا ہے) اے جبرائیل علیہ السلام! فلاں کو سلادو اور فلاں کو اٹھا دو۔ تو محبت اپنے محبوب حقیقی عزوجل کے حضور کھڑا ہو جاتا ہے، اس کی عبادت کو لازم پکڑ لیتا ہے اور اس کی محبت میں حیران و سرگرداں رہتا ہے تو اس پر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور عتاب اثر نہیں کرتا۔

سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کا رقت انگیز بیان:

حضرت سیدنا ابو حیان علیہ رحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں: میں مصر کے ایک جنگل بیابان میں حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے اجتماع پاک میں حاضر ہوا۔ میں نے حاضرین اجتماع کو شمار کیا تو وہ ستر ہزار (70,000) کے لگ بھگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ عزوجل کی محبت اور محبین باری تعالیٰ کے متعلق بیان فرما رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتماع میں گیارہ افراد مر گئے۔ لوگ چیخ و پکار اور گریہ و زاری کرتے ہوئے گر رہے تھے۔ بہت سے لوگ زمین پر بے ہوش پڑے تھے۔ سارا دن انہیں افاقہ نہ ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مرید عرض کرنے لگا: ”اے ابوالفیض! آپ نے محبت خالق عزوجل کے ذکر سے دلوں کو جلا کر رکھ دیا اور غم و اندوہ میں ڈال دیا۔ اب محبت مخلوق کے ذکر سے ان کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچائیے۔“ یہ سن کر حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے غم و اندوہ میں ڈوبی ہوئی شدید آہ بھری اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قمیص شق ہو کر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی۔ پھر ارشاد فرمانے لگے: ”آہ! افسوس! ان کے دل معلق ہو گئے۔ ان کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ انہوں نے شب بیداری کا عہد و پیمان اور نیند کا بایکاٹ کر لیا۔ ان کی رات طویل اور نیند کم ہے۔ ان کا غم و الم ختم نہ ہوگا۔ ان کے کام دشوار اور آنسو بہت زیادہ ہیں۔ ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور پلکیں نم ناک ہیں۔ زمانے نے ان سے دشمنی کی اور رشتے داروں اور پڑوسیوں نے جفا کی۔ محبت الہی عزوجل نے ان کے دلوں کو جلا کر رکھ دیا۔ ان کی شراب طہور گد لے پن سے پاک صاف ہے۔ بے شک ان کے لئے اپنے مقصود تک پہنچنے اور سرور و کامیابی پانے کی بشارت ہے۔“

اے میرے اسلامی بھائیو! محبت ان لوگوں کا کام ہے جنہوں نے اپنے دل میں محبوب حقیقی عزوجل کے سوا کسی کے لئے ذرہ برابر جگہ نہ چھوڑی۔ اور محبت ہر عضو بدن پر اپنی علامات ظاہر کرتی ہے۔

(۱)..... زبان، محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں مشغول رہتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱۶﴾ فَادْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ (ب، البقرة: ۱۵۲) ترجمہ کنزالایمان: تو میری یاد کرو میں تمہارا چچا کروں گا۔ (۱)

(۲)..... کان، محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے ان بیٹھے بولوں کو سننے کے لئے بے تاب رہتے ہیں:

﴿۱۷﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط (ب، البقرة: ۱۸۶) ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔ (۲)

(۳)..... آنکھیں، جلوہ محبوب عَزَّوَجَلَّ دیکھنے کی آرزو مند رہتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک فرماتا ہے:

﴿۱۸﴾ وُجُوْهُ يَّوْمَئِذٍ نَّاظِرَةٌۭ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌۭ (ب، القیامۃ: ۲۲-۲۳) ترجمہ کنزالایمان: کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے۔ (۳)

(۴)..... بدن، محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں کھڑے ہو کر یہ وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں:

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”ذکر تین طرح کا ہوتا ہے: (۱)..... لسانی (۲)..... قلبی (۳)..... بالجوارح۔ ذکر لسانی تسبیح، تقدیس، ثناء وغیرہ بیان کرنا ہے، خطبہ، توبہ، استغفار، دعا وغیرہ اس میں داخل ہیں۔ ذکر قلبی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا، اس کی عظمت و کبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا۔ علماء کا استنباط مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہیں۔ ذکر بالجوارح یہ ہے کہ اعضاء طاعتِ الہی میں مشغول ہوں جیسے حج کے لیے سفر کرنا، یہ ذکر بالجوارح میں داخل ہے۔ نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے۔ تسبیح و تکبیر، ثناء و قراءت تو ذکر لسانی ہے اور خشوع و خضوع، اخلاص ذکر قلبی اور قیام، رکوع و سجود وغیرہ ذکر بالجوارح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”تم طاعت، بجالا کر مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی امداد کے ساتھ یاد کروں گا۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے ہی یاد فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ قرآن و حدیث میں ذکر کے بہت فضائل وارد ہیں اور یہ ہر طرح کے ذکر کو شامل ہیں۔ ذکر بالجہر کو بھی اور بالاخفاء کو بھی۔“

②..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اس میں طالبانِ حق کی طلبِ مولیٰ کا بیان ہے، جنہوں نے عشقِ الہی پر اپنے حواج کو قربان کر دیا۔ وہ اسی کے طلبگار ہیں، انہیں قرب وصال کے مژدہ سے شاد کام فرمایا۔ شانِ نزول: ایک جماعت صحابہ نے جذبہ عشقِ الہی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ اس پر نویدِ قرب سے سرفراز کر کے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔ جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہے وہ اس کے دور والے سے ضرور بعد رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ سب بندوں سے قریب ہے۔ مکانی کی یہ شان نہیں۔ منازلِ قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔ دوستِ نزدیک تراز من بمن ست۔ ویں عجب ترک من ازوے دورم۔“

③..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”انہیں دیدارِ الہی کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ آخرت میں مؤمنین کو دیدارِ الہی میسر آئے گا۔ یہی اہل سنت کا عقیدہ قرآن و حدیث و اجماع کے دلائل کثیرہ اس پر قائم ہیں اور یہ دیدار بے کیف اور بے جہت ہوگا۔“

﴿۱۹﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ (ب۱، الفاتحة: ۵) ترجمہ کنزالایمان: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

(۵)..... دل، یادِ محبوبِ غَزُو جَلَّ میں محبت کے رابطے سے جڑے رہتے ہیں۔ اللہ غَزُو جَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲۰﴾ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۝ (ب۶، المائدة: ۵۴) ترجمہ کنزالایمان: کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔

(۶)..... راز، جلوہ محبوبِ غَزُو جَلَّ کے مشاہدہ میں کھوئے رہتے ہیں۔ اللہ غَزُو جَلَّ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

﴿۲۱﴾ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ۝ (ب۳۰، البروج: ۳) ترجمہ کنزالایمان: اور (تم) اس دن کی جو گواہ ہے اور اس دن کی جس میں حاضر ہوتے ہیں۔

(۷)..... رو میں، راحت اور پھولوں کے ذکر سے سکون حاصل کرتی ہیں۔ چنانچہ، اللہ غَزُو جَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲۲﴾ فَرُوحٌ وَرِيحَانٌ ۝ (ب۲۷، الواقعة: ۸۹) ترجمہ کنزالایمان: تو راحت ہے اور پھول۔ (۱)

پس عارف کو بارگاہِ خداوندی غَزُو جَلَّ میں حاضری سے غفلت نہیں ہوتی؟ اور نہ ہی عابد اپنے معبودِ حقیقی غَزُو جَلَّ سے

غافل ہوتا ہے۔

دل کی سیاہی کیسے دُور ہو؟

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو بظاہر مجنون تھا مگر باطن محبت الہی غَزُو جَلَّ کی دولت سے مالا مال تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ نوجوان اللہ غَزُو جَلَّ کے عشق میں پُور ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ رو رہا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا: ”یا اللہ غَزُو جَلَّ! تو نے محبت کرنے والوں کو قرب سے نوازا لیکن مجھے دُور کر دیا، میرا گناہ کیا ہے؟ ان کو تو نے اپنا وصال عطا کیا اور مجھے ہجر و فراق سے دوچار کیا۔ ہائے، میری مصیبت! تو نے ان کو قیام کے لئے بیدار رکھا اور مجھے سلائے رکھا۔ ہائے، میری رسوائی! تو نے ان کو سحری کے وقت مناجات کی لذت عطا کی اور مجھے محروم رکھا۔ ہائے، میرا دکھ!“ پھر اُس نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میرے جسم کے پرسکون اعضاء پر کپکپی طاری ہو گئی۔ میرا پوشیدہ عشق جوش مارنے لگا تو میں نے اس سے پوچھا: ”اے نوجوان! یہ رونا کیسا؟“ تو وہ کہنے لگا: ”اے ذوالنون! مجھے بتائیے کہ کپڑے کی میل تو پانی اور صابن سے دور ہو جاتی ہے لیکن دل کی سیاہی کیسے دُور ہو؟“ میں نے کہا: ”اللہ غَزُو جَلَّ کی قسم! میں بھی اسی کی تلاش میں ہوں جس کی تلاش میں تو ہے۔“ مجھے اس نوجوان کے واقعہ سے بڑی حیرانگی ہوئی۔“

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”ابوالعالیہ نے کہا کہ ”متر بین سے جو کوئی دُنیا سے مفارقت کرتا ہے اس کے پاس جنت کے پھولوں کی ڈالی لائی جاتی ہے، اس کی خوشبو لیتا ہے تب رُوح قبض ہوتی ہے۔“

اے میرے اسلامی بھائی! جب اللہ عزوجل کی محبت دلوں میں قرار پکڑ لیتی ہے تو انہیں محبوب حقیقی عزوجل کے انوار سے روشن کر دیتی ہیں۔ محبت کی بدولت دل میں سات ثمرات پھلتے ہیں، جن کے بغیر معرفت الہی عزوجل کا چراغ روشن نہیں ہوتا:

(۱)..... نیت میں اخلاص (۲)..... خشیت الہی عزوجل (۳)..... اللہ عزوجل سے ثواب کی امید (۴)..... اس کے ساتھ سچا رہنا (۵)..... اسی پر توکل کرنا (۶)..... اس سے اچھا گمان رکھنا اور (۷)..... اسی کی طرف لگن و شوق ہونا۔ جس طرح درج ذیل سات اشیاء کے بغیر چراغ نہیں جلتا جیسے (۱)..... زناد (وہ پتھر جس کو رگڑ کر آگ نکالی جاتی ہے) (۲)..... پتھر (۳)..... آگ پکڑ لینے والی کوئی چیز مثلاً کپڑا (۴)..... گندھک (۵)..... چراغ دان (۶)..... تیل اور (۷)..... فتیلہ۔ اسی طرح مذکورہ سات چیزوں کے بغیر معرفت الہی عزوجل کا چراغ بھی روشن نہیں ہوتا۔“

اے میرے اسلامی بھائی! معلوم ہوا کہ ان چیزوں کے بغیر چراغ روشن کرنے کا کوئی طریقہ نہیں۔ اگر تو اپنے رب عزوجل کے مشاہدے کے لئے اپنے دل کے چراغ کو روشن کرنا چاہتا ہے تو تیرے لئے سخت کوشش کا زناد، تکالیف جھیلنے کا پتھر، عشق کی آگ، محبت کی گندھک، توکل کا چراغ دان، فکر کا تیل اور صبر کا فتیلہ ضروری ہے۔

پھر اللہ عزوجل کے حضور گریہ و زاری کی زنجیر میں چراغ کو لٹکا دے تو اس طرح تیرے دل میں نور الہی عزوجل روشن ہوگا اور تو جمال الہی عزوجل کا مشاہدہ کر لے گا۔

حقیقی بندے اور سچے محبوب:

حضرت سیدنا محمد بن احمد مفید علیہ رحمۃ اللہ الوحید فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کو فرماتے سنا، میں حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں سو رہا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے بیدار کیا اور فرمانے لگے: اے جنید! میں نے دیکھا کہ گویا میں اللہ عزوجل کے حضور کھڑا ہوں اور مجھے ارشاد فرمایا گیا: ”اے سری! میں نے مخلوق پیدا کی تو سب میری محبت کا دعویٰ کرتے تھے۔ پھر میں نے دنیا پیدا کی تو تو نے فی صد (90%) بھاگ گئے اور دس فیصد (10%) باقی رہ گئے۔ پھر میں نے جنت پیدا کی تو بقیہ میں سے بھی تو نے فیصد (90%) بھاگ گئے اور صرف دس فیصد (10%) بچ گئے۔ پھر جب میں نے ان پر ذرہ بھر آزمائش نازل کی تو اس باقی رہ جانے والی تعداد کا بھی صرف دس فیصد (10%) بچا اور باقی تو نے فیصد (90%) بھاگ گئے۔ میں نے باقی رہنے والوں سے پوچھا: ”نہ تو تم نے دنیا کو چاہا، نہ جنت طلب کی، نہ ہی آزمائش سے بھاگے۔ آخر! تم کیا چاہتے ہو؟ اور تمہارا مقصود کیا ہے؟“ تو انہوں نے عرض کی: ”ہمارا مقصود تو ہی تو ہے، اگر تو ہم پر مصائب نازل فرمائے گا تب بھی ہم تیری محبت کو نہ چھوڑیں گے۔“ میں نے ان سے کہا: ”میں تمہیں ایسی ایسی مصیبتوں اور آزمائشوں میں

بتلا کروں گا کہ پہاڑوں کو بھی جن کے برداشت کی طاقت نہیں، تو کیا تم ان پر صبر کر لو گے؟“ انہوں نے عرض کی: ”کیوں نہیں، مولیٰ! اگر تو آزمائش میں بتلا کرنے والا ہے تو جیسے چاہے ہمیں آزما لے۔“

(پھر فرمایا: اے سری! یہی میرے حقیقی بندے اور سچے محبوب ہیں۔“

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والوں پر آزمائش مقرر کر دی گئی ہے، اس نے ان کے جسموں کو لاغر و کمزور کر دیا اور ان کے دلوں پر قابو پالیا ہے۔ یہ ایسے ہی رہیں گے یہاں تک کہ محبوب حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پہنچ جائیں۔

سیدنا عتبہ غلام علیہ رحمۃ اللہ السلام کی حکایت:

حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا عتبہ غلام علیہ رحمۃ اللہ السلام خاص اہل اللہ میں سے تھے اور مخلصین میں معروف تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعض اوقات رات کو میرے پاس تشریف لایا کرتے، ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میرے پاس رات گزاری۔ جب میں نے رات کا کھانا حاضر کیا تا کہ روزہ افطار کریں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف پانی سے افطار کر لیا۔ جب عشاء کی نماز ادا کر لی تو عبادت پر کمر بستہ ہو گئے اور وقتِ سحر تک نماز پڑھتے رہے۔ میں نے سنا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں دعا کر رہے تھے: ”اے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو مجھے عذاب دے تو بھی میں تیرا محبت ہوں اور اگر مجھ پر رحم فرمائے تو بھی تیرا محبت ہوں۔“ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور زوردار آواز نکالی اور بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے۔ جب افاقہ ہوا تو میں نے عرض کی: ”اے عتبہ! آپ کی رات کیسی گزری؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چیخ نکل گئی اور فرمانے لگے: ”اے ابراہیم! بہت جلد حساب لینے والے کی بارگاہ میں پیشی کی فکر نے مجھیں کس جسم کے جوڑ کاٹ کر رکھ دیے۔“ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو سر اقدس اٹھایا اور عرض کرنے لگے: ”اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اس شخص کے متعلق تیرا کیا ارادہ ہے جو تجھ سے محبت کرتا ہے؟ کیا تو اُسے آگ کا عذاب دے گا یا اس کے دل کو، جبر و فراق کے عذاب میں مبتلا کرے گا؟“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہاتھ غیبی کی یہ آواز سنائی دی: ”ہرگز نہیں، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محبت ہو اور جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چن لیا ہو، اُسے کوئی عذاب نہ دیا جائے گا۔“

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهِ وَ صَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ



وصالِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

بیان 46:

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے حقیقی عقلمندوں کو چن لیا کہ قربت سے غفلت کو چھوڑ کر اس کی معرفت کے چھپے ہوئے مطالب کو تلاش کریں۔ اور اس نے پختہ سمجھ کی کشتیوں کو، اپنی ہمیشہ رہنے والی صفت کے متعلق سوال کے دریاؤں کی تیز لہروں میں غرق کر دیا۔ اور غور و فکر کے پرندوں کے پروں کو کونوئیں سے آزاد کر کے اپنی شان بے نیازی کے میدانوں میں پہنچا دیا۔ اور حواس و شعور کے پیانوں کی بنیادنا اُمیدی کے کڈال سے گرا دی، لہذا اس کی صفات و قدرت کا اندازہ لگانے کا کوئی پیمانہ نہیں۔ اور عقل و دانش کے پرندوں کو اپنی ذات کی معرفت کے جال میں داخل کیا تو افلاک و املاک سبھی اس کی شانِ اُحدیت کے ادراک سے عاجز آگئے اور عقلیں اس کے رازِ یکتائی کے حصول کے قریب پہنچنے سے عاجز آگئیں۔ پس وہ اول ہے جس کی اُزلت پر سبقت لے جانے والا کوئی نہیں۔ وہ آخر ہے جس کے آخری ہونے پر کوئی آخر نہیں۔ وہ ظاہر ہے کہ اپنے اہلِ محبت پر دلیل کے ساتھ عیاں ہے۔ وہ باطن ہے کہ غور و فکر کے باوجود دل اس کا تصور نہیں کر سکتا۔ وہ ایسا سمیع (یعنی سننے والا) ہے کہ رحمِ مادر کے پردوں کی تاریکی میں بچہ کے سانس کی آواز بھی سن لیتا ہے۔ وہ ایسا بصیر (یعنی دیکھنے والا) ہے کہ رات کے اندھیرے میں چھپی ہوئی سیاہ چٹان پر چیونٹی کے ریگنے کا نشان بھی دیکھ لیتا ہے۔ وہ علیم ہے کہ ہر وہ بات جانتا ہے جسے بندہ اپنے دل میں چھپاتا ہے۔ وہ جبار ہے کہ ہر جابر اس کی بلند ہبت کے سامنے جھکا ہوا ہے۔ وہ قہار ہے کہ ہر متکبر پر اپنی شانِ اقتدار سے غالب ہے۔ ساری کائنات اس کی تسبیح بیان کر رہی ہے اور تمام مخلوق اس کی بزرگی کی معترف ہے۔ اور گرج اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی بولتی ہے اور فرشتے اس کے ڈر سے (یعنی اس کی ہیبت و جلال سے) اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

اے اعلیٰ مقصد کے طلب گار! راستے میں بہت زیادہ ہلاکتیں اور دُشوار گزار گھاٹیاں ہیں۔ اگر تو نے یہاں توفیق الہی عزوجل کو پالیا تو اپنی ملاقات میں کامیاب ہو جائے گا، اپنی اُمید کی انتہاء کو پالے گا، پھر تو ایسے جمال کو دیکھے گا جو کبھی تیرے خیال میں نہ آیا تھا اور ایسے جواب سنے گا جو کبھی تیرے دل میں نہ کھٹکے ہوں گے، اور تو ایسا جام پئے گا جو تجھے سیراب کر دے گا اور اہلِ دِمال سے بے پرواہ کر دے گا۔ اگر تو اپنی عقل و رائے اور مثال سے اس کی بارگاہ میں رسائی چاہے گا تو ملاقات تو کجا اپنی دیگر نعمتوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا اور خسارہ و عذابِ مول لے گا۔ اپنے تجسس اور سوال میں کمی کر اور چھان بین اور جھگڑے سے رک جا۔ اور جان لے کہ (جس طرح تو مقصود چاہتا ہے) اللہ عزوجل کی مشیت اس کے برعکس ہے۔

ذاتِ الہی عزوجل کی معرفت کے میدانوں کی طرف کتنے ہی عقلوں کے قافلے چلے اور بھٹکتے رہے، لیکن منزل پر نہ پہنچے

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

سکے۔ بہت سی عقلوں نے اس دروازے میں داخل ہونا چاہا مگر وہ ہمیشہ بند رہا۔ عقل نے کتنے ہی پیغام بھیجے مگر وہ حیرانی کے عالم میں واپس لوٹ آئے۔ عقل بغیر بدلے اس در پر کھڑی ہے، فکر اس بارگاہ میں ہمیشہ سے حاضر ہے، پختہ سمجھ اس کی شان بے نیازی کے ادراک میں حیران و ششدر ہے کہ حواس باختہ ہو چکی ہے۔ عقلیں دنگ ہیں کہ معقول کے ذریعے اس کی پہچان نہیں ہوتی اور اذہان ہکا بکا ہیں کہ منقول کے ذریعے اس کا ادراک نہیں ہوتا۔

پاک ہے جو معبود ہے، کیسا؟ کیسے ہو کہ وہ کیفیت سے پاک ہے۔ کہاں؟ کہاں ہو کہ وہ کسی جگہ میں ہونے سے پاک ہے۔ وہ ہر شے سے اول ہے اور اس کے لئے ابتداء نہیں، وہ ہر شے کا آخر ہے اور اس کے لئے انتہاء نہیں۔ اس کو کسی مثل پر قیاس کیا جاسکتا ہے نہ کسی مادی شے کے ساتھ اسے متصف کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کسی جسم کے ساتھ اس کی پہچان ہو سکتی ہے۔ اس نے شر کو پیدا کیا اور اسے لکھ دیا، اس نے خیر کو پیدا کیا اور اسے پسند فرمایا۔ جس نے اس کی اطاعت کی اس پر رحم فرماتا ہے اور جس نے نافرمانی کی اسے عذاب دیتا ہے، کسی فیصلے کے بارے میں پوچھنے کا محتاج نہیں۔ اپنے اولیاء سے چھپتا نہیں اور نہ ہی انہیں حجاب میں رکھتا ہے۔ اس کا یہ ازلی وعدہ ہے کہ ”يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً“ (ب: ۲۰، الفجر: ۲۷-۲۸) ترجمہ کنز الایمان: اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔“

پاک ہے ملک و ملکوت والا، عزت و عظمت والا، وہ زندہ ہے جسے موت نہیں۔ وہ پوشیدہ رازوں، دلوں کی دھڑکنوں اور چھپے ہوئے خیالوں کی آہٹوں کو بھی جانتا ہے۔ اس نے عقلوں کو اپنی معرفت کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے اس سمندر میں غرق کر دیا جس کی کوئی ابتداء ہے نہ انتہاء۔ وہ سوچوں کو پیغام دینے والا ہے، اس کی معرفت کی راہ میں سوچ رک گئی اور حیران ہے مگر وہ ہمیشہ سے باقی ہے۔ احساس کا جاسوس آیا تا کہ اس کی بعض صفات کو جاننے لے تو تقدیر نے اسے آواز دی کہ اے حیرت زدہ! تو کہاں چل دیا، دروازے اور راستہ تو بند ہیں۔ اس کے ادراک کی طرف کوئی راہ نہیں۔ نہ ہی اس کی کوئی شبیہ و مثل ہے۔ ایسا سمندر ہے کہ وہاں سے ”جوہر“ نکالنا کسی ”غوطہ خور“ کے لئے ممکن نہیں۔ ایسی رات ہے کہ بہت چمکنے والا ستارہ بھی اس میں آنکھ کے لئے روشنی نہیں کر سکتا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے تمام موجودات کو بنایا، زمانے کی تدبیر فرمائی، انسان کو پیدا کیا اور پھر اسے بولنا سکھایا، قرآن کریم اتارا، ایمان و کفر اور اطاعت و نافرمانی کو مقدر کیا، وہ بھول سے پاک ہے، اسے ایک کام دوسرے سے غافل نہیں کرتا، زمانے اسے نہیں بدل سکتے، امور کا بدلنا اس پر مختلف نہیں ہوتا۔ اختیار کو مقرر فرمانے والا ہے اور قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اس کی شان سب سے بلند ہے، اور اسی کے لئے ہیں سب اچھے نام اور بلند صفات۔ اور وہ فرماتا ہے: ”خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا“ (ب: ۱۹، الفرقان: ۵۹) ترجمہ کنز الایمان: آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بنائے۔“ اور ”الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ

استوی 0 (ب ۱۶، ط ۵: ۵) ترجمہ کنزالایمان: وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ ”زمانے اسے پرانا نہیں کر سکتے، مقدار اسے روک نہیں سکتی، اطرافِ عالم اُسے گھیر نہیں سکتے اور نگاہیں اُس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ اور اس کا فرمانِ ذیشان ہے: ”يَكْوَرُ الْبَيْلُ عَلَى النَّهَارِ (ب ۲۳، الزمر: ۵) ترجمہ کنزالایمان: رات کو دن پر پھیلتا ہے۔“ اور ”وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ 0 (ب ۱۳، الرعد: ۸) ترجمہ کنزالایمان: اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔“ اس کی ذات دیگر ذوات کی طرح نہیں اور اس کی صفات دیگر صفات کی مثل نہیں۔ وہ درجات بلند کرنے والا، زندوں کو مارنے والا اور مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ بولیاں اس پر مشتبہ نہیں ہوتیں اور نہ ہی آوازیں اس پر مختلف ہوتی ہیں۔ حواس کے ترازو سے اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اسے نیند آئے نہ اُٹنگھ۔ اولیاء اس کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے ہیں۔ ملائکہ اس کے خوف سے اس کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے۔ جن وانس اس کے قبضہ و اقتدار میں ہیں۔ جنت و جہنم اس کے ”امرو نہی“ کے تحت ہیں۔ بیان کرنے والے (جیسا اس کا حق ہے) اس کی تعریف و توصیف نہیں کر سکتے۔ گمان اسے قید نہیں کر سکتے۔ اس پر کسی کا احسان نہیں۔ آنکھیں اسے گھلم گھلا نہیں دیکھ سکتیں۔ وہ جب کسی شے کو چاہے تو اس سے فرمائے: ”ہو جا۔“ تو وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ مخلوق اس کے غالب ارادہ میں مقید ہے۔ اسی نے مخلوق اور ان کے اعمال کو پیدا فرمایا اور وہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور وہ ارشاد فرماتا ہے: ”لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ 0 (ب ۱۷، الانبیاء: ۲۳) ترجمہ کنزالایمان: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔“ (۱)

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت تک جانے والی حقائق کی راہوں کو کٹھن و دشوار بنا دیا پس اس پر چلنے والے چٹیل میدان میں آگئے۔ اس نے مخلوق کے ادراک کو حیران کر دیا تو اب وہ حیرت زدہ ہیں۔ انہوں نے عقلوں کے تیل سے معرفت کے چراغ جلائے اور ایمان کی بجلی کے نور سے رہنمائی حاصل کی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ”كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشْأَوْا فِيهِ 0 (البقرة: ۲۰) ترجمہ کنزالایمان: جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے۔“

پھر انہوں نے اپنے دلوں کی طرف رجوع کیا تو دل کہنے لگے: ”ہم پاکیزگی کے گھر ہیں اور گھر والا بہتر جانتا ہے کہ گھر میں کیا ہے۔“ پھر انہوں نے صفات کا دامن تھاما تو وہ بولیں: ”ہمیں اس کے اظہار کی طاقت نہیں۔“ اس کے بعد انہوں نے عقل کی طرف اشارہ کیا تو عقل نے مدہوشی و حیرت کے عالم میں ان سے کہا: ”میں بھی اس معاملہ میں تمہاری طرح حیران ہوں، میں

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آئے مبارک کے تحت فرماتے ہیں: ”کیونکہ وہ مالکِ حقیقی ہے، جو چاہے کرے، جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت دے جسے چاہے سعادت دے جسے چاہے شقی کرے، وہ سب کا حاکم ہے، کوئی اس کا حاکم نہیں، جو اس سے پوچھ سکے۔ (اور ان سب سے سوال ہوگا) کیونکہ سب اس کے بندے ہیں۔ مملوک ہیں۔ سب پر اس کی فرمانبرداری اور اطاعت لازم ہے۔ اس سے توحید کی ایک اور دلیل مستفاد ہوتی ہے۔ جب سب مملوک ہیں تو ان میں سے کوئی خدا کیسے ہو سکتا ہے؟“

اس کا احاطہ نہیں کر سکتی کہ اسے بیان کروں۔ میں اس کی صفات بیان نہیں کر سکتی کہ اس کی تعریف و توصیف کروں اور میں نہیں جانتی کہ کس طرف سے اس تک رسائی حاصل کروں۔ تم نے اس امر کے متعلق پوچھا ہے جسے میں نہیں جانتی اور تم اس راز کا اظہار چاہتے ہو جسے حاصل کرنے میں، میں خود ہمیشہ عاجز رہی۔ مجھے تو یہاں سے صرف حیرت و تعجب ہی حاصل ہوا ہے۔ لیکن اے معرفتِ الہی عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں حیرت زدہ! اے اس کے معانی کے حسن میں عقل کو لٹا دینے والے! اگر تو اس کی معرفت چاہتا ہے تو توفیقِ الہی عَزَّوَجَلَّ کی راہ پر چل۔ کیونکہ وہ ایسا قریب ہے کہ تُو جب چاہے اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے اور وہ بعید ہے مگر فاصلے کے ساتھ نہیں کہ تو اسے طے کر لے۔ اگر تو اس سے خالص دوستی اور تعلق رکھے گا تو وہ تجھے پاکیزگی و پسندیدگی کے جام سے سیراب فرمائے گا اور اگر تو نے اس کی محبت کا جام پی لیا تو یہی جام تجھے سیراب کر دے گا اور اگر تو اس کے ذکر اور حمد و ثنا کے نغمے سننا چاہتا ہے تو اسے کسی بھی چیز سے تشبیہ دینے سے بچتے ہوئے توحید و پاکی بیان کرنے والی زبان سے کہہ:

تَبَارَكَ اللَّهُ فِيْ عُلْيَاءِ عِزَّتِهِ	وَجَلَّ مَعْنَى فَلَيْسَ الْوَهْمُ يَحْوِيهِ
وَجُودُهُ سَابِقٌ لِأَشْيَاءٍ يُشْبِهُهُ	وَلَا شَرِيكَ لَكَ لَا شَكَّ لِي فِيهِ
لَا كَوْنٌ يَحْضُرُهُ لَاعْوَانٌ يَنْصُرُهُ	لَا كَشْفٌ يُظْهِرُهُ لَأَجْهَرٌ يُبْدِيهِ
لَا ذَهْرٌ يَخْلُقُهُ لَأَنْقَاصٌ يُلْحِقُهُ	لَأَنْقَلٌ يَسْبِقُهُ لَأَعْقَلٌ يَذَرِيهِ
حَارَتْ جَمِيعُ الْوَرَى فِي كُنْهِ قُدْرَتِهِ	وَلَيْسَ تُذَرِّكُ مَعْنَى مِنْ مَعَانِيهِ
سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي جَلَالَتِهِ	وَجَلَّ لَطْفًا وَعِزًّا فِي تَعَالِيهِ

ترجمہ: (۱)..... اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی علو عزت کے اعتبار سے بلند و برتر ہے اور وہ بڑا ہے کہ وہم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ (۲)..... اس کا وجود ہمیشہ سے ہے، کوئی شے اس کے مشابہ نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں۔ (۳)..... کوئی جگہ نہیں جو اسے گھیر لے، کوئی مددگار نہیں جو اس کی مدد کرے، کوئی کشف نہیں جو اسے ظاہر کرے اور کوئی اعلان نہیں جو اسے بیان کرے۔ (۴)..... کوئی زمانہ نہیں جس نے اسے پیدا کیا، کوئی عیب نہیں جو اس سے مل جائے، کوئی ایسی ذات نہیں جو اس سے بڑھ جائے اور کوئی عقل نہیں جو اس کا ادراک کرے۔ (۵)..... ساری مخلوق اس کی قدرت کی حقیقت میں حیران و سرگرداں ہے مگر اس کے معانی میں سے ایک معنی کا بھی ادراک نہیں کر سکی۔ (۶)..... وہ پاک ہے اور اس کی شانیں بلند و بالا ہیں اور وہ بڑا ہی مہربان اور طاقتور و برتر ہے۔

پاک ہے وہ جو معبود ہے، اس نے حضرت سیدنا آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دست قدرت سے بنایا، تمام فرشتوں سے انہیں سجدہ کروایا، ان کو اپنی وسیع جنت میں ٹھہرایا۔ پھر حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی تمام اولاد کے بارے میں موت کا فیصلہ فرمایا۔ اس نے اپنے پیارے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّهٌ عَنِ الْعُيُوبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اس فیصلہ کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" (پ ۱۷، الانبیاء: ۳۵) ترجمہ کنز الایمان: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔"

اس نے حضرت سیدنا نوح علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو طوفان سے نجات عطا فرمائی اور اہل ایمان کو بچا کر مخالفین کو غرق کر دیا اور حضرت سیدنا نوح علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی اس موت کا فیصلہ فرمایا جو جن وانس کے لئے لکھ دی گئی ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے حبیب، حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا: ”كُلُّ مَنْ عَلَيَّهَا فَاِنَّ ۙ (ب ۲۷، الرحمن: ۲۶) ترجمہ کنزالایمان: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔“

اس نے حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا ظلیل بنایا، انہیں مراد تک پہنچایا، صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھا، ان کو آسمانوں اور زمین کی ساری بادشاہی دکھائی اور مشاہدہ کروایا۔ اور پھر آپ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی موت کا وعدہ پورا فرمایا۔ اور حضور نبی پاک، صاحبِ لؤلؤ لاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے موت کا حال اور اس کی طاقت کو یوں بیان فرمایا: ”اِنَّ مَا تَكُونُوا يُدْرِكُكُمْ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشِيْدَةٍ ط (ب ۵، النساء: ۷۸) ترجمہ کنزالایمان: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آ لے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔“ (۱)

اس نے حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم کلامی کے لئے منتخب فرمایا، ان کو اپنا کلام سنایا اور اپنے لذت والے خطاب سے انہیں ان کے مقصود مطلوب تک پہنچا دیا اور پھر ان کی طرف بھی موت کو بھیج دیا۔ اور حضور نبی مکرم، نورِ مجسم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا: ”كُلُّ نَفْسٍ ذَا نَفۡۃٍ الْمَوْتُ ط وَاِنَّمَا تُوَفُّوْنَ اَجُوْرَ كُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط (ب ۱۴، عمران: ۱۸۵) ترجمہ کنزالایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے۔“

اسی نے حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور یہ اس کے اختیار میں ہے۔ اور حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ عزوجل کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور سفید داغ (یعنی برص) والوں کو شفا دی اور مردوں کو زندہ کیا۔ اللہ عزوجل اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے متعلق خبر دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ”اِنۡنۡیۡ مُتَوَفِّیْکَ وَرَاۤیِعُکَ اِلَیّیۡ (ب ۱۳، عمران: ۵۵) ترجمہ کنزالایمان: میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا۔“

اور وہی ذات ہے جس نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نبی عربی، امین و مامون، صاحبِ عزت و مرتبہ اور محافظِ عزت ہونے کی حیثیت سے منتخب فرمایا اور جن لیا۔ باوجود یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا قرب و مرتبہ عطا فرمایا جس تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نفسِ کریمہ کو بھی وصالِ ظاہری کی خبر دی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

①..... مفسر شہیر، ظلیہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الباہدی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اور اس سے رہائی پانے کی کوئی صورت نہیں اور جب موت ناگزیر ہے تو بستر پر مرجانے سے راہِ خدا میں جان دینا بہتر ہے کہ یہ سعادتِ آخرت کا سبب ہے۔“

والد وسلم کو حوادثِ زمانہ سے آگاہ فرمایا، اور ما قبل وصال فرمانے والے حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام (کی ظاہری وفات) سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی و اطمینان بخشا۔ چنانچہ، اللہ عزوجل اپنی محفوظ کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: "إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ" (ب: الزمر: ۳۰) ترجمہ کنز الایمان: بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔^(۱)

سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کب پردہ فرمایا؟

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: "تمہارے نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے۔ پیر کے دن مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً سے ہجرت کی۔ پیر کے دن مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تکریماً تشریف لائے اور وصال بھی بارہ ربیع الاول (ربیع النور) شریف پیر کے دن ہی فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدتِ مرض بارہ دن تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بخار دوسرے کے سبب تھا۔" (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۲۹۸، ج ۱۲، ص ۱۸۳)

حضرت سیدنا ابن ابی یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "سرکار ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل بارہ ربیع الاول شریف پیر کے دن ہوئی۔ اسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تکریماً سے ہجرت فرمائی اور اسی دن مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً تشریف لائے۔ نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ظاہری بھی گیارہ ہجری بارہ ربیع الاول شریف پیر کے دن وقتِ چاشت اور نصف النہار کے درمیان ہوا۔" (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ولادۃ رسول اللہ ﷺ، ج ۱، ص ۱۶۱۔ المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس، الحدیث ۲۵۰۶، ج ۱، ص ۵۹۴)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں: "جب حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی:

﴿۱﴾ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۚ (ب: النصر: ۱) ترجمہ کنز الایمان: جب اللہ کی مدد اور فتح آئے۔

تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مجھے میرے انتقال کی خبر دی گئی ہے۔" (سنن الدارمی، المقدمة، باب فی وفاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث ۷۹، ج ۱، ص ۵۱) پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر اس حال میں تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بخار تھا۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "اس میں کفار کا رد ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا انتظار کیا کرتے تھے۔ انہیں فرمایا گیا کہ "خود مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے۔ کفار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہیں اور انبیاء کی موت ایک آن کے لئے ہوتی ہے پھر انہیں حیاتِ عطا فرمائی جاتی ہے۔ اس پر بہت سی شرعی برہانیں (دلائل) قائم ہیں۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم:

حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جب میں صبح بیدار ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ انور کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: ”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اے سرچشمہ نبوت و رسالت کے اہل بیت! الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ.“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ارشاد فرمایا: ”اے فاطمہ! بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہو کہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سلام کہو اور کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھا کریں۔“ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”میں روتا ہوا واپس پلٹا۔ میں مدینے کی گلیوں میں گھومتا جاتا اور کہتا جاتا تھا، ”وَاسَيِّدَاةُ! وَانْبِيَاةُ! عِنِّي آه! امیرے سردار، آہ! امیرے جلیل القدر نبی۔“ کاش! بلال کو اس کی ماں نہ جلتی۔“ فرماتے ہیں: ”پھر میں مسجد میں آیا تو وہ لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ میں نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام و پیغام پہنچایا۔ پھر میں نے ”الصَّلَاةُ، رَجَمَكُمْ اللَّهُ“ کی صدا لگا کر نماز کے لئے اقامت کہی۔ جب میں نے ”اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہا تو مسلمانوں نے (جواب میں) ”كَبَّرْنَاهُ تَكْبِيرًا وَعَظَمْنَاهُ تَعْظِيمًا“ کہا۔ میں نے ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہا تو انہوں نے ”شَهِدْنَا بِهَا مَعَ كُلِّ شَاهِدٍ“ کہا۔ جب میں نے ”أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ کہا تو مجھ پر گریہ طاری ہو گیا، میں بھی رونے لگا اور لوگ بھی رونے لگے (اقامت کے بعد) حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور لوگوں کو امامت کرائی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”بِسْمِ اللَّهِ“ شریف پڑھ کر سورہ فاتحہ کی تلاوت شروع کی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر اس جگہ پر پڑی جہاں سرکارِ عالی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے قدمین شریفین رکھتے تھے تو رونے سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھی بندھ گئی، اور لوگ بھی رونے لگے۔ جب حضور نبی پاک، صاحبِ کواکب، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو رونا دھونا سنا تو حضرت سیدنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا: ”یہ مسجد میں آہ و بکا اور رونے کی آواز کیسی ہے؟“ انہوں نے عرض کی: ”لوگوں نے آپ کو نماز میں نہ پایا (اس لئے رورہے ہیں)۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اقدس اٹھایا اور یہ دعا کی: ”يَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ! بخار پر مامور فرشتے کو حکم دے کہ تیرے نبی پر تخفیف کرے تاکہ میں باہر جا کر لوگوں کو نماز پڑھالوں اور دنیا چھوڑنے سے پہلے اپنے صحابہ کو الوداع کہہ لوں۔“

مرض میں کمی:

راوی فرماتے ہیں: ”آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بدن میں بخار کی کمی پائی تو وضو فرمایا اور پھر حضرت سیدنا فضل بن عباس، حضرت سیدنا اسماء بن زید اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سہارا لئے گھر سے باہر تشریف لائے۔ جب مسلمانوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انوارِ مسجد میں داخل ہوتے دیکھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد محسوس

کی تو وہ صف در صف جدا ہوتے جاتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صفوں کے درمیان سے گزرتے جاتے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم محراب اقدس کے پاس پہنچ گئے اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔

پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری خطبہ:

جب حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو منبر اقدس پر جلوہ افروز ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور الوداع کہنے والے کی طرح چہرہ اقدس لوگوں کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا: ”اے لوگو! کیا میں نے تم تک رسالت نہ پہنچادی اور نصیحت و امانت ادا نہ کردی؟“ لوگوں نے عرض کی: ”کیوں نہیں، یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! بے شک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رسالت پہنچادی اور امانت ادا کر دی اور امت کی خیر خواہی کی اور اللہ عزوجل کی عبادت کی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا آخری وقت آ گیا۔ اللہ عزوجل ہماری طرف سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر نبی علیہ السلام کی جزا سے افضل جزا دے جو اس نے ہر نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا کی۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف سے نیچے اترے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو الوداع کہا، ان سے مصافحہ فرمایا، صحابہ کرام علیہم الرضوان رو رہے تھے۔“

ملک الموت علیہ السلام کا اجازت طلب کرنا:

پھر سرکارِ عالی وقار، شافعِ روزِ شمار، محبوبِ غفار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور مرض میں مبتلا رہے یہاں تک کہ ملک الموت علیہ السلام ایک اعرابی کے روپ میں حاضر خدمت ہوئے اور حجرہ اقدس کے دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کی: ”السَّلَامُ عَلَیْكُمْ، اے سرچشمہ نبوت و رسالت کے اہل بیت! کیا مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی اجازت ہے؟“ حضرت سیدنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواباً فرمایا: ”اے اعرابی! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ میں مشغول ہیں۔“ اس نے پھر عرض کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دروازے سے جھانکا اور ملک الموت علیہ السلام کو دیکھ کر حضرت سیدنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: ”جانتی ہو، تمہارا مخاطب کون ہے؟“ عرض کی: ”اے ابا جان! کوئی اعرابی ہے۔“ ارشاد فرمایا: ”یہ ملک الموت ہے، یہ لذات کو توڑنے (یعنی ٹھکت دینے) والا ہے، اسے آنے دو۔“ پس وہ حاضر خدمت ہوئے اور سلام کیا پھر عرض کی: ”یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! اللہ عزوجل نے مجھے یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت کے بغیر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض نہ کروں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حکم ہے؟“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ٹھہر جاؤ حتیٰ کہ

حضرت جبرائیل (علیہ السلام) میرے پاس آئیں، یہ ان کے آنے کا وقت ہے۔“

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”ہم نے ایسی بات کا سامنا کیا جس کے متعلق ہمارے پاس کوئی رائے نہ تھی۔ گویا ہم پر کوئی مصیبت آن پڑی ہو، اس بات کی بڑائی اور ہیبت کی وجہ سے گھر والوں میں سے کوئی بھی بول نہ سکتا تھا۔ حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: اللہ عزوجل آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو سلام فرماتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مزاج پُرسی فرماتا ہے حالانکہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالت خوب جانتا ہے لیکن وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مزید کرامت و شرف عطا کرنا چاہتا ہے۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے جبرائیل امین علیہ السلام! ملک الموت علیہ السلام نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے اور پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوری بات بتائی۔“

حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی: ”یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رب عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مشتاق ہے، کیا اس نے نہیں بتایا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے، خدا عزوجل کی قسم! ملک الموت علیہ السلام نے آج تک کسی سے اجازت طلب نہیں کی، لیکن اللہ عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شرف و مرتبہ کو پورا کرنے والا ہے۔“ پھر حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ملک الموت کے آنے تک آپ یہاں سے نہ جائیں۔“ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کو اجازت دی اور ارشاد فرمایا: ”اے فاطمہ! میرے قریب ہو جاؤ۔“ وہ حاضر خدمت ہوئیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جھک گئیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کان میں سرگوشی فرمائی، انہوں نے اپنا مبارک سر اٹھایا تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ان میں بات کرنے کی سکت نہ تھی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا: ”اپنا سر میرے قریب کرو۔“ تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جھک گئیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ سرگوشی فرمائی، خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سر اٹھایا تو وہ مسکرا رہی تھیں لیکن کلام کرنے کی طاقت نہ تھی۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”ہمیں ان کی حالت سے بہت تعجب ہوا۔ اس کے بعد جب ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ”مجھے رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ آج میں انتقال کر جاؤں گا۔ تو میں رونے لگی پھر فرمایا: ”میں نے دعا کی ہے کہ اللہ عزوجل میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تجھے مجھ سے ملائے اور میرے ساتھ رکھے۔“ چنانچہ، اس بات نے مجھے خوش کر دیا۔“ پھر ملک الموت علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے، سلام کیا اور اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے کے بعد عرض گزار ہوئے: ”یا رسول اللہ (عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! اب مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا حکم فرماتے ہیں؟“ ارشاد ہوا: ”مجھے میرے رب کریم عزوجل سے ملا دو۔“ انہوں نے عرض کی: ”جی ہاں، آج ہی ملا دوں گا، آپ کی ساعت (یعنی انتقال کی گھڑی) آپ کے سامنے ہے۔“ پھر وہ باہر نکل گئے اور حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام بھی یہ

عرض کرتے ہوئے چل دیئے: ”یا رسول اللہ (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)! آج میں آخری بار زمین پر اتر اہوں، وحی لپیٹ دی گئی اور دنیا سمیٹ دی گئی، مجھے دنیا میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی سے کوئی کام نہ تھا اور مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہی مقصود تھی۔“

سرکارِ عالی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ خوشبودار:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”اس ذات کی قسم جس نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! گھر میں کسی کو بولنے کی تاب نہ تھی اور اس کلام کی عظمت کے پیش نظر کوئی مردوں کو بھی نہ بلا سکتا تھا۔ ہم سب سہمے ہوئے اور خوف زدہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”پھر میں اٹھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سر انور اپنی چھاتی کے ساتھ لگایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک کو تھام لیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہو گئی یہاں تک کہ غالب آ گئی۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی سے اس قدر پسینہ ٹپکتا تھا کہ میں نے کبھی کسی انسان سے اس قدر نہیں دیکھا۔ میں وہ پسینہ پونچھتی جاتی تھی اور اس سے زیادہ خوشبودار چیز میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو افاقتہ ہوا تو میں نے عرض کی: ”میرے ماں باپ، جان و مال اور اہل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر اس قدر پسینہ کیوں ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”اے عائشہ! مؤمن کی جان پسینے کے ذریعے نکلتی ہے اور کافر کی جان گدھے کی طرح اس کی باجھوں سے نکلتی ہے۔“ اس وقت ہم ڈر گئے اور اپنے گھر کسی کو بھیجا۔ سب سے پہلے میرے بھائی تشریف لائے لیکن وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات نہ کر سکے۔ انہیں میرے والد ماجد (حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے میرے پاس بھیجا تھا اور کسی شخص کے آنے سے پہلے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی اور اللہ عزوجل نے سب کو روک رکھا تھا کیونکہ اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ حضرات جبرائیل و میکائیل و اسرائیل علیہم السلام کے سپرد کر رکھا تھا۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ارشاد فرمایا: ”الرَّفِيقُ الْأَعْلَىٰ یعنی رفیقِ اعلیٰ عزوجل کے پاس جاتا ہے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت و مابعدہ، الباب الرابع فی وفاة رسول اللہ ﷺ... الخ، ج ۵، ص ۲۲۰/۲۲۱)

عظمتِ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”میرے پاس میرے بھائی حضرت سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ میرے سر تاج، صاحبِ معراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف دیکھنے

لگے۔ میں نے جان لیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسواک پسند فرما رہے ہیں۔ عرض کی: ”کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ان سے لوں؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا: ”ہاں۔“ میں نے مسواک لی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کر دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنے منہ میں داخل کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سخت لگی۔ میں نے عرض کی: کیا میں اسے نرم کر دوں؟“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سر کے اشارہ سے فرمایا: ”ہاں۔“ میں نے مسواک چبا کر نرم کی اور دستِ اقدس میں دے دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا، اس میں اپنا دستِ اقدس داخل کیا اور فرمایا: ”اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک موت کی سختیاں بہت ہے۔“ پھر اپنا دستِ اقدس بلند کر کے ارشاد فرمایا: ”اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى، اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى، اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى یعنی اے اللہ عزوجل! تو ہی اعلیٰ رفیق ہے، اے اللہ عزوجل! تو ہی اعلیٰ رفیق ہے، اے اللہ عزوجل! تو ہی اعلیٰ رفیق ہے، اے اللہ عزوجل! تو ہی اعلیٰ رفیق ہے۔“ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔“

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، الحدیث ۴۴۹، ص ۳۶۵)

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے گھر، میری باری کے دن، میری گردن اور سینے کے درمیان وصال فرمایا اور اللہ عزوجل نے موت کے وقت میرا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا لعابِ اقدس ملا دیا۔“ (المرجع السابق، الحدیث ۴۴۵۱)

حضور نبی اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے حاضر ہوئے۔ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس پر یمنی چادر تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چہرہ اقدس سے چادر ہٹائی اور بوسہ لیا اور روتے ہوئے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پاکیزہ زندگی گزاری اور پاکیزہ وصال فرمایا۔ جو موت اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لکھ دی تھی وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پالی۔ اسلام کے لئے خیر خواہی پر اللہ عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی طرف نکلے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کی خبر دی۔“

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت..... الخ، الحدیث ۱۲۴۱، ص ۹۷۔ بتغییر قلیل)

اُمّتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر خصوصی کرم:

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بوقتِ وصال حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام سے استفسار فرمایا: ”میرے بعد میری امت کے لئے کون ہوگا؟“ تو اللہ عزوجل نے

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو خوشخبری سنادے کہ ”میں اسے اس کی امت کے سلسلے میں رسوا نہیں کروں گا اور اسے یہ بشارت بھی دے دے کہ جب لوگوں کو قبروں سے باہر نکالا جائے گا تو سب سے پہلے میرا حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) باہر تشریف لائے گا۔ جب لوگ جمع ہوں گے تو میرا محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہی ان کا سردار ہوگا اور جب تک اس کی امت جنت میں داخل نہ ہو جائے تمام امتوں پر وہ حرام رہے گی۔“ (یہ سن کر) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور میرا دل خوش ہوا۔“

احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعده، الباب الرابع فی وفاة رسول اللہ ﷺ..... الخ، ج ۵، ص ۲۱۷

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے ابوبکر! سوال کرو۔“ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ”یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! کیا موت کا وقت قریب آگیا؟“ ارشاد فرمایا: ”موت کا وقت قریب آگیا اور بہت قریب آگیا۔“ عرض کی: ”یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبارک ہو جو اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ کاش! میں جانتا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل کی طرف، پھر سدرۃ المنتہیٰ کی طرف، پھر جنت المأویٰ، عرش اعلیٰ اور رفیق اعلیٰ کی طرف، پھر خوشگوار زندگی سے ملنے والے حصے کی طرف۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غسل کون دے گا؟“ ارشاد فرمایا: ”میرے گھر کے مردوں میں سے سب سے قریب تر۔“ عرض کی: ”آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کن کپڑوں میں کفن دیں؟“ فرمایا: ”میرے انہی کپڑوں میں اور یمنی چادر اور مصری سفید کپڑوں میں۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نماز کا طریقہ کیا ہوگا؟“ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لگے اور ہم بھی رو دیئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بس کرو، اللہ عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ جب تم مجھے غسل و کفن دے چکو تو مجھے میرے اسی حجرہ میں چار پائی پر رکھ دینا اور چار پائی قبر کے کنارے رکھ کر کچھ دیر کے لئے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے مجھ پر میرا رب عزوجل درود (یعنی رحمت) بھیجے گا۔ خود ارشاد فرماتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ تَرْتَلُو كِتَابَ رَبِّكَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے

فرشتے۔ (۱)

(ب ۲۲، الاحزاب: ۴۳)

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”شان نزول: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت ان اللہ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ نازل ہوئی تو..... بقیہ اگلے صفحہ پر

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

پھر اللہ عزوجل فرشتوں کو مجھ پر دعائے رحمت کی اجازت دے گا۔ تمام مخلوق میں سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھ پر نماز پڑھیں گے (یعنی دعائے رحمت کریں گے)، پھر حضرت میکائیل علیہ السلام پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام پڑھیں گے۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام ملائکہ کے بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ آئیں گے۔ پھر تم مجھ پر گروہ درگروہ آنا اور خوب سلام پیش کرنا اور چیخ و پکار اور رونے دھونے سے مجھے اذیت نہ پہنچانا۔ اور تم میں سے جو امام ہو وہ ابتداء کرے پھر میرے اہل بیت کے قرابت دار پھر خواتین کا گروہ اور پھر بچوں کا گروہ۔“ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قبر اقدس میں کون اتارے گا؟“ ارشاد فرمایا: ”میرے اہل بیت کے قریبی لوگ اور ان کے ساتھ بے شمار ملائکہ ہوں گے، تم ان کو نہ دیکھ سکو گے مگر وہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے۔ اٹھو اور میری طرف سے بعد والوں کو سلام پہنچادو۔“ (المرجع السابق، ص ۲۱۹)

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حزن و ملال:

جب حضور پر نور، شافعِ یومِ النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ فرمایا تو لوگ مسجد میں جمع ہو گئے اور غم و الم سے سسکیاں لے لے کر رونے لگے اور دنیا تار یک ہو گئی۔ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکارنے لگے: ”وَ اَبِيَّاهُ! اے میرے جلیل القدر نبی!“ حضرت سیدنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فریاد نکلی: ”وَ اَبْنَاهُ! اے میرے عظیم باپ!“ حضرت سیدنا حسن و حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صدائے گائی: ”وَ اَجْدَاهُ! اے ہمارے جدِ کریم!“ اور ہر مسلمان نے غم و الم میں ڈوب کر کہا: ”وَ اَحْزَانَاهُ! ہائے! ہمارا رنج و الم!“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر ملال پر شدتِ غم سے خلفائے راشدین امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گیا۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اس دنیا میں رہنے کی طمع کیوں کی جاتی ہے؟ حالانکہ نبی بختار، محبوبِ غفار عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کو چھوڑ دیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر جگر جل رہا ہے اور پلکیں آنسوؤں میں ڈوب رہی ہیں، صبر ہاتھوں سے جا رہا ہے اور آنسو بہ رہے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کی چوٹ نے تمام مصائب کو کم کر دیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رخصت نے دوستوں کی زندگی بے کیف کر دی۔ آنسوؤں کے ہار کو منتشر کر دیا۔ پسلیوں کے درمیان غم کی آگ روشن کر دی۔ جسے ہوئے آنسوؤں کو پگھلا دیا اور غم کی بجھی ہوئی آگ کو بجھڑکا دیا۔

بقیہ..... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی فضل و شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

تو اے غمزدہ! کیا حضور سید المرسلین، جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بھی اس دنیا میں ہمیشہ رہنے کی طمع کرتا ہے؟ کیا تیرے لئے ان لوگوں میں عبرت نہیں جنہیں گذشتہ سالوں میں مہینوں اور زمانوں نے ختم کر دیا؟ کیا تیرے لئے ان لوگوں میں کوئی غور و فکر نہیں جنہیں تجھ سے پہلے موت نے پچھاڑ دیا۔ ان میں سے کوئی بوڑھا تھا تو کوئی ادھیڑ عمر، کوئی نوجوان تھا تو کوئی بچہ جبکہ کوئی تو پیدا ہوتے ہی راہِ آخرت پر چل پڑا۔ کیا تو نے ان سے عبرت نہ پکڑی جن کو تو نے قبروں میں دفن کیا جیسے دوست، احباب، بھائی اور ہمسائے وغیرہ۔ تو کب تک محض دنیوی تعلقات کی طرف متوجہ رہے گا؟ گویا تجھے موت کا یقین نہیں۔ کیا موت کے متعلق تجھے مہلت نے دھوکے میں ڈالا یا زمانے (کے حالات) نے تجھ سے دھوکا کیا۔

تجھے اللہ عزوجل کی قسم! میری نصیحت قبول کر اس سے پہلے کہ تیری پیشانی عرق آلود ہو، تجھ پر حالتِ نزع اور غم کی کیفیت طاری ہو اور مسلسل آنسو بہائے جانے لگیں اور تجھے اندھیری قبر میں ڈال دیا جائے جس میں روشنی بالکل ظاہر نہ ہوگی۔ اس میں تو ہرجان اپنی کمائی کے بدلے گروی رکھی ہوئی ہوگی۔ کیا تو نے اللہ عزوجل کی واضح آیاتِ مبارکہ نہ سنیں:

﴿۳﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (ب ۲۱، الا حزاب: ۲۱) ترجمہ کنز الایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (۱)

کیا تجھے اس فرمانِ الہی عزوجل نے نہ ڈرایا؟

ترجمہ کنز الایمان: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔

﴿۴﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (ب ۲۷، الرحمن: ۲۶)

کیا زمانے نے تجھے نصیحت نہ کی اور یہ خدائی فیصلہ نہ سنایا؟

ترجمہ کنز الایمان: ہرجان کو موت چکھنی ہے۔

﴿۵﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط (ب ۴، ال عمران: ۱۸۵)

جب مقامِ محمود پر فائز ہونے والی ہستی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی وصال فرما گئی، جو حوضِ کوثر اور لواءِ الحمد کے مالک ہیں اور جن کے لئے بروزِ قیامت شفاعت کا وعدہ ہے۔ تو تو کیا اور تیری حالت کیسی؟ اے ٹھکرائے اور دھتکارے ہوئے انسان! تیرا سارا نامہ اعمال گناہوں سے سیاہ ہے، تیرے اعمال کو ٹھکرا دیا گیا ہے۔ اے فانی زمانے سے دھوکا کھانے والے اور بے قصوروں پر مظالم ڈھانے والے! خدا عزوجل کی قسم! ظلم بہت برا ہے۔ اے لوگوں کو اپنے ظلم سے ڈرانے والے! کل بروزِ قیامت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سب مظلوم (بدلہ لینے کے لئے) جمع ہوں گے۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دین الہی کی مدد کرو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑو اور مصائب پر صبر کرو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔"

اے میرے اسلامی بھائیو! تمہیں رغبت دلائی گئی لیکن تم راغب نہ ہوئے۔ تمہیں خوف دلایا گیا لیکن تم مرعوب نہ ہوئے۔ موت نے تم سے پہلوں کو ہڑپ کر کے تمہیں بیدار کیا لیکن تم بیدار نہ ہوئے۔ قرآن حکیم نے تمہیں نصیحت کی لیکن تم برائی سے باز نہ آئے نہ نصیحت حاصل کی۔ گویا کوچ کا نقارہ بجانے والا تمہاری محافل میں ندادے رہا ہے: ”اے سونے والو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، تمہارا بلاوا آ گیا ہے۔“ اور پکار رہا ہے:

۔ جنازہ آگے بڑھ کر کہہ رہا ہے اے جہاں والو! میرے پیچھے چلے آؤ تمہارا راہنما میں ہوں

کیا محبوب خدائے زوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے بھی تم نے کوئی عبرت نہ پکڑی؟ کیا تمہیں اس زبردست چوٹ لگنے سے بھی کوئی نصیحت نہ ملی؟ کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے سے بھی تمہیں اپنی بے ہوشی کے نشے سے افاقہ نہ ہوا؟ کیا تمہاری موت کے قریب ہونے نے تمہیں سوچ میں مبتلا نہ کیا؟ کیا تم نے اپنے سے پہلے شرفاء کی موت سے عبرت حاصل نہ کی؟ کیا تمہیں اپنے ماں باپ اور بچوں کو دفن کر کے بھی حسرت طاری نہ ہوئی؟ تم کیسے لذات سے لطف اندوز ہوتے ہو حالانکہ ہمارے صاحبِ معجزات آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”إِنَّ لِلْمَوْتِ لَسُكْرَاتٍ لِعِنَى مَوْتِ كِي سَخْتِيَاں بہت ہیں۔“ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، الحدیث ۴۴۹، ص ۳۶۵)

کیا تمہاری عیش و عشرت دالی زندگی کی مٹھاس کڑوی نہ ہوئی؟ جب فوت ہونے والے نے موت کے وقت کہا: ”وَ اٰكْرِبَاةً اِهَابَةً! موت کی سختی۔“ کیا تمہیں حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درد نے نہ زلایا؟ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والدِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر کہا: ”وَ اٰكْرِبِي بِكْرُبِكَ، يَا اَبْتَاةُ! یعنی اے میرے ابا جان! آپ کی تکلیف سے مجھے کتنا غم ہوا۔“ کہاں ہیں عقل والے؟ کہاں ہیں وہ جو اہم کاموں میں مشغول رہتے تھے؟ کہاں ہیں جو اس فانی گھر میں ہمیشہ رہنے کے دھوکے میں مبتلا تھے؟ جبکہ محبوبِ خدا، احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اس دنیا سے وصال فرما گئے۔

۔ انبیا کو بھی اجل آتی ہے مگر ایسی کہ فقط آتی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا جسم پرنور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازدواج کو جائز ہے نکاح اس کا ترک بے جو فانی ہے
یہ ہیں سخی ابدی ان کو رضا صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

انوکھے واقعات

بیان 47:

حمد باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں میں سے جسے چاہا اپنی عبادت کے لئے پسند فرمایا۔ اور اپنے پسندیدہ بندے کو اپنی بارگاہ اقدس کی طرف مائل فرمایا تو بندے نے بھی اس کی طرف مائل ہونے اور اطاعت کرنے میں جلدی کی۔ اور اُس نے اپنے چاہنے والے بندے کی ٹھہری ہوئی ہمتوں کو حرکت دی تو یہ اس کے حصولِ مراد کا سبب بن گیا اور اُس نے بندے سے ان رکاوٹوں کو دور کر دیا۔ اُسے دوری کے بعد قرب بخشا۔ رات کے آخری حصوں میں اسے ہم نشینی کا شرف عطا فرمایا۔ اسے اسرار و رموز پر مطلع کیا۔ اور بندہ محض اپنی خواہش و کوشش سے اس مقام تک نہیں پہنچا۔ اور اسی نے اسے اس بات کی توفیق دی جو اُس تک پہنچاتی ہے۔ اور اسے اپنی ہدایت کے راستہ پر گامزن کیا۔ اور جب اسے اپنے عہد اور محبت کی حفاظت کرنے والا پایا تو اس کے دل کو اپنی محبت و چاہت سے بھر دیا اور اس پر اپنے فضل و انعام کے ذریعے تجلّی فرمائی۔ جبکہ دوسری طرف غافل بندہ نیند اور آرام کی لذتوں میں منہمک ہے۔ حالانکہ وہ تو فرما رہا ہے کہ ”اے میرے بندے! سن! میں ہی تجھ پر تجلّی فرمانے والا اور نگاہِ کرم کرنے والا ہوں۔“ اور جسے یہ رُتبل گیا بلاشبہ وہ اپنا مقصود و سعادت مندی پانے میں کامیاب ہو گیا۔

اگر غافل بندہ جان لیتا کہ اس نے کیا کھویا تو وہ اکثر نوحہ کناں رہتا۔ اگر وہ محبوب کے اپنے دوستوں سے خطاب کو سن لیتا تو کبھی بھی وہ حسرت و یاس اس کے دل سے نہ نکلتی۔ اگر وہ جلوہ محبوب کا مشاہدہ کر لیتا تو جہان سے الگ ہو کر رہ جاتا۔ سبقت لے جانے والے سبقت لے گئے اور کام تو پورا ہو چکا۔ اور اس کا فرمانِ ذیشان ہے: ”وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاءُ ط (ب ۱، البقرة: ۱۰۵) ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے۔“

حضرت سپدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ”جو قوم اللہ عزوجل کے گھروں میں سے کسی گھر میں کتاب اللہ کی تلاوت اور اس کا باہم درس دینے کے لئے جمع ہوتی ہے تو ان پر سکون نازل ہوتا ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ عزوجل ان کا ذکر فرشتوں میں فرماتا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع..... الخ، الحدیث ۲۶۹۹، ص ۱۱۴۷)

کثرتِ عبادت کرنے والا جنتی:

حضرت سپدنا رافع بن عبد اللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں، مجھے حضرت سپدنا ہشام بن یحییٰ کنانی ثنیس سیرۃ النورانی نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں آپ کو وہ واقعہ نہ بیان کروں جو میری آنکھوں نے دیکھا اور اس وقت میں خود وہاں موجود تھا؟ اللہ عزوجل نے

مجھے اس سے نفع دیا، امید ہے تمہیں بھی اس سے نفع ہوگا۔“ میں نے کہا: ”اے ابوالولید! مجھے بیان کیجئے۔“ تو انہوں نے بیان فرمایا: ”ہم نے سن 88 ہجری میں روم کی سرزمین پر جہاد کیا۔ ہمارے ساتھ سعید بن حرث نامی ایک نیک شخص تھا، وہ کثرت سے عبادتِ الہی عزوجل کرتا، دن کو روزہ رکھتا، رات کو عبادت کرتا۔ جب ہم چلتے تو وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا۔ جب ٹھہرتے تو اللہ عزوجل کا ذکر کرتا۔ پھر ایک رات ایسی آئی کہ ہم سخت خوف میں مبتلا ہو گئے۔ میں اور ایسا پہرہ داری کے لئے نکلے، ہم ایک ایسے قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے تھے جس کا معاملہ ہم پر سخت دشوار ہو چکا تھا۔ میں نے حضرت سپدنا سعید بن حرث علیہ رحمۃ الہی کو اس رات بھی عبادت میں مشغول پایا اور مصائب پر اس کے صبر کرنے سے مجھے بہت تعجب ہوا۔ جب صبح طلوع ہوئی تو میں نے کہا: ”اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ پر نفس کا بھی کچھ حق ہے، آپ آرام کیوں نہیں فرماتے؟“ تو وہ رو دیئے اور فرمایا: ”اے میرے بھائی! یہ سانس شمار کی جا چکی ہیں، عمر گھٹ رہی ہے، دن پورے ہو چکے ہیں، میرے پیچھے موت ہے اور مجھے اپنی روح نکلنے کا انتظار ہے۔“

راوی فرماتے ہیں: ”اس بات نے مجھے زلادیا۔ میں نے ان سے کہا: ”میں آپ کو اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں کہ آپ خیمے میں داخل ہو کر آرام فرمائیں۔“ جب میں خیمے میں داخل ہوا تو وہ سو چکے تھے۔ میں خیمے کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اندر سے باتوں کی آواز سنائی دی تو میں نے دل میں کہا: ”خیمے میں ان کے سوا اور تو کوئی نہیں۔“ بہر حال میں کچھ آگے بڑھا تو دیکھا کہ وہ نیند میں مسکر رہے ہیں اور کسی سے باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے ان کی ایک بات یاد کر لی اور وہ یہ کہہ رہے تھے: ”میں لوٹنا نہیں چاہتا۔“ پھر انہوں نے اپنا دایاں ہاتھ بلند کیا گویا کچھ ڈھونڈ رہے ہوں۔ پھر ہنستے ہوئے آہستگی سے نیچے کر لیا۔ اور ہانپتے ہوئے بیدار ہو گئے۔ میں نے ان کو سینے سے لگا لیا تو انہوں نے دائیں بائیں مڑ کر دیکھا پھر کچھ سکون و اطمینان حاصل ہوا اور حواس بحال ہوئے تو کلمہ طیبہ پڑھنے اور تکبیر کہنے لگے۔ میں نے عرض کی: ”کیا معاملہ ہے؟“ فرمایا: ”خیر ہے۔“ میں نے پوچھا: ”مجھے بتائیے کیونکہ میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں واپس لوٹنا چاہتا۔“ پھر میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور کچھ دیر بعد آہستہ آہستہ نیچے کر لیا۔ انہوں نے جواب دیا: ”میں نہیں بتاؤں گا۔“

پھر جب میں نے انہیں قسم دی تو فرمایا: ”جب تک میں زندہ رہوں آپ اس بات کو ظاہر نہیں کرو گے۔“ میں نے کہا: ”ہاں، ٹھیک ہے۔“ تو فرمانے لگے: ”میں نے دیکھا گویا قیامت قائم ہو چکی ہے۔ لوگ کہے کہے، اپنے رب عزوجل کے حکم کا انتظار کرتے اپنی قبروں سے نکل رہے ہیں۔ اسی دوران دو آدمی میرے پاس آئے، ان جیسا حسین چہرے والا میں نے نہ دیکھا تھا۔ انہوں نے مجھے سلام کیا، میں نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے مجھ سے کہا: ”اے سعید! آپ کو بشارت ہو۔ آپ کے گناہ معاف کر دیئے گئے، محنت وصول ہوئی، عمل قبول ہوا اور دعا بھی مقبول ہوئی، آپ کو جلد خوشخبری دی جائے گی، آپ ہمارے ساتھ

چلیں تاکہ ہم آپ کو وہ نعمتیں دکھائیں جو اللہ عزوجل نے آپ کے لئے تیار کر رکھی ہیں۔“ حضرت سیدنا سعید بن حرث علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”میں ان کے ساتھ چل دیا، انہوں نے مجھے میدانِ حشر سے غائب کر دیا تو اچانک ایک خوبصورت گھوڑا ہمارے سامنے تھا جو دنیوی گھوڑوں جیسا نہ تھا بلکہ اُچکنے والی بجلی کی مانند یا تیز چلنے والی ہوا کی طرح تھا۔ ہم اس پر سوار ہو کر چل پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک ایسے بلند محل کے پاس جا پہنچے جس کا کنارہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ وہ چاندی سے جڑا ہوا تھا اور اس سے روشنی جھلک رہی تھی۔ جب ہم اس کے دروازے پر پہنچے تو وہ خود بخود کھل گیا۔ ہم اندر داخل ہوئے تو وہاں ایسی اشیاء دیکھیں جن کی نہ کوئی تعریف بیان کر سکتا ہے اور نہ کسی انسانی دل پر اس کا کھٹکا گزرا ہوگا۔ اس میں حوریں تھیں، ستاروں کی گنتی کے برابر خدام اور غلام بھی تھے۔ انہوں نے ہمیں دیکھا تو سریلی آواز میں یہ نغمے لاپنے لگے: ”أَهْلًا وَسَهْلًا مَرْحَبًا، يَه اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كَاوَلِي تَشْرِيف لَّا يَاهُ۔“

ہم چلتے چلتے ایک ایسے اجتماع میں پہنچے جہاں ہیرے جواہرات سے آراستہ سونے کے تخت بچھے ہوئے تھے اور ارد گرد سونے کی کرسیوں کا گھیرا تھا۔ ہر تخت پر ایک ایسی خوبصورت خاتون بیٹھی تھی جس کا وصف کوئی مخلوق نہ بیان کر سکے، اور ان کے بیچ میں ایک ایسی عورت جلوہ فرماتی جو قد و قامت حسن و جمال اور وصفِ کمال میں ان سب سے برتر تھی۔ یہاں پہنچ کر میرے ساتھ والے دونوں مرد یہ کہہ کر غائب ہو گئے کہ ”یہ آپ کا گھر، خاندان اور آرام گاہ ہے۔“

ان کے جانے کے بعد وہ خوبصورت عورتیں ”مرحبا، خوش آمدید“ کہتے ہوئے میری طرف ایسے بڑھیں جیسے کوئی غائب جب اپنے اہل میں واپس آتا ہے تو اس کے گھر والے اس کی طرف لپکتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے مجھے درمیانے تخت پر بیٹھی عورت کے پاس بٹھا دیا اور کہا: ”یہ آپ کی بیوی ہے اور آپ کے لئے اس جیسی اور بھی حوریں ہیں، وہ سب آپ کی منتظر ہیں۔“ ہم نے آپس میں گفتگو کی تو میں نے پوچھا: ”میں کہاں ہوں؟“ اس نے جواب دیا: ”جنت المأویٰ میں۔“ میں نے پوچھا: ”تم کون ہو؟“ جواب دیا: ”میں آپ کی ہمیشہ رہنے والی بیوی ہوں۔“ میں نے پوچھا: ”دوسری کہاں ہیں؟“ اس نے کہا: ”وہ آپ کے دوسرے محلات میں ہیں۔“ میں نے کہا: ”میں آج آپ کے پاس ٹھہروں گا اور کل ان کے پاس جاؤں گا۔“ پھر میں نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو اس نے نرمی سے میرا ہاتھ روک لیا اور کہا: ”آج تو آپ دنیا کی طرف لوٹ جائیں گے اور تین دن بعد آئیں گے۔“ میں نے کہا: ”میں دنیا کی طرف لوٹنا پسند نہیں کرتا۔“ تو اس نے کہا: ”آپ کا دنیا میں لوٹنا ضروری ہے اور تین دن بعد آپ ہمارے ہاں افطار کریں گے۔“ پھر میں اس مبارک اجتماع سے اٹھا اور وہ مجھے رخصت کرنے اٹھی تو میری آنکھ کھل گئی۔“ حضرت سیدنا ہشام رحمۃ اللہ السلام فرماتے ہیں: ”یہ سن کر میں رونے لگا اور ان سے کہا: ”اے سعید! آپ کو مبارک ہو، اللہ عزوجل کا شکر ادا کیجئے، اس نے آپ کے عمل کا ثواب دکھا دیا ہے۔“ انہوں نے دریافت فرمایا: ”کیا جو آپ نے دیکھا وہ

کسی اور نے بھی دیکھا ہے؟“ تو میں نے کہا: ”نہیں۔“ اس پر انہوں نے فرمایا: ”میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ جب تک میری زندگی ہے اس بات کو چھپائیں گے۔“ پھر وہ کھڑے ہوئے، وضو کیا، خوشبو لگائی اور اپنے ہتھیرا اٹھا کر میدان جنگ میں پہنچ گئے۔ وہ روزے سے تھے اور رات تک لڑتے رہے پھر واپس آئے۔ لوگ ان کی لڑائی کے متعلق گفتگو کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: ”ہم نے ایسا لڑنے والا نہیں دیکھا، یہ تو اپنی جان کو دشمنوں کے تیروں اور نیزوں کے آگے ڈال دیتے ہیں، اور ہر بار وہ پسپا ہوئے۔“ تو میں نے دل میں کہا: ”اگر یہ ان کا مرتبہ دیکھ لیتے تو ان جیسا ہی کرتے“ پھر آخر رات تک قیام کی حالت میں رہے اور صبح روزے کی حالت میں کی اور دوسرے دن پہلے دن سے زیادہ لڑے اور پھر رات کو قیام کیا۔ صبح پھر روزے کی حالت میں تھے اور پہلے سے بھی زیادہ قتال کیا۔ حضرت سیدنا ابوالولید علیہ رحمۃ اللہ الوحید فرماتے ہیں: ”میں ان کے ساتھ ہو لیا تاکہ دیکھوں کہ وہ کیا کرتے ہیں تو میں نے دیکھا کہ وہ پورا دن اپنی جان کو ہلاکتوں میں ڈالے رہے لیکن انہیں کوئی نقصان نہ ہوا۔ بالآخر غروب آفتاب کے وقت ایک تیران کے گلے میں آگیا جس کے سبب وہ زمین پر تشریف لے آئے۔ میں انہیں کو دیکھ رہا تھا کہ لوگ چیخ و پکار کرتے ہوئے تیزی کے ساتھ ان کی طرف بڑھے اور انہیں میدان کارزار سے باہر اٹھالائے۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو کہا: ”اے سعید! آپ کو مبارک ہو کہ آج آپ جنت میں روزہ افطار کریں گے، کاش! میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا۔“ راوی فرماتے ہیں: ”انہوں نے اپنے نچلے ہونٹوں کو حرکت دی اور مسکراتے ہوئے کہا: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَّقْنَا وَغَدَّہُ یعنی سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔“ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا۔ حضرت سیدنا ہشام علیہ رحمۃ اللہ السلام کہتے ہیں: ”میں نے باواز بلند کہا: ”اے اللہ عزوجل کے بندو!

﴿۱﴾ لِمِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَمَلُونَ ۝ ترجمہ کنز الایمان: ایسی ہی بات کے لئے کامیوں کو کام کرنا چاہیے۔

(ب ۲۳، الصفّت: ۶۱)

میری بات سنو! میں تمہیں تمہارے اس بھائی کے متعلق بتاؤں۔“ لوگ متوجہ ہوئے تو میں نے انہیں سارا معاملہ بتایا تو وہ رونے لگے پھر انہوں نے تکبیر کہی جس سے پورا لشکر دہل گیا اور یہ بات پھیل گئی۔ امیر لشکر حضرت سیدنا مسلمہ علیہ رحمۃ اللہ کو معلوم ہوا تو وہ خود تشریف لائے اور ہم نے ان کی میت کو رکھا تاکہ نماز جنازہ پڑھیں۔ میں نے امیر لشکر حضرت سیدنا مسلمہ علیہ رحمۃ اللہ سے عرض کی: ”آپ ان کی نماز جنازہ پڑھائیں۔“ انہوں نے فرمایا: ”ان کی نماز جنازہ وہ پڑھائے جو ان کی حالت کے متعلق جانتا ہو۔“ پھر ہم نے ان کی نماز جنازہ ادا کی اور ان کو اسی جگہ دفن کر دیا۔ لوگ رات کو یہی گفتگو کرتے ہوئے سو گئے۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے اس واقعہ کا دوبارہ ذکر کیا تو لوگ یکبارگی چلا اٹھے اور دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ چنانچہ، اللہ عزوجل نے ان کی برکت سے اسی دن قلعے پر فتح عطا فرمائی۔ (اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ راہبوں کے کام آگیا:

حضرت سیدنا ابو یعقوب طبری علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ”ایک دفعہ میں ملک شام کے ارادے سے سفر پر نکلا تو ایک بے آب و گیاہ میدان میں چند روز اس طرح گزرے کہ میں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ اسی حالت میں، میں نے دوراہب اس طرح چلتے دیکھے گویا وہ اپنے گھروں سے نکل کر کسی قریبی گرجا گھر کی طرف جا رہے ہوں۔ میں ان کی طرف گیا اور ان سے پوچھا: ”آپ کہاں جا رہے ہیں؟“ انہوں نے کہا: ”ہم نہیں جانتے۔“ میں نے پوچھا: ”کہاں سے آرہے ہیں؟“ جواب دیا: ”ہم نہیں جانتے۔“ میں نے پوچھا: ”کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کہاں ہیں؟“ جواب ملا: ”ہم اللہ عزوجل کے ملک میں ہیں اور اس کے حضور حاضر ہیں۔“ میں نے اپنے دل میں کہا: ”یہ دونوں راہب تجھ سے زیادہ حقیقی متوکل معلوم ہوتے ہیں۔“ میں نے ان سے کہا: ”کیا آپ مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دیتے ہیں؟“ کہنے لگے: ”آپ کی مرضی۔“ پھر ہم چلنے لگے۔ جب شام ہوئی تو وہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور میں نے بھی تیمم کیا اور نماز مغرب ادا کی۔ وہ مجھے تیمم کر کے نماز پڑھتے دیکھ کر متعجب ہوئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک نے زمین کو گریدتا تو اس سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، اور اس کے پہلو میں کھانا رکھا ہوا تھا۔ مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا۔ پھر انہوں نے مجھے کہا: ”قریب آئیں اور کھائیں پیئیں۔“ ہم نے کھایا اور پانی بھی پیا۔ میں نے پانی سے وضو کیا۔ اس کے بعد وہ پانی رُک گیا۔ پھر وہ دونوں نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور میں علیحدہ نماز پڑھنے لگا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ میں نے نماز فجر ادا کی پھر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور رات تک چلتے رہے۔ میں بھی ساتھ ہی تھا۔ جب شام ہوئی تو ان میں سے ایک آگے بڑھا اور اپنے ساتھی کے ساتھ مل کر نماز پڑھی اور پھر دعا کر کے زمین کو گریدتا تو پانی ظاہر ہوا اور کھانا بھی حاضر ہو گیا۔ انہوں نے کہا: ”آؤ، کھانا کھائیں۔“ کھانے پینے سے فارغ ہو کر میں نے نماز کے لئے وضو کیا۔ پھر پانی رُک گیا۔ جب تیسری رات آئی تو انہوں نے مجھ سے کہا: ”اے مسلمان! آج رات تمہاری باری ہے۔“ حضرت سیدنا محمد بن یعقوب طبری علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ”مجھے ان کی بات سے بڑی شرم آئی۔ میں سخت غم اور عجیب معاملے میں پھنس گیا۔ خیر! میں نے دل میں کہا: ”یا اللہ عزوجل! گناہوں کی وجہ تیری بارگاہ میں میرا کوئی مقام و مرتبہ تو نہیں، لیکن میں تجھے تیرے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس مقام و مرتبے کا واسطہ دیتا ہوں جو تیری بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے کہ مجھے ان کے سامنے رسوا نہ کرنا اور انہیں میری اور اپنے نبی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی تکلیف سے خوش نہ کرنا۔“ فرماتے ہیں: ”اچانک ایک چشمہ جاری ہو گیا اور کثیر کھانا بھی حاضر ہو گیا۔ ہم نے کھایا پیا۔ ہماری یہی حالت رہی یہاں تک کہ رات آگئی اور اس بار جب پانی اور کھانا ظاہر ہوا تو مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور میں بے ساختہ رو پڑا۔ وہ بھی رونے لگے اور

روتے روتے ہماری آوازیں بلند ہو گئیں۔ جب مجھے کچھ افاقہ ہوا تو ان دونوں نے پوچھا: ”آپ کیوں رورہے ہیں؟“ میں نے کہا: ”میں بہت گنہگار ہوں، میرا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں خاص مقام و مرتبہ نہیں جو اس کرامت کو پہنچ سکے۔“ انہوں نے پوچھا: ”تو پھر یہ سب کیسے تمہارے لئے ظاہر ہوا؟“ میں نے کہا: ”میں نے اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و وجاہت کا وسیلہ پیش کیا اور عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! اگرچہ میں بہت گنہگار ہوں، اور یہ تیرے نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے دشمن ہیں، مجھے ان کے سامنے دین کے معاملے میں رسوا نہ فرما۔“ تو اس کی بدولت وہ کچھ ظاہر ہوا جو تم دیکھ چکے ہو، اس لئے اس میں میری کوئی کرامت نہیں بلکہ یہ سب میرے نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے۔“

یہ سن کر وہ کہنے لگے: ”اللہ عزوجل کی قسم! ہم بھی ایسے ہی تھے۔ جب ہم نے تمہیں دیکھا تو تمہاری حالت دیکھ کر متاثر ہوئے۔ جب وضو اور کھانے کا وقت ہوا تو ہم نے تمہاری جیسی دعا کی اور کہا: ”یا اللہ عزوجل! اگر اس کا دین حق ہے اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم برحق ہیں تو اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہمارے لئے پانی اور کھانا ظاہر فرما دے۔“ اس دعا سے کھانا حاضر ہو گیا جو تم نے دیکھا۔ یہ سب تمہارے نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ اور برکت ہے۔ اب ہم نے جان لیا کہ یہ دین حق ہے اور نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عظیم ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیے، ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ہم مکہ مکرمہ اذفا اللہ شرفاً و تکرماً کی طرف اکٹھے نکلے اور ایک مدت تک وہاں رہے۔ پھر جب ہم شام کی طرف روانہ ہوئے تو جدا ہو گئے۔ اللہ عزوجل کی قسم! جب بھی مجھے یہ واقعہ یاد آتا ہے دنیا میری نظروں میں حقیر ہو جاتی ہے۔“

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! یہ دونوں راہب تھے، ان کے لئے سوئی کے سرے کے برابر ایمان چمکا تو انہوں نے سیدھا راستہ دیکھ لیا اور سچائی کے راستے پر چل پڑے۔ اور اے مسکین! غور کر! تیری عمر اللہ عزوجل کی نافرمانیوں میں کٹ گئی، تیری زندگی خسارے میں گزر گئی، پھر بھی تو دریائے غفلت میں غوطہ زن ہے؟ قبولیت کے خوشگوار جھونکے چل چکے اور تو ابھی تک نافرمانی کی شراب سے نشے میں چور ہے؟ اور تجھے ہوش ہی نہیں آتا؟ ہماری بارگاہ میں اخلاص و تصدیق لئے جلدی سے حاضر ہو جا۔ بے شک ہم نے تیرے لئے راہ ہدایت کھول دیا اور توفیق کی طرف تیری رہنمائی کی۔

راہب کے 62 سوالات اور ابویزید بسطامی قدس سرہ النورانی کے جوابات:

حضرت سیدنا ابویزید بسطامی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں: ”ایک دن میں کسی سفر میں اپنی خلوت و راحت سے لطف پا رہا تھا۔ غور و فکر میں مشغول اور یادِ الہی عزوجل سے مانوس تھا کہ اچانک میرے دل میں ندا دی گئی: ”اے ابویزید! سمعان کے گرجا

گھر میں جاؤ اور راہبوں کے ساتھ اُن کی عید اور قربانی میں شرکت کرو۔ اس میں ایک خبر اور اہم معاملہ ہے۔“ فرماتے ہیں: میں نے اس خیال سے اللہ عزوجل کی پناہ طلب کی اور کہا، ”میں اس کی پروا نہیں کروں گا۔“ جب رات ہوئی تو خواب میں ہاتھ غیبی کی آواز آئی۔ اس نے وہی بات دہرائی۔ میں ہانپتے کانپتے بیدار ہو کر اٹھ بیٹھا اور ابھی اسی سوچ میں گم تھا کہ دل میں پھر ندا آئی ”تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں، تم ہمارے ولی و نیک بندے ہو، تمہارا نام فرمانبرداروں کے رجسٹر میں درج ہے۔ لیکن ہماری خاطر راہبوں کا سالباس اور زنا رہن لو، تم پر کوئی گناہ نہیں۔“ آپ فرماتے ہیں: ”میں صبح سویرے اٹھا اور حکم کی بجا آوری میں جلدی کی۔ راہبوں کا سالباس پہنا اور سمعان کے گرجا گھر پہنچ گیا۔ جب ان کا بڑا پادری آیا تو تمام راہب اکٹھے ہو گئے اور اس کو سننے کے لئے سب نے کان لگا دیئے لیکن اس کے پاؤں لڑکھڑا گئے اور وہ کوئی بات نہ کر سکا گویا اس کے منہ میں لگام دے دی گئی ہو۔ یہ کیفیت دیکھ کر پادریوں اور راہبوں نے اس سے پوچھا: ”اے سردار! کون سی چیز آپ کو گفتگو سے مانع ہے؟ ہم تو آپ کی باتوں سے ہدایت پاتے اور آپ کے علم کی پیروی کرتے ہیں۔“ اس نے جواب دیا: ”مجھے یہ چیز گفتگو سے مانع ہے کہ آج تمہارے درمیان کوئی محمدی بیٹھا ہے اور وہ تمہارے دین کا امتحان لینے اور تم پر حملہ کرنے آیا ہے۔“ انہوں نے کہا: ”ہمیں دکھا دیں ہم اسے ابھی قتل کر دیتے ہیں۔“ اس نے کہا: ”اسے دلیل و برہان کے ساتھ قتل کرو، میں اس سے امتحان لینا چاہتا ہوں، اس سے علم الاذیان (یعنی دینوں کے علم) کے متعلق سوالات کروں گا، اگر اس نے صاف صاف جوابات دے دیئے تو ہم اسے کچھ نہ کہیں گے اور اگر وضاحت نہ کر سکا تو اسے قتل کر دیں گے۔ امتحان کے وقت ہی آدمی عزت پاتا یا ذلیل ہوتا ہے۔“

سب راہب بولے: ”آپ جو چاہتے ہیں کریں، ہم یہاں مفید باتیں سیکھنے کے لئے ہی حاضر ہوئے ہیں۔“ اب ان کا بڑا سردار کھڑا ہوا اور زور سے آواز دی: ”اے محمدی! تجھے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا واسطہ! جہاں بھی ہے کھڑا ہو جاتا کہ سب تجھے دیکھ لیں۔“ حضرت سیدنا ابو یزید علیہ رحمۃ اللہ الجید اس طرح کھڑے ہوئے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان پر حمد و ثناء اور ذکر الہی عزوجل جاری تھا۔ پادریوں کے سردار نے کہا: ”اے محمدی! میں تجھ سے کچھ سوالات کروں گا اور سن! اگر تو نے ان کے جوابات وضاحت کے ساتھ دے دیئے تو ہم تیری پیروی کریں گے ورنہ تجھے قتل کر دیں گے۔“

حضرت سیدنا ابو یزید علیہ رحمۃ اللہ الجید نے ارشاد فرمایا: ”و نقلی و عقلی علوم میں سے جو چاہو پوچھو، اللہ عزوجل ہماری گفتگو کو ملاحظہ فرما رہا ہے۔“ بڑے پادری نے پوچھا: ﴿1﴾..... مجھے اُس ایک کے متعلق بتاؤ جس کا دوسرا نہیں ﴿2﴾..... اُن دو متعلق بتاؤ جن کا تیسرا نہیں ﴿3﴾..... ان تین کے متعلق بتاؤ جن کا چوتھا نہیں ﴿4﴾..... ان چار کے متعلق بتاؤ جن کا پانچواں نہیں ﴿5﴾..... ان پانچ کے متعلق بتاؤ جن کا چھٹا نہیں ﴿6﴾..... ان چھ کے متعلق بتاؤ جن کا ساتواں نہیں ﴿7﴾..... ان سات کے متعلق بتاؤ جن کا آٹھواں نہیں ﴿8﴾..... ان آٹھ کے متعلق بتاؤ جن کا نوواں نہیں ﴿9﴾..... ان نو کے متعلق بتاؤ جن کا

- دسواں نہیں ﴿10﴾..... عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ (یعنی مکمل دس دن) سے مراد کون سے دن ہیں؟ ﴿11﴾..... اُن گیارہ کے متعلق بتاؤ جن کا بارہواں نہیں ﴿12﴾..... اُن بارہ کے متعلق بتاؤ جن کا تیرہواں نہیں ﴿13﴾..... ان تیرہ کے متعلق بتاؤ جن کا چودہواں نہیں ﴿14﴾..... ایسی قوم کے متعلق بتاؤ جنہوں نے جھوٹ بولا پھر بھی جنت میں داخل کر دیئے گئے ﴿15﴾..... اس قوم کے متعلق بتاؤ جنہوں نے سچ بولا مگر آگ میں داخل کر دیئے گئے ﴿16﴾..... تمہارے جسم میں تمہارے نام کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ ﴿17﴾..... اَلذَّرِيْبِ ذَرْوًا ﴿18﴾..... اَلْحَمِيْلِ وَقِرًا ﴿19﴾..... اَلْجَرِيْبِ يُسْرًا اور ﴿20﴾..... فَالْمُقْسِمِ اَمْرًا سے کیا مراد ہے؟ (ب: ۲۶، الذریت: ۱ تا ۱۱) ﴿21﴾..... کون سی شے بغیر روح کے سانس لیتی ہے؟ ﴿22﴾..... ان چودہ کے متعلق بتاؤ جنہوں نے ربِّ الْعَالَمِيْنَ حَلَّ خَلْقًا سے کلام کیا؟ ﴿23﴾..... کون سی قبر صاحبِ قبر کو لے کر چلی؟ ﴿24﴾..... وہ کون سا پانی ہے جو آسمان سے اترانہ زمین سے نکلا؟ ﴿25﴾..... ان چار کے نام بتاؤ جو باپ کی پشت سے پیدا ہوئے، نہ ماں کے کطن سے؟ ﴿26﴾..... زمین پر سب سے پہلا خون کس کا بہایا گیا؟ ﴿27﴾..... اس شے کے متعلق بتاؤ جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پیدا کیا اور پھر خود ہی خرید لیا؟ ﴿28﴾..... ایسی شے کے متعلق بتاؤ جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پیدا کیا اور خود ہی ناپسند فرمایا؟ ﴿29﴾..... اس چیز کے متعلق بتاؤ جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پیدا کیا اور عظمت بھی بخشی؟ ﴿30﴾..... اس چیز کے متعلق بتاؤ جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پیدا کیا اور پھر خود ہی اس کے متعلق سوال کیا؟ ﴿31﴾..... سب سے افضل عورتیں کون ہیں؟ ﴿32﴾..... سب سے افضل دریا کون سے ہیں؟ ﴿33﴾..... افضل ترین پہاڑ کون سا ہے؟ ﴿34﴾..... سب سے افضل چوپایہ کون سا ہے؟ ﴿35﴾..... افضل ترین مہینہ کون سا ہے؟ ﴿36﴾..... سب سے افضل رات کون سی ہے؟ ﴿37﴾..... ”الطَّائِمَةُ“ سے کیا مراد ہے؟ ﴿38﴾..... وہ کون سا درخت ہے جس کی بارہ شاخیں ہیں، ہر شاخ پر تیس (30) پتے ہیں اور ہر پتے میں پانچ رنگ ہیں، دو سورج کی روشنی میں اور تین سائے میں؟ ﴿39﴾..... وہ کون سی چیز ہے جس نے بیت الحرام کا حج کیا اور طواف کیا حالانکہ اس میں روح نہیں اور نہ ہی اس پر حج فرض تھا؟ ﴿40﴾..... اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کتنے نبی پیدا فرمائے؟ ﴿41﴾..... ان میں سے کتنے مُرْسَل اور کتنے غیر مُرْسَل ہیں؟ ﴿42﴾..... وہ کون سی چار چیزیں ہیں جن کا رنگ اور ذائقہ مختلف ہے مگر اصل ایک ہے؟ ﴿43﴾..... نَقِيْرٌ کیا ہے؟ ﴿44﴾..... قِطْمِيْرٌ کیا ہے؟ ﴿45﴾..... فَيْسَلٌ کیا ہے؟ ﴿46﴾..... اَلْسَبْدٌ کیا ہے؟ ﴿47﴾..... اَلْبَدٌ کیا ہے؟ ﴿48﴾..... اَلطَّمٌ کیا ہے؟ ﴿49﴾..... اَلرَّمٌ کیا ہے؟ ﴿50﴾..... کتا بھونکنے میں کیا کہتا ہے؟ ﴿51﴾..... گدھا رینکنے میں کیا کہتا ہے؟ ﴿52﴾..... بیل ڈکرانے میں کیا کہتا ہے؟ ﴿53﴾..... گھوڑا ہنہانے میں کیا کہتا ہے؟ ﴿54﴾..... اونٹ بلبلانے میں کیا کہتا ہے؟ ﴿55﴾..... مور اپنی چیخ و پکار میں کیا کہتا ہے؟ ﴿56﴾..... تیر اپنی سیٹی میں کیا کہتا ہے؟ ﴿57﴾..... بلبل اپنے نغموں میں کیا کہتا ہے؟ ﴿58﴾.....

مینڈک اپنی تسبیح میں کیا کہتا ہے؟ ﴿59﴾..... ناقوس (نصاری کا گھنٹہ جسے وہ اپنی عبادت کے وقت بجاتے ہیں) اپنی آواز میں کیا کہتا ہے؟ ﴿60﴾..... ایسی مخلوق کے متعلق بتاؤ جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے الہام فرمایا وہ جنوں میں سے ہے، نہ انسانوں میں سے اور نہ ہی فرشتوں میں سے؟ ﴿61﴾..... جب دن نکلتا ہے تو رات کہاں چلی جاتی ہے اور ﴿62﴾..... جب رات چھا جاتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے؟“

حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی قَدَسَ سِرُّهُ النُّورَانِی نے پوچھا: ”کیا ان کے علاوہ بھی کوئی سوال ہے؟“ تو سب پادریوں نے کہا: ”نہیں۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”اگر میں نے ان کے جوابات صحیح طور پر دے دیئے تو کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آؤ گے؟“ سب نے کہا: ”جی ہاں۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہ الہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو ان کی باتوں پر گواہ ہے۔“ پھر فرمایا: ”اب اپنے سوالات کے جوابات سنتے جاؤ: ﴿1﴾..... وہ ایک جس کا دوسرا نہیں تو وہ اللہ واحد قہار ہے ﴿2﴾..... وہ دو جن کا تیسرا نہیں تو وہ دن اور رات ہیں۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَاتٍ (ب ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۲) ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا۔“ ﴿3﴾..... وہ تین جن کا چوتھا نہیں تو وہ عرش، کرسی اور قلم ہیں ﴿4﴾..... وہ چار جن کا پانچواں نہیں تو وہ آسمانی کتابیں ”تورات، انجیل، زبور اور قرآن پاک“ ہیں ﴿5﴾..... وہ پانچ جن کا چھٹا نہیں تو وہ پانچ نمازیں ہیں جو ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہیں ﴿6﴾..... وہ چھ جن کا ساتواں نہیں تو وہ چھ دن ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کا ذکر قرآن پاک میں فرماتا ہے: ”وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ (ب ۲۶، ق: ۳۸) ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا۔“ ﴿7﴾..... وہ سات جن کا آٹھواں نہیں تو وہ سات آسمان ہیں۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا (ب ۲۹، الملک: ۳) ترجمہ کنز الایمان: سات آسمان ایک کے اوپر دوسرا۔“ ﴿8﴾..... وہ آٹھ جن کا نواں نہیں تو وہ عرش اٹھانے والے آٹھ فرشتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: ”وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَنِيَّةٌ ۝ (ب ۲۹، الحاقہ: ۱۷) ترجمہ کنز الایمان: اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔“ ﴿9﴾..... وہ نو جن کا دسواں نہیں تو وہ نو افراد کی جماعت تھی جو فساد برپا کرنے والے تھے۔ چنانچہ، فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ”وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةٌ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ (ب ۱۹، النمل: ۴۸) ترجمہ کنز الایمان: اور شہر میں نو شخص تھے کہ

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیہ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”حدیث شریف میں ہے کہ حاملین عرش آج کل چار ہیں، روز قیامت ان کی تائید کیلئے چار کا اور اضافہ کیا جائے گا آٹھ ہو جائیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے ملائکہ کی آٹھ صفیں مراد ہیں، جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانے۔“

زمین میں فساد کرتے اور سنوار نہ چاہتے۔“ ﴿10﴾..... عَشْرَةَ كَامِلَةً (یعنی مکمل دس دن) سے مراد وہ دس دن ہیں جن میں حج تمتع کرنے والا بدی کا جانور نہ پانے کی صورت میں روزے رکھتا ہے۔ چنانچہ، رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ط تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ط (ب، البقرہ: ۱۹۶) ترجمہ کنز الایمان: تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے۔ ﴿11﴾..... وہ گیارہ جن کا بار ہواں نہیں تو وہ حضرت سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی ہیں۔ چنانچہ، اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا قول حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ”إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشْرَ كَوْكَبًا (ب، یوسف: ۴) ترجمہ کنز الایمان: میں نے گیارہ تارے دیکھے۔“ ﴿12﴾..... وہ بارہ جن کا تیر ہواں نہیں تو وہ مہینوں کی تعداد ہے۔ چنانچہ، رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ (ب، النبوۃ: ۳۶) ترجمہ کنز الایمان: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے اللہ کی کتاب میں۔“ ﴿13﴾..... وہ تیرہ جن کا چودہ ہواں نہیں تو وہ حضرت سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب ہے۔ جیسا کہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ 0 (ب، یوسف: ۴) ترجمہ کنز الایمان: میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا۔“ ﴿14﴾..... وہ قوم جنہوں نے جھوٹ بولا پھر بھی جنت میں داخل کر دیئے گئے تو وہ حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی ہیں۔ جیسا کہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”قَالُوا يَا بَنَاتَآ إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذَّنْبُ ج (ب، یوسف: ۱۷) ترجمہ کنز الایمان: بولے اے ہمارے باپ! ہم دوڑ کرتے نکل گئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا تو اسے بھیریا کھا گیا۔“ انہوں نے جھوٹ بولا پھر بھی جنت میں داخل کر دیئے گئے۔ ﴿15﴾..... وہ قوم جنہوں نے سچ بولا لیکن جہنم میں داخل کر دیئے گئے تو وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ اور وہ ان کا یہ قول ہے: ”وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَنُصْرِي عَلٰی شَيْءٍ مِّنْهُ وَقَالَتِ النَّصْرِيُّ لَنُصْرِي الْيَهُودَ عَلٰی شَيْءٍ ۗ لَا (ب، البقرہ: ۱۱۳) ترجمہ کنز الایمان: اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب دیکھا کہ آسمان سے گیارہ ستارے اترے اور ان کے ساتھ سورج اور چاند بھی ہیں، ان سب نے آپ کو سجدہ کیا۔ یہ خواب شب بخیر کو دیکھا، یہ رات شب قدر تھی۔ ستاروں کی تعبیر آپ کے گیارہ بھائی ہیں اور سورج آپ کے والد اور چاند آپ کی والدہ یا خالہ۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام راحیل ہے۔ سدی کا قول ہے کہ چونکہ راحیل کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے قر سے آپ کی خالہ مراد ہیں اور سجدہ کرنے سے تو واضح کرنا اور مطلع ہونا مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ حقیقتاً سجدہ مراد ہے کیونکہ اس زمانہ میں سلام کی طرح سجدہ تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر شریف اس وقت بارہ سال کی تھی اور سات اور ترہ کے قول بھی آئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت تھی۔ اس لئے ان کے ساتھ ان کے بھائی حسد کرتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس پر مطلع تھے اس لئے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ خواب دیکھا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا: اے میرے بچے! اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

بولے یہودی کچھ نہیں۔“ (۱) انہوں نے سچ کہا لیکن جہنم میں داخل کر دیئے گئے۔ ﴿16﴾..... تمہارے جسم میں تمہارے نام کا ٹھکانہ کان ہیں (یعنی جب کوئی نام بولا جاتا ہے تو کان ہی سنتے ہے) ﴿17﴾..... ”الذَّيْبَاتِ ذُرُوءًا“ (یعنی بکھیر کر اڑانے والیاں) سے مراد چار ہوائیں ہیں۔ ﴿18﴾ (۲)..... ”الْحَمَلَتِ وَقُرًا“ سے مراد بادل ہیں۔ جیسا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ“ (پ ۲، البقرة: ۱۶۴) ترجمہ کنز الایمان: اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے۔ ﴿19﴾..... ”الْجَرِيَّتِ يُسْرًا“ (یعنی نرم چلنے والیاں) سے مراد دریا میں چلنے والی کشتیاں ہیں ﴿20﴾..... ”فَالْمُقْسِمَاتِ أَمْرًا“ سے مراد ملائکہ ہیں جو لوگوں کا رزق پندرہ شعبان سے دوسرے سال پندرہ شعبان تک تقسیم کرتے ہیں ﴿21﴾..... جن چودہ نے رب العالمین عزوجل سے کلام کیا تو وہ سات آسمان اور سات زمینیں ہیں۔ چنانچہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ الْغَلِيمِينَ غَرْزًا“ (پ ۲، الخم السجدة: ۱۱) ترجمہ کنز الایمان: تو اس (آسمان) سے اور زمین سے فرمایا کہ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا ط قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ 0 (پ ۲، الخم السجدة: ۱۱) ترجمہ کنز الایمان: تو اس (آسمان) سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے، دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ ﴿22﴾..... وہ قبر جو صاحب قبر کو ساتھ لے کر چلی تو وہ حضرت سیدنا یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مچھلی ہے ﴿23﴾..... جو چیز بلا روح ہے مگر سانس لیتی ہے تو وہ صبح ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ“ 0 (پ ۳۰، التکویر: ۱۸) ترجمہ کنز الایمان: اور صبح کی جب دم لے۔ ﴿24﴾..... وہ پانی جو آسمان سے اترتا، نہ زمین سے نکلتا تو وہ گھوڑوں کا پسینہ ہے جس کو شیشے کی بوتل میں بھر کر ملکہ بلقیس نے حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا تھا ﴿25﴾..... وہ چار نفوس جو باپ کی پشت سے پیدا ہوئے، نہ ماں

۱..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیہ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”شان نزول: نجران کے نصاریٰ کا وفد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تو علمائے یہود آئے اور دونوں میں مناظرہ شروع ہو گیا۔ آوازیں بلند ہوئیں، شور مچا۔ یہود نے کہا کہ نصاریٰ کا دین کچھ نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل شریف کا انکار کیا۔ اسی طرح نصاریٰ نے یہود سے کہا کہ تمہارا دین کچھ نہیں اور تورات شریف و حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا۔ اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔“

۲..... ان چار ہواؤں کے نام یہ ہیں: (۱)..... پُودا یعنی مشرق سے مغرب کی طرف چلنے والی ہوا (۲)..... پُچھو یعنی مغرب سے مشرق کی طرف چلنے والی ہوا (۳)..... جنوبی یعنی جنوب سے شمال کی طرف چلنے والی ہوا اور (۴)..... شمالی یعنی شمال سے جنوب کی طرف چلنے والی ہوا۔ نیز حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، ”ہوائیں آٹھ قسم کی ہیں۔ ان میں چار باعث رحمت ہیں: (۱)..... السَّائِبَاتِ: بادلوں کو اٹھانے اور اڑانے والی ہوائیں (۲)..... الْمُبَشِّرَاتِ: بارش کی خبر دینے والی ہوائیں اور (۳)..... الذَّيْبَاتِ: خاک وغیرہ اڑانے والی ہوائیں اور (۴)..... الْمُرْسَلَاتِ: مسلسل چلنے والی ہوائیں۔ اور چار باعث زحمت ہیں: (۱)..... الْعَاصِفَاتِ: تیز ہوائیں آندھیاں (۲)..... الْقَاصِبَاتِ: زوردار گرج والی ہوائیں، یہ دونوں تری میں چلتی ہیں (۳)..... الضَّرَصَاتِ: انتہائی سرد بریلی ہوائیں یا شدید آواز والی ہوائیں اور (۴)..... الْعَقِيمَاتِ: بے بارش ہوا۔ آخری دونوں ہوائیں خشکی میں چلتی ہیں۔“

(الموسوعة لابن ابی الدنيا، کتاب المطر والرعد والبرق والريح، باب فی الريح، الحدیث: ۱۷۴، ج ۸، ص ۴۵۱)

کے لطن سے تو وہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام، حضرت سیدنا حواری رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا مینڈھا اور حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہیں ﴿26﴾..... زمین پر سب سے پہلا خون ہائیل کا بہایا گیا جب قاتیل نے اسے قتل کیا ﴿27﴾..... ایسی چیز جس کو اللہ عزوجل نے پیدا کیا پھر خرید لیا تو وہ مؤمن کی جان ہے۔ جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے: "إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ (ب) ۱۱، التوبة: ۱۱۱) ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔" (۱) ﴿28﴾..... ایسی شے جسے اللہ عزوجل نے پیدا کیا اور ناپسند کیا تو وہ گدھے کی آواز ہے۔ جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے: "إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ (ب) ۲۱، القمان: ۱۹) ترجمہ کنز الایمان: بے شک سب آوازوں میں بُری آواز، آواز گدھے کی۔" (۲) ﴿29﴾..... ایسی چیز جسے اللہ عزوجل نے پیدا کیا اور اسے بڑا کہا تو وہ عورتوں کا مکر ہے۔ چنانچہ، ارشاد فرمایا: "إِنَّ كَيْدَ كُنْزٍ عَظِيمٍ (ب) ۱۲، يوسف: ۲۸) ترجمہ کنز الایمان: بے شک تمہارا چتر (فریب) بڑا ہے۔" ﴿30﴾..... وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا پھر اس کے متعلق سوال کیا تو وہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک فرماتا ہے: "وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ (ب) ۱۶، القصص: ۱۷-۱۸) ترجمہ کنز الایمان: اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ! عرض کی یہ میرا عصا ہے، میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں۔" (۳) ﴿31﴾..... سب سے افضل عورتیں اُمّ البشر حضرت سیدنا

۱..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیہ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "راہ خدا میں جان و مال خرچ کر کے جنت پانے والے ایمان داروں کی ایک تمثیل ہے جس سے کمال لطف و کرم کا اظہار ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے انہیں رخت عطا فرمایا ان کے جان و مال کا عوض قرار دیا اور اپنے آپ کو خریدار فرمایا۔ یہ کمال عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور ہم سے خریدے کس چیز کو جو نہ ہماری بنائی ہوئی نہ ہماری پیدا کی ہوئی۔ جان ہے تو اس کی پیدا کی ہوئی، مال ہے تو اس کا عطا فرمایا ہوا۔ شان نزول: جب انصار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شب عقبہ بیعت کی تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اپنے رب کے لئے اور اپنے لئے کچھ شرط فرمائیے جو آپ چاہیں۔ فرمایا: میں اپنے رب کے لئے تو یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لئے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنے جان و مال کو بچاتے اور محفوظ رکھتے ہو اس کو میرے لئے بھی گوارا نہ کرو۔" انہوں نے عرض کیا کہ "ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ملے گا؟" فرمایا: "بخت۔"

۲..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیہ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "مدعا یہ ہے کہ شور مچانا اور آواز بلند کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے اور اس میں کچھ فضیلت نہیں ہے گدھے کی آواز باوجود بلند ہونے کے مکروہ اور وحشت انگیز ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نرم آواز سے کلام کرنا پسند تھا اور سخت آواز سے بولنے کو ناپسند رکھتے تھے۔"

۳..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیہ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "اس سوال کی حکمت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کو دیکھ لیں اور یہ بات قلب میں خوب راسخ ہو جائے کہ یہ عصا ہے تاکہ جس وقت وہ سانپ کی شکل میں ہو تو آپ کی خاطر مبارک پر کوئی پریشانی نہ ہو یا یہ حکمت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانوس کیا جائے تاکہ بیت مکالمت کا اثر کم ہو۔" (مدارک وغیرہ) اس عصا میں اوپر کی جانب دو شاخیں تھیں اور اس کا نام "قبعہ" تھا۔"

حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیدتنا خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیدتنا مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں ﴿32﴾..... سب سے افضل دریا سیحون، جیحون، دجلہ، فرات اور مصر کا دریائے نیل ہیں ﴿33﴾..... سب سے افضل پہاڑ طور ہے ﴿34﴾..... سب سے افضل چوپایہ گھوڑا ہے ﴿35﴾..... سب سے افضل مہینہ ماہ رمضان المبارک ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (ب، ۲، البقرة: ۱۸۵) ترجمہ کنز الایمان: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔" ﴿36﴾..... سب سے افضل رات شب قدر ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَا خَيْرَ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ 0 (ب، ۳۰، القدر: ۳) ترجمہ کنز الایمان: شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔" ﴿37﴾..... "الطَّامَّةُ" سے مراد قیامت ہے ﴿38﴾..... وہ درخت جس کی بارہ (12) شاخیں ہیں، ہر شاخ میں تیس (30) پتے، ہر پتے میں پانچ رنگ، دوسورج کی روشنی میں اور تین سائے میں، تو وہ درخت سال ہے، بارہ مہینے اس کی بارہ شاخیں ہیں، تیس پتے تیس دن ہیں اور پانچ رنگ پانچ نمازیں ہیں، تین سائے میں یعنی مغرب، عشاء اور فجر، دو روشنی میں یعنی ظہر اور عصر ﴿39﴾..... وہ ایسی چیز جس میں روح نہیں اور نہ ہی اس پر حج واجب تھا پھر بھی اس نے کعبہ مبارکہ کا طواف کیا تو وہ حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی ہے ﴿40﴾..... اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار (1,24,000) انبیاء پیدا فرمائے ﴿41﴾..... ان میں سے تین سو تیرہ (313) رسول ہیں ﴿42﴾..... چار اشیاء جن کا ذائقہ اور رنگ مختلف ہے مگر اصل ایک ہے تو وہ آنکھ، ناک، منہ اور کان ہے۔ آنکھ کا پانی نمکین، منہ کا پانی میٹھا، ناک کا پانی ترش اور کان کا پانی کڑوا ہوتا ہے ﴿43﴾..... نَقِيرٌ ایک جھلی ہے جو گٹھلی کے اوپر ہوتی ہے ﴿44﴾..... قَطْمِيرٌ انڈے کے جھلکے کو کہتے ہیں ﴿45﴾..... فَيْسَلٌ سے مراد گٹھلی کے اندر کا گودا ہے ﴿46﴾..... السَّبْدُ اور ﴿47﴾..... اللَّبْدُ بھیڑ اور بکری کے بالوں کو کہتے ہیں۔ ﴿48﴾..... الطَّمْ اور ﴿49﴾..... الْوَرْمُ ہمارے باپ حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کی جنات قومیں ہیں ﴿50﴾..... گدھا جب شیطان کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے: "اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ (ناجائز) ٹیکس لینے والے پر لعنت فرمائے۔" ﴿51﴾..... کتا اپنے بھونکنے میں کہتا ہے، "وَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ مِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ" یعنی دوزخیوں کے لئے ہلاکت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں ہیں۔" ﴿52﴾..... بیل اپنے ڈرانے میں کہتا ہے: "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ." ﴿53﴾..... گھوڑا اپنے ہنہانے میں کہتا ہے: "پاک ہے میری حفاظت فرمانے والا جب جنگجو لڑتے ہیں اور مردان کار لڑائی میں مصروف ہوتے ہیں۔" ﴿54﴾..... اونٹ اپنے بلبلانے میں کہتا ہے: "حَسْبِيَ اللَّهُ وَكَفَى بِهِ وَكِيلًا" یعنی میرے لئے اللہ عزوجل ہی کافی اور وہی میرا کارساز ہے۔" ﴿55﴾..... مورا اپنی چیخ و پکار میں کہتا ہے: "الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى 0 (ب، ۱۶، طہ: ۵) ترجمہ کنز الایمان: وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔" ﴿56﴾..... تیر اپنی سیٹی میں کہتا ہے، "بِالشُّكْرِ تَدْرُومُ النِّعَمُ"

یعنی اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنے سے نعمتیں ہمیشہ رہتی ہیں۔ ﴿57﴾..... بلبل اپنے نغموں میں یوں گویا ہوتا ہے: ”سُبْحَنَ اللّٰهُ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ“ (ب ۲۱، الروم: ۱۷) ترجمہ کنز الایمان: تو اللہ کی پاکی بولو جب شام کرو اور جب صبح ہو۔“ ﴿58﴾..... مینڈک اپنی تسبیح میں کہتا ہے: ”سُبْحَانَ الْمَعْبُودِ فِي الْبَرَارِي وَالْقِفَارِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْجَبَّارِ“ یعنی پاک ہے جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں عظیم معبود، پاک ہے خدائے جبار۔“ ﴿59﴾..... ناقوس اپنی آواز میں کہتا ہے: ”اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ پاك ہے، وہ حق ہے، اے ابن آدم! اس دنیا کے مشرق و مغرب میں دیکھ! کسی کو ہمیشہ باقی رہنے والا نہ پائے گا۔“ ﴿60﴾..... ایسی مخلوق جسے اللہ عزوجل نے الہام فرمایا، وہ جنوں میں سے ہے نہ انسانوں میں سے اور نہ ہی ملائکہ میں سے تو وہ شہد کی مکھی ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”وَإَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ“ (ب ۱، النحل: ۶۸) ترجمہ کنز الایمان: اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں اور چھتوں میں۔“ ﴿61﴾..... جب دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟ اور ﴿62﴾..... جب رات چھا جاتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے؟ یہ تو اللہ عزوجل کے پوشیدہ علم میں ہے، کسی نبی یا مقرب فرشتے پر بھی ظاہر نہیں۔

مذکورہ تمام جوابات دینے کے بعد حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی قدس سرہ النورانی نے پوچھا: ”کیا تمہارا کوئی سوال باقی ہے؟“ انہوں نے کہا: ”نہیں۔“ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے پادری سے فرمایا: ”بتاؤ“ آسمانوں اور جنت کی چابی کیا ہے؟“ ان کا بڑا پادری خاموش رہا تو سب نے اسے کہا: ”آپ نے اتنے سوال پوچھے اور انہوں نے سب کے جواب دیئے، اب انہوں نے ایک ہی سوال کیا اور آپ جواب دینے سے عاجز آ گئے۔“ پادری نے کہا: ”میں عاجز نہیں آیا لیکن مجھے ڈر ہے کہ میں جواب دوں گا تو تم تسلیم نہیں کرو گے۔“ انہوں نے کہا: ”کیوں نہیں، ہم مانیں گے، کیونکہ آپ ہمارے بزرگ ہیں، آپ جو بھی فرمائیں گے ہم سر تسلیم خم کریں گے۔“ تو بڑے پادری نے کہا: ”آسمانوں اور جنت کی چابی کلمہ طیبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ ہے۔“ جب دیگر پادریوں اور راہبوں نے سنا تو وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے گر جا گھر توڑ کر اسے مسجد میں تبدیل کر دیا اور اپنے اپنے زنا بھی توڑ دیئے۔ حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی قدس سرہ النورانی کو غیب سے آواز آئی: ”اے ابو یزید! تو نے ہمارے لئے ایک زنا باندھا تو ہم نے تیری خاطر پانچ سوزنا توڑ دیئے۔“

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”پاکی بولنے سے یا تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و ثناء مراد ہے اور اس کی احادیث میں بہت فضیلتیں وارد ہیں یا اس سے نماز مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کیا بخگانہ نمازوں کا بیان قرآن پاک میں ہے؟“ فرمایا: ”ہاں۔“ اور یہ آیتیں تلاوت فرمائیں اور فرمایا کہ ان میں پانچوں نمازیں اور ان کے اوقات مذکور ہیں۔“

ایک محفوظ قلعہ اور عمدہ زرہ:

اے میرے اسلامی بھائیو! یہ سب کفر کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں نور ہدایت سے روشن کیا اور مردود ہونے سے محفوظ فرمایا۔ یہ سب مبارک کلمہ طیبہ کی برکت ہے۔ اس پاکیزہ کلمہ کی شان دیکھو! اس کی برکات کتنی عظیم ہیں اور یہ حاجات کو کیسے پورا کرتا ہے۔ لہذا اپنی زبانیں اس مبارک کلمہ سے تر رکھو تا کہ اس کے احسان کی برکت اور کرم کی حلاوت کو پاسکو اور اس کی امان کے حرم میں داخل ہو جاؤ۔ بلاشبہ یہ محفوظ قلعہ اور عمدہ زرہ ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کسی آسمانی کتاب میں ارشاد فرمایا: ”کلمہ طیبہ کی کثرت کرو۔ بے شک یہ میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعے میں داخل ہو وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔“ (حلیۃ الاولیاء، محمد بن علی الباقر، الحدیث ۳۷۸۰، ج ۳، ص ۲۲۳)

ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جس نے خلوص دل سے کلمہ طیبہ پڑھا اور تعظیم کے ساتھ اسے کھینچ کر پڑھا تو اس کے چار ہزار گناہ معاف ہوں گے، اگر اس کے گناہ چار ہزار نہ ہوئے تو اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔“

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ”دن رات میں کل چوبیس (24) گھنٹے ہیں اور کلمہ طیبہ کے حروف بھی چوبیس ہیں تو جو کوئی ایک بار کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو اس کا ہر حرف ایک گھنٹے کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ پس جب بندہ ہر روز ایک مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا، تو جو اس کی کثرت کرتا ہے اور اسی کو اپنا مشغلہ بنا لیتا ہے اس کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا۔“

ٹیٹھے ٹیٹھے اسلامی بھائیو! اگر گنہگار ہو تو کلمہ طیبہ کا وظیفہ پڑھو۔ بے شک یہ گناہوں اور نافرمانیوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور اگر اطاعت گزار ہو تو بھی اس مقدس کلمہ کے ذریعے ایمان کی تجدید کر لو۔ بلاشبہ یہ ایمان کو چھت دیتا اور خدائے حق و متان کی طرف سے امن و امان اور مغفرت کا پروانہ دلاتا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



نکاح علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بیان 48:

حمد باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو عظیم، محمود، کریم، مقصود، قدیم اور موجود ہے۔ جس نے اہل حقیقت کے لئے آسمان توفیق کے کناروں سے سعادت کے ستارے ظاہر فرمائے اور آراستہ وجود کو درجہ شہود کے آئینوں میں چمکایا۔ تو جس نے مطلوب کو سمجھا وہ مقصود کو پہنچا۔ اس نے موسم بہار کو درختوں کے نئے پتوں کے ذریعے مزین کیا کہ وہ خوبصورت و عمدہ پوشاک میں، نرم و نازک ٹہنیوں کے ساتھ جھومتے ہیں۔ اور ان کے پتوں میں خوبصورت آواز والے پرندوں کو درختوں کے منبروں پر ٹھہرایا کہ سحر کے وقت مالک و معبود عزوجل کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اُس نے عقل کو جملہ دلائل میں سے انسانی اعضاء اور آنکھوں پر حاکم بنایا اور عقل نے انہیں اللہ تعالیٰ کی کارگیری کے عجائبات میں غور و فکر کا حکم دیا۔ چنانچہ، انہوں نے انگور اور گندم کے دانوں کے خوشوں کا مشاہدہ کیا تو غور و فکر کے بعد بنانے والے کی قدرت پر حیرت زدہ ہیں کہ کس طرح اُس نے سرکش و منکرین (کو سمجانے) کے لئے مختلف موجودات کو پیدا فرمایا اور قطعی دلائل قائم فرمائے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے سخت و مضبوط چٹانوں سے نہریں جاری فرمائیں، درختوں سے پھولوں کو ظاہر کیا اور لکڑی سے پھلوں کو نکالا۔ اس نے آسمان کو چاند و سورج سے آراستہ کیا۔ بطحائے مکہ کو حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فضیلت بخشی۔ خاتون جنت حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نوازا اور ان کے نانا جان، رحمت عالمیان، سرورِ دیشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ عزت و شرف عطا فرمایا۔ کتنے ہی اس کے مشاق، حسرت و یاس کے پیکر بنے ہوئے ہیں کہ اس کے شوق میں اعلیٰ نسبوں نے جفاکش ٹانگوں کے ذریعے انتھک کوششیں کیں۔ پس انہوں نے ہجر و رکاوٹ کے جنگل کو طے کر لیا پھر جب وہ اس مجلس میں پہنچ جاتے ہیں تو تو انہیں جھومتا ہوا دیکھے گا اور جب کوئی حدی خواں ان کے سامنے حمد اللہی عزوجل کا نغمہ گنگناتا ہے تو ان کے رخساروں پر آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔

انسانی حور:

حضرت سیدتنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رحمت عالمیان، سرور کون و مکان، سید انس و جان، محبوبِ رحمن عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ فضیلت نشان ہے: ”فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے، فاطمہ انسانی حور ہے۔“
(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب فاطمہ، الحدیث ۲۷۶۷، ص ۲۰۶)
(تاریخ بغداد، الرقم ۶۷۷۲، غانم بن حمید بن یونس، ج ۱۲، ص ۲۲۸ ”انسیہ“ بدلہ ”آدمیہ“)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

مروی ہے، ”حضرت سیدتنا خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دن سرکار والا تبار، محبوب رب غفار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جتنی پھل دیکھنے کی خواہش کی تو حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جنت سے دو سیب لے کر حاضر ہو گئے اور عرض کی: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! خدائے رحمن عزوجل جس نے ہر شے کا اندازہ رکھا، فرماتا ہے: ”ایک سیب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کھائیں اور دوسرا خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو کھلائیں پھر حق زوجیت ادا کریں، میں تم دونوں سے فاطمہ الزہراء کو پیدا کروں گا۔“ چنانچہ حضور نبی مختار، محبوب غفار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔“

جب کفار نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ہمیں چاند و نکلڑے کر کے دکھائیں۔ ان دنوں حضرت سیدتنا خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حمل مبارک ٹھہر چکا تھا۔ حضرت سیدتنا خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ”اس کی کتنی رسوائی ہے جس نے ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب سے بہتر رسول اور نبی ہیں۔“ تو حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے بطن اطہر سے ندا دی: ”اے امی جان! آپ غمزدہ نہ ہوں اور نہ ہی ڈریں، بے شک اللہ عزوجل میرے والد محترم کے ساتھ ہے۔“

جب مدت حمل پوری ہوئی اور حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہوئی تو ساری فضا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے کے نور سے منور ہو گئی۔ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب جنت اور اس کی نعمتوں کا اشتیاق ہوتا تو حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بوسہ لے لیتے اور ان کی پاکیزہ خوشبو کو سونگھتے۔ اور جب ان کی پاکیزہ مہک سونگھتے تو فرماتے: ”فاطمہ تو انسانی حور ہے۔“

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح:

جب آسمان رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آفتاب حسن و جمال چکا اور افاق عظمت و جلال پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بدر کمال طلوع ہوا، تو نیک خصلت ذہنوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خیال آیا، مہاجرین و انصار کے معززین نے پیغام نکاح دیا۔ لیکن رضائے الہی عزوجل کے ساتھ مخصوص ذات نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ”میں خدائی فیصلے کا منتظر ہوں۔“

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی پیغام نکاح عرض کیا تو ان سے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہی ارشاد فرمایا: ”یہ معاملہ اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے۔“

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترغیب:

ایک دن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تشریف فرما تھے کہ حضرت سیدنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر خیر چل نکلا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”تمام معززین نے پیغام نکاح عرض کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکار کرتے ہوئے یہی ارشاد فرمایا: ”یہ معاملہ اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے۔“ لیکن حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پیغام نکاح عرض نہیں کیا اور نہ ہی اس کا تذکرہ کیا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے غربت کے سبب ایسا نہیں کیا۔ میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معاملہ شاید اسی لئے روکا ہوا ہے۔“ پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ الکفریم کے پاس چلیں اور ان سے شہزادی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ ذکر کریں، اگر انہوں نے تنگ دستی کی وجہ سے انکار کیا تو ہم ان کی مدد کریں گے۔“ حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اللہ عزوجل آپ کو اس کام کی توفیق عطا فرمائے۔“ (آمین) پھر یہ سب مسجد نبوی شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے نکل کر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ الکفریم کی تلاش میں ان کی مسجد جا پہنچے لیکن انہیں وہاں نہ پایا۔ (پھر جب پتہ چلا کہ) حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کسی انصاری کے باغ میں اجرت پر اونٹوں کے ذریعے پانی نکالنے میں مصروف ہیں تو یہ تینوں صحابی ان کی جانب چل دیئے۔ جب حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کو دیکھا تو پوچھا: ”کیا معاملہ ہے؟“

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”اے علی! (بات یہ ہے کہ) قریش کے معززین نے بنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیغام نکاح دیا لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ ”یہ معاملہ اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے۔“ اور (ہم دیکھتے ہیں کہ) آپ ہر اچھی عادت سے کامل طور پر مٹھف ہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار بھی ہیں تو آپ کے لئے اس میں کیا رکاوٹ ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ اور رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا معاملہ آپ کے لئے روکا ہوا ہے۔“ راوی فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ الکفریم کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور عرض کی: ”اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ نے مجھے ایسے کام پر ابھارا ہے جو رکا ہوا تھا اور مجھے ایسے کام کی طرف متوجہ کیا جس سے میں غافل تھا، اللہ عزوجل کی قسم! مجھے شہزادی سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہا پسند ہیں اور ایسے

رشتے کے لئے میرے جیسا اور کوئی نہیں لیکن غربت نے مجھے اس سے روک رکھا ہے۔“ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”اے علی! ایسا نہ کہو! اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اڑتے غبار کی مانند ہے۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں حاضری:

پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ تحرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اونٹ کھولا اور اپنے گھر چل دیئے۔ گھر جا کر اونٹ باندھا اور جوتے پہن کر حضرت سیدنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف چل دیئے، دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت سیدنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: ”کون؟“ تو سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اٹھو اور دروازہ کھولو۔ یہ وہ ہے جس سے اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم محبت کرتا ہے اور یہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔“ حضرت سیدنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ”میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان! یہ کون ہے؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یہ میرا بھائی ہے اور مجھے ساری مخلوق سے بڑھ کر پیارا ہے۔“ حضرت سیدنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”میں اس تیزی سے اٹھی کہ چادر میں الجھنے لگی تھی۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اللہ عزوجل کی قسم! جب تک انہیں پتہ نہ چلا کہ میں اوٹ میں ہو گئی ہوں، وہ اندر داخل نہ ہوئے۔ پھر حاضر خدمت اقدس ہو کر انہوں نے سلام عرض کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب عنایت کیا پھر فرمایا: ”بیٹھو۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے اور زمین گزیدنے لگے گویا کوئی حاجت عرض کرنے میں حیا کر رہے ہوں۔

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے علی! کوئی کام ہے تو بتاؤ، ہمارے ہاں تمہاری ہر حاجت پوری ہوگی۔“ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ تحرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے چچا اور چچی فاطمہ بنت اسد سے لیا، میں اس وقت ایک نا سمجھ بچہ تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میری راہنمائی فرمائی، مجھے ادب سکھایا، مجھے شائستہ بنایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر ماں باپ سے بڑھ کر شفقت و احسان فرمایا۔ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے مجھے ہدایت بخشی اور اس شرک سے بچایا جس میں میرے والدین مبتلا تھے (ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بعد میں ایمان لے آئیں تھیں)۔ یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی دنیا و آخرت میں میرا وسیلہ اور ذخیرہ ہیں، اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے

میری پشت پناہی اس طرح فرمائے کہ میرا بھی ایک گھر اور بیوی ہو جس میں چین حاصل کروں۔ یہی غرض لئے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں، یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد نکاح میرے ساتھ فرمانا پسند فرمائیں گے؟“

آسمان پر نکاح اور فرشتوں کی بارات:

حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”میں نے دیکھا کہ حضور سید المبلغین، جناب رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور خوشی و مسرت سے کھل اٹھا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے چہرے کو دیکھا اور استفسار فرمایا: ”اے علی! کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جس سے تم فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حق مہر ادا کر سکو؟“ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی: ”اللہ عزوجل کی قسم! یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر میری حالت پوشیدہ نہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں کہ میں ایک زرہ، تلو اور پانی لانے والے ایک اونٹ کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں۔“ تو شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافع رنج و ملال، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ”اپنی تلو سے تو تم اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرو گے لہذا اس کے بغیر گزارہ نہیں اور اونٹ سے اپنے گھر والوں کے لئے پانی بھر کر لاؤ گے اور سفر میں بھی اس پر اپنا سامان لا دو گے، لیکن زرہ کے بدلے میں، میں اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کرتا ہوں اور میں تجھ سے خوش ہوں، اور اے علی! تجھے مبارک ہو کہ اللہ عزوجل نے زمین پر فاطمہ سے تمہارا نکاح کرنے سے پہلے آسمان میں تم دونوں کا نکاح کر دیا ہے اور تیرے آنے سے پہلے آسمانی فرشتہ میرے پاس حاضر ہوا جس کو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس کے کئی چہرے اور ہڈ تھے، اس نے آ کر عرض کی: ”السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مبارک ملن اور پاکیزہ نسل کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشارت ہو۔“

میں نے پوچھا: ”اے فرشتے! کیا کہہ رہے ہو؟“ اس نے جواب دیا: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں سبطائیل ہوں اور عرش کے ایک پائے پر مقرر ہوں، میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گزارش کی کہ وہ مجھ کو اجازت دے کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشارت سناؤں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی میرے پیچھے پیچھے فضل و کرم الہی عزوجل کی خبر لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچنے والے ہیں۔“ سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ابھی اس فرشتے نے اپنی بات بھی پوری نہ کی تھی کہ

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آ کر سلام کیا اور ایک سفید ریشم کا ٹکڑا میرے ہاتھوں پر رکھ دیا جس میں دو سطریں نور کے ساتھ لکھی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا: ”اے میرے دوست جبرائیل (علیہ السلام)! یہ خط کیسا ہے؟“ تو انہوں نے بتایا: ”یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دنیا پر نظرِ رحمت فرمائی اور اپنی رسالت کے لئے مخلوق میں سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا انتخاب فرمایا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ایک حبیب، بھائی، دوست اور وزیر چن کر اس کے ساتھ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح فرمادیا۔“ میں نے پوچھا: ”اے جبریل علیہ السلام! ذرا یہ تو بتاؤ کہ یہ میرا حبیب کون ہے؟“ تو اس نے جواب دیا: ”آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چچا زاد اور دینی بھائی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ عَزَّم اللہُ تَعَالَى وَجْہَہُ الْکَرِیْم ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ساری جنتوں اور حوروں کو آراستہ پیراستہ ہونے، شجر طوبیٰ کو زیورات سے مزین ہونے اور ملائکہ کو چوتھے آسمان میں بیت المعمور کے پاس جمع ہونے کا حکم دیا ہے، اور رضوانِ جنت نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے بیت المعمور کے دروازے پر منبر کرامت رکھ دیا ہے۔ یہ وہی منبر ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے تھے تو انہوں نے اس پر خطبہ دیا تھا۔“

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے اس منبر پر راحیل نامی فرشتے نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے شایانِ شان اس کی حمد و ثناء کی تو آسمانِ فرحت و سرور سے جھوم اٹھا۔“ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مزید عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے وحی فرمائی کہ ”میں نے اپنے محبوب بندے علی کا نکاح اپنی محبوب بندی اور اپنے رسول کی بیٹی فاطمہ سے کر دیا ہے، تم ان کا عقد نکاح کر دو۔“ پس میں نے عقدِ نکاح کر دیا اور اس پر فرشتوں کو گواہ بنایا اور ان کی گواہی اس ریشم کے ٹکڑے میں لکھی ہوئی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہ خط آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حضور پیش کروں اور اس پر سفید کستوری کی مہر لگا کر داروغہ جنت، رضوان کے حوالے کر دوں۔ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ملائکہ کو اس نکاح پر گواہ بنایا تو شجر طوبیٰ کو حکم دیا کہ وہ اپنے زیورات بکھیرے۔ جب اس نے زیورات کی بوچھاڑ کی تو ملائکہ اور حوروں نے سب زیورات چن لئے اور حوریں قیامت تک یہ زیورات ایک دوسرے کو تحفے میں دیتی رہیں گی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ عرض کروں کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم زمین پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت علی المرتضیٰ عَزَّم اللہُ تَعَالَى وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے کر دیں اور مجھے یہ بھی حکم ملا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دو ایسے شہزادوں کی بشارت دوں جو انتہائی ستھرے، عمدہ خصائل و فضائل کے حامل، پاکیزہ فطرت اور دونوں جہاں میں بھلائی والے ہوں گے۔“ مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان، سردارِ دو جہان صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ابھی فرشتہ بلند نہ ہوا تھا کہ تم نے دروازے پر دستک دے دی۔ میں تمہارے متعلق حکمِ الہی عَزَّوَجَلَّ نافذ کر رہا ہوں، تم مسجد میں پہنچ جاؤ، میں بھی آ رہا ہوں۔ میں لوگوں کی موجودگی میں تمہارا نکاح کروں گا اور تمہارے وہ

ایسی دائمی رحمت ہو جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کر دے (آمین)۔“ اس کے بعد فرمایا: ”نکاح اللہ عزوجل کے حکم پر عمل ہے اور اس نے اس کی اجازت دی ہے، رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شہزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مجھ سے کر دیا ہے اور میری اس زرہ کو بطورِ حق مہر مقرر فرمایا ہے، میں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر راضی ہیں، تم لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ لو اور گواہ بن جاؤ۔“ تو سب مسلمانوں نے کہا: ”اللہ عزوجل تمہارے جوڑے میں برکت عطا فرمائے اور تمہیں اتفاق عطا فرمائے۔“ پھر حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے پاس تشریف لائے اور انہیں حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر دُف بجانے کا حکم دیا تو انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دُف بجایا۔“ (۱)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ حکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں: ”میں نے اپنی زرہ لی اور بازار میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار سو درہم میں فروخت کر دی۔ جب میں نے درہموں پر اور انہوں نے زرہ پر قبضہ کر لیا تو مجھ سے فرمانے لگے: ”اے علی! کیا اب میں آپ سے زیادہ زرہ کا اور آپ مجھ سے زیادہ درہم کے حق دار نہیں؟“ میں نے کہا: ”کیوں نہیں۔“ تو کہنے لگے: ”پھر یہ زرہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے۔“ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ حکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ”میں نے زرہ اور درہم لئے اور رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن سلوک کی خبر دی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خیر و برکت کی دعا دی اور پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر مٹھی بھر درہم انہیں دیئے اور فرمایا: ”ان درہم کے عوض فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لئے مناسب اشیاء خرید لاؤ۔“ حضرت سیدنا سلمان فارسی اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خریدی ہوئی اشیاء اٹھانے میں مدد کے لئے ساتھ بھیجا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: مجھے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تریسٹھ (63) درہم عطا فرمائے تھے، میں نے روٹی سے بھرا ہوا موٹے کپڑے کا بستر، چمڑے کا دسترخوان، چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، پانی کے لئے ایک مشکیزہ اور کوزہ اور نرم اون کا ایک پردہ خریدا۔ پھر میں، حضرت سلمان اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما

①..... شادی میں دُف بجانے کے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجددینِ ملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”دُف کہ بلا جلاجل یعنی بغیر جھانجھ کا ہوا اور تال سم (یعنی سُر) کی رعایت سے نہ بجایا جائے اور بجانے والے نہ مرد ہوں نہ ذی عزت عورتیں، بلکہ کنیریں یا ایسی کم حیثیت عورتیں۔ اور وہ غیر محلِ فتنہ میں بجائیں تو نہ صرف جائز بلکہ مستحب و مندوب ہے۔ حدیث میں شرط دُف بجانے کا حکم دیا گیا اور اس کی تمام قیود کو قادی شامی وغیرہ میں ذکر کر دیا گیا۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۶۴۳)

نے تھوڑا تھوڑا کر کے وہ سامان اٹھالیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو رونے لگے اور آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر عرض کی: ”يَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ! ایسے لوگوں کو اپنی برکت سے نواز جن کا شمار ہی تجھ سے ڈرنا ہے۔“

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ عَمْرُو اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَةُ الْكَرِيمِ ارشاد فرماتے ہیں ”آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بقیہ درہم حضرت سیدنا اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے کر دیئے اور ارشاد فرمایا: ”ان درہم کو اپنے پاس رکھو۔“ پھر ایک مہینہ تک شرم و حیا کے باعث میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ جب کبھی راستے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے: ”اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں نے تمہارا نکاح اس کے ساتھ کیا ہے جو تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے۔“

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ عَمْرُو اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَةُ الْكَرِيمِ ارشاد فرماتے ہیں: ”جب مہینہ گزر گیا تو میرے بھائی حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے: ”اے میرے بھائی! آج تک میں اتنا خوش نہیں ہوا جتنا یہ سن کر خوش ہوا کہ تمہاری شادی بنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہو گئی ہے، اب اگر آپ ان کو اپنے گھر بھی لے آئیں تو اس سے ہمارے دل خوش ہوں گے۔“ میں نے جواب دیا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں بھی یہی چاہتا ہوں، لیکن مجھے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شرم آتی ہے۔“ انہوں نے کہا: ”میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں۔“ لہذا ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلے تو راستے میں ہماری ملاقات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہو گئی۔ ہم نے ان سے تذکرہ کیا تو کہنے لگیں: ”ذرا انتظار کریں، ہم عورتیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق بات کرتی ہیں کہ (ان معاملات میں) مردوں کی نسبت عورتوں کی باتیں زیادہ موثر ہوتی ہیں۔“ وہ واپس مڑ کر حضرت سیدنا اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئیں اور انہیں اور پھر دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو ساری بات بتائی تو سب اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اکٹھی ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں حاضر ہوئیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں طرف بیٹھ کر عرض کی: ”یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! ہم ایک اہم معاملے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی ہیں، کاش! اگر آج حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ ہوتیں تو اس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔“

حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”جب ہم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آیدہ ہو گئے اور ارشاد فرمایا: ”خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثل کون ہو سکتا ہے؟ اس نے میری اس وقت تصدیق کی جب سب نے مجھے جھٹلایا اور اپنے مال سے میرے دین و دنیا کے معاملات میں میری امداد کی۔“ تو حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم! ہاں! واقعی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسی ہی تھیں مگر وہ اپنے رب عزوجل کے پاس جا چکی ہیں، اللہ عزوجل یقیناً ہمیں ان کے ساتھ جنت میں جمع فرمائے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد اور دینی بھائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی بیوی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی چاہتے ہیں۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا: ”ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بلانے کے لئے بھیج دو۔“ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب نکلیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا منتظر پایا تو ان سے عرض کی: ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بلاوے پر لپیک کہیں۔“

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ”جب میں ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اندر کمرے میں تشریف لے گئیں، میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سر جھکا کر بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا: ”کیا تم اپنی زوجہ کے ساتھ رہنا چاہتے ہو؟“ میں نے عرض کی: ”جی ہاں! یا رسول اللہ عزوجل وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر قربان!“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بڑی محبت و عزت سے، ان شاء اللہ عزوجل آج رات سے تم اپنی زوجہ کے ساتھ رہا کرو گے۔“ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ”پھر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے خوشی و مسرت کی حالت میں اٹھا۔“

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ولیمہ:

اللہ کے رسول، رسول مقبول، بی بی آمنہ کے گلشن کے مہکتے پھول عزوجل وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آراستہ کرنے کا حکم دیا اور حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رکھے ہوئے دراہم میں سے دس درہم حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو دیئے اور ارشاد فرمایا: ”ان سے کھجور، گھی اور پنیر خرید لو۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”میں یہ چیزیں خرید کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چمڑے کا ایک دسترخوان منگوایا اور آستینیں چڑھا کر کھجوروں کو گھی میں مسلنے لگے اور پھر پنیر کے ساتھ اس طرح ملایا کہ وہ حلوہ بن گیا پھر ارشاد فرمایا: ”اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جسے چاہو بلا لاؤ۔“ میں مسجد گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمین سے کہا: ”آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کریں۔“ سب لوگ اٹھ کر چل دیئے۔ جب میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی کہ لوگ بہت زیادہ ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چمڑے کے دسترخوان کو ایک رومال سے ڈھانک دیا اور ارشاد فرمایا: ”دس دس افراد کو داخل کرتے جاؤ۔“ میں نے ایسا ہی کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھا کر نکلتے گئے لیکن کھانے میں بالکل کمی نہ ہوئی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے سات سو افراد نے وہ حلوہ کھایا۔“

اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے پاس بلایا اور حضرت علی عظیم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اپنے دائیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے بائیں طرف بٹھا کر سینے سے لگایا اور دونوں کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت علی عظیم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے حوالے کر دیا اور ارشاد فرمایا: ”اے علی! میں نے کتنی اچھی زوجہ سے تیرا نکاح کیا ہے۔“ پھر ان دونوں کے ساتھ ان کے گھر تک پیدل چلے۔ پھر گھر سے باہر نکل کر دروازے کے کواڑ پکڑے اور یہ دعا فرمائی: ”اللہ عزوجل تم دونوں کو اتفاق و اتحاد عطا فرمائے، میں تمہیں اللہ عزوجل کے سپرد کرتا ہوں اور تم دونوں کو اس کی حفاظت میں دیتا ہوں۔“

شادی کی پہلی رات:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ عظیم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت سیدنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت بھری گفتگو کرنے لگے یہاں تک کہ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو وہ رونے لگیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ عظیم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے پوچھا: ”اے تمام عورتوں کی سردار! کیا آپ خوش نہیں کہ میں آپ کا شوہر ہوں اور آپ میری بیوی ہیں؟“ کہنے لگیں: ”میں کیونکر راضی نہ ہوں گی، آپ تو میری رضا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں، میں تو اپنی اس حالت و معاملے کے متعلق سوچ رہی ہوں کہ جب میری عمر بیت جائے گی اور مجھے قبر میں داخل کر دیا جائے گا، آج میرا عزت و فخر کے بستر میں داخل ہونا کل قبر میں داخل ہونے کی مانند ہے۔ آج رات ہم اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر عبادت کریں گے کہ وہی عبادت کا زیادہ حق رکھتا ہے۔“ اس کے بعد وہ دونوں عبادت کی جگہ کھڑے ہو کر رب قدیر عزوجل کی عبادت کرنے لگے۔

عبادت ہو تو ایسی:

اے میرے اسلامی بھائیو! یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کا پختہ عزم، خواہشات اور مقصود نہ تو دنیا اور اس کی لذات تھیں اور نہ ہی نفس کی راحت و خواہشات۔ بلکہ ان کی بلند ہمتوں کی پرواز ہمیشہ باقی رہنے والے ٹھکانے کی طرف تھی۔ یقیناً ان کا ذکر قرآن پاک میں لکھ دیا گیا اور ان کو بشارت دے دی گئی:

﴿ اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾ (پ: ۲۲، الاحزاب: ۳۳)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (۱)

ان دونوں مبارک ہستیوں نے اپنی لذات کے بستر کو چھوڑ دیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف ہو گئے، رات قیام میں تو دن روزے کی حالت میں بسر ہوتا حتیٰ کہ تین روز اسی طرح گزر گئے۔ پھر وہ دونوں اپنے بستر پر آرام فرما ہوئے۔ چوتھے دن حضرت سیدنا جبرائیل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ”اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سلام بھیجتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ علی اور فاطمہ نے تین دن سے نیند اور بستر کو ترک کر رکھا ہے اور عبادت اور روزوں میں مصروف ہیں، تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے ارشاد فرماؤ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہا ہے اور یہ کہ تم دونوں بروز قیامت گنہگاروں کی شفاعت کرو گے۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فوراً ان کے گھر تشریف لائے تو وہاں حضرت سیدنا اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پایا تو استفسار فرمایا: ”کس چیز نے تجھے یہاں ٹھہرایا ہے؟ حالانکہ گھر میں ایک مرد بھی موجود ہے۔“ انہوں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! جب کوئی لڑکی شادی کی پہلی رات اپنے خاوند کے پاس آتی ہے تو اسے ایک ایسی عورت کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی دیکھ بھال کرے اور اس کی ضروریات پوری کرے۔ لہذا حضرت سیدنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ضروریات پوری کرنے کے لئے میں یہاں ٹھہر گئی۔“ اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چشمان مبارک نم ناک ہو گئیں اور دعا فرمائی: ”اے اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! اللہ عَزَّوَجَلَّ تیری دنیا و آخرت کی تمام حاجات پوری فرمائے۔“

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ”وہ صبح انتہائی ٹھنڈی اور شدید سرد تھی، میں اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ہی چادر میں محو آرام تھے۔ جب ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آواز سنی تو جلدی سے کھڑے ہونے

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یعنی گناہوں کی نجاست سے تم آلودہ نہ ہو۔ اس آیت سے اہل بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہل بیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات اور حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ اور حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں۔ آیات و احادیث کو جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی حضرت امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ ان آیات میں اہل بیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت فرمائی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کے پابند رہیں، گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیزگاری کو پاکی سے استعارہ فرمایا گیا کیونکہ گناہوں کا مرتکب اُن سے ایسا ہی ملوث ہوتا ہے جیسا جسم نجاستوں سے۔ اس طرز کلام سے مقصود یہ ہے کہ ارباب عقول کو گناہوں سے نفرت دلانی جائے اور تقویٰ و پرہیزگاری کی ترغیب دی جائے۔“

لگے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دیکھ کر ارشاد فرمایا: ”میں تمہیں اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں کہ اسی حالت میں رہو یہاں تک کہ میں بھی تمہارے ساتھ شامل ہو جاؤں۔“ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ہم اسی حالت میں رہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آکر ہمارے سروں کے قریب تشریف فرما ہو گئے اور اپنے قدمین شریفین ہمارے درمیان رکھ دیئے تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دایاں پاؤں پکڑ کر سینے سے لگا لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باایاں پاؤں تھام لیا۔ پھر ہم دونوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین کو سردی سے بچانے کے لئے ملنے لگے حتیٰ کہ وہ گرم ہو گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دعائے خیر دی اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باہر جانے کا حکم دیا۔ جب وہ چلے گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: ”اے میری بیٹی! تو نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟“ انہوں نے جواب دیا: ”وہ بہترین شوہر ہیں۔“ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا: ”اپنی زوجہ سے نرمی سے پیش آنا، بے شک فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جو چیز اسے دکھ دے گی مجھے بھی دکھ دے گی اور جو اسے خوش کرے گی مجھے بھی خوش کرے گی، میں تم دونوں کو اللہ عزوجل کے سپرد کرتا ہوں، اور تم دونوں کو اس کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ اس نے تم سے ناپاکی دور کر دی اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دیا۔“

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ”اللہ عزوجل کی قسم! اس حکیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں نے نہ تو کبھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر غصہ کیا اور نہ ہی کسی بات پر انہیں ناپسند کیا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ان کو اپنے پاس بلایا، بلکہ وہ بھی کبھی مجھ سے ناراض نہ ہوئیں اور نہ ہی کسی بات میں میری نافرمانی کی اور جب بھی میں ان کو دیکھتا تو وہ میرے دکھ درد و دور کرتی دکھائی دیتیں۔“

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



موت اور اس میں غور و فکر کا بیان

بیان 49:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے تنہا مختلف اشیاء اور مخلوقات کو پیدا کیا۔ وہ جسم، تقسیم اور ہیئت و صورت سے منزہ ہے۔ شکل، مثل، جگہ اور جہت سے بہت بلند ہے۔ اعیان، الوان اور کیفیات سے پاک ہے۔ قدیم اسماء و صفات سے موصوف ہے۔ جو اسے پکارتا ہے اس کے قریب ہے مگر مسافت والی قربت سے نہیں۔ جو اخلاص بھری دعاؤں کے ذریعے اس سے مناجات کرتا، اس کی دعا کو قبول فرمانے والا ہے۔ وہ گناہوں کو معاف کرتا، عیبوں کو چھپاتا، اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا، برائیوں سے درگزر فرماتا ہے۔ وہ دل کے پوشیدہ راز، چھپے افکار اور اوجھل امور کو جاننے والا ہے۔ وہ ایسا خبردار ہے جس پر زمین و آسمان کی ذرہ بھر چیز مخفی نہیں۔ وہ ایسا سننے والا ہے کہ آوازوں کا اختلاف اس کی سماعت سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ اندھیروں میں ریت پر چوٹی کے ریگنے کا نشان اس سے اوجھل نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی ثانی نہیں۔ وہ یکتا، بے نیاز اور بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا اور ہر کوئی فنا ہو جائے گا، وہ ہی ان کی موت کا فیصلہ فرماتا ہے۔

پاک ہے وہ جو زندوں کو مارنے اور مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ انسان جس وقت دنیا میں شہوات کی لذت کے سبب دھوکے میں مبتلا ہوتا اور غفلت کے سمندر میں غرق ہوتا ہے تو ایسے میں جب اس کے پاس موت آتی ہے تو وہ اسے اپنی سختیوں کے جام گھونٹ گھونٹ پلاتی اور اس پر اپنے مصائب کو ڈال دیتی ہے، اس وقت موت کی سختیاں اسے گھیر لیتی ہیں اور اپنی شدت سے اسے حسرتوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ جن لذتوں میں وہ کھویا ہوا تھا، موت اسے ان سے جدا کر دیتی ہے۔ ماں باپ کو رلاتی اور بیٹے بیٹیوں کو یتیم کر دیتی ہے۔ مرنے والے کے مصائب و آلام پر عبرتوں کا پہرہ بیٹھ جاتا ہے۔ لوگ اسے کندھوں پر اٹھا کر ویران قبرستان کی طرف لے چلتے ہیں۔ اور وہ اپنی قبر میں ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ اس تنہائی میں صرف اچھے برے اعمال اس کے ساتھ ہوں گے۔ وہاں تقویٰ و عبادات، بھلائی و صدقات، نماز اور دعاؤں کے علاوہ کچھ کام نہ آئے گا۔ تو کیا عقلمند انسان، مرنے والے کی پکڑ و ہلاکت سے اب بھی عبرت حاصل نہیں کرتا۔ تحقیق پینے والی قبروں نے مردے پر قبضہ کر لیا۔ آقا و غلام کہاں گئے؟ تو پھر انسان زندہ رہنے میں کس طرح طمع کرتا ہے۔

حالانکہ، دلائل و معجزات کے مالک، دو عالم کے داتا، مکی مدنی آقا سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: ”بے

شک موت کی سختیاں بہت ہیں۔“

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، الحدیث ۴۴۹، ص ۳۶۵)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

اے غفلتوں کے شکار! اپنی موجودہ حالت سے خبردار ہو جا۔ اور آخرت کے طویل سفر کے لئے زاویرا تیار کر لے۔ کیونکہ زندگی تھوڑی سی باقی ہے جبکہ جانے والے کے لئے موت کی سختیوں کے جام تیار ہو چکے ہیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں: ”ایک دن میں نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مجاہدین کے ثواب اور ان کے لئے اللہ عزوجل کے جنت میں تیار کردہ اجر و ثواب کے متعلق بیان فرماتے سنا تو عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا مجاہدین کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی امتی کے لئے اتنا اجر ہے؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہاں! جو شخص روزانہ بیس مرتبہ موت کو یاد کرے (تو وہ بھی مجاہدین کی مثل اجر و ثواب پائے گا)۔“ (قوت القلوب، ذکر التداوی و ترکہ للمتوکل، ج ۲، ص ۵۳، بتغییر)

مَلِكُ الْمَوْتِ كَاِعْلَانِ:

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور جانِ رحمت، ماہِ نبوت، شفیعِ اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”کوئی گھرا یا نہیں جس کے دروازے پر ملک الموت (یعنی موت کا فرشتہ) روزانہ پانچ مرتبہ نہ کھڑا ہوتا ہو۔ جب وہ ایسے انسان کو پاتا ہے جس کا رزق ختم ہو چکا ہو اور عمر مکمل ہو چکی ہوتی ہے تو اس پر موت کا غم ڈال دیتا ہے، پھر موت کی سختیاں اس بندے کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ پھر جس کی گھر والی اپنے بال منتشر کرتی، چہرہ پٹی، گریہ وزاری کرتی اور ہلاکت و تباہی کو پکارتی ہے تو ملک الموت کہتا ہے: ”تم پر ہلاکت ہو، یہ آہ و بکا کیوں کرتے ہو؟ میں نے تو کسی کا رزق نہیں چھینا، نہ کسی کی موت اس کے قریب کی، نہ کسی کے پاس حکمِ الہی عزوجل کے بغیر آیا اور نہ اس کے حکم کے بغیر کسی کی روح قبض کی اور میں تو تمہارے پاس بار بار آؤں گا حتیٰ کہ تم میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔“

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک ستارِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے! اگر لوگ مردے کا ٹھکانہ دیکھ لیں اور اس کا کلام سن لیں تو اپنی میت کو بھول جائیں اور اپنی جانوں پر رونے لگیں۔ یہاں تک کہ جب مردے کو تخت پر رکھا جاتا ہے تو اس کی روح تخت کے اوپر پھڑ پھڑاتے ہوئے پکارتی ہے: ”اے میرے اہل و عیال! دُنیا تمہارے ساتھ اس طرح نہ کھیلے جس طرح میرے ساتھ کھیلی۔ میں نے حلال و غیر حلال مال جمع کیا پھر وہ مال دوسروں کے لئے چھوڑ آیا، اس کا نفع تمہارے لئے ہے اور نقصان میرے لئے۔ پس جو کچھ مجھ پر گزری ہے اس سے محتاط رہو (یعنی عبرت حاصل کرو)۔“

(الفتوحات المکیة لابن عربی، الباب الموفی سنین و خمسمائة فی وصیة حکمیة..... الخ، ج ۸، ص ۴۶۵)

ہر عضو موت کا شکار:

کہتے ہیں، موت کی تکلیف وہی جانتا ہے جو اس کا شکار ہوتا اور اس کی تکلیف سے دوچار ہوتا ہے۔ موت کی تکلیف تلوار کے وار سے زیادہ دشوار ہے۔ اس کا درد قینچیوں سے کاٹے جانے اور آروں سے چیرے جانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اس لئے کہ تلوار سے کٹ جانے کی تکلیف بدن میں صرف اس وقت تک رہتی ہے جب تک اس میں قوت (یعنی حیات) باقی رہتی ہے۔ اسی وجہ سے زخمی چلا تا اور فریاد کرتا ہے جبکہ موت کا معاملہ تو اس کے برعکس ہے کیونکہ مردے کے دل پر طاری ہونے والے کرب و اضطراب کی شدت اس کی آواز کو ختم کر دیتی اور قوت کو کمزور کر دیتی ہے۔ موت جسم کے ہر عضو کو اس طرح بے کار و بے زور کر دیتی ہے کہ اس سے قوت فریاد بھی چھین لیتی ہے۔ عقل کو مدہوش اور زبان کو خاموش کر دیتی ہے۔ ساتھ ہی دیگر اعضاء کی طاقت کا بھی خاتمہ کر دیتی ہے۔ مردہ چیخ و پکار کر کے راحت چاہتا ہے لیکن کرے کیا؟ قدرت نہیں۔ اگرچہ نزاع روح کے وقت سننے کی قوت باقی رہتی ہے۔ روح نکلتے وقت سینے اور گلے سے گائے، نیل کی مثل آوازیں نکلتی ہیں۔ چہرے کا رنگ سیاہی مائل خاکی رنگ میں بدل جاتا ہے۔ آنکھوں کے سیاہ ڈھیلے پوٹوں کی طرف بلند ہو جاتے ہیں۔ خصبے (یعنی فوطے) بھی اپنی جگہ سے اٹھ جاتے ہیں۔ انگلیاں زرد پڑ جاتی ہیں۔ ہر عضو جدا جدا موت کا شکار ہوتا ہے۔ سب سے پہلے پاؤں پھر پنڈلیاں پھر رانیں موت کی زد میں آ جاتی ہیں۔ یوں ہر عضو بار بار شدت و سختی اور کرب و اضطراب سے دوچار ہوتا ہے۔ بالآخر جب روح گلے تک پہنچتی ہے تو دنیا اور اہل دنیا نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور حسرت و ندامت اسے گھیر لیتے ہیں۔

مروی ہے: ”اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنزَّہ عن الغیوب عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کسی مریض کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ”بے شک میں اس کی تکلیف جانتا ہوں، اس کی ہر رگ، جدا جدا موت کی اذیت کا شکار ہے۔“

(البحر الزخار بمسند البزار، مسند سلمان الفارسی، الحدیث ۲۰۱۲، ج ۶، ص ۴۸۰)

مروی ہے، سرکار ابد قرار، شافعِ روزِ شمار، محبوبِ عفا رَعَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس بوقتِ وصال پانی کا ایک پیالہ تھا۔ آپ صَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنا دستِ اقدس اس میں ڈالتے پھر اسے چہرہ انور پر پھیرتے اور فرماتے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک موت کی سختیاں بہت ہیں۔“

(صحیح البخاری، کتاب الغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، الحدیث ۴۴۴۹، ص ۳۶۵)

ایک روایت میں ہے کہ آپ صَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یہ دعا فرماتے: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر موت کی سختیاں آسان فرما۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکر و الموت و مابعدھا، باب ثالث فی سكرات الموت..... الخ، ج ۵، ص ۲۱۰)

ایک روایت میں سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے الفاظ یہ ہیں: ”موت کی سختیوں میں میری مدد فرما۔“

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی التشدید عند الموت، الحدیث ۹۷۸، ص ۱۷۴۴)

حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ”اے میرے بابا جان! ہائے! آپ کی تکلیف پر مجھے کتنا غم ہوا۔“ تو

ارشاد فرمایا: ”آج کے بعد تمہارے باپ پر کوئی سختی نہ ہوگی۔“ (الاحسان بشریب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب وفاته رضی اللہ عنہ)

الحدیث ۶۵۸۸، ج ۸، ص ۲۱۴۔ سنن ابن ماجہ، ابواب الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۱۶۲۹، ص ۲۵۷۴)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جہاد کی ترغیب دلاتے اور فرماتے: ”اگر تم شہید نہ

ہو گے تو مرجاؤ گے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تلوار کی ہزار ضربیں بھی میرے نزدیک بستر پر

مرنے سے آسان ہیں۔“ (موسوعہ لابن ابی الدنیا، کتاب الذکر الموت، الخوف من اللہ تعالیٰ، الحدیث ۱۸۷، ج ۵، ص ۴۵۱)

حضرت سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”اہل ایمان پر موت دونوں جہان کی تمام تر ہولناکیوں سے زیادہ

دردناک ہے۔ موت کی تکلیف قینچیوں سے کاٹے جانے، آروں سے چیرے جانے اور ہنڈیوں میں ابالے جانے سے سخت تر

ہیں۔ اگر مرنے والا اٹھ کر دنیا والوں کو موت کی تکلیف سے آگاہ کر دے تو ان کا جینا دو بھر ہو جائے اور نیند کا سب مزہ جاتا رہے۔“

(الموسوعہ لابن ابی الدنیا، کتاب الذکر الموت، الخوف من اللہ تعالیٰ، الحدیث ۱۷۰، ج ۵، ص ۴۴۶)

منقول ہے: ”حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے بعد جب ان کی روح اللہ عزوجل

کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو خدائے رحمن عزوجل نے استفسار فرمایا: ”اے موسیٰ! تم نے موت کو کیسا پایا؟“ عرض کی: ”میں نے خود کو

چڑیا کی مانند پایا۔ جب اس کو زندہ کڑا ہی میں بھونا جائے تو نہ وہ مرے کہ راحت پائے اور نہ نجات پائے کہ اڑ جائے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکر الموت و ما بعدھا، باب ثالث فی سكرات الموت..... الخ، ج ۵، ص ۲۱۰)

دوسری روایت میں ہے: ”میں نے خود کو زندہ بکری کی مثل پایا جس کی کھال اتار دی جائے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکر الموت و ما بعدھا، باب ثالث فی سكرات الموت..... الخ، ج ۵، ص ۲۱۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۱﴾ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے

مَا كُنْتُ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (۲۶:۱۹)

تو بھاگتا تھا۔

”بالحق“ سے مراد معاملہ آخرت کی حقیقت ہے کہ جب مرنے والا آگاہ ہوگا اور چشمِ سرموت کو دیکھے گا۔ اور ملک

الموت کا مشاہدہ اور اسے دیکھ کر دل میں پیدا ہونے والا خوف اور گھبراہٹ ایک ایسا امر ہے جس کی حقیقت بیان کرنے سے ہر

بیان کرنے والے کی عبارت قاصر ہے اور اس کی ہولناکی کا احاطہ کرنے سے ہر وضاحت کرنے والا عاجز ہے۔ اس کی حقیقت وہی جانتا ہے جو اس مرحلے سے گزر چکا ہو۔ چنانچہ،

خوفناک صورت:

منقول ہے: ”حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: ”کیا تم مجھے وہ صورت دکھا سکتے ہو جس میں تشریف لا کر نافرمانوں کی روح قبض کرتے ہو؟“ حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام نے کہا: ”آپ علیہ السلام سہم نہیں سکیں گے۔“ حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: ”کیوں نہیں (میں دیکھ لوں گا)۔“ انہوں نے کہا: ”آپ مجھ سے الگ ہو جائیے۔“ حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام الگ ہو گئے۔ پھر ادھر متوجہ ہوئے تو ملاحظہ کیا، کالے کپڑوں میں ملبوس ایک سیاہ فام شخص ہے جس کے بال کھڑے ہیں، بدبو آ رہی ہے، اس کے منہ اور نتھنوں سے آگ اور دُھواں نکل رہا ہے۔ (یہ دیکھ کر) حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش آیا تو ملک الموت علیہ السلام اپنی اصل حالت پر آچکے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اے ملک الموت (علیہ السلام)! موت کے وقت صرف تمہاری صورت دیکھنا ہی فاسق و فاجر کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکر و الموت و ما بعدھا، باب ثالث فی سکرات الموت..... الخ، ج ۵، ص ۲۱۰)

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ لوگوں کو میت پر روتے ہوئے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ”اگر تم میت پر رونے کی بجائے خود اپنی جانوں پر روتے تو تمہارے لئے بہتر تھا کہ میت کو تو تین ہولناک مراحل سے نجات مل گئی ہے: (۱)..... ملک الموت کو اس نے دیکھ لیا (۲)..... موت کا ذائقہ بھی اس نے چکھ لیا اور (۳)..... اسے (برے) خاتمے کا خوف بھی نہ رہا۔“ لہذا عقل مند انسان کو چاہئے کہ اپنی جان پر روتے کہ یہی اس کے زیادہ لائق ہے اور اسے اس بات سے ہرگز غافل نہیں ہونا چاہئے کہ موت اس کی تلاش میں اس کے پیچھے پیچھے ہے۔

اے میرے اسلامی بھائیو! موت جیسا واعظ و مبلغ کوئی نہیں، مگر تم اس سے عبرت و نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ وہ تمہاری تلاش میں ہے اور تم اس سے بے خبر۔ کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ تمہیں دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے؟ (سنو!) موت کا جام ہر ایک کو پینا ہے۔ توشہ ساتھ لے لو، قافلہ چلنے کو تیار ہے۔ دنیا کی رنگینیوں سے دھوکا نہ کھانا کہ یہ تو عارضی ہیں۔ جھوٹی امیدوں سے بچو کہ ان کا زہر قاتل ہے۔ کب تک غفلت و جہالت کی چادر اوڑھے رہو گے؟ کب تک دنیوی مال اور اہل و عیال کے دھوکے میں رہو گے؟ کب تک اس حقیر و ذلیل دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے رہو گے؟ حالانکہ یہ تمہاری ہلاکت و بربادی کے لئے کوشاں ہے۔ کب تک

اپنے سے پہلے جانے والوں کے پاس پہنچنے کو بھولے رہو گے؟ کب تک کثرتِ ملامت و عتاب تم میں بے اثر رہے گی؟ کب تک اپنا سارا مال و اسباب چھوڑ کر کوچ کرنے کو یاد نہیں کرو گے؟ آخر کب تک تمہیں نصیحت سمجھ میں نہیں آئے گی؟ بے شک تجھے کہا گیا، ”جاگ جا او بے خبر! جاگ جا۔ تیرے جیسے کتنوں کے ساتھ خواہشات کھلیں۔“ اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۲﴾ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ ترجمہ کنز الایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ (پ: ۲۰، النکات: ۲۰۱)

یعنی مال و اولاد کی زیادہ طلبی نے تمہیں موت کی تیاری سے غافل رکھا۔ حضور نبی رحمت، شفیعِ امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عذابِ قبر سے اللہ عزوجل کی پناہ طلب کرو۔“

﴿۳﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ (پ: ۲۰، النکات: ۳) ترجمہ کنز الایمان: ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے۔

یعنی موت کی سختیوں اور ہولناکیوں کے وقت تم جان لو گے۔

﴿۴﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ (پ: ۲۰، النکات: ۳) ترجمہ کنز الایمان: پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے۔

یعنی موت کے بعد قبر میں منکر نکیر کو دیکھ کر تم جان لو گے۔

حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جب کسی بندہ مؤمن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر ستر گز لمبی اور ستر گز چوڑی کر دی جاتی ہے۔ اس پر خوشبودار ٹھنڈی ہوائیں چلائی جاتی ہیں۔ اسے ریشمی لباس پہنایا جاتا ہے۔ پھر اگر اس کے نامہ اعمال میں کچھ تلاوتِ قرآن بھی ہو تو اس کا نور ہی اسے قبر میں کافی ہوتا ہے۔ اور اس کی مثال دلہن کی سی ہے کہ وہ سوتی ہے تو اس کا محبوب ترین شخص ہی اسے بیدار کرتا ہے پھر وہ اس طرح بیدار ہوتی ہے گویا ابھی اس کی نیند باقی ہے۔ اور فاجر و فاسق اور کافر کی قبر کو اس قدر تنگ کر دیا جاتا ہے کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ اس پر اونٹ کی گردن کی مانند موٹے موٹے سانپ چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ وہ ان کا گوشت کھاتے ہیں یہاں تک کہ ہڈیوں پر ذرہ برابر گوشت بھی نہیں چھوڑتے۔ پھر گونگے، بہرے اور اندھے فرشتوں کو لوہے کے گرز دے کر اس پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔ تو وہ ان گرزوں سے اسے مارتے ہیں، انہیں سنائی نہیں دیتا کہ اس کی چیخ و پکار سن کر ترس کھائیں، نہ انہیں دکھائی دیتا ہے کہ اس کی حالت زار دیکھ کر اس پر نرمی برتیں۔ اسے صبح و شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ (الامان والحفیظ)

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب الصبر والبكاء والنباح، الحدیث ۶۷۲۱، ج ۳، ص ۳۷۴، بتغییر)

﴿یا اللہ عزوجل ہمیں قبر و آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ﴾

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

قبر کی ڈانٹ:

سرورِ ذیشان، رحمتِ عالمیان، محبوبِ رحمن عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”جب میت کو قبر میں اتار دیا جاتا ہے تو قبر اس سے خطاب کرتی ہے: ”اے آدمی تیرا ناس ہو! تو نے کس لئے مجھے فراموش کر رکھا تھا؟ کیا تجھے اتنا بھی پتا نہ تھا کہ میں فتنوں کا گھر ہوں، تاریکی کا گھر ہوں، پھر تو کس بات پر مجھ پر اکڑا کر چلتا تھا؟“ اگر وہ مردہ نیک بندے کا ہو تو ایک غیبی آواز قبر سے کہتی ہے، ”اے قبر! اگر یہ ان میں سے ہو جو نیکی کا حکم کرتے رہے اور برائی سے منع کرتے رہے تو پھر! (تیرا سلوک کیا ہوگا؟)“ قبر کہتی ہے، ”اگر یہ بات ہو تو میں اس کے لئے گلزار بن جاتی ہوں۔“ چنانچہ، پھر اس شخص کا بدن نور میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کی روح ربِّ العَلَمِین عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ کی طرف پرواز کر جاتی ہے۔“ (المعجم الکبیر، الحدیث ۹۴۲، ج ۲۲، ص ۳۷۷)

قبر کی پکار:

حضرت سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ”قبر روزانہ پانچ مرتبہ یہ نداء کرتی ہے، اے آدمی! تو میری پیٹھ پر چلتا ہے جبکہ میرا پیٹ تیرا ٹھکانہ ہے۔ اے آدمی! تو میری پیٹھ پر ہنستا ہے جلد ہی میرے اندر آ کر روئے گا۔ اے آدمی! تو مجھ پر حرام کھاتا ہے عنقریب میرے پیٹ میں تجھے کیڑے کھائیں گے۔ اے آدمی! تو میری پیٹھ پر خوشیاں مناتا ہے عنقریب مجھ میں غمگین ہوگا۔“ کسی زاہد سے پوچھا گیا: ”آپ کیسے ہیں؟“ اس نے جواب دیا: ”اس شخص کا حال کیسا ہوگا جو بغیر زادراہ کے سفر کرتا ہے، کل جب ملک الموت آئیں گے تو اس کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی اور جو وحشت ناک قبر میں بلا مونس رہے گا اس کا حال کیسا ہوگا؟“

گریہ عثمانی:

منقول ہے، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی قبر کے قریب کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ اس بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار کیا گیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت و دوزخ کے تذکرہ پر نہیں روتے مگر جب کسی قبر کے قریب کھڑے ہوتے ہیں تو اس قدر گریہ وزاری فرماتے ہیں، اس کا کیا سبب ہے؟“ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے سیدنا اَبِی بکرؓ، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بے شک آخرت کی سب سے پہلی منزل قبر ہے۔ قبر والے نے اس سے نجات پائی تو بعد کا معاملہ آسان ہے اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد کا معاملہ زیادہ سخت ہے۔“

(جامع الترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء فی فضاة القبر..... الخ، الحدیث ۲۳۰۸، ص ۱۸۸۴)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

اے میرے اسلامی بھائیو! اس سے بچو کہ تم راہ ہدایت سے پھر جاؤ یا توبہ کا عہد کر کے اسے توڑ دو۔ جلدی سے دل میں اخلاص پیدا کر لو۔ ہر حال میں کاموں کے انجام کو یاد کرنے والے بن جاؤ۔ اللہ عزوجل کا شکر و حمد کرتے ہوئے ہمیشہ اس کی عبادت کو اپنے لئے لازم کئے رکھو۔ اور اس بات سے ڈرو کہ جب پرہیزگاروں کو نفع مل رہا ہو تو تم نقصان میں نہ رہ جاؤ۔ گویا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ موت غلبہ و اقتدار کے ساتھ تم پر مسلط ہو چکی ہے۔

روح کی دردناک باتیں:

منقول ہے، ”جب روح جسم سے جدا ہوتی ہے اور اس پر سات دن گزرتے ہیں تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرتی ہے، ”اے رب عزوجل! مجھے اجازت عطا فرما کہ میں اپنے جسم کا حال دریافت کروں۔“ تو اسے اجازت مل جاتی ہے، پھر وہ قبر کی طرف آتی ہے، اسے دور سے دیکھتی، اور اپنے جسم کو ملاحظہ کرتی ہے کہ وہ متغیر ہے اور اس کے نتھنوں، منہ اور آنکھوں سے پانی رواں ہے۔ وہ اپنے جسم سے کہتی ہے، ”بے مثال حسن و جمال کے بعد اب تو اس حال میں ہے!“ یہ کہہ کر چلی جاتی ہے۔ پھر سات دن کے بعد اجازت لے کر دوبارہ قبر پر آتی ہے اور دور سے دیکھتی ہے کہ مردے کے منہ کا پانی خون ملی پیپ، آنکھوں کا پانی خالص پیپ اور ناک کا پانی خون بن چکا ہے۔ تو اس سے کہتی ہے، ”اب تو اس حال کو پہنچ چکا ہے!“ یہ کہہ کر پرواز کر جاتی ہے۔ پھر سات روز کے بعد اجازت لے کر اسی طرح دور سے دیکھتی ہے، تو حالت یہ ہوتی ہے کہ آنکھوں کی پتلیاں چہرے پر ڈھلک چکی ہیں، پیپ کیڑوں میں تبدیل ہو چکی ہے، کیڑے اس کے منہ سے داخل ہو کر ناک سے نکل رہے ہیں۔ تب وہ جسم سے کہتی ہے، ”تو ناز و نعم میں پلنے کے بعد اب اس حال کو پہنچ گیا ہے۔“

اے میرے اسلامی بھائیو! اپنے حالات پر غور کرو، موت کے بعد تمہارا کیا بنے گا۔ کیونکر تم دنیا میں واپس لوٹ سکو گے کہ تم زندگی کو کھو چکے ہو گے۔ تم اپنے انجام سے یکسر بے خبر ہو۔ لمبی لمبی امیدوں کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہو۔ تمہارے کان نصیحت کی بات سننے سے بہرے ہو چکے ہیں اور تمہارے دل اصلاحی باتوں کو قبول کرنے سے اندھے ہو چکے ہیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! تقویٰ و نیک عمل کے علاوہ کسی چیز نے قبر میں کسی کو فائدہ نہ پہنچایا۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ”ہمیں نصیحت کی کوئی ایسی بات ارشاد فرمائیے جس سے ہم نفع اٹھائیں۔“ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”جب تم لوگوں کو دنیا کے کاموں میں مشغول دیکھو تو تم آخرت کے کاموں میں مشغول ہو جاؤ اور جب ان کو اپنی ظاہری حالت آراستہ کرتے دیکھو تو تم اپنے باطن کو آراستہ کر لو، اور جب لوگوں کو باغات اور محلات کی تعمیر میں مصروف پاؤ تو تم اپنی قبروں کی تعمیر میں مصروف ہو جاؤ اور جب لوگ دوسروں کے عیوب

دیکھنے میں مشغول ہوں تو تم اپنے عیوب کی تلاش میں مشغول ہو جاؤ، اور جب لوگوں کو مخلوق کی خدمت کرتے دیکھو تو تم تمام مخلوق کے پروردگار، خالق عزوجل کی عبادت میں کھو جاؤ۔“

اے میرے اسلامی بھائی! منادی کی نداء آنے سے پہلے اپنے نفس کو خواب غفلت سے بیدار کر۔ صبر کی زرہ پہن کر شیطان سے جہاد کر۔ سرکشی و گناہ کے کام چھوڑ کر اپنے چھٹکارے کی تلاش کر۔ تجھ پر ایسے اعمال لازم ہیں جو قیامت میں تجھے فائدہ دیں اور عذاب سے نجات دلائیں۔

حسین اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: ”آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں: (۱)..... حرص اور (۲)..... لمبی امید۔“

(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب کراهیة الحرص علی الدنیا، الحدیث ۱۰۴۷، ص ۸۴۲)

پس حرص بھی ہلاک کر دینے والی دو آفتوں میں سے ایک ہے۔

ابن آدم کی حرص:

شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر پینہ، باعث نزول سیکندہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حقیقت نشان ہے: ”اگر ابن آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں بھی ہوں تب بھی یہ تیسری کی خواہش کرے گا اور ابن آدم کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب لو ان لابن آدم..... الخ، الحدیث ۱۰۴۸، ص ۸۴۲)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”رسول اکرم، نور مجسم، نبی محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے جسم کے کسی حصہ کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: ”دنیا میں ایک اجنبی اور مسافر کی طرح رہ اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کر۔“

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب مثل الدنیا، الحدیث ۴۱۱۴، ص ۲۷۲۷)

اے گناہوں کے حریص! اے موت کے جھٹکوں سے غافل! (سن ۱) یقیناً موت اچانک آجائے گی۔ مال و گناہ کی طمع کسی عقل مند کا کام نہیں۔ تو گناہوں میں جلدی کرتا اور توبہ کو آئندہ سال تک مؤخر کرتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ غنی کا (قرض کی ادائیگی کے معاملے میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے؟ اللہ عزوجل نے تجھے جوانی، صحت اور فراغت کی دولت سے غنی کر دیا پھر بھی تو توبہ میں ٹال مٹول کرتا ہے۔ دنیا پر بادشاہت کرنے والے، بڑے بڑے جابر اور لیڈر کہاں چلے گئے؟ بندوں پر بڑائی چاہنے والوں کو کیا ہو گیا؟ کہاں ہیں قاتل اور حملہ کرنے والے؟ اللہ عزوجل کی قسم! موت کے تیران سب میں پیوست ہو گئے، وہ اب قتل گاہوں میں پڑے ہیں۔ اور موت نے انہیں فرش اور قالین کے بعد پچھاڑ کر پتھر کی رسل اور چٹان کے درمیان رکھ دیا۔

اللہ غَزُوْحَلْ کافرمانِ عبرت نشان ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (پ: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

یعنی موت کی سختیوں کا سامنا، ملک الموت علیہ السلام کو دیکھنا اور بندے پر اس کا جنت یا دوزخ کا ٹھکانہ ظاہر ہونا زبردست امور ہیں اور یہ سکرات موت کے وقت ظاہر ہوں گے اور یہ حق ہے، اس کو حضور نبی مکرم، رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان بالغیب میں بیان فرمایا ہے۔ پھر اس کے بعد منکر نکیر کے سوالات کا مرحلہ ہے کہ میت کو قبر میں اتارے جانے کے بعد سب سے پہلے اسی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور موت کی سختیاں بیان ہو چکی ہیں اور یہ ہر شخص پر اس کے اعمال کے مطابق ہوں گی۔ ان کو سکرات کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہوش اڑا دیتی اور ذہن کو غائب کر دیتی ہیں جیسے کوئی نشے کی حالت میں ہوتا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہوگی کہ آدمی پر اس کے اچھے برے اعمال اور ان کی جزا موت کے وقت ظاہر ہوگی۔ غیبت کرنے والے کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جائے گا، غیبت سننے والے کے کانوں میں جہنم کی آگ کی سخس پروئی جائیں گی اور ظالم کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہر مظلوم کے پاس پہنچ جائے گا۔ حرام خور کو جہنم کا کائٹے دار درخت، زقوم کھانے کو دیا جائے گا۔ اسی طرح دیگر افعال کی جزا سزا دی جائے گی۔ ان سب کا ظہور موت کی سختیوں کے وقت ہوگا اور میت کو یکے بعد دیگرے ان سے گزرنا ہوگا، اور آخر میں اس کی روح قبض کی جائے گی۔ اللہ غَزُوْحَلْ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (پ: ۲۶، ق: ۱۹) ترجمہ کنزالایمان: یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

یعنی یہ وہ موت ہے لمبی امیدوں اور دنیا میں زندہ رہنے کی حرص کے سبب جس سے تو بھاگتا تھا۔

سراورد اڑھی کے بال سفید ہو گئے:

حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے حضرت سیدنا سام علیہ السلام کی قبر سے گزرے تو بنی اسرائیل نے عرض کی: "اے روح اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! اللہ غَزُوْحَلْ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ وہ اس قبر والے کو زندہ کرے تاکہ ہم اس سے موت کا تذکرہ سنیں۔" چنانچہ، حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قبر کے قریب دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد اللہ غَزُوْحَلْ سے حضرت سیدنا سام بن نوح علیہ السلام کو زندہ کرنے کی دعا کی تو اللہ غَزُوْحَلْ نے انہیں زندہ فرمادیا۔ وہ سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے کھڑے ہو گئے، ان کے سراورد اڑھی کے بال سفید تھے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے استفسار فرمایا: "یہ سفیدی تو تمہارے

زمانے میں نہیں تھی۔“ انہوں نے فرمایا: ”یا روح اللہ عزوجلّ وعلیہ السلام! میں آواز سن کر سمجھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، اس کے خوف سے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے۔“ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا: ”تمہارے انتقال کو کتنا عرصہ ہوا؟“ انہوں نے بتایا: ”چار ہزار سال۔ مگر اب تک موت کی سختی اور کڑواہٹ مجھ سے نہیں گئی۔“

اے میرے اسلامی بھائیو! جب ایک بوسیدہ ٹھکانے کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو پھر یہ غفلت کیسی؟ جب عمر بہت قلیل ہے تو پھر یہ سستی کیونکر؟ بے شک ڈر سنانے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہیں ڈر سنا چکے تو پھر گناہوں میں اپنا وقت برباد کرنے میں کیونکر مصروف ہو؟ اللہ عزوجلّ کی قسم! تمہارا محبوب کے دروازے سے ہٹ جانا تمہارے لئے بہت بری تدبیر ہے۔ تمہاری یہ اکڑ کب تک رہے گی؟ یاد رکھو! خدائے نگہبان سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

اے میرے اسلامی بھائیو! قیامت کو یاد کرو کیونکہ قیامت کا معاملہ بہت سخت ہے۔ اپنی بقیہ عمر نیکیوں میں گزارو کہ مرنے کے بعد حسرت و ندامت کوئی فائدہ نہ دے گی۔ اپنے دل وعدہ و وعید کو سمجھنے کے لئے حاضر رکھو۔ اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے۔ تم پر نگہبان مقرر ہے۔ موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ تمہارے بہت قریب ہے۔ اس نے نہ آزاد لوگوں کو چھوڑا ہے، نہ غلاموں کو رہنے دیا۔ اللہ عزوجلّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ مَا كُنْتُمْ مِنْهُ تَحِيذًا ۝ (ب: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

کہاں ہیں تمہارے دوست، احباب جو موت کا شکار ہو گئے؟ کہاں ہیں تمہارے آباؤ اجداد جو اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے؟ کہاں ہیں مال دار اور ان کے جاں نشین؟ اب وہ سب اپنے گناہوں پر نادم ہیں۔ کاش! وہ پہلے ہی اس کی ہولناکی، جان لیتے جس کے غم نے بچوں کو بوڑھا کر دیا۔ اللہ عزوجلّ کا فرمان نصیحت نشان ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ مَا كُنْتُمْ مِنْهُ تَحِيذًا ۝ (ب: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

تعجب ہے تجھ پر، اے شخص! تجھے کیسے کیسے اللہ عزوجلّ کی طرف بلایا گیا اور تو اکڑا رہا۔ جب بھی واعظین تجھے اس کی طرف بلا تے ہیں تو تو انکار و سرکشی کرتا ہے۔ تیرے پروردگار عزوجلّ نے کتنی بار تجھے سرکشی سے منع فرمایا مگر تو پھر بھی باز نہ آیا۔ اے زندہ جسم اور مردہ دل والے! (سُن!) بہت جلد تو حسرتوں اور موت کی سختیوں کے وقت وہ کچھ دیکھے گا جو تو نہیں دیکھنا چاہتا۔ چنانچہ، اللہ عزوجلّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ب: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے غافل! سن! موت نے کتنوں کو ان کے گھروں سے باہر کر دیا اور نعمتوں سے لطف اندوز ہونے والوں سے ایسے بوسیدہ گھروں کو آباد کیا جہاں کوئی نہیں جاسکتا۔ اس نے کتنوں کو گناہوں کے بوجھ سمیت قبر کے گڑھوں میں پھینک دیا۔ کتنے رخساروں کو تروتازگی اور ان کی سرخی کے بعد مٹی میں ذلیل کر دیا۔ پس اے شخص! ابھی اپنے گناہوں پر رولے اس سے پہلے کہ تو روتا رہے اور تیرا رونا دھونا تجھے کوئی فائدہ نہ دے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ب: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے غافل شخص! غفلت کی چادر اتار کر ابھی سے بیدار ہو جا اور یقین کر لے کہ یہ دنیا ایک پریشان خواب کے سوا کچھ نہیں، بہت جلد یہ فنا کے گھاٹ اتر جائے گی، یہ ٹھہرنے کے قابل نہیں۔ عنقریب تجھے میری بات سمجھ آ جائے گی۔ جب پردہ اٹھ جائے گا اور اللہ عزوجل کی پکڑ یقینی ہو جائے گی تو سب پوشیدہ اشیاء تجھ پر مکمل طور پر ظاہر ہو جائیں گی۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ب: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

افسوس ہے تجھ پر! کیا تجھے نہیں معلوم کہ تو روزانہ موت کے سفر کی ایک منزل طے کر لیتا ہے؟ کیا تجھے خبر نہیں کہ تیرے رائی کے دانے برابر اعمال بھی شمار کئے جاتے ہیں؟ اور بہت سے امید رکھنے والے اپنی امیدوں کے حساب میں نقصان اٹھاتے ہیں اور موت کی وجہ سے اپنے مقاصد تک نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ب: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے گھائے و خسارے کے کاموں میں عمر ضائع کرنے والے! اے خواہشات کی پیروی کر کے نور ایمان کو بجھانے والے! اے نفسانی خواہشات کے نشے میں بدست! تو کب ہوش میں آئے گا؟ کیا ابھی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرنے کا وقت نہیں آیا یا تو نے اس کی ناراضگی سے امان پا کر جان چھڑالی ہے؟ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ب: ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے بارگاہ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے منہ موڑنے والے! تو کب تک اس کی بارگاہ سے روگردانی کرتا رہے گا؟ (ہوش میں آ) دُنوی مقاصد کی طلب میں تیری جوانی چلی جائے گی اور تجھ سے منہ موڑ لے گی۔ تجھ پر افسوس! کیا تو نہیں جانتا کہ تیری عمر ختم ہو رہی ہے، تیرے اعضاء ہر لمحہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہے ہیں، سفرِ آخرت کے لئے زاویراہ اکٹھا کر لے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! سفر بہت طویل ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ب، ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے محافلِ وعظ میں صرف اپنے جسم کے ساتھ حاضر ہونے والے! تیرا دل تو اسبابِ دُنیا میں مشغول ہے۔ اے اپنی عمر کا اکثر حصہ ضائع کر کے بھی توبہ نہ کرنے والے! اے وہ شخص جس کو نافرمانیوں اور گناہوں نے تاریک حجاب والا لباس پہنا دیا! اے وہ شخص جس پر خواہشاتِ نفسانیہ نے تقویٰ کا ہر دروازہ بند کر دیا! اپنے آپ پر رو اور اپنے گناہوں کو شمار کر کہ بعض اوقات رونا دھونا اور گناہوں کو شمار کرنا بھی فائدہ دیتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ب، ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

کیا تجھے معلوم نہیں کہ موت تیری تاڑ میں ہے۔ اس نے دوسروں کا شکار کیا اور عنقریب تیرا بھی شکار کرے گی۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ اس نے ان تمام لوگوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا موت سے غفلت کسی شہریا گاؤں میں تجھے اس سے بچالے گی؟ کیا تو اللہ مجید عَزَّوَجَلَّ کے اس مبارک فرمان کو دل کے کانوں سے سماعت نہیں کرتا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ واضح طور پر فرماتا ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ب، ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے نقصان دہ چیزوں کی طرف متوجہ ہونے والے اور نفع مند چیزوں سے منہ موڑنے والے اور اپنی عمر برباد کرنے والے! (سن!) اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عمر کو شمار کر رکھا ہے اور اس پر ایک نگہبان مقرر فرما دیا ہے۔ (غور تو کر!) مضبوط محلات اور محفوظ قلعوں میں بند رہنے والے کہاں چلے گئے؟ تکبر کرنے والے ظالم اور ناشکرے کہاں ہیں؟ کیا موت نے انہیں ان کے محلات اور بنگلوں سے نکال کر ان کی لمبی لمبی امیدوں کی رسی نہ کاٹ ڈالی؟ کیا سختیاں اور ظلم کرنے والے قبروں کی تاریکی میں تنہا نہیں رہ گئے؟ کیا انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ حقیقت نشان نہیں سنا تھا:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (پ ۲۶، ق: ۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم پر اپنا خاص رحم و کرم فرما۔ (آمین)

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



باجماعت نماز کی فضیلت

سَيِّدُ الْمُبَلِّغِينَ، رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ فِرْمَانَ فِضَيْلَتِ نِشَانِ هِيَ: "صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً تَرْجَمُهُ: بَا جَمَاعَتِ نَمَازٍ پُرْهِنَا كَيْلِي پُرْهِنِي سِي سَتَا كَيْسِ كِنَا فِضْلِي هِيَ۔" (صحيح البخارى، كتاب الاذان، باب فضل صلاة الجماعة، الحديث ۱۶۴۵، ص ۵۲)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: "جو شخص مؤذن کی آواز سن کر اس کا جواب نہ دے اس نے بھلائی کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا۔" نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص چالیس دن باجماعت نماز پڑھے اور اس کی تکبیر اولیٰ (یعنی پہلی تکبیر) فوت نہ ہو تو اللہ عزوجل اس کے لئے دو براءتیں لکھ دیتا ہے: (۱) منافقت سے براءت (۲) دوزخ کی آگ سے براءت۔" (جامع الترمذی، ابواب الصلاة، باب ماجاء فی فضيلة التكبيرة الاولى، الحديث ۲۴۱، ص ۱۶۶۱، بتغییر)

عالیٰ رتبہ خواتین

بیان 50:

حمد باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جو اپنی ربوبیت میں معزز ہے۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ وہ اپنی ہمیشگی میں ہر عیب سے پاک ہے۔ ہمیشہ سے یکتا و بے نیاز ہے۔ اس کی ہمیشگی (والی مفت) کا کبھی ادراک نہیں کیا جاسکتا اور خیال و نظر اس کے ایک ہونے کو شمار نہیں کر سکتے۔ وہ مد مقابل، ہم پلہ، بیوی اور اولاد سے پاک ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَ اِنَّهٗ تَعَلٰی جَدًّا رَبَّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا“ (پ ۲۹، الجن: ۳) ترجمہ کنز الایمان: اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچہ۔“ لہذا جس نے اسے تشبیہ دی یا اس کی مثل بتائی وہ عذاب کا مستحق ہے تو ہرگز وہ اس کے سوا پناہ نہ پائے گا۔ جس نے سمندر توحید کے ساحل کو بھی تشبیہ اور حد مقرر کرنے والی آنکھ سے دیکھا وہ انتہائی حسرت و یاس کی موت مرے گا اور جس نے بار بار تعریف کرنے والی اور پاکی کا اقرار کرنے والی آنکھ سے دیکھا وہ حقائق کی گہرائیوں پر مطلع ہوگا اور وہ حکمتوں اور خالص حصے کو اکٹھا کر لے گا۔ پس وہ عارفین ہیں جو اس کی معرفت کے میدان میں کھوجاتے ہیں تو انہیں سعادت مندوں والی زندگی عطا کی جاتی ہے۔ وہ خائفین (یعنی ڈرنے والے) ہیں جو اس کے غلبہ و اقتدار کے قہر کی آگ سے جل جاتے ہیں تو وہ شہداء کی موت پاتے ہیں۔ وہ محبت والے (یعنی محبت والے) ہیں کہ راحت وطمینان، مناجات کا لباس پہنے ان کے پاس ہی گھومتے رہتے ہیں تو وہ آسودہ حال زندگی گزارتے ہیں۔

پس اگر تو انہیں دیکھے گا تو وہ اس حالت میں ہوں گے کہ ان پر قبولیت کے آثار واضح ہیں۔ تبدیلی نے ان کو نئے نئے کپڑے پہنا دیئے ہیں۔ جو اس باختگی نے ان کو ایسا جام پلا دیا جس کے بعد وہ کسی چشمے سے میٹھا پانی طلب نہیں کرتے۔ ان کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ دل خوف زدہ ہیں اور ان کے جگر رنج و غم سے پگھل رہے ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن سے ان کے رب عزوجل نے رشد و ہدایت کا ارادہ فرمایا ہے۔ انہوں نے دنیا کو یقین کی آنکھ سے دیکھا تو جان لیا کہ بے شک انسان کو یونہی بلا حساب و کتاب نہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ انہوں نے بیداری کی سماعت کو کھولے رکھا تو سنا کہ حمد الہی عزوجل کے نغمے گنگنا نے والا گنگنا رہا ہے۔ پس انہوں نے اپنے بلانے والے (یعنی دنیا و مافیہا کے سامان غفلت) کو چھوڑ دیا اور اپنے گنگنا نے والے کی طرف بلند ہونا شروع کر دیا۔ تو دلیل و برہان (یعنی کتاب اللہ) انہیں پکارتی ہے: ”اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰی“ (پ ۳۰، اللیل: ۱۲) ترجمہ کنز الایمان: بے شک ہدایت فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔“

تلاش حق کی راہ میں ان کا پہلا قدم یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ناداروں کو ایسی خلعت اور لباس عطا کیا جاتا ہے جس کے

سب وہ اعزاز و بڑائی میں بادشاہوں سے بلندتر ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اس سفر کے لئے زاوراہ حاصل کر کے شب بیداری کی سواریوں پر سوار ہو جاتے ہیں۔ پھر جب ان پر سحر کی پرفیض ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بصیرت و منزل کو پالیتے ہیں۔

پارسا خواتین کی شان میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ فَالصِّلِحْتُ قِنْتُ حِفْظُ اللَّغِيبِ بِمَا
ترجمہ کنز الایمان: تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں، خاندان کے
پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا۔
حِفْظُ اللَّهِ ط (پ ۵، النساء: ۳۴)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”فَالصِّلِحْتُ قِنْتُ“ سے مراد فرمانبردار خواتین ہیں۔ اور ”حِفْظُ اللَّغِيبِ“ سے مراد اپنے شوہر کی عدم موجودگی میں اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والیاں ہیں۔ ”ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد شوہر کے راز کی اس طرح حفاظت کرنے والیاں ہیں جس طرح اللہ عزوجل نے حفاظت کا حکم دیا۔

(تفسیر بغوی، النساء، تحت الآية ۳۴، ج ۱، ص ۲۳۵، بدون لفظ ”ابن عباس“)

جب کوئی عورت رضائے الہی عزوجل پانے اور حصول ثواب کے لئے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی اور اپنے آپ کو شوہر کے لئے پاک رکھتی ہے تو اس کے لئے عزت و جنت اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ اِلَّا عَلَى
اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِيْنَ ۝
فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُونَ ۝
وَالَّذِيْنَ هُمْ لَا مَنِيَّتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُونَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ
بِشَهَادَتِهِمْ قٰئِمُونَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰٓئِهِمْ
يُحٰفِظُونَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنَّتٍ مُّكْرَمٰتٍ ۝
ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر
اپنی بی بیوں یا اپنے ہاتھ کے مالکینوں سے کہ ان پر کچھ ملامت
نہیں۔ تو جو ان دو کے سوا اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور
وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی
گواہیوں پر قائم ہیں۔ اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ ہیں
جن کا باغوں میں اعزاز ہوگا۔

(پ ۲۹، المعارج: ۲۹-۳۰)

منقول ہے کہ ”ایک صالح شخص نے جنگل میں کسی لڑکی کو تنہا لنگڑا کر چلتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: ”کہاں سے آئی ہو؟“ اس نے جواب دیا: ”محبوب کے پاس سے۔“ پھر پوچھا: ”کہاں جانا ہے؟“ جواب ملا: ”محبوب کے پاس۔“ اس نیک شخص نے پوچھا: ”اس جنگل میں تنہا چلتے ہوئے تمہیں وحشت محسوس نہیں ہوتی؟“ تو اس لڑکی نے بلند آواز سے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی:

﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخْزُوْا فِىْ ذٰلِكَ الَّذِيْ كَفَرْتُمْ وَلَا يَخْزِيْكُمْ
اَللّٰهُ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَوْفَ نَجِيْهِمْ
مِمَّا كُفَرُوْا بِمَنْ اٰمَنُوْا بِهٖمْ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَوْفَ نَجِيْهِمْ
مِمَّا كُفَرُوْا بِمَنْ اٰمَنُوْا بِهٖمْ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَوْفَ نَجِيْهِمْ
مِمَّا كُفَرُوْا بِمَنْ اٰمَنُوْا بِهٖمْ ۝
ترجمہ کنز الایمان: جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے اور جو اس سے
باہر نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا اور وہ
تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

كُنْتُمْ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ (پ ۲۷، الحديد: ۴)

پھر اس نے اس آدمی کو مخاطب کر کے کہا: ”بہادر نوجوان! جس شخص نے اللہ عزوجل کی انیسیت حاصل کر لی وہ دوسروں سے وحشت محسوس کرتا ہے اور جو رضا کا طالب ہے تو وہ اس کے فیصلے پر صبر کرتا ہے۔“

دونوں ہاتھ سونے کی اشرفیوں سے بھر گئے:

حضرت سیدنا عثمان جرجانی قدس سرہ التورانی فرماتے ہیں: ”میں ایک دن بصرہ جانے کے لئے کوفہ سے نکلا تو راستے میں ایک خاتون پر میری نظر پڑی، اس نے اون کا جبہ پہنا اور بالوں کا دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا اور وہ چلتے ہوئے کہہ رہی تھی: ”اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! اس کی منزل کتنی دور ہے جس کا راہنما نہیں۔ اور اس کا راستہ کتنا وحشت ناک ہے جس کا ہم سفر نہیں۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں نے قریب جا کر اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: ”اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟“ میں نے اپنا نام بتایا تو کہنے لگی: ”اے عثمان! اللہ عزوجل آپ کی عمر دراز فرمائے، کہاں کا ارادہ ہے؟“ میں نے کہا: ”بصرہ کا۔“ پوچھنے لگی: ”کس کام کی غرض سے؟“ میں نے جواب دیا: ”اپنی کسی حاجت کے لئے۔“

یہ سن کر وہ کہنے لگی: ”آپ تمام حاجات پوری کرنے والے کو حاجت کیوں نہیں بتاتے کہ وہ آپ کی طرف توجہ فرمائے اور آپ کو اتنی مشقت نہ جھیلنی پڑے؟“ میں نے کہا: ”مجھے ابھی اس کی معرفت حاصل نہیں ہوئی۔“ اس نے کہا: ”حصول معرفت میں کون سی چیز رکاوٹ ہے؟“ میں نے جواب دیا: ”گناہوں کی کثرت۔“ اس نے کہا: ”اللہ عزوجل کی قسم! یہ بہت بری بات ہے، گناہ نہ کیا کرو۔ اگر آپ اپنی رسی کو اس کی رسی سے مضبوط باندھ دیں تو وہ آپ کی حاجت پوری فرما دے گا اور آپ کو کوئی مشقت بھی نہ اٹھانی پڑے گی۔“ اس عورت کی یہ بات سن کر مجھے رونا آ گیا۔ پھر میں نے اس سے دعا کی درخواست کی تو اس نے دعا دی کہ اللہ عزوجل اپنی اطاعت کرنے اور نافرمانی سے بچنے پر آپ کی مدد فرمائے۔ جب میں لوٹنے لگا تو اپنی جیب سے درہم نکال کر آدھے اس کو دیئے اور کہا: ”یہ رکھ لیں، آپ کے کام آئیں گے۔“ اس نے پوچھا: ”یہ آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں؟“ میں نے بتایا: ”میں پہاڑ پر چڑھ کر وہاں سے لکڑیوں کا گٹھا اکٹھا کرتا ہوں پھر اس کو اپنی گردن پر اٹھا کر مسلمانوں کے بازار میں فروخت کرتا اور اس کے بدلے رقم لے لیتا ہوں۔“ اس عورت نے کہا: ”ہاں! یہ حلال کی کمائی ہے اور انسان جو اپنے ہاتھ سے کماتا ہے اسے کھانا حلال ہے، لیکن اے عثمان! اگر آپ صحیح معنوں میں اپنے پالنے والے رب ذوالجلال عزوجل کی اطاعت کریں اور اسی پر کمال بھروسہ کریں تو پہاڑوں کی بلندی سے لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے کی زحمت نہ کرنا پڑے گی۔“ میں نے کہا: ”پھر تو میرے لئے رزق کا کوئی ظاہری سبب باقی نہ رہے گا، میں کہاں سے کھاؤں گا اور کہاں سے پیوں گا؟“ اس نے کہا: ”اے عثمان! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو یہ دکھاؤں کہ میں نے اپنے رب عزوجل سے کیسا معاملہ اور اس پر کیسا بھروسہ کیا ہے؟“

میں نے کہا: ”کیوں نہیں، ضرور دکھائیں۔“ چنانچہ، اس عورت نے اپنے ہاتھ بڑھا کر ہونٹوں کو ابھی جنبش دینا ہی چاہی تھی کہ اس کے دونوں ہاتھ سونے کی اشرفیوں سے بھر گئے۔ پھر اس نے کہا: ”اے عثمان! یہ لیس، اللہ عزوجل کی قسم! یہ سونے کی اشرفیاں ایسی ہیں کہ ان پر کسی بادشاہ و سلطان کا نام منقش (یعنی لکھا ہوا) نہیں اور یاد رکھیں کہ اگر آپ اپنے رب عزوجل سے محبت کریں گے تو وہ آپ کو تمام مخلوق سے بے نیاز کر دے گا اور صرف وہی آپ کے لئے کافی ہوگا۔“

سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! ان لوگوں کی کیا شان ہے جو راتوں کو جاگ کر سخت تاریکی میں اپنے محبوب سے مناجات کرتے، کثرت سے عبادت کرتے ہیں، یقیناً اللہ عزوجل نے اپنے کلام میں انہی لوگوں کی مدح کی ہے:

﴿٦٢﴾ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ کنز الایمان: بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان

والے اور ایمان والیاں۔ (۱)

وَالْمُؤْمِنَاتِ (ب ۲۲، الاحزاب: ۳۵)

ظالم آقا کے ہاتھ شل ہو گئے:

منقول ہے، ”بصرہ میں اسماء نامی ایک عبادت گزار کنیز رہتی تھی۔ بہت حسن و جمال، شیریں زبان اور خوبصورت آنکھوں والی تھی۔ اس کا آقا بھی خوشحال اور صاحب اقتدار تھا۔ ایک دن اس کا حضرت سیدنا صالح مری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے اجتماع سے گزر ہوا۔ اس وقت آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے، وہ وعظ سننے والی عورتوں کی جانب جا کر کھڑی ہو کر وعظ سننے لگی۔ آپ قیامت اور جہنم کی ہولناکیوں اور جہنیموں کے لئے اللہ عزوجل کی تیار کی ہوئی خوف ناک سزاؤں، زنجیروں اور طوق وغیرہ کا ذکر کر رہے تھے۔ اس کنیز نے مردوں، عورتوں کو آپ کے بیان کے سبب گریہ و زاری کرتے ہوئے دیکھا تو اس کے دل میں رقت پیدا ہو گئی، اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس کی بے قراری و اضطراب میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

جب حضرت سیدنا صالح مری علیہ رحمۃ اللہ القوی اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو آنسو بہاتے دیکھا تو لوگوں سے پوچھا:

”یہ کون ہے؟“ بتایا گیا: ”یہ اسماء ہے۔“ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا چہرہ انور اس کی طرف کیا اور اپنے وعظ کے تیر اس کے دل

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کا شان نزول بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اسماء بنت عمیس جب اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل کر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کے باب میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ”نہیں۔“ تو اسماء نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ”حضور! عورتیں بڑے ٹوٹے میں ہیں۔“ فرمایا: ”کیوں؟“ عرض کیا کہ ”ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہوتا ہی نہیں، جیسا کہ مردوں کا ہوتا ہے۔“ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کے دس مراتب مردوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور ان کے ساتھ ان کی مدح فرمائی گئی اور مراتب میں سے پہلا مرتبہ اسلام ہے جو خدا اور رسول کی فرمانبرداری ہے۔ دوسرا ایمان کہ وہ اعتقاد صحیح اور ظاہر و باطن کا موافق ہونا ہے۔ تیسرا مرتبہ قنوت یعنی طاعت ہے۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

میں پیوست کرنے کے ارادے سے کہا: ”اے اپنی نرم آواز سے چیخنے والی! میں دیکھتا ہوں کہ تو قیامت سے خوف زدہ ہے گویا تو اپنے کسی عظیم جرم کا اعتراف کر رہی ہے اور اس کے سبب خوف میں مبتلا ہے۔ تو نے کراما کاتبین اور محافظ فرشتوں کو کئی سال زحمت دی۔ کبھی کبھی گناہوں میں راتیں گزار دیں۔ کتنے نوجوانوں کو تو نے اپنی لچک دار آواز سے ذلیل و خوار کیا۔ اپنے حسن و جمال سے کتنوں کو فتنے میں ڈالا۔ اور کتنوں کو برے کام میں رات بھر بیدار اور انہیں رب عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت اور نماز سے غافل رکھا۔ محافظ فرشتے تیرے برے اعمال پر گواہ ہوں گے۔ تیرے گناہوں سے وہ بھی پناہ مانگتے ہوں گے۔ قیامت کی رسوائی سے پہلے ہی جلدی سے توبہ کر لے اور پل صراط سے پاؤں پھسلنے سے قبل ہی اپنے اندر خوفِ الہی عَزَّوَجَلَّ پیدا کر لے۔ مصائبِ آخرت یاد کر کے اپنے آپ پر کچھ آنسو بہا لے، تجھے تسبیح اور دعا بہت ضروری ہے۔“ اس باندی نے جواب میں کہا: ”اے صالح! ماضی میں میں جہالت و غفلت کی شکار اور اپنی اصلاح سے بے خبر تھی۔ مجھے کہاں خبر تھی کہ میرے ساتھ یہ ہوگا۔ بلکہ میرا آقا تو چاہتا ہے کہ میں عرصہ دراز تک گاتی رہوں لیکن اب میں اپنے بچھلے گناہوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرتی ہوں اور عہد کرتی ہوں کہ اب کبھی بھی گانا نہ گاؤں گی۔“

حضرت سیدنا صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”اے اسماء! یاد رکھ جو گانوں کی آواز بلند کرتا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی پر ڈٹا رہتا ہے، اس کا ٹھکانہ وہ سیاہ آگ ہے جو طاقتور و توانا جسموں کو بھی پگھلا کر رکھ دے گی۔ اور ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن جائے گی۔“ پھر اس باندی نے پکار کر کہا: ”اے صالح! پوشیدگی چھٹ گئی۔ باطل کا خاتمہ ہو گیا اور حق ظاہر ہو گیا اور وفا نے قربت سے نوازا ہے۔“ یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلی گئی، اپنے آقا کے ایک غلام سے کہا: ”اے غلام! تم جانتے ہو کہ میں تم پر کتنی شفیق ہوں، تو تم میرے معاملے کو چھپائے رکھنا۔ یہ میرے کپڑے تم لے لو اور اپنا جبہ مجھ دے دو اور سنو! میرا یہ راز کسی سے مت کہنا۔“ پھر اس باندی نے اپنا لباس اتار کر غلام کا جبہ پہن لیا اور اپنے بال کاٹ کر آقا کے گھر میں ہی کسی خفیہ مقام پر جا چھپی۔ ساری ساری رات عبادت کرتی، سارا سارا دن روزے سے رہتی، سحری کے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرتی، گریہ و زاری کرتی اور خوب گڑ گڑاتی۔ اس کا آقا اس کی جدائی پر غمگین ہونے کی وجہ سے اس کی تلاش میں کئی جگہوں کی خاک چھانتا رہا۔ پھر جب وہ زرد و اور دہلی پتلی ہو گئی تو اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہوئی، روزوں اور راتوں کے قیام کی کثرت نے اسے کمزور کر دیا تھا، وجد و عشقِ الہی عَزَّوَجَلَّ سے اس کا حسن مانند پڑ گیا تھا۔ اس نے آقا کو سلام کیا، سلام کا جواب دینے کے بعد آقا نے پوچھا: ”تم کون ہو؟“ اس نے جواب دیا: ”میں آپ کے دل کا چین و سکون آپ کی باندی اسماء ہوں۔“ آقا نے دریافت کیا: ”تمہاری یہ حالت کیسے ہو گئی؟“ اس نے بتایا: ”نا فرمایوں کی نحوست، جہنم اور اس کی ہولناکیوں کے خوف نے میرا یہ حال کر دیا ہے۔“ آقا نے کہا: ”اگر تو اس سے باز نہ آئی اور اپنے کپڑے پہن کر خود کو نہ سنوارا اور اپنے نفس پر سختیاں کرنا ترک نہ کیں

تو میں تجھے باندھ کر سخت سزا دوں گا۔“ باندی نے جواب دیا: ”آپ کی سزا تو ختم ہو جائے گی لیکن میرے اللہ عزوجل کا عذاب کبھی ختم ہونے والا نہیں، تو اب جو آپ کے دل میں آئے کریں۔“

یہ بات سن کر آقا نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس باندی کو باندھ کر کوڑوں سے مارو، باندی نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر پکارا: ”اے عظمت والے آقا عزوجل! اے وہ ذات جس کے لئے اسماء حسنیٰ ہیں! اے میرے اس آقا کے بھی مالک و مولیٰ عزوجل! میری مدد فرما اور اے ہلاک ہونے والوں کو پناہ دینے والے! اے غم زدوں کی پوشیدہ اور اعلانیہ مدد فرمانے والے! مجھے اپنی پناہ عطا فرما۔“ جب اس کے آقا نے مارنے کے لئے کوڑا اٹھایا تو اس کے ہاتھ شل ہو گئے اور اس نے محسوس کیا کہ کسی نے پیچھے سے اس کو کھینچا ہے لیکن جب پیچھے دیکھا تو کوئی دکھائی نہ دیا۔ پھر اچانک ایک آواز آئی: ”اے اللہ عزوجل کے دشمن! اللہ عزوجل کی ولیہ کو چھوڑ دے۔“ یہ سن کر وہ دھڑام سے زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا، اور اس کے ہاتھوں سے خون بہنے لگا، اس کی باندی اسماء کھڑی ہوئی اور اس کے ہاتھ سے خون صاف کرتے ہوئے کہنے لگی: ”اے مسکین شخص! اپنے گناہوں اور خطاؤں سے توبہ کر کے اپنے مالک حقیقی عزوجل کی اطاعت اختیار کر لے۔“ جب اتفاقاً اس نے باندی سے کہا: ”اے نفس کو مارنے والی! مجھے معلوم نہ تھا کہ تم اس مقام پر پہنچ گئی ہو، اللہ عزوجل کی قسم! اب میں تمہارے راستے میں رکاوٹ کھڑی نہیں کروں گا بلکہ تمہارا رفیق بن کر ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا۔“ پھر وہ دونوں اکٹھے اطاعت و عبادت میں مشغول ہو گئے اور اپنا مال و دولت ترک کر کے بخوشی قناعت اختیار کر لی۔“

اے میرے اسلامی بھائیو! جب عورتوں نے مردوں کی طرح اعمالِ صالحہ اختیار کئے اور انہوں نے اللہ عزوجل کے در رحمت کا قصد کیا، ان سے اعمالِ صالحہ ظاہر ہوئے تو ان کے احوال اچھے ہو گئے، وہ اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو گئیں، اے اپنے اعمالِ قبیحہ پر اصرار کرنے والے اور کثرتِ غفلت کے سبب توبہ میں ٹال مٹول کرنے والے! تو کس طرف جا رہا ہے؟

عشقِ الہی عزوجل میں دیوانی:

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”ایک رات مجھ پر رقت طاری ہوئی تو میں غمگین ہو گیا، آنکھ بھی نہیں لگ رہی تھی، میں نے اپنے دل میں سوچا کیوں نہ میں قبرستان جاؤں، ممکن ہے زیارتِ قبور، یومِ آخرت اور دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے متعلق غور و فکر سے میرا غم زائل ہو جائے۔ چنانچہ، میں قبرستان چلا گیا، لیکن وہاں بھی میں نے اپنے دل کو کشادہ نہیں پایا تو پھر میں نے سوچا کہ بازار چلتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ لوگوں سے مل جل کر میں اپنی بے قراری دور کر سکوں۔ چنانچہ، میں نے ایسا ہی کیا، پھر بھی میرے دل کی تنگی دور نہ ہوئی۔ پھر مجھے پاگل خانے کا خیال آیا کہ مجنون اور پاگل لوگوں اور ان کے افعال کو دیکھ کر

شاید میرے دل کی گھٹن ختم ہو جائے۔ وہاں داخل ہوتے ہی میں نے اپنے دل سے غم کو دور ہوتا ہوا محسوس کیا۔ میں بارگاہِ الہی غزوہ جَلِّ میں عرض گزار ہوا: ”یا اللہ غزوہ جَلِّ! یہاں آنے کے لئے تو نے مجھے چلایا اور بیدار کیا۔“ تو مجھے ایک آواز آئی: ”یہاں ہم تمہیں اپنی حکمت کے تحت لائے ہیں۔“ حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں پاگلوں کی طرف بڑھا تو ایک زرد زو باندی پر میری نظر پڑی، اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور وہ اللہ غزوہ جَلِّ کے ذکر میں مشغول تھی پھر میں نے سنا کہ وہ اس مفہوم کے چند اشعار پڑھ رہی تھی:

”میں اللہ غزوہ جَلِّ کی پناہ طلب کرتی ہوں کہ بغیر کسی جرم کے میرے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیئے گئے ہیں حالانکہ نہ تو میں نے خیانت کی اور نہ ہی چوری۔ میرے سینے میں بھی ایک دل ہے جسے میں جلتا ہوا محسوس کرتی ہوں۔ اے میرے دل کی آرزو! تو یقیناً حق پر ہے۔ اگر میں نے تجھے پورا نہ کیا تو محض اپنی گفتگو سے تجھے دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔“

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں نے پاگلوں کے قریب کھڑے ہوئے لوگوں سے پوچھا: ”اسے کیا ہوا؟“ تو انہوں نے جواب دیا: ”اس کی عقل زائل ہو چکی ہے، اس لئے اس کے آقا نے اسے قید کر دیا ہے۔“ جب باندی نے ان کی یہ بات سنی تو گہری سانس لیتے ہوئے کچھ اشعار پڑھنے لگی، جن کا مفہوم یہ ہے:

”اے لوگو! میں نے کوئی جرم نہیں کیا، بلکہ میں تو دیوانی ہوں اور میرا دل ہی میرا محبوب دوست ہے اور تم نے میرے ہاتھ باندھ رکھے ہیں، حالانکہ میں نے سوائے محبت کے کوئی جرم نہیں کیا، میں تو اپنے محبوب کی محبت میں فنا ہوں اور اس کے در سے ہٹنے والی نہیں، تم جو کچھ میرے لئے بہتر سمجھتے ہو وہ میرے لئے برا ہے اور جو میرے لئے برا سمجھتے ہو وہ میرے لئے بہتر ہے۔“

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”اس کا یہ کلام سن کر میں رونے لگا، میرا دل بے قرار ہو گیا، جب اس نے میرے چہرے پر آنسو بہتے ہوئے دیکھے تو کہنے لگی: ”اے سری! اوصافِ الہیہ غزوہ جَلِّ من کر آپ کا یہ حال ہو گیا تو اگر آپ کو اس کا کماؤ عرفان حاصل ہو جائے تو پھر آپ کا کیا حال ہوگا؟“ میں نے کہا: ”تجربہ ہے مجھے یہ باندی کیسے پہچانتی ہے؟ جبکہ میری اس سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔“ تو اس نے کہا: ”اے سری! جب سے مجھے معرفت حاصل ہوئی ہے، میں جاہل نہیں رہی۔ جب سے عبادت میں مشغول ہوئی ہوں تو کبھی غافل نہیں ہوئی، جب سے وصال ہوا کبھی جدائی نہیں ہوئی، جب سے اس کا دیدار کیا تب سے حجاب حائل نہ ہوا، اور اہل درجات تو ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔“ پھر اس نے اس مفہوم کے اشعار پڑھے:

”معرفت الہی غزوہ جَلِّ کی حقیقت میرے باطن کے نور میں متحقق ہو چکی ہے، اب میرا دل خالصہ اپنے محبوب ہی کے لئے ہے، اب میں ہمیشہ اپنے رب غزوہ جَلِّ کے اوصاف بیان کرتی رہوں گی۔ کیا کوئی عاجز غلام اپنے آقا کے اوصاف بیان کر سکتا ہے؟“

حضرت سید ناسری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں نے کہا: میں تمہیں محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور یہ کہ تم پر وجد کا ظہور ہوتا ہے، تم کس سے محبت کرتی ہو؟“ اس نے جواب دیا: ”اس ذات سے جس نے اپنے رحم و کرم سے ہمیں اپنی معرفت عطا فرمائی، جس نے اپنے انعامات سے ہمیں اپنا محبوب بنا لیا، جس کی عطا کے بادل ہم پر برستے ہیں، جو دلوں کے بہت قریب ہے، غموں کو دور کرتا اور نافرمانوں سے درگزر فرماتا ہے۔“ پھر میں نے پوچھا: ”تمہیں یہاں کس نے قید کیا ہے؟“ اس نے کہا: ”حاسدین اور بغض رکھنے والوں نے، انہوں نے مجھ پر زیادتی کی اور مجھے مجنونہ کا نام دے کر یہاں ڈال دیا حالانکہ وہ خود اس نام کے زیادہ حق دار ہیں۔“ پھر اس نے اس مفہوم کے چند اشعار پڑھے:

”اے وہ بزرگ و برتر ہستی جس نے میری تنہائی کو دیکھ کر مجھے اپنے وصل کے قرب سے مانوس اور کیف و سرور کی لذتوں سے آگاہ کیا! میں غافل تھی اس نے مجھے بیدار کیا، میں اونگھ رہی تھی اس نے مجھے جگا دیا۔“

حضرت سید ناسری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں نے اس کا نام پوچھا تو بولی: ”نام کو چھوڑیں جو آپ نے میری باتیں سنیں پہچان کے لئے وہی کافی ہیں۔“ ابھی گفتگو جاری تھی کہ اس کا آقا بھی آ گیا، اس نے اپنی باندی کے نگران سے پوچھا: ”تخفہ کہاں ہے؟“ نگران نے جواب دیا: ”اس کے پاس حضرت سیدنا شیخ سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی موجود ہیں، انہوں نے اس سے ایسی گفتگو کی کہ وہ ان کی باتیں بڑے غور سے سننے لگی۔“ اس کا مالک بھی ان کے پاس چلا آیا اور آپ کو دیکھ کر تعظیماً دست بوسی کی اور عرض کی: ”یا سیدی! آپ کی برکت سے یہ باندی نرم دل ہو گئی ہے۔“ آپ نے دریافت فرمایا: ”تمہیں اس کی کون سی عادت بری لگی؟“ تو اس نے جواب دیا: ”یا سیدی! یہ باندی سارنگی بجاتی تھی، مجھے اچھی لگی میں نے بیس ہزار درہم میں اسے خرید لیا کیونکہ یہ بہت خوبصورت تھی اور مجھے اس کا سارنگی بجانا بھی بہت پسند تھا۔ مجھے اُمید تھی کہ میں اس سے دو گنا نفع حاصل کروں گا۔ ایک دن میں اس کے پاس آیا، سارنگی اس کی گود میں تھی اور یہ اس مفہوم کے چند اشعار گنگنا رہی تھی:

”تیرے حق کی قسم! میں نے نہ تو اپنے عہد کو توڑا اور نہ ہی اپنی محبت کے صاف ستھرے چشمے کو گدلا کیا بلکہ میرا سینہ اور دل تو محبت سے بھرا ہوا ہے پس مجھے کس طرح قرار اور سکون مل سکتا ہے۔ اے میرے پروردگار غسّوْ خَلِّ! تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں پس تو بھی مجھے اپنی ہندی دیکھ کر مجھ سے راضی ہو جا۔“

جب یہ نغمے سے فارغ ہوئی تو بہت دیر تک روتی رہی، اور سارنگی کو زمین پر مار کر توڑ دیا اور چیخنے چلانے لگی، اس کی عقل زائل ہو گئی، میں سمجھا کہ یہ کسی کی محبت میں گرفتار ہے لیکن جب میں نے اس کی حالت کے متعلق غور کیا تو محبت کا کوئی نشان دیکھنے میں نہ آیا۔“ حضرت سید ناسری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں نے اس باندی سے پوچھا: ”کیا اسی طرح ہوا جیسا کہ انہوں نے بتایا ہے؟“ تو اس نے جواب میں کچھ اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”حق تعالیٰ نے میرے دل کو مخاطب فرمایا تو وعظ و نصیحت میری زبان پر جاری ہو گئی۔ پس اس نے جدائی کے بعد مجھے اپنا قرب عطا فرمایا، اور مجھے اپنی خاص بندی بنا لیا۔ جب اس نے مجھے ندا دی تو میں نے بھی برضا و رغبت اس کی ندا پر لبیک کہا۔“

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس کے آقا سے فرمایا: ”تم اس کو آزاد کر دو میں اس کی قیمت ادا کرتا ہوں۔“ اس کا آقا زور سے چلایا اور کہنے لگا: ”آپ تو فقیر ہیں، اس کی قیمت کہاں سے چکائیں گے؟“ میں نے کہا: ”جلدی نہ کرو تم یہیں رہو، میں اس کی قیمت کا اہتمام کرتا ہوں۔“ حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں اپنے گھر گیا، میری آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اور میرا دل اس باندی کے سبب غمگین تھا، میں نے وہ رات اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گریہ و زاری کرتے، اس کی طرف توجہ کرتے اور اپنی حاجت برآنے کے لئے اسی پر توکل کرتے ہوئے گزاری۔ سحری کے وقت دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی تو میں نے پوچھا: ”دروازے پر کون ہے؟“ جواب ملا: ”آپ کا دوست ہوں جو اللہ عزوجل کی طرف سے کسی کام کے لئے حاضر ہوا ہوں۔“ میں نے دروازہ کھولا تو خوبصورت اور صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک نوجوان کھڑا تھا، اس کے ساتھ ایک خادم، شمع اور پانچ بدر (یعنی مال کی وہ تھیلی جس میں دس ہزار درہم ہوں) اونٹوں پر تھیں۔ میں نے پوچھا: ”اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے، تم کون ہو؟“ اس نے جواب دیا: میں احمد بن شعیب ہوں، مجھے اللہ عزوجل نے اپنی عطا و بخشش سے نوازا ہے اور اس نے بخل نہیں کیا اور مجھے اتنا مال عطا فرمایا کہ انسان اس کو اٹھانے سے عاجز ہیں، میں سو رہا تھا کہ ایک آواز آئی: ”اے احمد! کیا تم ہم سے ایک معاملہ کرو گے؟“ میری نیند اڑ گئی، میں نے کہا: ”مجھ سے زیادہ اور کون اس بات کا حق دار ہوگا کہ اس سے معاملہ کیا جائے؟“ آواز آئی: ”پانچ بدر مال سری سقطی کو دے دو کہ وہ تحفہ نامی کینر کے مالک کو دے کر اس کو غلامی کی قید سے چھڑائے گا اور تم ہماری جانب سے جہنم سے آزادی کا پروانہ پاؤ گے کہ ہم ہی اس پر نظر عنایت فرمانے والے اور لطف و کرم کرنے والے ہیں۔“ چنانچہ، میں مال لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ساری صورت حال بھی بیان کر دی ہے۔“

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا۔ جب نماز فجر پڑھ لی اور دن کی روشنی پھیل گئی تو میں احمد بن شعیب کا ہاتھ پکڑ کر اسے پاگل خانے لے گیا، تحفہ کا نگران دائیں بائیں دیکھ رہا تھا لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: ”خوش آمدید! تحفہ کے پاس چلیں، وہ بہت غمزہ ہے اور اس کا تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بہت بڑا مقام و مرتبہ ہے اس لئے کہ کل شام مجھے غیب سے یہ آواز سنائی دی تھی: ”تحفہ کا تعلق تو مجھ سے ہے، وہ میری نوازشات سے کسی لمحہ بھی خالی نہیں ہوتی، اس نے قرب کی گھڑیاں پائیں تو بلند مرتبہ حاصل کر لیا۔“ میں جلدی سے بیدار ہوا اور ہاتھ غیبی کے کلام کو دہراتا رہا یہاں تک کہ میں نے آپ کو دیکھ لیا۔“ حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”ہم تحفہ کے پاس گئے تو اس کو اس مفہوم کے اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

”میں نے صبر کا دامن تھامے رکھا یہاں تک کہ میرا صبر تیری محبت پر فخر کرنے لگا، میں نے اپنی دیوانگی کو چھپائے رکھا لیکن تجھ سے اپنے معاملے کو مخفی نہ رکھ سکی، تیری محبت میں میرا بیڑیاں پہننا اور قید کی تنگی سہنا ہی میرا صبر ہے، اگر تو مجھ پر اس حالت میں راضی و خوش ہے تو زمانے کی طوالت کی مجھے کوئی پروا نہیں کہ تو ہی میرا سب سے بڑا غم گسار ہے، اور اے میرے رب عزوجل! بے شک تو ہی میرا پالنے والا اور میری مصیبت نالنے والا ہے۔“

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”اشعار پڑھنے کے دوران ہی اس کا مالک بھی روتا ہوا آ گیا، میں نے کہا: ”آپ نے زحمت کیوں کی؟ ہم خود آپ کے پاس تحفہ کی قیمت لے کر آئے ہیں، اور مزید پانچ ہزار درہم بطور نفع بھی لائے ہیں۔“ اس نے کہا: ”اللہ عزوجل کی قسم! میں نہیں لوں گا۔“ میں نے کہا: ”دس ہزار درہم چاہتے ہو؟“ اس نے قسم کھاتے ہوئے کہا: ”میں نہیں لوں گا۔“ میں نے کہا: ”اتنا مزید نفع چاہتے ہو؟“ اس نے تیسری بار کہا: ”خدا عزوجل کی قسم! میں نہیں لوں گا اور اگر آپ مجھے دنیا اور اس کا تمام مال و اسباب بھی دے دیں تب بھی قبول نہیں کروں گا، میں اس کو رضائے الہی عزوجل کے لئے آزاد کرتا ہوں۔“ میں نے پوچھا: ”مجھے بتاؤ، ماجرا کیا ہے؟“ اس نے کہا: ”یاسیدی! رات کو خواب میں کسی نے مجھے سخت کلمات کے ساتھ ملامت کرتے ہوئے کہا: ”اے اللہ عزوجل کے دشمن! تو اللہ عزوجل کی ولیہ کی توہین کرتا ہے۔“ میں کانپتے ہوئے بیدار ہو گیا، اب مجھے دنیا ذلیل لگنے لگی ہے اور اپنی تمام اشیاء کو چھوڑ کر اپنے رب عزوجل کی طرف بھاگنا چاہتا ہوں۔“ یہ کہہ کر وہ روتا ہوا جدھر منہ آیا چل دیا۔ حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں احمد بن شعیب علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی طرف متوجہ ہوا تو ان کو بھی روتے ہوئے پایا۔ ان پر قبولیت کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے پوچھا: ”تم کیوں روتے ہو؟“ کہنے لگے: ”میں ابھی تک اپنے رب عزوجل کو راضی نہ کر سکا اور نہ ہی اپنا مال قبولیت کے مقام پر پاتا ہوں، اب میں یہ سب اس کی رضا کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔“ میں نے کہا: ”یہ سب تحفہ کی برکتیں ہیں۔“ پھر تحفہ کھڑی ہوئی، اپنا لباس تبدیل کر کے اون کا جبہ پہن لیا اور بالوں کا دوپٹہ اوڑھے منہ آسمان کی طرف بلند کر کے چل پڑی، ہم بھی اس کے ساتھ ہی چلنے لگے۔ وہ یہ کہتی ہوئی جا رہی تھی:

”میں اس کی بارگاہ کی طرف بھاگی اور اسی کی محبت میں روئی اور حق تو یہ ہے کہ وہی میرا مالک حقیقی ہے، میں ہمیشہ اسی کی بارگاہ میں حاضر رہوں گی یہاں تک کہ اپنی آرزوؤں کے مطابق اپنا حصہ وصول کر لوں۔“

ہم اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے یہاں تک کہ وہ یہ کہتی ہوئی شہر سے باہر نکل گئی:

”اے لوگوں کو خوشی اور مسرت دینے والے! میرا سرور تو تو ہی ہے۔ اے لوگوں کو زندگی عطا کرنے والے! میری راحت

تو تجھی سے ہے، میرے لئے جنت و دوزخ، میری نعمتیں اور میرا نمگسار سب کچھ تو ہی تو ہے۔“

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”پھر چلتے چلتے وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی، اس کے مالک

اور احمد بن ثنی نے کچھ عرصہ میری صحبت اختیار کی۔ جب اس کے مالک کا انتقال ہو گیا تو ہم حج کے ارادے سے بیت اللہ شریف پہنچے۔ طوافِ کعبہ کے دوران ہمیں یہ درد بھری آواز سنائی دی: ”میں نے تیری محبت میں رسوائیاں چھیلیں، اب تیرے قرب کی امید وار کیونکر نہ ہوں کہ تو ہی اپنے عشق میں گرفتار اُن دلوں کی شکایت دور کرنے والا ہے جو ہجر و فراق کا شکار ہیں۔ اے نفس! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے گناہوں کی وجہ سے تیرا محاسبہ کر لیا تو تو برباد ہو جائے گا لہذا اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے عفو و درگزر اور رضامانگ لے۔“

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں نے اس آواز والے کو تلاش کیا تو مجھے ایک عورت دکھائی دی جس کی عقل اور حالت کچھ ٹھیک دکھائی نہیں دے رہی تھی، اس نے مجھے دیکھ کر کہا: ”السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اے سری!“ میں نے جواب میں وَعَلَیْکِ السَّلَامُ کہنے کے بعد پوچھا: ”تم کون ہو؟“ وہ کہنے لگی: خدائے وحدۃ لا شریک کی معرفت کے بعد بھی اظہارِ ناواقفیت ہو رہا ہے، آپ ابھی تک حجاب میں ہیں، آپ کے دل پر عشق نے قبضہ نہیں جمایا۔“ یہ کہنے کے بعد اس نے بتایا: ”میرا نام تحفہ ہے۔“ میں نے پوچھا: ”خود کو لوگوں سے الگ تھلگ کرنے کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے کیا نفع دیا؟“ اس نے کہا: ”میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے میری تمام امیدیں اور آرزوئیں پوری کر دیں اور میرے دل کو اپنے غیر سے خالی کر دیا۔“ اس کے بعد وہ روتی رہی اور اس پر بے چینی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ پھر اُس نے اپنا سراٹھا کر یوں عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اہل تقویٰ کامیاب ہو گئے، متقین نے نجات پائی، اور وہ شخص ذلیل و رسوا ہوا جس کے حصے میں بدبختی آئی، اے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ! میں تیری بارگاہ میں التجا کرتی ہوں کہ اپنے وصال اور ملاقات سے قرب عطا فرما اور مجھے اپنے پاس بلا لے کہ مجھے دنیا میں رہنے کی حاجت نہیں۔“ پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر تشریف لے آئی۔ ہم نے اسے حرکت دی تو دیکھا کہ اس کی روح قفسِ غنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ جب احمد بن ثنی علیہ رحمۃ اللہ النبی کی اس پر نظر پڑی تو اُن کے دل پر رقت طاری ہو گئی اور وہ بھی زور زور سے رونے لگے، پھر انہوں نے بھی بلند آواز سے چیخ ماری اور زمین پر گر پڑے اور ہمیشہ کے لئے دُنیا سے کوچ کر گئے۔ حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں دونوں کی تجھیز و تکلفین کے بعد واپس آ گیا۔ مجھے اس واقعہ سے بہت تعجب ہوا۔“

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ! ان لوگوں کی خوب شان ہے جنہوں نے احکامِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کی بجا آوری میں کوئی کوتاہی نہ کی، کائنات کو نگاہِ عبرت سے دیکھا اور غور و فکر کیا اور لغزشوں کو یاد کر کے فکرِ آخرت کی اور عبرت حاصل کی، ان کو یہ بات سمجھ آ گئی کہ مقبول بندے اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے جا ملے اور اپنے مقاصد پانے میں کامیاب ہو گئے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



عیدوں کی عید

بیان 51:

حمد باری تعالیٰ:

سب تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو وجود کے وجود سے بھی پہلے سے ہے۔ فضل و کرم اور جو جس کی صفات ہیں۔ اپنی یکتائی میں اولاد، آباء اور اجداد سے منزہ ہے۔ اپنی ذات میں بیوی، بیٹا، باپ اور اپنی طرف ہر منسوب سے پاک ہے۔ ایسا علیم ہے کہ ریت کے ذرات، پانی کے قطرات اور خوشوں اور بالیوں کے دانوں کی تعداد کو جانتا ہے۔ ایسا بصیر ہے کہ خشک وتر میں انتہائی سیاہ و تاریک راتوں کے اندھیروں میں بھی چھوٹی سی چیونٹی کی حرکات کو دیکھتا ہے۔ ایسا حکیم ہے کہ اس نے اپنی حکمت سے مضبوط اور سخت چٹانوں سے دریاؤں کو جاری فرمایا۔ اور خشک لکڑیوں سے تازہ پھل نکالے۔ عقلیں اس کی مثال نہیں دے سکتیں۔ اطراف عالم اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ مقدار اس کو روک نہیں سکتی۔ زمانے اسے فنا نہیں کر سکتے۔ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ وہ ہی تنہا عبادت کے لئے لائق ہے۔ ایسا عطا فرمانے والا ہے کہ کوئی اس کی عطا کو روک نہیں سکتا اور کوئی بھی اس کے فیصلے کو ٹال نہیں سکتا۔

ایسا کریم ہے کہ بندے کو اپنی بارگاہ عالی سے کتنی ہی مرتبہ روگردانی کرتے ہوئے دیکھتا ہے پھر بھی اسے بہت بڑا ثواب عطا فرماتا ہے۔ ایسا حلیم ہے کہ گنہگار کو اپنی رحمت میں چھپالیتا ہے حالانکہ کئی مرتبہ اسے اپنی نافرمانی میں مستغرق دیکھتا ہے۔ ایسا عفا ہے کہ گناہوں کو بخش دیتا، عیبوں کو چھپاتا اور گذشتہ خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے۔ ایسا قہار ہے کہ بڑے بڑے جابر اس کے غلبہ کو روک نہ سکے۔ وہ سب پر غالب ہے اور اس نے شکست و ریخت کو بڑے بڑے حملہ آوروں کا مقدر کر دیا۔ اور جس نے اس کے مقابلے میں عناد کی تلوار کو کھینچ کر تان لیا اس نے اپنے قرب سے دُوری کے نیزے سے اس پر وار کر دیا۔ اس نے اپنے انوار و تجلیات کے ادراک میں کوشاں فکروں کو حیرت زدہ کر دیا۔ اس نے اپنے قدیم جلال کی حقیقت تک عقلوں کو رسائی سے غافل کر دیا۔ اس نے زبانوں کو فصاحت و قادر الکلامی کے باوجود اپنے افعال کے راز کے اشارات کو بیان کرنے سے گونگا کر دیا۔ اس نے دلوں کو اپنا احاطہ کرنے سے حیرت میں ڈال دیا پس وہم و خیال سے اس کا قصد نہیں کیا جاسکتا۔

وہ ہمیشہ سے ہے۔ بزرگی والا ہے۔ بہت عطا فرمانے والا ہے۔ تنہا و یکتا ہے۔ بیٹے اور باپ، شریک و معاون سے پاک ہے، اپنے مشابہ و مماثل اور مخالف و مقابل سے بلند تر ہے۔ تمام نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ ہر خوبی و فضیلت سے سراہا جاتا ہے۔ جو اپنے کمزور اور نافرمان بندے کو اپنی رحمت کے پردے میں چھپالیتا ہے۔ وہ ہر لمحہ اسے دیکھ اور اس کا مشاہدہ فرما رہا ہے۔ وہی ہے جسے رب کہا جاتا اور جس کی عبادت کی جاتی ہے۔ حقیقت یکتائی میں منفرد ہے۔ خیالی اوہام سے پاک ہے۔ وہ اپنی

بقا میں فنا و مثلیت سے پاک ہے۔ ہر نہاں و عیاں چیز کو جانتا ہے۔ عقلیں اس کی عظمت و بڑائی میں حیرت زدہ ہیں۔ وہ اس کے لئے کوئی جگہ پہچان نہ سکیں۔ افکار نے اس کی شان بے نیازی کو شمار کرنے کا ارادہ کیا مگر عقلی علوم سے اس کی معرفت نہیں ہو سکتی۔ وہ مشابہ و رشتہ دار سے بلند و برتر ہے۔ حصہ دار و رفیق سے پاک ہے۔ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا اور رجوع کرنے والے کو محبوب و دوست رکھتا ہے۔ اس کے دروازے پر کوئی دربان ہے نہ کوئی روکنے والا۔ جس نے اس کے علاوہ سے امید لگائی وہ بد بخت اور خائب و خاسر ہوا۔ اور جس نے اس کی عطا کے دروازے پر پڑاؤ ڈالا وہ مقاصد و مطالب پانے میں کامیاب ہو گیا۔ جو اس کے قرب کی حلاوت کو چکھ لیتا ہے وہ اس کی قدرتوں کے عجائب و غرائب کو دیکھتا ہے۔ جو تمام جہان سے منہ پھیر کر اس سے لو لگاتا ہے وہ اسے بلندی اور اعلیٰ مراتب پر ترقی عطا فرماتا ہے تو تنگی و پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ سحر کے وقت خاص تجلی کا ظہور ہوتا ہے اور پکارا جاتا ہے: ”ہے کوئی مغفرت کا طلبگار۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا۔“ اور مانگنے والوں کی حاجتوں کو پورا کیا جاتا ہے۔ اور جو دو بخشش کی خلعتوں سے توبہ کرنے والوں کو نوازا جاتا ہے۔

پاک ہے وہ جو سب کا معبود ہے۔ جس کی وحدانیت کی گواہی آسمان اور اس میں موجود تمام عجائبات نے دی۔ جس کی ربوبیت کا اقرار زمین نے مشرق و مغرب ہر جگہ کیا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا خاص نبی بنایا۔ وہ نبی جو ہمیشہ قائم رہنے والا دین لے کر تشریف لائے۔ جو تمام اخلاق حمیدہ کے حامل ہیں۔ اللہ عز و جل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے نفس و جود کو شرف بخشا۔ سعادت کو درجہ کمال عطا کیا۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بلند مراتب پر فائز فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس مبارک مہینے (یعنی ربیع النور شریف) میں ظاہر فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر عیب سے پاک و سلامت پیدا کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی وجہ سے (ایران کے آتش کدہ میں ایک ہزار سال سے روشن) آگ بجھ گئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے بت اوندھے منہ گر پڑے۔ ایوان کسری لرزہ بر اندام ہو گیا۔ سختیاں اور مصائب دور کر دیئے گئے، شیاطین کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا، اور ان کے کان آسمانی کلام سننے سے بہرے ہو گئے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”لَا يَسْمَعُونَ إِلَى الْمَلَأِ الْأَعْلَى وَيُقَدِّفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۖ دُخُورًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ“ (ب ۲۳، الصفات: ۸۱-۹۰) ترجمہ کنز الایمان: عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے اور ان پر ہر طرف سے مار پھینک ہوتی ہے۔ انہیں بھگانے کو اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب۔“

یہی وہ نبی مکرّم اور رسول معظّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن پر قرآن مجید میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ”إِنَّا نُنزِّلُ السَّمَاءَ

الدُّنْيَا بِزِينَةٍ ۖ الْكَوَاكِبِ“ (ب ۲۳، الصفات: ۶) ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو تاروں کے سنگار سے آراستہ کیا۔“

اللہ عز و جل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لوی بن غالب کی اولاد سے پیدا فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام

مشرق و مغرب والوں پر فضیلت دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سماعت مبارکہ ایسی کہ عرش پر قلم کے چلنے کی آوازیں لیتے ہیں اور بصارت مبارکہ ایسی کہ ساتوں آسمان نظر میں ہیں۔ زبان مبارکہ ایسی کہ کبھی اپنی مرضی سے کلام فرمایا، نہ ہی کبھی جھوٹی بات منہ سے نکالی (کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات وحی الہی عزوجل سے ہے)۔ ہاتھ ایسے مقدس کہ جن کی برکات کھانے پینے والی اشیاء میں عام و ظاہر۔ قلب اطہر ایسا جو کبھی غافل ہوتا، نہ ہی کبھی سوتا، ہر گھڑی ہر لمحہ عبادت الہی میں مشغول رہتا۔ قدم مبارک وہ جسے اونٹ بوسہ دے تو اس کا خوف دور ہو جائے۔ گوہ (ایک جانور کا نام ہے) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائی۔ درختوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا۔ پتھروں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کیا اور کھجور کا تنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں دیوانہ ہو گیا۔

مردی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ" یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

(الفتوحات المکیة لابن عربی، الباب العاشر فی معرفة دورة الملك..... الخ، ج ۱، ص ۳۵۱)

حضرت سیدنا ابو محمد مکی اور حضرت سیدنا ابواللیث سمرقندی رحمہما اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں: "جب حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سے زمین پر اتارا گیا تو آپ علیہ السلام نے عرض کی: "يَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ" مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری لغزش معاف فرما اور میری توبہ قبول فرما۔" تو اللہ عزوجل نے استفسار فرمایا: "اے آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! تجھے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پہچان کیسے حاصل ہوئی؟" عرض کی: "يَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ! جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے اپنا سر تیرے عرش کی جانب اٹھایا تو اس پر یہ لکھا ہوا پایا، "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ." تو میں نے جان لیا کہ تیرے نزدیک اس ہستی سے بڑھ کر قدر و منزلت والا کوئی نہیں، پس میں نے تیری بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کیا۔" جب حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی تو اللہ عزوجل نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اپنے حبیب کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ان کی لغزش معاف فرمادی۔"

(المستدرک، کتاب آیات رسول اللہ ﷺ، باب استغفار آدم علیہ السلام، الحدیث ۴۲۸۶، ج ۳، ص ۵۱۷، بغنیہ)

نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چمک دمک:

اللہ عزوجل نے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک میں بطور امانت رکھا اور ان کو جنت میں ٹھہرا کر فرشتوں سے سجدہ کرایا، اس کے بعد حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس ودیعت کئے گئے نور کی قدر و منزلت کی پہچان کرائی اور فرمایا: "دونوں پاک و صاف ہو کر تسبیح و تقدیس کرو پھر اپنی اہلیہ حواء کا حق زوجیت ادا کرو کہ میں تم دونوں سے اپنے فیض آثار نور کا ظہور فرمانے والا ہوں۔" پس آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم الہی عزوجل کے

مطابق عمل کیا اور اللہ عزوجل نے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت سیدتنا حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں منتقل فرما دیا۔ یہ شبِ بختہ اور رجب المرجب کی بارہویں رات تھی۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نور کو حضرت سیدتنا حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیشانی میں سورج کی مانند دائرے کی صورت میں دیکھا کرتے۔ جب حضرت سیدنا شعیث علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں منتقل کر دیا گیا۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے ہوئے اور جوانی کی حدود میں قدم رکھا تو حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ علیہ السلام سے عہد و پیمان لیا کہ وہ اس خدائی راز کو کسی پاک باز بی بی میں ہی منتقل فرمائیں گے تاکہ یہ کسی پاک باز مرد تک ہی منتقل ہو۔ اس طرح یہ مبارک نور نیک مردوں کی پشتوں سے نیک عورتوں کے رحموں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا کہ یہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گیا۔

جب یہ نور حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منتقل ہوا تو اس کی برکت سے وہ ہر قسم کے خوف سے بے پروا ہو گئیں، جب اللہ عزوجل نے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رفیع الشان صلبوں سے بلند رتبہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر کی طرف منتقل فرمایا تو اس منتقلی کے ساتھ ہی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں۔ ساری مخلوق ایک دوسرے کو بشارتیں دینے لگی، زمین و آسمان میں اعلان کر دیا گیا: ”اے عرش! وقار و سنجیدگی کا نقاب اوڑھ لے۔ اے کرسی! فخر کی زرہ پہن لے۔ اے سدرۃ المنتہی! خوشی سے جھوم جا۔ اے ہیبت اور رعب و دبدبہ کے انوار! تم بھی خوب روشن ہو جاؤ۔ اے جنت! خوب آراستہ و پیراستہ ہو جا۔ اے محلات کی خورو! تم بھی بلندی سے دیکھو۔ اے رضوان (باغبانِ جنت)! جنت کے دروازے کھول دے اور خورو غلماں کو سامانِ زینت سے آراستہ و پیراستہ کر کے کائنات کو خوشبوؤں سے معطر کر دے۔ اے مالک (داروئے جہنم)! جہنم کے دروازے بند کر دے۔ کیونکہ آج کی رات میری قدرت کے خزانوں میں چھپا ہوا نور اور راز عبد اللہ سے جدا ہو کر آمنہ کے بطن میں منتقل ہونے والا ہے اور اس نور کے منتقل ہوتے ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خالص یقین ظاہر ہو گیا اور آستیں آپ کے پیٹ کے بچے سے لپٹ گئیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شکمِ مادر میں منتقل ہونے کے پہلے مہینے شاہ ایران کے محل ”کسری“ میں زلزلہ برپا ہو گیا۔ دوسرے مہینے کائنات بشارتوں سے منور ہوئی۔ تیسرے مہینے دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ چوتھے مہینے وادی ساوہ خشک ہو گئی۔ پانچویں مہینے بحیرہ طبریہ رک گیا۔ چھٹے مہینے مالکِ حقیقی کے پوشیدہ راز کی بناء پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ محترم اس جہان فانی سے کوچ کر گئے، ساتویں مہینے ایران کا آتش کدہ بجھ گیا، آٹھویں مہینے ایوان کسری میں دراڑ پڑ گئی اور کسری ذلیل و خوار ہوا۔ نویں مہینے کسری کے سر سے تاج گر گیا اور اس کی مصیبت و تکلیف شدت اختیار کر گئی، اس نے کانہوں اور راہوں سے اس بارے میں دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ بنی عدنان کے سردار کی ولادت کا وقت قریب آچکا ہے اور وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم ہوں گے اور ان کو دلیل و برہان کے ساتھ مبعوث فرمایا جائے گا، نیز ان کے اوصاف تو رات و انجیل اور زبور میں موجود ہیں اور ان کا دین تمام ادیان پر غالب ہوگا۔

حضرت سیدنا ابن ابی زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ”شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ماہِ ربیع الاول شریف کی بارہ تاریخ پیر کے دن عام الفیل میں ہوئی۔“
(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ولادۃ رسول اللہ ﷺ، ج ۱، ص ۱۶۱)

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند:

اس عظیم الشان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری پر ساری کائنات خوشی سے جھوم اٹھی۔ اس ماہِ مبارک کی پہلی رات حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عجیب کیف و سرور حاصل ہوا۔ دوسری رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حصولِ مطلوب کا مژدہ ملا۔ تیسری رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا گیا کہ آپ کے شکمِ اطہر میں جو ہستی ہے وہ ہماری حمد بجالانے اور شکر ادا کرنے والی ہے۔ چوتھی رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ملائکہ کی تسبیح سنی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا اعلان کر رہے تھے۔ پانچویں رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نور والے اور بلند یوں کے مالک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دے رہے تھے۔ چھٹی رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایسا دائمی فرحت و سرور حاصل ہوا کہ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہ کمزور پڑیں، نہ آپ کو کبھی تھکاوٹ ہوئی۔ ساتویں رات اللہ عزوجل نے اپنی رضا کا نور پھیلا یا تو وہ ہر طرف پھیل گیا۔ آٹھویں رات ولادتِ شہِ دین کا وقت قریب آنے کی وجہ سے ملائکہ نے حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانہِ اقدس کا چکر لگایا۔ نویں رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سعادتوں اور تونگری کی ابتداء ہوئی۔ دسویں رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تھکاوٹ و تکلیف جاتی رہی۔ گیارہویں رات حضور سید المرسلین، جنابِ رَحْمَۃِ لِّلْعٰلَمِیْنَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس جہانِ فانی میں تشریف لائے تو سارا گھر نور سے منور ہو گیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شک و شبہ اور ڈر ختم ہو گیا، صفا و مروہ پہاڑ خوشی سے جھوم اٹھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں جلوہ گرہوتے ہی اپنے پروردگارِ حقیقی عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور اپنی انگلی آسمان کی جانب اس طرح بلند کی جیسے کوئی شخص عاجزی و انکساری سے اپنے مالک کے سامنے ہاتھ بلند کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو کائنات میں بکھر گئی، ملائکہ نے تکبیر و تہلیل (اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ) کے نعرے لگائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عظمت و جلالت والے چہرہ اقدس کے مبارک نور سے ساری زمین بقعہ نور (یعنی نور کا کلا) بن گئی۔

حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ”میں نے سفید بادلوں کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا جنہوں نے نبی رحمت، شفیع اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے چھپالیا پھر میں نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا: ”اے فرشتو! انہیں مشرق و مغرب کا طواف کراؤ، انہیں تمام سمندری مخلوق، جنگلوں، جانوروں اور خالی جگہوں میں رہنے والے جنوں کے پاس سے گزارو اور انہیں ہر ذی روح پر پیش کرو تا کہ وہ انہیں ان کے نام اور اوصاف کے ساتھ پہچان لیں، نیز انہیں سب انبیاء علیہم السلام کی جائے ولادت کا بھی چکر لگواؤ تا کہ ان کی برکت کے آثار و نشانات ان کو بھی عام ہوں۔“

حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزید فرماتی ہیں: ”پھر وہ بادل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہو گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے اور نیچے سبز ریشم بچھا ہوا تھا۔ تین افراد بڑی تیزی سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جانب بڑھے ایک کے پاس سرخ سونے کا طشت، دوسرے کے پاس موتیوں سے بجا ہوا کوزہ اور تیسرے کے پاس سبز ریشم کا رومال تھا۔ انہوں نے چہرہ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کوزے کے پانی سے دھویا پھر رومال سے تصدیق کی مہر نکال کر پشت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ثبت کر دی۔ اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت اور توفیق مکمل ہو گئی، پھر کسی کی آواز آئی: ”انہیں لوگوں کی نگاہوں سے چھپا دو اور انہیں حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برگزیدگی، حضرت سیدنا شایث علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرفت، حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رقت و نرمی، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گہری دوستی، حضرت سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمانبرداری، حضرت سیدنا ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صبر، حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بردباری، حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن و جمال، حضرت سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سربلی آواز، حضرت سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم، حضرت سیدنا لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکمت، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طاقت، حضرت سیدنا یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زہد اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خندہ پیشانی عطا کرو، بلکہ ان کو تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حمیدہ سے متصف کر دو۔“

(رسائل میلاد مصطفیٰ، باب مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لابن حجر مکی علیہ الرحمۃ، ص ۲۴، مختصراً)

پاک ہے وہ ذات جس نے شہنشاہ خوش نہال، ہیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جو دو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سب نبیوں کا سلطان بنایا اور ان کے ذکرِ خیر کو ہر طرف پھیلا دیا، انہیں بلند مرتبہ عطا فرمایا، ان کی ولادت باسعادت پر فارس کی آگ بجھ گئی، بصرہ کے محلات روشن ہو گئے، بت منہ کے بل گر پڑے اور ایوانِ کسریٰ میں ہلچل مچ گئی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی شفاعتِ کبریٰ کے مالک ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اللہ عزوجل نے نہ

صرف موجودات کو شرف بخشا بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام موجودات کے لئے دنیا و آخرت میں باعثِ رحمت بنایا۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ”حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ شجاع و بہادر، سب سے حسین اور سب سے زیادہ سخی تھے۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شجاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث ۲۳۰۷، ص ۱۰۸۵) تمام لوگوں سے زیادہ بردبار تھے۔ (احیاء علوم الدین، بیان جملة من محاسن اخلاقہ ﷺ، ج ۲، ص ۴۴۱) تمام لوگوں سے زیادہ کریم تھے۔ (اخلاق النبی علیہ السلام لابی الشیخ الاصبہانی، باب ماروی فی کظمہ الغیظ و حلمہ، الحدیث ۵۷، ج ۱، ص ۶۰) سب سے زیادہ عابد و زاہد تھے اور تمام لوگوں سے زیادہ فصیح کلام کرنے والے تھے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب آداب المعیشتہ و اخلاق النبوة، ج ۲، ص ۴۵۰) اور سب سے زیادہ عاجزی و انکساری فرمانے والے تھے۔ (المرجع السابق، بیان جملة من محاسن اخلاقہ ﷺ، ج ۲، ص ۴۴۴) ایمان کے اعتبار سے سب سے زیادہ صحیح اور سب سے بڑھ کر انصاف فرمانے والے تھے، نیز وسیع الظرف تھے، قیدیوں پر رحم فرماتے، بڑوں کی عزت کرتے، خندہ پیشانی سے ملاقات کرتے، گرمیوں کی شدت میں بھی روزہ رکھتے اور تاریک راتوں میں قیام کرتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ربِّ قدوسِ عزوجل نے یوں مخاطب فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا ۚ وَذَاعِبًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝ ﴾
(ب ۲۲، الاحزاب: ۴۵، ۴۶)

ترجمہ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکادینے والا آفتاب۔

اے میرے پیارے اسلامی بھائیو! جب سرکارِ والا تیار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو زندگی میں رونق آگئی اور باطل ختم ہو گیا، ایمان کا چراغ جلا تو پھر کبھی نہ بجھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلادِ مبارک کی خبر دینے والی لطیف و خوشگوار ہوا ساری کائنات میں چلی اور آپ کے نورِ مبارک سے ساری کائنات نے عزت و شرافت کا لباس پہن لیا۔ جب اس کا گزر فارس کی زمین سے ہوا تو اس نے (صدیوں سے جلنے والے) آتشِ کدے کو بجھا دیا اور اہلِ فارس میں سے سب سے پہلے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے محسوس کیا، آپ بڑی تیزی سے حصولِ ایمان کی خاطر منزلیں طے کرتے ہوئے حضور سیدنا الکوین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوئے اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جان لیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش کیا ہے۔ ان کی کوشش رائیگاں نہ گئی بلکہ انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس سے یہ مژدہ جاں فزائے کی کامیابی حاصل کر لی کہ ”سَلْمَانٌ مِنَّا“ یعنی سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم میں سے ہیں۔“ (الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم ۳۵۹ سلمان فارسی، ج ۴، ص ۶۲)

جب اس لطیف و خوشگوار ہوا کا گزر ارضِ روم سے ہوا تو سب سے پہلے اہل روم کے سردار حضرت سیدنا صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی مہک کو محسوس کیا تو تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، خزانِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربِّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ و صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر دامنِ اسلام کو تقاضا لیا اور آپ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے فیضیاب ہو کر صحابیت کا شرف حاصل کیا۔ جب میلادِ مبارک کی لطیف و خوشگوار ہوا ملکِ یمن کی سرزمین پر پہنچی تو اس کی مہک سب سے پہلے حضرت سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ظاہر و باطن میں محسوس کی اور مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پانے کے لئے بغیر کسی ظاہری معاوضے کے اپنی جان لڑادی اور باوجود وطن کی دوری کے مصطفیٰ جانِ کائنات صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے تو سید عالم نے ان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”میں یمن کی طرف سے خوشبوئے رحمن عَزَّوَجَلَّ پاتا ہوں (یعنی یمن رحمانی تجلیات کے ظہور کا مقام ہے۔ مرقاة، ج ۱۰، ص ۶۳۶)۔“

(المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرة، الحدیث ۱۰۹۷۸، ج ۳، ص ۶۴۹)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام و مرتبہ اور عظمت و شان کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہ عنِ الغیوب عَزَّوَجَلَّ و صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا: ”اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جب تم اولیس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملو تو اسے سلام کہنا اور کہنا کہ وہ تیرے لئے دعائے مغفرت کرے کیونکہ وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے برابر لوگوں کی شفاعت کرے گا۔“ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۳۷۲، اولیس قرنی، ج ۵، ص ۷۴)

جب آپ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلادِ مبارک کی لطیف و خوشگوار خوشبودار ہوا جہشہ پہنچی تو وہاں سب سے پہلے حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لبیک کہا اور انہیں تصدیق کی توفیق نے ایمان تک پہنچا دیا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذانیں دیا کرتے اور یوں اپنے ایمان کا اعلان کرتے اور دینِ اسلام کے لئے پریشان رہتے اور حُسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر عَزَّوَجَلَّ و صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکرِ خیر کے جھنڈے جگہ جگہ گاڑ دیئے تو نبی کریم صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی خاص طور پر تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم میرے تذکرے عام کرتے اور میری قدر و منزلت لوگوں میں اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہو، یہی وجہ ہے کہ جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے آگے تمہارے چلنے کی آواز سنی۔“ (جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب اتیت علی قصر..... الخ، الحدیث ۳۶۸۹، ص ۲۰۳۱، فیہ ”خشخشتک امامی“ فقط)

اے میرے پیارے پیارے اسلامی بھائیو! سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس حبشی غلام کی طرف عنایتِ ربانی سبقت لے گئی

پیش کش: مجلس المدینة العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

جبکہ سرکارِ عالی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریشی چچا پر شقاوت و بدبختی غالب آگئی۔ حضرت سیدنا صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روم میں معرفت کی بوپائی تو محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سرگرداں و حیراں ہو کر جنگلوں میں نکل گئے اور جب قبولیت کی لطیف و خوشگوار ہوئیں حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چلیں تو گھر والوں، وطن اور سب سے جدا ہو کر محض زیارتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طلب میں نکل کھڑے ہوئے۔ اور جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس فرمانِ عالی شان سے حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اچھے وصف سے موصوف کر دیا کہ ”میں یمن کی طرف سے خوشبوئے رحمن غزّوٰ خلّ پاتا ہوں۔“

جب یہی نسیمِ سحر یمن سے گزری تو اس کی مہک پا کر حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتوں کی پوجا چھوڑ کر اسلام کا دامن تھام لیا اور قدم بوسیِ رسولِ کریم، رءوفِ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہو گئے اور پھر محبت و عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں موت کو گلے لگا لیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ اہل عقل و دانش کے لئے حیران کن ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام لانے سے قبل حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بت کی پوجا کیا کرتے تھے، آپ کی ایک بیٹی فاج و جذام کی بیماری میں مبتلا تھی اور چلنے پھرنے سے قاصر تھی، آپ اپنے بت کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنی بیٹی کو بھی اس کے سامنے بٹھالیتے اور پھر کہتے کہ میری یہ بیٹی بیمار ہے اس کا علاج کر دے، اگر تیرے پاس اس کی شفاء ہے تو اسے مصیبت و بیماری سے چھٹکارا دے دے، کئی سال اس بت سے اپنی حاجت پوری کرنے کا مطالبہ کرتے رہے لیکن اس نے ان کی حاجت برآری نہ کی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر توفیق و ہدایت کی بادِ عنایت چلی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ محترمہ سے ارشاد فرمایا: ”کب تک اس بہرے و گونگے پتھر کی عبادت کرتے رہیں گے جو نہ آواز نکالتا ہے، نہ بات کرتا ہے، میں اسے دین حق گمان نہیں کرتا۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے عرض کی: ”آپ ہمیں کسی راستے پر لے چلیں۔ امید ہے کہ ہم راہِ حق پالیں گے، یقیناً اس مشرق و مغرب کا کوئی تو خدا ہوگا۔“

حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کی چھت پر بت کے سامنے بیٹھے تھے کہ اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نور دیکھا جس نے آفاق کو بھردیا اور ساری موجودات کو روشنی سے چمکادیا اور پھر اللہ غزّوٰ خلّ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ بصیرت سے پردے ہٹا دیئے تاکہ آپ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ فرشتے قطار در قطار ایک گھر کے گرد جمع ہیں، پہاڑ سجدہ ریز، زمین ساکت و جامد اور درخت جھکے ہوئے ہیں، خوشیاں عروج پر ہیں اور پھر ایک آواز سنی کہ ہدایت دینے والے نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہو گئی ہے، اس کے بعد آپ اپنے بت کے پاس آئے تو وہ بھی اوندھا پڑا ہوا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی سے کہا: ”یہ کیا ہو رہا ہے؟ کس چیز کا ظہور ہو رہا ہے؟ یہ کیسی خبر سنائی دے رہی ہے؟“ پھر بت کو گھور کر دیکھا تو وہ کہہ رہا تھا: ”توجہ سے سنو! ایک بہت بڑی خبر کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ یہ کہ آج وہ ہستی دنیا میں تشریف لا چکی ہے جو کائنات کو شرف و افتخار بخشے گی، وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا چکے ہیں جن کا صدیوں

سے انتظار کیا جا رہا تھا جن سے حجر و شجر گفتگو فرمائیں گے، چاندان کی خاطر دو ٹکڑے ہوگا اور وہ بنی ربیعہ و بنی مضر کے سردار ہیں۔“

حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ سے استفسار فرمایا: ”کیا تم سُن رہی ہو، یہ بے جان پتھر کیا کہہ رہا ہے؟“ اس نے عرض کی: ”اس سے اس مولودِ محترم کا اسم گرامی تو دریافت کریں۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ”اے وہ غیبی آواز جو اس سخت پتھر کی زبان میں گفتگو فرما رہی ہے! تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے قوت گویائی عطا فرمائی! ذرا یہ تو بتاؤ کہ اس پیدا ہونے والی ہستی کا اسم گرامی کیا ہے؟“ آواز آئی: ”حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو صاحبِ زم زم و صفا یعنی حضرت سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زمین تہامہ ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت ہے اور سخت گرم دھوپ میں بادل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ فگن رہے گا۔“

حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اہلیہ سے ارشاد فرمایا: ”چلو، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکلیں، تاکہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب راہِ حق پالیں۔“ ابھی وہ دونوں میاں بیوی یہ گفتگو کر رہی تھیں کہ ان کی بیٹی جو نیچے گھر میں بیمار پڑی تھی، اچانک ان کے پاس چھت پر آکھڑی ہوئی اور انہیں پتہ بھی نہ چلا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو پوچھا: ”اے بیٹی! کہاں گیا تیرا وہ درد اور بیماری جس میں تو ہمیشہ سے مبتلا تھی؟ اور کہاں گیا تیرا بے قراری کی وجہ سے راتوں کو جاگنا؟“

بیٹی نے جواب دیا: ”اے میرے والدِ محترم! میں نے خواب دیکھا کہ میرے سامنے ایک نور ہے اور ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: ”یہ نور کس کا ہے جو میں دیکھ رہی ہوں؟ اور یہ شخص کون ہے جس کا نور مبارک مجھ پر چمک رہا ہے؟“ مجھے جواب ملا: ”یہ نور بنی عدنان کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جن سے ساری کائنات معطر ہو گئی ہے۔“ میں نے پھر پوچھا: ”ان کا اسم گرامی کیا ہے؟“ تو جواب ملا: ”ان کا نام مبارک محمد اور احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے، قیدیوں اور مصیبت زدوں پر رحم اور مجرموں کو معاف فرمائیں گے۔“

میں نے پوچھا: ”ان کا دین کیا ہے؟“ جواب ملا: ”دینِ حنیف۔“ میں نے پوچھا: ”ان کا نسب کیا ہے؟“ جواب ملا: ”قریشی عدنانی۔“ میں نے پوچھا: ”یہ کس کی عبادت کریں گے؟“ جواب ملا: ”خدائے وحدہ لا شریک عزوجل کی۔“ میں نے پوچھا: ”اے مجھ سے خطاب فرمانے والے! تو کون ہے؟“ جواب ملا: ”میں ان کی آمد کی بشارت دینے والے فرشتوں میں سے ایک ہوں۔“

میں نے عرض کی: ”جس دکھ درد میں مبتلا ہوں اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”بارگاہِ رب العزت عزوجل میں ان کی عظمت اور جاہ و مرتبہ کا وسیلہ پیش کرو کہ اللہ عزوجل نے خود ارشاد فرمایا ہے: ”میں نے اپنا راز اور اپنی برہان ان کو ودیعت کر دی ہے، اب جس نے بھی ان کے وسیلے سے مجھ سے دعا کی میں اس کو ضرور قبول کروں گا اور قیامت کے دن اپنے نافرمان کے حق میں بھی ان کی شفاعت قبول فرماؤں گا۔“ پس میں نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور اللہ عزوجل کی

بارگاہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ کمال کا واسطہ دے کر دعا کی اور اپنے ہاتھ جسم پر پھیر لئے۔ اب جبکہ میں بیدار ہوئی تو بالکل تندرست ہو چکی تھی جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ سے فرمایا: ”یقیناً اس مولود مسعود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خبر خوش آسند اور بڑی دل آویز ہے، ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عجیب و غریب نشانیاں سن اور دیکھ رہے ہیں، میں تو ضرور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں وادیاں اور گھاٹیاں عبور کرتا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ تک رسائی حاصل کروں گا۔“

چنانچہ، وہ قافلے کے ہمراہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تکریماً کا قصد کیا۔ وہاں پہنچ کر حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے متعلق دریافت کیا، اور پھر کا شانہ اقدس کے دروازے پر دستک دی۔ جواب ملنے پر عرض کی: ”ہمیں اس نو مولود ہستی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرادیں جس کے نور کی بدولت اللہ عزوجل نے موجودات کو منور فرمایا ہے اور جس کی وجہ سے اس کے آباؤ اجداد شرف والے ہو گئے ہیں۔“ اس پر حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ”میں ہرگز اس ہستی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو باہر نہیں نکالوں گی کیونکہ مجھے یہودیوں کی جانب سے تکلیف پہنچائے جانے کا خطرہ ہے۔“ انہوں نے عرض کی: ”ہم نے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اپنے وطن سے جدائی گوارا کی، حبیب خدا عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال دیکھنے کے لئے اپنا دین چھوڑا اور اپنے بدنوں کو تھکاوٹ سے چور چور کر دیا۔“

حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ”اگر ایسا ہے تو پھر انتظار کرو، کچھ دیر تک مزید صبر کرو، قطعاً جلد بازی سے کام نہ لو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھ دیر کے لئے دروازے کے پاس سے ہٹ گئیں اور دوبارہ واپس آ کر انہیں ارشاد فرمایا: ”اندر آ جاؤ۔“ جب شمع رسالت کے پروانوں نے اجازت پا کر باریابی کا شرف حاصل کیا تو انوار حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلوے دیکھ کر تار ہو گئے اور بے اختیار تکبیر و تہلیل کے نعرے زبانون پر جاری ہو گئے، اور پھر جب رخ زیبا سے نقاب ہٹا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس سے ایسی روشنی نمودار ہوئی جس کی کرنیں آسمان تک جا پہنچیں۔ یہ دیکھ کر سب خوشی و مسرت سے بے خود ہو گئے۔ قریب تھا کہ رعب و دبدبہ سے بے ہوش ہو جاتے لیکن سنبھل گئے اور آگے بڑھ کر قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے۔“

حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے ارشاد فرمایا: ”جلدی کرو کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعدہ لے رکھا ہے کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں سے چھپا کر رکھوں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شان و مرتبہ کو مخفی رکھوں۔“

وہ حبیب خدا عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے اس حال میں جدا ہوئے کہ ان کے دلوں میں محبت کی آگ بھڑک

رہی تھی پھر حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے خودی میں اپنا ہاتھ دل پر رکھ دیا اور کہا: ”مجھے واپس حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے در دولت پر لے چلو، ان سے دوسری بار رُخِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کی زیارت کی بھیک مانگتے ہیں۔ لہذا وہ سب ان کی یہ بے قراری دیکھ کر واپس چل پڑے۔ جب حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو دوڑ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین سے لپٹ گئے اور گھٹی گھٹی سانس لینے لگے اور پھر اسی حالت میں اس جہان فانی سے کوچ کر گئے اور اللہ عزوجل نے ان کی روح پاک کو جنت میں پہنچا دیا۔

اللہ عزوجل کی قسم! عاشقوں اور سچی محبت کرنے والوں کے یہی اوصاف ہوتے ہیں۔

اے میرے پیارے اسلامی بھائیو! اس محبوبِ خدا عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ سن لو، جنہوں نے ساری کائنات کو عزت اور حسن و جمال سے مزین کر دیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک نور آفاق میں چمک رہا ہے، اور اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رعب و دبدبہ اور فضل و کرم کا لبادہ اوڑھا رکھا ہے، محض آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حمل کی تکالیف کو آسان کر دیا، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس جہان فانی میں بھیج کر پوری کائنات کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مہک و خوشبو سے معطر کر دیا۔

سیدنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سعادت مندی:

حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ظہورِ نفاس کی وجہ سے کمزوری محسوس کرنے لگیں اور اس غم میں مبتلا ہو گئیں کہ وہ رسول اکرم، نبی مختتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا دودھ نہ پلا سکیں گی تو جانوروں، پرندوں اور ہواؤں میں سے ہر ایک یہ دعا کرنے لگا: ”یا اللہ عزوجل! ہمیں اجازت دے کہ ہم تیری مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ پسندیدہ و عزیز ہستی کی پرورش کی سعادت پائیں۔“

فرشتوں نے عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! تو جانتا ہے کہ ہمیں تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کتنی محبت ہے لہذا تو ہمیں ان کی پرورش کرنے کی اجازت عطا فرماتا کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کے نور سے شرف پائیں اور اس کی برکت سے کچھ حصہ پائیں۔“ ان سب کی التجا و فریاد کے جواب میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”میں اس بات پر قادر ہوں کہ ان کی پرورش بغیر کسی سبب اور دودھ پلانے والی کے کروں لیکن میں فیصلہ فرما چکا ہوں اور میں اپنی حکمت و دانائی کے تحت جب کسی کو کچھ عطا کر دوں تو کبھی اس سے واپس نہیں لیتا اور میں نے ازل میں اپنی حکمت کے مطابق یہ لکھ دیا تھا کہ اس درّ یتیم اور نفس کریم کو حکمت والی حلیمہ کے علاوہ کوئی دودھ نہیں پلائے گا۔“ اس وقت حضرت سیدنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شہر میں

قیام فرمائیں تو زبانِ قدرت نے ان کو پکارا اور حدی خواں نے حلیمہ کی سعادت مندی کا یوں نغمہ گنگنایا:

”اے حلیمہ سعدیہ! اٹھ جا اور اس ہستی کی رضاعت کا شرف حاصل کر لے جس کا حسن و جمال یکتا ہے، اور اگر وہ ہستی نہ ہوتی تو مریضِ عشق گرفتارِ محبت نہ ہوتا، اور نہ ہی فرحت و سرور آپ سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لے جاتا، آپ سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو وہ ہستی ہیں کہ جن کا حسن بے مثال ہے، آپ سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر تو عشاق نے اپنی گردنیں تک کٹا دی۔ اے حلیمہ سعدیہ! جب بارگاہِ مصطفیٰ (سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضری کی سعادت حاصل کرے گی تو ایسے قرب کی بشارت پائے گی کہ اس کے بعد کبھی بھی کسی تکلیف کا سامنا نہ کرے گی، آپ کی رضاعت کی مہندی تیرے ہاتھوں میں رچی ہوئی ہے، جب واضحی کے روشن و منور چہرے کی زیارت کرے اور چاندی سے مزین و آراستہ لب و رخسار کے جلوے اور بے مثل حسن دیکھے تو اپنے شوہر سے کہنا: ”کسی قسم کا خوف نہ کھا کہ اس بابرکت ہستی کے صدقے ہم اپنا ہر مقصود پائیں گے۔“

عام طور پر اہل مکہ کی عادت تھی کہ وہ اپنے شیرخوار بچوں کو رضاعت کے لئے مکہ سے باہر بھیج دیتے تھے، حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ”ایک سال ہم قحط کا شکار ہو گئے، نہ تو آسمان سے بارانِ رحمت برسا اور نہ ہی زمین نے کچھ اگایا، ہم چالیس (40) عورتیں شیرخوار بچوں کی تلاش میں مکہ آئیں تاکہ ان بچوں کو دودھ پلانے کے عوض ان کے گھر والے ہماری کچھ مدد کریں، ہم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئیں تو اہل مکہ اپنے بچوں کو لے کر کعبہ معظمہ زادھا اللہ شرفاً و نفعیناً آ گئے، ہر باپ اپنے بیٹے کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، اب ہر عورت آگے بڑھتی اور ایک شیرخوار بچہ اٹھالیتی لیکن جب میں نے اپنی باری پر دیکھا تو سوائے ایک بچے کے کسی کو نہ پایا اور اس کے پہلو میں بھی کوئی نہ تھا، میں نے اس بچے کے والد کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا: یہ یتیم ہے، اس کا باپ اس وقت دنیا سے کوچ کر گیا تھا جب اس کی ماں حاملہ تھی اور اب وہ (یعنی بچے کی ماں) کمزور و ناتواں ہے۔“ میں نے اپنے خاوند سے کہا: ”اس دُر یتیم کے سوا اب کوئی بچہ باقی نہیں۔“ تو اس نے کہا: ”اللہ غزوہ جمل تم پر رحم فرمائے، اسی کو لے لو، ہم خالی ہاتھ واپس نہیں جائیں گے، امید ہے کہ اللہ غزوہ جمل ہمیں اس کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔“ اور معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔“

حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”میں نے اس دُر یتیم کو لے لیا، میں اس وقت خود بھی بچے کی پیدائش کی وجہ سے کمزوری کا شکار تھی اور میری چھاتی میں کمزوری اور بھوک کی وجہ سے دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ لیکن جب میں نے آپ سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھایا تو میری کمزوری قوت میں بدل گئی اور جب اپنا پستان آپ سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دہن مبارک میں رکھا تو دودھ بننے لگا، آپ سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خوب سیر ہو کر پیا اور میں نے ایک غیبی آواز سنی: ”اے حلیمہ سعدیہ! تجھے یہ ہاشمی شہزادہ مبارک ہو۔“

حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”پھر میں اپنی سواری پر سوار ہوئی جس کی حالت یہ تھی کہ کمزوری سے چل بھی نہ سکتی تھی۔ اب وہ قافلہ کی باقی تمام سواریوں سے آگے آگے بھاگنے لگی۔ اس پر سب لوگ حیران تھے۔ جب ہم نے خشک درخت تلے پڑاؤ کیا تو وہ سرسبز ہو گیا اور جب ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر تارک گھر میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور چراغ کی طرح چمکنے لگا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور چراغ کے نور پر غالب آ گیا۔“

میں نے اپنے شوہر سے عرض کی: ”کیا آپ نے بھی ملاحظہ کیا ہے جو میں دیکھ رہی ہوں؟“ تو انہوں نے جواب دیا: ”کیا میں نے نہ کہا تھا کہ یہ مبارک ہستی ہے۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”جب ہم گھر پہنچے تو ہمارے پاس جو بکریاں تھیں وہ بہت کمزور تھیں۔ ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر ان بکریوں کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ ان کی حالت تبدیل ہو چکی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہمارے رزق میں کثرت ہو گئی حتیٰ کہ باقی تمام دودھ پلانے والی عورتیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہم پر رشک کرنے لگیں۔“

حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”جب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف والا پستان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دہن مبارک میں رکھتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دودھ نوش فرماتے لیکن جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رضائی بھائی کی طرف والا پستان آپ کے منہ میں رکھتی تو دودھ نہ پیتے، لہذا میں نے جان لیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عدل و انصاف فرمانے والے ہیں۔“

حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ بارش نہ ہوئی تو سب لوگ کہنے لگے: ”اے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! تمہارے پاس جو مبارک بچہ ہے، اگر تم اس کو اپنے ساتھ لے لو کہ ہم اس کی برکت سے بارش طلب کریں تو یہ ہمارے لئے خیر و برکت کا باعث ہوگا۔“ آپ فرماتی ہیں: ”میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر باہر آئی تو لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھوں پر اٹھالیا اور شہر سے باہر جا کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے بارش طلب کی تو دیکھتے ہی دیکھتے بادل نے اس قدر موسلا دھار بارش برسائی کہ ہمیں ڈوبنے کا خدشہ لاحق ہو گیا۔“

حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدتِ رضاعت کی تکمیل تک ہمارے پاس قیام پذیر رہے۔ جب ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ محترمہ کے پاس واپس لے جانے کا ارادہ کیا تو میرے خاوند کہنے لگے: ”ہم کسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو واپس لے آئیں گے، ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت کئی برکتیں اور رحمتیں حاصل کی ہیں۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ”ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو

لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو عرض کی: ”ہم نے آپ کے جگر گوشہ کی بدولت بہت خیر و برکت حاصل کی ہے، ہم آپ سے عرض کرتے ہیں کہ مزید ایک سال ان کو ہمارے پاس رہنے دیں۔“ تو حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ”ٹھیک ہے، تم ان کو اپنے پاس رکھ سکتے ہو۔“ لہذا ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ پا کر بے انتہا خوش ہوئے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ مل کر بکریاں چرایا کرتے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی ایک دن اپنی والدہ سے عرض کرتے ہیں: ”اے امی جان! میرا حجازی بھائی جب کبھی کسی خشک وادی میں قدم رکھتا ہے تو اس وادی کی تازگی و ہریالی لوٹ آتی ہے، اور جب بکریوں کو پانی پلانے کی خاطر کنوئیں کے پاس تشریف لاتا ہے تو پانی خود بخود کنوئیں کے منہ تک بلند ہو جاتا ہے اور جب دھوپ میں سو جائے تو بادل آ کر اس کو سورج کی تپش میں سایہ مہیا کرتا ہے، سوتے ہوئے اس کے پاس درندے آتے اور قدم بوسی کرتے ہیں۔“ تو حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ”اے میرے بیٹے! اپنے بھائی کا خیال رکھنا۔“

ایک دن دونوں بھائی اپنی عادت کے مطابق کھیلنے کی غرض سے باہر نکل گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رضاعی بھائی گھر واپس آیا تو اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ وہ آ کر کہنے لگا: ”اے امی جان! میرے حجازی بھائی کو دیکھئے، وہ زخمی ہو گیا ہے۔“ ہم نے اپنے بیٹے سے پوچھا: ”ان کو کیا ہوا؟“ اس نے بتایا: ”میں اور میرا بھائی کھیل رہے تھے کہ روشن چہروں والے تین افراد آئے، انہوں نے سبز لباس پہنے ہوئے تھے، ان کے پاس طشت اور سونے چاندی کا کوزہ تھا، انہوں نے میرے بھائی کو اٹھایا اور پھر لٹا کر سینہ مبارک کو شق کر کے قلب اطہر کو باہر نکال لیا۔“ حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”ہم تیزی سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھاگے تو ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بالکل صحیح و سالم اور خوش و خرم پایا، نہ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی تکلیف تھی اور نہ ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر کوئی نشان تھا۔“

(السيرة النبوية لابن هشام، ولادة رسول الله ﷺ ورضاعته، ج ۱، ص ۱۶۴، بتغییر)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام، حضرت سیدنا میکائیل علیہ السلام اور حضرت سیدنا اسرافیل علیہ السلام کو بھیجا، ان کے پاس ایک طشت اور کوزہ تھا، جس میں جنت کا پانی اور مہربند پاکیزہ شراب تھی اور سبز ریشم کا رو مال بھی تھا۔ حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لٹایا اور حکیم الہی عزوجل سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک شق فرمایا، پھر قلب اطہر کو شق کر کے اس میں سے ایک کالے رنگ کا لوتھڑا نکال دیا اور عرض کی: ”اے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ

پیش کش: مجلس المدینة العلمیہ (دعوت اسلامی)

علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر میں یہ شیطان کا حصہ تھا۔ پھر قلب اطہر پر پانی انڈیل کر مکمل طور پر دھویا گیا اس کے بعد پھر پہلے کی طرح اس کی جگہ پر واپس رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ خوشبودار میں اس شق کئے جانے کے بعد دوبارہ سیئے جانے کا نشان موجود تھا (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ..... الخ، الحدیث ۱۶۲، ص ۷۰۶ مفہوماً، راوی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس ظاہری دنیا سے پردہ فرما گئے۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (پ ۱۳۰ الم نشرح: ۱) ترجمہ کنز الایمان: کیا ہم نے تمہارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا۔ (۱)

پھر حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے حضرت سیدنا میکائیل علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: ”ان کا دس امتیوں کے مقابلے میں وزن کریں۔“ جب حضرت سیدنا میکائیل علیہ السلام نے وزن کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سب پر غالب آ گئے، اس کے بعد حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے حضرت سیدنا میکائیل علیہ السلام سے فرمایا: ”تمام اہل زمین کے مقابلے میں وزن کریں۔“ جب انہوں نے وزن کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پھر بھی سب پر غالب رہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی بدر کمال اور حسن و جمال کا حسین تاج، اور شرف و بزرگی کا ہلال ہیں، تمام فضائل اور قابل فخر باتوں کے مالک ہیں اور کل بروز قیامت درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ (ان شاء اللہ عزوجل)

پیاری پیاری دُعا:

یا اللہ عزوجل! ہم تیرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلادِ پاک میں حاضر ہیں، ہمیں محض آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے عزت کا لباس عطا فرما، جنت الفردوس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوس عطا فرما، اور جنت میں دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بہرہ مند فرما۔

یا اللہ عزوجل! اپنے نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ مبارک کا صدقہ! ہماری امداد، معاونت اور غم گساری فرما، ہمیں جنت میں ٹھکانا عطا فرما اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے قبولیت اور عزت و شرف کے مراتب عطا فرما۔

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یعنی ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ اور وسیع کیا ہدایت و معرفت اور موعظت و نبوت اور علم و حکمت کے لئے، یہاں تک کہ عالم غیب و شہادت اس کی وسعت میں سما گئے اور علاقہ جسمانیہ انوار روحانیہ کے لئے مانع نہ ہو سکے اور علوم لدنیہ و حکم الہیہ و معروف ربانیہ و حقائق رحمانیہ سینہ پاک میں جلوہ نما ہوئے اور ظاہری شرح صدر بھی بار بار ہوا ابتدائے عمر شریف میں اور ابتدائے نزول وحی کے وقت اور شب معراج جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔ اس کی شکل یہ تھی کہ جبریل امین نے سینہ پاک کو چاک کر کے قلب مبارک نکالا اور زریں طشت میں آب زمزم سے غسل دیا اور نور و حکمت سے بھر کر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

یا اللہ عزوجل! ہم تجھ سے حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آل و اصحاب علیہم الرضوان کے وسیلے سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے گناہ بخش دے اور ہر قسم کے خوف و ہلاکت سے ہماری حفاظت فرما، جنت الفردوس میں ہمیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب فرما، ہمارے ظاہری و باطنی چھوٹے چھوٹے اعمال بھی قبول فرما، محض اپنی قدرتِ کاملہ سے ہم سب پر رحم و کرم فرما اور ہماری بخشش فرما کہ یقیناً تو ہی معاف فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم پر اپنا خاص رحم و فضل فرما۔ (آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوتِ اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے
 اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

زیارتِ روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

بیان 52:

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنے نیک بندوں کو شرف و فضیلت والے گھر (یعنی خانہ کعبہ) اور سب سے بڑے مزارِ اقدس (یعنی روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف بلایا۔ ان کے لئے اس راہ کو آسان کر دیا اور توفیق کو ان کا راہنما بنایا تو وہ اپنے مقاصد و مطالب تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ اُس نے ان کو اپنے دروازے پر کھڑا کر کے اپنی بارگاہِ عالی کا قرب بخشا تو ان کو عزت و مرتبہ ملا اور وہ اپنی قسمت پر ناز کرنے لگے۔ اُس نے ان کو ضیافت و مہمانی کے ساتھ خاص فرمایا تو انہوں نے اُمّ القریٰ (یعنی مکہ مکرمہ زَادَهَا اللَّهُ شَرَفًا وَ تَعْظِيمًا) کی حاضری کے لئے بے آب و گیاہ میدانوں کا سفر طے کیا۔ اور اُس نے ان بیابانوں کے سفر میں ان کے لئے لذت رکھ دی، ان کے دلوں میں ایمان کو نقش فرمادیا اور انہیں اپنی رضا و خوشنودی کا مزہ سنا یا۔ پس انہوں نے بیت اللہ شریف کا مکمل طواف کیا۔ اللہ عزوجل نے وادیِ منیٰ (۱) میں انہیں خوشخبری دی۔ مقامِ خیف (۲) میں خوف و مشقت اور تمام خطرات سے راحت و چین بخشا۔ انہیں فیضان کے لئے میدانِ عرفات (۳) پہنچایا تاکہ ان کے گناہوں اور نافرمانیوں کو مٹا دے۔ اس لئے وہ اپنے گناہوں کو چھوڑ کر بارگاہِ الہی عزوجل میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے مزدلفہ (۴) میں خوشی و مسرت کے ساتھ پاک بارگاہ سے ثواب پایا۔ مشعرِ حرام (۵) کے پاس اللہ عزوجل نے ان کے لئے اپنی رضا کا انعام لکھ دیا اس طرح کہ انہیں جہنم سے نجات عطا فرمادی۔ ان بندوں نے سروں کو برہنہ کر لیا۔ بال منڈوا دیئے۔ اپنے مہربان و بہت زیادہ معاف فرمانے والے مالک و مولیٰ عزوجل کی تسبیح و تقدیس کثرت سے کرنے لگے۔ انہوں نے اللہ عزوجل کے حضور اپنی قربانیاں پیش کیں اور جانوروں کو ذبح کیا تو اللہ عزوجل نے ان سے بہت بڑے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا اور ان کے گناہوں

- ①..... منیٰ: مسجد الحرام سے پانچ (5) کلومیٹر پر وہ وادی جہاں حاجی صاحبان قیام کرتے ہیں۔ ”منیٰ“ حرم میں شامل ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ۴۲)
- ②..... خیف: منیٰ کے قریب مکہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔ (لسان العرب، ج ۱، ص ۱۲۰۹)۔ (وہاں ایک مسجد ہے جسے) مسجد خیف کہا جاتا ہے۔ یہ منیٰ کے جنوبی پہاڑ کے دامن میں واقع ہے (جس کی وجہ سے اسے مسجد منیٰ بھی کہہ دیا جاتا ہے)۔ ③..... عرفات: منیٰ سے تقریباً گیارہ (11) کلومیٹر دور میدان جہاں ۹ ذوالحجہ تمام حاجی صاحبان جمع ہوتے ہیں۔ عرفات حرم سے خارج ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ۴۲) ④..... مزدلفہ: ”منیٰ“ سے عرفات کی طرف تقریباً پانچ (5) کلومیٹر پر واقع میدان جہاں عرفات سے واپسی پر رات بسر کرتے ہیں۔ اور یہ سنت ہے اور صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان کم از کم ایک لمحہ وقوف واجب ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ۴۲-۴۳) ⑤..... مشعر حرام: مزدلفہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے جسے جبلِ نحر بھی کہتے ہیں۔

(بہار شریعت، ج ۱، حصہ ششم کی اصطلاحات، ص ۷۰)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

کے دفتروں کو مٹا دیا۔ رمی جمار (یعنی شیطان کو نکلریاں مارنے) (۱) کے وقت، اللہ عزوجل نے ان کو غموں سے نجات عطا فرمائی۔ پھر جب انہوں نے طواف وداع (۲) کر لیا اور لوٹنے کا پختہ ارادہ کیا تو اپنے شوق کو مکمل طور پر بارگاہِ نبی مختار، شفیع روز شمار سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں جلد حاضری کی طرف متوجہ کر دیا۔ وہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جن کو اللہ عزوجل نے بے شمار معجزات اور نشانیاں دے کر مبعوث فرمایا۔ انہیں سب سے اشرف و اعلیٰ قبیلے میں پیدا فرمایا۔ ان کے ذریعے مضر اور نزار قبیلوں کو عزت و شرف بخشا۔ ان کے دین کو سب سے سیدھا راستہ اور ان کی شریعت کو صلاح و خیر بنایا۔ پس حروفِ تہجی میں سے ہر حرف ان کے مقام و مرتبہ کی عظمت و رفعت پر گواہ ہے۔ چنانچہ،

حُرُوفِ تَهْجِيٍّ اَوْرِشَانِ مُصْطَفَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱)..... "الف" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قد و قامت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (۲)..... "باء" سے مراد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بہجت یعنی حسن و خوبصورتی ہے جس نے چاند اور سورج کو روشن کیا اور چمکایا۔ (۳)..... "حاء" سے مراد تائید ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہر شیطان مردود سے حفاظت کرتی ہے۔ (۴)..... "ثاء" سے مراد ثبات ہے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر حال میں ثابت قدم رہے لہذا ہمیشہ عدل فرمایا کسی پر ظلم نہ کیا۔ (۵)..... "جیم" سے مراد جو دو وفا ہے جس کی طرف ہمہ وقت متوجہ رہے۔ (۶)..... "حاء" سے مراد حلم و بزرگی ہے جسے اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پسند فرمایا۔ (۷)..... "خاء" سے مراد اختصاص و صفاء ہے یعنی اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بے شمار خوبیاں عطا فرما کر ہر طرح کے میلے پن سے پاک و صاف رکھا۔ (۸)..... "ذال" سے مراد دوام احسان یعنی بارگاہِ الہی عزوجل سے نیکی و بھلائی پر ہمیشگی کی توفیق عطا ہوئی پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت و جلال سے بت اوندھے منہ گر گئے۔ (۹)..... "ذال" سے مراد ذلت سے حفاظت ہے یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات عالی سے ذلت و رسوائی دور رہی حتیٰ کہ وہ خود ہی حقارت و ذلت میں مبتلا ہو گئی۔ (۱۰)..... "زاء" سے مراد رحمت ہے جس کے ساتھ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ (۱۱)..... "زاء" سے مراد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بے مثل زہد و قناعت ہے۔ (۱۲)..... "سین" سے مراد سیادت و سرداری ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوق کی سرداری سے سرفراز کر کے ممتاز فرمایا۔

①..... حرمت: منیٰ میں تین مقامات جہاں نکلریاں ماری جاتی ہیں پہلے کا نام "جَمْرَةُ الْاُخْرَىٰ" یا جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ ہے۔ اسے بڑا شیطان بھی بولتے ہیں۔ دوسرے کو جَمْرَةُ الْاَوْسَطَىٰ (مبھلا شیطان) اور تیسرا کو جَمْرَةُ الْاُولَىٰ (چھوٹا شیطان) کہتے ہیں۔ (رفیق الحرمین، ص ۴۲) ②..... طواف وداع: حج کے بعد مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ یہ ہر آفاقی (یعنی میقات کی حدود سے باہر نہ بنے والے) حاجی پر واجب ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ۳۵)

(۱۳)..... ”شین“ سے مراد شفاعت ہے کہ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِينَ، شَفِيعُ الْمُؤْمِنِينَ، أَيْسُّ الْغُرَبَاءِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بروز قیامت گنہگاروں اور نافرمانوں کی شفاعت و سفارش فرمائیں گے۔ (۱۴)..... ”ضاد“ سے مراد سیانت و حفاظت ہے کہ اللهُ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ہر عیب سے حفاظت فرمائی اور امانت کی تلوار آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ کر دی۔ (۱۵)..... ”ضاد“ سے مراد ضیاء و انوار ہیں جو اللهُ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو عطا فرمائے۔ (۱۶)..... ”طاء“ سے مراد طریق اقبال (یعنی راہ عروج) ہے جو اللهُ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے لئے کھول دی۔ (۱۷)..... ”ظاء“ سے مراد ظلم و گمراہی ہے کہ اللهُ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے طفیل آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی امت کو ظلم و گمراہی سے نکال دیا۔ (۱۸)..... ”فاء“ سے مراد فرحت و مسرت ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی امت آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی زبان مبارک سے بشارتیں اور خوشخبریاں سن کر مسرور ہو گئی۔ (۱۹)..... ”قاف“ سے مراد قاب قوسین (یعنی دو ہاتھ کا فاصلہ) ہے کہ اللهُ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو شب معراج اس قرب سے مشرف فرمایا۔ (۲۰)..... ”کاف“ سے مراد کلام الہی ہے کہ اللهُ عَزَّوَجَلَّ نے جھوٹ سے پاک اپنے لاریب کلام کے ذریعے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو عزت و بزرگی عطا فرمائی۔ (۲۱)..... ”لام“ سے مراد لطف الہی ہے کہ اللهُ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر شک و شبہ سے منزہ لطف و مہربانی فرمائی۔ (۲۲)..... ”میم“ سے مراد مَن (یعنی احسان) ہے کہ اللهُ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اسرار پر مطلع فرما کر آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر احسان فرمایا۔ (۲۳)..... ”نون“ سے مراد نور انبیت مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے کہ اللهُ عَزَّوَجَلَّ کے نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی دنیا میں جلوہ گری ہوتے ہی ایران کا ایک ہزار سال سے شعلہ زن آتش کدہ بجھ گیا۔ (۲۴)..... ”ہا“ سے مراد ہیبت ہے کہ اللهُ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو ایسا رعب و دبدبہ عطا فرمایا جس سے بڑے بڑے طاقتور شہسوار زیر ہو گئے۔ (۲۵)..... ”واو“ سے مراد وقار ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کمال وقار و بردباری سے موصوف ہیں۔ (۲۶)..... ”یاء“ سے مراد یقین ہے جس کے ذریعے اللهُ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو تمام جہانوں میں امتیاز عطا فرمایا۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو انبیاء و مرسلین کا ”خاتم“ (یعنی آخری نبی) بنایا اور فضل و فخر کے ساتھ قرآن حکیم میں ان کی ذات و الاصفات پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

﴿ اٰمَحْمَدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اَشِدَّ اَتْءٌ
عَلٰى الْكٰفِرِ ﴾ (ب، ۲۶، الفتح: ۲۹)

ترجمہ کنز الایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے
کافروں پر سخت ہیں۔

نبی کریم، رؤوف رحیم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان شفاعت نشان ہے: ”جس نے میری قبر اقدس کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔“ (سنن الدارقطنی، کتاب الحج، باب المواقب، الحدیث ۶۹، ۶۶، ج ۲، ص ۳۵۱)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سزور، دو جہاں کے تابور، سلطانِ نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے:

”تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف کجاوے نہ باندھے جائیں: (۱)..... مسجد حرام (۲)..... میری مسجد (یعنی مسجد نبوی شریف) اور (۳)..... مسجد اقصیٰ۔“ (۱) (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المساجد الثلاثة، الحدیث، ۱۳۹۷، ص ۹۰۹)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ رَجْهَهُ الْکَرِيم سے مروی ہے، حضور سید الْمُبَلِّغِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ”جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی، اور جس نے میری قبر اقدس کی زیارت نہ کی اس نے مجھ سے جفا کی۔“ (سنن الدار قطنی، کتاب الحج، باب مواقیف الحج، الحدیث ۲۶۶۸، ص ۲، ۲۵۱۔ فردوس الاخبار للدیلمی، باب المیم، الحدیث ۵۷۰۸، ج ۲، ص ۲۵۲)

جنت کی کیاری:

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ”جس نے میرے قبر میں جانے کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی، اور جو حرمینِ طہیین میں سے کسی حرم میں مراوہ بروزِ قیامت اسن والوں میں اٹھایا جائے گا، اور بے شک میری قبر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة و المدينة، باب فضل ما بین القبر و المنبر، الحدیث ۱۱۹۵، ص ۹۳۔ سنن الدار قطنی، کتاب الحج، باب المواقیف، الحدیث ۲۶۶۸، ج ۲، ص ۳۵۱)

①..... مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”یعنی سوا ان مسجدوں کے کسی اور مسجد کی طرف اس لیے سفر کر کے جانا کہ وہاں نماز کا ثواب زیادہ ہے، ممنوع ہے۔ جیسے بعض لوگ جنت پڑھنے بدایوں سے دہلی جاتے تھے تاکہ وہاں کی جامع مسجد میں ثواب زیادہ ملے، یہ غلط ہے۔ ہر جگہ کی مسجدیں ثواب میں برابر ہیں۔ اس توجیہ پر حدیث بالکل واضح ہے۔ وہابی حضرات نے اس کے معنی یہ سمجھے کہ سوا ان تین مسجدوں کے کسی اور مسجد کی طرف سفر ہی حرام ہے لہذا عرس، زیارتِ قبور وغیرہ کے لیے سفر حرام۔ اگر یہ مطلب ہو تو پھر تجارت، علاج، دوستوں سے ملاقات، علم دین سیکھنے وغیرہ تمام کاموں کے لیے سفر حرام ہوں گے اور ریلوے کا محکمہ معطل ہو کر رہ جائے گا اور یہ حدیث قرآن کے خلاف ہی ہوگی اور دیگر احادیث کے بھی۔ رب غرّ و خلّ فرماتا ہے: ”قُلْ مَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكذِبِينَ“ ترجمہ کنز الایمان: تم فرما دو! زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔“ (صاحب) مرقاۃ نے اسی جگہ اور (علامہ) شامی نے زیارتِ قبور میں فرمایا کہ چونکہ ان تین مساجد کے سوا تمام مسجدیں برابر ہیں اس لیے اور مسجدوں کی طرف سفر ممنوع ہے اور اولیاء اللہ کی قبریں فیوض و برکات میں مختلف ہیں۔ لہذا زیارتِ قبور کے لیے سفر جائز (ہے)۔ کیا یہ (بد مذہب) جہلاء انبیاء کرام کی قبور کی طرف سفر (سے) بھی منع کریں گے۔“ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل الاول، ج ۱، ص ۴۳۱-۴۳۲)

امام یحییٰ بن شرف الدین نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی ”شرح مسلم“ میں لکھتے ہیں: ”ہمارے اصحاب شوافع، امام الحرمین اور محققین کے نزدیک یہ (یعنی مزارات وغیرہ کے قصد سے) سفر کرنا حرام ہے، نہ مکروہ، البتہ! افضلیتِ کاملہ ان تین مسجدوں کی طرف سامانِ سفر باندھنے میں ہے۔“

(شرح المسلم للنووی، سفر المرأة مع محرم الی حج وغیرہ، ج ۱، ص ۴۳۳)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

اللہ کے حبیب، حبیبِ لیبیب عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ”جو میری وفات کے بعد میری زیارت کرے گا اور مجھ پر سلام بھیجے گا تو میں جواب میں دس بار اس پر سلام بھیجوں گا اور دس فرشتے اس کی زیارت کریں گے اور وہ سب اس پر سلام بھیجیں گے اور جو اپنے گھر میں مجھ پر سلام بھیجے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ میں روح لوٹا دے گا یہاں تک کہ میں اس پر سلام بھیجوں گا۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب زیارة القبور، الحدیث ۲۰۴۱، ص ۱۳۷۳، مختص)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، شہنشاہِ خوشِ نصال، پیکرِ حسن و جمال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لالِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس نے میری وفات کے بعد حج کیا اور میری قبر مبارک کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔“ (سنن الدارقطنی، کتاب الحج، باب المواقیب، الحدیث ۲۶۶۷، ج ۲، ص ۳۵۱)

اعرابی کو نوید بخشش مل گئی:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین کے تین دن بعد ایک اعرابی آیا اور اس نے اپنے آپ کو قبرِ اقدس پر گرا دیا اور روضہ شریفہ کی خاک پاک سر پر ڈالنے لگا پھر عرض کرنے لگا: ”يَا رَسُولَ اللَّهِ! السَّلَامُ عَلَيْكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ لَعْنَى أَعْرَابِيٍّ“ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحمت نازل فرمائے۔“ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا اس میں یہ آیت مبارکہ بھی ہے:

﴿۲﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝ (پ۵ النساء: ۶۴)

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (۱)

میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور اب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

①..... مفسرِ شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”(یعنی اگر) معصیت و نافرمانی کر کے (اپنی جانوں پر ظلم کریں)۔ اس (آیت مبارکہ) سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ الہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت کا برآری کا ذریعہ ہے۔“ (یہاں پر اعرابی کا مذکورہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ مسئلہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کے لئے اُس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔ مسئلہ: قبر پر حاجت کے لئے جانا بھی ”جاءُ وک“ میں داخل اور خیر القرون کا معمول ہے۔ مسئلہ: بعد وفات مقبولانِ حق کو یا کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔ مسئلہ: مقبولانِ حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔“

والہ وسلم مجھے رب تعالیٰ سے بخشو! میں۔“ قبر اقدس کے اندر سے ندا آئی: ”اے شخص! تجھے بخش دیا گیا۔“

(تفسیر القرطبی، سورۃ النساء، تحت الاية ۶۴، الجزء الخامس تحت ج ۳، ص ۱۸۴)

حضرت سیدنا ابوالحسن صوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا حاتم اصم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور پر کھڑے ہو کر عرض کی: ”اے ہمارے رب عزوجل! ہم نے تیرے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کی اب تو ہمیں نامراد نہ لوٹا۔ آواز آئی: ”اے بندے! ہم نے تجھے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اقدس کی زیارت کی اجازت ہی تب دی جب تجھے پاک کر دیا۔ اب تم اور تمہارے ساتھ زیارت کرنے والے مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ، بے شک اللہ عزوجل تجھ سے اور اس سے راضی ہو گیا جس نے اس کے پیارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اقدس کی زیارت کی۔“

حضرت سیدنا ابوالفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ”ایک اعرابی نے حضور سیدنا المبلغین، جناب رَحْمَةُ لِّلْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ پر حاضر ہو کر عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! تو نے اپنے محبوب بندوں کے مزارات کے پاس غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے، یہ تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مزار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ پس تو مجھے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے قرب کی وجہ سے نار دوزخ سے آزادی کا پروانہ عطا فرما دے۔“ ہاتھ غیبی کی آواز آئی: ”تو نے صرف اپنے لئے جہنم سے آزادی کا سوال کیا، تمام مخلوق کے لئے کیوں نہیں کیا تاکہ میں ان سب کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پاک کے صدقے نار جہنم سے آزاد کر دیتا؟ اے اعرابی! جا، ہم نے تجھے آزاد کر دیا۔“

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے روٹی عطا فرمائی:

حضرت سیدنا ابوعبداللہ محمد بن علاء علیہ رحمۃ رب العلی فرماتے ہیں: ”میں نے مدینہ شریف میں حاضری دی، مجھ پر بھوک کا غلبہ تھا، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزار پاک کی زیارت کی اور سلام کیا، پھر عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں، بھوک اور فاقہ سے میری حالت ایسی ہو چکی ہے جس کو سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں جانتا، میں اس رات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مہمان ہوں۔“ پھر مجھ پر نیند غالب ہوئی۔ خواب میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے روٹی عنایت فرمائی۔ میں نے نصف روٹی کھالی جب بیدار ہوا تو روٹی کا آدھا ٹکڑا میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے جان لیا کہ نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان عالیشان حق ہے: ”جس نے خواب میں میری زیارت کی اس نے حقیقت میں میری ہی زیارت کی کہ شیطان میری صورت میں

نہیں آسکتا۔“ (صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من رای النبی ﷺ فی المنام، الحدیث ۶۹۹۴، ص ۵۸۴)

پھر مجھے ندا کی گئی: ”اے عبداللہ! جو بھی میری قبر کی زیارت کرے گا اس کو بخش دیا جائے گا اور کل بروز قیامت میں اس کی شفاعت کروں گا۔“

حضرت سیدنا ابوالفضل محمد بن نعیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا محمد بن یعلیٰ کنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کثرت سے نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کیا کرتے تھے، اور آپ کو اکثر خواب میں نبی مکرّم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار بھی ہو جاتا۔ ایک دن زیارت قبر اطہر کے قصد سے نکلے لیکن پاؤں میں چوٹ لگنے کے سبب زیارت سے محروم ہو گئے، حج کرنے والے جا رہے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رقعہ لکھ کر کسی حاجی کو دیا اور فرمایا: ”جب تم مزار اقدس پر پہنچو تو میرا یہ رقعہ مزار شریف کے قریب رکھ کر عرض کرنا: ”یا رسول اللہ عزّوجلّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کنانی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے ہوئے عرض گزار ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں کہ کنانی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟“ چنانچہ، جب اس شخص نے ایسا کیا تو حضرت سیدنا کنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ سرکار عالی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے کنانی! تمہارا خط پہنچ گیا ہے اور ہم نے تمہارا عذر بھی قبول کر لیا ہے۔“

حضرت سیدنا عتقی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی کو اونٹ پر آتے دیکھا۔ اونٹ سے اتر کر وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا اور یوں عرض گزار ہوا: ”السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! الْإِسْلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! یعنی اے اللہ عزّوجلّ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر سلام ہو، اے اللہ عزّوجلّ کے پسندیدہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر سلام ہو۔“ اللہ عزّوجلّ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا
 اللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝ (ب، ۵، النساء: ۶۴)

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اور میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، اب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزّوجلّ کی بارگاہ میں میری شفاعت فرمائیں۔“ حضرت سیدنا عتقی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: ”اے تھی! اس اعرابی کو بشارت دے دو کہ اللہ غزوہ جمل نے اسے بخش دیا۔“

(المغنی لابن قدامة، کتاب الحج، باب الفدية وجزاء الصيد، مسئلہ ۶۹۹، فصل يستحب زيارة قبر النبي ﷺ، ج ۵، ص ۴۶۵) منقول ہے کہ ”میں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ میں سمجھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز شروع کرنے والے ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام پیش کیا پھر واپس لوٹ گئے۔“ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی المناسک، فضل الحج والعمرة، الحدیث ۴۱۶۴، ج ۳، ص ۴۹۱)

حضرت سیدنا ابن وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ”جب امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہنشاہ خوش نھال، پیکر حسن و جمال، دافع رنج و ملال، صاحب جو دونوں، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے تو قبر اطہر کے قریب ہو جاتے، اپنا رخ قبر اطہر کی طرف کر کے سلام عرض کرتے اور دعا کرتے لیکن قبر اقدس کو ہاتھ سے مس نہ کرتے۔“

زیارت روضہ اقدس کرنے کے دس فوائد:

سرکار والا اعتبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار غزوہ جمل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اقدس کی زیارت کرنے والے کے لئے دس کرامات یعنی عزتیں ہیں: (۱)..... وہ بلند مرتبہ ہوگا (۲)..... حصول مقصد میں کامیاب ہوگا (۳)..... اس کی حاجت پوری ہوگی (۴)..... اسے عطیات خرچ کرنے کی توفیق ملے گی (۵)..... وہ ہلاکت و بربادی سے امن میں رہے گا (۶)..... عیوب و نقائص سے پاک ہوگا (۷)..... اس کی مشکلات آسان ہوں گی (۸)..... حادثات سے اس کی حفاظت ہوگی (۹)..... اسے آخرت میں اچھا بدلہ ملے گا اور (۱۰)..... مشرق و مغرب کے رب غزوہ جمل کی رحمت ملے گی۔“

منقول ہے کہ ”ایک شخص نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر عرض کی: ”یا رسول اللہ غزوہ جمل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! جو حجاج کرام وغیرہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی بات سمجھتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہاں! ان کی بات کا جواب بھی دیتا ہوں۔“

اے میرے اسلامی بھائیو! اس محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات پر غور کرو کہ وہ کتنی جمیل ہیں، وہ اپنے قریب حاضر ہونے والے کی کتنی عزت افزائی فرماتے ہیں اور اسے جواب سلام سے نوازتے ہیں، اگر تو دور سے بھی سلام عرض کرے تو

وہ تیرے سلام کا جواب مرحمت فرمائیں گے، تو شفاعت طلب کرے گا تو وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تیری شفاعت فرمائیں گے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اقدس کی زیارت سے منقطع ہے جبکہ وہ ہمیشہ تیری حاضری کے مشتاق ہیں، تو دنیا میں مشغول ہونے کے سبب اور مال جمع کرنے کی خاطر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیار نہیں مگر وہ خواب میں بھی جلوے دکھا دیتے ہیں، اگر تو دربار رسالت میں حاضر ہونے کا عزم کرتا ہے تو سواری پر سوار ہو جا، اور اگر انصاف سے کام لے تو تجھے سر کے بل چلنا چاہئے نہ کہ قدموں پر۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(حدائق بخشش)

حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تیرے گناہوں کی پردہ پوشی فرمانے والے ہیں، کل بروز قیامت تیری شفاعت فرمانے والے ہیں، سلامتی کے گھر یعنی جنت تک تیرے رہبر و راہنما ہیں۔

آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے! کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

(ذوق نعت)

کیا تو نے کوئی ایسا محبوب بھی دیکھا ہے جو اپنے محبوبین سے ایسا معاملہ کرتا ہو یا ان پر اتنا مہربان ہو؟ اللہ عزوجل کی قسم! ہرگز نہیں، تو نے نہ دیکھا ہو گا، اور نہ ہی دیکھے گا۔ اس کے باوجود تو کیسے ٹھہرا ہوا ہے؟ یا کیسے تجھے افسوس و حسرت نہیں ہوتی؟ محبوب خدا عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے کتاب و سنت سے آگاہ کیا تو تو دیکھنے والا ہو گیا۔ تجھ سے جنت کا وعدہ فرمایا۔ وہ تجھے بشارت دینے والے ہیں۔ پس اے حضور کی محبت کے دعوے دار! تو اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ تجھے ان کی سنتوں سے کہاں موافقت ہے؟ تیرے افعال ان کے افعال و اقوال کے تابع کہاں ہیں؟ اللہ عزوجل کی قسم! تجھ پر ان کی پیروی کا نام و نشان تک نہیں، کیا تجھے معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سخت بھوک میں رات بسر کرتے تھے؟ صبح تہجد کی نماز ادا کرتے تھے اور روزوں کے سبب خالی پیٹ رہتے تھے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر خزانے پیش کئے گئے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ تمام رات اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں جاگ کر گزار دی، دست طلب پھیلائے اور سر جھکائے رکھا اور اپنی خلوتوں میں اپنی امت کے لئے گروہ درگروہ جنت میں داخلے کا سوال کرتے رہتے۔

تمنائے زیارت کی دعا:

یا اللہ عزوجل! حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے آل و اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر درود و سلام بھیج۔ یا اللہ عزوجل! ہمیں ان کی زیارت سے بہرہ مند فرما اور آخرت میں ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرما اور ہمیں ان کے

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

تافلے میں اکٹھا کرنا اور ان کا رُخ روشن دکھانا اور ان کے حوض کوثر سے سیراب کرنا اور ہمیں ان لوگوں میں سے کرنا جو ان کی صحبت میں رہ کر کامیاب ہوئے اور ان کے راستے سے نہ ہٹانا اور ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمانا اور اپنی رحمت سے عذابِ جہنم سے بچانا۔ اے مالک و مولیٰ غَزَزَجَلْ! تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ **يَا اللّٰه غَزَزَجَلْ!** حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے آل و اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر بے حدود بے شمار درود و سلام بھیج۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ پڑھنے کی فضیلت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ایک دن میں سو مرتبہ یہ کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ پڑھا تو یہ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور اس کے لئے سونٹیکیاں لکھی جائیں گی، اس کے سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور یہ کلمہ اس دن شام تک شیطان سے اس کی حفاظت کرے گا اور اس دن اس سے عمل میں کوئی نہ بڑھ سکے گا مگر جو اس سے زیادہ مرتبہ پڑھے۔“ (صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التهليل، رقم ۶۴۰۳، ج ۴، ص ۲۱۸)

مناقبِ خلفاءِ راشدین

بیان 53:

﴿ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ علیہم الرضوان کے فضائل ﴾
حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو مہربان، گناہوں کو مٹانے والا، حلم والا اور برائیوں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔ رات کو دن میں داخل فرمانے والا ہے۔ ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔ اس کے فیصلوں میں عقول و اذہان حیرت زدہ ہیں۔ اہل بصیرت اور نگاہِ عبرت والے اس کی شانِ ابدیت (یعنی ہمیشہ رہنے والی صفت) کے میدان میں ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے ہیں۔ وہ اپنی بلند عزت و اقتدار سے جابر بادشاہوں پر غالب ہے۔ وہی واحد و قہار ہے۔ اس نے اپنی غالب قوت سے شاہانِ فارس (یعنی ایران کے بادشاہوں) کی شان و شوکت اور قوتِ اقتدار کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، پس وہی عظمت والا زبردست ہے۔ اسی نے کائنات کو جو بخشنا اور زمانے کی تدبیر فرمائی۔ کسی بھی مددگار اور معاون کا محتاج نہیں۔ کوئی اس کی قدرت میں برابری نہیں کر سکتا اور اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کا احسان ہر جگہ اور جمیع اطرافِ عالم کو شامل ہے یعنی ہر ایک پر احسان ہے۔ وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کے قدموں کی آواز کو جانتا ہے۔ زمین و آسمان اور سمندروں کی گہرائی میں موجود کوئی شے بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ بندے کے اُلٹ پلٹ ہوتے وقت بھی اس کے دل کی بات جانتا اور اس کے ارادہ و طلب کے وقت بھی اس کے دل پر مطلع ہوتا ہے۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "سَوَاءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ أَسْرَأَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ" (پ ۱۲، الرعد: ۱۰) ترجمہ کنز الایمان: برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو آواز سے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے۔"

پاک ہے وہ مجبور جو اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے برتری و برگزیدگی عطا فرماتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنے لئے خاص فرماتا ہے۔ جسے چاہتا ہے دوسروں سے ممتاز کر دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنے قرب و معیت کے لئے منتخب فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے پسند فرماتا ہے۔ اسی کا ارشادِ عالی ہے: "وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ" (پ ۲۰، القصص: ۶۸) ترجمہ کنز الایمان: اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند فرماتا ہے۔" (۱) اور..... اس نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا

①..... مفسر شہیر خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "شانِ نزول: یہ آیت مشرکین کے جواب میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کے لئے کیوں برگزیدہ کیا۔ یہ قرآن مکہ و طائف کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ اتارا۔ اس کلام کا قائل ولید بن مغیرہ تھا اور بڑے آدمی سے وہ اپنے آپ کو اور..... بقیہ اگلے صفحہ پر

منتخب نبی اور مختار رسول بنا کر برتری و برگزیدگی عطا فرمائی..... حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص فرما کر تصدیق اور وقار و ہیبت کی خصوصیت سے نوازا..... حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درست رائے کے لئے دوسروں سے ممتاز فرمایا پس شہریوں اور دیہاتیوں کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر باعثِ حلاوت اور پاکیزگی ہے..... حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن پاک جمع کرنے کے واسطے اپنے قرب و معیت کے لئے منتخب فرمایا پس انہوں نے قرآن پاک کو چھ یا سات نسخوں میں جمع کروادیا..... اور حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکروں کے منتشر کرنے، عجائبات کو ظاہر کرنے اور ذوالفقار (یعنی تلواریں) کے عدل و انصاف کو عام کرنے کے لئے پسند فرمایا۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جن کے حق میں اللہ عزوجل نے اپنے حبیب، حبیبِ لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

﴿۲﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ
عَلَى الْكُفَّارِ (ب، ۲۶، الفتح: ۲۹)

ترجمہ کنز الایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے
کافروں پر سخت ہیں۔

چنانچہ، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق ہیں..... حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسرارِ الہی پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر و امین ہیں..... حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن کے ہاتھوں مقتول اور اپنے گھر میں شہید ہونے والے ہیں..... اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھمبہ الکریم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے وارث اور دشمنوں پر پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والے شہسوار ہیں..... یہی وہ مقدس ہستیاں ہیں جو سید عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء، وزراء اور نیک سیرت پیشوایانِ امت ہیں..... انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے عہد کو پورا کیا..... اور انہی کی سعادت مند یوں کے سبب دینی اقدار بامِ عروج پر پہنچیں..... اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو چاہا اور پسند فرمایا، انہوں نے اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل پیروی اور بیعت کی۔

حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور سرِ ابا نور، شافعِ یوم النشور، فیضِ گنجر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس نے میرے کسی صحابی کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ عزوجل کو خوش کیا اور جس نے اللہ عزوجل کو خوش کیا تو اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ اسے خوش کر کے جنت میں داخل فرمادے۔“

بقیہ حاشیہ..... عروہ بن مسعود ثقفی کو مراد لیتا تھا۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ رسولوں کا بھیجان لوگوں کے اختیار سے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے، اپنی حکمت وہی جانتا ہے، انہیں اس کی مرضی میں دخل کی کیا مجال۔“

حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ”ان چار کی محبت سوائے مؤمن کے کسی کے دل میں جمع نہ ہوگی: (۱)..... حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲)..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳)..... حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور (۴)..... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔“ (حلیۃ الاولیاء، عطاء بن میسرہ، الحدیث ۶۹۳۶، ج ۵، ص ۲۳۰)

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ”میں قیامت کے دن اس حال میں آؤں گا کہ میری دائیں جانب ابوبکر صدیق، بائیں جانب عمر فاروق، پیچھے عثمان غنی اور میرے سامنے علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہوں گے اور علی کے پاس لواء الحمد ہوگا، اس پر دو کپڑے کے ٹکڑے ہوں گے؛ ایک سندس کا اور دوسرا استبرق کا۔“ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کی: ”میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا حضرت سیدنا علی لواء الحمد کو اٹھا سکیں گے؟“ ارشاد فرمایا: ”کیوں نہیں اٹھا سکیں گے کہ ان کو بہت سی خوبیاں عطا کی گئیں ہیں: میرے صبر جیسا صبر، حضرت یوسف علیہ السلام جیسا حسن اور حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسی قوت عطا ہوئی۔ لواء الحمد علی بن ابی طالب کے ہاتھ میں ہوگا اور اس دن تمام مخلوق میرے لواء (یعنی جھنڈے) کے نیچے ہوگی۔“

حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جوہر و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رب العزت، محسنِ انسانیت عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”اللہ عزوجل ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، انہوں نے اپنی بیٹی میری زوجیت میں دی، مجھے اپنی اونٹنی پر سوار کر کے مدینہ پاک لے گئے اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا۔ اللہ عزوجل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، وہ حق بولتے ہیں اگرچہ کڑوا ہو۔ اللہ عزوجل عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، ملائکہ ان سے حیا کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، یا اللہ عزوجل! علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں چلے حق کو اس کے ساتھ چلا دے۔“ (جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب علی..... الخ الحدیث ۳۷۱۴، ص ۲۰۳۴)

مروی ہے، اللہ کے محبوب، دانائے محبوب، منزہ عن العیوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ”اے ابوبکر! اللہ عزوجل نے مجھے نور کے جوہر سے پیدا فرمایا، پس اس جوہر پر نظرِ کرم فرمائی اور مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا کیا تو مجھے حیا سے پسینہ آ گیا اور پسینے کے چار قطرے گر پڑے۔ اے ابوبکر! اللہ عزوجل نے پہلے قطرے سے تمہیں پیدا فرمایا، دوسرے سے عمر کو، تیسرے سے عثمان کو اور چوتھے سے علی کو پیدا فرمایا، اے ابوبکر! تیرا، عمر، عثمان اور علی کا نور میرے نور سے ہے۔“

حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”بے شک اللہ عزوجل نے میرے صحابہ کرام کو تمام مخلوق پر فضیلت دی سوائے انبیاء و مرسلین کے، پھر میرے صحابہ میں سے چار کو فضیلت دی: ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔“

(المجروحین لابن حبان، الرقم ۵۶۸ عبد اللہ بن صالح کتاب اللیث المصری، ج ۱، ص ۵۳۵)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ عظمیٰ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حق نشان ہے: ”بے شک اللہ عزوجل نے تم پر ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کی محبت کو فرض کر دیا ہے، جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو تم پر فرض کیا ہے تو جو ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھے اللہ عزوجل اس کی نماز قبول فرمائے گا، نہ زکوٰۃ، نہ روزہ اور نہ ہی حج۔ اور اسے قبر سے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“

(فردوس الاخبار للذہبی، باب الالف، الحدیث ۶۱۹، ج ۱، ص ۱۰۱)

خلفاء راشدین علیہم الرضوان کی عظمت و شان:

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حقیقت بنیاد ہے: ”میرے حوض کے چار کونے ہیں: پہلے کونے پر ابو بکر، دوسرے پر عمر، تیسرے پر عثمان اور چوتھے پر علی ہوں گے۔ جو ابو بکر سے محبت کرے اور عمر سے بغض رکھے اس کو ابو بکر سیراب نہیں کریں گے اور جو عمر سے محبت رکھے اور عثمان سے بغض رکھے اس کو عمر سیراب نہیں کریں گے اور جو عثمان سے محبت کرے اور علی سے بغض رکھے اس کو عثمان حوض سے نہیں پلائیں گے اور جو علی سے محبت کرے مگر عثمان سے بغض رکھے اس کو علی سیراب نہیں کریں گے تو جس نے ابو بکر سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے عمر سے محبت کی وہ ایمان والوں میں لکھا جائے گا، اور جس نے عثمان سے محبت کی وہ نور میں سے منور ہو اور جس نے علی سے محبت کی تو اس نے بھلائی کا کام کیا اور اللہ عزوجل بھلائی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اور جس نے ان تمام کے متعلق حسن ظن رکھا وہ مؤمن ہے اور جو بدگمانی کرے وہ منافق ہے۔“ (الثقات لابن حبان، کتاب من روی عن اتباع التابعین، الرقم ۳۳۱۰، محمد بن مقاتل العبادانی، ج ۵، ص ۴۴۹۔ العلل المتناہیۃ لابن الجوزی، حدیث فی فضل الاربعۃ، الحدیث ۴۰۸، ج ۱، ص ۲۵۴)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”ہم حضور سید المرسلین، جناب رحمة للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اجتماع پاک میں بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے استقبال کرتے ہوئے فرمایا: ”اپنے مال کے ساتھ ننگساری کرنے والے اور دوسروں کو خود پر ترجیح دینے والے کو خوش آمدید!“ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو ارشاد فرمایا: ”حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے کو مرحبا! اس شخص کو خوش آمدید جس کے ذریعے اللہ عزوجل نے دین کو کامل کیا اور مسلمانوں کو عزت بخشی۔“ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا: ”میرے داماد اور میری دو بیٹیوں کے شوہر کو خوش آمدید! جس میں میرا نور جمع ہوا، جو اپنی زندگی میں سعادت مند اور موت میں شہید ہے، اس کے قاتل کے لئے نار جہنم کی بربادی ہے۔“ پھر حضرت سیدنا علی

المرتضى كرم الله تعالى وجهه الكريم حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا: ”میرے چچا زاد بھائی کو خوش آمدید! مجھے اور اسے ایک نور سے پیدا کیا گیا ہے۔“ (فردوس الاخبار للديلمی، باب النخاء، الحدیث ۲۷۷۶، ج ۱، ص ۳۷۴ مختصراً)

(پھر فرمایا:) اے گروہِ مسلمین! ان تمام کی محبت مؤمن کے دل میں ہی اکٹھی ہو سکتی ہے اور منافق کے دل میں یکجا نہیں ہو سکتی۔ جو ان کو محبوب بنا لے اللہ عزوجل اس کو محبوب بنا لیتا ہے اور جو ان سے بغض رکھے اللہ عزوجل اسے ناپسند فرماتا ہے۔“

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ایک دن حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں جنت میں داخل ہوا۔ اسی دوران جبکہ میں اس کے باغوں، نہروں اور درختوں کے گرد گھوم رہا تھا کہ میرا ہاتھ ایک پھل سے مس ہوا، میں نے اسے پکڑا تو وہ میرے ہاتھ میں چار ٹکڑوں میں بٹ گیا، ہر ٹکڑے سے ایک حور نکلی، اگر وہ اپنا ایک ناخن ظاہر کر دے تو تمام زمین و آسمان والوں کو فتنے میں مبتلا کر دے، اور اگر اپنی ایک ہتھیلی ظاہر کر دے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کی روشنی پر غالب آجائے، اگر وہ تبسم کرے تو اپنی خوشبو سے زمین و آسمان کی درمیانی جگہ کو کستوری سے بھر دے، میں نے پہلی سے پوچھا: ”تم کس کے لئے ہو؟“ بولی: ”حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے۔“ میں نے اسے حکم دیا: ”تم اپنے شوہر کے محل کی طرف جاؤ۔“ تو وہ چلی گئی۔ دوسری سے پوچھا اس نے کہا: ”میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہوں۔“ اسے بھی میں نے حکم دیا کہ تم اپنے خاوند کے محل میں چلی جاؤ۔“ تو وہ بھی چلی گئی۔ تیسری سے بھی پوچھا: اس نے جواب دیا: ”خون سے لت پت ظلماً شہید کئے ہوئے، حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے۔“ اسے بھی میں نے اپنے خاوند کے محل کی طرف جانے کا حکم دیا وہ بھی چلی گئی۔ چوتھی سے سوال کیا تو وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر اس نے کہا: ”اللہ عزوجل کی قسم! یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عزوجل نے مجھے حضرت سیدنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حسن پر پیدا کیا اور میرا نام ان کے نام پر رکھا اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجهه الكريم کے ان کے ساتھ نکاح ہونے سے دو ہزار سال قبل اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجهه الكريم سے میرا نکاح کر دیا تھا۔“ یہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء راشدین، انصار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، انہیں بروزِ قیامت عزت والے گھر یعنی جنت کی طرف احترام و اکرام کے ساتھ لے جایا جائے گا۔

منقول ہے، حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کام میں مشغول تھے کہ نمازِ عصر کا وقت ہو گیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے بڑھ کر امامت کرانے کا

کہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”آپ اس کے مجھ سے زیادہ حق دار ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جلّ وعلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو مقدم فرمایا اور آپ کی تعریف کی۔“

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلبِ سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ”عثمان کتنا اچھا انسان ہے، میرا داماد ہے اور میری دو بیٹیوں کا شوہر ہے، اللہ عزوجل نے اس میں میرا نور اکٹھا کر دیا ہے۔“

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”اللہ عزوجل نے عمر کے ذریعہ اسلام کو مکمل فرمایا۔“

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، مناقب امیر المؤمنین عمر، فصل تاسع، جزء ثانی، ج ۱، ص ۳۱۳ ”اکمل“ بدلہ ”اعز“) حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ”عثمان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔“

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عثمان بن عفان، الحدیث ۲۴۰۱، ص ۱۱۰۰) حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ”اللہ عزوجل نے عمر کے ذریعے دین کی تکمیل فرمائی اور مسلمانوں کو عزت بخشی۔“

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، مناقب امیر المؤمنین عمر، فصل تاسع، جزء ثانی، ج ۱، ص ۳۱۳ ”اکمل“ بدلہ ”اعز“) حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ”عثمان قرآن پاک کو جمع کرے گا، اور یہ رحمن عزوجل کا محبوب ہے۔“

(المستدرک، کتاب التفسیر، باب جمع القرآن لم یکن مرة واحدة، ج ۲، ص ۶۰۳، مفہوماً) حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ”عمر کتنا اچھا انسان ہے، بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کرتا ہے، اُن کے لئے اس وقت کھانا لاتا ہے جب لوگ عالم خواب میں ہوتے ہیں۔“ (جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل، الحدیث ۳۷۹۵، ص ۲۰۴۲، مختصراً)

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ”اللہ عزوجل نے حبشہ العسرة (یعنی غزوہ تبوک کا لشکر) تیار کرنے والے عثمان کی مغفرت فرمادی ہے۔“ (الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۱۶۹ اسحاق بن ابراہیم، ج ۱، ص ۵۵۳، بتغییر)

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دعا فرماتے سنا کہ ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔“ اور رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام فاروق رکھا۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ذریعے حق و باطل کے درمیان فرق کیا۔“ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل عمر رضی اللہ عنہ، الحدیث ۱۰۵، ص ۲۴۸۳۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۵۶، اسلام عمر، ج ۳، ص ۲۰۵)

اس واقعہ کی خبر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کے لئے دعا فرمائی اور ایک دوسرے سے حسن ادب کے ساتھ پیش آنے پر ان کی تعریف فرمائی۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ایک دن حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولیٰ مشکل کشا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ اقدس کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ”آپ آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دیں اور اسے کھولنے کی دیرینہ التجا کریں۔“ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”اے علی! آپ آگے بڑھے۔“

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے متعلق میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ”میرے بعد کسی ایسے شخص پر سورج طلوع و غروب نہ ہوگا جو ابو بکر صدیق سے افضل ہو۔“ (الثقات لابن حبان، کتاب اتباع التابعین، الرقم ۲۶۸۹ عبد الملک بن عبد العزیز، ج ۴، ص ۵۷)

(حلیہ الاولیاء، عطاء بن ابی رباح، الحدیث ۴۳۱۵، ج ۳، ص ۳۷۳)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے متعلق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں نے سب سے بہترین خاتون (یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سب سے بہترین مرد (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو عطا کی۔“

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: ”میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں حضور سیدنا المبلغین، جناب رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ مبارک کو دیکھنا چاہے وہ ابو بکر صدیق کا سینہ دیکھ لے۔“

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کی شان میں حضور نبی پاک، صاحب لؤلؤ لاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کا حسن، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی نماز، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کا زہد اور مجھے اور

میری صورت دیکھنا چاہے وہ علی کو دیکھ لے۔“

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و جہۃ الکریم نے فرمایا: ”میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں نبی مکرّم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب قیامت کی گھڑیوں میں حسرت و ندامت کے دن تمام مخلوق جمع ہوگی تو حق تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا کرے گا: ”اے ابوبکر! تم اور تم سے محبت کرنے والے جنت میں داخل ہو جائیں۔“

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کی طرف غزوہ حنین اور غزوہ خیبر کے دن نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور اور دودھ ہدیہ بھیجا اور ارشاد فرمایا: ”یہ فتح و نصرت کے طالب کی طرف سے علی بن ابی طالب کی طرف ہدیہ ہے۔“

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و جہۃ الکریم نے فرمایا: ”میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں سرکار و الاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے ابوبکر! تم میری آنکھ (کی ٹھنڈک) ہو۔“

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزنِ جوہر و سخاوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”علی جنت کی سواریوں میں سے کسی سواری پر آئیں گے، اور ایک منادی ندا کرے گا: ”اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! دنیا میں آپ کا حسین والد اور خوبصورت بھائی تھا، حسین والد حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور خوب صورت بھائی حضرت علی ہیں۔“

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و جہۃ الکریم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزّہ عن العیوب عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب قیامت کا دن ہوگا تو داروغہ جنت حضرت رضوان جنت اور جنم کی چابیاں لائے گا اور کہے گا: ”اے ابوبکر! اللہ عزوجل آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ جنت و دوزخ کی چابیاں ہیں جسے چاہو جنت میں بھیج دو اور جسے چاہو جنم میں بھیج دو۔“

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رب اکبر عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”حضرت جبرائیل میرے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: ”یا رسول اللہ! اللہ عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اور علی سے محبت کرتا ہوں تو میں نے سجدہ شکر ادا کیا، (پھر فرمایا:) میں فاطمہ سے محبت کرتا ہوں تو میں نے پھر سجدہ شکر ادا

کیا، (پھر فرمایا:) میں حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں تو میں نے پھر سجدہ شکر ادا کیا۔“

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں سید المبلغین، جناب رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اگر ابو بکر کا ایمان اہل زمین کے ایمان کے ساتھ تو لا جائے تو ابو بکر کا ایمان ان سب پر بھاری ہو جائے۔“

(شعب الایمان للبیہقی، باب القول فی زیادة الایمان..... الخ، الحدیث ۳۶، ج ۱، ص ۶۹، راوی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں سرکارِ مدینہ، قرآنِ قلب و سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”علی قیامت کے دن اپنی اولاد اور زوجہ کے ساتھ اونٹوں کی سواریوں پر سوار ہو کر آئیں گے، لوگ پوچھیں گے: ”یہ کون سے نبی ہیں؟“ تو ایک منادی ندا کرے گا: ”یہ اللہ عزوجل کا دوست علی بن ابی طالب ہے۔“

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کل بروز قیامت اہل محشر جنت کے آٹھوں دروازوں سے یہ آواز سنیں گے: ”اے صدیق اکبر! جس دروازے سے چاہو (جنت میں) داخل ہو جاؤ۔“

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”(جنت میں) میرے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محل کے درمیان علی بن ابی طالب کا محل ہے۔“

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں حضور پر نور، شافعِ یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”آسمان والے مقرّبین بارگاہِ الہی، نوری فرشتے اور ملا اعلیٰ روزانہ ابو بکر صدیق کا دیدار کرتے ہیں۔“

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کی شان میں اور جس کے گھر والوں کی شان میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا
وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ (ب ۲۹، الدھر: ۸)

ترجمہ کنز الایمان: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔ (۱)

۱..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ..... بقیہ اگلے صفحہ پر

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ عَزَّمَهُ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ نے ارشاد فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کی شان

اللہ عَزَّوَجَلَّ یوں بیان فرماتا ہے:

﴿۲۴﴾ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ
أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ (پ: ۲۴، الزمر: ۲۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈروالے ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ”یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ساتوں آسمانوں کے ملائکہ اس وقت ابو بکر صدیق اور علی المرتضیٰ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ان کے مابین ہونے والے حسن جواب اور حسن ادب کو سماعت کر رہے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لے جائیے اور تیسرے فرد ہو جائیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا و رحمت نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، اور ان کے ساتھ حسن ادب اور حسن اسلام و ایمان کو خاص کر دیا ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو ویسے ہی پایا جیسا کہ حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان کیا تھا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کے چہروں کو بوسہ رحمت سے نوازا اور ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تمام سمندر سیاہی ہو جائیں، تمام درخت قلم بن جائیں، آسمان وزمین والے کتاب بن جائیں تو بھی تمہارے فضل و مرتبہ اور تمہارے اجر و ثواب کو لکھنے سے عاجز آ جائیں گے۔“

انسانی چہرے والا جانور:

حضرت سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: ”میں نے مکہ مکرمہ میں ایک نصرانی کو طواف کرتے ہوئے دیکھا جو اسقف کے نام سے مشہور تھا، میں نے پوچھا: ”کس چیز نے تمہیں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے منحرف کیا؟“ اس نے کہا: ”میں نے اس سے بہتر چیز اختیار کی۔“ میں نے پوچھا: ”یہ سب کیسے ہوا؟“ تو اس نے اپنا واقعہ بیان کیا: ”میں سمندر میں

بقیہ..... کے تحت فرماتے ہیں: ”یعنی ایسی حالت میں جبکہ خود انہیں کھانے کی حاجت و خواہش ہو اور بعض مفسرین نے اس کے یہ معنی لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھلاتے ہیں۔ شان نزول: یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی کثیر فتنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے۔ ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی۔ اللہ تعالیٰ نے صحت دی۔ نذر کی وفا کا وقت آیا۔ سب صاحبوں نے روزے رکھے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک یہودی سے تین صاع (سارے ایک پیانہ ہے) بچو لائے۔ حضرت خاتونِ بخت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھی تو ایک روز مسکین، ایک روز یتیم، ایک روز اسیر (قیدی) آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلے روز رکھ لیا گیا۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

ایک کشتی پر سوار تھا، تھوڑی دور پہنچنے کے بعد کشتی ٹوٹ گئی۔ میں اس کے ایک تختے پر لٹک گیا، سمندر کی موجیں مجھے دھکیلتی رہیں یہاں تک کہ کسی جزیرے میں ڈال دیا، اس میں کثیر درخت تھے جن کے پھل شہد سے زیادہ میٹھے اور مکھن سے زیادہ نرم تھے۔ ایک صاف و شفاف نہر تھی۔ میں نے اس پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور کہا: اب میں یہ پھل کھاؤں گا اور نہر سے پانی پیوں گا جب تک کہ کوئی راستہ نہیں ملتا۔ جب رات ہوئی تو میں جانوروں کے خوف سے درخت پر چڑھ کر کسی ٹہنی پر سو گیا، رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد میں نے سطح آب پر ایک جانور کو بزبان فصیح تسبیح کرتے ہوئے دیکھا، جس کا مفہوم کچھ یوں ہے:

”اللہ عزیز و جبار کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول اور چنے ہوئے نبی ہیں۔ ابو بکر ان کے غار کے رفیق ہیں، عمر فاروق شہروں کو فتح کرنے والے، عثمان گھر میں شہید اور علی کفار پر اللہ عزوجل کی تلوار ہیں، ان سے بغض رکھنے والوں پر عزیز و جبار کی لعنت ہو، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔“

وہ جانور یہی کلمات بار بار دہراتا رہا، طلوع فجر کے بعد اس نے پھر چند کلمات کہے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

”اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، جس کا وعدہ و وعید سچے ہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں، ہدایت دینے والے اور راہنمائی فرمانے والے۔ ابو بکر کو صحیح رائے کی توفیق دی گئی، عمر بن خطاب کفار پر اہنی جنگ کی طرح (سخت) ہیں، عثمان فضیلت والے شہید ہیں اور علی بن ابی طالب زبردست قوت والے ہیں۔ ان سے بغض رکھنے والوں پر رب مجید کی لعنت ہو۔“

جب وہ جانور خشکی پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس کا سر شتر مرغ جیسا، چہرہ انسان جیسا، ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں کی طرح اور دم مچھلی کی دم جیسی ہے، میں ہلاکت کے خوف سے بھاگنے ہی والا تھا کہ اس نے مجھے دیکھ کر کہا: ”رک جاؤ، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔“ میرے رکنے کے بعد اس نے مجھ سے میرے دین کے متعلق دریافت کیا تو میں نے جواب دیا: ”نصرانیت۔“ اس نے کہا: ”اے نقصان اٹھانے والے! بربادی ہے تیرے لئے، دین اسلام اختیار کر لے کہ تو مؤمنین جنات کی قوم میں پہنچ چکا ہے، ان سے سوائے مسلمان کے کوئی نجات نہیں پاسکتا۔“ میں نے پوچھا: ”اسلام کیسے لاؤں؟“ اس نے بتایا: ”اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔“

چنانچہ، میں کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا پھر اس نے کہا: ”تیرا اسلام کامل تب ہوگا جب تو خلفاء اربعہ سے راضی رہے گا۔“ میں نے کہا: ”تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟“ اس نے جواب دیا: ”ہماری ایک قوم نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میں حاضر ہوئی، انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: جب قیامت کا دن ہوگا تو جنت لائی جائے گی، وہ عرض کرے گی: ”یا اللہ عزوجل! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو میرے کونوں کو مضبوط کرے گا۔“ اللہ عزوجل

فرمائے گا: ”میں نے تیرے کونوں کو خلفاء اربعہ سے مضبوط کر دیا ہے اور تجھے حسن و حسین سے زینت بخشی ہے۔“

پھر اس جانور نے مجھ سے پوچھا: ”تم یہاں ٹھہرنا چاہتے ہو یا اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹنا چاہتے ہو؟“ میں نے کہا: ”اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنا چاہتا ہوں۔“ اس نے کہا: ”تو پھر یہاں کھڑے رہو، ایک کشتی کا یہاں سے گزر ہوگا۔“ میں وہاں کھڑا رہا۔ وہ جانور سمندر میں اتر کر میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا پھر ایک کشتی گزری جس میں چند افراد سوار تھے۔ میرے اشارہ کرنے پر انہوں نے مجھے بھی سوار کر لیا۔ اس میں بارہ نصرانی تھے۔ جب میں نے ان کو اپنا واقعہ بتایا تو سب کے سب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ ان لوگوں کا اللہ عزوجل کے ہاں ضرور کوئی راز ہے کہ ان کی برکت سے مجھے اسلام کی دولت ملی اور بلند مقام نصیب ہوا۔“

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



نمازی اور سایہ رحمت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ”حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک سنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ”اللہ عزوجل تین اشخاص کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا (۱) امانت دار تاجر (۲) عادل حکمران اور (۳) دن میں سورج کی رعایت کرنے والا۔“ (یعنی وقت میں نماز پڑھنے والا)

(کنز العمال، کتاب المواعظ..... الخ، الحدیث ۴۳۲۵۲، ج ۱۵، ص ۶۳۴)

صلوة وسلام کا بیان

بیان 54:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جس کی خوشبوئے محبت سے سچے دوست نرم، ہوا بن کر ابھرے۔ اس نے رات کے آخری حصوں میں ان سے محبت بھری گفتگو کی، پس وہ ان کا ہم نشین ہو گیا۔ اس نے مناجات کی تنہائی میں پہلے ان کو پاک و صاف پیالوں سے خالص شراب (یعنی جام محبت) پلائی پھر ان پر تجلی فرمائی تو وہ اس کی محبت میں دیوانے ہو گئے۔ انہیں اپنی محبت کا جام پلانے والا ان کی دیوانگی کو جانتا ہے۔ اس نے ہدایت کے لئے ان کو بصیرت سے سرفراز فرمایا، تقویٰ و پرہیزگاری کی دولت سے مالا مال کیا اور سیدھے راستے پر چلایا۔ اس نے ان کی طرف مہربان رسول اور صاحب عظمت و شرافت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا اور اپنے پیارے حبیب، حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضل و شرف کے لئے اپنی مقدس کتاب ”قرآن کریم“ میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ”هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ (ب ۲۲، الاحزاب: ۴۳) ترجمہ کنز الایمان: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔“ (۱)

اللہ عزوجل نے اس نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے آپ زمزم اور حطیم کعبہ کو مشرف فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مجتبیٰ اور مصطفیٰ کی شانوں سے خاص کیا۔ اس نے اپنے مبارک ناموں میں سے دو ناموں ”رؤف ورحیم“ کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام رکھا۔ لہذا جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پیروی کی اس نے بہت بڑا فضل پالیا۔ اور جنت میں تازگی اور نعمتوں کو حاصل کر لیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے قیدیوں کو آزاد کیا۔ کتنے ہی بے یار و مددگار مساکین کو پناہ دی۔ کتنے ہی ٹوٹے دلوں کو جوڑ دیا، فقیروں کو غنی کر دیا اور یتیموں پر رحم فرمایا۔ حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنا یا پس انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر درود شریف بھیجا تو عزت و کرامت کے ساتھ لوٹے۔ حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیہ وسلم نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل دعا کی تو

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”شان نزول: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت اِنَّا اللّٰهُ وَمَلَائِكَتُهٗا يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ نَازِلٌ ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی فضل و شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔“

ڈوبنے سے محفوظ رہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے وسیلے سے بارگاہِ الہی عزوجل میں عرض کی تو آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی۔ جب حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام کی کثرت کی اور ان کے صدقے مدد کے خواستگار ہوئے تو فدیہ کے ذریعے مدد فرمائی گئی اور یہ نعمتیں اضافے کے بعد برقرار رہیں۔ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھا تو انہیں اللہ عزوجل سے ہم کلامی کا شرف عطا ہوا اور حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور انور، شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت و خوشخبری دی تو انہوں نے رفعت و سبقت کو پالیا۔ اور رحمتِ عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات ہی ہے جس پر درختوں اور پتھروں نے سلام پڑھا اور مقدس فرشتوں نے درود پاک بھیجا تو اب وہ ربِّ لَمْ یَزَلْ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس نعمت پر نازاں ہیں۔

اے نافرمانوں کے گروہ! تمہیں کس چیز نے مکی مدنی سلطان، رحمت عالمیان، سرور دو جہان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنے سے غافل کر رکھا ہے۔ درود پاک تو وہ عظیم عبادت ہے جو بڑے بڑے گناہوں کو مٹا دیتی اور پڑھنے والے کو عزت و تکریم عطا کرتی ہے۔ پس تم حضور نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو اور ان کی ایسی تعظیم و ادب کرو جس کا تمہارے مولیٰ عزوجل نے تمہیں حکم فرمایا ہے۔ اس طرح تم جنت اور اس کی نعمتوں سے سرفراز کئے جاؤ گے اور عذاب اور نار و دوزخ سے بچ جاؤ گے۔ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس شان کو بیان فرمایا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ اور مخلوق کے متعلق ہے۔ چنانچہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا" (ب ۲۲: الاحزاب: ۴۳) ترجمہ کنز الایمان: اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔"

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اُس امتی کو جنت میں فضیلت و مرتبہ کی بشارت دی ہے جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھا۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "تَجِيئُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامًا وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا" (ب ۲۲: الاحزاب: ۴۴) ترجمہ کنز الایمان: ان کے لئے ملتے وقت کی دعا سلام ہے اور ان کے لئے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے۔" (۱)

تو اے اسلامی بھائیو! تم منبعِ جود و سخاوت، قاسمِ نعمت، سرِ ایا رحمت، شافعِ امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کی

① مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الباہی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "ملتے وقت سے مراد یا موت کا وقت ہے یا قبروں سے نکلنے کا یا بخت میں داخل ہونے کا۔ مروی ہے کہ حضرت ملک الموت کسی مومن کی روح اس کو سلام کئے بغیر قبض نہیں فرماتے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ملک الموت مومن کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تیرا رب تجھے سلام فرماتا ہے اور یہ بھی واروہا ہے کہ مؤمنین جب قبروں سے نکلیں گے تو ملائکہ سلامتی کی بشارت کے طور پر انہیں سلام کریں گے۔" (جمل و خازن)

کثرت کرو کہ درود پاک غموں اور مصیبتوں کو دور کرتا اور بیماریوں سے شفا دیتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کا حکم تو خود اللہ عزوجل نے دیا ہے۔ وہ تمہیں خبردار کرتے ہوئے، سمجھاتے ہوئے، یاد دلاتے ہوئے اور سکھاتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ ط
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝
ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس
غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب
سلام بھیجو۔
(پ ۲۲، الاحزاب: ۵۶)

حضرت سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں سرکارِ مدینہ، قرقرِ قلب و سینہ، باعثِ نزولِ سیکنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر بشارت (یعنی خوشی) کے آثار تھے، میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں نے کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آج کی طرح اتنا خوش و خرم اور ہشاش بشاش نہیں دیکھا۔“ تو ارشاد فرمایا: ”آج میں کیونکر خوش نہ ہوں گا کہ ابھی میرے پاس جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جو امتی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بار درود بھیجے اس کے عوض اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس درجات بلند ہوتے ہیں اور مالکِ حقیقی عزوجل درود پاک بھیجنے والے پر اسی قدر رحمت بھیجتا ہے۔“ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی طلحہ، الحدیث ۱۶۳۵۲، ج ۵، ص ۵۰۹)

ایک دوسری روایت میں ہے: ”اللہ عزوجل درود پڑھنے والے پر اس کے قول کی مثل رحمتیں اور برکتیں لوٹاتا ہے۔“

رُخِ مصطفىٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”میں وقتِ سحر کچھ سی رہی تھی کہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی اور چراغ بجھ گیا۔ اتنے میں حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کے نور سے سارا کمرہ جگمگا اٹھا اور سوئی مل گئی۔ (برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتے ہیں:)

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تیسم سے تیرے

شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا (ذوقِ نعت)

میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور کتنا روشن ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! ہلاکت ہے اس کے لئے جو بروزِ قیامت مجھے نہ دیکھے گا۔“ میں نے عرض کی: ”بروزِ قیامت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے کون محروم رہے گا؟“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو بروزِ قیامت مجھے نہ دیکھے گا۔“

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

رسول نے ارشاد فرمایا: ”بخیل۔“ میں نے پوچھا: ”یا رسول اللہ عزوجل وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم! بخیل کون ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود پاک نہ بھیجے۔“ (دلائل النبوة للإسماعيل الاصمہانی، فصل، الحدیث ۱۱۷، ص ۱۱۳)

(السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب العمل الیوم والليلة، باب من البخیل، الحدیث ۹۸۸۵، ج ۶، ص ۲۰)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اللہ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب عزوجل وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”مجھ پر درود پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے طہارت ہے اور اللہ عزوجل سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو۔“ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم! وسیلہ کیا ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”جنت میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے جو صرف ایک شخص کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، باب ما اعطى الله تعالى محمداً ﷺ، الحدیث ۱۴۶، ج ۷، ص ۴۴۲)

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب سلوا الله لي الوسيلة، الحدیث ۳۶۱۲، ص ۲۰۲۴)

حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اللہ کے پیارے رسول، رسول مقبول عزوجل وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جو مجھ پر جمعرات کی شام کو درود پاک پڑھتا ہے فرشتے اپنے ہاتھوں میں چاندی کے ورق اور سونے کے قلم لے کر نازل ہوتے ہیں اور جو مجھ پر جمعرات کی شام، شبِ جمعہ، روزِ جمعہ اور جمعہ کی شام کو درود پاک پڑھتا ہے وہ اس کا درود لکھتے ہیں۔ پس جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھو۔“ (نزہة المجالس، باب فضل الصلاة والتسليم..... الخ، ج ۲، ص ۱۸۰)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”جو مجھ پر جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن ایک بار درود پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس کی سوا خروید حاجات اور تیس دنیوی حاجات پوری فرماتا ہے اور میرے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو میری قبر میں داخل ہو کر مجھے اس درود پڑھنے والے کے نام و نسب اور خاندان کے متعلق بتاتا ہے پھر میں اسے اپنے پاس سفید صحیفہ میں محفوظ کر لیتا ہوں۔“

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الصلوات/ فضل الصلوة علی النبی ﷺ ليلة الجمعة، الحدیث ۳۰۳۵، ج ۳، ص ۱۱۱، بتغییر)

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”بے شک اللہ عزوجل کے کچھ سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں، وہ مشرق و مغرب میں مجھ پر درود پڑھنے والے کا درود شریف مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ پس جو شخص ہر جمعہ کے دن مجھ پر اتنی (80) بار درود پاک پڑھے گا اس کے اتنی سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

(سنن النسائی، کتاب السهو، باب التسليم علی النبی ﷺ، الحدیث ۱۲۸۳، ص ۲۱۷۰)

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۳۲۶ وھب بن داؤد بن سلیمان ابو القاسم المحرمی، ج ۱۳، ص ۴۶۳)

تاجدارِ حرم، شاہِ عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ”مجھ پر محبت و شوق سے درودِ پاک پڑھا کرو اس لئے کہ وہ مجھ تک پہنچتا ہے۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب زیارة القبور، الحدیث ۲۰۴۲، ص ۱۲۷۳، مفہومنا)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبی مکرمؐ، نور مجسمؐ، رسول اکرمؐ، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ”قیامت کے دن لوگوں میں میرے قریب تر وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر کثرت سے درودِ پاک پڑھے ہوں گے اور جو لوگ اپنی محفل میں مجھ پر درودِ پاک نہیں پڑھتے بروز قیامت ان پر حجت ہوگی۔ اگر اللہ عزوجل چاہے تو انہیں معاف فرمادے اور چاہے تو مواخذہ فرمائے۔“ (جامع الترمذی، ابواب التوہ، باب ماجاء فی فضل الصلاة علی النبی ﷺ، الحدیث ۴۸۴، ص ۱۶۹۱، جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی القوم یجلسون..... الخ، الحدیث ۳۳۸۰، ص ۱۹۹۹، الزهد لابن المبارك، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، الحدیث ۹۶۲، ص ۳۴۲)

حضور نبی پاکؐ، صاحبِ لولاک، سیارِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ”جس دن سایہ عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اس دن تین قسم کے لوگ عرشِ الہی عزوجل کے سائے میں ہوں گے۔“ عرض کی گئی: ”یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون ہیں؟“ ارشاد فرمایا: ”(۱)..... جس نے میرے کسی امتی کی پریشانی دور کی (۲)..... جس نے میری سنت کو زندہ کیا اور (۳)..... جس نے مجھ پر کثرت سے درود پڑھا۔“

(شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک، کتاب الشعر، باب ماجاء فی المتحابین فی اللہ، تحت الحدیث ۱۸۴۱، ج ۴، ص ۴۶۹)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ”جس نے کسی کتاب میں مجھ پر درودِ پاک لکھا جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا ملائکہ اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔“ (المعجم الاوسط، الحدیث ۱۸۳۵، ج ۱، ص ۴۹۷)

سرکارِ دو عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ برکت نشان ہے: ”جو میرے حق کی تعظیم کرتے ہوئے مجھ پر درودِ پاک بھیجتا ہے اللہ عزوجل اس سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا ایک پر مشرق میں، دوسرا مغرب میں، اس کی دونوں ٹانگیں ساتویں زمین میں اور گردن عرش کے نیچے ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل اُسے فرماتا ہے: ”تم میرے بندے پر اسی طرح درودِ پاک بھیجو جس طرح اس نے میرے نبی پر بھیجا۔“ پس وہ فرشتہ تا قیامت اس بندے پر درود بھیجتا رہے گا۔“

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث ۱۱۳۱، ج ۱، ص ۱۷۰)

نبی مکرمؐ، نور مجسمؐ، رسول اکرمؐ، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ”بے شک اللہ عزوجل استغفار کے سبب تمہارے گناہ بخش دیتا ہے، پس جو سچے دل سے استغفار کرے اس کو بخش دیا جاتا ہے اور جس نے ”لَا إِلَهَ إِلَّا“

اللہ“ کہا اس کا میزان (یعنی نیکیوں کا پلڑا) بھاری ہوگا اور جو مجھ پر درود بھیجے میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں گا۔“

(الترغیب فی فضائل الأعمال و ثواب ذلك لابن شاہین، باب مختصر من فضل الاستغفار و ثوابه، الحدیث ۱۷۸، ج ۱، ص ۲۰۱)

حضور نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ”بے شک اللہ عزوجل نے میری قبر اقدس پر دو فرشتے مقرر فرمائے ہیں۔ جب کسی مسلمان کے پاس میرا ذکر ہوتا ہے اور مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے جواب میں کہتے ہیں: ”اللہ عزوجل تیری مغفرت فرمائے۔“ اس کے جواب میں عرش اٹھانے والے اور دیگر فرشتے آمین کہتے ہیں اور جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درودِ پاک نہ بھیجے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں: ”اللہ عزوجل تیری مغفرت نہ فرمائے۔“

اور عرش اٹھانے والے اور دیگر فرشتے اس کے جواب میں آمین کہتے ہیں۔“ (المعجم الکبیر، الحدیث ۲۷۵۳، ج ۳، ص ۸۹)

حضور سید المبلغین، جنابِ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”جو لوگ کسی مجلس میں جمع ہوں اور پھر مجھ پر درودِ پاک پڑھے بغیر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو وہ مردار گدھے سے زیادہ بدبو چھوڑ کر جدا ہوتے

ہیں۔“ (السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب العمل الیوم واللیلة، باب من جلس مجلساً... الخ، الحدیث ۱۰۲۴۴، بدون ”الحمار“)

اور جس اجتماع میں مجھ پر درودِ پاک پڑھا جاتا ہے وہاں سے پاکیزہ خوشبو پھوٹی ہے یہاں تک کہ وہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جاتی ہے، فرشتے کہتے ہیں: ”یہ اس اجتماع کی خوشبو ہے جس میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا گیا ہے۔ یقیناً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجے گئے درودِ پاک کی خوشبو تمام خوشبوؤں پر فوقیت رکھتی ہے، ملائکہ اس کو فوراً پہچان لیتے ہیں اور تمام خوشبوؤں سے اس کا امتیاز کر لیتے ہیں۔“

سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختارِ باذنِ پروردگار عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کا فرمانِ بخشش نشان ہے: ”جس نے مجھ پر درودِ پاک پڑھا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔“

حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ”جس نے مجھ پر سو بار درودِ پاک بھیجا تو

آگ اس سے سو سال کی دوری پر ہٹ جائے گی۔“

نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ”تم میں سے زیادہ

درودِ پاک پڑھنے والے کے لئے جنت میں زیادہ بیویاں ہوں گی۔“

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی اکرم، نور مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”اے محمد! جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر درود بھیجوں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا

میں اس پر سلام بھیجوں گا۔“ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبدالرحمن بن عوف، الحدیث ۱۶۶۴، ج ۱، ص ۴۰۷)

نبی مکرّم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ”بندہ جب اللہ عزّوجلّ سے اپنی کسی حاجت کا سوال کرتا ہے لیکن اس کے بعد مجھ پر درودِ پاک نہیں پڑھتا تو اس کی حاجت بادلوں تک بلند ہوتی ہے۔ پھر جب وہ مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے تو اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے اور دعا بھی قبول ہو جاتی ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔“

حضور سید المبلغین، جنابِ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ عزّوجلّ اس پر مقرر فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ تین دن تک اس کا کوئی (برا) عمل نہ لکھیں۔“

(المستطرف فی کل فن مستطرف، باب ۸۴ فیما جاء فی فضل الصلاة..... الخ، ج ۲، ص ۵۰۵)

مروی ہے: ”جب قیامت کے دن مؤمن کی نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی تو اللہ عزّوجلّ کی طرف سے کچھ صحیفے اس کی نیکیوں والے پلڑے میں رکھے جائیں گے جس کی وجہ سے نیکیاں برائیوں پر غالب آجائیں گی۔ اللہ عزّوجلّ فرمائے گا: ”یہ تیرا وہ درودِ پاک ہے جو تو نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجا تھا جس کے سبب تیری نیکیوں کا وزن زیادہ ہو گیا، میں نے اس کو تیرے لئے محفوظ کر رکھا تھا۔“

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ”جس نے صبح و شام یہ درودِ پاک پڑھا: ”اللّٰهُمَّ يَا رَبِّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ أَهْلُهُ“ یعنی یا اللہ عزّوجلّ! اے (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کی آل کے رب عزّوجلّ! (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کی آل پر رحمت بھیج اور (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کے شایانِ شان جزائے خیر عطا فرما۔“ تو اس نے اعمال لکھنے والے فرشتوں کو ایک ہزار صبح تک (اس کا اجر لکھنے) پر لگا دیا۔ (نزہة المجالس، باب فضل الصلاة والتسليم..... الخ، ج ۲، ص ۲-۱۸۱، المعجم الكبير، الحدیث ۱۱۵۰۹، ج ۱۱، ص ۱۶۵، باختصار) اور اس نے اپنے نبی کا حق ادا کیا، اللہ عزّوجلّ اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت فرمائے اور (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور آل محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ اس کا حشر فرمائے۔“ (آمین)

حضرت سیدنا حواری اللہ تعالیٰ عنہا کا حق مہر:

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جب اللہ عزّوجلّ نے حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونکی اور انہوں نے اپنی نگاہیں کھولیں تو جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا، ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ.“ تو عرض کی: ”یا اللہ عزّوجلّ! کیا تو نے کسی ایسی ہستی کو بھی پیدا فرمایا ہے جو تیرے نزدیک مجھ سے بھی زیادہ

معزز ہے؟“ تو اللہ عزوجل کی جانب سے جواب ملا: ”ہاں! وہ تیری اولاد میں سے ایک نبی ہے۔“ پھر جب اللہ عزوجل نے حضرت سیدتنا اماں حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیدا فرمایا تو حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں شہوت رکھی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے نکاح کی خواہش کی تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”اس کا حق مہر ادا کرو۔“ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”اس کا حق مہر کیا ہے؟“ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”اس نام والے پر سومرتبہ درود پاک بھیجو۔“ عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! اگر میں ایسا کروں تو کیا تو میرا نکاح اس سے کر دے گا؟“ تو اللہ عزوجل نے فرمایا: ”ہاں۔“ چنانچہ حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سومرتبہ درود پاک پڑھا اور یہ حضرت سیدتنا حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر تھا۔ پھر اللہ عزوجل نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نکاح حضرت سیدتنا حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دیا۔“

(نزہۃ المجالس، باب مناقب فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، فصل فی تزویج حواء..... الخ، ج ۲، ص ۳۱۷، مفہوماً)

اونٹ بول اٹھا:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ”ایک اعرابی اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے پر باندھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیٹھ گیا۔ جب اس کا مقصد پورا ہو گیا تو کھڑے ہونے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ کچھ لوگوں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اس اعرابی کے پاس جو اونٹنی ہے، وہ چوری کی ہے۔“ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ”تم کیا کہتے ہو؟“ وہ سر جھکا کر اپنی انگلی سے زمین کریدنے لگا، اللہ عزوجل نے اونٹنی کو قوت گویائی عطا فرمائی تو اس نے دروازے کے پیچھے سے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بشیر و نذیر بنا کر حق کے ساتھ بھیجا! اس شخص نے مجھے نہیں چرایا بلکہ مجھے کسی اور نے چرایا ہے اس نے تو قیمت دے کر مجھے اس سے خریدا ہے، یہ مجرم نہیں ہے۔“

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس اعرابی سے استفسار فرمایا: ”اے اعرابی! تجھے اس ذات کی قسم جس نے تیری براءت کے لئے اونٹنی کو قوت گویائی عطا فرمائی! یہ تو بتا کہ سر جھکا کر زمین کریدتے ہوئے تو نے کیا کہا تھا؟“ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں نے عرض کی تھی: ”اللَّهُمَّ لَسْتُ بِرَبِّ اسْتَحْدُثْنَاكَ وَلَا مَعَكَ شَرِيكَ فِي مُلْكِكَ أَغَانِكَ عَلَيَّ خَلْقِنَا أَنْتَ كَمَا تَقُولُ وَفَوْقَ كُلِّ مَا نَقُولُ، أَسْأَلُكَ يَا رَبِّ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَتُبْرِنِي بِبِرَائَةِ مِمَّا أَنَا فِيهِ لَعْنَىٰ يَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ! تو ایسا رب عزوجل نہیں کہ جس کو ہم نے اپنے پاس سے گھڑ لیا ہو، اور نہ ہی تیرے ملک میں تیرا کوئی شریک ہے جو ہماری تخلیق پر تیری اعانت کرے، بے شک تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو فرماتا ہے اور تو ہمارے بیان سے بھی بہت بلند ہے، یا اللہ عزوجل! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور

ان کی آل پر رحمت بھیج اور مجھے اس مصیبت سے چھٹکارا عطا فرما۔“ تو حضور سید المبلغین، رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں نے گلیوں میں ملائکہ کا ازدحام دیکھا جو تیرے ان کلمات کو لکھ رہے تھے، پس جو شخص ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جس میں تو مبتلا ہوا اور یہ کلمات کہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا۔“ (المستدرک، کتاب آیات رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ..... الخ، الحدیث ۴۲۹۴، ج ۳، ص ۵۲۲)

منقول ہے، محدثین کرام رحمہم اللہ قیامت کے دن اپنے قلم دان لئے حاضر ہوں گے، اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمائے گا: ”اے جبرائیل! ان کی تمام حاجات پوری کر دو کیونکہ یہ دنیا میں نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر کثرت سے درود بھیجتے تھے، اور انہیں ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کر دو۔“

باواز بلند درود پڑھنے والوں کی بخشش ہوگی:

ایک بزرگ کا بیان ہے، ”میرا ایک گناہ گار پڑوسی تھا۔ اس کی وفات کے بعد میں نے اسے خواب میں جنت میں دیکھا تو پوچھا: ”تمہیں یہ مقام کیسے ملا؟“ اس نے بتایا: ”میں ایک اجتماع ذکر میں حاضر ہوا۔ ایک محدث صاحب کو رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا یہ فرمان بیان کرتے سنا کہ ”جو شخص رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر بلند آواز سے درود پاک بھیجے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“ یہ کہنے کے بعد ان محدث صاحب نے باواز بلند درود پاک پڑھا پھر میں نے اور تمام اہل اجتماع نے درود پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسی دن ہمیں بخش دیا۔“ (فضائل درود و سلام بحوالہ سعادة الدارين، ص ۱۵۸)

شہنشاہ خوش نھال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و مکالم، صاحبِ جو دونوں، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ”ایک دن جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے پاس حاضر ہو کر عرض کی: ”اے محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایسی خوشخبری لے کر حاضر ہوا ہوں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی کے پاس لایا نہ بعد میں (لاؤں گا)، اور وہ یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ”(اے محبوب!) تیرا جو امتی تجھ پر تین مرتبہ درود پاک پڑھے گا اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور اگر بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اسے بخش دیا جائے گا۔“ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا۔“

(المستطرف فی کل فن مستطرف، باب ۸۴ فیما جاء فی فضل الصلاة..... الخ، ج ۲، ص ۵۰۵)

منقول ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو مرنے کے بعد قبر میں عذاب میں مبتلا دیکھ کر بہت غمگین ہوئی اور گریہ و زاری کرنے لگی۔ پھر اس عورت نے دوبارہ اپنے بیٹے کو رحمت و نور کی چھما چھم بارش میں دیکھ کر اس کے متعلق دریافت کیا؟ تو اس نے جواب دیا: ”ایک شخص اس قبرستان سے گزرا اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھا اس کا ثواب تمام مردوں کو

پہنچایا تو اس کی برکت سے اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا۔“

ایک عارف کا بیان ہے کہ ”میں ایک رات نماز پڑھتے ہوئے تشہد میں سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا، مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا۔ خواب میں آقائے دو جہاں، سرورِ ذی شایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تو آج ہم پر درود بھیجنا بھول گیا۔“ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں اللہ عزوجل کی ثناء میں مشغول تھا۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کیا تجھے معلوم نہیں کہ مجھ پر درودِ پاک پڑھے بغیر اللہ عزوجل اپنی ثناء بھی قبول نہیں فرماتا، وہ ایسی کوئی دعا قبول نہیں فرماتا جس میں مجھ پر درود نہ بھیجا گیا ہو اور کوئی حاجت پوری نہیں فرماتا جب تک کہ مجھ پر درودِ پاک نہ بھیجا جائے، کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ مبارک فرمان نہیں سنا؟“

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا 0 (ب ۲۲، الاحزاب: ۵۶) ترجمہ کنز الایمان: ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چہرے کی سیاہی دور فرمادی:

حضرت سیّدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں نے دورانِ طواف ایک شخص کو ہر قدم پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درودِ پاک پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا: ”اے بھائی! ”سُبْحَانَ اللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کے بجائے درودِ پاک کا ورد کئے جا رہے ہو، اس میں تمہارا کیا راز ہے؟“ تو وہ پوچھنے لگا: ”اللہ عزوجل آپ کو معاف فرمائے، آپ کون ہیں؟“ میں نے بتایا: ”میں سفیان ثوری ہوں۔“ تو اس نے کہا: ”اگر آپ اہل زمانہ میں اجنبی نہ ہوتے تو میں آپ کو اس کا راز نہ بتاتا، میں اپنے والدِ گرامی کے ساتھ حج بیت اللہ کے ارادے سے چل پڑا۔ اثنائے سفر میرے والدِ محترم بیمار ہو گئے تو میں اپنے والدِ محترم کے علاج معالجے کے لئے رک گیا۔ علاج کے دوران ان کا انتقال ہو گیا۔ جبکہ میں ان کے سر کے قریب کھڑا تھا، ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر میں نے فوراً پڑھا: ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ 0 (ب ۲، البقرہ: ۱۵۶) ترجمہ کنز الایمان: ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا (۱)۔“ پھر میں نے ان کے چہرے پر چادر ڈال دی۔ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس سے زیادہ حسین و جمیل میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کا لباس انتہائی صاف شفاف تھا اور اس سے ایسی خوشبو آ رہی

①..... مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”حدیث شریف میں ہے کہ وقت مصیبت کے ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھنا رحمتِ الہی کا سبب ہوتا ہے۔ یہ بھی حدیث میں ہے کہ مؤمن کی تکلیف کو

اللہ تعالیٰ کفارہ گناہ بناتا ہے۔“

تھی جو میں نے کبھی نہ سونگھی تھی۔ وہ قدم بقدم چلتے ہوئے میرے والد محترم کے قریب تشریف لائے اور ان کے چہرے سے چادر ہٹا کر اپنا مبارک ہاتھ چہرے پر پھیرنے لگے۔ والد صاحب کا چہرہ اچانک چمک اٹھا۔ پھر وہ پلٹنے لگے تو میں ان کے کپڑوں سے لپٹ گیا اور ان سے دریافت کیا: ”اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟ جن کے سبب اللہ عزوجل نے میرے والد محترم پر اس ویرانے میں یہ احسان فرمایا ہے۔“ انہوں نے پوچھا: ”کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں صاحب قرآن محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں، تیرے والد گرامی تو گناہگار تھے لیکن مجھ پر کثرت سے درود پاک بھیجتے تھے۔ جب یہ اس بیماری میں مبتلا ہوئے تو مجھ سے فریاد کی اور بے شک جو مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھتا ہے میں اس کی فریاد سی کرتا ہوں۔“ پھر میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ میرے والد گرامی کا چہرہ بالکل سفید ہو چکا تھا۔“

(تفسیر روح البیان، سورۃ الاحزاب، تحت الآیۃ ۵۶، ج ۷، ص ۲۲۵)

اے میرے پیارے اسلامی بھائیو! اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن الغیوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پاک پڑھو۔ بے شک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کی بخشش اور سیدھے راستے کی طرف ہدایت کا سبب ہے۔ درود پاک بھیجنے والا جہنم کے عذاب سے محفوظ رہے گا اور جنت میں ابدی نعمتوں کا مستحق ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ ”حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے والوں کے لئے دس عزتیں ہیں: (۱)..... اللہ عزوجل کی رحمت (۲)..... نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت (۳)..... معزز ملائکہ کی موافقت (۴)..... منافقین و کفار کی مخالفت (۵)..... خطاؤں اور گناہوں کی معافی (۶)..... حاجات کی تکمیل (۷)..... ظاہر و باطن کی روشنی (۸)..... جہنم سے نجات (۹)..... جنت میں داخلہ اور (۱۰)..... رب عزوجل کے سلام کی بشارت۔“

بارگاہِ خدا عزوجل میں ہماری التجا:

یا اللہ عزوجل! تو ہمارے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت بھیج جن کو تو نے تمام مخلوق پر فضیلت اور بلند مقام عطا فرمایا، دین اسلام کی طرف ہدایت دینے والا اور راہ جنت کی طرف رہنمائی کرنے والا بنایا۔ یا اللہ عزوجل! یا رب العلمین! ہماری طرف سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک بھیج جیسے تو نے ہمیں درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

یا اللہ عزوجل! ہمیں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ سینہ، باعثِ نزولِ سیکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گروہ میں اٹھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں کامیابی حاصل کرنے والوں میں رکھ، ہمیں شریعتِ محمدیہ علی صاجہا

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

الصَّلوة وَالسَّلَامُ كَمَا مَطَّبَعُ بِنَاءِ، آيَةُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي سُنَّةٍ بِرِجَالِهِ وَأَوْصِيَاءِهِ كَرَامِ رِضْوَانِ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِمُ أَجْمَعِينَ كِي اِقْتِدَاءِ كَرْنِ وَالْاِبْنَاءِ۔
يَا اللهُ غُزُوْجَلْ! ہمیں حوضِ کوثر پر حاضر ہونا نصیب فرما، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار عطا فرما، ان کی شفاعت سے محروم نہ فرما اور اے جلال و اکرام والے! ہمیں اپنی رحمت سے رحمت و رضوان والے گھر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوس عطا فرما۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



حَسَنِ سَلُوْكَ كِي فَضِيْلَتِ

نبی مکرّم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”اگر کوئی کسی کا کفیل (یعنی پرورش کرنے والا) ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔“ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری نہ اولاد ہے نہ بیوی اور نہ ہی خاندان، صرف ایک مرغی ہے۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اگر تو نے اس کے دانہ پانی میں ایک دن بھی کوتاہی کی تو اللہ تبارک و تعالیٰ تجھے حسنِ سلوک کرنے والوں میں نہ لکھے گا۔“

سَيِّدُ الْمُبَلِّغِيْنَ، رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ خوشبودار ہے: ”تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرنے والا ہوں اور عورتوں کی عزت صرف کریم شخص ہی کرتا ہے اور ان کی اہانت و توہین صرف کمینہ و بد بخت ہی کرتا ہے۔“ (قرۃ العیون مترجم، ص ۸۳-۸۴)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَهْنَةَ كَفَضَائِلِ وَكَمَالَاتِ

بیان 55:

﴿اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ﴾ ہم سب کو اس کلمہ کا اہل بنائے اور ہمارا اس کلمہ کو پڑھنا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین ﴿

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس کی حقیقت کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ وہ ہی گناہوں کو بخشتا ہے اور وہ ہی عیبوں کو چھپاتا ہے۔ وہ ہی دکھوں کو دور کرتا ہے اور وہی شکستہ دلوں کو جوڑتا ہے۔ وہ اپنی نظیر اور مشابہ سے بلند تر ہے۔ شکوک و شبہات سے پاک ہے۔ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ”مَحْمُود“ ہے کہ سختیوں اور تکالیف پر صرف اسی کی حمد کی جاتی ہے۔ وہ ”مَشْكُور“ ہے کہ خوش حالی اور تنگ دستی ہر حال میں اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ وہ ہی حقیقی ”كَرِيم“ ہے کہ حقیقی جو دو کرم سے صرف وہی پہچانا جاتا ہے۔ وہ ”رَحِيم“ اور محبوبِ اعظم ہے کہ رکوع و سجود صرف اس کے لئے ہے۔ وہ ہی ”قَدِيمُ الدَّات“ اور ”بَدِيعُ الصِّفَات“ (یعنی بے مثل صفات والا) ہے کہ دکھوں کو دور کرنے کے لئے اسی کو پکارا جاتا ہے: ”وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ“ (ب ۱۷، الانعام: ۱۷) ترجمہ کنز الایمان: اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں۔“

اے بندو! تمہارا ہر معاملہ اسی کی طرف لوٹتا ہے، تمہارا رزق اسی کے ذمہ ہے، وہ تمہیں کافی ہے اور وہی تمہارا پروردگار ہے: ”ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ“ (ب ۱۷، الانعام: ۱۰۲) ترجمہ کنز الایمان: یہ ہے اللہ تمہارا رب اور اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔“

..... پتھر ملی زمینوں کی چمک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظمت کو بیان کر رہی ہے اور اس کی یکتائی پر نشانیوں قائم ہیں: ”وَاللَّهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ“ (ب ۲، البقرة: ۱۶۳) ترجمہ کنز الایمان: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔“

..... سرکش اور گمراہ لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے وجود کا انکار کیونکر کرتے ہیں؟ حالانکہ وہ زندہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت کو کیسے جھٹلایا جاسکتا ہے؟ یا کیسے اس کی یکتائی کا انکار کیا جاسکتا؟ جبکہ وہ فرما رہا ہے: ”شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ“ (ب ۳، آل عمران: ۱۸) ترجمہ کنز الایمان: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔“

..... اس نے اپنی حکمت بالغہ سے اشیاء کا اندازہ رکھا اور اپنی قدرت کاملہ سے اندھیرے اور روشنی کو پیدا کیا اور ”هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ“ (ب ۳، آل عمران: ۶) ترجمہ کنز الایمان: وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں۔“

..... وہی عیبوں کو چھپانے والا اور کمزوروں پر رحم فرمانے والا اور ”وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعَلِّمُهَا إِلَّا هُوَ“ (ب ۱۷، الانعام: ۵۹) ترجمہ کنز الایمان: اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہ جانتا ہے۔“

..... تو وہ کیوں اس کی بخشش نہ فرمائے جو اس کی بارگاہ میں رجوع لائے۔ اس لئے کہ اس کی یہ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

شان ہے: "غَايِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ لَا ذِي الطُّوْلِ ط لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ط (ب ۲۴، المؤمن: ۳) ترجمہ کنز الایمان: گناہ بخشے والا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب کرنے والا بڑے انعام والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔"..... تو اے اللہ عزوجل کو ایک ماننے والے! باری تعالیٰ کے ہر عیب سے پاک ہونے کی تلوار سے اُن لوگوں کی گردنیں اڑا دے جو اس کو مخلوق جیسا بتاتے ہیں اور خود کو ان باتوں سے بچا جو وہ بکتے ہیں اور: "فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ط (ب ۱۱، التوبة: ۱۲۹) ترجمہ کنز الایمان: پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔"..... اللہ عزوجل کے اولیاء ہر وقت اس کی خفی تدبیر سے ڈرتے ہیں، وہ کسی وقت اس کی عبادت سے غافل ہوتے ہیں نہ اس کے ذکر میں سستی کرتے ہیں جبکہ کفار کو یہ دشوار ہے (جیسا تو ایمان نہیں لاتے): "فَتَعَلَى اللَّهِ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ط (ب ۱۸، المؤمنون: ۱۱۶) ترجمہ کنز الایمان: تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے۔"..... تو اے بندے! تیرا دھوکے باز دشمن شیطان تجھے دھوکا نہ دے دے، اور تو کسی کفر پر ڈٹ نہ جانا اور دنیا کی زیادہ طلبی میں پڑ کر فخر و تکبر میں مبتلا نہ ہو جانا اور: "وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ م لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ قف (ب ۲۰، القصص: ۸۸) ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔" اللہ عزوجل کا فرمان عالی شان ہے:

﴿ ۱ ﴾ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَا الْمَلِكَةَ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ط لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۝ (ب ۱۳، آل عمران: ۱۸، ۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں، عزت والا حکمت والا۔ بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ (360) بت تھے، جب مذکورہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو تمام بت سجدہ ریز ہو گئے۔" (تفسیر القرطبی، سورۃ آل عمران، تحت الآیة ۱۸، ج ۲، الجزء الرابع، ص ۳۴)

حضرت سیدنا ابن کیمان سے منقول ہے: "اللہ عزوجل نے اپنی عجیب تدبیر، پختہ صناعت اور محکم امور سے خود اپنے لئے اپنی مخلوق کے سامنے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

(تفسیر زاد المسیر لابن الجوزی، سورۃ آل عمران، تحت الآیة ۱۸، ج ۱، ص ۳۱۱)

حضرت سیدنا غالب قطان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ میں نے تجارت کی غرض سے کوفہ میں حضرت سیدنا عمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ ایک رات جب میں نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا تو وہ رات کو تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیت مبارکہ پر پہنچے: "شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَا الْمَلِكَةَ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ط لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۝" تو کہنے لگے: "میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں جس کی اللہ عزوجل نے گواہی دی،

اور اس گواہی کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کرتا ہوں، یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاس میری امانت ہے۔ پھر انہوں نے اس آیت طیبہ کو کئی بار دہرایا۔ میں نے دل میں سوچا کہ ضرور اس کے متعلق انہوں نے کچھ سن رکھا ہے۔ چنانچہ، میں نے ان کے ساتھ مل کر نماز ادا کی اور رخصت ہوتے وقت عرض کی: ”میں نے آپ کو یہ آیت مبارکہ بار بار پڑھتے سنا ہے، کیا آپ نے اس کے متعلق کوئی (فضیلت) سنی ہے؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ایک سال تک نہیں بتاؤں گا۔“

چنانچہ، میں نے ان کے دروازے پر وہ دن لکھ دیا اور سال گزرنے کا انتظار کرنے لگا، سال گزرنے پر میں نے عرض کی: ”اے ابو محمد! سال گزر چکا ہے۔“ تو ارشاد فرمایا: ”مجھے حضرت سیدنا ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کر کے بتایا ہے کہ رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وُصِّلِيَّ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن اس آیت مبارکہ کو پڑھنے والا لایا جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ”میرے اس بندے کا میرے پاس عہد ہے اور میں سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے کا حق دار ہوں، (اے فرشتو!) میرے بندے کو جنت میں داخل کر دو۔“ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۴۵۳، ج ۱۰، ص ۱۹۹) منقول ہے: ”جس نے سوتے وقت مذکورہ آیت مبارکہ پڑھی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا جو تا قیامت

اس (پڑھنے والے) کے لئے استغفار کرتا رہے گا۔“ (تفسیر القرطبی، سورۃ آل عمران، تحت الآیة ۱۸، ج ۲، الجزء الرابع، ص ۳۴) حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان عالی شان ”عَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ“ (پ ۲۳، المؤمن: ۳) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے گناہ بخشے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے جو اس کی وحدانیت کی گواہی دے۔“ اور ”شَدِيدِ الْعِقَابِ“ (پ ۲۳، غافر: ۳) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”اس شخص کو سخت عذاب دینے والا ہے جو اس کی وحدانیت پر ایمان نہ لائے۔“ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿۲﴾ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۝

(پ ۱۶، مریم: ۸۷)

①..... مفسر قرآن، حضرت سیدنا ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی علیہ رحمۃ اللہ القوی، اس آیت کے تحت عہد کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ”رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وُصِّلِيَّ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ علیہم الرضوان سے یہ فرمایا: ”کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ صبح و شام رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس ایک عہد لو؟“ عرض کی: ”وہ کس طرح؟“ فرمایا: ”صبح و شام یہ کہو! ”اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ إِنِّي أَعْتَدُ إِلَيْكَ فِي هَذِهِ الْخِيَرَةِ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ فَلَا تَكَلِّبْنِي إِلَى نَفْسِي فَلْيَنْتَكِلْ لِي إِلَى نَفْسِي تَبَاعِدْ بَيْنِي مِنَ الْخَيْرِ وَتَقْرُبْنِي إِلَى الشَّرِّ يَا بَنِي آدَمَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا بَنِي آدَمَ لَا تَخْلِفُ الْعَهْدَ لِي يَا بَنِي آدَمَ“ (سیدنا) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تیرے بندے اور..... بقید اگلے صفحہ پر دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ٹو اکھلا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت (سیدنا) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تیرے بندے اور..... بقید اگلے صفحہ پر

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”عہد یہ ہے کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی

معبود نہیں۔“ (المعجم الاوسط، الحدیث ۹۴۸۱، ج ۶، ص ۴۸۱ راوی ابن عمر، الأسماء والصفات للبيهقي، باب ما جاء في فضل الكلمة، الحدیث ۲۰۵، ج ۱، ص ۲۱۹)

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿۳﴾ وَالَّذِمَّهُمْ كَلِمَةُ التَّقْوَى (ب) (۲۶، الفتح: ۲۶)

ترجمہ کنز الایمان: اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”کَلِمَةُ التَّقْوَى“ سے مراد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا ہے۔“

(المستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الفتح، باب كلمة التقوى..... الخ، الحدیث ۳۷۶۹، ج ۳، ص ۲۶۱)

فرمان باری تعالیٰ ہے: ”إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (ب) (۲۲، فاطر: ۱۰)“ ترجمہ کنز الایمان: اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام۔“

”الْكَلِمُ الطَّيِّبُ“ سے مراد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا ہے۔“ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (ب) (۸، الانعام: ۱۶۰)

ترجمہ کنز الایمان: جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس

ہیں۔ (۱)

یہاں ”الْحَسَنَةُ“ سے مراد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا ہے۔“

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”کلمہ طیبہ ایک مضبوط زرہ اور محفوظ قلعہ ہے جس نے کلمہ طیبہ پڑھا وہ ہر قسم کی برائی

سے حفاظت میں ہو گیا۔ اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ذکر سے اپنے رب

عزوجل کی عظمت و بزرگی بیان کرو کیونکہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میرا قلعہ ہے، تو جو میرے قلعے میں داخل ہو وہ

میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة، باب ثالث، بیان تفصیل ما..... الخ، ج ۱، ص ۲۲۷)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”اگر گنہگاروں کو معلوم ہو جائے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں کیا اجر ہے تو

بقیہ حاشیہ..... رسول ہیں۔ مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر، کیونکہ اگر ٹوٹنے مجھے میرے نفس کے حوالے کر دیا تو وہ مجھے بھلائی سے دور اور برائی کے قریب کر دے گا۔ میں تیری رحمت کے

علاوہ کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرتا، میرے اس اقرار کو بطور عہد نامہ محفوظ فرما اور قیامت کے دن مجھے پورا بدلہ عطا فرما۔ بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔) جو یہ کہے گا اللہ تعالیٰ اس

پر مہر لگا کر عرش کے نیچے رکھے گا اور جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کا اللہ عزوجل کے پاس عہد ہے؟ وہ شخص کھڑا

ہوگا اور اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔“ (تفسیر قرطبی، سورة مریم، تحت الآية: ۸۷، ج ۶، ص ۶۳)

①..... منسّر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

”یعنی ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کی جزا اور یہ بھی حد و نہایت کے طریقہ پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے جتنا چاہے اس کی نیکیوں کو بڑھائے۔ ایک

کے سات سو کرے یا بے حساب عطا فرمائے۔ اصل یہ ہے کہ نیکیوں کا ثواب محض فضل ہے۔ یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور ہدیٰ کی اتنی ہی جزا، یہ عدل ہے۔“

اس کا ذکر کثرت سے کریں۔ دن رات میں چوبیس (24) گھنٹے ہیں، اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کے حروف بھی چوبیس ہیں، ہر حرف ایک گھنٹے کے گنا ہوں کا کفارہ ہے۔“

منقول ہے: ”جب بندہ دن یا رات کے کسی لمحے میں کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں جو خطائیں اور گناہ ہوتے ہیں وہ مٹ جاتے ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لے لیتی ہیں۔“

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند انس بن مالک، الحدیث ۳۵۹۹، ج ۳، ص ۲۷۲)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”سب سے افضل بات جو میں نے اور مجھ سے قبل انبیاء نے کہی وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا ہے۔“

(الموطأ للإمام مالک، کتاب القرآن، باب ماجاء فی الدعاء، الحدیث ۵۰۹، ج ۱، ص ۲۰۳)

حضور سید المبلغین، جناب رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حقیقت نشان ہے: ”مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آئیں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس..... الخ، الحدیث ۲۱، ج ۲، ص ۶۸۴)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ فزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھنے والوں پر نہ قبر میں کوئی وحشت ہوگی اور نہ قبروں سے زندہ اٹھنے میں اور نہ ہی قیامت میں۔ گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں، جب وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے قبروں سے نکلیں گے اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہتے ہوئے جنت میں داخل ہو جائیں گے، پھر وہ کہیں گے: ”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحُزْنَ، إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ“ یعنی سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے ہم سے غم کو دور فرمایا، بے شک ہمارا رب بخشنے والا، شکر قبول کرنے والا ہے۔“ (تاریخ بغداد، الرقم ۵۳۸۰ عبد الرحمن بن واقد، ج ۱۰، ص ۲۶۴، احیاء علوم الدین، کتاب الاذکار والدعوات، باب اول، فضیلة التهلیل، ج ۱، ص ۳۹۴، المعجم الاوسط، الحدیث ۹۴۷۸، ج ۶، ص ۴۸۰)

حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ”کون سا عمل سب سے افضل ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”مرتے وقت تیری زبان اللہ عزوجل کے ذکر سے تر ہو۔“

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الاذکار، الحدیث ۸۱۵، ج ۲، ص ۹۳)

اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: ”کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو میرے قریب کر دو، بے شک میں ان سے محبت کرتا ہوں۔“

(فردوس الاخبار للذہبی، باب الیاء، الحدیث ۸۱۱۵، ج ۲، ص ۴۶۰)

پیارے اسلامی بھائیو! مؤمنین سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور حاضر ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کی پیدائش سے پہلے ہی اپنی محبت اور اپنا فرمانبردار ہونا ان کے لئے مقدر فرمایا تھا تو وہ وہی (عطائی) ولایت سے اللہ عزوجل کے ولی بن گئے۔ یقیناً آیات طہیات میں ان کی مدح فرمائی گئی ہے۔ ”چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ يُجِبُّهُمْ وَيُجِبُّونَهُ لَا (ب۶، المائدة: ۵۴) ترجمہ کنز الایمان: وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔

حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم اپنے مردوں کو لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو کہ یہ گناہوں کو مٹاتا ہے۔“ (الموسوعة لامام ابن ابی الدنيا، کتاب المحتضرين، الحدیث ۳/۲، ج ۵، ص ۳۰۳) نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس کا آخری کلام لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

(سنن ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب فی التلقین، الحدیث ۳۱۱۶، ص ۱۴۵۸)

حضرت سیدنا صاحبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت نزع میں ان کے پاس حاضر تھا۔ (ان کی حالت دیکھ کر) میں رونے لگا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ”چپ ہو جائیے، آپ کیوں روتے ہیں؟ اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھ سے گواہی طلب کی گئی تو میں آپ کے حق میں گواہی دوں گا، اگر مجھ سے شفاعت کا کہا گیا تو میں آپ کی شفاعت کروں گا، اگر مجھ سے ہو سکا تو آپ کو ہر قسم کا نفع پہنچاؤں گا۔“ پھر ارشاد فرمایا: ”قسم بخدا عزوجل! میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی تمام احادیث، جن میں آپ کے لئے بھلائی تھی، آپ کو بیان کر دی ہیں مگر ایک حدیث بیان نہیں کی، وہ آج بیان کر دیتا ہوں اور اسے میں نے اپنے دل میں محفوظ رکھا ہے (پھر ارشاد فرمایا) میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، محبوبِ رب العزت، محسنِ انسانیت عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ”جو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اس کا رسول ہوں تو اللہ عزوجل اس پر دوزخ کی آگ حرام فرمادیتا ہے۔“

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبادہ بن الصامت، الحدیث ۲۲۷۷۴، ج ۸، ص ۴۰۲)

حضرت سیدنا ابوالاسود دؤلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ”میں اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن الثیوب، عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر ایک سفید کپڑا تھا پھر دوسری بار حاضر ہوا تو بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے تھے۔ تیسری بار حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیدار تھے۔ میں بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو کوئی لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے، پھر اسی حالت پر مر جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ میں نے عرض کی: ”اگر چہ وہ

زانی اور چور ہو۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اگرچہ وہ زانی اور چور ہو۔“ میں نے پھر عرض کی: ”اگرچہ وہ زانی اور چور ہو۔“ ارشاد فرمایا: ”اگرچہ وہ زانی اور چور ہو۔“ چوتھی بار پوچھنے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ابو ذر کی ناک خاک آلود ہو۔“ (سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلمہ ازراہ محبت فرمایا)۔ حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں وہاں سے نکلے کہ آپ کہہ رہے تھے: ابو ذر کی ناک خاک آلود ہو۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی من مات..... الخ، الحدیث ۹۴، ص ۶۹۴)

بازار میں داخل ہونے کی دعا:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور سید المبعوثین، جناب رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ”جو بازار میں داخل ہو اور بلند آواز سے یہ کلمات کہے: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ دَائِمٌ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تَوَاللهُ عَزَّ وَجَلَّ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے، اس کے دس لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور دس لاکھ درجات بلند فرما دیتا ہے۔“ (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما يقول اذا دخل السوق، الحدیث ۳۴۲۸، ص ۲۰۰۵)

جب حضرت سیدنا قتیبہ بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث پاک سنی تو روزانہ اپنی سواری پر سوار ہو کر بازار جاتے اور یہ حدیث پاک بیان کر کے لوٹ آتے، اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں کے امیر تھے۔

(الاحادیث المختارة، مسند عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث ۱۸۷، ج ۱، ص ۲۹۷)

اے میرے اسلامی بھائیو! دیکھو! ان اہل توحید کا کردار دیکھو! شرم و حیا ان کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا ذکر پھیلانے سے نہ روکتی تھی اور یہ لوگ تمام مخلوق کے سامنے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی پاکی بیان کرنے سے پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”فَاذْكُرُونِي اذْكُرْتُمْ (ب، البقرة: ۱۵۲) ترجمہ کنز الایمان: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔“

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، شہنشاہِ خوش نصال، ہیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ”جس نے روزانہ سو بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کہا تو یہ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے، اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو گناہ معاف ہوں گے، اس دن شام تک شیطان سے حفاظت ہوگی اور اس سے افضل کسی کا عمل نہ ہوگا مگر اسی شخص کا جو اس سے زیادہ عمل کرے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التهليل، الحدیث ۶۴۰۳، ص ۵۳۸)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار غَزُوْ جَلُّ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ رحمتِ بنیاد ہے: ”جس نے دس بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کہا وہ ایسا ہے جیسے اس نے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے چار جانوں کو آزاد کیا۔“

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التهليل، الحدیث ۶۶۰، ۵۳۸)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جوہ و سخاوت، بیکبرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رَبِّ العزت، محسنِ انسانیت غَزُوْ جَلُّ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اپنے مُردوں کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرو اور انہیں جنت کی بشارت دو کیونکہ دانا اور باخبر مرد و عورت اس کلمہ کو سن کر خوش ہوتے ہیں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب تلقین الموت..... الخ، الحدیث ۹۱۶، ص ۸۲۱۔ موسوعۃ للامام ابن

ابی الدنيا، کتاب ذکر الموت، باب خوف من اللہ، الحدیث ۱۶۹، ج ۵، ص ۴۴۶)

اے میرے پیارے اسلامی بھائیو! اللَّهُ غَزُوْ جَلُّ وَصَلَّى تم پر رحم فرمائے۔ (آمین) دیکھو تو سہمی! کلمہِ اخلاص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کتنا عظیم الشان ہے اور اللَّهُ غَزُوْ جَلُّ وَصَلَّى کے نزدیک اس کا مقام کتنا بلند ہے۔ اس کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ اجرِ کثیر پاؤ، اس سے ثوابِ کامل اور اجر وافر ملتا ہے۔ مؤمن، کافر سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اور جو بندہ مؤذن کو سنے اور جس طرح مؤذن کہتا ہے اسی طرح کہے اور جب مؤذن کہے، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تو وہ بھی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے اور پھر تبرکاً اپنے چہرے اور داڑھی پر ہاتھ پھیر لے تو اللَّهُ غَزُوْ جَلُّ وَصَلَّى اس کے ہر اس بال کے عوض جس کو اس کے ہاتھ نے چھوا ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔

ایک صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: ”جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تعظیم کی خاطر اسے بلند آواز سے کہا اللَّهُ غَزُوْ جَلُّ وَصَلَّى اس کے چار ہزار گناہ معاف فرما دے گا۔“ اور یہ بھی منقول ہے: ”اگر اس کے چار ہزار گناہ نہ ہوں تو اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کے گناہ معاف فرما دے گا۔“

(فردوس الاخبار للديلمي، باب الميم، الحدیث ۵۵۱۱، ج ۲، ص ۲۳۳)

فصلِ خداوندی غَزُوْ جَلُّ وَصَلَّى پر قربان:

منقول ہے: ”قیامت کے دن ایک شخص کو میزان پر لایا جائے گا اور اس کے نامہ اعمال کے (99) رجسٹر نکالے جائیں گے جن میں سے ہر رجسٹر پر اس کے گناہ درج ہوں گے اور وہ رجسٹر تاحدّ نگاہ وسیع ہوں گے، ان کو میزان میں رکھا جائے گا پھر

انگلی کے پورے جتنا کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی لکھی ہوگی۔ جب اس ٹکڑے کو ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو وہ گناہوں پر غالب آجائے گا اور اللہ عزوجل محض اس کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی برکت سے اس کو معاف فرما کر جنت میں لے جانے کا حکم فرمادے گا۔“

(تفسیر الطبری، سورة الاعراف، تحت الآية ۸، الحديث ۱۴۳۴۱، ج ۵، ص ۴۳۴۔ فردوس الاخبار للديلمي، باب الياء،

الحديث ۸۴۷۲، ج ۲، ص ۴۹۸)

کلمہ طیبہ کے اس قدر فضائل ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ



دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوتِ اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے
 اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

رحمت الہی عَزَّوَجَلَّ کی وسعت کا بیان

بیان 56:

حمد باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جو ایسا ”رَحِيم“ ہے کہ اپنے رحمدل بندوں پر بے انتہاء رحم فرماتا ہے۔ وہ ایسا ”کَرِيم“ ہے جو نافرمانوں پر بھی جو دکر م کی بارش برستا ہے۔ وہ ایسا ”حَلِيم“ ہے کہ جب کسی گناہ گار کو اپنی لغزش و نافرمانی پر حسرت و ندامت کرتے ہوئے ملاحظہ فرماتا ہے تو اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ وہ ایسا ”عَلِيم“ ہے کہ دلوں کے بھید جانتا ہے، نیوتوں پر مطلع ہے اور زمین و آسمان کی کوئی شے بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایسا ”عَظِيم“ ہے کہ کسی بھی گناہ کو معاف کرنا اس کے لئے دشوار و مشکل نہیں۔ وہ کسی عیب کو دیکھتا ہے تو محض اپنے فضل و نعمت سے چھپا دیتا ہے کیونکہ اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ اس نے مؤمنین کو گناہ اور گمراہی سے نکالنے کے لئے ارشاد فرمایا: ”وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ“ (ب ۹، الاعراف: ۱۵۶) ترجمہ کنزالایمان: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔ پس وہ لغزشوں اور گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اور جس شخص نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حرام کردہ کام کو مجبور ہو کر اختیار کیا وہ گناہ گار نہ ہوگا۔ جس نے اس کی بارگاہ میں توبہ کر لی وہ اسے نجات عطا فرمائے گا اور جس نے اس پر توکل و بھروسہ کیا وہ ہر معاملہ میں اسے کافی ہو جائے گا۔

اے توبہ کرنے والو! تمہیں عذاب سے بچنے کی خوشخبری ہو۔ تم اس نعمت پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو۔ کیونکہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا اور تمہارے لئے سعادت مندی لکھ دی ہے۔ اس نے اپنی معرفت کا ارادہ کرنے والے عارفین کے لئے علم کو ظاہر فرما دیا۔ جنت میں اپنے محبوب بندوں کو اپنے دیدار کی اجازت عطا فرمادی۔ اور انہیں اپنی انیسیت و محبت کے جاموں سے سیراب کیا تو وہ اس کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گئے..... ڈروالوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے تابعداری اور عاجزی کو لازم کر لیا اور اپنی گذشتہ خطاؤں پر آنسو بہائے تو اس نے ان کے لئے یہ فیصلہ فرما دیا: ”قُلْ يٰعِبَادِيَ الّٰذِينَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط“ (ب ۲۴، الزمر: ۵۳) ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔“..... پس اس نے مغفرت کے ذریعے امان کا تاج ان کے سر پر سجایا جس سے پہچانے جاتے ہیں۔

اے اپنی زندگی کے ایام غفلت میں ضائع کرنے والے! اے اپنے نامہ اعمال کو گناہوں سے بھرنے والے! اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی طرف خلوص دل اور فرمانبرداری نفس کے ساتھ متوجہ ہو جا کیونکہ اس نے عام شفاعت کے مالک، اپنے محبوب نبی سلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرما دیا ہے: ”فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ج“ (ب ۱۸، الانعام: ۱۴۷) ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم فرماؤ کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے۔“..... تو اس نے کتنے ہی گناہ معاف فرمادیے، کتنے ہی دل خوش کر دیے اور کتنے ہی پشیمانوں کو سندر قبولیت جاری فرمادی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿ ا ﴾ قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾ (ب ۲۴، الزمر: ۵۳)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے گنہگار، نافرمان، فاسق و فاجر اور سرکش بندوں کو مخاطب فرمایا جنہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ان کی مغفرت نہ ہوگی اور وہ رحمتِ الہی عَزَّوَجَلَّ سے مایوس ہو گئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط (ب ۲۴، الزمر: ۵۳)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

یعنی اس کے عفو و کرم اور معاف فرمانے سے مایوس نہ ہونا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط (ب ۲۴، الزمر: ۵۳)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

یعنی وہ اس کے گناہ بخشا ہے جو توبہ کرے، ظلم سے باز آ جائے اور برے افعال سے معافی طلب کر لے۔ اور فرمایا: ”اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ“ ترجمہ کنزالایمان: بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔“ یعنی اس کے لئے غُفُوْر ہے جو توبہ کرے اور اپنے گناہوں پر ندامت کا اظہار کرے اور اس کے لئے رَحِيْم ہے جو برے افعال ترک کر کے نیک اعمال کی طرف راغب ہو جائے۔ حضرت سیدنا ابن سیرین علیہ رحمۃ اللہ السمین فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا: ”قرآن کریم میں کوئی آیت (رحمت کے اعتبار سے) مذکورہ آیت سے بڑھ کر وسعت والی نہیں۔“

(الموسوعة لابن ابی الدنيا، کتاب حسن الظن باللہ، الحدیث ۶۸، ج ۱، ص ۸۴)

حضرت سیدنا اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، میں نے حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر عَزَّوَجَلَّ وُصِّلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس آیت مبارکہ کی تلاوت کرتے ہوئے سنا:

قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط (ب ۲۴، الزمر: ۵۳)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور اسے کوئی پرواہ نہیں (یعنی سب کے گناہ بخش دے تو بھی اسے کوئی پرواہ نہیں)۔“

(جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب من سورة الزمر، الحدیث ۳۲۳۷ ص ۱۹۸۲)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصحف میں (لِمَنْ يَشَاءُ كَإِضَافَةٍ) ہے جیسے "إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا لِمَنْ يَشَاءُ" ترجمہ: بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے جس کے چاہتا ہے۔"

(تفسیر القرطبی، سورۃ الزمر، تحت الآیۃ ۵۳، ج ۸، الجزء الخامس عشر، ص ۱۹۶)

حضرت سیدنا ابونوعلیہ رحمۃ اللہ الودود بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک واعظ کو دیکھا جو لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہا تھا اور آگ اور بیڑیوں کا ذکر کر رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: "اے وعظ کرنے والے! لوگوں کو اللہ عزوجل کی رحمت سے کیوں مایوس کرتے ہو؟ پھر یہی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ (ب ۲۴، الزمر: ۵۳)

(شعب الایمان للبيهقي، باب فی الرجاء من اللہ، الحدیث ۱۰۵۳، ج ۲، ص ۲۱)

حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: "پہلی امتوں میں ایک شخص کثرت عبادت سے اپنے نفس پر سختی کرتا اور لوگوں کو رحمت الہی عزوجل سے مایوس کرتا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہے اور عرض کر رہا ہے: "اے میرے رب عزوجل! میرے لئے تیری بارگاہ میں کیا (اجر) ہے؟" تو بارگاہ خداوندی عزوجل سے جواب ملا: "آگ۔" عرض کی: "میری عبادت و ریاضت کہاں گئی؟" ارشاد فرمایا: "تو دنیا میں لوگوں کو میری رحمت سے مایوس کرتا تھا، آج میں تجھے اپنی رحمت سے مایوس کر دوں گا۔"

(جامع معمر بن راشد مع مصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع، باب الاقنط، الحدیث ۲۰۷۲۸، ج ۱۰، ص ۲۶۱)

اے میرے پیارے اسلامی بھائی! اگر اللہ عزوجل تجھے اپنی بارگاہ میں معافی سے مایوس کرنے کا ارادہ فرمائے تو کون ہے جو تیرے گناہ بخشنے گا؟ اللہ عزوجل نے خود ارشاد فرمایا:

﴿۲﴾ وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ (ب ۴، مال عمران: ۱۳۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور گناہ کون بخشنے سوا اللہ کے۔

اور پھر اپنے وسیع عفو و کرم کے پیش نظر فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا (ب ۲۴، الزمر: ۵۳)

سیدنا وحشی اور ان کے دوستوں کا قبولِ اسلام:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، اللہ کے محبوب، دانائے عُیُوب، مُنزَّہ عن العُیُوب عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وحشی کی طرف ایک قاصد بھیجا جو اس کو اسلام کی دعوت دے۔ جب وحشی کو پیغام ملا تو اس نے عرض کی: ”اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کیسے مجھے دعوتِ اسلام دے رہے ہیں؟ حالانکہ آپ تو فرماتے ہیں کہ ”جس نے کسی جان کو قتل کیا یا شریک ٹھہرایا یا زنا کیا قیامت کے دن اس کے لئے عذاب دُگنا کر دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔“ میں نے تو یہ سب کام کئے ہیں، کیا میرے لئے کوئی رخصت ہے؟“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ”إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا (ب) ۱۹، الفرقان: ۷۰) ترجمہ کنز الایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے۔“

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بذریعہ قاصد یہ آیت مبارکہ وحشی اور اس کے دوستوں کی طرف بھیجی تو اس نے عرض کی: ”یہ شرط تو بہت سخت ہے، ممکن ہے میں اس پر عمل نہ کر سکوں، کیا اس کے علاوہ (کوئی رخصت) ہے؟“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ”إِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ج (ب) ۵، النساء: ۴۸) ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ سے نہیں بخشا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔“ (۱)

یہ آیت مبارکہ جب وحشی کی جانب بھیجی گئی تو اس نے پھر کہا: ”ابھی یہ شبہ باقی ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ میری مغفرت بھی ہوگی یا نہیں؟ کیا اس کے علاوہ (کوئی رخصت) ہے؟“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ”قُلْ یٰۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِہِمۡ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝“

یہ آیت وحشی اور اس کے دوستوں کی طرف بھیجی گئی تو وحشی نے کہا: ”ہاں! یہ (ہماری بخشش کی گارنٹی) ہے۔“ چنانچہ وہ اور اس کے دوست حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ حکم خاص ان لوگوں کے لئے ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے؟“ ارشاد فرمایا: ”یہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔“

(المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۴۸۰، ج ۱۱، ص ۱۵۷)

اے میرے پیارے اسلامی بھائیو! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مؤمن کو جہنم کا عذاب دینے اور ہمیشہ اس میں ٹھہرانے کا ارادہ

①..... مفتی شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ البہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”معنی یہ ہیں کہ جو کفر پر مرے اس کی بخشش نہیں، اس کے لئے بیٹھکی کا عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو وہ خواہ کتنا ہی گنہگار، مرتکب کبار ہو اور بے توبہ بھی مر جائے تو اس کے لئے غلو نہیں، اس کی مغفرت اللہ کی مشیت میں ہے، چاہے معاف فرمائے یا اس کے گناہوں پر عذاب کرے۔ پھر اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے۔ اس آیت میں یہود کو ایمان کی ترغیب ہے اور اس پر بھی دلالت ہے کہ یہود پر عرفِ شرع میں مشرک کا اطلاق درست ہے۔“

فرمایا ہوتا تو اپنی معرفت و توحید کبھی اس کے دل میں نہ ڈالتا، کیونکہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ لَا يَضَلُّهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي كَذَّبَ
ترجمہ کنز الایمان: نہ جائے گا اس میں مگر بڑا بد بخت جس نے جھٹلایا اور
وَتَوَلَّى ۝ (ب، ۳۰، البیل: ۱۶، ۱۵)

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”ہمیں بتایا گیا ہے کہ کچھ لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں بہت گناہ کئے تھے۔ جب اسلام آیا تو ان کو یہ خوف تھا کہ ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ چنانچہ، اللہ عزوجل نے اس آیت مبارکہ میں ان کو مخاطب فرمایا:
قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا
ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں
تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ
پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش
دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔
جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ (ب، ۲۴، الزمر: ۵۳)

(تفسیر طبری، سورۃ الزمر، تحت الآیۃ ۵۳، الحدیث ۳۰۱۷۸، ج ۱۱، ص ۱۵)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ”اگر تم اتنی خطائیں کرو کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر توبہ کرو تو اللہ عزوجل ضرور تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب ذکر التوبہ، الحدیث ۴۲۴۸، ص ۲۷۳۵)

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”اے میرے بندو! تم رات دن گناہوں میں بسر کرتے ہو اور میں گناہوں کو بخشا رہتا ہوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ پس تم مجھ سے بخشش طلب کرتے رہو میں تمہیں بخشا رہوں گا۔“ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم، الحدیث ۲۵۷۷، ص ۱۱۲۹)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ رحمت بنیاد ہے: ”بے شک اللہ عزوجل رات کے وقت اپنا دستِ قدرت پھیلا دیتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمائے اور دن میں اپنا دستِ قدرت پھیلا دیتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمائے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔“ (صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب قبول التوبہ..... الخ، الحدیث ۲۷۵۹، ص ۱۱۵۶)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو اور بخشش کا سوال نہ کرو تو اللہ عزوجل ضرور تمہاری جگہ ایسی قوم لے آئے گا جو گناہ کر کے بخشش کا سوال کریں گے تو اللہ عزوجل ان کی مغفرت فرمادے گا۔“ (صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب سقوط الذنوب..... الخ، الحدیث ۲۷۴۹، ص ۱۱۵۴)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، میں نے حضور نبی پاک، صاحب کواکب، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت کا سوال کرے تو میں تیری مغفرت فرما دوں گا اور اس کی ذرہ برابر پرواہ نہ کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین کے برابر خطائیں لے کر میری بارگاہ میں حاضر ہو تو میں اس کے مطابق تیری بخشش فرما دوں گا بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔“ (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب الحدیث القدسی الخ، الحدیث ۳۵۴۰، ص ۲۰۱۶)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظیم الشان ہے: ”میری امت رحم کی ہوئی امت ہے، اس کا عذاب دنیا میں ہی زلزلوں اور فتنوں کے ذریعے ہو جائے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو میرے ہر امتی کو ایک کتابی (یعنی عیسائی یا یہودی) دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ تیری طرف سے جہنم میں جائے گا۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، باب ما یرجی فی القتل، الحدیث ۴۲۷۸، ص ۱۵۳۴۔ المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث ۱۹۶۷۸، ج ۷، ص ۱۵۶، بتغییر)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بروز قیامت اللہ عزوجل ہمارے سامنے خوش ہو کر تجلی فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا: ”خوش ہو جاؤ، اے مسلمانوں کے گروہ! تم میں سے ہر ایک کی جگہ جہنم میں یہودی یا نصرانی کو ڈالا جائے گا۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت و مابعدہ، الشطر الثانی، سعة رحمة اللہ علی سبیل التفاؤل بذلك، ج ۵، ص ۳۱۲)

حضرت سیدنا اہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور سید المرسلین، جنابِ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ عزوجل نے کائنات کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل امید کے ایک کاغذ پر ایک معاہدہ لکھا پھر اس کو عرش پر رکھا اور ندا دی: ”اے امت محمدیہ! بے شک میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی، میں تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی تمہیں عطا کر دوں گا اور مغفرت کا سوال کرنے سے قبل ہی تمہیں بخش دوں گا، تم میں جو مجھ سے ملے اور یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے بندے اور رسول ہیں تو میں اسے جنت میں داخل کر دوں گا۔“ (فردوس الاخبار للذہبی، باب الواو، فضل فی تفسیر القرآن، الحدیث ۷۴۰۲، ج ۲، ص ۴۰۳)

شہنشاہِ خوشِ جمال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جو دو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ جنت نشان ہے: ”جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا کرے گا: ”اے امت محمدیہ! سن! میرا جو حق تیرے ذمہ تھا وہ میں نے معاف کر دیا، اب ایک دوسرے کو معاف کر کے میری رحمت سے

جنت میں داخل ہو جاؤ۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعده، الشطر الثانی، سعة رحمة الله..... الخ، ج ۵، ص ۳۱۳)

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار غزُو جَلِّ و صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ غزُو جَلِّ کی سورتیں ہیں اس نے ایک رحمت اہل دنیا کی طرف اتاری تو وہ انہیں ان کی موت تک کافی ہوگئی۔ اللہ غزُو جَلِّ اس رحمت کو قیامت تک روکے رکھے گا پھر قیامت کے دن اسے نواے (99) رحمتوں میں ملا کر اپنے اولیاء کرام علیہم الرحمۃ اور اطاعت گزاروں کے لئے سو (100) رحمتیں مکمل فرمادے گا۔“ (المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث ۱۰۶۷۵، ج ۳، ص ۵۹۴، بتغییر)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر غزُو جَلِّ و صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو روٹا ہوا دیکھ کر عرض گزار ہوئے: ”یا رسول اللہ غزُو جَلِّ و صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کیوں رو رہے ہیں؟“ تو آپ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: ”میرے پاس جبرائیل آئے اور مجھے کہا: ”اللہ غزُو جَلِّ کو حیا آتی ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو عذاب دے جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو، پھر اسلام میں بوڑھے ہونے والے کو حیا کیوں نہیں آتی کہ وہ اللہ غزُو جَلِّ کی نافرمانی کرتا ہے۔“

(کشف الخفاء، حرف الهمزة مع النون، الحدیث ۷۴۱، ج ۱، ص ۲۱۷، مختصراً)

حضرت سیدنا احمد بن اہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت سیدنا یحییٰ بن اکثم علیہ رحمۃ اللہ اکرم کو دیکھ کر پوچھا: ”اللہ غزُو جَلِّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بلا کر ارشاد فرمایا: ”اے بوڑھے! میں نے عرض کی: ”یا اللہ غزُو جَلِّ! ہمیں حضرت سیدنا عبدالرزاق نے حضرت سیدنا معمر کے حوالے سے، انہوں نے حضرت سیدنا زہری کے حوالے سے، انہوں نے حضرت سیدنا عروہ کے حوالے سے اور انہوں نے اُمّ المؤمنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے یہ بات بتائی کہ حضور نبی کریم صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا: ”حضرت جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے بتایا کہ اللہ غزُو جَلِّ فرماتا ہے: ”مجھے حیا آتی ہے کہ میں کسی سفید بالوں والے کو عذاب دوں جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو۔“ اور میں تو بہت عمر رسیدہ ہوں۔“ اللہ غزُو جَلِّ نے ارشاد فرمایا: ”عبدالرزاق نے سچ کہا، معمر نے سچ کہا، زہری نے سچ کہا، عروہ بھی سچا ہے، عائشہ نے بھی ٹھیک کہا، میرے نبی کریم نے بھی سچ فرمایا، جبرائیل نے بھی سچ بتایا اور میں نے بھی سچ فرمایا ہے۔ پھر اللہ غزُو جَلِّ نے مجھے دائیں طرف جنت میں جانے کا حکم فرمایا۔“

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۴۸۹ بحیی بن اکثم، ج ۱۴، ص ۲۰۶، بدون عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ کشف الخفاء، حرف

الهمزة مع النون، تحت الحدیث ۷۴۱، ج ۱، ص ۲۱۷)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ”اللہ عزوجل نے زمین و آسمان کی تخلیق کے دن سورتیں پیدا فرمائیں۔ ہر رحمت زمین و آسمان کے درمیان تہہ در تہہ رکھ دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک رحمت زمین پر نازل ہوئی۔ اسی سے والدہ اپنی اولاد پر، وحشی درندے اور پرندے ایک دوسرے پر مہربان ہوتے ہیں، یہاں تک کہ گھوڑا اپنا پاؤں اپنے بچے سے دور کر لیتا ہے کہ کہیں اسے چوٹ نہ لگ جائے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عزوجل اس رحمت کو دوسری شانوں (99) رحمتوں میں ملا کر سو مکمل فرمادے گا اور بروز قیامت اس سے اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔“ (صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب فی سعة رحمة اللہ..... الخ، الحدیث ۲۷۵۲/۵۲، ص ۱۱۵۵)

میرے پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل سے بڑھ کر کوئی رحیم و کریم نہیں۔ اس نعمت پر اس کا شکر ادا کرو۔

بے عمل لوگوں پر بھی رحمتِ خداوندی عزوجل:

جس حدیثِ پاک میں قیامت اور پل صراط کا بیان ہے اس کے آخر میں اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرشتوں کو حکم فرمائے گا: ”جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی نیکی پاؤں سے جہنم سے نکال دو۔“ فرشتے بہت سے لوگوں کو نکال کر عرض کریں گے: ”اے ہمارے رب عزوجل! جن کے متعلق تو نے حکم دیا اب ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔“ تو اللہ عزوجل فرمائے گا:

﴿۴﴾ رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (ب، ۹، الاعراف: ۱۵۶) ترجمہ کنز الایمان: میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”اگر تم اس حدیثِ پاک کے متعلق میری تصدیق نہیں کرتے تو چاہو تو قرآنِ پاک کی یہ آیت مبارکہ پڑھ لو:

﴿۵﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يُّضْعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا (ب، ۵، النساء: ۴۰)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دوئی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: ”فرشتوں نے شفاعت کر لی، انبیاء نے شفاعت کر لی، اب صرف ارحم الراحمین کی ذات باقی ہے۔“ پس وہ (اپنی شان کے مطابق) جہنم سے ایک مٹھی بھر کر ایسے لوگوں کو نکالے گا جن کا توحید پر ایمان کے علاوہ کوئی نیک عمل نہ ہوگا، ان کا جسم کوئلہ بن چکا ہوگا۔ اللہ عزوجل ان کو جنت کے دروازے پر آبِ حیات کی نہر میں ڈالے گا تو وہ ایسے نکلیں گے جیسے سیلاب کے کچھڑے سے دانہ اگتا ہے، وہ موتیوں کی صورت میں نکالیں جائیں گے ان کی گردنوں میں سونے کے پٹے (یا ہار) ہوں

گے۔ اہل جنت ان کو پہچان کر کہیں گے: ”یہ اللہ عزوجل کے آزاد کردہ بندے ہیں، جن کو وہ بغیر کسی عمل اور نیکی کے جنت میں داخل کرے گا۔“ ان سے کہا جائے گا: ”جنت میں داخل ہو جاؤ، جو کچھ تم دیکھو گے وہ تمہارے لئے ہے۔“ وہ عرض کریں گے: ”اے ہمارے رب عزوجل! تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا جو مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا۔“ اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ”تمہارے لئے میرے پاس اس سے بھی افضل چیز ہے۔“ وہ عرض کریں گے: ”اس سے افضل شے کون سی ہے؟“ تو ارشاد ہوگا: ”میں تم سے راضی ہو گیا ہوں، اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معرفة طریق الرؤية، الحدیث ۱۸۳، ص ۷۱۱)

مروی ہے، اللہ عزوجل اولادِ آدم میں سے ایک کروڑ دس لاکھ (1,10,00,000) کے حق میں حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۶۸۴۰، ج ۵، ص ۱۳۸، ”الف الف“ بدلہ ”مئة الف الف“) حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ”میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے۔“ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جنہوں نے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہیں کیا انہیں شفاعت کی کیا حاجت؟ یعنی وہ شفاعت کے محتاج نہیں۔“

(جامع الترمذی، ابواب صفة القيامة، باب منه حدیث شفاعتی لاهل الکباثر من امتی، الحدیث ۲۴۳۶، ص ۱۸۹۷)

ایک روایت میں ہے، ایک اعرابی نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مخلوق کا حساب کون لے گا؟“ ارشاد فرمایا: ”اللہ تبارک و تعالیٰ۔“ اس نے عرض کی: ”کیا وہ خود لے گا؟“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہاں۔“ تو وہ اعرابی مسکرا دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو اس نے عرض کی: ”کریم جب کسی پر قدرت پاتا ہے تو معاف کر دیتا ہے، جب حساب لیتا ہے تو درگزر فرماتا ہے۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اعرابی نے سچ کہا، جان لو! اللہ عزوجل سے بڑا کریم کوئی نہیں، وہ سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہے۔“

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی حشر الناس بعد ما..... الخ، الحدیث ۲۶۲، ج ۱، ص ۲۴۶)

پھر اس اعرابی نے عربی میں چند اشعار کہے، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے:

(۱)..... کریم کا حق جب کسی شخص کے نزدیک متعین ہو جائے تو وہ اپنی عزت کی وجہ سے اسے معاف فرما دیتا ہے۔

(۲)..... وہ نافرمان سے درگزر کر کے اس کے گناہ بخش دیتا ہے حالانکہ اس کا گناہ گار اور مجرم ہونا ثابت ہے۔

مشہور حدیث پاک ہے، ”اللہ عزوجل نے کائنات کی تخلیق سے قبل یہ طے کر لیا تھا کہ میری رحمت میرے غضب پر

غالب ہوگی۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان دواء الرجاء..... الخ، ج ۴، ص ۱۸۴)

روایت میں ہے، ”جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عزوجل عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالے گا جس میں لکھا ہوگا، میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی اور میں ارحم الراحمین (یعنی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا) ہوں پھر وہ اہل جنت کے برابر (جنہیوں کو) دوزخ سے نکال دے گا۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکر والموت وما بعدہا، سعة رحمة الله على سبيل التفاؤل بذلك، ج ۵، ص ۳۱۲)

مروی ہے: ”ایک اعرابی نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس آیت مبارکہ:

﴿۶﴾ وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ
فَأَنْقَذَكُم مِّنْهَا (پ ۴، ال عمران: ۱۰۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔

کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو عرض کی: ”اللہ عزوجل کی قسم! اگر رحمن و رحیم عزوجل انہیں جہنم میں گرانے کا ارادہ فرمالتا تو پھر انہیں اس میں گرنے سے نہ بچاتا۔“ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ”اعرابی کی اس بات کو پلے باندھ لو حالانکہ یہ فقیر نہیں۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکر والموت وما بعدہا، سعة رحمة الله على سبيل التفاؤل بذلك، ج ۵، ص ۳۱۳)

منقول ہے: ”قیامت کے دن جب اللہ عزوجل اپنے بندے کی پردہ پوشی چاہے گا اور اسے سب کے سامنے رسوا نہ کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو اس کا گناہوں بھرا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں عطا فرمائے گا۔ وہ بندہ اس کی وجہ سے خوف زدہ ہوگا جو اس کے نامہ اعمال میں ہوگا کیونکہ اسے معلوم ہوگا کہ اس کے گناہ بہت زیادہ ہیں۔ چنانچہ، نامہ اعمال میں جہاں گناہ لکھے ہوں گے وہاں وہ آواز آہستہ کر لے گا اور اپنے دل میں کہے گا: ”سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! میری تو ایک نیکی بھی نہیں۔“ جبکہ لوگ کہیں گے: ”سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! اس بندے کے نامہ اعمال میں تو ایک گناہ بھی نہیں۔“ جب وہ آہستہ آواز میں پڑھ کر فارغ ہوگا تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ”اے میرے بندے! تیری نیکیوں کو میں نے اپنی مخلوق پر ظاہر کیا اور تیری برائیوں کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی فرمائی، اے میرے فرشتو! اس کو میرے عفو و کرم سے جنت میں لے جاؤ۔“

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الہی عزوجل میں اپنی امت کے گناہوں کے متعلق دعا کی اور عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! تو ان کا حساب میرے حوالے کر دے تاکہ ان کی برائیوں پر میرے علاوہ کوئی اور آگاہ نہ ہو۔“ اللہ عزوجل نے وحی فرمائی: ”یہ تیری امت ہے، میں اس پر تجھ سے زیادہ رحم فرمانے والا ہوں، میں ان کا حساب کسی کے حوالے نہیں کروں گا تاکہ میرے علاوہ کوئی ان کی برائیاں نہ دیکھے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان دواء الرجاء..... الخ، ج ۴، ص ۱۸۱)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

حضرت سیدنا معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”سورۃ

النساء کی یہ چار آیات اس امت کے لئے دُنیا وَمَا فِيهَا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہیں:

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ سے نہیں بخشا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

ترجمہ کنز الایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

ترجمہ کنز الایمان: اور جو کوئی بُرائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

﴿٤﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ

وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ج (پ، ۵، النساء: ۴۸)

﴿٨﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ

فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا

اللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝ (پ، ۵، النساء: ۶۴)

﴿٩﴾ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ

عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ۝

(پ، ۵، النساء: ۳۱)

﴿١٠﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ

اللَّهُ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ (پ، ۵، النساء: ۱۱۰)

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی معالجه کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث ۷۱۴۱، ج ۵، ص ۴۲۵، بتغییر المعجم الکبیر، الحدیث ۶۹، ج ۹، ص ۲۲۰)

حضرت سیدنا ابو غالب علیہ رحمۃ اللہ الغالب فرماتے ہیں: ”میں ابو امامہ کے پاس شام کے وقت جایا کرتا تھا۔ ایک دن ان

کے پڑوس میں ایک مریض کے پاس گیا تو وہ مریض کو جھڑک رہے تھے اور فرما رہے تھے: ”افسوس ہے تجھ پر، اے اپنی جان پر ظلم کرنے والے! کیا میں نے تجھے بھلائی کا حکم نہ دیا اور برائی سے نہ روکا تھا؟ تو وہ نوجوان بولا: ”اے میرے محترم! اگر

اللہ عزوجل مجھے میری ماں کے سپرد کر دے اور میرا معاملہ اسی کے حوالے فرمادے تو میری ماں میرے ساتھ کیسا معاملہ فرمائے گی؟“ تو انہوں نے جواب دیا: ”وہ تجھے جنت میں داخل کر دے گی۔“ تو اس نے عرض کی: ”اللہ عزوجل مجھ پر میری والدہ سے

بھی زیادہ مہربان ہے۔“ پھر اس کی روح حقیقت غنصری سے پرواز کر گئی۔ چنانچہ، جب اس کے چچانے اس کے ساتھ قبر میں اتر کر اُسے دفن کیا اور قبر کو برابر کر دیا تو اس نے گھبرا کر چیخ ماری۔ میں نے پوچھا: ”کیا ہوا؟“ تو کہنے لگا: ”اس کی قبر وسیع کر دی گئی اور

نور سے بھر دی گئی ہے۔“ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی معالجه کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث ۷۱۱۵، ج ۵، ص ۴۱۷)

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان

محرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں قیدیوں کو لایا گیا۔ ان میں ایک عورت بھاگ رہی تھی۔ اس نے ایک قیدی بچے کو اٹھا

کراپنے سینے سے لگایا اور اسے دودھ پلانے لگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس عورت کو دیکھ کر بتاؤ! کیا یہ اپنے بچے کو جہنم میں ڈال دے گی؟“ عرض کی گئی: ”نہیں، اللہ عزوجل کی قسم! کبھی نہیں۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ رحم و کرم کرتا ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة اللہ..... الخ، الحدیث ۲۷۵۴، ص ۱۱۵۵)

اے میرے پیارے اسلامی بھائیو! جب اللہ عزوجل اپنے بندوں پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے تو پھر بندہ اس کی اطاعت کی طرف آگے کیوں نہیں بڑھتا اور اس کی نافرمانی سے منہ کیوں نہیں موڑتا اور اپنے آگے ایسی چیز کیوں نہیں بھیجتا جس کا نفع اسی کی طرف لوٹے گا۔ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

﴿۱۱﴾ وَمَا تَقَدَّمُوا لِنَفْسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ
عِنْدَ اللَّهِ ط (ب ۱، البقرہ: ۱۱۰)

ترجمہ کنز الایمان: اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے
اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے۔

حضرت سیدنا ابو بکر بن سلیم صوفی فرماتے ہیں، ہم حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس شام حاضر ہوئے جس شام ان کا انتقال ہوا تھا۔ ہم نے عرض کی: ”اے ابو عبد اللہ! آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟“ ارشاد فرمایا: ”میں نہیں جانتا کہ تمہیں کیا کہوں، ہاں! تم اللہ عزوجل کا عفو و کرم دیکھتے رہو گے جب تک تمہارا حساب نہیں ہوگا۔“ ہم ان کی روح قبض ہونے تک وہیں ان کے پاس رہے۔“ (الموسوعة للامام ابن ابی الدنيا، کتاب حسن الظن باللہ، الحدیث ۸۵، ج ۱، ص ۹۵)

قبر کی تنہائی اور رحمتِ خداوندی عزوجل:

منقول ہے: ”اللہ عزوجل کا لطف و کرم بندے پر اس وقت بہت زیادہ ہوتا ہے جب اس کو قبر میں اتارا جاتا ہے اور سخت مٹی اس کے نرم و نازک رُخسار پر رکھ دی جاتی ہے اور اس کے قرب میں رہنے والے، محبت کرنے والے جب بے وفائی کر جاتے ہیں۔ جب میت کو اولاً تحنّی غسل پر رکھ کر اس کا لباس اتار دیا جاتا ہے تو وہ اپنے احباب سے مایوس ہو کر پکارتا ہے: ”ہائے بربادی و رسوائی!“ اس کی ندا سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں سنتا۔ اللہ عزوجل اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ”میرے بندے! میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی آخرت میں بھی پردہ پوشی کروں گا۔“ جب میت کو چارپائی پر رکھ کر گھر سے سوئے قبرستان چل پڑتے ہیں تو وہ چلاتا ہے: ”ہائے تنہائی!“ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”اے میرے بندے! اگر تو آج تنہا ہے تو میں ہمیشہ تیرے قریب ہوں۔ خوف نہ رکھ میں تیرے گناہ مٹا دوں گا، قبر میں تیری تنہائی پر رحم کروں گا، میں تیری تنہائی میں تیرا مونس ہوں۔“ جب لوگ اس کو لحد میں اتار کر اس کے نرم و نازک رُخسار کو سخت مٹی پر رکھ کر پلٹ جاتے ہیں تو وہ چیختا ہے: ”ہائے تنہائی!“

اللہ غزوّ جَلّ فرماتا ہے: ”اے میرے بندے! کیا تجھے وحشت ہوتی ہے جبکہ میں تیرا انیس ہوں، کیا تو اکیلے پن کی شکایت کرتا ہے جبکہ میں تیرے قریب ہوں۔ اے میرے بندے! کیا میں تیرا رب نہیں ہوں؟“ عرض کرے گا: ”کیوں نہیں۔ اے میرے رب غزوّ جَلّ!“ اللہ غزوّ جَلّ فرمائے گا: ”اے میرے بندے! کیسے تو نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس کا میں نے تجھے حکم دیا تھا؟ اور کیسے اس کا مرتکب ہوا جس سے میں نے تجھے منع کیا تھا؟ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ تجھے میری طرف پلٹنا ہے؟ تیرے اعمال میرے سامنے پیش ہوں گے؟ کیا تو نے میرے عہد کو بھلا دیا تھا؟ یا تو میرے وعدے اور وعید کا منکر تھا؟ اب تیرے دوستوں نے تجھے تنہا چھوڑ دیا، مال تیرے ہاتھ سے چھوٹ گیا، مال نے تیرے مقصد میں تجھے کوئی نفع نہ دیا، نہ دوستوں نے تجھے تیرے برے اعمال سے بچایا۔ اب تیرے پاس کیا عذر ہے؟“

بندہ عرض کرے گا: ”اے میرے پروردگار غزوّ جَلّ! میرا دل مال و دولت کی محبت میں گرفتار ہوا، ان دونوں نے مجھے گناہوں پر آمادہ کیا، اب میں تیرے جوار رحمت میں ہوں اور تیرا اس رات مہمان ہوں تو مجھے اپنی آگ سے عذاب نہ دینا، اگر تو ہی مجھ پر رحم نہیں فرمائے گا تو پھر کون رحم کرے گا؟“ اللہ غزوّ جَلّ فرمائے گا: ”اے میرے بندے! لوگوں نے تجھے چھوڑ دیا اور اگر وہ تیرے پاس رہتے تو بھی تجھے ان سے نفع نہ ہوتا، انہوں نے تجھے میرے دروازے کی طرف متوجہ کر دیا اور میرے رحم و کرم پر چھوڑ کر گئے ہیں۔ اے میرے بندے! ٹھنڈا سانس لے اور آنکھوں کو بھی ٹھنڈا کر لے کہ تو آج رات میرا مہمان ہے اور کریم اپنے مہمان کو محروم نہیں چھوڑتا۔ اے فرشتو! احسن طریقے سے اس کی مہمان نوازی کرو اور اس پر اس کے گھر والوں اور قرابت داروں سے زیادہ مہربان ہو جاؤ۔“

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور سید المبعوثین، جناب رَحْمَةُ لِّلْعَالَمِينَ سَلَّمَ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مغفرت نشان ہے: ”اگر تمہاری خطائیں آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو ضرور اللہ غزوّ جَلّ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب ذکر التوبہ، الحدیث ۴۲۴۸، ص ۲۷۳۵)

رحمتِ الہی غزوّ جَلّ ہر گنہگار و نیکو کار کو شامل ہے:

منقول ہے، حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مناجات میں عرض کیا: ”یار رب غزوّ جَلّ!“ اللہ غزوّ جَلّ نے ارشاد فرمایا: ”لَبَّيْكَ يَا مُوسَى!“ آپ علیہ السلام نے عرض کی: ”يَا اللّٰهُ غزوّ جَلّ! تو تو مالک ہے، میری کیا حیثیت کہ تو مجھے لبیک کہہ کر جواب دے۔“ تو اللہ غزوّ جَلّ نے ارشاد فرمایا: ”مجھے یہ پسند ہے کہ کوئی بندہ مجھے ”یار رب“ پکارے تو میں اسے ”لبیک“ کہہ کر جواب دوں۔“ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”یار رب غزوّ جَلّ! کیا یہ ہر مطیع بندے

کے لئے ہے؟“ ارشاد ہوا: ”ہاں! بلکہ ہر گنہگار بندے کے لئے بھی ہے۔“ تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”فرمانبردار کے لئے تو اس کی اطاعت کے سبب ہے اور گنہگار پر یہ کرم کس وجہ سے؟“ تو جواب ارشاد ہوا: ”اے موسیٰ! اگر میں بھلائی کرنے والے کو اس کی بھلائی کا بدلہ دوں اور برائی کرنے والے پر اس کی برائی کی وجہ سے احسان نہ کروں تو میرا جود و کرم کہاں جائے گا۔“

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پانچ پسندیدہ کلمات:

منقول ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں زمین میں میرے ایک ولی کا انتقال ہو گیا ہے تم وہاں جا کر اس کو غسل و کفن دو اور اس کی نماز جنازہ ادا کرو اور مٹی میں اس کو دفن کر دو کہ وہ جنت میں تیرا پڑوسی ہے۔“ چنانچہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے۔ اس کو بیابان میں مردہ پایا۔ اس کے پاس کوئی نہ تھا اور نہ ہی دنیا میں اس کی ملکیت میں کوئی چیز تھی۔ لوگ اس کی برائی بیان کرتے اور ہر قسم کے گناہ کا مرتکب قرار دیتے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غسل و کفن دے کر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔ پھر عرض کی: ”یا رب عَزَّوَجَلَّ! میں نے اس میت کے متعلق تیرے حکم پر عمل کیا لیکن لوگ تو اس کی برائی بیان کرتے ہیں اور ہر قسم کے گناہ کا مرتکب کہتے ہیں۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ”اے موسیٰ! میرے بندے سچ کہتے ہیں، لیکن میں ان سے زیادہ وہ کچھ جانتا ہوں جو وہ نہیں جانتے۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے پانچ کلمات سے مجھ سے مناجات کی، جس کے سبب میں نے اس کی مغفرت فرمادی۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”وہ پانچ کلمات کون سے ہیں؟“ ارشاد ہوا: ”اے موسیٰ! وہ پانچ کلمات یہ ہیں:

(۱)..... اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ میں نیکوں سے محبت کرتا ہوں اگرچہ خود نیک نہیں ہوں۔

(۲)..... یا رب عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ میں فاسقوں سے بغض رکھتا ہوں اگرچہ میں خود فاسق ہوں۔

(۳)..... یا رب عَزَّوَجَلَّ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے جنت میں داخل ہونے سے تیری ملکیت میں کوئی کمی آجائے

گی تو میں تجھ سے جنت کا سوال نہ کروں۔

(۴)..... یا رب عَزَّوَجَلَّ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے جہنم میں داخل ہونے سے تیری ملکیت میں اضافہ ہوگا تو میں

جہنم سے تیری پناہ نہ مانگوں۔

(۵)..... یا رب عَزَّوَجَلَّ! اگر تو مجھ پر رحم نہ کرے گا تو پھر کون کرے گا؟

اے موسیٰ! میں نے اس پر رحم کیا اور کیا میرے کرم کے لائق تھا کہ میں اس کو خائب و خاسر لوٹا دیتا۔ جب اس نے یہ کلمات کہے تو میں نے اس سے درگزر فرمایا اور اس کی مغفرت فرمادی اور میں ہی بخشنے والا، مہربان ہوں۔“

يا اللّٰهُ غُزُوْخَلْ! ہمیں دین کی سمجھ عطا فرما، مشکل امور کی تشریح کرنا سکھا اور ہمیں ذلت و رسوائی سے محفوظ فرما۔ اے ہمارے مالک و مولیٰ غُزُوْخَلْ! اے حق و مبین ذات! ہمیں اپنی رحمت سے اپنا کامیاب بندہ بنا دے۔ يا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ! ہم پر اپنا خاص رحم و کرم فرما۔ (امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ



اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ لوگ

دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ”اللہ غُزُوْخَلْ قیامت کے دن تین شخصوں سے نہ کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان پر نظر رحمت فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور وہ تین یہ ہیں: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ، اور متکبر فقیر۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم..... الخ، الحدیث: ۲۹۶، ص ۶۹۶)

سرکار و الاتجار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ”اللہ غُزُوْخَلْ ان چار لوگوں کو قطعاً پسند نہیں فرماتا: (۱) کثرت سے قسمیں کھانے والا تاجر (۲) متکبر فقیر (۳) بوڑھا زانی اور (۴) ظالم حکمران۔“ (سنن النسائی، کتاب الزکاة، باب الفقیر المختال، الحدیث: ۲۵۷۷، ص ۲۲۵۴)

مآخذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
	قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ	ضیاء القرآن پبلیشرز لاہور
1	کنز الایمان فی ترجمہ القرآن	اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن متوفی ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن پبلیشرز
2	خزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی متوفی ۱۳۶۷ھ	ضیاء القرآن پبلیشرز
3	تفسیر قرطبی	الامام محمد بن احمد القرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۶۷۱ھ	دارالفکر بیروت
4	تفسیر الکبیر	الامام فخر الدین الرازی علیہ رحمۃ اللہ الباقی متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث بیروت
5	تفسیر روح البیان	الامام الحافظ اسماعیل حقی البروسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ پاکستان
6	تفسیر زاد المسیر لابن الحوزی	الامام ابو الفرج عبدالرحمن بن علی بن الحوزی القرظی علیہ رحمۃ متوفی ۵۹۷ھ	المکبۃ الشاملۃ
7	تفسیر البغوی	الامام ابو حمید الحسین البغوی علیہ رحمۃ اللہ القوی متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
8	تفسیر ابن کثیر	الامام الحافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
9	الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور	الامام الحافظ جلال الدین السیوطی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت
10	صحیح البخاری	الامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۵۶ھ	دار السلام ریاض
11	صحیح مسلم	الامام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۶۱ھ	دار السلام ریاض
12	جامع الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۷۹ھ	دار السلام ریاض
13	سنن ابی داؤد	الامام ابو داؤد سلیمان ابن اشعث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۷۵ھ	دار السلام ریاض
14	سنن نسائی	الامام احمد بن شعبان النسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۳۰۳ھ	دار السلام ریاض
15	سنن ابن ماجہ	الامام محمد بن یزید القزوی ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۷۳ھ	دار السلام ریاض
16	صحیح ابن خزیمہ	الامام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۳۱۱ھ	المکبۃ الاسلامیۃ بیروت
17	الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان	الحافظ محمد بن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
18	کتاب المراسیل لابی داؤد	الامام ابو داؤد سلیمان ابن اشعث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۷۵ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان پاکستان
19	مسند ابی یعلیٰ	ابو یعلیٰ احمد الموصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
20	مسند للامام احمد بن حنبل	الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت
21	الزهد للامام احمد بن حنبل	الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت
22	البحر الزخار المعروف بمسند البزار	الامام ابو بکر احمد بن عمرو البزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۹۲ھ	مکبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورۃ
23	المعجم الکبیر	الحافظ سلیمان بن احمد الطبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۳۲۰ھ	دار احیاء التراث بیروت
24	موسوعۃ لامام ابن ابی الدنیا	الحافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عید ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ
25	مکارم اخلاق لابن ابی الدنیا	الحافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عید ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ
26	المعجم الارسط	الحافظ سلیمان بن احمد الطبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۳۲۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
27	السیرۃ النبویۃ لابن کثیر	الامام الحافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
28	السیرۃ النبویۃ لابن ہشام	ابو محمد عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
29	کتاب المعظمۃ	ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حبان علیہ رحمۃ الرحمن متوفی ۳۹۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت

باب المدینہ کراچی	الامام عبد اللہ بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۵۵ھ	سنن الدارمی	30
المکبۃ الشاملۃ	الحافظ احمد بن الحسين البيهقي رحمه الله تعالى عليه متوفى ۴۵۸ھ	الاسماء والصفات للبيهقي	31
دار المعرفۃ بیروت	الامام محمد بن عبد الله الحاكم رحمه الله تعالى عليه متوفى ۴۰۵ھ	المستدرک علی الصحیحین	32
المکبۃ الالفیۃ	اسماعیل بن محمد بن الفضل التیمی الاصبهانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی متوفی ۵۳۵ھ	دلائل النبوة للاصبهانی	33
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الحافظ احمد بن الحسين البيهقي رحمه الله تعالى عليه متوفى ۴۵۸ھ	دلائل النبوة للبيهقي	34
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام احمد بن شعيب النسائي رحمه الله تعالى عليه متوفى ۳۰۳ھ	السنن الكبرى للنسائي	35
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام احمد بن الحسين البيهقي رحمه الله تعالى عليه متوفى ۴۵۸ھ	السنن الكبرى للبيهقي	36
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام احمد بن الحسين البيهقي رحمه الله تعالى عليه متوفى ۴۵۸ھ	شعب الایمان للبيهقي	37
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام الحافظ عمادالدين ابن كثير متوفى ۷۷۴ھ	البدایۃ النہایۃ لابن کثیر	38
المکبۃ الشاملۃ	عیاض بن موسی المعروف بالقاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۵۴۴ھ	ترتیب المدارک وتقرب المسالك	39
دار حفصہ	الشیخ الامام ضیاء الدین ابو عبد الله الحنبلی المقدسی رحمه الله متوفى ۳۹۶ھ	الاحادیث المختارۃ	40
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الحافظ محمد بن حبان رحمه الله تعالى عليه متوفى ۳۵۴ھ	الثقات لابن حبان	41
دار المعرفۃ بیروت	الامام مالک بن انس رحمه الله تعالى عليه متوفى ۱۷۹ھ	موطأ امام مالك	42
دار الفکر بیروت	الامام عبد الله بن محمد بن ابی شیبۃ رحمه الله تعالى عليه متوفى ۲۳۵ھ	المصنف لابن ابی شیبۃ	43
پاکستان	الامام عبد الرزاق الصنعانی رحمه الله تعالى عليه متوفى ۲۱۱ھ	الجزء المفقود من الجزء الاول المصنف	44
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام عبد الرزاق الصنعانی رحمه الله تعالى عليه متوفى ۲۱۱ھ	مصنف عبدالرزاق	45
پشاور پاکستان	عارف باللہ الامام عبدالغنی النہلمسی علیہ الرحمۃ اللہ الغنی متوفی ۱۱۱۳ھ	الحدیثۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ	46
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی رحمه الله تعالى عليه متوفى ۴۶۳ھ	تاریخ بغداد	47
باب المدینہ کراچی پاکستان	الحافظ الامام جلال الدین السیوطی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی متوفی ۹۱۱ھ	تاریخ الخلفاء	48
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام ابو احمد عبد الله بن عدی الحرثانی رحمه الله تعالى عليه متوفى ۳۶۵ھ	الکامل فی ضعف الرجال	49
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام الحافظ ابو نعیم الاصبهانی رحمه الله تعالى عليه متوفى ۴۳۰ھ	حلیۃ الاولیاء	50
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام الحافظ ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمه الله تعالى عليه متوفى ۸۵۲ھ	فتح الباری شرح صحیح البخاری	51
مکبۃ الشاملۃ	محمد بن عبد الله بن احمد المکی الازرقی متوفى ۲۴۴ھ	اخبار مکة للازرقی	52
باب المدینہ کراچی پاکستان	الامام ابو عبد الله محمد بن اسحاق الفاکھی متوفى ۲۸۵ھ	اخبار مکة للفاکھی	53
دار الفکر بیروت	الامام شمس الدین محمد بن احمد المنعمی رحمه الله تعالى عليه متوفى ۷۴۸ھ	سیر اعلام النبلاء	54
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام الحافظ محمد بن حبان رحمه الله تعالى عليه متوفى ۳۵۴ھ	المحروحين لابن حبان	55
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمه الله تعالى عليه متوفى ۸۵۲ھ	الاصابة فی تسمیة الصحابة	56
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام اسماعیل بن محمد بن الهادی رحمه الله تعالى عليه متوفى ۱۱۶۲ھ	کشف الحفاء ومزیل الالباس	57
مرکز اہل السنۃ مركات رضا	الشیخ ابو طالب محمد بن علی المکی علیہ رحمۃ اللہ القوی متوفی ۳۸۶ھ	قوت القلوب	58
دار الکتب العلمیۃ بیروت	العلامة ابو بکر عثمان بن محمد شطا الدیلمی البکری علیہ رحمۃ اللہ القوی متوفى ۱۳۰۰ھ	اعانة الطالبین لشرح قرۃ العین	59
دار ابن حزم	خیر الدین زکلی متوفى ۱۳۹۶ھ	الاعلام للزکلی	60
مؤسسۃ الرسالۃ	عمر رضا کمالی متوفى ۱۴۰۸ھ	معجم المؤلفین	61

المکبة الشاملة	ابوالعباس شمس الدين احمد بن محمد بن خلکان عليه رحمة العنان متوفى ٦٨١ هـ	وفيات الاعيان لابن خلکان	62
المکبة الشاملة	الامام الحافظ ابي القاسم على بن الحسن المعروف بابن عساكر رحمه الله متوفى ٥٧١ هـ	تاريخ دمشق لابن عساكر	63
دار الكتب العلمية بيروت	الامام ابو الفرج عبدالرحمن بن علي بن الحوزي القرشي عليه رحمة الله القوي متوفى ٥٩٧ هـ	العلل المتناهية لابن الحوزي	64
دار الكتب العلمية بيروت	الامام شيخ ابو جعفر احمد الشهير الطبري متوفى ٦٩٤ هـ	الرياض النضرة في مناقب العشرة	65
باب المدينة كراچی پاکستان	الامام الحافظ محمد بن عبدالرحمن كنفوري متوفى ١٣٥٣ هـ	تحفة الاحوذى شرح جامع الترمذی	66
دار الفكر بيروت	شهاب الدين محمد بن ابي احمد ابي الفتح رحمة الله تعالى عليه متوفى ٨٥٠ هـ	المستطرف في كل فن مستظرف	67
دار الكتب العلمية بيروت	الامام الحافظ معمر بن راشد الازدي عليه رحمة الله القوي متوفى ١٥١ هـ	كتاب الجامع	68
كوته پاکستان	محمد بن محمد معروف بابن اليزار الكردی عليه رحمة الله القوي متوفى ٨٢٧ هـ	مناقب امام اعظم للكردی	69
كوته پاکستان	الموفق بن احمد المكي عليه رحمة الله القوي متوفى ٥٦٨ هـ	مناقب امام اعظم للموفق	70
المکبة الشاملة	الامام جمال الدين ابي الفرج بن جوزي عليه رحمة الله القوي متوفى ٥٩٧ هـ	صيد الخاطر ابن الحوزي	71
دار الكتب العلمية بيروت	الامام جمال الدين ابي الفرج بن جوزي عليه رحمة الله القوي متوفى ٥٩٧ هـ	صفة الصفوة	72
انتشارات گنجینه	شيخ فريد الدين عطار عليه رحمة الله الفقار متوفى ٦١٦/٦٠٦ هـ	تذكرة الاولياء	73
المکبة الشاملة	الامام شمس الدين الذهبي عليه رحمة الله القوي متوفى ٧٤٨ هـ	تاريخ الاسلام للذهبي	74
دار الكتب العلمية بيروت	محمد بن سعد بن منيع الهاشمي البصري عليه رحمة الله القوي متوفى ٢٣٠ هـ	الطبقات الكبرى لابن سعد	75
دار الفكر بيروت	الامام ابو المواهب عبدالوهاب الشعراني قدس سره النوراني متوفى ٩٧٣ هـ	الطبقات الكبرى للشعراني	76
دار الفكر بيروت	الحافظ شهرويه بن شهر دار بن شهرويه الديلمي رحمة الله تعالى عليه متوفى ٥٠٩ هـ	فردوس الاخبار للديلمي	77
دار الكتب العلمية بيروت	العلامة علاء الدين علي المتقي الهندي رحمة الله تعالى عليه متوفى ٩٧٥ هـ	كنز العمال	78
دار الفكر بيروت	الامام زكي الدين عبد العظيم المتزدي رحمة الله تعالى عليه متوفى ٦٥٦ هـ	الترغيب والترهيب	79
دار الكتب العلمية بيروت	الامام الحافظ جلال الدين السيوطي الشافعي رحمة الله تعالى عليه متوفى ٩١١ هـ	الجامع الصغير	80
دار الكتب العلمية بيروت	الامام محمد عبد الرؤوف المناوي رحمة الله تعالى عليه متوفى ١٠٣١ هـ	فيض القدير شرح الجامع الصغير	81
دار الكتب العلمية بيروت	العلامة مرتضى الزبيدي رحمة الله تعالى عليه متوفى ١٢٠٥ هـ	اتحاف السادة المتقين	82
دار الكتب العلمية بيروت	الشيخ محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي رحمة الله تعالى عليه متوفى ٧٤١ هـ	مشكوة المصابيح	83
ضياء القرآن پبلی کیشتر لاهور	حكيم الأمت مفتي احمد بارخان عليه رحمة الرحمن متوفى ١٣٩١ هـ	مرآة المناجیح شرح مشکوة المصابیح	84
دار الكتب العلمية بيروت	الامام اسمعيل بن محمد بن الهادي رحمة الله تعالى عليه متوفى ١١٦٢ هـ	كشف الخفاء ومزيل الالباس	85
دار الاحياء التراث	محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني عليه رحمة الله الوالي متوفى ١١٢٢ هـ	شرح زرقاني على الموطا	86
دار الكتب العلمية بيروت	الامام يوسف بن عبد الله محمد بن عبد البر رحمة الله تعالى عليه متوفى ٤٦٣ هـ	التمهيد لابن عبد البر	87
ملتان پاکستان	الامام الكبير علي بن عمر الدار قطني رحمة الله تعالى عليه متوفى ٣٥٨ هـ	سنن الدار قطني	88
المکبة الشاملة	ابو حفص عمر بن احمد المعروف بابن شاهين رحمة الله تعالى عليه متوفى ٣٨٥ هـ	الترغيب في فضائل الاعمال وثواب ذلك	89
باب المدينة كراچی پاکستان	مولانا عبد الحی لکهنوی عليه رحمة الله القوي متوفى ١٣٠٤ هـ	تعلیق المصحح	90
دار الفكر بيروت	الامام ابو الفرج عبدالرحمن بن علي بن الحوزي القرشي عليه رحمة القوي متوفى ٥٩٧ هـ	الموضوعات	91
دار الفكر بيروت	الامام الشيخ محي الدين ابن عربي عليه رحمة الله القوي متوفى ٦٣٨ هـ	الفتوحات المكية لابن عربي	92
المکبة الشاملة		غلاء الألباب في شرح منظومة الأديب	93

94	وسائل الوصول الى شمائل الرسول	الامام المحقق المحدث علامه محمد يوسف بن اسماعيل نيهاني متوفى ١١٣٥	دار السنه والجماعة بيروت
95	الروض الانف	الامام ابو القاسم عبد الرحمن بن عبدالله بن علي السهيلي عليه رحمة الله الولى متوفى ٥٨١	دار الكتب العلمية بيروت
96	احياء العلوم الدين	الامام ابو حامد محمد بن احمد طوسي الغزالي عليه رحمة الله الولى متوفى ٥٠٥	دار صادر بيروت
97	التذكرة الحمدونية	محمد بن الحسن بن محمد بن علي بن حمدون البيهقي متوفى ٥٦٢	المكتبة الشاملة
98	نزهة المحاسن	العلامة عبد الرحمن بن عبد السلام الصفوري الشافعي متوفى ٨٩٤	دار الكتب العلمية بيروت
99	نبيه الغافلين	الامام ابو حامد محمد بن احمد طوسي الغزالي عليه رحمة الله الولى متوفى ٥٠٥	پشاور پاکستان
100	ربيع الابرار	ابو القاسم محمد بن عمرو بن احمد الزمخشري متوفى ٥٣٨	المكتبة الشاملة
101	الغناوى الهندية	ملائطام الدين رحمة الله تعالى عليه متوفى ١١٦٦ و علمانيه هند	كونه پاکستان
102	الغناوى الرضوية	المحدث الاعظم الامام احمد رضا خان القادري الحنفي رحمة الله عليه متوفى ١٣٤٠	رضا فاؤنڈیشن لاہور
103	بہار شریعت	صدر الشريعة مفتي محمد امجد علي الاعظمي رحمة الله تعالى عليه متوفى ١٣٦٧	ضياء القرآن پبلی کیشنز لاہور
104	مأثبات بالسنة	الشيخ المحقق عبد الحق محدث دهلوي رحمة الله تعالى عليه متوفى ١٠٥٢	باب المدینہ کراچی
105	لسان العرب	العلامة ابو الفضل جمال الدين محمد بن مكرم ابن منظور الانريقي متوفى ٧١١	مؤسسة الأعلمی للمطبوعات بيروت
106	جامع کرامات اولیاء (مترجم)	الامام المحقق المحدث علامه محمد يوسف بن اسماعيل نيهاني متوفى ١١٣٥	ضياء القرآن پبلی کیشنز لاہور
107	کوثر الخیرات	شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی دامت برکاتہم العالیہ	ضياء القرآن پبلی کیشنز لاہور
108	فیضان سنت	امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ	مکبة المدینة باب المدینة کراچی
109	رفیق الحرمین	امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ	مکبة المدینة باب المدینة کراچی
110	نور خاتمہ کے اسباب	امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ	مکبة المدینة باب المدینة کراچی

تعارف شعبہ تراجم کتب

المدينة العلمية کا ایک اہم شعبہ ”شعبہ تراجم کتب“ ہے۔ جس کے قیام کا مقصد اپنے اکابرین علمائے اسلام کی عربی

میں لکھی گئی کتب و رسائل کا اردو زبان میں ترجمہ کرنا ہے۔

شعبہ تراجم کتب کی امتیازی خصوصیات:

✽ آیات قرآنیہ کا ترجمہ کنز الایمان شریف سے۔ ✽ متن کا محض لفظی ترجمہ کے بجائے سلیس و با محاورہ ترجمہ۔

✽ حتی الامکان آسان و عام فہم الفاظ کا استعمال۔ ✽ کتابت کے بجائے جدید تقاضوں کے مطابق کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ

ساتھ مکمل فارمیشن کا اہتمام۔ ✽ ترجمہ کرنے کے بعد عربی متن سے تقابل۔ ✽ اردو ادب و انشاء کے ساتھ ساتھ علاماتِ ترقیم

(رموز اوقاف) کا التزام۔ ✽ پروف ریڈنگ۔ کم از کم دو بار بالخصوص آیات قرآنیہ کی تین بار۔ ✽ عقائد و مسائل کے حوالے

سے ضرورتاً مفید حواشی کا اہتمام۔ ✽ بیان کردہ تفسیری عبارات، احادیث مبارکہ، اقوال اور واقعات کی تخریج کا حتی المقدور

اہتمام۔ ✽ آخری مرحلہ میں عقائد، مسائل، عربی عبارات اور اخلاقیات کے حوالے سے شرعی تفتیش۔

پیش کش: مجلس المدینة العلمیہ (دعوت اسلامی)

مجلس المدینة العلمیة کی طرف سے پیش کردہ 129 کتب و رسائل

مع عنقریب آنے والی 27 کتب و رسائل

﴿ شعبہ کتب اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت ﴾

اردو کتب:

- 1..... السلوٰظ المعروف بہ منظومات اعلیٰ حضرت (حصہ اول) (کل صفحات: 250) 2..... کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (بکفل الفقہیہ الفقہیہ فی احکام برطانیہ) (کل صفحات: 199)
- 3..... دعاء کے فضائل (أحسن الرغاء لآداب الدعاء مفع ذیل المدعا لأحسن الرغاء) (کل صفحات: 140) 4..... والدین، بزرگوں اور ساترہ کے حقوق (أحقوقی لکرح العفوق)
- (کل صفحات: 125) 5..... اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (إظهار الحق الخلی) (کل صفحات: 100) 6..... ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات: 74)
- 7..... ثبوت ہلال کے طریقے (طریقہ ابحاث ہلال) (کل صفحات: 63) 8..... ولایت کا آسان راستہ (تصویر شیخ) (الیافوتہ الواسطہ) (کل صفحات: 60)
- 9..... شریعت و طریقت (مقالہ العرفاء یاغزاز شرع و علمائہ) (کل صفحات: 57) 10..... عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وشاح الحید فی تحلیل معانقہ العید) (کل صفحات: 55)
- 11..... حقوق العباد کیسے معاف ہوں (عجب الامداد) (کل صفحات: 47) 12..... معاشی ترقی کا راز (حاشیہ تشریح تدبیر فلاح و نجات و اصلاح) (کل صفحات: 41)
- 13..... براہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کے فضائل (زاد الفحیط و الوتایہ بدعوة الجیران و مؤانسة الفقراء) (کل صفحات: 40) 14..... اولاد کے حقوق (مشعلہ الارشاد) (کل صفحات: 31)

عربی کتب:

- 15, 16, 17, 18..... جَدُّ الْمُنْتَارِ عَلَى رَدِّ الْمُنْتَارِ (المجلد الاول والثاني والثالث والرابع) (کل صفحات: 650, 713, 672, 570)
- 19..... الزُّمْرَةُ الْقَمَرِيَّةُ (کل صفحات: 93) 20..... تَمْهِيْدُ الْاِيْمَانِ (کل صفحات: 77) 21..... بَكْفُلُ الْفَقِيْهِ الْفَقَاهِيْمِ (کل صفحات: 74) 22..... اَخْلَى الْاِعْلَامِ (کل صفحات: 70)
- 23..... اِفَاتَةُ الْقِيَامَةِ (کل صفحات: 60) 24..... اَلْاِحْزَانُ الْمَيْتَةِ (کل صفحات: 62) 25..... اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِي (کل صفحات: 46)

عنقریب آنے والی کتب

- 1..... جَدُّ الْمُنْتَارِ عَلَى رَدِّ الْمُنْتَارِ (المجلد الخامس) 2..... فضائل دعا 3..... اولاد کے حقوق کی تفصیل (مشعلہ الارشاد) 4..... السلوٰظ المعروف بہ منظومات اعلیٰ حضرت (حصہ دوم)

﴿ شعبہ تراجم کتب ﴾

- 1..... جنہم میں لے جانے والے اعمال.. جلد اول (الزواجر عن اقتراف الكبائر) (کل صفحات: 853) 2..... جنت میں لے جانے والے اعمال (السنخز الرابع فی ثواب العمل الصالح)
- (کل صفحات: 743) 3..... احیاء العلوم کا خلاصہ (باب الاحیاء) (کل صفحات: 641) 4..... غیوٰی الحکامیات (مترجم حصہ اول) (کل صفحات: 412)
- 5..... آنسوؤں کا دریا (بحر الدموع) (کل صفحات: 300) 6..... الدعوة الی الفکر (کل صفحات: 148) 7..... نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قرئۃ العیون و منقرح القلب المسخزون)
- (کل صفحات: 138) 8..... مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روشن فیصلے (الباهر فی حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالباطن و الظاہر) (کل صفحات: 112)
- 9..... راہِ علم (تعلیم المتعلم طریق التعلیم) (کل صفحات: 102) 10..... دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (الزُّهُدُ قَصْرُ الْاَمَلِ) (کل صفحات: 85)
- 11..... حسن اخلاق (نکاح و الاخلاق) (کل صفحات: 74) 12..... بیٹے کو نصیحت (ابنہا الولد) (کل صفحات: 64) 13..... شاہراہ اولیاء (منہا ج العارفين) (کل صفحات: 38)
- 14..... سایہ عرش کس کس کو ملے گا؟ (تمہید القریش فی البصائل الموجهة لظلال القریش) (کل صفحات: 28) 15..... حکایتیں اور نصیحتیں (الکروض الغائب فی السوابغ و الرقائق) (کل صفحات: 649)

عنقریب آنے والی کتب

- 1..... بیون الحکایات (حصہ دوم) 2..... اللہ والوں کی باتیں (جلد اول) (حلیۃ الاولیاء) 3..... براہِ نجات و مہلکات جلد اول (الحدیقۃ الندیہ)

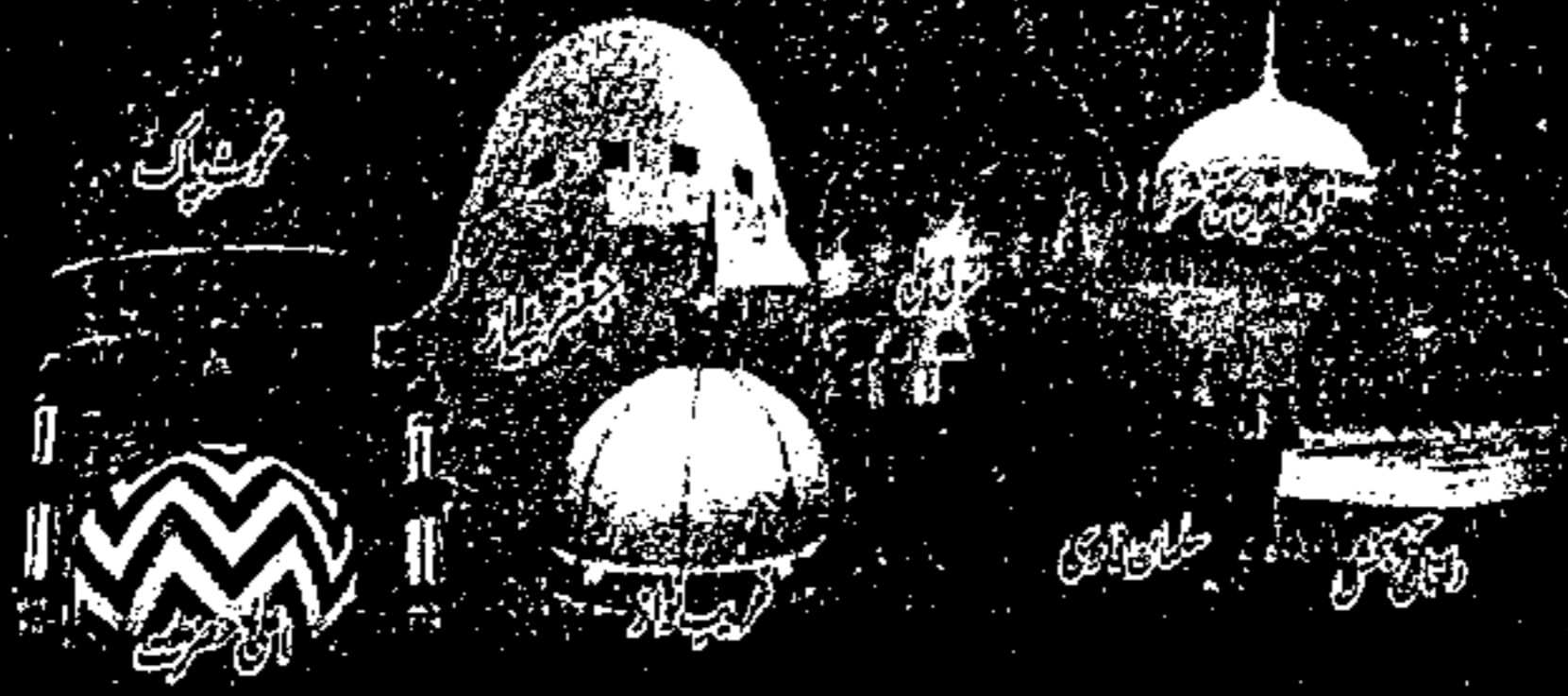
﴿ شعبہ درسی کتب ﴾

- 1..... اتقان الفراسہ شرح دیوان الحماسہ (کل صفحات: 325) 2..... نصاب صرف (کل صفحات: 343) 3..... اصول الشاشی مع احسن الحواشی (کل صفحات: 299)
- 4..... نحو میرمع حاشیہ نحو منیر (کل صفحات: 203) 5..... دروس البلاغۃ مع شعور البراعۃ (کل صفحات: 241) 6..... گلدستہ عقائد و اعمال (کل صفحات: 180)
- 7..... مراح الارواح مع حاشیہ ضیاء الاصباح (کل صفحات: 241) 8..... نصاب التوحید (کل صفحات: 79) 9..... نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر (کل صفحات: 280)
- 10..... صرف بہائی مع حاشیہ صرف بہائی (کل صفحات: 55) 11..... عنایۃ النحو فی شرح ہدایۃ النحو (کل صفحات: 175) 12..... تعریفات نحوہ (کل صفحات: 45)
- 13..... الفرح الکامل علی شرح مفاہم (کل صفحات: 158) 14..... شرح مفاہم (کل صفحات: 44) 15..... الاربعین النوریۃ فی الاحادیث النبویۃ (کل صفحات: 155)
- 16..... المعادۃ العربیۃ (کل صفحات: 101)

جلد 1



عِلْمُ اللَّهِ وَالْإِسْلَامِ كَيْفَ يَكُونُ



مؤلف: امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصغر ہالی شافعی المتوفی ۳۲۰ھ



سُنَّتِ كِي بھاریں

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سُنَّتِ كِي عالمگیر غیر سیاسی تحریکِ دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سُنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الہی کیلئے اٹھی اٹھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مدنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں بہ نیتِ ثواب سُنتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سُنَّتِ بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے گڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مدنی انعامات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مدنی قافلوں“ میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ



ISBN 978-969-631-078-5



0101053



فیضانِ مدینہ، محلہ سودا گران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net